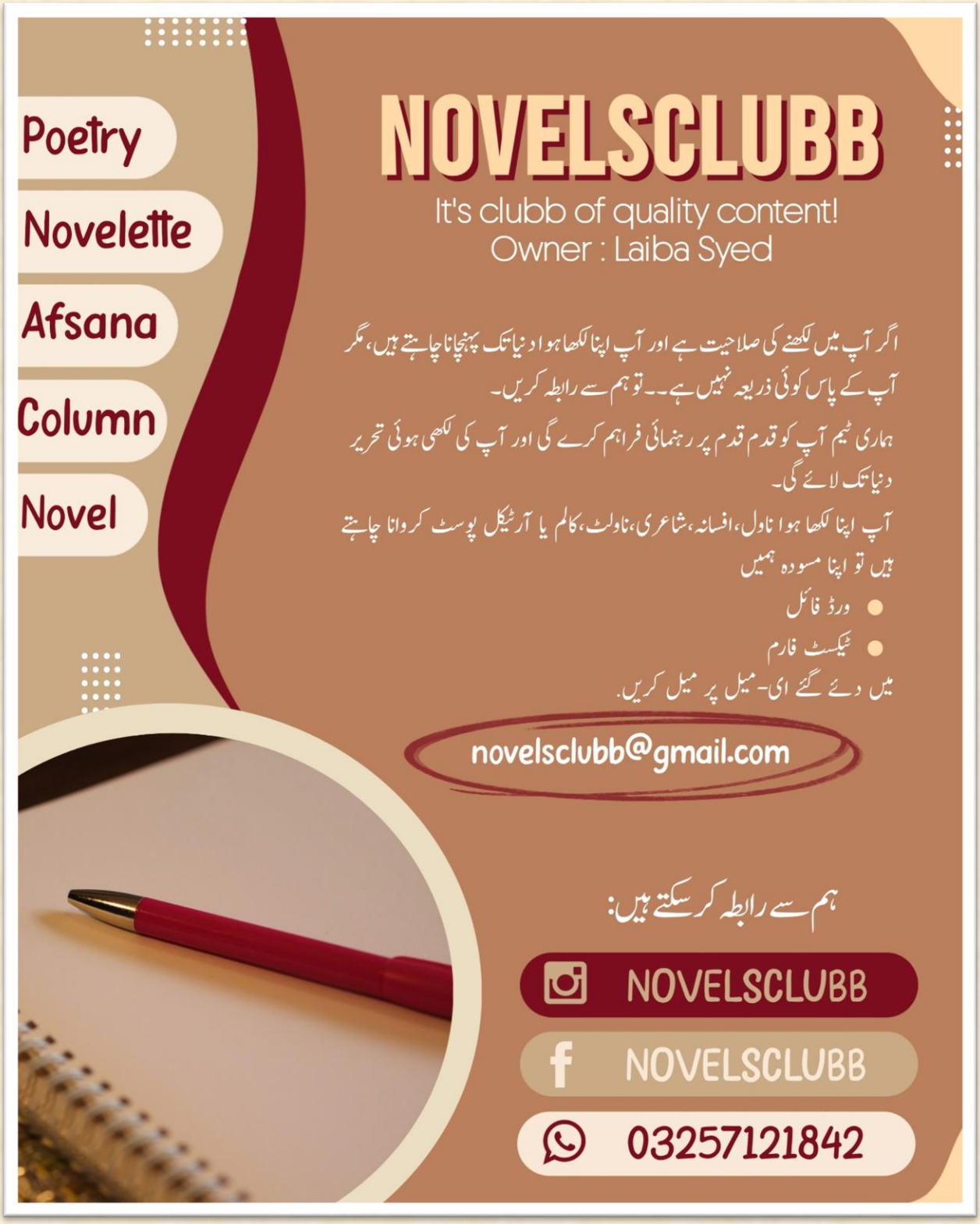

Poetry
Novelette
Afsana
Column
Novel
NOVELSCLUBB
It's clubb of quality content!
Owner : Laiba Syed
اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔
ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔
آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں
ورڈ فائل
ٹیکسٹ فارم
میں دئے گئے ای-میل پر میل کریں.
novelsclubb@gmail.com
ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں:
NOVELSCLUBB
NOVELSCLUBB
03257121842

خواہر و برادر

از قلم

اقرا ناصر

Clubb of Quality Content

باب نمبر ایک

گرمی کے موسم کی وہ ایک حبس زدہ دوپہر تھی۔ گرمی اپنے جوبن پر تھی۔ ہر ذی روح گرمی سے نڈھال تھی۔

ایسے میں اسلام آباد کی سڑکوں پر ٹریفک رواں دواں تھا۔ ہر کوئی اپنے کام میں مصروف نظر آتا تھا۔ بلاضرورت کوئی بھی گھر سے باہر نہیں نکل رہا تھا۔ ایسے میں ایک سڑک کے کنارے میں بنے پارک میں آتے، تو وہ بھی سنسان تھا۔ اگر غور سے دیکھو تو اس کے کنارے پر تم کو ایک لڑکی بنچ پر بیٹھی دکھائی دے گی۔ پورے پارک میں اس کے علاوہ کوئی دکھائی نہیں دیتا تھا۔

ایسا لگتا تھا گرمی اس پر اثر ہی نہیں کر رہی تھی۔ سورج کی جھلسا دینے والی دھوپ، اس کے سر اور کمر پر پڑ رہی تھی لیکن وہ اِس سے بے نیاز تھی۔ اس کی رنگت سفید تھی۔ اس کی آنکھیں سنہری اور نقوش خوبصورت تھے۔ اس نے چہرے پر ہلکا سا میک اپ کیا تھا جو اسے مزید خوبصورت دکھا رہا تھا۔ اس کے بھورے لمبے بال کمر پر گر رہے تھے۔ اس نے کالے

رنگ کی فراک اور کالے رنگ کا ہی پاجامہ پہنا ہوا تھا۔اس کے چہرے پر بے یقینی واضح تھی۔شاید وہ کسی صدمے کا شکار تھی۔

اس کی نظریں بائیں ہاتھ میں پہنی اپنی انگوٹھی پر تھی۔

پھر اس نے نظریں اٹھا کر آسمان کو دیکھا۔اس کے اندر پچھتاوے کی لہر اٹھی۔

"کاش میرے ساتھ اتنا برا نہ ہوتا!کاش میں باغی نہ بنتی!کاش میرے ساتھ محبت کے نام پر اتنا بڑا دھوکا نا کھیلا جاتا،لیکن کیا واقعی میں دھوکا صرف محبت کے نام پر دیا گیا تھا؟مجھے تو دھوکا دوسرے رشتوں کے نام پر بھی دیا گیا تھا۔"

اس کی سوچیں ہنوز جاری تھیں۔

* *

Clubb of Quality Content

ہر سو اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ رات کے اندھیرے میں اسلام آباد کی سڑکیں اور گلیاں سنسان تھیں۔ اسلام آباد کی ایک کالونی میں آتے تو وہاں بھی رات کا اندھیرا ہر سُو پھیلا تھا۔ اس کالونی میں بنے ایک بنگلے میں آئے، تو وہاں پر سناٹا چھایا تھا۔ گھر میں موجود سب افراد بستر پر لیٹے سو رہے تھے، مگر ایک بیڈ روم ایسا تھا جہاں پر کوئی ابھی تک اٹھا تھا۔ اس کمرے سے ہچکیاں باندھ کر رونے کی آواز آ رہی تھی۔

اس کمرے میں جھانکیں تو ایک لڑکی زمین پر بیٹھی رو رہی تھی۔ وہ کچھ اس طرح بیٹھی تھی کہ بیڈ کی پائنتی سے ٹیک لگی ہوئی تھی جبکہ چہرے کا رخ اوپر چھت کی جانب تھا۔ بیڈ کے پاس پڑے ٹیبل لیمپ کی روشنی سیدھا اس کے منہ پر پڑ رہی تھی۔ اس کی سنہری آنکھیں زیادہ رونے کی وجہ سے سوجی ہوئی تھیں۔ اس کی رنگت گندمی تھی جبکہ چہرے پر انگلیوں کے لال نشان واضح تھے۔ اس کے نقوش صاف تھے۔ اس کے لمبے کالے بال آبشار کی مانند بیڈ کے گدے پر گرے ہوئے تھے۔ گلابی رنگ کی شلوار قمیض پہنے وہ غمگین تھی۔ ایسا لگ رہا تھا وہ کب سے رو رہی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ کب سے اسی طرح بیٹھی ہوئی تھی۔ اب اس کے جسم میں درد ہونا بھی شروع ہو گیا تھا۔ وہ سیدھی ہوئی اور بڑی بے دردی سے اپنے آنسوؤں کو ہاتھ کی پشت سے رگڑا۔ پھر وہ ہمت کرتی اٹھی اور کمرے کے اس کونے میں گئی جدھر ایک موبائل ٹوٹ کر بکھرا ہوا تھا۔ وہ گھٹنوں کے بل بیٹھی اور ان ہی ٹکڑوں میں سے ایک ٹکڑا اٹھالیا۔ وہ ٹکڑا موبائل کی اسکرین کا لگتا تھا۔ وہ ایک بار پھر کھڑی ہوئی۔ اب اس کا رخ باتھ روم کے دروازے کی جانب تھا۔ اس نے باتھ روم کا دروازہ کھولا اور بلب جلایا۔ پورا باتھ روم روشنی سے نہا گیا۔ اس کی نظر سامنے واش بیسن کے اوپر لگے آئینے پر تھی۔ اسے اپنا عکس صاف دکھائی دے رہا تھا۔ وہ آہستہ آہستہ آگے آئی اور آئینے کے بلکل سامنے جھک کر اپنے چہرے پر موجود تھپڑ کا نشان دیکھا۔ پھر اس نے ایک نظر اپنی بند مٹھی کو دیکھا جس میں موبائل کا ٹکڑا تھا، پھر دوبارہ اپنے چہرے کو۔۔۔۔

وہ شدید ذہنی تناؤ کا شکار تھی۔ اسی ذہنی رو میں اس کے کانوں میں ماضی کی آوازیں گونجنے لگی۔ سنہری آنکھوں میں کرب اترا۔ اس نے اپنی مٹھی اتنی سختی سے بھینچی کہ موبائل کا ٹکڑا

اسے چبھنے لگا۔ اسے ان آوازوں سے چھٹکارا چاہیے تھا مگر آوازیں بند نہیں ہو رہی تھیں۔ اس نے مٹھی کھول کر اپنے دونوں ہاتھوں کو کانوں پر رکھ دیا۔ لیکن آوازیں تھیں کہ دم توڑنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔ وہ آہستہ آہستہ واش روم کے فرش پر بیٹھتی چلی گئی۔ ہاتھوں سے کانوں کو ڈھانپے وہ اپنا سر نفی میں ہلا رہی تھی۔

لبوں سے بس یہی نکلا۔

"خاموش ہو جاؤ"۔۔۔۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

* *

رات ہو رہی تھی۔ کمرہ اندھیرے میں ڈوبا تھا۔ گلی میں لگے اسٹریٹ پولز کی روشنی اس کمرے کی کھڑکی سے اپنی جگہ بناتی آ رہی تھی۔ اسی روشنی نے کمرے کو دیکھنے کے کچھ قابل

بنایا ہوا تھا۔اس دھیمی روشنی میں کمرے کی حالت بکھری لگتی تھی۔ایسا لگتا تھا جیسے کمرے میں کچھ دیر پہلے طوفان آیا ہو۔طوفان تو ویسے آیا تھا جس نے کسی کی زندگی کو اپنی لپیٹ میں لیا تھا۔وہ طوفان بیڈ پر لیٹی لڑکی کی زندگی میں آیا تھا۔اس نے اسکن رنگ کا لہنگا پہنا ہوا تھا جس پر مختلف رنگوں سے کڑھائی ہوئی تھی۔بیڈ کے پاس اسکن ہیل کی جوتی الٹی پڑی تھی۔ لڑکی کچھ اس طرح لیٹی تھی کہ اسکی کمر بیڈ پر جبکہ اس کے پاؤں زمین پر لٹک رہے تھے۔وہ اپنے ڈوپٹے کے اوپر لیٹی تھی جو ابھی تک اس کے بالوں میں اٹکا تھا۔

اس کی آنکھیں بند تھیں۔کھڑکی سے آتی گلی کی روشنی اس کی سانولے چہرے کو مزید سانولا دکھا رہی تھی۔اس نے آنکھ کھولیں،تو اس کی بھوری آنکھیں روشنی کی وجہ سے چمک گئیں۔

چند لمحے وہ کمرے کی چھت کو دیکھتی رہی۔پھر اس نے اپنے آپ کو اٹھ کر بیٹھتے ہوئے محسوس کیا۔پھر اس نے اپنے پاؤں کمرے کے فرش پر رکھے۔پھر وہ اٹھ کر سنگھار میز کی

طرف قدم بڑھانے لگی۔ وہ سنگھار میز کے آئینے کے عین سامنے کھڑی تھی۔ اس کا عکس اتنی کم روشنی میں بمشکل دکھائی دیتا تھا۔

وہ خود کو عجیب نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ اس کا میک اَپ اب خراب ہو چکا تھا۔ اس کی نظر اپنے ڈوپٹہ پر گئی جو ابھی تک اس کے بالوں میں اٹکا ہوا تھا۔ اس نے اپنے دوپٹے کو کنارے سے پکڑا اور ایک جھٹکے سے کھینچ لیا۔ ڈوپٹہ تھوڑا سا پھٹ گیا تھا لیکن فکر کس کو تھی؟

اس نے ڈوپٹہ زمین پر پھینک دیا۔ پھر اپنے بالوں میں موجود پن اتارنے لگی۔ کچھ دیر بعد وہ ساری ہیئر پن اتار چکی تھی۔ اسکے بال کسی بھی قسم کے اسٹائل سے آزاد تھے۔

پھر اس نے اپنے کانوں میں لگے سنہری رنگ کے جھمکوں پر ہاتھ پھیرا۔ اس نے ان کو اتارا اور جارحانہ انداز میں پھینک دیا۔

اب اس نے اپنے گردن میں پہنے سنہری رنگ کے نیکلس پر انگلیاں پھیری۔ پھر بے دردی سے اس کو کھینچا۔ اس کی گردن میں خراش آئی تھی۔ اس کا نیکلس بھی ٹوٹ گیا تھا لیکن پروا کس کو تھی!

اس نے اپنا ہاتھ کی پشت ہونٹوں پر رکھی، لپ اسٹک لگے ہونٹوں کو رگڑا۔ اس کی لپ اسٹک چہرے پر پھیل رہی تھی مگر اس کا ہاتھ نہیں رکا۔

تھوڑی دیر بعد اس کا اپنے ہونٹوں کو رگڑتا ہاتھ رک گیا۔

اس نے اب دوبارہ اپنے سراپے کو دیکھا۔ اس کو دیکھ کر صرف ایک لفظ ذہن میں آتا تھا "اجڑنا"۔ وہ اپنے عکس کو دیکھتی عجیب طریقے سے مسکرائی۔

اپنے عکس کو دیکھتے دیکھتے جب وہ تھک گئی تو اس نے آئینے سے منہ موڑ لیا اور سارا وزن میز پر ڈال کر کمر کا سہارا لیتے ہوئے زمین پر بیٹھ گئی۔ اس نے سنگھار میز سے ٹیک لگا لی۔ چھوٹے بالوں والی لڑکی نے اپنے پاؤں فولڈ کر کے اپنے سینے سے لگا لیے اور سر گھٹنوں پر رکھ دیا۔ اس کا منہ چھپا ہوا تھا لیکن سسکیاں ابھرنے کی آواز آ رہی تھیں۔ وہ رو رہی تھی۔

سسکیوں کی آواز آہستہ آہستہ تیز ہو رہی تھی۔ یہاں تک کہ اس کی آواز کمرے سے باہر جانے لگی۔ اس کے پاس آج رونے کے لیے بہت کچھ تھا۔

****

صبح کی ٹھنڈی ہوا اپنی راحت اور ٹھنڈک بکھیرتی ہر سو پھیل رہی تھی۔ یہ ہوا مختلف علاقوں سے ہوتی ہوئی اسلام آباد کے ایک پوش علاقے سے بھی گزری۔ کالونی میں بنے بنگلوں میں سے ایک بنگلے کی طرف بڑھیں، تو اس کا گیٹ بھورا تھا۔ بھورے گیٹ کے کھلتے ہی پورچ دکھائی دیتا، جس کا فرش چپس کا تھا۔ پورچ میں اس وقت دو گاڑیاں کھڑی تھیں۔ اس کے بائیں طرف لان تھا۔، جس کے کناروں میں مختلف قسم کے پھول اور پودے تھے جبکہ درمیان کے حصے میں سبز گھاس اگی تھی۔ گاڑیوں سے ذرا آگے آئیں، تو گھر کے اندر داخل ہونے کے لیے بھورے رنگ کا دروازہ لگا ہوا تھا۔

اس کو کھول کر اندر آؤ، تو سامنے ایک راہداری تھی جس کے دیوار اور فرش سفید رنگ سے رنگے تھے۔ راہداری سے چلتے ہوئے دائیں طرف ایک دروازہ تھا جس میں داخل ہو کر ڈائننگ ہال آتا تھا۔ اس کے فرش پر سفید رنگ کی چمکتی ہوئی ٹائلز لگی تھیں۔ دیواروں پر سفید

رنگ کا روغن ہوا تھا۔ ڈائننگ ہال کے درمیان میں ڈائننگ ٹیبل رکھی ہوئی تھی، جو بھورے رنگ کی تھی۔ اس کے ساتھ رکھی کرسیوں کا رنگ بھی بھورا تھا۔ ڈائننگ ٹیبل کے عین اوپر فانوس لگا ہوا تھا، جس میں سفید رنگ کے موتی، لڑیوں کی صورت میں لٹکے ہوئے تھے۔

ڈائننگ ٹیبل کی سربراہی کرسی پر ایک ادھیڑ عمر شخص بیٹھے دکھائی دیتے تھے۔ وہ اخبار پڑھ رہے تھے۔ وہی اس وقت اس گھر کے مکینوں میں سب سے زیادہ پرسکون دکھائی دے رہے تھے۔ انہوں نے سفید رنگ کی شرٹ پہنی ہوئی تھی جس پر نیلے رنگ کی دھاریاں تھیں۔ اس کے اوپر انہوں نے ایک کالے رنگ کا کوٹ پہنا ہوا تھا جو ان پر بہت اچھا لگ رہا تھا۔ ان کے نقوش اپنی جوانی جیسے وجیہہ تھے۔ ان کے بال مکمل طور پر سرمئی تھے۔ سیدھے ہاتھ میں گھڑی پہنی ہوئی تھی۔

وہ اشفاق احمد تھے۔

Clubb of Quality Content

ان کے سامنے میز پر خالی پلیٹیں پڑی ہوئی تھیں۔ان کا ناشتہ ابھی تیار نہیں ہوا تھا۔

ڈائننگ روم کے دائیں جانب ایک دروازہ تھا جو کچن کا تھا۔کچن میں سے کھانا پکنے کی خوشبو پورے ڈائننگ ہال میں پھیلی ہوئی تھی۔

ایسے میں ایک اٹھارہ سالہ لڑکی ڈائننگ روم میں داخل ہوئی۔اس نے لال رنگ کی فراک اور اسکن رنگ کا پاجامہ پہنا ہوا تھا۔گردن پر اس نے اسکن رنگ کا ڈوپٹہ لٹکایا ہوا تھا۔اس کی رنگت گہری سانولی،نین نقش پرکشش اور آنکھیں بھوری تھیں۔اس کے بال کندھوں تک بامشکل آتے تھے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اس کے کندھے پر بیگ اور ہاتھ میں چند کتابیں تھیں۔وہ اشفاق صاحب کی بائیں جانب والی کرسی پر بیٹھ گئی۔

اس نے پہلے میز کو دیکھا جس میں خالی پلیٹیں پڑی تھیں اور پھر اشفاق صاحب کو،اس کے بعد اونچی آواز میں بولی۔

"پرانے وقتوں میں جب شوہر کھانا کھانے کے لیے میز پر بیٹھتے تھے، تو اگلے ہی لمحے اِن کی بیویاں ان کے سامنے دس طرح کے کھانے رکھ دیا کرتی تھیں، لیکن آج کل کی عورتوں سے تو دو وقت کی ہانڈی نہیں پکتی۔"

لڑکی کی آواز کچن میں پہنچ چکی تھی۔

"پرانے زمانے کی مائیں بھی اپنی بگڑی اولاد کو سدھارنے کے لئے ان کے سر پر بیلن مارتی تھیں!"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

لڑکی کی بات پر کچن سے جواب آیا۔

لڑکی نے اپنا ہاتھ سینے سے لگایا اور اشفاق صاحب کی طرف دیکھتے ہوئے صدمے سے بولی۔

"بابا! دیکھ رہے ہیں آپ! آج آپ کے سامنے آپ کی بیوی مجھے دھمکی دے رہی ہیں۔ سوچیں آپ جب کام پر جاتے ہونگے، تو میرا کیا حال ہوتا ہوگا!"

اس کی ڈرامائی شکایت سن کر اشفاق مسکرا دیے۔

"اپنی ماں کو تنگ نہ کرو، جائی یانہ!"

اشفاق نے لڑکی کو ٹوکا۔

جس پر جائی یانہ منمنائی۔

" میں نے کیا کیا ہے"؟

اتنی دیر میں کچن سے ایک سنہری آنکھوں والی لڑکی باہر نکلی۔ اس نے ایپرن پہنا ہوا تھا۔ اس کی رنگت گندمی تھی اور نقوش وجیہہ تھے۔ کالے بال چٹیا میں گوندھے ہوئے تھے۔ اس کے ہاتھ میں آملیٹ کی پلیٹ تھی جو اس نے ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھے اشفاق صاحب کے سامنے رکھ دی۔

"شکریہ عزاہ بیٹا!"

عزاہ یہ سن کر مسکرائی، پھر واپس مڑ گئی۔ جائی یانہ نے اسے پیچھے سے آواز دی۔

"میرا بھی ناشتہ لادیں بجو!! کب سے پیٹ میں چوہے دوڑ رہے ہیں۔ اب تو ایسا لگ رہا ہے میرے پیٹ میں دوڑتے چوہے بھی بھوک کی شدت سے ہلاک ہو گئے ہیں۔"

اس نے آخری بات اپنا پیٹ پکڑ کر بولی۔

"تمہارا ناشتہ آرہا ہے۔ اتنا بے صبرا پن اچھا نہیں ہوتا!"

عزاہ بغیر مڑے بولتی ہوئی دوبارہ کچن میں چلی گئی۔

"آج آپ کا یونیورسٹی میں پہلا دن ہے۔ کیسا لگ رہا ہے؟"

اشفاق صاحب نے اخبار پڑھتے ہوئے سرسراسا پوچھا۔

"میں تو بہت ایکسائیٹڈ ہو۔ رات سے اس بارے میں سوچ رہی ہوں۔ آج میرے بی بی اے کے فرسٹ سمیسٹر کا پہلا دن ہے۔ آپ تو جانتے ہیں مجھے بزنس پڑھنے کا کتنا شوق تھا!"

"دن میں ہزار دفعہ تو سب کو اپنے شوق بتاتی ہو۔ بھلا کوئی انجان ہو سکتا ہے؟"

عزاہ کچن میں سے آتتے ہوئے بولی۔اس کے ہاتھوں میں ڈبل روٹی اور مکھن تھا۔

"اس بات سے تو میں بھی متفق ہوں"۔

اشفاق صاحب نے بھی بیچ میں لقمہ دیا۔عزاہ نے میز پر سامان رکھا اور ایک فاتحانہ نظر جائی یانہ پر ڈالتے واپس کچن کی طرف مڑ گئی۔جائی یانہ تلملا گئی۔

"بابا آپ بھی بجو کا ساتھ دے رہے ہیں!"

جائی یانہ نے منہ بنایا۔

"ایک تو میں نے آواز لگا کر آپ کی بیگم کو آپ کے ناشتہ کا ہوش دلایا ہے،ورنہ آپ کو آج کی تاریخ میں ناشتہ نہ ملتا لیکن آپ ہیں کہ بجو کی سائیڈ لے رہے ہیں۔جائیں میں آپ سے ناراض ہوں۔"

جائی یانہ نے آخری بات کہہ کر اپنے چہرے کا رخ موڑ لیا۔

"اچھا آپ ناراض تو نہ ہو۔میں تو مزاق کر رہا تھا"۔

اشفاق صاحب نے جائی یانہ کو منانے کی ایک ناکام کوشش کی۔

جائی یانہ نے منہ پھلائے میز پر سے ڈبل روٹی کا ٹکڑا اٹھایا۔اس نے اشفاق کی بات سنی ان سنی کر دی۔

ایسے میں فربہہ عورت کچن سے نکل کر ڈائننگ روم میں داخل ہوئیں۔ان کی آنکھیں سنہری، رنگت گندمی اور چہرے پر جھریاں واضح دکھائی دیتی تھیں۔

وہ نوال تھیں،اشفاق احمد کی بیوی۔۔۔

ان کے ہاتھ میں ٹرے تھی جس میں ٹی پاٹ اور کھانے کے دوسرے لوازمات تھے۔

انہوں نے اسے میز پر رکھا اور جائی یانہ کو حکم دیا

"جاؤ جائی یانہ!جا کر عالیہ کو اٹھا کر لے کر آؤ۔غضب خدا کا کہنے کو سب سے بڑی ہے لیکن مجال ہے بڑی بیٹیوں جیسی زمہ دار ہو۔"

"اماں میں کھا رہی ہوں۔کسی اور کو کہہ دیں"۔

وہ ڈبل روٹی پر چھڑی کی مدد سے مکھن لگاتی ہوئے بولی۔

اماں نے اس کے ہاتھ سے ڈبل روٹی پکڑ کر کہا۔

"اب تو نہیں کھا رہی نا کچھ۔ چلو جاؤ بڑی بہن کو بلا کر لاؤ! سنا نہیں تم نے۔"

جائی یانہ کا پہلے منہ کھلا رہ گیا، پھر وہ غصے سے اٹھی اور پیر پٹختے ہوئے اپنی بہن کو بلانے کے لیے کھڑی ہوئی۔

"اس گھر میں تو سکون سے ناشتہ بھی نہیں کر سکتے!" وہ زیر لب بڑبڑائی۔

"اسے ساتھ لے کر آنا، ورنہ جب تک وہ نہیں آئے گی تمہیں ناشتہ نہیں ملے گا۔"

نوال نے جائی یانہ کو پیچھے سے آواز لگائی۔

"یہ صحیح ہے، جب تک بڑی بیٹی نہیں آئے گی تب تک کوئی سکون کے دو نوالے بھی نہیں توڑ سکتا۔"

جائی یانہ کو مزید تپ چڑھ گئی۔ وہ غصے سے ڈائننگ سے باہر چلی گئی۔

اشفاق نے اس کے جانے کے بعد نوال کی سرزنش کی۔

"آپ لڑکیوں کو سمجھایا کریں۔ کھانے کے وقت ڈائننگ روم میں سب کا ہونا لازمی ہے۔ گھر میں کھانے کے وقت تو کم از کم سب بیٹھ کر ساتھ کھانا کھائے۔"

"میں انہیں سمجھاتی ہوں۔ عالیہ ذرا نیند کی کچی ہے۔ اس لیے ناشتے میں تھوڑی دیر سے اٹھتی ہے۔"

نوال اپنے دفاع میں بولیں۔

اب اشفاق صاحب نوال سے کسی اور متعلق بات کر رہے تھے۔ ان کو چھوڑ کر اگر ہم گھر کی دوسری منزل پر جاتے تو سیڑھیوں کو چڑھتے ہوئے سامنے راہداری تھی۔ راہداری پر چلو تو تھوڑی ہی دور ایک کمرے کا دروازہ کھلا تھا۔

اس کمرے کے اندر داخل ہوتے تو کمرے کے بلکل درمیان میں ایک سنگل بیڈ رکھا ہوا تھا۔ اس پر کوئی سویا ہوا تھا۔ پورا جسم چادر سے ڈھکا ہوا تھا۔

بیڈ کے تاج کے پاس سونے والے کے سر پر جائی یانہ کھڑی تھی۔اس نے سوئے ہوئے نفوس کو اپنے ہاتھوں سے جھنجھوڑا اور اونچی آواز میں بولی۔

"عالیہ آپی!اٹھ جاؤ۔اماں بلا رہی ہیں اور بابا بھی آپ کا پوچھ رہے ہیں۔"

"جائی یانہ یہاں سے چلی جاؤ۔مجھے تھوری دیر اور سونے دو۔"

چادر کے اندر سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"تو آپ نہیں اٹھیں گی؟!"

اس نے ہلاتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں!"

چادر منہ پر ڈھکے بڑے سکون سے جواب دیا گیا۔

جائی یانہ سیدھی کھڑی ہو کر کچھ دیر چپ چاپ چادر سے لپٹے وجود کو گھورتی رہی۔پھر اس کے ذہن میں ایک ترکیب سوجھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"آپ کو پتہ ہے آج ناشتے میں بجو اماں کی مدد کروا رہی ہیں کیونکہ نسرین (ملازمہ) آج چھٹی پر ہے۔ ایسے میں اگر ناشتے پر نہیں آؤ گی تو بابا کے سامنے آپ کا ہی امپریشن خراب ہو گا۔"

اس بات پر سوئے ہوئے نفوس نے چادر اپنے منہ سے اتاری، لیکن وہ مڑی نہیں۔ اس کی جائی یانہ کی طرف پشت تھی۔

"اگر آپ سونا چاہتی ہو پھر آپ کی مرضی ہے۔ میرا کام تھا آپ کو بتانا، جو میں نے بتا دیا۔ باقی جیسے آپ کی مرضی۔ ہیپی سلیپنگ!"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

جائی یانہ اس کے بعد کمرے کے دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ ابھی اس نے دروازے کی چوکھٹ پر قدم ہی رکھا تھا جب اسے پیچھے سے آواز سنائی دی۔

"رکو!"

جائی یا نہ آواز سن کر مسکرائی۔ اپنی مسکراہٹ دبا کر وہ مڑی اور لڑکی کو دیکھا جو بستر پر بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کی چادر اتر چکی تھی۔ اس کی آنکھیں سنہری تھیں اور رنگ سفید تھا۔ اس کے نقوش وجیہہ تھے اور بھورے لمبے بال بکھرے ہوئے تھے۔

جائی جانہ نے اس کو دیکھ کر بڑی تابعداری سے کہا۔

"جی عالیہ آپی! آپ نے بلایا؟"

"رکو میں منہ ہاتھ دھولوں۔ میرے ساتھ چلنا"۔

عالیہ نے یہ بولا اور بیڈ پر سے اٹھ گئی۔ کالے رنگ کی شلوار قمیض پہنے اس کا قد دراز لگتا تھا۔ وہ منہ پر بیزاری لیے باتھ روم کی طرف چل دی۔

عالیہ کے واشروم چلے جانے کے بعد اس نے بیڈ پر بیٹھتے ہوئے شکر ادا کیا۔

* *

احمد اور حسن بھائی تھے۔ان کا تعلق ایک متوسط گھرانے سے تھا۔وہ اسلام آباد کے ایک سفید پوش علاقے میں قیام پذیر تھے۔ان کے والد انور صاحب کی محلے میں کریانے کی دو کان تھی۔انور صاحب ایک عزت دار اور شریف انسان تھے۔ان کی شرافت کی گواہی پورا محلہ دیتا تھا۔وہ بس غصے کے تیز تھے۔اس لیے ان کے دونوں بیٹے ان سے دب کر رہتے تھے۔البتہ ان کی والدہ قدسیہ بیگم نہایت نرم مزاج عورت تھیں۔دونوں بھائی اپنی اکثر ضروریات اور باتیں اپنی والدہ کے ذریعے،انور صاحب تک پہنچاتے تھے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ان دونوں کا دوسرا کوئی بہن بھائی نہیں تھا۔احمد، حسن سے ایک سال بڑے تھے۔اس لیے دونوں ایک دوسرے کے بہت قریب تھے۔وہ دونوں ایک دوسرے سے کھل کر ہر بات کرتے تھے۔

میٹرک کرنے کے بعد انور صاحب نے ان کی پڑھائی چھڑوادی اور اپنی دو کان پر بٹھا دیا۔احمد کی تو پڑھائی سے ویسے ہی جان گھبراتی تھی،اس لیے وہ اپنے ابا کے اس فیصلے پر

خوش تھے۔ البتہ حسن کو پڑھائی کا شوق تھا اور وہ مزید آگے پڑھنا بھی چاہتے تھے۔ جب انہوں نے اپنی اس خواہش کا ابا کے سامنے اظہار کیا، تو وہ غصے میں آگئے۔ انہوں نے حسن سے غصے میں پوچھا۔

"کیا کر لینا ہے مزید آگے پڑھ کر؟ کون سی کوئی افسری لگ جانی ہے۔ چپ چاپ میری دوکان پر بیٹھو اور اب اس متعلق گھر میں کوئی بات نہیں ہوگی۔"

انور صاحب اپنا فیصلہ سنا کر کمرے میں چلے گئے۔ حسن جانتے تھے ابا کا فیصلہ پتھر پر لکیر ہوتا ہے۔ اس لیے انہوں نے دل مار کر انور صاحب کی دوکان پر بیٹھنا شروع کر دیا۔

کچھ عرصے بعد ان کے ابا نے اپنے دونوں بیٹوں کی شادی اپنے چھوٹے بھائی کی بیٹیوں سے کروادی۔ احمد کی شادی بڑی بہن پروین سے جبکہ حسن کی شادی چھوٹی بہن مریم سے ہوئی۔ جس پر ان دونوں بھائیوں کی طرف سے کوئی اعتراض سامنے نہ آیا۔

ان کی زندگیوں کی گاڑی یونہی رواں دواں رہی۔ اپنے بیٹوں کی شادی کے دو ماہ بعد قدسیہ بیگم کا انتقال ہو گیا۔ ان کے انتقال کے بعد انور صاحب بہت بیمار رہنے لگے۔ ان کا غصہ

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اور دبدبا بلکل ختم ہو گیا۔ انہوں نے پورا کاروبار اپنے بیٹوں کے حوالے کر دیا اور خود زیادہ تر وقت اپنے کمرے گزارنے لگے۔

کچھ عرصے بعد احمد اور پروین کو اللہ نے بیٹے کی نعمت سے نوازا، جس کا نام انور صاحب نے اشفاق رکھ دیا۔ ان کو اپنے پوتے سے ایک خاص قسم کا لگاؤ تھا۔ جو پیار انہوں نے اپنے بیٹوں کو کبھی نہیں دیا تھا، وہ ان کے پوتے کے نصیب میں لکھا تھا۔

دوسری طرف حسن پانچ سال تک بے اولاد رہے۔ پھر اللہ نے ان کو ایک بیٹی دی جس کا نام نوال رکھا گیا لیکن انور صاحب اپنی پوتی کو دیکھنے کے لیے زندہ نہیں رہے۔ ان کا انتقال نوال کی پیدائش سے ایک سال پہلے ہو گیا۔

ایک سال بعد حسن کے ہاں دوبارہ بچی کی پیدائش ہوئی جس کا نام ام ہانی رکھا گیا۔ حسن نے دو بیٹیوں کی پیدائش پر ناشکری نہیں کی بلکہ اپنی دونوں بیٹیوں کو اللہ کی رحمت سمجھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وقت یونہی گزرتا گیا لیکن دونوں بھائیوں کا پیار کم نہ کر سکا۔ ان دونوں نے شادی کے بعد بھی الگ گھر نہیں کیا بلکہ سب ساتھ ہی رہے۔ ان کا گھر گھریلو جھگڑوں اور سیاست سے پاک تھا۔ ان کا گھر صحیح معنوں میں امن کا گہوارا تھا لیکن پھر پتا نہیں کس کی نظر لگ گئی۔

اشفاق جب آٹھ سال کے ہوئے تو ان کی والدہ، پروین ایک دفعہ پھر حاملہ ہو گئیں۔ اس بات کو آٹھ ماہ گزر گئے تو احمد کے ایک دوست کی شادی آ گئی۔ وہ احمد کے بچپن کے دوست تھے، اس لیے احمد کی شادی میں شرکت لازمی تھی۔ ان کے ساتھ پروین بھی گئیں۔ اشفاق کی طبیعت خراب تھی، اس لیے وہ ان کے ساتھ نہیں گئے بلکہ اپنی چچی مریم کے پاس رک گئے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

شادی سے واپسی پر احمد اور پروین کی بائیک کی ٹرک سے ٹکر ہو گئی۔ دونوں کو بری طرح زخمی ہوئے۔ ٹرک ڈرائیور رات کے اندھیرے میں فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا۔ حادثے کے قریب موجود لوگوں نے ان کو ہسپتال پہنچایا۔

حسن کو جب حادثے کی خبر ملی تو ان پر تو گویا آسمان ٹوٹ گیا۔ انہوں نے مریم کو بتایا تو ان کا بھی یہی حال تھا۔ انہوں نے پڑوسن کو گھر پر بچوں کے پاس ٹھہرایا اور خود ہسپتال کے لیے نکل گئے۔ راستے میں دونوں کے دلوں میں عجیب و غریب خیالات آ رہے تھے جسے وہ جھٹک رہے تھے۔

****

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

تھوڑی دیر بعد عالیہ اور جائی یانہ ڈائننگ میں داخل ہوئیں۔ ڈائننگ ٹیبل پر سب بیٹھے ہوئے تھے اور ان کا انتظار کر رہے تھے۔ جائی یانہ نے اپنی کرسی پر بیٹھتے ہوئے ایک نظر اپنی ماں اور دونوں بڑی بہنوں کو دیکھا۔

اس کی دونوں بڑی بہنیں اپنی ماں پر گئی تھیں۔ عالیہ اور عزاہ بہت زیادہ اپنی ماں سے مشابہت رکھتی تھیں۔ ان دونوں نے سنہری آنکھیں اپنی ماں سے لی تھی۔

جائی یانہ اپنی ماں اور بہنوں پر نہیں گئی تھی۔ وہ سب سے منفرد تھی۔ اشفاق اکثر کہتے تھے کہ جائی یانہ اپنی دادی پر گئی ہے۔ اس کے نین نقش اور رنگت بلکل اشفاق صاحب کی ماں پر گئے تھے لیکن اس کو لگتا بابا اس کا بس دل رکھنے کے لیے کہتے ہیں۔

جائی یانہ نے دل ہی دل میں شکوہ کیا۔

"اللہ پاک مجھے بھی اپنی ماں جیسا لگنا تھا۔ مجھے بھی ان جیسی سنہری آنکھیں چاہیے۔ آپ نے یہ صرف آپی اور بجو کو ہی کیوں دے دیا؟"

اس کو چھوڑ کر اگر تم نوال کی طرف آئیں، تو وہ عالیہ کو گھور رہی تھیں۔ عالیہ کے بال ابھی تک بکھرے ہوئے تھے۔ نوال کو اس کے بکھرے بال ایک آنکھ نہیں بھا رہے تھے۔

"انسان جب کمرے سے نکلے تو اسکے بال تو اچھے سے بنے ہونے چاہیے۔"

انہوں نے عالیہ کو ٹوکا۔

"اماں آج دیر سے انکھ کھلی تھی۔ بس اس لیے بال نہیں بنا پائی۔"

عالیہ نے بیزاری سے بولا۔

"تو جلدی اٹھ جایا کرو۔ جب سے تمہارے تیسرے سمیسٹر کے امتحان ختم ہوئے ہیں، تمہیں سونے سے فرصت ہی نہیں مل رہی!"

نوال نے دوبارہ اس کو جھڑکا۔

"عزاہ بھی تو لڑکی ہے۔ جب سے اس کے امتحانات ختم ہوئے ہیں، میرے ساتھ کچن میں کھڑی کام کراتی ہے۔ جلدی اٹھ جاتی ہے۔ کمرے سے نکلتی ہے تو حلیہ سدھار کر نکلتی ہے۔ اس سے کچھ سیکھ لو۔ کہنے کو تم بڑی ہو لیکن مجال ہے بڑوں والی کوئی حرکت کبھی کی ہو۔"

اماں کے منہ سے عزاہ کا نام سن کر عالیہ کی برداشت ختم ہو گئی۔

"اماں آپ کو تو بس مجھ میں ہی سو عیب دکھائی دیتے ہیں۔"

اس نے غصے سے بولا۔ پھر وہ عزاہ کی طرف مڑی۔

"تمہیں تو چین مل گیا ہو گا امی کے سامنے مجھے ذلیل کروا کر!"

عزاہ جو ان سب سے لاتعلق بنی ناشتہ کر رہی تھی۔ عالیہ کی بات سن کر اس نے حیرانگی سے پوچھا۔

"میں نے کیا کیا ہے؟ مجھے ان سب میں مت گھسیٹو۔"

"تمہاری وجہ سے یہ سب کچھ ہوتا ہے۔ اماں کے سامنے اپنے نمبر زبڑھاتی رہتی ہو۔ سب کو یہ دکھاتی ہو تم ایک اچھی سگھڑ، لڑکی ہو جو اپنی ماں کی ہر وقت مدد کرواتی ہے۔ تمہارا مقصد ہی مجھے نیچا دکھانا ہے۔"

عزاہ کو اس کی بات سن کر غصہ آیا۔

"میں کسی کو نیچا نہیں دکھاتی۔ مجھے ان سب سے دور رکھو۔ بات تمہاری اور اماں کی ہے، تو بہتر ہو گا آپ دونوں اسے اپنی حد تک محدود رکھیں۔"

اس سے پہلے عالیہ مزید جواب میں کچھ کہتی اشفاق

صاحب کی گرج دار آواز پورے ڈائننگ روم میں گونجی۔

"بس! خاموش!!"

اشفاق نے غصے سے کہا۔ سب کے منہ پر تالے لگ گئے۔ عالیہ نے عزاہ کو گھورا اور اٹھ کر چلی گئی۔ عزاہ بھی خاموشی سے ڈائننگ ٹیبل سے اٹھ گئی۔

ان کا یوں اپنے باپ سے معافی نہ مانگنا اور ناشتہ چھوڑ کر چلے جانا نوال کو بہت برا لگا۔ وہ ان دونوں کا دماغ درست کرنے کے لیے جانے لگیں تو اشفاق نے انہیں روکا۔

"رک جائیں۔ بیٹھ کر ناشتہ کریں۔ اس کے بعد میں نے آپ سے بات کرنی ہے۔"

نوال چپ چاپ بیٹھ گئیں اور حلق سے نوالے اتارنے لگیں۔ جائی یا نہ اس سارے معاملے میں خاموش رہی۔ وہ جانتی تھی اب بابا امی کو کمرے میں لے جا کر ایک اچھی کلاس دیں گے۔

****

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

حسن اور مریم جب ہسپتال پہنچیں، تو ریسپشن کی طرف تقریباً بھاگتے ہوئے جانے لگے۔ ابھی وہ کچھ دور ہی تھے جب حسن کی نظر ایک اسٹریچر پر پڑی۔ اسٹریچر پر پڑے انسان کی شکل کو دیکھ کر، حسن کا چہرہ فق ہو گیا۔ وہ ان کے پاس دوڑتے ہوئے آئے۔ اسٹریچر پر پڑا وجود احمد کا تھا۔ ان کا جسم بلکل بے جان تھا۔ چہرہ سفید پڑ چکا تھا۔

حسن نے احمد کے بے جان وجود کو جھنجھوڑ کر بولا۔

"احمد! میرے بھائی! تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ اٹھو!"

اسٹریچر کو لے جاتے دو آدمی رک گئے۔ ان میں سے ایک نے پوچھا۔

"کیا آپ ان کو جانتے ہیں؟"

"یہ میرا بھائی ہے۔ اس کو کیا ہوا ہے"؟

حسن کی نظریں ابھی بھی اپنے بھائی پر ٹکی ہوئی تھی۔

"ان کا ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا۔ زیادہ خون بہنے اور گہری چوٹوں کی وجہ سے یہ راستے میں دم توڑ گئے۔"

وہ حسن کو بلکل مشینی انداز میں بتا رہا تھا۔ اس کے لہجے میں کسی قسم کا افسوس نہ تھا۔ مریم، حسن کے پیچھے کھڑی تھیں۔ یہ سن کر ان کے پیروں سے زمین نکل گئی۔ انہوں نے دیوار کا سہارا لے کر خود کو سنبھالا۔

حسن کی کیفیت تو "بدن کاٹو تو لہو نہ نکلے" کے مصداق تھی۔ ان کو یقین نہیں آرہا تھا وہ بھائی جو ابھی کچھ گھنٹے پہلے ان کے ساتھ بیٹھا باتیں کر رہا تھا، اب اس دنیا میں نہیں رہا۔

"آپ لوگ جھوٹ بول رہے ہیں!"

حسن کی آواز کھائی میں سے آتی محسوس ہوئی۔ انہوں نے ایک نظر ان آدمیوں کو، پھر اپنے بھائی کی لاش کو دیکھا۔ وہ احمد صاحب کے اوپر جھک گئے۔

"احمد میرے بھائی یہ بول رہے ہیں کہ تم مر گئے ہو۔ خدا کے لیے اٹھو ورنہ یہ ہم دونوں کو ایک دوسرے سے الگ کر دیں گے۔ اٹھو!"

وہ احمد کے جسم سے بچوں کی طرح لپٹ کر رو رہے تھے۔ ایسے میں ایک نرس ان کے پاس آئی اور پوچھا۔

"ان کے ساتھ ایک عورت بھی آئی تھیں۔ کیا آپ انہیں بھی جانتے ہیں؟"

Clubb of Quality Content

حسن اس کی بات نہ سن پائے۔ انہیں ہوش ہی کہا تھا مگر مریم نے نرس کی بات سن لی۔ وہ فوراً نرس کے پاس آئیں اور اپنے سینے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

"میں اس کی بہن ہوں۔ کہاں ہے وہ؟"

نرس نے انہیں اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا۔ مریم غائب دماغی سے اس کے پیچھے چلنے لگیں۔ نرس کسی کمرے کے اندر چلی گئی جبکہ مریم کمرے کے دروازے کے سامنے کھڑی رہیں۔ تھوڑی دیر میں نرس اپنی گود میں بچی اٹھائے باہر نکلی۔ اس نے وہ بچی مریم کو دی اور بتایا۔۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"آپ کی بہن جب یہاں آئیں، تو ان کی حالت بہت نازک تھی۔ ہم نے بروقت آپریشن کرنا مناسب سمجھا۔ اس آپریشن میں ان کی بچی تو بچ گئی لیکن آپ کی بہن۔۔۔!"

"میری بہن کو کیا ہوا"؟

"ان کی حالت پہلے ہی بہت زیادہ نازک تھی۔ وہ اپنی بیٹی پیدا کرنے کے بعد دم توڑ گئیں۔"

مریم نے صدمے سے نرس کو دیکھا۔ نرس نے اپنا ہاتھ مریم کے کندھے پر تھپتھپایا اور آگے چلی گئی جبکہ مریم گود میں بچی تھامے یوں ہی کھڑی رہیں۔ ان کا دماغ بند ہو گیا تھا۔ بچی نے رونا شروع کیا، تو مریم حال میں آئیں۔ انہوں خالی نظروں سے گود میں موجود بچی کو دیکھا۔ بچی بہت کمزور تھی۔ اس کو دیکھتے ہوئے مریم بولیں۔

"تمہاری ماں مر چکی ہے، زینب!"

وہ غائب دماغی میں اسے نام دے چکی تھیں۔ پھر وہ اپنے میاں کے پاس جانے کے لیے مڑ گئیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

* *

ناشتہ کر لینے اور نوال سے "بات" کرنے کے بعد، اشفاق جائی یانہ کو یونیورسٹی چھوڑنے چلے گئے۔ وہ یونیورسٹی پہنچ گئے تھے۔ جائی یانہ ابھی تک اشفاق سے ناراض تھی مگر صبح کے ہنگامے کی وجہ سے اس نے اپنی ناراضی اس وقت جتانا بہتر نہیں سمجھا۔ وہ صبح والے کپڑوں میں تھی لیکن سر پر دوپٹہ اچھی طرح جما تھا۔ اس نے دروازہ کھول کر پاؤں باہر نکالا تو اسے اپنے پیچھے سے آواز آئی۔

"معاف نہیں کرو گی اپنے بابا کو"؟

یعنی وہ جانتے تھے، وہ ان سے ابھی تک ناراض تھی۔

"بلکل نہیں!"

وہ جو نیچے اترنے والی تھی، دروازہ بند کر کے دوبارہ اپنی جگہ پر بیٹھ گئی اور چہرہ کا رخ سامنے کی طرف کر لیا۔

"آئندہ ایسا کچھ نہیں کروں گا۔ ہمیشہ اپنی بیٹی کا ساتھ دوں گا۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ایسے خالی معافی سے کام نہیں چلے گا۔ مجھے ناراض کرنے کا جرمانہ بھی ادا کرنا ہو گا۔"

ایک ہاتھ ان کی جانب بڑھایا، لیکن نظریں ابھی تک سامنے تھی۔

"اچھا! کتنے کا جرمانہ مجھ غریب پر عائد ہوا ہے؟"

اشفاق اس کے اس انداز پر مسکرا دیے۔

"پانچ سو روپے!"

سنجیدہ لہجے میں بتایا۔

اس کی یہ بات سن کر اشفاق مسکراتے ہوئے جیب میں سے اپنا والٹ نکالا اور ہزار روپے نکال کر جائی یانہ کی طرف بڑھائے۔

"اب مجھے معافی ملے گی"؟

"چلیں آپ بھی کیا یاد رکھیں گے کس سخی سے پالا پڑا تھا۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ پیسے ملنے پر اندر ہی اندر خوش ہو رہی تھی مگر اس نے چہرے سے ظاہر نہیں ہونے دیا۔ اس نے نوٹ لیتے ہوئے اپنی معافی کا اعلان کیا۔

اشفاق نے اس کی بات سن کر سکھ کا سانس لیا۔

"اللہ حافظ، بابا!"

وہ اپنی طرف کا دروازہ کھول کر جانے لگی تو اسے اچانک کچھ یاد آیا۔ اس نے دروازہ بند کیا اور انگلی اٹھا کر اشفاق کو تنبیہ دی۔

"اگر آپ نے اپنا جرمانہ ادا کرنے والی بات کسی کو بتائی خاص طور پر اماں کو، تو میں اگلی دفعہ دو ہزار روپے لوں گی!"

اشفاق نے اپنے ہونٹوں پر انگلی پھیری جیسے زپ لگا لی ہو۔

"کون سے پیسے؟ آپ کن پیسوں کی بات کر رہی ہیں؟ میں تو آپ کو چھوڑنے آیا ہوں؟"

"اب لگے نا آپ میرے بابا!"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

جائی یانہ نے چہک کر بولا۔ پھر وہ گاڑی سے اتر گئی اور یونیورسٹی جانے لگی۔ دروازے کے احاطے میں پہنچ کر وہ مڑی اور اشفاق کو دیکھا۔ اشفاق گاڑی میں بیٹھے اسے ہی دیکھ رہے تھے۔ اس نے ہاتھ ہلا کر اپنے بابا کو اللہ حافظ کیا۔ اشفاق نے بھی جواب میں ہاتھ ہلایا۔

جائی یانہ مسکراتے ہوئے مڑی اور یونیورسٹی کے اندر چلی گئی۔ اشفاق اس کو تب تک دیکھتے رہے، جب تک وہ ان کی نظروں سے اوجھل نہ ہو گئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

****

"یہ ابھی تم دونوں نے کیا کیا ہے"؟

نوال لاونج کے صوفے پر بیٹھیں، ان دونوں بہنوں کو خوب سنا رہی تھیں۔ نوال کو اشفاق نے بہت ڈانٹا تھا۔ اب وہ سارا غصہ ان دونوں پر اتار رہی تھیں۔

"اماں آپ صبح ہی شروع ہو گئی تھیں!"

عالیہ نے اپنی صفائی پیش کی۔

"ہاں تو وہ کوئی حلیہ تھا۔ لڑکیاں جب اپنے کمرے سے نکلتی ہیں، تو حلیہ سدھار کر نکلتی ہیں۔"

اماں نے اسے دوبارہ جھڑکا۔

"اماں اچھا اب آپ اتنا غصہ تو نہ کریں!"

عالیہ نے ماں کے غصے کو ٹھنڈا کرنا چاہا۔

"مجھے ایک بات بتاؤ میں نے تو عزاہ کا بس نام لیا تھا، اس کا نام سن کر تمہیں کون سا کرنٹ لگتا ہے؟"

ان کی یہ بات سن کر عالیہ کے چہرے پر ناگواری پھیل گئی۔ اس نے ایک نظر اپنے ساتھ کھڑی عزاہ کو دیکھا جو اس سے اپنا چہرہ موڑے کھڑی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اماں پلیز آپ میری باتوں میں اس کو نا لایا کریں"۔

عالیہ نے عزاہ کی طرف انگلی سے اشارہ کیا۔ نوال نے تاسف سے ان دونوں کو دیکھا۔ اب جب وہ بولیں، تو ان کا لہجہ کچھ نرم تھا۔

"تم دونوں پہلے یوں تو نہیں لڑتی تھیں؟ اب تو ایک دوسرے کا نام سننا ہی پسند نہیں کرتیں۔۔"

وہ ان دونوں کو سمجھانے لگیں۔

"آخر مسئلہ کیا ہے؟ کس چیز نے تم دونوں کو اتنا بد گمان کر دیا ہے؟ مجھے بتاؤ تاکہ میں ان لڑائیوں کو جڑ سے ختم کر دوں۔"

"اماں آپ نے جو پوچھنا ہے، اپنی لاڈلی بیٹی سے شوق سے پوچھیں!"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

عالیہ نے نفرت بھری نگاہ عزاہ پر ڈالی پھر کمرے سے باہر چلی گئی۔ عزاہ نے گھورتے ہوئے عالیہ کو باہر جاتے دیکھا، پھر ناگواری سے سر جھٹکا۔ نوال ان دونوں کی حرکتیں دیکھ رہی تھیں۔

"عزاہ وہ تمہاری بڑی بہن ہے اسی کا لحاظ کر لیا کرو!"

اماں نے اسے سمجھانا چاہا۔

"میں لحاظ کرتی ہوں اس لیے ابھی کچھ نہیں بولی، ورنہ میں اچھی خاصی سنا سکتی تھی۔ یہ خود ہی مجھ سے لڑنے کے بہانے ڈھونڈتی ہے۔"

"تم اس کی باتوں کو نظر انداز کر لیا کرو!"

"اکثر وہی کرتی ہوں لیکن ایک انسان کب تک نظر انداز کرتا رہے۔"

"تم مجھے بتاؤ آخر کیا مسئلہ ہے؟"

"اس کی عادت ہے اور کچھ بھی نہیں۔۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

یہ کہہ کر عزاہ بھی لاؤنج سے باہر چلی گئی۔ نوال صوفے پر بیٹھی لاؤنج میں تنہا رہ گئیں۔

****

میت کو ایمبولینس کی مدد سے گھر پہنچایا گیا۔ احمد اور پروین کی میت گھر کے برآمدے میں رکھوائی گئی۔ گھر رشتہ داروں اور پڑوسیوں سے بھرنے لگا۔ کسی کو بھی یقین نہیں آرہا تھا کہ احمد اور پروین اس طرح اچانک انہیں چھوڑ کر چلے جائیں گے۔ میت کے پاس بیٹھی عورتوں کے رونے کی آواز ہر سو گونج رہی تھی۔ مریم اس چارپائی سے سر ٹکائے بیٹھی تھیں، جس پر پروین کی میت کو لٹایا ہوا تھا۔ ان کی گود میں زینب تھی۔ زینب اتنے شور کے باوجود سکون سے سو رہی تھی۔ مریم دوسری عورتوں کی طرح بین نہیں کر رہی تھیں بلکہ بے آواز آنسو بہا رہی تھیں۔

مردوں کے بیٹھنے کا انتظام گھر سے باہر گلی میں کیا گیا تھا۔ حسن کرسی پر بیٹھے رو رہے تھے۔ اپنے بھائی کی اچانک موت نے انہیں بری طرح توڑ دیا تھا۔ ماں باپ کی وفات کے بعد احمد نے ہی انہیں سنبھالا تھا۔ اب اپنے بھائی کے جانے کے بعد کوئی ایسا نہیں رہا تھا جو انہیں سنبھال سکے۔ تعزیت کے لیے جو کوئی بھی آتا انہیں حوصلہ دیتا اور صبر کی تلقین دیتا۔ حسن ان سب سے تنگ آ گئے تھے۔ انہیں آج پوری دنیا زہر لگ رہی تھی۔ ان کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ لوگوں کو بتائیں ان کے افسوس بھرے جملے ان کو حوصلہ دینے کی بجائے مزید دکھ پہنچا رہے تھے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

جنازے کو لے جانے کا وقت آیا تو ان کے عزیز انہیں حوصلہ دیتے ہوئے، گھر کے اندر لے آئیں۔ مردوں کو جنازہ لے جانے کے لیے آتا دیکھ کر عورتیں مزید اونچی آواز میں رونے لگیں۔

حسن نے اپنے بھائی کا مردہ چہرہ دیکھا۔ ان کے دل کو کچھ ہونے لگا۔ انہوں نے اپنی نظریں ہٹا لی۔

نعرہ تکبیر کی صدائیں بلند ہوئی۔ دونوں جنازے اٹھا لیے گئے۔ عورتوں کے بین کی آواز پس منظر میں مزید بلند ہو گئی۔ مریم گود میں زینب کو اٹھائے، جنازے کے پیچھے جانے لگیں۔ گھر کے صدر دروازے پر پہنچ کر وہ کھڑی ہو گئیں اور جنازے کو تب تک جاتا دیکھتی رہیں جب تک وہ ان کی نظروں سے اوجھل نہ ہو گیا۔

وہ دروازے کی چوکھٹ پر بیٹھ گئیں۔ عورتیں ان کے پاس آ کر جھک کر حوصلہ دینے لگیں۔ کوئی ان کے لبوں پر پانی کا گلاس لگا رہا، تھا تو کوئی انہیں کندھے سے سہارا دے کر اٹھا رہا تھا مگر وہ ان سب سے بیگانہ تھیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

****

جائی یا نہ یونیورسٹی کی راہداریوں سے گزرتی اپنی مطلوبہ کلاس ڈھونڈ رہی تھی۔ اسکے سمیسٹر کا پہلا دن تھا۔ اس لیے اس کو یونیورسٹی کے متعلق کچھ زیادہ نہیں پتا تجا۔

آخر کار چوتھی دفع گھوم لینے کے بعد، وہ اپنی مطلوبہ کلاس میں پہنچ گئی۔ زیادہ تر سٹوڈنٹ بیٹھ گئے تھے اور کچھ اپنی جگہ بنا رہے تھے۔ جائی یانہ بھی اپنے بیٹھنے کے لیے جگہ تلاش کر ہی تھی جب اس کی نظر اپنے سامنے تھوڑی دور رکھے ایک بینچ پر پڑی۔ اس پر ایک لڑکی بیٹھی ہوئی تھی جس نے کالے رنگ کی چادر سے خود کو مکمل طور پر ڈھکا ہوا تھا۔ وہ کسی کتاب کا مطالعہ کر رہی تھی۔ اس نے اس بینچ کی طرف قدم بڑھائے یہاں تک کہ وہ اس چادر اوڑھے لڑکی کے بلکل سر پر کھڑی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

جائی یانہ نے لڑکی کو بلایا۔

"سنیں!"

لڑکی نے چہرہ اٹھا کر اسے دیکھا۔

"جی"؟

"کیا میں ادھر بیٹھ سکتی ہوں"؟

جائی یانہ نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

" بیٹھ جائیں"

اس کے ساتھ لڑکی نے اپنا بیگ اپنی طرف کر کے جائی یانہ کے لیے جگہ بنائی۔ جائی یانہ نے اپنا بیگ بینچ پر رکھ دیا۔ وہ اس لڑکی سے بات کرنا چاہتی تھی مگر وہ دوبارہ کتاب کے مطالعہ میں مصروف ہو گئی۔

اتنے میں کلاس میں ایک ادھیڑ عمر پروفیسر داخل ہوئے۔ انہوں نے ایک کالے رنگ کا گاؤن بھی پہنا تھا جو اکثر لیکچرار پہنتے ہیں۔ کلاس میں ہر طرف خاموشی چھا گئی۔ اس کی پہلی کلاس شروع ہو چکی تھی۔

* *

کالونی میں بنے ایک بنگلے کے کچن میں سے برتن بجنے کی آواز آ رہی تھیں۔ اس میں داخل ہوتے تو ایک لڑکی چولہے پر پتیلی رکھے چائے بنا رہی تھی۔ پتیلی میں پتی، دودھ، چینی سب ڈالی جا چکی تھی۔ بس اس کے ابلنے کا انتظار کیا جا رہا تھا۔

اس لڑکی کو دیکھتے تو اس کی رنگت صاف، خوبصورت نقوش اور آنکھیں کالی تھیں۔ وہ بلاشبہ بہت حسین تھی۔ س نے پیلے رنگ کی شلوار قمیض پہنی تھی۔

اس کے شہد رنگ کے بال کیچر کی مدد سے ڈھیلے جوڑے میں بندھے تھے۔

چائے میں ابال آ گیا تھا۔ اس نے چولہے کی آنچ بجھا دی اور چائے کو دو لال رنگ کے مگ میں ڈال دیا۔ چائے ڈالنے کے بعد اس نے دونوں مگ ایک ٹرے میں رکھ دیے، جس میں پہلے ہی ڈبل روٹی، مکھن اور کھانے کے دیگر لوازمات پڑے ہوئے تھے۔

سیاہ آنکھوں والی لڑکی ٹرے اٹھا کر کچن سے نکلی اور سیڑھیاں چڑھ کر اوپر کی منزل میں پہنچ گئی۔ چلتے چلتے راستہ ختم ہو گیا۔ اب اس کے سامنے بھورے رنگ کا ایک دروازہ تھا۔ وہ کچھ پل دروازے کو دیکھے گئی، پھر اس نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ اس کے چہرے پر فکر مندی

واضح تھی۔ اندر سے کوئی جواب نہ آیا۔ لڑکی کو یہی توقع تھی۔ وہ خود ہی دروازہ کھولتی اندر آ گئی۔

کمرے کا منظر کچھ یوں تھا کہ پورا کمرہ اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا۔ کھڑکیوں پر پردے لگے تھے جو باہر کی روشنی کو اندر آنے سے روک رہے تھے۔ کمرے میں رکھے صوفے کی گدیاں زمین پر گری ہوئی تھیں۔ سنگھار میز پر پڑا کاسمیٹک اور میک اَپ کا سامان بکھرا ہوا تھا۔ کمرے کی درمیان میں ایک بیڈ تھا جس پر ایک عورت بیٹھی ہوئی تھیں۔ انہوں نے اپنے گھٹنے سینے سے لگائے ہوئے تھے۔ انہوں نے اپنا سر، بیڈ کے تاج پر ٹکایا ہوا تھا۔ ان کی آنکھیں بند تھیں۔ سیاہ آنکھوں والی لڑکی اندر آئی اور صوفے کے سامنے رکھی میز پر ٹرے رکھی۔

پھر کھڑکیوں کی طرف بڑھی اور پردے پرے دھکیلے۔ سورج کی کرنیں چھن چھن کرتی بیڈ پر بیٹھی اس عورت پر پڑیں، تو انہوں نے چہرے پر ہاتھ رکھ دیا۔ ان کی آنکھیں چندھیا گئی تھیں۔

"کھڑکیوں پر پردے ڈالو، نمرہ!"

عورت نے تیز آواز میں حکم دیا۔ ان کے لہجے میں بیزاریت بھی شامل تھی۔ نمرہ زمین پر پڑی گدیاں اٹھا کر واپس صوفے پر رکھنے لگی۔

"تم نے سنی نہیں میری بات!!"

ایک دفعہ پھر اس کو بلایا گیا لیکن اس نے دوبارہ کان نہ دھرے اور اپنے کام میں لگی رہی۔

اب وہ سنگھار میز کا حلیہ سدھار رہی تھی۔ جب اس نے کمرہ ایک حد تک سدھار لیا تو صوفے پر بیٹھ گئی اور میز پر پڑی ڈبل روٹی کا ایک سلائس لے کر مصروف انداز میں پوچھا۔

"ماما بریڈ پر جیم لگاؤں یا مکھن؟"

"مجھے نہیں کھانا۔ لے جاؤ یہ سب!"

عورت کی آنکھیں اب روشنی میں دیکھنے کی عادی ہو گئی تھیں۔

"آپ نے رات سے خود کو بند کیا ہوا ہے۔ پلیز کچھ کھالیں۔"

نمرہ نے اب فکر مندی سے اس عورت کو دیکھا۔

سورج کی سنہری کرنوں میں عورت کے نقوش واضح تھے۔ ان کی رنگت سفید اور آنکھیں سیاہ تھیں۔ عمر کوئی تینتالیس برس ہوگی۔ بڑھتی عمر کے باوجود انہوں نے خود کو کافی فٹ رکھا ہوا تھا۔ وہ ابھی تک کافی سمارٹ تھیں۔ ان کی جلد پر بڑھتی عمر کے اثرات دوسری عورتوں کے مقابلے میں اتنے زیادہ نہیں تھے۔ وہ بلکل سامنے صوفے پر بیٹھی لڑکی سے ملتی تھیں۔ ایسا لگتا تھا وہ ماں بیٹی نہیں بلکہ بہنیں تھیں۔

وہ زینب عمر تھیں۔

وہ تھکی تھکی دکھائی دے رہی تھیں۔ انہوں نے بیزاری سے کہا۔

"مجھے بھوک نہیں لگی۔ جب لگے گی تو کھالوں گی"۔

"ماما شایان بھائی اور میں نے رات سے کچھ نہیں کھایا۔ بھائی کچھ کھائے بغیر ہی آفس چلے گئے ہیں۔ ہم دونوں مل کر ناشتہ کرتے ہیں تاکہ بھائی بھی آفس میں کچھ کھالیں۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

نمرہ نے ان کو رضامند کرنا چاہا۔

"تم دونوں نے مجھے بہت تنگ کیا ہوا ہے۔ کھانا رکھ کر چلی جاؤ۔ میں تھوڑی دیر میں کھاتی ہوں۔ شایان کو فون کر کے کہو وہ خود بھی کچھ کھالے اور تم بھی کچھ کھالینا۔"

زینب نے بڑی خشکی سے یہ بات بولی۔

نمرہ خاموشی سے اٹھ گئی۔ وہ جانتی تھی اس کی ماں اب ناشتہ کر لیں گی۔ جاتے جاتے اس نے ایک نظر سنگھار میز کے ساتھ لگی تصویر کو دیکھا۔ اس میں زینب اور ان کے ساتھ کرخت نقوش کا مرد کھڑا تھا۔ زینب نے لال رنگ کا عروسی لباس پہنا ہوا تھا جبکہ مرد نے کالے رنگ کی شیروانی پہنی ہوئی تھی۔ دونوں تصویر میں مسکرا رہے تھے۔

نمرہ نے یاسیت سے تصویر میں کھڑے اس مرد کو دیکھا، پھر سوچا

"کاش! آپ اتنی جلدی ہم سب کو چھوڑ کر نہ جاتے۔"

اس کے بعد وہ کمرے سے باہر نکل گئی۔

کاش یہ لفظ "کاش" صرف ایک لفظ ہوتا۔ ان تین حروف میں لوگوں کے احساسات نہ ہوتے۔ یہ بس ایک عام

الفاظ ہوتا اور عام باتوں میں استعمال ہوتا۔ کاش!!

* *

اشفاق کا گھر صبح کے مقابلے میں اب پر سکون تھا۔ صبح ہونے والی تفتیش اب ختم ہو چکی تھی۔ ان کے کچن میں داخل ہو تو تو سارا کچن سفید رنگ سے نہایا ہوا لگتا تھا۔ کچن کی دیواریں، کیبنیٹ، سلپ اور درازے سب سفید رنگ کی تھیں۔ کچن کے سامنے کی دیوار پر سلپ تھی جس کے درمیان میں چولھا نصب تھا۔ اس کے ساتھ ایک مائیکرو ویو اوون تھا جبکہ چولہے کے نیچے اوون فٹ تھا۔ کچن کے بلکل درمیان میں ایک میز اور پانچ کرسیاں رکھی ہوئی تھیں۔ ان کا رنگ بھی سفید تھا۔ سفید رنگ کا یہ کچن آنکھوں کو بھلا محسوس ہوتا تھا۔

ان کرسیوں میں سے ایک پر عزاہ بیٹھی تھی۔ میز پر مختلف قسم کے پھل پڑے تھے۔ وہ پھل کاٹ رہی تھی۔ اس کے سامنے پیالہ تھا جس میں وہ کٹے ہوئے پھل ڈال رہی تھی۔

ابھی وہ سیب کاٹنے میں مصروف تھی جب نوال کچن میں آئیں۔

"عزاہ یہ پھل کیوں کاٹ رہی ہو"؟

"اماں میں نے سوچا ہے آج کسٹرڈ بناؤں۔ بابا کو بہت اچھا لگتا ہے۔ ڈنر میں سب مل کر کھا لیں گے۔"

اس نے مصروف انداز میں کہا۔

عزاہ کو کوکنگ کا شوق تھا۔ اس کا بس چلتا تو وہ ہر وقت کچن میں بیٹھی کچھ نا کچھ بناتی رہتی۔ ایک طرح سے وہ یہ کام کر بھی رہی تھی۔ جب بھی وہ امتحانات دے کر فارغ ہوتی، تو پھر وہ ہوتی اور اس کا کچن ہوتا۔

"تو تم یہ رات کو بھی تو پکا سکتی تھی۔ اس وقت پکانے کی کیا حاجت تھی؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اماں ابھی کوئی کام نہیں تھا اور رات کو کھانا بھی پکانا تھا۔ سوچا فارغ ہوں، ابھی بنالوں۔"

"پتہ نہیں تم کس طرح کی لڑکیاں ہو۔ ایک کو فیشن سے، دوسری کو کھانے پکانے سے اور تیسری کو کتابوں سے فرصت نہیں ملتی۔"

"تو ہم تینوں کے یہ شوق برے تو نہیں"۔۔۔۔

عزاہ کو برا لگا تھا۔

"شوق تم لوگوں کی ٹھیک ہے۔ اکثر لڑکیوں کے ایسے ہی شوق ہوتے ہیں لیکن تم تینوں نے اپنے شوق کو سر پر سوار کیا ہوا ہے۔ اس وجہ سے بعض اوقات یہ شوق تم لوگوں کے جنون لگتے ہیں۔"

عزاہ ان کی بات پر الجھ گئی۔

اس نے نا سمجھی سے اپنی ماں کو دیکھا۔

" جنون"؟

نوال نے سر اثبات میں ہلایا۔

"ہاں! جنون! عالیہ تمہارے سامنے ہے۔ تمہاری بڑی بہن ہر وقت اسی پریشانی میں رہتی کہ وہ، اس کے کپڑے، اس کا میک اَپ اور اس کی اوور آل ڈریسنگ ویسی ہو، جو اس وقت کا ٹرینڈ ہے۔ وہ اسی جنون میں گھنٹوں اپنا وقت انسٹا گرام اور یوٹیوب پر ضائع کر دیتی ہے۔ لڑکیوں کے فیشن کے میں خلاف نہیں ہوں لیکن اس کو اپنی زندگی کا محور نہیں بنایا جا سکتا۔"

"لیکن جائی یا نہ تو بک ریڈر ہے۔ اس کا زیادہ کتابیں پڑھنے کا شوق برا تو نہیں ہے۔ یہ تو ایک اچھی عادت ہے۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

عزاہ کی الجھن ختم نہیں ہوئی تھی بلکہ مزید بڑھ گئی۔ اس کے ساتھ بیٹھی فربہ عورت نے اپنا سر اثبات میں ہلایا۔

"تم ٹھیک کہتی ہو اس کا کتابوں کا شوق واقعی اچھا ہے"۔

انہوں نے بات جاری رکھی۔

"اپنے مطالعے کی عادت کی وجہ سے وہ ایک ہونہار طالب علم ہے، لیکن لوگوں کے میل ملاپ میں اتنی توجہ نہیں دیتی۔ وہ رشتے داروں اور دوستوں کی طرف بہت کم جاتی ہے۔ اسی طرح وہ اپنا خیال بھی نہیں رکھتی۔ وہ کتاب پڑھنے کے دوران اپنے کھانے پینے اور باقی دیگر چیزوں کا خیال نہیں رکھتی۔ اس کے لیے دن میں ایک پوری کتاب پڑھنی لازمی ہے، بھلے اس کے سر میں درد ہو رہا ہو یا طوفان آرہا ہو۔"

نوال نے ایک گہری سانس لی اور عزاہ کو دیکھا۔

"جہاں تک تمہارا معاملہ ہے، تم ہر وقت کوکنگ کے لیے تیار رہتی ہو۔ اِدھر کسی نے تمہیں کھانا پکانے کا کہا، اُدھر تم کچن میں دکھائی دو گی۔ کھانا پکانا ایک اچھا مشغلہ ہے۔ آنے والی زندگی میں یہ ہنر تمہارے بہت کام آئے گا لیکن کھانا پکانے کے دوران تم اپنا بالکل بھی خیال نہیں رکھتی۔ اگر تمہیں چھڑی سے کٹ لگ جائے یا ہاتھ جل جائے، تب بھی چوٹ کو نظر انداز کرتی ہو۔ سخت سے سخت گرمی میں بھی تم چولہے کے آگے کھڑی ہو جاتی ہو۔ تم اکثر اپنی پڑھائی کو اپنے اس شوق کی وجہ سے نظر انداز کرتی ہو۔ اس وجہ سے تم

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ایک عام طالب علم ہو۔ پچھلے دنوں جب تمہارے امتحانات تھے، تب بھی تم کچن میں بیٹھی کھیر پکا رہی تھی۔"

"اماں کھانا پکانا میری عادت بھی بن چکی ہے۔ جب تک میں کھانا نہ پکاؤں، مجھے چین نہیں ملتا۔"

عزاہ نے اپنی طرف سے ایک مضبوط دلیل دی۔ نوال نے ایک گہرا سانس لیا اور کہا۔

"تم اپنی عادت کی غلام بن گئی ہو۔ عادت چاہے اچھی ہو یا بری، جب آپ اس کے غلام بن جائے، تو یہ آپ کو نقصان ضرور پہنچاتی ہے۔ انسان کے پاس اتنی will power تو ہونی چاہیے کہ وہ خود کو "ناں" کہہ سکے۔ اگر وہ کوئی کام نہیں کرنا چاہتا ہے اور اس وقت وہ اتنا ضروری بھی نہیں بلکہ اسے اس وقت نہ کرنا بہتر ہے، تو آپ اسے نہ کریں۔ خود پر جبر کر کے اس کام کو کرنے میں کوئی بھلائی نہیں بلکہ آپ خود کو ہی تکلیف دے رہے ہوتے ہیں۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ابھی نوال کچھ اور بھی کہتیں،عالیہ کال پر بات کرتی اندر آ گئی۔اسے دیکھ کر عزاہ کا چہرہ سپاٹ ہو گیا۔عالیہ دوسری طرف سے کسی کی بات سنتی فریج کی جانب بڑھی۔اس نے فریج کا دروازہ کھول کر پانی کی بوتل نکالی۔اس کے منہ سے صرف "اچھا" نکلا۔اس کے بعد دوسری طرف سے پھر کوئی اپنی کہانی لے کر بیٹھ گیا۔

عالیہ بوتل منہ سے لگا کر پانی پینے لگی اور اس کی بات بھی سنے گئی۔نوال اس کی اس حرکت پر تلملا گئیں۔

"ہاں ٹھیک ہے۔میں آجاؤں گی۔تم ایڈریس سینڈ کر دو اور سب وقت پر پہنچ جانا۔"

دوسری طرف سے الوداعی کلمات ادا کیے گئے جس کا عالیہ نے جواب دیا

"او کے اللہ حافظ!"

اس نے کال کاٹی اور بوتل فریج میں رکھنے لگی۔ماں نے اسے فوراً جھڑکا۔

"خبردار! جو تم نے منہ لگی بوتل فریج میں رکھی!"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

عالیہ نے بڑے آرام سے بوتل سلپ پر رکھ دی۔ نوال کا غصہ مزید بڑھ گیا۔

"تمہیں شرم تو آتی ہی نہیں ہے!"

"کیوں؟اب تو بوتل سلپ پر رکھ دی ہے۔ کیا سلپ پر چیز رکھنے کے بعد شرم بھی کرنی چاہیے؟"

آخری بات کہتے ہوئے اس نے آنکھیں ٹپٹپائیں۔

نوال اسے گھور کر رہ گئیں۔عالیہ کچن سے جانے لگی تو نوال کو کچھ یاد آیا۔انہوں نے عالیہ کو روکا۔

" رکو ذرا!یہ تم کس سے بات کر رہی تھی"؟

ان کی آواز سن کر عالیہ مڑی اور بتایا۔

"فاطمہ کی کال تھی۔ وہ ریستوران میں ملنے کا کہہ رہی تھی۔ اتنے دن ہو گئے ہیں،ہم دوستوں نے ایک دوسرے کو دیکھا نہیں ہے۔ میں نے اسے ہاں کہہ دیا۔"

Clubb of Quality Content

"میں کیا مر گئی ہوں جو تم نے میری اجازت نہیں لی؟"

نوال غصے سے بولیں۔

"نہیں آپ تو سامنے بیٹھی ہیں۔"

"چپ رہو! اپنی دوست سے معذرت کر لو۔ کہہ دو تم نہیں آسکتی۔ کوئی صدیاں نہیں بیتی جو ایک دوسرے سے ملنے کے لیے تڑپ رہی ہو۔"

"ایک ہفتہ تو ہو گیا ہے نا"۔

عالیہ نے معصومیت سے بولا۔ پھر جھک کر اپنی ماں کے کندھوں سے چپک گئی۔

" پلیز مان جائیں نا۔ اب تو میں نے اسے ہاں کہہ دی ہے"۔

"میرے اوپر سے ہٹو عالیہ؟" انہیں الجھن ہو رہی تھی۔

"پہلے ہاں کریں ورنہ میں نہیں ہٹوں گی"۔

عالیہ نے کسی ضدی بچے کی طرح بولا۔

"میری طرف سے بھار میں جاؤ۔"

"شکریہ اماں!"

اس نے اپنی ماں کا گال چوما اور کچن سے باہر چلی گئی۔ نوال نے اپنا گال صاف کیا اور کرسی پر سے اٹھ گئی جبکہ عزاہ جو اس سارے معاملے سے لاتعلق بیٹھی تھی۔ وہ جلدی جلدی پھل کاٹ رہی تھی البتہ چہرے کے تاثرات ابھی تک سپاٹ تھے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

***

سے ٹکا تھا۔اس کا بیگ اس کے ساتھ ہی بینچ پر رکھا تھا۔جب وہ بینچ پر بیٹھی تھی،تب دھوپ نہیں تھی لیکن اب دھوپ اس طرف آنا شروع ہو گئی تھی۔دھوپ سیدھی اس کے اوپر پڑ رہی تھی۔ستمبر کی دھوپ اسلام آباد میں اگر اتنی تیز نہ تھی،تو اتنی ہلکی بھی نہ تھی کہ اس میں بیٹھا جا سکے۔وہ کتاب کے مطالعے میں اتنی غرق تھی کہ اس نے دھوپ پر دھیان ہی نہیں دیا۔اس کا دھیان تب بھٹکا،جب اچانک اس کے چہرے پر پڑتی دھوپ کے راستے کو کسی نے سامنے کھڑے ہو کر روکا۔

اس نے سر اٹھا کر اوپر دیکھا تو اسے ایک لڑکا دکھائی دیا۔وہ اس کے بلکل سامنے کھڑا تھا۔اس پر پڑتی دھوپ کے راستے میں وہ حائل تھا۔اب دھوپ اس لڑکے کمر پر پڑ رہی تھی۔دیکھنے میں اس کی عمر کوئی انیس بیس سال ہی تھی۔گندمی رنگت---بھوری آنکھیں----گھنگھرالے بھورے بال اور صاف نقوش۔۔۔اس نے جینز کی پینٹ پر سفید رنگ کی ٹی شرٹ پہنی ہوئی تھی۔اس لڑکے کے گھنگھرالے بال اس کو وجیہہ دکھاتے تھے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

جائی یانہ کو اپنی طرف متوجہ دیکھ کر اس نے اپنا سیدھا ہاتھ سامنے کیا۔ اس کے ہاتھ میں موبائل تھا۔ وہ جائی یانہ کا موبائل تھا۔

"آپ کا فون کلاس میں ہی رہ گیا تھا!"

ہاتھ سامنے بڑھا کر بس اتنی سی وضاحت دی گئی۔ اس کی بات پر جائی یانہ کا ہاتھ بے اختیار اپنے سر پر پڑا۔

ایک نظر لڑکے کو دیکھا پھر اپنا موبائل اس کے ہاتھ سے لے کر گرفت مضبوط کی۔

"شکریہ!"

اس نے اپنے موبائل کو دیکھتے ہوئے کہا۔ لڑکا کچھ بھی کہے بغیر واپس جانے کے لیے مڑ گیا۔ وہ جانے ہی لگا تھا جب اس نے ایک نظر دوبارہ جائی یانہ کو دیکھا۔ سورج کی دھوپ دوبارہ جائی یانہ پر پڑنے لگی تھی۔ وہ ابھی بھی دھوپ کو نظر انداز کیے اپنے موبائل کو دیکھ رہی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"آپ دھوپ میں کیوں بیٹھی ہیں"؟

اسے دھوپ میں بیٹھا دیکھ کر اس کے منہ سے بے ساختہ نکلا۔ اگلے ہی لمحے وہ اپنی اس حرکت پر پچھتایا۔

جائی یانہ نے اس کا سوال سن لیا تھا۔ اس کو غصہ آیا لیکن لحاظ کرتے ہوئے خاموش ہو گئی۔

اس نے اپنے سینے پر ہاتھ رکھ کر پوچھا۔

" آپ مجھ سے بات کر رہے ہیں"؟

لڑکے نے نفی میں سر ہلایا اور چلا گیا۔ جائی یانہ اس لڑکے کو تب تک گھورتی رہی، جب تک وہ اس کی نظروں سے اوجھل نہیں ہو گیا۔

"ایک موبائل دینے پر شکریہ کیا کہہ دیا، یہ تو فری ہو گیا۔"

اس نے دل ہی دل میں سوچا۔

لڑکے کی دھوپ پر توجہ دلانے پر اسے بھی اب گرمی محسوس ہونے لگی۔اس نے اپنا بیگ اٹھایا اور یونیورسٹی کی عمارت کی طرف جانے لگی۔اب اس کا یونیورسٹی کی لائبریری میں جا کر کتاب پڑھنے کا ارادہ تھا۔

* *

مغرب کے وقت حسن اپنے گھر واپس آئے تھے۔وہ اپنے آپ کو بہت زیادہ تھکا ہوا محسوس کر رہے تھے۔پورے گھر میں سناٹا چھایا ہوا تھا۔حسن دروازے کی چوکھٹ پر کھڑے سوچنے پر مجبور ہو گئے کہ کل جس گھر میں زندگی آباد تھی، آج اس گھر میں قبرستان جیسا سناٹا چھایا ہوا تھا۔

وہ اپنے بوجھل قدم اٹھاتے برآمدے میں پہنچیں، تو انہیں اشفاق اپنے سامنے کھڑا ملا۔ اشفاق اسی جگہ پر کھڑا تھا، جس جگہ تھوڑی دیر پہلے احمد کی میت رکھی تھی۔ اشفاق امید بھری نگاہوں سے حسن کو دیکھ رہے تھے۔

حسن کے دل کا بوجھ مزید بڑھ گیا۔ انہوں نے نظریں چرا لیں۔ اشفاق آہستہ آہستہ چلتا ہوا اپنے چچا کے سامنے کھڑا ہو گیا۔

"میرے بابا آپ کے ساتھ گئے تھے نا"؟

معصومیت سے پوچھا گیا۔

"وہ آپ کے ساتھ واپس کیوں نہیں آئیں"؟

"وہ آجائیں گے"۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

حسن کو اپنی آواز کھوکھلی لگی۔ شاید دل میں کہیں خود کو بھی دلاسہ دیا گیا تھا۔ وہ ابھی بھی آٹھ سالہ اشفاق سے نظریں چرائے ہوئے تھے۔ ایک دم سے اشفاق چہرے کا تاثر بدلا۔ معصومیت کی جگہ غصے نے لے لی اور آنکھوں میں امید یک دم ختم ہوئیں۔

"نہیں آپ جھوٹ بول رہے ہیں۔ حارث نے کہا تھا کہ بابا جا چکے ہیں۔ حسن چاچو ان کو ہمیشہ کے لیے زمین کے اندر دفنا دیں گے۔ پھر وہ کبھی واپس نہیں آئیں گے۔ میں نے اسے بولا تھا آپ ایسے نہیں ہیں۔ آپ میرے بابا کو چھوڑ کر واپس نہیں آئیں گے لیکن آپ آ گئے۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اشفاق کا یوں چلاتے ہوئے چہرہ سرخ ہو گیا تھا۔

حسن کی آنکھوں میں ایک دفعہ پھر نمی آ گئیں۔ سامنے کا منظر دھندلا ہو گیا۔ وہ خاموشی سے اپنے آٹھ سالہ بھتیجے کے سامنے بیٹھ گئے، جو ابھی بھی روتے ہوئے چلّا رہا تھا۔ حسن کو اس کی آواز نہیں سنائی دے رہی تھی۔ ان کو تو اپنے سامنے بس ایک بچہ دکھائی دے رہا تھا جو اپنے باپ کے پاس جانے کے لیے بے چین ہو رہا تھا۔

حسن خالی نظروں سے اسے دیکھتے رہے، پھر اشفاق کے گرد اپنی باہیں حائل کر دی۔ اشفاق جو رو رہا تھا، چلا رہا تھا، ساکت ہو گیا۔ اشفاق کو اپنی کمر پر آنسو گرتے محسوس ہوئے۔ ان کی قمیض بھیگ رہی تھی۔

حسن اشفاق کو گلے لگائے پھوٹ پھوٹ کر رو رہے تھے۔ ان کی سسکیاں بلند ہوتی جا رہی تھی۔ وہ روتے ہوئے اشفاق کو یہی کہہ رہے تھے۔

"میں ہی اب تمہارا باپ ہوں اشفاق! میں ہی تمہارا باپ ہوں۔"

اشفاق نے پہلی دفعہ اپنے چچا کو یوں روتا دیکھا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

* *

نمرہ اپنی الماری ٹھیک کر کے فارغ ہوئی، تو اس کے فون پر کسی کی کال آنے لگی۔ اس نے سکرین پر دیکھا اس پر فاطمہ کالنگ لکھا ہوا تھا۔

اس نے کال اٹھالی اور کمرے سے باہر نکل گئی۔ ابھی دوسری طرف سے حال احوال پوچھا جا رہا تھا۔

نمرہ اس کی کال سنتی ہوئی سیڑھیاں اترنے لگی۔ سیڑھیاں اترتے ہوئے اس کو نیچے لاؤنج میں سے اپنی ماں کی آواز آئی۔ اس نے سیڑھیاں اترتے ہوئے، فون کان پر لگائے لاؤنج میں جھانکا تو اسے زینب صوفے پر بیٹھی دکھائی دیں۔ وہ اپنے سامنے کھڑی ملازمہ کو ہدایات دے رہی تھیں۔

زینب صبح والے حلیے سے بلکل مختلف دکھائی دے رہی تھی۔ سیاہ آنکھوں میں چھائی اداسی اب دکھائی نہیں دے رہی تھی۔ وہ بلکل ہشاش بشاش تھیں۔ انہوں نے لان کا برینڈڈ سوٹ پہنا ہوا تھا۔ انہیں دیکھ کر کوئی اندازہ نہیں لگا سکتا تھا یہ عورت صبح کتنی بکھری ہوئی تھی۔ نمرہ نے اپنی ماں کو دیکھ کر سکھ کا سانس لیا۔

نمرہ بھی سیڑھیاں اتر کر لاؤنج میں آ گئی اور سنگل صوفے پر بیٹھ گئی۔ فاطمہ اب اپنے کال کرنے کی وجہ پر آئی تھی۔

"اچھا باہر کا پلان ہے!"

نمرہ نے چہکتے ہوئے بولا۔

"کون کون آرہا ہے؟"

دوسری طرف کی بات سن لینے کے بعد نمرہ نے پوچھا

"عالیہ بھی آرہی ہے"؟

دوسری طرف سے کچھ ایسا پوچھا گیا، جس نے سیاہ آنکھوں میں فکر ڈال دی۔

"میں۔۔ میں سوچ کر بتاتی ہوں!۔ مجھے آج ویسے بھی بہت سارے کام ہیں۔"

Clubb of Quality Content

اس کا لہجہ ٹالنے والا تھا۔اس نے غیر ارادی طور پر ایک نظر اپنی ماں کو دیکھا جو سامنے صوفے پر بیٹھی،اسے ہی دیکھ رہی تھیں۔ملازمہ کو وہ بھیج چکی تھیں۔اب ان کی ساری توجہ نمرہ پر ہی تھیں۔انہیں ساری بات سمجھ آگئی۔

زینب اپنی جگہ سے اٹھیں اور نمرہ کے قریب آگئیں۔وہ تھوڑا سا جھکیں،پھر نرمی سے اس کے ہاتھ سے موبائل پکڑ کر اپنے کان سے لگایا۔

"السلام علیکم بیٹا۔میں نمرہ کی ماما زینب بات کر رہی ہوں۔"

پھر وہ تھوری دیر ٹھہریں،شاید دوسری طرف سے سلام کا جواب دیا گیا تھا۔

اس کے بعد زینب بولیں"

نمرہ آپ لوگوں کے ساتھ آجائے گی۔آپ لوگ فکر نہ کریں۔"

نمرہ ان کی باتیں سن کر کرنٹ کھا کر اٹھی۔

نمرہ نے کچھ بولنے کے لیے لب کھولے مگر زینب نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اب میں فون رکھ دیتی ہو۔ مجھے نمرہ سے کچھ بات کرنی ہے۔ باقی باتیں آپ نمرہ کو بعد میں بتا دینا۔"

یہ کہہ کر انہوں نے کال کاٹ دی اور نمرہ کو فون تھما دیا۔ نمرہ غصے سے اپنی ماں کو گھور رہی تھی۔

زینب نے اس کے گھورنے کا کوئی اثر نہیں لیا۔ وہ آرام سے اپنی جگہ پر دوبارہ بیٹھ اور پاس پڑا میگزین اٹھایا۔ "آپ نے کس سے پوچھ کر میری طرف سے ہاں کہی ہے؟"

وہ دبے دبے غصے میں بولی۔

"میں بتانا ضروری نہیں سمجھتی"۔

دوسری طرف سے وہی بے نیازی تھی۔

"آپ جانتی ہے نا پچھلے ایک ہفتے آپ کی طبیعت کتنی خراب تھی۔ میں اگر چلی گئی اور آپ کو پیچھے سے کچھ ہو گیا تو آپ کیا کریں گی؟ آپ جانتی۔۔۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

زینب نے نمرہ کی بات کاٹی۔

"میری طبیعت کی پرواہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ جب تک شایان نہیں آجاتا، میں ملازمہ کو اپنے پاس رکھ لوں گی۔ ویسے بھی کچھ دیر پہلے میری شایان سے بات ہوئی تھی۔ وہ کہہ رہا تھا آج وہ گھر جلدی آجائے گا۔ مجھے تو لگتا ہے ملازمہ کو روکنے کی بھی ضرورت نہیں ہوگی۔"

شایان کا نام سن کر نمرہ کو ایک اور فکر لاحق ہوئی۔

"شایان بھائی مجھ پر بہت غصہ کریں گے۔ اگر انہیں پتا چلا میں باہر جا رہی ہوں، تو وہ فوراً انکار کر دیں گے اور مجھ سے ناراض بھی ہو جائیں گے۔"

"شایان کو میں سمجھا دوں گی۔ تم اس کی فکر نہ کرو اور اپنے جانے کی تیاری کرو۔"

ڈرائیور بھی گھر پر نہیں ہے۔ اس نے بھی چھٹی لی ہے۔ میں کس طرح جاؤں گی؟"

نمرہ کے مسئلے ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"عالیہ جا رہی ہے"؟

زینب نے میگزین پر نظر جمائے پوچھا۔

"جی، فاطمہ نے بتایا تھا کہ وہ آ رہی ہے"۔

"عالیہ کو کال کر کے کہہ دو وہ جاتے ہوئے تمہیں ساتھ لے جائے اور واپسی پر تمہیں چھوڑ بھی دے۔"

نمرہ ابھی بھی راضی نہی تھی۔ وہ کسی صورت جانا نہیں چاہتی تھی لیکن زینب کوئی بہانہ سننے کو تیار نہیں تھی۔

Clubb of Quality Content

"نمرہ پلیز! اب کمرے میں چلی جاؤ۔ اپنا کوئی نیا مسئلہ نہ سنانے بیٹھ جانا۔"

نمرہ نے ایک نظر اپنی ماں کو دیکھا اور لاؤنج میں سے باہر نکل گئی۔ وہ اپنی ماں سے بہت زیادہ خفا تھی۔ وہ جانتی تھی مزید بحث اب بے معنی ہے۔

****

عالیہ آئینے کے سامنے کھڑی اپنے عکس کو تنقیدی نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔ وہ جانے کے لیے بلکل تیار تھی۔ اس نے نیوی بلو رنگ کی جارجٹ کی قمیض پہنی تھی۔ اس پر سفید رنگ کے پھولوں کے ڈیزائن کے بٹن درمیان میں تھوڑے تھوڑے فاصلے پر لگے ہوئے تھے۔ اس نے سفید رنگ کے فلیپرز پہنے ہوئے تھے۔ بھورے بال آبشار کی مانند کمر پر گر رہے تھے۔ ہلکا میک اَپ اس کو مزید حسین دکھا رہا تھا۔ وہ بلکل تیار تھی۔

وہ آئینے کے سامنے سے ہٹی اور الماری کے پاس آئی۔ اس نے گھٹنوں کے بل بیٹھ کر نیچے کے خانے کو کھولا، جہاں پر جوتیوں کے ڈبے سلیقے سے رکھے ہوئے تھے۔

اس نے ایک کالے رنگ کا ڈبہ نکالا اور خانے کو بند کیا۔ اس نے ڈبے کو زمین پر رکھ کر کھولا۔ ڈبے کے اندر نیلے رنگ کی پینسل ہیل کی خوبصورت سینڈل رکھی ہوئی تھی۔ اس نے سینڈل کو اس کے اسٹریپس سے پکڑا، پھر سنگل صوفے پر بیٹھ کر سینڈل پہننے لگی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

سینڈل پہنتے ہوئے اسے پرانی بات یاد آئی۔اسے اچھی طرح یاد تھا اس نے بلکل ایسی سینڈل شاپنگ مال میں بھی دیکھی تھی لیکن وہ بہت زیادہ مہنگی تھی،اس لیے اس نے خریدی نہیں۔اگلے ہی مہینے اشفاق نے یہ سینڈل اسے اس کی سالگرہ میں تحفے کے طور پر دے دی۔وہ مسکراتے ہوئے سینڈل پہننے لگی۔سینڈل پہننے کے بعد اس نے اپنا سفید رنگ کا ہینڈ بیگ اٹھایا۔اسی وقت بیڈ پر رکھا اس کا موبائل بجا۔اس نے موبائل اٹھایا اور کال اٹینڈ کی۔

"ہیلو!"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"عالیہ تم نے میرا میسج پڑھ لیا تھا نا"؟!

نمرہ نے سیدھا یہی پوچھا۔

"ہاں میں نے پڑھ لیا تھا۔فکر نہ کرو جاتے ہوئے تمہیں لے کر جاؤں گی۔۔"

عالیہ نے اسے تسلی دی۔

"اچھا! تو کب لینے آؤ گی"؟

"میں تو گھر سے نکلنے والی ہوں۔ تمہاری تیاری مکمل ہے؟"

"تم بے فکر رہو۔ جب تک تم آؤ گی میں تمہیں تیار ملوں گی۔"

"اچھا ٹھیک ہے۔ میں کال رکھتی ہوں۔ تم جلدی سے تیار ہو جاؤ۔"

یہ کہہ کر عالیہ نے کال کاٹ دی۔

عالیہ کمرے سے نکل کر سیڑھیاں اتر کر نچلی منزل چلی گئی۔ وہ پورچ کی طرف بڑھنے لگی تو پیچھے سے اماں کی آواز سنائی دی۔

"تم کہاں جا رہی ہو"؟

اس نے مڑ کر اپنی ماں کو دیکھا۔ سر پر دوپٹہ اوڑھے اور ہاتھ میں تسبیح لیے وہ درود شریف پڑھ رہی تھیں۔

"آپ کو صبح بتایا تو تھا دوستوں کے ساتھ ریستوران میں جانا ہے۔ وہی جا رہی ہوں۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

نوال کے چہرے پر ایک دم ناگواری پھیل گئیں۔

"اس حلیے میں۔۔۔۔ڈوپٹہ کہاں ہے تمہارا"؟

"اس قمیض پر دوپٹہ اچھا نہیں لگ رہا تھا۔اس لیے میں نے نہیں پہنا۔"

عالیہ نے صفائی پیش کی۔

"تو کس نے کہا تھا یہ قمیض لینے کو؟کوئی اور لے لیتی۔"

عالیہ کی بات سن کر نوال مزید غصے میں آ گئیں۔

"اب ڈوپٹے کے چکر میں میں اتنی پیاری قمیض تھوڑی نہ چھوڑ سکتی تھی۔"

عالیہ روہانسی ہو کر بولی۔

"عورت کے لباس کی خوبصورتی،اس کا ڈوپٹہ ہوتا ہے۔لباس جتنا حیادار ہو گا،عورت اتنی ہی پیاری لگے گی لیکن تم آج کل کی لڑکیاں ایسی باتیں کہاں سمجھتی ہو۔"

"اماں آپ کا لیکچر میں بعد میں آ کر سن لوں گی۔ ابھی مجھے نمرہ کو بھی اس کے گھر سے لینا ہے۔"

عالیہ نے عجلت میں کہا۔

"آئندہ تم یہ قمیض مت پہننا، ورنہ میں تمہیں اور اس قمیض کو آگ لگا دوں گی۔"

نوال نے عالیہ کو دھمکی دی۔ عالیہ ان کی دھمکی کو خاطر میں نہیں لائی اور پورچ میں اپنی گاڑی کی جانب بڑھنے لگی۔

"عالیہ اپنی پھپھو کی میری طرف سے طبیعت پوچھ لینا۔ ان سے پوچھنا وہ اتنے دنوں سے گھر کیوں نہیں آئیں۔"

اماں نے پیچھے سے آواز لگائی

"اچھا۔ ٹھیک ہے۔ پوچھ لوں گی"۔

عالیہ نے گاڑی کا دروازہ کھولتے ہوئے جواب دیا۔ وہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھی اور گاڑی مین گیٹ سے باہر نکال کر باہر جانے لگی۔

* *

عالیہ کی گاڑی ایک بنگلے کے باہر رکی۔ وہ اس گھر کے پورچ سے ہوتے ہوئے بنگلے کے اندر جا ہی رہی تھی جب لان میں کسی نے اسے پکارا۔

اس نے چہرے کا رخ آواز کی سمت پر کیا تو اسے کچھ دور ایک عورت کھڑی دکھائی دی۔ صاف رنگت۔۔۔ وجیہہ نقش۔۔۔۔۔۔ سیاہ آنکھیں۔۔۔۔ بریڈ ڈلان کی شلوار قمیض میں ملبوس وہ بہت باوقار لگتی تھیں۔

عالیہ ان کو دیکھ کر مسکرائی اور ان کے پاس چلی گئی۔ سیاہ آنکھوں والی عورت وہی پر کھڑی اسے اپنے پاس آتا دیکھتی رہیں۔۔

"السلام علیکم، زینب پھپھو!"

"وعلیکم اسلام، پھپھو کی جان!"

زینب نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"چلو اندر چلتے ہیں۔ شام کی چائے آج ہمارے ساتھ پیو۔"

"نہیں پھپھو میں تو نمرہ کو لینے آئی ہوں۔ پھر جانا بھی ہے۔۔"

عالیہ نے انہیں بڑی خوش اخلاقی سے منع کیا۔

وہ دونوں لان میں ٹہلنے لگ گئیں۔ سورج کی مدھم پڑتی دھوپ ان دونوں کے بائیں جانب پڑ رہی تھی۔

"آپ اتنے دنوں ہمارے گھر کیوں نہیں آئیں؟ اماں بھی آپ کا پوچھ رہی تھیں۔"

ان کی مسکراہٹ پھیکی پڑ گئی۔

"بس کچھ طبیعت خراب تھی،اس لیے آنا نہیں ہوا۔انشاءاللہ ایک دو دن میں گھر کا چکر لگاتی ہوں۔"

"کیا ہوا ہے آپ کو؟آپ نے ہمیں بتایا کیوں نہیں"؟

زینب نے بولنے کے لیے لب کھولے مگر عالیہ کی بات کا جواب پیچھے سے آتی نمرہ نے دیا۔

"ہونا کیا ہے؟تمہاری پھپھو پر ایک بار پھر ڈیپریشن حاوی ہو گیا تھا۔"

زینب اور عالیہ نے مڑ کر اسے دیکھا۔اس نے جینز کی پینٹ پر گلابی رنگ کی فراک پہنی تھی۔بیگ کا اسٹریپ کندھے پر لٹکائے ہوئے وہ کچھ قریب آئی،تو اس کی سیاہ آنکھوں پر لگا کاجل واضح ہوا۔وہ اپنی ماں کے برابر میں کھڑی ہو گئی اور زینب کی طرف دیکھتے دوبارہ بولی۔

"تمہاری پھپھو کو پتا نہیں کیوں پرانی باتوں کو دل سے لگائے رکھنے کا شوق ہے۔ خود تو پریشان ہوتی ہیں لیکن کسی دوسرے کو اپنے لیے پریشان ہوتا دیکھ نہیں سکتیں۔"

ماحول میں تناؤ پیدا ہو گیا۔ زینب نے نمرہ کا ہاتھ دبا کر گھورا تو وہ خاموش ہو گئی مگر اس کی نظریں ابھی بھی ماں پر تھیں۔ زینب نے بے اختیار نگاہیں چرائی۔ وہ تینوں ماحول کے تناؤ کو محسوس کر رہی تھیں جب گیٹ کے باہر ہارن بجنے کی آواز سنائی دی۔ چوکیدار نے گیٹ کھولا تو سیاہ رنگ کی گاڑی گھر کے اندر آئی اور پورچ میں رک گئی۔ ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھلا اور نووارد باہر آیا۔ اس کی نظر لان پر گئی جہاں وہ تینوں اسی کو دیکھ رہی تھیں۔ پھر گاڑی کا دروازہ بند کرتا وہ بھی ان کی جانب بڑھ گیا۔ ٹو پیس سوٹ پہنے۔۔۔۔ معمولی نقوش۔۔۔۔ چہرے پر مسکراہٹ سجائے، وہ مردان کے پاس آ گیا۔ عالیہ کو دیکھ کر اس نے براہ راست عالیہ کی جانب رخ کیا۔ اس نے گہری مسکراہٹ سے عالیہ کو خوش آمدید کہا۔

"شایان بھائی آج آپ اتنی جلدی؟"

نمرہ نے بے اختیا پوچھا۔

"ہاں مما نے کہا تھا کہ آج گھر جلدی آجانا، تو میں آ گیا۔ ویسے بھی آج آفس میں اتنا کام نہیں تھا۔"

شایان نے بتانے پر نمرہ کو دوپہر والی بات یاد آئی۔

"ویسے آپ تینوں عورتیں لان میں کھڑی ایسی کون سی راز و نیاز کی باتیں کر رہی ہیں۔ کیا میں جان سکتا ہوں؟"

شایان نے ان تینوں سے پوچھا۔

"کچھ نہیں بیٹا۔ عالیہ اور نمرہ اپنی دوستوں سے ملنے جا رہی ہیں۔۔"

زینب کی بات سن کر شایان کے تاثرات لمحے بھر کو تبدیل ہوئے لیکن وہ مسکرا کر چھپا گیا۔

"ہم تو اسی آس میں رہ جائیں گے کہ عالیہ کبھی ہمارے گھر آئے اور ہمارے ساتھ کچھ دیر وقت گزارے۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

شایان نے" ہمارے "پر زور دیا۔

عالیہ اس طرح پوچھے جانے پر سٹپٹا گئی۔

"نہیں! ایسی تو کوئی بات نہیں ہے۔ آپ ہی مصروف رہتے ہیں۔ میں تو اکثر گھر آتی ہوں، آپ ہی گھر میں موجود نہیں ہوتے۔"

شایان عالیہ کا جواب سن کر مسکرایا۔ وہ عالیہ کو کچھ لمحے دیکھتا رہا، تو وہ الجھ گئی۔ اس نے نمرہ کو دیکھ کر بولا۔

"چلیں!"

نمرہ نے سر اثبات میں ہلایا۔

"ہاں چلو!"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اس نے پھپھو کو اللہ حافظ کہا اور گیٹ کی جانب بڑھ گئی۔ نمرہ بھی اس کے پیچھے پیچھے چل دی۔ ان کے جانے کے بعد زینب گھر کے اندر چلی گئی جبکہ شایان گیٹ کی طرف ہی دیکھتا رہا۔

****

"تمہیں پھپھو سے ایسے بات نہیں کرنی چاہیے تھی۔"

عالیہ نے گاڑی ڈرائیو کرتے ہوئے گفتگو کا آغاز کیا۔

"میں خود بھی نہیں کرنا چاہتی تھی لیکن وہ ہمیشہ مجبور کرتی ہیں۔ میں آج جانا نہیں چاہتی تھی لیکن انہوں نے مجھے زبردستی بھیجا ہے۔ میرے منع کرنے پر بھی وہ نہیں مانیں۔"

نمرہ نے سامنے سڑک پر نظر جمائے جواب دیا۔ پھر اس نے عالیہ کو دیکھا۔

"وہ ہر بات میں اپنی منواتی ہیں۔ تم ہی بتادو میں کیا کروں؟ وہ کوئی ایک بات تو ہماری مان ہی سکتی ہیں۔ پچھلے ہفتے ان کی طبیعت خراب تھی۔ وہ اپنے کمرے میں بند ہو گئی تھیں۔ رات کو ان کے کمرے سے چیزیں ٹوٹنے کی زوردار آوازیں آتی۔ میں اور شایان بھائی ساری ساری رات جاگتے ہوئے گزارتے۔ انہیں تکلیف میں دیکھ کر ہمیں تکلیف ہوتی ہیں۔ تم بتاؤ ہم کیا کریں؟"

نمرہ کی آواز بولتے بولتے بہت بلند ہو گئی تھی۔ روانی سے بولنے کی وجہ سے اس کا سانس پھول گیا۔ وہ کچھ دیر کے لیے خاموش ہوئی۔ پھر پیسنجر سیٹ پر سر لگائے اپنی بات کا دوبارہ آغاز کیا۔ اب کی دفعہ اس ما لہجہ شکست خوردہ تھا۔

"ماما کو اب یہ بات مان لینی چاہیے کہ سالوں پہلے جو طوفان آیا تھا، اب وہ گزر چکا ہے۔ کہتے ہیں نا کہ غم کی پانچ مراحل ہوتے ہیں۔ انکار، غصہ، سودابازی، ڈیپریشن اور قبولیت۔ لوگ آہستہ آہستہ ان مراحل کو پار کرتے ہیں۔ ماما نے شروع کے تین مراحل پار کر لیے ہیں مگر ڈیپریشن میں وہ پھنس گئی ہیں اور اس میں پھنسے رہنا چاہتی ہیں۔ ہم دونوں بہن بھائی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

انہیں اتنا سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں کہ وہ سائکاٹرسٹ کے پاس جا کر اپنا چیک اپ کروائے مگر انہیں لگتا ہے کہ ہم انہیں پاگل کہہ رہے ہیں۔ وہ سمجھنے کی کوشش نہیں کرتیں۔ میں، شایان بھائی اور ماما، ہم تینوں ایک عام زندگی گزار سکتے ہیں۔ اگر وہ کوشش کریں تو۔۔۔۔"

نمرہ کے سامنے منظر دھندلانے لگا۔ اس کی آنکھوں میں نمی اترنے لگیں۔ عالیہ کو اسے یوں دیکھ ہمدردی ہوئی۔ کچھ دیر بعد عالیہ نے پوچھا۔

"تم پھپھو کو قبول کرنے کا کہتی ہو لیکن کیا تم خود وہ سب قبول کر چکی ہو؟"

سیاہ آنکھوں میں مزید کرب اترا۔ اس نے آنکھیں میچ لیں۔ پھر آہستہ سے آنکھیں کھولیں۔ جب اس نے جواب دیا تو اس کی آواز میں تکلیف واضح تھی۔

"ہاں میں وہ سب قبول کر چکی ہوں۔ جو ہوا، وہ نہیں ہونا چاہیے تھا لیکن وہ "ہو چکا" ہے۔ قبول کرنے کے سوا میرے پاس کوئی اور آپشن نہیں تھا۔"

اس کے بعد وہ بس اتنا بولی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"پلیز! میں کچھ دیر خاموش رہنا چاہتی ہوں۔"

عالیہ نے سر اثبات میں ہلایا اور ڈرائیونگ کی طرف متوجہ ہو گئی۔

* *

"آپ نے نمرہ کو باہر جانے کی اجازت کیوں دی"؟

شایان لاؤنج میں اپنی ماں کے سامنے کھڑا تھا۔ زینب اپنے مخصوص صوفے پر بیٹھی ہوئی تھیں۔ وہ اپنے بیٹے کو بڑے غور سے دیکھ رہی تھیں، جو غصے سے ان سے جواب مانگ رہا تھا۔

"پہلی بات تو یہ اس نے مجھ سے اجازت نہیں مانگی، میں نے خود اسے بھیجا ہے۔ دوسری اور اہم بات یہ ہے کہ تم کون ہوتے ہو مجھ سے پوچھ گچھ کرنے والے؟ نمرہ میری بیٹی ہے۔ اس کو کہاں بھیجنا ہے اور کب بھیجنا ہے یہ مجھے تم نہیں بتاؤ گے۔"

زینب نے متوازن مگر دو ٹوک لہجے میں اپنی بات باور کروادی۔

شایان نے اپنے بالوں پر انگلیاں پھیر کر گہرے سانس لیتے ہوئے خود کو پر سکون کیا۔ اب جب وہ بولا تو اس کا لہجہ تھوڑا دھیما ہوا تھا۔

"میں آپ ہی کی وجہ سے کہہ رہا ہوں۔ پچھلے ایک ہفتے سے آپ کمرے میں خود کو بند کیے بیٹھی تھیں۔ اتنے دنوں بعد آپ کمرے سے نکلی تھیں۔ اس لیے نمرہ کے یوں جانے پر تھوڑا غصہ آ گیا۔"

شایان بات کرتا ہوا سنگل صوفے پر بیٹھ گیا۔ اتنے میں ملازمہ چائے کے دو کپ رکھ کر چلی گئی۔ زینب نے اپنا چائے کا کپ ہاتھ میں پکڑا اور اسے دیکھتی کسی گہری سوچ میں گم ہو گئیں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

شایان اپنی ماں کو دیکھتا رہا۔ وہ اپنی ماں سے کچھ کہنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن وہ ان کے رد عمل سے بھی بخوبی واقف تھا۔ آخر کار اس نے اپنی ساری ہمت مجمع کی اور بات شروع کی۔

"وہ ماما مجھے آپ سے بات کرنی تھی۔"

زینب نے اس کی طرف دیکھا۔ وہ سمجھ چکی تھیں ان کا بیٹا، ان سے کیا بات کرنے جا رہا ہے۔

"میں نے شہر کی سب سے اچھی سائکاٹرسٹ سے وقت لیا ہے۔ وہ بہت اچھی ہے۔ آپ اس سے اپنا چیک اَپ کروائیں۔ دیکھ لیجیے گا شروع کے دو تین سیشن میں آپ کا ڈیپریشن ٹھیک ہونا شروع ہو جائے گا۔ میں نے بدھ کا وقت۔۔"

انہوں نے شایان کی بات کاٹی۔

"تمہارا مطلب کیا ہے؟ مجھے دنیا کے سامنے پاگل کہلوانا چاہتے ہو۔ کیوں تم لوگوں کے سامنے میرا مذاق بنا رہے ہو؟ تم چاہتے ہو لوگ تمہاری ماں کو پاگل سمجھیں۔ یہی چاہتے ہو نا تم!"

زینب حلق کے بل چلّائی۔

"میں یہ نہیں چاہتا ہوں۔ میں بس آپ کا علاج کروانا چاہتا ہوں۔ میں بس۔۔۔۔۔"

"مجھے علاج کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ مجھے کچھ بھی سمجھانے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں جانتی ہوں مجھے کیا کرنا ہے اور کیا نہیں۔ بہتر ہو گا تم اپنے کام سے کام رکھو۔"

یہ کہہ کر وہ اٹھ کر چلی گئیں جبکہ شایان تاسف سے انہیں جاتا ہوا دیکھتا رہا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

****

مغرب کی اذان کو ہوئے زیادہ وقت نہیں گزرا تھا۔ مسجد سے نمازی اپنے مالک حقیقی کی بارگاہ میں حاضری دے کر اب اپنے گھروں اور دنیاوی کاموں کی طرف لوٹ رہے تھے۔

ایسے میں اشفاق صاحب کے گھر میں آئیں، تو کھانا پکنے کی خوشبو نے نچلی منزل کو مہکایا ہوا تھا۔

عزاہ چولھے کے سامنے کھڑی ہانڈی میں رکھے سالن کی بھنائی کر رہی تھی۔ اس کا چہرہ پر سکون دکھائی دے رہا تھا جبکہ جائی یانہ کرسی پر بیٹھی تھی۔ وہ سلاد بنانے میں مصروف تھی۔ میز پر کھیرے، گاجر، بند گوبھی، ٹماٹر اور سلاد میں استعمال ہونے والی سبزیاں پڑی تھی۔ جائی یانہ کے ہاتھ مشینی انداز میں حرکت کر رہے تھے۔

عزاہ نے ہانڈی میں چمچہ ہلاتے ہوئے جائی یانہ کو بولا۔

"جلدی گاجر کاٹو۔ ابھی اور سبزیاں بھی پڑی ہیں۔"

"ہاں تو کاٹ ہی تو رہی ہوں۔"

جائی یانہ نے اس کی بات کا برا منایا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ایسے میں نوال کچن میں آئیں۔انہوں نے چہرے کی چاروں طرف ڈوپٹہ اوڑھا ہوا تھا۔ ہاتھوں میں تسبیح لیے وہ کوئی ورد پڑھ رہی تھیں۔انہوں پہلے جائی جانہ پر پھونک ماری، پھر عزاہ پر۔

پھر وہ جائی یانہ کے سامنے والی کرسی پر بیٹھ گئیں اور ان دونوں سے پوچھا۔

"تم دونوں نے مغرب کی نماز پڑھ لی؟"

جائی یانہ اور عزاہ ایک ساتھ جواب دیا

"جی!"

ان کی بیٹیاں جانتی تھیں نماز اور دیگر دینی معاملات میں ان کی ماں ان کی ایک نہیں سنتی تھیں۔وہ دین کے معاملے میں انتہائی سختی برتتی تھیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

جائی یانہ کٹی ہوئی سبزیاں پیالے میں ڈال رہی تھی۔ نوال ان کٹی سبزیوں گاجر کے ٹکرے کو اٹھایا۔ وہ کچھ اس طرح کٹا تھا کہ ایک طرف موٹائی زیادہ تھی جبکہ دوسری طرف کم تھی۔

نوال نے جائی یانہ کے منہ کے سامنے گاجر کا ٹکڑا کیا اور پوچھا۔

"یہ کیا ہے؟"

"گاجر ہے۔"

جائی یانہ نے سبزی کاٹتے ہوئے بڑے آرام سے کہا۔

اس کی یہ بات نوال کو مزید اشتعال دلا گئی۔

"یہ مجھے بھی پتہ ہے۔ میں کہہ رہی ہوں انسان کی طرح سبزیاں کاٹو!"

"اماں صرف ایک ہی ٹکڑا ایسے ہوا ہے۔ باقی دیکھیں بالکل ٹھیک ہیں۔ آپ تو یونہی غصہ کرتی ہیں۔"

نوال جائی یانہ کی بات پر جل کر بولیں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ہاں میرا ہی قصور ہے۔ میں ہی بلاوجہ غصہ کرتی ہوں۔ تم تو کچھ کرتی ہی نہیں ہو۔۔"

"دیکھیں امی آپ خود ہی سچ بول رہی ہیں۔ یہی بات میں بولتی، تو آپ ابھی تک مجھے جہنمی ڈیکلیئر کر چکی ہوتیں۔"

نوال نے جائی یانہ کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھا۔

"مجھ سے باتوں کی بجائے، اپنے کام پر دھیان دو۔ اب اگر تمہاری آواز آئی تو تمہارے سر، پر بیلن پڑے گا۔۔"

عزاہ نے بھی ہانڈی پر ڈھکن رکھتے ہوئے جائی یانہ کو تنبیہہ دی۔

"جائی یانہ میں روٹیاں پکا رہی ہوں۔ جب تک میں روٹیاں پکاؤں، ساری سبزیاں کٹ کر پلیٹ میں اچھی طرح سج جانی چاہیے۔ اور اب تم نے سبزیاں کاٹتے ہوئے اپنی لمبی زبان میں قابو نہیں رکھا، تو اماں کو بیلن میں خود دوں گی۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

جائی یانہ نے یہ بات سن کر پہلے اپنی ماں اور بہن کا چہرہ دیکھا۔ پھر منہ بنا کر خاموشی سے سبزیاں کاٹنے لگی۔ کچن میں کچھ دیر خاموشی رہی۔ عزاہ نے روٹیاں پکاتے ہوئے محسوس کیا اس کی ماں کسی سوچ میں گم تھیں۔ اس نے چوتھی روٹی بیلتے ہوئے ماں سے پوچھا۔

"کیا ہوا امی! کیا سوچ رہی ہیں"؟

"ایک کام کا کہنے آئی تھی لیکن اب میں بھول گئی ہوں۔ یہ ہے نا تمہاری بہن! الٹی سیدھی باتوں میں لگا کر ضروری بات بھلوا دیتی ہے۔"

نوال نے سارا الزام اپنے سامنے بیٹھی جائی یانہ پر لگا دیا۔ جائی یانہ پر جب خاموش رہنے اور اپنا کام کرنے کے باوجود الزام لگایا گیا تو اس کا منہ کھلا رہ گیا۔ اس نے روٹی پکاتی عزاہ سے ماں کی شکایت کی۔

"بجواب میں نے کیا کیا ہے، جو اماں مجھ پر الزام لگا رہی ہیں۔ بھئی بات تو آپ بھولی ہیں۔ میں تھوڑی نا بھولی ہوں۔"

"چپ چاپ کام کرو ورنہ بیلن یاد ہے نا!"

عزاہ نے بیلی ہوئی روٹی کو توے پر ڈالتے ہوئے اپنی دھمکی یاد دلائی۔جائی یانہ کڑھ کر رہ گئی۔

اماں جائی یانہ کو کچھ سخت سناتیں،انہیں اپنی بھولی بات یاد آئی۔وہ عزاہ کی طرف دیکھ کر بولیں۔

"عزاہ!عالیہ کو تو کال کرو اور پوچھو کہاں ہے وہ؟اس سے بولو جہاں کہیں بھی ہے،فوراً گھر پہنچے۔مغرب بھی ہو گئی ہے۔تمہارے ابو گھر آئے اور اسے نہیں دیکھا،تو تم جانتی ہو کتنا غصہ ہونگے۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

عزاہ کا روٹی بیلتا ہاتھ سست پڑا۔چہرے کے تاثرات تن گئے۔

"جائی یانہ!!جب یہ سبزیاں کاٹ لو،تو اماں کی بات اپنے فون سے کروادینا۔"

"میں نے تمہیں کہا ہے،جائی یانہ کو نہیں!"

"میں نے آپ کے کہنے پر ایک دفعہ کال کی تھی، جس پر مجھے سامنے سے جواب ملا میں اس کی ماں نہ بنوں اور نہ اس کی سگی ماں کو اس کے خلاف کروں۔"

عزاہ نے آخری روٹی، چولہے پر ڈالتے ہوئے تھوڑے سخت لہجے میں اپنی بات جاری رکھی۔

"اسی طرح ایک دن آپ کو عالیہ کو گھر بلانا تھا۔ آپ نے میرے موبائل سے کچھ سخت کہہ کر اس کو گھر بلالیا۔ گھر آ کر اس نے مجھ سے کہا کہ میں خود کال نہیں کرتی، تو آپ کو بھڑکا کر کال کروادیتی ہوں۔ اس لیے آپ کو عالیہ سے کال کرنی ہو تو جائی یا نہ یا گھر کے فون سے کال کرلیا کریں۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

روٹی پک گئی۔ عزاہ روٹی کو ہاٹ پاٹ میں ڈالا اور کچن سے باہر چلی گئی۔ اماں نے تاسف سے اسے جاتا ہوا دیکھا۔

جائی یا نہ ساری سبزیاں کاٹ چکی تھی۔ اس نے پلیٹ پر سلاد کو سجاتے ہوئے اپنی ماں سے سوال کیا۔

"یہ ہر وقت ایک دوسرے سے لڑتی کیوں رہتی ہیں؟"

"ایک وقت تھا جب دونوں ایک دوسرے پر جان چھڑکتی تھی۔پتا نہیں اب ایسا کیا ہو گیا ہے دونوں ایک دوسرے سے اتنی متنفر ہو گئی ہیں؟!"

"کیا!! آپ سچ کہہ رہی ہے"؟

جائی یا نہ واقعی حیران تھی کیونکہ اس نے جب سے ہوش سنبھالا تھا،اپنی دونوں بہنوں کو یوں ہی لڑتے جھگڑتے دیکھا تھا۔

"ہاں میں سچ کہہ رہی ہوں۔جب تم چھوٹی تھی تب تک سب ٹھیک تھا۔"

"تو آپ نے ان لڑائیوں کی وجہ جاننے کی کوشش نہیں کی؟"

نوال نے اس کے ہاتھ سے سلاد کی پلیٹ لے کر جواب دیا۔

"شروع میں تو میں نے نظر انداز کیا۔مجھے لگتا تھا بہنوں میں لڑایا اکثر رہتی ہیں مگر ان دونوں کی لڑایاں بڑھتی ہی چلی گئیں۔میں نے وجہ جاننے کی کوشش کی مگر سب بے کار رہا۔دونوں نے بات ٹال دی۔"

"میں آپی کو کال کروں یا آپ بات کروگی"؟

جائی یانہ نے کرسی پر سے اٹھتے ہوئے پوچھا۔

"بس میسج کردو اور لکھنا اماں کہہ رہی ہیں فوراً گھر پہنچو!"

"اچھا!"

جائی یانہ کا رخ اب اپنے کمرے کی جانب تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

****

عالیہ اور نمرہ بقیہ تمام راستے خاموش رہے۔ وہ دونوں کچھ دیر بعد فاطمہ کے سینڈ کیے ایڈریس پر پہنچ گئے۔ گاڑی پارک کرنے کے بعد وہ دونوں ریستوران کے اندر آ گئیں۔ پورا ریستوران اسکن اور بھورے رنگ کے امتزاج سے بنا تھا۔

دیواریں اسکن رنگ کی تھی، جس پر بھورے رنگ کا دلفریب ڈیزائن بنا ہوا تھا۔ دائیں طرف کی دیوار شیشے کی بنی تھی۔ فرش پر اسکن رنگ کی ٹائلز جبکہ کرسیاں اور میز بھورے رنگ کی تھیں۔۔

فاطمہ اور صوفیہ ابھی تک نہیں آئی تھیں۔ وہ دونوں ایک خالی میز پر بیٹھ کر، ان کا انتظار کرنے لگے۔ اس دوران عالیہ کو محسوس ہوا کوئی اسے دیکھ رہا ہے مگر جب بھی وہ ادھر ادھر دیکھتی تو کوئی بھی اس کی جانب متوجہ نہیں تھا۔ انہیں انتظار کرتے ہوئے گھنٹہ گزر گیا۔

"ہمیں بلا کر خود پہنچ نہیں رہیں!"

عالیہ نے اکتاہٹ سے کہا۔

"میں دونوں کو کال کر کے پوچھتی ہوں!"

نمرہ نے ان کا نمبر ڈائل کرنے کے لیے موبائل اٹھایا مگر کال کرنے سے پہلے ہی وہ دوں ریستوان میں آ گئیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

دونوں ٹاپس اور جینز میں ملبوس تھیں۔ان کے ہاتھ میں برینڈڈ بیگ لٹک رہے تھے۔

"وہ دونوں آ گئیں!"

نمرہ نے عالیہ کو بتایا۔عالیہ کی ان کی جانب پشت تھی۔اس نے گردن موڑ کر نمرہ کی نگاہوں کا تعاقب کیا تو وہ دونوں اسے اپنے پاس آتی دکھائی دیں۔

"ہیلو عالیہ!"

"ہیلو نمرہ!"

فاطمہ اور صوفیہ نے اپنی کرسیاں کھینچی۔

"کیا میں پوچھ سکتی ہوں چھ بجے کا وقت دے کر ساڑھے سات بجے کون آتا ہے؟"

عالیہ نے آتے ہی ان پر چڑھائی کی۔

"اوہ پلیز عالیہ!ہم دونوں کو آرام سے بیٹھنے تو دو۔"

صوفیہ نے اس کو ٹوکا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"نہیں مجھے ابھی بتاؤ!"

عالیہ نے کسی ضدی بچے کی طرح بولا۔

"میری کار خراب ہو گئی تھی۔ڈرائیور میکینک کے پاس گیا تھا جس کی وجہ لیٹ ہو گئی۔"

صوفیہ نے اپنی وجہ بتا کر اپنی جان چھڑوائی۔

"اور آپ محترمہ؟!"

عالیہ نے اب فاطمہ سے پوچھا۔

"مجھے تیار ہونے کے بعد میرا ڈریس اچھا نہیں لگا تو چینج کر لیا۔اس لیے دیر ہوئی۔"

اس سے پہلے عالیہ کچھ اور کہتی نمرہ نے مداخلت کی۔

"اب اس تفتیش کو بند کرو اور ویٹر سے مینیو منگواؤ۔ایک گھنٹے سے بیٹھے ہیں اور ابھی تک کچھ آرڈر نہیں کیا۔اب ویٹر گھور کر جا رہے ہیں!"

"تمہاری کزن کے سوالات ختم نہیں ہوتے۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

صوفیہ نے طنز کیا جس پر عالیہ نے آنکھیں گھمائیں۔

ویٹر نے آکر ان چاروں کے آگے مینیور رکھا۔عالیہ نے اپنا آرڈر جلدی دے دیا جبکہ وہ تینوں اپنا آرڈر دے رہی تھیں۔اتنے میں اس کے موبائل پر میسج آیا۔اس نے نوٹیفکیشن دیکھا تو جائی یانہ کے نمبر سے میسج آیا تھا۔اس نے میسج پڑھا۔

"اماں غصے میں ہیں۔آپ کو فوراً گھر بلا رہی ہیں۔"

عالیہ نے میسج ٹائپ کیا۔

"اماں کو بولو ابھی ہم آرڈر دے رہے ہیں۔کھانا کھانا ابھی باقی ہے۔"

"یہ بات سن کر امی کا بی پی شوٹ کر جائے گا۔"

"جائی یانہ!جتنا کہا ہے،اتنا کرو۔"

یہ لکھ کر اس نے میسج سینڈ کر دیا اور موبائل ہینڈ بیگ میں ڈال دیا۔ان تینوں نے اپنا آرڈر لکھوا لیا تو ویٹر ان کا آرڈر لے کر چلا گیا۔

* *

ایک گھنٹے بعد اگر دوبارہ ان کی میز پر آؤ، تو ان کی میز پر پلیٹیں بکھری ہوئی تھیں۔ پلیٹوں پر چکنائی اور کھانے کے بچے ہوئے ذرات تھے۔ وہ چاروں اپنا کھانا ختم کر چکی تھیں اور اب جانے کی تیاری کر رہی تھیں۔ عالیہ اپنا موبائل ہینڈ بیگ سے نکالتی کھڑی ہوئی، تو فاطمہ کی نظر اس کی سینڈل پر گئی۔

"سینڈل تو تمہاری بہت پیاری ہے"۔

اپنی سینڈل کی تعریف سن کر عالیہ کھل کر مسکرائی۔ اس نے فاطمہ کو بتایا۔

" بابا نے میری سالگرہ پر یہ دیے تھے"۔

"لیکن ماموں نے عزاہ کو جو بریسلٹ دیا تھا۔ وہ بھی بہت پیارا تھا۔"

نمرہ نے انتہائی ہلکے پھلکے لہجے میں اپنا تبصرہ دیا۔

نمرہ کی بات سن کر عالیہ کی مسکراہٹ پھیکی پڑی۔ وہ جو اپنی سینڈل کی تعریف پر خوش ہوئی تھی، عزاہ کا نام سن کر اس کا سارا موڈ خراب ہو گیا۔

"عزاہ کا ذکر کرنا ضروری تھا کیا نمرہ؟!"

وہ کہنا تو یہی چاہتی تھی مگر جب بولی تو بس اتنا ہی کہا۔

" چلے نو بجے سے پہلے گھر پہنچنا ہے"۔

نمرہ نے سر ہلایا۔ وہ چاروں صدر دروازے کی جانب بڑھنے لگے۔ فاطمہ اور صوفیہ آگے چل رہی تھیں۔ وہ دونوں کسی بات پر بحث کر رہی تھیں۔ نمرہ درمیان میں چلتی کسی گہری سوچ میں گم تھی۔ جبکہ عالیہ ان سب سے پیچھے موبائل پر لگی تھی۔ ایسے میں ایک گھنگھرالے بالوں والا ویٹر ان کی مخالف سمت سے آیا۔ اس نے ٹرے پکڑی ہوئی تھی جس میں تین کافی

کے کپ تھے۔ وہ بڑے آرام سے ان کی دائیں جانب سے گزر رہا تھا جب اچانک اس ویٹر کا توازن بگڑا اور ٹرے اس کے ہاتھوں سے چھوٹ گئی۔ کافی عالیہ کے ہاتھوں پر گر گئی۔ عالیہ اچانک اپنے ہاتھ پر گرم مائع گرنے پر بلبلا اٹھی۔ اس نے بد حواسی میں پیچھے ہوئی تو اس کی سینڈل کی ہیل ٹوٹ گئی۔ وہ توازن قائم نہ رکھتے ہوئے گر پڑی۔ یہ سب اتنا اچانک ہوا کہ عالیہ کو سمجھ ہی نہیں آئی۔

نمرہ نے عالیہ کو گرا دیکھا تو اس کے پاس گھٹنوں کے بل بیٹھ گئی اور اس کا جلا ہاتھ اپنی گرفت میں لیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"یہ کیا بد تمیزی تھی؟"

"دکھائی نہیں دیتا؟ اندھے ہو؟"

فاطمہ اور صوفیہ نے ویٹر کو آڑے ہاتھوں لیا۔ پورے ہوٹل میں بد مزگی پھیل گئی۔ عالیہ خالی الذہن سب کچھ دیکھ رہی تھی۔ اس کے حواس اس وقت بیدار ہوئے، جب ایک شخص اس کے پاس بیٹھا اور نمرہ سے اس کا ہاتھ چھڑا کر اپنی گرفت میں لیا۔ اس نے اس شخص کو

دیکھا تو وہ اسے کافی وجیہہ لگا۔ ٹو پیس سوٹ میں ملبوس،عالیہ کے ہاتھ کو فکر مندی سے دیکھ رہا تھا۔عالیہ نے ایک نظر اپنے ساتھ بیٹھی نمرہ کو دیکھا۔وہ بھی الجھن سے سامنے بیٹھے آدمی کو دیکھ رہی تھی۔ جب اس احساس ہوا اس کا ہاتھ اس شخص نے پکڑا ہوا ہے، تو اس نے فوراً ہاتھ کھینچا۔

اس شخص کے تاثرات بدلے، جو بتائے نہیں جا سکتے۔

"آپ کا ہاتھ بری طرح جلا ہے۔ میرے پاس مرہم ہے۔ آپ کہیں تو لادوں؟"

مردانہ گھمبیر آواز عالیہ کے کانوں میں ٹکرائی۔

"نہیں کوئی ضرورت نہیں ہے"

عالیہ نے خشک لہجے میں جواب دیا۔وہ اپنی ہیل دیکھ رہی تھی جو ٹوٹ چکی تھی۔اب وہ بالکل بھی پہنی نہیں جا سکتی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"کچھ دیر بعد آپ کے ہاتھوں پر چھالے بن جائیں گے۔ میں تو آپ کے لیے ہی کہہ رہا تھا لیکن اگر آپ کو نہیں چاہیے، تو ٹھیک ہے۔"

وہ یہ کہہ کر اٹھ گیا اور جانے کے لیے مڑ گیا۔

عالیہ اس شخص کو نظر انداز کیے اپنے سینڈل کے اسٹریپ اتار رہی تھی جب اسے اپنے ساتھ بیٹھی نمرہ کی آواز سنائی دی۔

"آپ ایسا کریں دوائی لا دیں"۔

اس آدمی نے مڑ کر نمرہ کو دیکھا جبکہ عالیہ نمرہ کو گھور رہی تھی۔

"اوکے میں لا دیتا ہوں۔"

یہ کہہ کر وہ شخص رکا نہیں بلکہ آگے چل دیا۔ نمرہ اسے جاتا ہوا دیکھا۔ جب عالیہ نے اس کا کندھے جھنجھوڑ کر اپنی جانب متوجہ کیا۔

"کیا ضرورت تھی کسی راہ چلتے سے مدد مانگنے کی؟"

"میں نے تو تمہارا ہی سوچا تھا!"

"میرے لیے سوچنے کے لیے ابھی میں موجود ہوں۔"

"اب تو میں نے کہہ دیا۔اب کچھ نہیں ہو سکتا"۔

نمرہ نے بے نیازی سے کندھے اچکائے۔عالیہ کلس کر رہ گئی۔عالیہ اپنے دوسرے ہاتھ سے سینڈل کی اسٹریپ

پکڑے کھڑی ہوئی، تو اس کے بائیں پاؤں میں درد کی لہر اٹھی مگر درد اتنا زیادہ نہیں تھا کہ وہ چل نہ پاتی۔اس لیے برداشت کر گئی۔

ان دونوں نے فاطمہ اور صوفیہ کو دیکھا جو ویٹر پر برس رہی تھی۔وہ ویٹر کو صفائی دینے کا موقع تک نہ دے رہی تھی۔ان کے ساتھ ریستوران کا مینیجر بھی کھڑا تھا۔وہ فاطمہ اور صوفیہ کو ٹھنڈا کرنے کی بھرپور کوشش کر رہا تھا لیکن وہ دونوں چپ ہونے کا نام نہیں لے رہی تھیں۔

"آپ کا اسٹاف بہت غیر ذمے دار ہے۔ آپ کے ویٹر نے ایک تو میری دوست پر گرم کافی گرا دی اور اب اپنی غلطی ماننے کی بجائے یہ جھوٹے بہانے بنا رہا ہے۔"

صوفیہ نے مینیجر کو دیکھتے ہوئے بولا۔

"دیکھیں میں جھوٹے بہانے نہیں بنا رہا ہوں وہ تو"۔۔

ویٹر نے بولنے کی کوشش کی تو فاطمہ نے اس کی

بات دوبارہ کاٹ دی۔

"ہم بہت اچھے سے جانتے ہیں تم کیا کر رہے ہو اور کیا نہیں۔ اس لیے ہم پر تمہاری جھوٹی سچی کہانیوں کا کوئی اثر نہیں پڑے گا۔"

ویٹر بولنے لب کھولے تو اس بار مینجر نے اسے چپ کروا دیا۔

"تم اندر جاؤ۔ تم سے تو میں، بعد میں بات کروں گا۔"

وہ ٹریہ سن کر خاموشی سے چلا گیا۔ مینجر ان دونوں کو سمجھانے لگا۔

* *

اشفاق کے گھر کی طرف واپس آؤ، تو جائی یانہ اپنے سنگل بیڈ کے تاج سے ٹیک لگائے آرام سے کتاب کا مطالعہ کر رہی تھی۔ اس کے مطالعہ میں خلل اشفاق کی گاڑی کا ہارن بجنے سے ہوا۔ جائی یانہ ایک دم سے سیدھی ہوئی اور بیڈ کے ساتھ رکھی چھوٹی میز سے اپنا موبائل اٹھایا۔ کوئی میسج نہیں آیا ہوا تھا۔

"بابا گھر آچکے ہیں، جتنی جلدی ہو سکے گھر پہنچو"۔

جائی یانہ نے عالیہ کو میسج کیا اور کتاب بیڈ پر رکھ کر کھڑی ہو گئی۔ اپنے کمرے سے نکل کر وہ تیزی سے سیڑھیاں اترنے لگی۔ ابھی دو تین زینے باقی تھے، جب جائی یانہ نے اشفاق صاحب کو گھر میں داخل ہوتے دیکھا۔ ان کو دیکھ کر اس نے اپنی رفتار کم کی اور سلام کیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"السلام علیکم!"

"وعلیکم اسلام!"

وہ زینے اتر کر اشفاق کے ساتھ چلنے لگی۔ان دونوں کا رخ لاؤنج کی جانب تھا۔

" کیسا گزرا آپ کا دن"؟

جائی یانہ نے سوال کیا۔

"مصروف!"اشفاق نے جواب دیا۔" آپ کا کیسا گزرا"؟

"میرا بھی بہت زیادہ مصروف تھا"۔

جائی یانہ نے بتایا۔

وہ دونوں لاؤنج میں آکر صوفے پر بیٹھ گئے۔عزاہ کچن سے پانی کا گلاس لے کر لاؤنج میں آئی اور اشفاق صاحب کو دیا۔عزاہ نے جاتے ہوئے جائی یانہ کو دیکھ کر طنز کیا۔

" آپ بھی کبھی کھانا لگانے میں مدد کر دیا کریں"۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ہاں تو سلاد بنا کر تو دیا ہے"۔

"مجھ پر احسان کیا۔"

تھوڑی دیر بعد نوال نے ڈائننگ ہال میں سب کو بلایا تو، اشفاق اور جائی یا نہ ڈائننگ ہال میں چلے گئے۔ ڈائننگ ہال میں آتے ہی اشفاق نے عالیہ کا پوچھا۔

"عالیہ کہاں ہے؟"

ان کی یہ بات سن کر ان تینوں کو سانپ سونگھ گیا۔

نوال نے بات بنانے کی کوشش کی مگر ان سے پہلے ہی عزاہ نے سچ بتا دیا۔

"بابا وہ دوستوں کے ساتھ کسی ریستوران گئی ہے۔ اب تو آتی ہی ہو گی۔"

عزاہ کی بات سن کر اشفاق کی آنکھوں نے پہلے حیرت اور پھر غصہ سے سب کو دیکھا۔ انہوں نے پہلے ڈائننگ ہال کی دیوار پر لگی گھڑی کو دیکھا جو پونے نو ہونے کا بتا رہی تھی۔ پھر نوال کو دیکھا جو گھبرائی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔

"رات کے پونے نو ہو رہے ہیں اور بڑی بیٹی گھر سے باہر ہے۔ یہ بات بھی مجھے تب پتا چلی، جب میں نے خود پوچھا ورنہ کسی نے بتانے کی زحمت نہیں کرنی تھی۔"

اشفاق صاحب نے نوال کی طرف دیکھتے ہوئے برہمی سے کہا۔

"وہ کب گئی تھی"؟

"پانچ، ساڑھے پانچ بجے!" عزاہ نے بتایا۔

"کسی نے اسے کال کی ہے یا یہ زحمت بھی نہیں ہوئی؟"

اشفاق نے طنزاً بولا۔

"میں نے میسج کیا تھا بابا۔ آپی کی دوست کچھ لیٹ پہنچی تھی ورنہ آپی جلدی آجاتیں۔ اب تک تو وہ نکل بھی گئیں ہونگی۔"

جائی یا نہ نے ان کو تفصیل سے بتایا۔

Clubb of Quality Content

"اتنی دیر ہو گئی اور آپ کو کوئی فکر نہیں ہے۔ کیسی ماں ہیں آپ؟ میں نے آپ کو بلکہ بچوں کو بھی بتایا ہے مغرب کے بعد مجھے سارے بچے گھر پر ملے، لیکن میری بات کو کوئی اہمیت ہی نہیں دیتا۔"

اشفاق نوال کو ڈانٹ رہے تھے جبکہ نوال سر جھکائے خاموشی سے سن رہی تھیں۔

"اتنی بھی دیر نہیں ہوئی۔ کھانا بھی ٹھنڈا ہو رہا ہے۔ ایسا کرتے ہیں، پہلے ہم کھانا کھا لیتے ہیں۔"

جائی یانہ نے ماحول کو ٹھنڈا کرنے کی کوشش کی۔ سب نے اسے گھورا۔ جائی یانہ نے خاموش رہنے میں عافیت سمجھی۔

اشفاق نے ایک سخت نظر نوال پر ڈالی اور ڈائننگ ہال سے باہر نکل گئے۔ ان کو باہر جاتا دیکھ کر جائی یانہ بھی ان کے پیچھے چل دی۔ نوال سر پکڑ کر بیٹھ گئیں۔

"کوئی موقع نہیں چھوڑتے، تم تینوں مجھے ذلیل کروانے کا۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

عزاہ نے ان کے کندھوں پر اپنا ہاتھ رکھ دیا۔

ڈائننگ ٹیبل پر رکھا کھانا ٹھنڈا ہو چکا تھا۔ ایک بات تو یقینی تھی جب تک عالیہ گھر واپس نہیں پہنچے گی، تب تک کوئی کھانا نہیں کھائے گا

* *

ریستوران میں دوبارہ سکون قائم ہو چکا تھا۔ کچھ دیر پہلے والا شور اب ختم ہو گیا تھا۔ فرش پر گری کافی صاف ہو گئی تھی۔ ایسے میں عالیہ کونے کی میز میں کرسی پر بیٹھی، اپنا ہاتھ نمرہ کے سامنے کیے ہوئے تھی۔ نمرہ کے ہاتھ میں ٹیوب تھی جس میں سے وہ کریم نکال کر عالیہ کے جلے ہاتھ پر لگا رہی تھی۔ فاطمہ اور صوفیہ ان کے پیچھے کھڑی، ان کو دیکھ رہی تھیں۔ مینیجر ان کے دائیں طرف کھڑا تھا۔ اس کے چہرے پر پریشانی صاف ظاہر تھی۔ اس نے فاطمہ اور صوفیہ کو قابو کیے کیا تھا۔ اسے یہی ڈر تھا وہ دونوں دوبارہ ہنگامہ نہ شروع کر دیں۔

عالیہ کے بلکل سامنے وہ کھڑا تھا۔ وہ عالیہ کو گہری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ عالیہ کو پہلے ہی جلن ہو رہی تھی، اوپر سے اس شخص کا یوں اسے دیکھنا اسے زہر لگ رہا تھا۔ اس کا دل چاہ رہا تھا اس شخص کا منہ توڑ دے لیکن بمشکل ضبط کیے وہ بیٹھی رہی۔ نمرہ نے جب دوائی لگا لی، تو سامنے کھڑے شخص نے اسے مسکرا کر دیکھا۔

"آپ کا بہت بہت شکریہ!"

"شکریہ کی کوئی ضرورت نہیں!"

اس نے بھی مسکراتے ہوئے کہا لیکن لہجہ سنجیدہ تھا۔

نمرہ نے ٹیوب کو اس کو دے دی۔ وہ آدمی واپس جانے لگا تو نمرہ نے پوچھا۔

"آپ کا نام کیا ہے؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اس شخص نے ایک نظر اپنے سامنے بیٹھی دونوں لڑکیوں کو دیکھا۔ سنہری آنکھوں والی لڑکی، سارے جہاں کی بیزاری اپنے اندر سموئے کسی اور جانب دیکھ رہی تھی جبکہ سیاہ آنکھوں والی لڑکی اس کی جانب دیکھ رہی تھی۔

"میرا نام آریان جہانگیر ہے"۔

یہ کہہ کر وہ رکا نہیں، چلا گیا۔

"تم اس کا انٹرویو لے رہی تھی، جو نام پوچھا؟"

عالیہ نے طنزیہ پوچھا۔

"میں نے تو بس یونہی پوچھ لیا، تم تو پیچھے ہی پڑ جاتی ہو۔"

یہ کہہ کر وہ اٹھ گئی۔ عالیہ بھی کھڑی ہو گئی۔ اس کے ہاتھ میں اپنے ٹوٹے جوتے تھے۔ وہ ننگے پیر گھر جانے کا سوچ کر شرمندہ ہونے لگی، مگر اب کوئی چارہ نہیں تھا۔ اسے یونہی گھر جانا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

صوفیہ اور فاطمہ نے ان دونوں کو جاتا دیکھا تو ان کے پیچھے چل دی۔ مینیجر اپنی جگہ پر کھڑا ان کو جاتا دیکھتا تھا۔ جب وہ نکل گئیں تو اللہ کا شکر ادا کیا اور اپنے آفس میں چلا گیا۔

****

اشفاق اپنے گھر کے پورچ میں کھڑے بار بار ایک نمبر ملا رہے تھے لیکن دوسری طرف سے ایک ہی بات کہی جا رہی تھی۔

"آپ کا ملایا ہوا نمبر اس وقت بند ہے۔ برائے مہربانی کچھ دیر بعد کال کیجئے گا۔"

جائی یا نہ بیرونی دروازے کی چوکھٹ پر کھڑی تھی۔ وہ ان کو پریشان دیکھ کر خود بھی پریشان ہو گئی۔

"اس لڑکی کا فون کیوں بند ہے؟!"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اشفاق صاحب جھنجھلا گئے۔

"انشاءاللہ آپی جہاں بھی ہونگی، ٹھیک ہونگی۔۔"

"اللہ کرے جو تم کہہ رہی ہو، وہی ہو"۔

اتنے میں عزاہ پورچ میں آئی اور اشفاق کو بتایا۔

"بابا نمرہ بھی عالیہ کے ساتھ گئی تھی۔ میں نمرہ کو کال کر رہی ہوں لیکن وہ اٹھا نہیں رہی۔"

"ایک کال نہیں اٹھا رہی تو دوسری نے موبائل بند کیا ہوا ہے۔" پھر عزاہ کو دیکھ کر بولیں۔

"تم نمرہ کو کال کرتی رہو۔"

یہ کہہ کر وہ دوبارہ عالیہ کو کال کرنے لگے۔ عزاہ گھر کے اندر چلی گئی۔ جائی یا نہ دل ہی دل میں دعائیں مانگنے لگی۔

Clubb of Quality Content

****

"یار گاڑی تو آہستہ چلاؤ!"

نمرہ نے اس کو تیز رفتار میں ڈرائیو کرنے پر ٹوکا۔

"مجھے جلد از جلد گھر پہنچنا ہے۔بابا بہت غصہ ہو تگے۔مجھے تو سوچتے ہوئے بھی ڈر لگ رہا ہے۔آج تو اماں اور بابا میں سے کوئی بھی نہیں بخشے گا۔"

عالیہ اپنے ایک ہاتھ سے ڈرائیو کرتے ہوئے بولی۔

"پھر بھی تم پہلے ہی ایک ہاتھ سے ڈرائیو کر رہی ہو۔میں تو تمہارے لیے بول رہی ہوں۔"

"اس وقت میری فکر نہ کرو اور یہ دعا کرو کسی طرح معاملہ سنبھل جائے۔"

"یار ابھی تو نو بجے ہیں۔تم تو یوں کہہ رہی ہو جیسے آدھی رات گزر گئی ہو۔"

نمرہ اس کی پریشانی کو بے وجہ سمجھ رہی تھی۔

"یہ بات تم مجھے نہیں اپنے ماموں ممانی کو سمجھاؤ۔ وہ تو مغرب کے بعد جانے کو ہی اچھا نہیں سمجھتے۔ آج تو عشاء کا وقت ہو چکا ہے۔"

ان کی گاڑی اس کالونی میں آ گئی تھی جہاں نمرہ کا گھر تھا۔ نمرہ کو اچانک یاد آیا۔

"عالیہ جب تم گری تھی تو تمہارا موبائل بھی گر گیا تھا۔ میں نے تمہارا موبائل اٹھا لیا تھا۔ یہ لو پکڑو۔"

اس نے اپنے پرس میں سے عالیہ کا موبائل نکال کر اس کی جانب بڑھایا۔

موبائل کے ذکر پر اسے یاد آیا وہ اپنے آنے کی اطلاع گھر والوں کو بھی تو دے سکتی تھی۔

اس نے نمرہ کو کہا۔

"میرے موبائل سے گھر پر میسج کر دو میں آ رہی ہوں۔"

"تمہارا موبائل بند ہے"۔

"یا اللہ! آج ہی سب کچھ ہونا ہے۔"

عالیہ نے بے بسی سے کہا۔

"ایسا کرو تم اپنے فون سے کال کر دو۔"

عالیہ کے دماغ میں آئیڈیا آیا۔

"میرا بیلنس نہیں ہے۔ میں گھر پہنچ کر ماموں کو کال کر کے بتا دوں گی۔ ویسے بھی اب تو تم دس منٹ میں گھر پہنچ جاؤ گی۔"

نمرہ نے اس کا مسئلہ حل کر دیا۔ عالیہ نے کوئی جواب نہ دیا۔ گاڑی نمرہ کے گھر کے گیٹ کے سامنے رکی۔ گاڑی سے اترنے سے پہلے، نمرہ نے اسکی طرف دیکھ کر پوچھا۔

"رات ہو رہی ہے۔ اگر تم کہو تو میں شایان بھائی کو تمہارے ساتھ بھیج دوں؟"

"نہیں رہنے دو۔ تم نے خود ہی تو کہا ہے میں دس منٹ میں گھر پہنچ جاؤں گی، تو اس کی کوئی ضرورت نہیں۔ بلاوجہ اپنے بھائی کو بھی تکلیف دو گی۔"

دونوں نے الوادعی کلمات کا تبادلہ کیا۔ نمرہ اپنے گھر کے گیٹ کی جانب بڑھ گئی جبکہ عالیہ نے اپنی گاڑی گھر کی طرف بڑھا دی۔

****

احمد اور پروین کے انتقال کے بعد حسن صاحب بہت خاموش ہو گئے۔ وہ بس اپنے کام سے کام رکھنے لگے۔ ان کا دنیاداری میں بلکل دل نہیں لگتا تھا۔ ان کا معمول تھا صبح گھر سے دکان آنا اور رات کو دکان سے گھر جانا۔ انہوں نے اپنے دوستوں میں اٹھنا بیٹھنا ختم کر دیا۔

دوسری طرف مریم کچھ عرصے میں سنبھل گئی تھیں۔ وہ جانتی تھیں اب ان پر دو نہیں بلکہ چار بچوں کی ذمّہ داری تھی۔

اشفاق پر اپنے ماں باپ کی موت کا بہت اثر پڑا تھا۔ آٹھ سال کی عمر میں ہی اس کی طبیعت میں سنجیدگی اور خاموشی آ گئی تھی۔ وہ اپنے ہم عمر بچوں کے ساتھ نہیں کھیلتا تھا بلکہ اپنا زیادہ تر وقت پڑھائی میں ہی صرف کرتا۔ پڑھائی سے فارغ ہو کر وہ شام کو حسن کی دوکان میں جا کر ان کی مدد کرواتا۔ ان سب میں سب زیادہ عجیب چیز یہ تھی کہ وہ زینب کے ساتھ نہیں بیٹھتا تھا۔ شروع میں تو کسی نے دھیان نہیں دیا لیکن پھر زینب نے یہ بات محسوس کی۔ وہ جب بھی اپنے بھائی کے پاس جاتی، تو وہ اٹھ کر چلا جاتا۔

زینب نے یہ بات مریم چچی کو بتائی، تو انہوں نے بولا یہ اس کا وہم ہے۔ اس کا تو سب کے ساتھ یہی رویہ ہے لیکن زینب یہ دیکھ کر حیران ہوتی کہ ام ہانی اور نوال کے ساتھ اس کے بھائی کا رویہ بلکل نارمل تھا۔ اس کا بھائی اپنی کزنز سے باتیں بھی کرتا اور ان کے ساتھ بیٹھ کر کبھی کبھار مسکرا بھی دیتا۔

ان سب میں اسے بہت کچھ عجیب لگتا۔ بہت کچھ عجیب!

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

* *

"میں عالیہ کو ڈھونڈنے جا رہا ہوں"۔

اشفاق نے لاؤنج میں آ کر گاڑی کی چابی پکڑتے ہوئے اعلان کیا۔

"آپ اسے کہاں ڈھونڈیں گے؟ ہمیں تو یہ بھی نہیں پتہ وہ کس ریستوران میں گئی ہے۔"

نوال ان کی بات سن کر ان کے سامنے کھڑی ہو گئی۔ ان کا لہجہ بھرا ہوا تھا۔

"میں ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر انتظار نہیں کر سکتا۔"

اشفاق، نوال کو اپنے سامنے سے ہٹاتے ہوئے بولیں۔

"بابا اتنا وقت تو نہیں ہوا۔ ابھی تو ساڑھے نو ہی ہوئے ہیں۔"

جائی یانہ نے بولا۔

"جی!! آپ کی خاطر میں آدھی رات تک لاونج کے چکر لگاؤں۔"

اچانک گھر کے باہر گاڑی کا ہارن بجا۔ جائی یانہ بھاگتی ہوئی بیرونی دروازے کی جانب بڑھی۔ اسے یقین تھا کہ عالیہ آئی ہو گی۔

* *

باب نمبر دو

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

جائی یانہ نے جب گھر کا بیرونی دروازہ کھولا، اسی وقت چوکیدار نے گیٹ کھولا۔ سرمئی رنگ کی گاڑی گھر میں داخل ہوئی۔ جائی یانہ کے بڑھتے قدم رک گئے۔ یہ گاڑی عالیہ کی نہیں تھی۔ یہ تو کسی اور کی گاڑی تھی۔ اشفاق بھی اس کے پیچھے باہر آ گئے تھے۔

سرمئی گاڑی پورچ میں رکی۔ نووارد گاڑی سے باہر نکلا اور گاڑی سے کچھ دور کھڑی سانولی لڑکی اور ادھیڑ عمر آدمی کو دیکھا۔ ان کو دیکھ کر وہ شخص ہلکا سا مسکرایا اور آگے بڑھا۔ پورچ میں لگے بلب کی روشنی میں اس کا سراپا واضح ہوا۔ اس کا قد دراز تھا، نقوش معمولی، رنگت صاف اور آنکھیں سبز تھیں۔

جائی یانہ کو اس شخص کی شکل کچھ جانی پہچانی لگی جبکہ اشفاق اسے پہچان چکے تھے۔ وہ اس شخص کے قریب آئے، تو اس شخص نے اپنا ہاتھ اشفاق کی جانب بڑھایا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"السلام علیکم انکل!"

اشفاق نے اس کا بڑھے ہاتھ کو تھام لیا۔

"وعلیکم السلام!"

"تم اچانک پاکستان آ گئے عیسیٰ۔ سب خیریت تو ہے؟" اشفاق کے لہجے میں حیرانگی صاف واضح تھی۔ اشفاق کے منہ سے عیسیٰ نام سن کر جائی یانہ بھی اسے پہچان گئی۔

"جی انکل بس کاروبار کے سلسلے میں آنا پڑا۔" عیسیٰ نے ہلکے پھلکے لہجے میں بتایا۔

ایسے میں ایک اور گاڑی گھر میں داخل ہوئی۔ وہ گاڑی سرمئی گاڑی کے پیچھے کھڑی ہوئی اور اس میں سے ایک لڑکی باہر نکلی۔

وہ لڑکی پورچ میں کھڑے سب لوگوں کی نگاہوں کا مرکز بن گئی۔ ننگے پاؤں، ایک ہاتھ جلا ہوا جبکہ دوسرے میں سینڈل پکڑے، وہ سب کو حیران کیے ہوئے تھی۔

عالیہ نے اشفاق کو دیکھا تو وہ ان کی طرف بڑھنے لگیں۔ اچانک اس کی نظر اشفاق کے ساتھ کھڑے سبز آنکھوں والے لڑکے پر گئی۔ وہ ٹھٹھک کر رکی۔ اشفاق نے اس کا جلا ہوا ہاتھ اور ننگے پاؤں دیکھے تو فوراً اس کی جانب بڑھیں۔

"تمہارا فون کیوں بند تھا؟ تمہاری سینڈل کو کیا ہوا ہے اور یہ ہاتھ کیسے جلا؟" اشفاق نے عالیہ کا جلا ہوا ہاتھ احتیاط سے پکڑا اور فکر مندی سے پوچھا۔

"وہ۔۔۔ میں۔۔۔۔ وہ۔۔" عالیہ الفاظ جمع کرنے لگی۔

"اچھا اندر چلو!" اشفاق اس کا ہاتھ پکڑے، اسے اندر لے گئے۔ جائی یانہ نے پہلے ان کو جاتا دیکھا، پھر عیسیٰ کو دیکھا۔ عیسیٰ کے چہرے سے صاف پتہ چل رہا تھا وہ بری طرح کنفیوژ ہے۔ کسی نے اسے اندر آنے کو نہیں کہا اور اشفاق بھی اسے نظر انداز کر کے اندر چلے گئے تھے۔ جائی یانہ کو بے اختیار شرمندگی ہوئی۔

"تم کھڑے کیوں ہو؟ آؤ اندر آجاؤ۔" جائی یانہ نے مسکرا کر پچھلا تاثر زائل کرنے کی کوشش کی۔

"میں اپنا سامان نکال لوں۔" یہ کہہ کر عیسیٰ گاڑی کی ڈگی کی طرف بڑھنے لگا۔ جائی یانہ نے اسے منع کیا۔

"تم رہنے دو، تم پہلے ہی تھکے ہو گے۔ میں کسی ملازم سے کہہ کر اٹھوا دیتی ہوں۔ تم اندر آ جاؤ۔ ویسے بھی تم اتنے لمبے سفر سے آئے ہو۔"

عیسیٰ نے کچھ نہ کہا بلکہ خاموشی سے اس کے پیچھے چل دیا۔ جائی یانہ نے جیسے ہی گھر کا دروازہ کھولا، نوال کی اونچی آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"گھر سے کوئی اتنی دیر باہر رہتا ہے۔ ہزار دفعہ کہا ہے گھر جلدی آیا کرو۔ اوپر سے محترمہ نے اپنا موبائل بھی بند کر لیا۔ میرے۔۔۔۔۔۔"

جائی یانہ نے عیسیٰ کو دیکھا جو نا سمجھی سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ جائی یانہ خفت چھپانے کے لیے زبردستی مسکرائی، پھر اونچی آواز میں بولا۔

"دیکھیں اماں آپ سے ملنے کون آیا ہے!"

نوال کی آواز تھم گئیں۔ وہ عیسیٰ کو لیے لاؤنج میں آئی، تو عزاہ اور نوال ایک طرف کھڑے ان دونوں کو دیکھ رہے تھے جبکہ اشفاق صوفے پر بیٹھے فکرمندی سے عالیہ کا جلا ہاتھ دیکھ رہے تھے۔ عالیہ نے سر جھکایا ہوا تھا۔ اماں، عالیہ کے گھر آتے ساتھ ہی اس پر برس پڑی تھیں۔ عالیہ کو اپنی صفائی دینے کا کوئی موقع نہیں ملا۔ اسے سو فیصد یقین تھا عیسیٰ نے نوال کی ڈانٹ سن لی تھی۔ اس کا چہرہ شرمندگی سے لال ہو رہا تھا۔

نوال نے عیسیٰ کو دیکھا تو ان کا غصہ جھاگ کی طرح بیٹھ گیا۔ وہ بالکل حیران رہ گئیں۔

"تم کب آئے عیسیٰ؟!" نوال خوشگوار حیرت کا شکار تھیں۔

"بس ابھی آیا تھا۔"اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کھڑے کیوں ہو؟چلو شاباش بیٹھو۔"یہ کہہ کر وہ دونوں صوفے پر بیٹھ گئے۔

"جاؤ عزاہ جا کر عیسیٰ کے لیے پانی لے کر آؤ۔"نوال نے عزاہ کو بولا تو وہ چپ چاپ چلی گئی۔

پھر نوال نے عیسیٰ کو دیکھ کر دوبارہ گفتگو کا آغاز کیا۔

"تمہاری ماں ساتھ نہیں آئی؟اس نے تمہیں اکیلے بھیج دیا؟"آخری بات پر نوال نے اپنی خفگی کا اظہار کیا۔

"نہیں آنٹی!میں کاروباری سلسلے سے پاکستان آیا ہوں تو امی ساتھ نہیں آئیں۔"

"تمہاری ماں سے پرسوں تو میری بات ہوئی تھی،اس نے تو تمہارے آنے کا کوئی ذکر نہیں کیا۔"

"میں نے انہیں منع کر دیا تھا۔میں نے سوچا آپ کو سرپرائز دوں۔"

"تم نے صحیح کیا۔ ویسے بھی یہ تمہارا اپنا گھر ہے۔ جب تک دل چاہے، ادھر رکو۔ اشفاق میں صحیح کہہ رہی ہوں ناں۔" نوال نے اشفاق کی توجہ عیسیٰ کی جانب دلوائی۔

اشفاق نے بھی عیسیٰ کو دیکھ کر کہا۔ "بالکل تمہاری آنٹی صحیح کہہ رہی ہیں۔ جب تک تمہارا کام ختم نہیں ہو جاتا، تم یہی رہو گے۔"

عزاہ نے جوس لا کر عیسیٰ کو پیش کیا۔

"عزاہ اور جائی یانہ، جا کر کھانے کا انتظام کرو۔ عیسیٰ تم کھانا کھا لو، پھر آرام کر لینا۔ لمبے سفر سے آئے ہو۔ تھک گئے ہو گے۔" عزاہ اور جائی یانہ کو کھانا لگانے کا کہہ کر، نوال نے آخر میں عیسیٰ کو تاکید کی جس پر اس نے بڑی فرماں برداری سے سر اثبات میں ہلایا۔

* *

وہ بڑے آرام سے گنگناتی ہوئی سیڑھیاں چڑھ رہی تھی۔ سیڑھیاں چڑھ کر اس نے ایک نظر زینب کے کمرے کو دیکھا، جس کا دروازہ بند تھا۔ تھوڑی دیر وہ کمرے کے بند دروازے کو تکتی رہی، پھر اس کے پاس آئی۔

اس نے کمرے کا دروازہ کھولا تو اسے زینب کا کمرہ اندھیرے میں ڈوبا دکھائی دیا۔ کمرے کے باہر سے آتی روشنی، سیدھی بیڈ پر لیٹے نفوس کی نشاندھی کر رہی تھی۔ زینب کے چہرے کا رخ نمرہ کی طرف تھا۔ زینب کی آنکھیں بند تھیں اور چہرے پر سکون واضح تھا۔ نمرہ کو اطمینان ہوا۔ اس نے بڑے احتیاط سے دروازہ دوبارہ بند کیا تاکہ ماں کی نیند میں خلل نہ ہو۔

اب اس کا رخ اپنے کمرے کی جانب تھا۔ اس نے دروازے پر ہاتھ رکھا، تو اسے اپنے پیچھے سے شایان کی آواز آئی۔

"ماں کی یاد آگئی، نمرہ بی بی؟!" شایان کے طنز پر نمرہ مڑی۔ اس کا بھائی پینٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالے کھڑا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اگر آج دوستوں کو منع کر دیتی تو قیامت نہیں آجاتی!"

"میں اپنی مرضی سے نہیں گئی تھی،ماما نے بھیجا تھا۔"

نمرہ نے شایان کے طنز کا آرام سے جواب دیا۔

"ماما کو الہام نہیں ہوا ہو گا۔یقیناً تم نے ان کے سامنے بات کی ہو گی۔"

"میں نے ان سے کوئی بات نہیں کی۔فاطمہ کی کال آئی تھی۔وہ مجھے ریستوران ملنے کے لیے بلا رہی تھی۔ماما میرے ساتھ بیٹھی تھیں۔انہوں نے ہماری بات سنی تو موبائل میرے ہاتھ سے لے کر فاطمہ کو میرے آنے کا کہہ دیا۔"

"تو تم کسی طرح انکار بھی کر دیتی؟!"نمرہ نے کچھ کہنے کے لیے لب کھولے،تو شایان نے ہاتھ کے اشارے سے اسے خاموش رہنے کا کہا اور اپنی بات جاری رکھی۔

"اب تم یہی کہو گی کہ میں نے کوشش کی لیکن وہ مانیں نہیں۔تمہیں ہر حال میں ماما کو منانا تھا۔میں نے تمہیں کچھ دن ماما کے ساتھ رہنے کی تاکید کی تھی۔میری بات کی

تمہارے نزدیک کوئی اہمیت نہیں ہے۔ماما آج تھوڑا سا کیا سنبھلیں، تمہیں باہر جانے کا موقع مل گیا۔"

"بھائی آپ فضول کی بحث کر رہے ہیں۔بات بہت چھوٹی سی ہے، جس کا آپ نے اتنا بڑا مسئلہ بنا لیا ہے۔ جب تک آپ گھر نہیں آئے، میں باہر نہیں گئی۔ آپ تو ایسے کہہ رہے ہیں جیسے میں ماما کو گھر میں اکیلا چھوڑ کر چلی گئی تھی۔"

"تمہارے لیے کیا یہ بات چھوٹی سی ہے؟ کیا ماما کی صحت تمہارے لیے اہم نہیں ہے؟" شایان نے سخت لہجے میں پوچھا۔

"بھائی آپ غلط سمجھ رہے ہیں۔" نمرہ اس بحث سے تنگ آ گئی تھی۔

"ہمیشہ میں ہی غلط نہیں سمجھتا ہوں۔"

شایان ایک دم سے اس پر دھاڑا۔ نمرہ سہم کر دو قدم پیچھے ہوئی۔ شایان نے لمبی لمبی سانسیں لی۔ پھر نمرہ کی طرف دیکھے بغیر اپنے کمرے میں چلا گیا اور دروازہ زور سے بند کر دیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

نمرہ نے ایک نظر شایان کے کمرے کے بند دروازے کو دیکھا۔اس نے کچھ ایسا نہیں کہا تھا جس پر اس کا بھائی ایسا ردّ عمل دے۔وہ بھی کمرے میں چلی گئی۔اس کا موڈ بہت بری طرح خراب ہو چکا تھا۔

* *

عیسیٰ نوال کی بہن ام ہانی کا اکلوتا بیٹا تھا۔ام ہانی کا خاندان امریکہ میں رہائش پذیر تھا۔ان کا سالوں بعد پاکستان آنا ہوتا تھا۔عیسیٰ عمر میں عزاہ سے بس ایک مہینے چھوٹا تھا۔اس نے بہت کم عمری میں اپنے باپ کے کاروبار میں مدد کروانا شروع کر دی تھی۔وہ اکثر کاروباری سلسلے میں مختلف ملکوں میں گھومتا تھا۔اپنے کاروبار کی غرض سے ہی وہ اسلام آباد آیا تھا۔

اپنے بھانجے کو اتنے سال بعد دیکھ کر، نوال کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا۔ وہ ابھی کچھ دیر پہلے گھر میں ہونے والی تلخ کلامی اور غصہ بھلا چکی تھیں۔ اب نوال کے ذہن میں بس عیسیٰ اور اس کا پاکستان آنا تھا۔

عزاہ اور جائی یانہ نے ڈائننگ ٹیبل پر پڑے کھانے کو دوبارہ گرم کیا۔ کچھ دیر بعد عالیہ کے سوا سب ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھے کھانا کھا رہے تھے۔ عالیہ نے آرام کا کہہ کر کھانے سے منع کر دیا۔

ڈائننگ ٹیبل میں بیٹھی نوال عیسیٰ کی پلیٹ میں کبھی سالن، تو کبھی چاول ڈال رہی تھیں۔ عیسیٰ کے منع کرنے کا بھی وہ کوئی اثر نہیں لیتیں، الٹا اسے جھڑک دیتیں۔

"مجھے تو پتا ہی نہیں تھا تمہاری خوراک اتنی کم ہے۔ تمہاری ماں کی تو میں کل صبح کلاس لوں گی۔ ان گوروں کے سوکھے کھانے کھلا کھلا کر بچے کو اتنا کمزور کر لیا ہے۔ توانائی تو ہمارے دیسی کھانوں میں ہوتی ہے۔ اب جب تک تم یہاں ہو، میں خود اپنے ہاتھوں سے تمہارے لیے کھانا بناؤں گی۔ میں۔۔۔۔۔۔۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

نوال عیسیٰ کی پلیٹ میں کھانا ڈالتے ہوئے رکے بغیر بولے جا رہی تھیں اور عیسیٰ مروتاً مسکراتا ہوا انہیں سن رہا تھا۔ جائی یانہ نے ایک نظر عیسیٰ کو دیکھا، پھر سوچا۔ "ویسے یہ اتنا بھی کمزور نہیں ہے، جتنا اماں نے اسے بول بول کر کر دیا ہے۔"

وہ اپنے باپ کے پاس قدرے جھکی اور سرگوشی میں کہا۔

"آپ کی بیوی ایک سال میں ہونے کا خرچہ، ایک دن میں کرنے کی کر رہی ہیں۔" اشفاق نے اپنی مسکراہٹ دبائی اور مصنوعی سخت لہجے میں جائی یانہ کو ٹوکا۔

"بری بات!! وہ ہمارا مہمان ہے۔ ایسے نہیں کہتے۔۔۔"

جائی یانہ نے آنکھیں گھما کر کہا۔ "میں نے تو آپ کو خبردار کیا ہے کیونکہ پیسے آپ کے جائیں گے، میرا کیا جا رہا ہے؟"

"مہمان اپنا رزق خود لے کر آتا ہے، اسی لیے آپ مجھے خبردار نہ کریں اور اپنے کھانے پر دھیان دے۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اسی وقت نوال نے اسے بلایا۔۔

"جائی یانہ بیٹا!"جائی یانہ نے سر اٹھا کر حیرت سے اماں کو دیکھا۔

"جی اماں!"

ایسا کرو تم عیسیٰ کے لیے آملیٹ بنا دو۔مجھے لگ رہا ہے اسے سالن پسند نہیں آیا۔کل میں خود اس کے لیے سالن پکاؤں گی۔"اپنی ماں کی بات سن کر جائی یانہ کا منہ کھلا رہ گیا۔

"جی!"اس نے بڑی مشکل سے کہا اور اٹھ کر کچن میں جانے لگی۔

"ارے آنٹی آپ کیوں تکلیف کر رہی ہیں؟میں کھا رہا ہوں نا۔"عیسیٰ نے بڑے تکلف سے کہا لیکن نوال نے اس کا ہاتھ دبا کر اسے خاموش کروایا۔

عیسیٰ کی بات سن کر جائی یانہ تپ گئی۔

"آنٹی کیوں تکلیف کرنے لگی؟ان کی بیٹی ہے نا جو کھانا کھاتے کھاتے تکلیف اٹھا لیتی ہے۔"وہ جل کر بڑبڑاتی ہوئی کچن میں غائب ہو گئی۔

* *

نوسالہ زینب گھر کے برآمدے میں رکھی چارپائی پر بیٹھی تھی۔اس نے لال رنگ کی فراک پہنی ہوئی تھی اور بالوں کو پونی بنا کر باندھا ہوا تھا۔اس کے ارد گرد مختلف کتابیں بکھری ہوئی تھیں۔ان میں سے ایک کتاب اس کے سامنے کھلی ہوئی تھی۔وہ کتاب پر دیکھتے ہوئے کاپی میں کچھ لکھ رہی تھی۔

وہ بار بار ریاضی کا سوال حل کرنے کی کوشش میں تھی مگر اس کا جواب نہیں نکل رہا تھا۔ اگر نوال گھر پر ہوتی تو وہ اس سے پوچھ لیتی لیکن وہ مریم کے ساتھ بازار گئی تھی۔اشفاق گھر میں موجود تھا لیکن اس کے پاس جانا فضول تھا کیونکہ وہ زینب کو اپنے پاس آتا دیکھ جراٹھ کر چلا جاتا۔پھر اس کے ذہن میں امہانی کا خیال آیا۔وہ جانتی تھی امہانی پڑھائی میں اتنی اچھی نہیں تھی لیکن اس کی کچھ مدد تو کر رہی سکتی تھی۔

اس نے اپنی کاپی اٹھائی اور ام ہانی کے کمرے میں چلی گئی۔ زینب کمرے میں آئی، تو اسے ام ہانی اپنے بیڈ پر بیٹھی دکھائی دی۔ ام ہانی کی زینب کی جانب پشت تھی اس لیے اسے زینب کے آنے کا پتہ نہیں چلا۔ زینب ام ہانی کے قریب آئی، تو اسے ام ہانی کے ہاتھ میں ڈائری دکھائی دی۔ ڈائری کے صفحے پر لال روشنائی سے کچھ لکھا ہوا تھا۔ اس نے غور سے دیکھا تو صفحے پر ام ہانی کی شکایت درج تھی۔ اس نے دو دن سے ہوم ورک نہیں کیا تھا اور اب اس پر مریم کے دستخط درکار تھے تاکہ ٹیچر جان جائیں کہ ام ہانی کی شکایت، اس کی امی تک پہنچ گئی ہے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ام ہانی نے ہاتھ میں قلم پکڑے اس جگہ دستخط کیے، جہاں پت مریم چچی کے دستخط درکار تھے۔ زینب کی سیاہ آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

ام ہانی کو اسی پل محسوس ہوا اس کے پیچھے کوئی کھڑا ہے۔ اس نے مڑ کر پیچھے دیکھا۔ زینب کو دیکھ کر وہ گھبرا کر اٹھ گئی۔ اس نے ڈائری بیڈ پر رکھی اور مسکرانے کی کوشش کرتے ہوئے بولی۔

"زینب تم یہاں کیا کر رہی ہو؟"

"یہ تم نے ابھی اپنی ڈائری پر چچی کے سائن کیے ہیں نا؟"اس نے بے یقینی سے پوچھا۔

"نہیں ایسی تو کوئی بات نہیں ہے۔"ام ہانی نے ہکلاتے ہوئے بات مکمل کی۔

"اچھا تو دکھاؤ۔"وہ بیڈ پر رکھی ڈائری کی جانب بڑھی، تو ام ہانی نے ڈائری پکڑ کر اپنے سینے سے لگالی۔

"تمہیں کیا مسئلہ ہے؟ میں نے کہا نا کہ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ میرے معاملات سے دور رہو۔"ام ہانی نے اپنی گھبراہٹ پر قابو پالیا تھا۔

"میں یہ بات چچی کو بتاؤں گی۔"زینب نے اسے دھمکی دی۔

"تم ایسا کچھ نہیں کرو گی۔"ام ہانی چلائی۔

"اچھا تو پھر مجھے ڈائری دکھاؤ۔"

یہ کہہ کر زینب ڈائری پر جھپٹ گئی۔ام ہانی کی ڈائری پر گرفت مزید سخت ہو گئی۔ان دونوں میں سے کوئی بھی پیچھے نہیں ہٹ رہا تھا۔

ان کی اس چھینا جھپٹی میں اچانک ام ہانی کو دھکا لگا، جس پر توازن قائم نہ رکھ سکی اور اس کا سر بیڈ کی پائنتی پر جا لگا۔اس کے سر میں درد کی لہر اٹھی۔اس نے اپنے سر پر ہاتھ رکھ دیا۔ام ہانی کو اپنے سر پر رکھا ہاتھ گیلا محسوس ہوا۔اس نے ہاتھ نیچے کر کے دیکھا تو اس پر خون لگا تھا۔خون دیکھ کر ام ہانی نے آسمان سر پر اٹھا لیا۔

"زینب یہ تم نے کیا کیا؟! آہ میرے اللہ!"ام ہانی روتے ہوئے چلا رہی تھی۔زینب اس کے پاس کھڑی تھی۔خون نکلتا دیکھ کر،وہ بھی گھبرا گئی۔

اشفاق اپنے کمرے میں آرام کر رہا تھا۔ام ہانی کی آواز سن تو کر وہ تقریباً بھاگتا ہوا کمرے میں پہنچا۔ام ہانی کے سر سے خون نکلتا دیکھ کر اس کے بھی اوسان خطا ہو گئے۔وہ بھاگ کر ام ہانی کے پاس گیا۔

"کیا ہوا ہانی؟ تمہیں چوٹ کیسے لگی؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"وہ۔۔۔وہ اشفاق۔۔۔بھائی۔۔۔۔زینب نے۔۔۔۔۔دھکا دیا۔۔۔تو۔۔۔۔گر گئی۔"ام ہانی نے روتے ہوئے اسے بتایا۔

"میں نے ایسا کچھ نہیں کیا بھائی وہ تو۔۔۔۔"زینب اپنی صفائی میں کچھ بولتی، تو اشفاق کی تیز آواز نے اس کی بات کاٹی۔

"بس بہت ہو گیا۔ تمہاری وجہ سے دیکھو کیا ہو گیا ہے؟ کب تک ہماری زندگیوں کو یونہی برباد کرتی رہو گی۔"

"میں نے برباد کی؟!"زینب نے ناسمجھی اور بے یقینی سے پوچھا۔

"ہاں تم نے! تم نے ہماری زندگی برباد کی ہے۔ جب سے تم پیدا ہوئی ہو، ہماری زندگی خراب ہو گئی ہے۔ امی ابو تمہاری وجہ سے مرے۔ اب تم آہستہ آہستہ ہم سب کو بھی مار دو گی۔ اگر ہانی کو کچھ ہوا، تو میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔"اشفاق اس پر پھنکارا۔ پھر ام ہانی کو اٹھا کر باہر لے گیا۔

پیچھے کھڑی زینب اپنے بھائی کے کہے الفاظ پر غور کر رہی تھی۔ وہ سکتے کے عالم میں تھی۔

کیا اس کا بھائی جو کچھ کہہ کر گیا تھا، وہ سچ تھا؟

* *

کھانا کھانے کے بعد عزاہ اور جائی یانہ نے اپنی زیر نگرانی گیسٹ روم ٹھیک کروایا۔ پھر بھی نوال نے ایک چکر لگا کر دیکھا کہ کسی چیز کی کمی نہیں تھی۔

جب عیسیٰ سونے کے لیے گیا، تب جا کر عزاہ اور جائی یانہ کی جان چھٹی۔ وہ دونوں اپنے اپنے کمروں میں جا کر سو گئیں۔ انہیں پتا تھا یہ مصروفیت تب تک جاری رہیں گی، جب تک عیسیٰ کا یہاں پر قیام ہے۔

اگلی صبح جائی یانہ جب کچن میں آئی تو کچن کی سلپ پر رکھے کھانوں کو دیکھ کر حیران ہو گئی۔ سلپ پر نان چنے، حلوہ پوری اور پراٹھے رکھے ہوئے تھے۔ اس نے پہلے حیرانگی سے کھانوں کو اور پھر اپنی ماں کو دیکھا جو ملازمہ کے ساتھ مل کر مزید ناشتہ بنا رہی تھیں۔ "اماں یہ کھانا کہاں سے آیا؟" اس نے حلوہ پوری اور نان چنے کی طرف اشارہ کیا۔

"کہاں سے آنا ہے؟ میں نے چوکیدار سے منگوائے ہیں۔" نوال نے مصروف انداز میں بتایا۔

"لیکن کیوں؟"

"کیوں کا کیا مطلب؟ عیسیٰ کے لیے منگوائے ہے۔ بچپن میں بڑے شوق سے کھاتا تھا۔"

"اب تو وہ یہ چیزیں نہیں کھاتا ہو گا۔" اس کے منہ سے بے ساختہ نکلا۔

"ایسے ہی نہیں کھاتا ہو گا۔ اسے بچپن سے ایسے کھانے پسند تھے۔ جب بھی آتا تھا حلوہ پوری سے ناشتہ کرتا تھا۔ دیکھنا ان کھانوں کو دیکھ کر کتنا خوش ہو گا۔" جائی یانہ نے اپنی ماں کو دیکھا اور سر نفی میں ہلایا۔ ان سے کچھ بھی کہنا فضول تھا، اس لیے وہ چپ چاپ باہر چلی گئی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ کچن سے باہر نکل کر ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھ گئی۔ ابھی ڈائننگ ہال میں اس کے علاوہ کوئی موجود نہ تھا۔

کچھ دیر بعد عیسیٰ بھی آ گیا۔ اس نے کالی جینز پر بھوری ٹی شرٹ پہنی ہوئی تھی۔ وہ جائی یانہ کی سامنے والی کرسی پر بیٹھ گیا اور مسکرا کر جائی یانہ کے ساتھ گفتگو کا آغاز کیا۔

"گڈ مارننگ، کزن!"

"گڈ مارننگ!" جائی یانہ نے بھی مسکرا کر جواب دیا۔

"اور سناؤ کیا حال چال ہے؟ کل تو بات کرنے کا موقع ہی نہیں ملا؟"

"میں تو ٹھیک ہوں۔ تم سناؤ کیسے ہو؟ ہانی خالہ ٹھیک ہے؟"

"میں بھی ٹھیک ہوں اور تمہاری ہانی خالہ بھی ٹھیک ہیں۔" عیسیٰ نے جواب دیا۔ عیسیٰ کی بے ساختہ نظر جائی یانہ کے پاس پڑی بزنس اسٹیٹس کی کتاب پر پڑی جو وہ کمرے سے نکلتے ہوئے اپنے ساتھ لے آئی تھی۔

"تم بزنس پڑھ رہی ہو؟"اس کو خوش گوار حیرت ہوئی۔

"ہاں میں بی بی اے کے فرسٹ سمیسٹر میں ہوں!"

"چلو اچھی بات ہے۔ ہمارے خاندان میں کسی عورت نے اس فیلڈ کی طرف بھی دھیان دیا ورنہ جس کو دیکھو یا تو لٹریچر پڑھ رہی ہے یا ڈاکٹر بن رہی ہے۔"

"اچھا آپ کو خاندان کی لڑکیوں کے بارے میں بڑا پتہ ہے۔"جائی یانہ کی بات میں طنز جھلکا۔

"جی آپ کی ہانی خالہ کی بدولت!"عیسیٰ نے ہنستے ہوئے کہا۔ وہ جائی یانہ کے طنز سے خاصا محظوظ ہوا تھا۔ جائی یانہ اب اپنی پڑھائی کے متعلق تفصیلات دے رہی تھی، جسے عیسیٰ دلچسپی سے سن رہا تھا۔

کچھ لمحات بعد ڈائننگ ہال میں دوبارہ آؤ، تو ان دونوں کے ساتھ اشفاق اور عالیہ بھی دکھائی دیتے۔ اشفاق، عیسیٰ سے کاروباری باتوں میں مصروف تھے۔ جائی یانہ ان کی باتیں غور سے سن رہی تھی اور جہاں ضرورت سمجھتی اپنا تبصرہ دے دیتی جبکہ عالیہ ان سب سے الگ، ضرورت سے زیادہ خاموش تھی۔ اس نے ہرے رنگ کی شلوار قمیض پر بالوں کو جوڑے

میں قید کیا ہوا تھا۔ وہ اپنے ہاتھ میں لگی پٹی کو دیکھ رہی تھی جو اشفاق نے رات کو باندھی تھی۔

وہ جب جب اپنے جلے ہاتھ کو دیکھتی، اسے کل کا واقعہ یاد آجاتا۔ ہاتھ پر کافی کا گرنا، اس کی سینڈل کی ہیل کا ٹوٹ جانا، بھرے ریسٹورنٹ میں گر جانا، ایک عجیب انسان کی اسکی مدد کرنا، ننگے پاؤں گھر آنا، گھر میں عیسیٰ کی آمد اور نوال کی ڈانٹ۔۔۔۔ بلاشبہ کل کا دن اس کے لیے بہت برا تھا۔ عزاہ نوال کے ساتھ ناشتہ میز پر لگا رہی تھی۔

جب عزاہ اور نوال کا کام ختم ہو گیا تو وہ اپنی کرسیوں پر بیٹھ گئیں۔ عیسیٰ کے سوائے سب نے ناشتہ شروع کر دیا۔ نوال نے عیسیٰ کی پلیٹ خالی دیکھی، تو پیار سے پوچھا۔

"کیا ہوا عیسیٰ؟ کھانا کیوں نہیں کھا رہے؟ شرماؤ نہیں اسے اپنا گھر سمجھو۔"

"نہیں آنٹی میں شرما نہیں رہا پر۔۔۔" عیسیٰ نے دانستہ بات کو ادھورا چھوڑا۔

"پر کیا؟" نوال نے پوچھا۔

"میں اتنا ہیوی کھانا نہیں کھاتا اور ناشتہ میں تو بلکل بھی نہیں۔۔۔مجھے تو پاکستانی کھانوں کی عادت ہی نہیں ہے اور یہ تو بہت زیادہ آئلی ہے۔"اس نے ڈائننگ ٹیبل پر پڑے کھانوں کی طرف اشارہ کیا۔

جائیانہ نے عیسیٰ کی بات سن کر اپنی مسکراہٹ دبائی۔

"میں نے تو پہلے ہی کہا تھا، آپ کا بھانجا اتنا ہیوی کھانا نہیں کھائے گا۔کل سادہ سالن اس کے گلے سے نہیں اتر رہا تھا۔اس کھانے کو تو دیکھ کر ہی منع کر دیا۔"جائیانہ نے دل میں سوچا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

نوال کی مسکراہٹ پھیکی پڑی۔

"اچھا بچپن میں تو تم یہ سب بڑے شوق سے کھاتے تھے۔"

"آنٹی بچپن میں تو کھا لیتا تھا لیکن اب اپنی صحت کا خیال بھی رکھنا پڑتا ہے۔"

نوال کا چہرہ مزید پھیکا ہوا۔عزاہ نے فوراً بات سنبھالی۔

"تم مجھے بتاؤ تم کیا کھاؤ گے۔ میں وہی بنا دوں گی۔"

"نہیں عزاہ آپ بس مجھے جیم اور بریڈ دے دیں۔ میں وہی کھا لوں گا۔"

عزاہ نے سر اثبات میں ہلایا اور کچن میں چلی گئی۔

****

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ام ہانی کو ہسپتال لے جاتے ہوئے، اشفاق کو حسن چچا ملے۔ حسن ام ہانی کی چوٹ دیکھ کر پریشان ہوئے اور اشفاق سے وجہ پوچھی۔ اشفاق نے ان کو مختصر الفاظ میں بتایا کہ ام ہانی کو بیڈ کی پائنتی سے چوٹ لگی ہے۔

حسن نے اشفاق کے ساتھ ہسپتال جانا چاہا لیکن اشفاق نے یہ کہہ کر منع کر دیا کہ وہاں پر وقت لگ سکتا ہے اگر وہ دونوں چلے گئے تو دوکان کا کیا ہو گا۔ اس لیے حسن کا دوکان پر رہنا بہتر ہے۔

حسن کو چار و ناچار رکنا پڑا۔ وہ دوکان پر بیٹھے خیر و عافیت کی دعائیں مانگ رہے تھے جب ان کی نظر ان کے سامنے سے گزرتی نوال اور مریم چچی پر گئیں۔ ان کے ہاتھوں میں تھیلے تھے، جو اس بات کی نشان دہی تھی کہ دونوں بازار سے واپس آ رہے تھے۔ حسن مریم کے پاس گئے اور انہیں ساری بات بتائی۔ جب حسن نے ام ہانی کی چوٹ کا بتایا، تو مریم بھی پریشان ہو گئیں۔

گھر پہنچ کر مریم چچی نے زینب سے اس متعلق پوچھنا چاہا لیکن زینب نے کسی سوال کا جواب نہیں دیا بلکہ چپ چاپ بیٹھی رہی۔ شام کے قریب اشفاق ام ہانی کو گھر لے کر آیا، تو حسن بھی دکان بند کر کے ان کے پیچھے گھر پہنچ گئے۔ ام ہانی کے سر پر پٹی بندھی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

امہانی حسن کے پاس چارپائی پر بیٹھ کر، پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ حسن اس کے بالوں پر ہاتھ پھیر کر اسے سہلا رہے تھے۔ جب امہانی تھوڑا سنبھلی، تو مریم نے اس سے پوچھا۔

"ہانی بیٹا!! آپ کو چوٹ کیسے لگی؟"

"امی زینب مجھ سے جھگڑ رہی تھی۔ جھگڑے کے دوران زینب نے مجھے دھکا دیا تو، میرا سر بیڈ کی پائنتی سے لگ گیا۔" امہانی نے سب کے سامنے آدھا سچ رکھا۔

زینب پر اشفاق کے سوا سب کی نظریں اٹھیں۔

"چچی اس نے پوری بات نہیں بتائی۔ ہانی یہ بات بھی تو بتاؤ ہمارا جھگڑا کس بات پر ہوا تھا؟!"

"جھگڑا چاہے کسی بھی بات پر ہوا ہو۔ اس کا یہ مطلب تھوڑی ہے تم مار پیٹ پر اتر آؤ۔" امہانی کی بجائے مریم نے جواب دیا۔

"چچی میں نے امہانی کو جان بوجھ کر نہیں گرایا تھا۔" زینب نے صفائی دی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"لیکن ہانی کو تو چوٹ لگی ہے نا!" پیچھے سے نوال بھی بولی۔ اسے ام ہانی کے سر پر پٹی بندھے دیکھ کر زینب پر غصہ آرہا تھا۔

"آپ لوگ میری بات تو سنیں۔ میں آپ کو سب بتاتی ہوں۔" زینب نے بھرائی آواز میں کہا۔ اس نے ایک مدد طلب نگاہ اپنے بھائی پر ڈالی جو اس کو نہیں بلکہ نیچے زمین کو دیکھ رہا تھا۔

"ہم تمہاری کیا بات سنیں؟ اپنی صفائی کے لیے کوئی سچی جھوٹی کہانی سنا دو گی۔" اس دفعہ بولنے والے حسن تھے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"چچا آپ میری بات تو سنیں۔ میں کبھی بھی جھوٹ نہیں بولتی ہوں۔" اب کی دفعہ زینب کی آواز اونچی ہوئی تھی لیکن وہ ابھی بھی تمیز کے دائرے میں تھی۔ وہ اپنے آپ کو بے بس محسوس کر رہی تھی۔ ہر کوئی اپنی کہے جا رہا تھا، کوئی اس سے بھی تو پوچھتا۔

اچانک اس نے اشفاق کو اٹھ کر اپنے پاس آتا دیکھا۔ اسے لگا اس کا بھائی اس کی طرف داری کرے گا لیکن اگلے ہی پل اس کی یہ خوش فہمی دور ہو گئی جب اشفاق نے اپنا بھاری ہاتھ

زینب کے گال پر مارا۔ زینب نے بے یقینی سے اپنے بھائی کو دیکھا جو غصے سے اسے گھور رہا تھا۔

"تمہاری ہمت کیسے ہوئی چچا سے اونچی آواز میں بات کرنے کی؟! ایک تو تم اپنی غلطی نہیں مان رہی ہو، اوپر سے چچا چچی سے بحث کرتی ہو۔ پتا نہیں کونسی منحوس گھڑی تھی جب تم پیدا ہوئی تھی۔"

زینب کی سیاہ آنکھوں میں ڈھیر سارا پانی جمع ہو گیا۔ اس نے کسی کو بھی نہ دیکھا اور بھاگتی ہوئی چھت پر چلی گئی۔ چھت پر ایک اسٹور روم تھا۔ زینب اس کے اندر چلی گئی اور دروازہ بند کر دیا۔ زینب دروازے سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئی۔ اس کے سیاہ کٹوروں میں بھرے پانی میں سے پہلے ایک آنسو نکلا، پھر دوسرا اور پھر ان گنت آنسو بہتے گئے۔

پہلے اتنے زہریلے الفاظ اور اب تھپڑ۔۔۔۔۔۔! وہ چاہتی تھی اس کا بھائی اس سے بات کرے لیکن اس کو اگر پتا ہوتا کہ اس کے بھائی کی زبان میں اس کے لیے اتنا زہر بھرا ہے، تو شاید قیامت تک اس کی خاموشی کی دعائیں مانگتی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

آہ!اس کے بھائی کے نزدیک تو اس کا پیدا ہونے کا وقت منحوس تھا۔وہ اپنا اور اشفاق کا موازنہ کرنے لگی۔پلڑا اشفاق کا بھاری تھا۔اس کو تو اپنے ماں باپ کی شفقت بھری نگاہ بھی نہیں ملی تھی،اس کے بھائی نے تو ان کے ساتھ آٹھ سال گزارے تھے۔اشفاق کے پاس سب موجود تھے۔اشفاق سے اگر ماں باپ چھینے گئے تھے تو انہیں حسن اور مریم کی محبت عطا کی گئی لیکن زینب سے چھینا گیا تھا،تو اسے کوئی بھی نہیں ملا تھا۔حسن اور مریم کے نزدیک وہ بس ایک زمہ داری تھی،اس سے زیادہ اس کا کوئی مقام نہ تھا۔

وہ صحیح معنوں میں جان گئی تھی کہ یتیم ہونا کسے کہتے ہیں؟اس کے پاس اس کا باپ نہیں تھا جس کے سینے سے لگ کر وہ رو لیتی اور اس کا باپ اس کا دفاع کرتا۔اس کے پاس اس کی ماں نہیں تھی جو اس کے درد اور تکلیف پر تڑپ اٹھتی۔اس کا بھائی اس کے پاس ہو کر بھی، اس کے پاس نہیں تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

نوسالہ زندگی میں اس نے یہ سبق بڑے اچھے طریقے سے سیکھ لیا تھا کہ وہ اس دنیا کے ہجوم میں تنہا تھی اور اسے اب اپنی بقاء کی جنگ تنہا لڑنی تھی لیکن وہ یہ جانتی نہیں تھی جو جنگیں اس کے لیے لکھی گئی تھی، اس میں اس کی روح تک زخمی ہو جائے گی۔

* *

کچھ دن یونہی مصروف گزرے۔ نوال اپنے بھانجے کی میزبانی میں لگی رہیں۔ جائی یانہ کے معمول میں کوئی تبدیلی نہیں آئی۔ وہ گھر سے یونیورسٹی اور یونیورسٹی سے گھر تک محدود رہی۔ عالیہ اور عزاہ کی کلاسز شروع ہوئیں تو وہ بھی پڑھائی میں مگن ہو گئیں۔ جائی یانہ، عزاہ اور عالیہ کی یونیورسٹی میں نہیں پڑھتی تھی۔ اس نے پڑھنے کے لیے دوسری یونیورسٹی کا انتخاب کیا تھا۔

جائی یانہ یونیورسٹی کی سیڑھیوں پر بیٹھی کسی کتاب کا مطالعہ کر رہی تھی۔ وہ مطالعے میں مکمل طور پر گم تھی۔ کچھ دیر بعد اس نے سر اٹھا کر دیکھا تو وہ حیران ہوئی۔ راہداری بلکل سنسان تھی۔ اس نے موبائل سے وقت دیکھا تو معلوم ہوا چھٹی کا وقت ہو چکا تھا۔ اس نے جلدی سے کتاب اپنے بیگ میں رکھی اور جانے کے لیے کھڑی ہو گئی۔ راہداری میں چلتے ہوئے وہ ایک کلاس کے قریب سے گزری تو اسے کسی چیز کو زمین پر زور سے پٹکنے کی آواز سنائی دی۔

جائی یانہ ابھی یونیورسٹی کے پچھلے حصے میں تھی۔ چھٹی ہو جانے کی وجہ سے وہاں پر کوئی موجود نہ تھا اور اسٹاف روم یہاں سے دور تھا۔ اسٹوڈنٹ ہوتے بھی تو اس وقت آگے والے حصے میں موجود ہوتے۔ اس نے کچھ سوچ کر کلاس کے اندر جھانکا تو اسے ایک شخص بینچ، زمین پر مارتا دکھائی دیا۔ جائی یانہ کو وہ شخص ایسے کرتا ہوا وحشی لگ رہا تھا۔ اچھا خاصا غصہ بینچ پر نکال لینے کے بعد، اس نے بینچ کو چھوڑا اور لمبے لمبے سانس لینے لگا۔ اس شخص کی جائی یانہ کی جانب پشت تھی۔ اس لیے جائی یانہ اس کا چہرہ نہیں دیکھ پا رہی تھی۔ اچانک اس شخص نے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اپنا چہرہ موڑا۔ جائی یانہ اسے مڑتا دیکھ کر فوراً وہاں سے ہٹی اور تقریباً بھاگنے لگی۔ تیز چلنے کی وجہ سے اس کا ڈوپٹہ سر پر سے اتر گیا۔ وہ شخص جائی یانہ کو دیکھ چکا تھا۔ اس لیے کلاس سے نکل کر باہر آیا اور جائی یانہ کو پیچھے سے آواز دی۔

"رک جائیں!"

جائی یانہ کے قدم خوف سے تھم گئے۔ وہ آگے بڑھنا چاہتی تھی لیکن اس کی آواز سن کر ایک قدم تک نہیں اٹھا پائی۔ وہ یہاں پر تنہا تھی۔ اس کی مدد کے لیے کوئی بھی نہ آتا۔ اس نے چیخنے کی کوشش کی لیکن اس کی آواز خوف کی شدت سے نکل نہیں پا رہی تھی۔ اسے اپنے پیچھے قدموں کی آہٹ سنائی دے رہی تھی۔ جب قدموں کی آہٹ قریب آتی محسوس کوئی، تو اس نے خوف سے آنکھیں بند کر لیں۔ اب وہ جائی یانہ کے بلکل سامنے کھڑا تھا۔

"دیکھو مجھے جانے دو!" جائی یانہ نے انتہائی آہستہ آواز میں کہا اور ڈرتے ہوئے آنکھیں کھولیں۔

اس کے سامنے وہی گھنگھرالے بالوں والا لڑکا کھڑا تھا جس نے جائی یانہ کو اس کا موبائل واپس کیا تھا۔ وہ انتہائی نرمی سے اسے دیکھ رہا تھا۔ وہ کلاس میں کھڑے انسان سے بلکل مختلف دکھائی دے رہا تھا۔ اس نے پر سکون انداز میں جائی یانہ سے پوچھا۔

"آپ یہاں کیا کر رہی ہے؟ کلاسز کا وقت تو ختم ہو چکا ہے۔" اس نے جائی یانہ سے ایسے پوچھا جیسے ان دونوں کے درمیان سالوں کی جان پہچان ہو۔ جائی یانہ کا خوف اب کم ہو چکا تھا۔ وہ واپس اپنے پرانے انداز میں آئی۔

"میں جو بھی کروں، آپ کو کیا مسئلہ ہے؟ بلکہ آپ بتائیں آپ کو کس نے حق دیا ہے آپ بینچ کو زمین پر ماریں؟"

"آپ کا یوں یونیورسٹی میں اس وقت اکیلے پھرنا ٹھیک نہیں ہے اور اس حصے میں ویسے بھی اسٹوڈنٹ بہت کم آتے ہیں۔ آپ ادھر نہ آیا کریں۔" لڑکے نے جائی یانہ کی بات سنی ان سنی کر دی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"آپ ہوتے کون ہیں مجھے نصیحت کرنے والے؟"جائی یانہ نے کمر پر ہاتھ رکھ کر پوچھا۔اس کی ایک ابرو اوپر کو اٹھی تھی۔

"کوئی بھی نہیں۔۔"سینے پر ہاتھ باندھے اس نے آرام سے کہا۔جائی یانہ کا دل چاہا کہ سامنے کھڑے شخص کا منہ نوچ لے لیکن کچھ دیر پہلے والا منظر یاد آیا تو خود کو باز رکھا۔

"میرے راستے سے ہٹیں۔"اس نے ضبط کر کے بس یہی بولا۔لڑکا کچھ کہے بغیر ایک جانب ہوا۔جائی یانہ آگے بڑھ گئی۔ابھی وہ کچھ دور ہی گئی تھی جب اسے اس لڑکے کی آواز دوبارہ سنائی دی۔

"سنیں!آپ کا ڈوپٹہ؟"

اس نے اس کی بات سنی،تو ٹھہری۔

"میرا ڈوپٹہ!"اس کے صرف ہونٹ ہلے.

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اپنے ڈوپٹے پر دھیان دیا تو پتا چلا وہ سر پر سے اتر گیا تھا۔ اس نے ڈوپٹہ سر پر لیا اور ایک نظر پیچھے مڑ کر دیکھا۔ وہ لڑکا ابھی بھی اسے دیکھ رہا تھا۔ چند پل کے لیے دونوں کی بھوری آنکھیں ایک دوسرے سے ٹکرائی۔ پھر لڑکا واپس مڑ گیا۔ جائیانہ نے بھی جانے کے لیے قدم آگے بڑھائے۔

* *

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

سورج اپنی روشنی کو ہر سو پھیلا کر اب اپنے غروب ہونے کی تیاری میں مصروف تھا۔

اشفاق صاحب کے گھر میں آج خوب رونق تھی۔ اتوار کا دن تھا۔ سب گھر پر موجود تھے۔ ایسے میں زینب بھی بچوں کے ساتھ ان کے گھر پہنچ گئی تھیں۔

زینب لاؤنج میں بیٹھی نوال کے ساتھ باتوں میں مصروف تھیں جبکہ اشفاق، شایان اور عیسیٰ کے ساتھ ڈرائنگ روم میں بیٹھے تھے۔ جائیانہ بھی اشفاق کے ساتھ بیٹھی ان کی باتیں سن رہی

تھیں۔ وہ سب کاروباری گفتگو کر رہے تھے۔ جائی یا نہ اپنا پسندیدہ موضوع کیسے چھوڑ سکتی تھی۔

عالیہ نمرہ کو لے کر اپنے کمرے میں چلی گئی تھی جبکہ عزاہ مہمانوں کی خاظر مدارت میں مصروف تھی۔ نوال صوفے پر اپنے ساتھ بیٹھی زینب سے پوچھ رہی تھی۔

"تم اتنے دنوں سے آئی نہیں۔ خیریت تو تھی؟"

"بھابھی آپ تو جانتی ہیں سارا دن کاموں میں الجھا رہتا ہے۔ کسی دوسری چیز پر دھیان نہیں جاتا ہے۔" زینب نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ان کاموں سے وقت نکال کر، کبھی اپنوں سے ملنے بھی آجانا چاہیے۔"

"بھابھی ساری بات وقت کی ہی ہے۔ کسی کام کو لے کر بیٹھو تو دن سے رات ہو جاتی ہے۔ وقت کا پتا ہی نہیں چلتا ہے۔ ایسے میں اب وقت نکالنا بہت مشکل ہو گیا ہے۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"یہ بات تو تم نے بلکل ٹھیک کہی، زینب! ہمارے زمانے میں تو وقت میں بہت برکت تھی۔ گھر کے کام کر لینے کے باوجود بھی انسان کے پاس اتنا وقت بچ جایا کرتا تھا کہ اپنوں کے ساتھ گزار سکے لیکن اب تو ہم اس قدر مصروف ہو گئے ہیں گھر کے افراد کے لیے تو دور اپنے لیے وقت نکالنا ہی مشکل ہے۔"

زینب ان کی بات پر فقط مسکرائیں۔ ایسے میں عزاہ لاؤنج میں داخل ہوئی۔ اس کے ہاتھ میں ٹرے تھی جس میں چائے اور بسکٹ رکھے تھے۔ عزاہ جھک کر بیٹھی اور ٹرے میز پر رکھ دی۔ اس نے پہلے زینب کو چائے کا کپ تھمایا، پھر نوال کو۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ اٹھنے لگی تو اسے زینب نے اسے روکا۔

"عزاہ میں جب بھی آتی ہوں، تم کاموں میں ہی لگی رہتی ہو۔ کبھی فرصت نکال کر پھپھو کے ساتھ بھی بیٹھ جایا کرو۔"

زینب کا گلہ سن کر وہ مڑی اور مسکرا کر کہا۔

"نہیں پھپھو ایسی بات نہیں ہے۔ میں بس نسرین کو ڈرائنگ روم میں چائے دینے کا کہہ دوں۔ پھر آپ کے پاس آ کر آرام سے بیٹھوں گی۔"

یہ کہہ کر وہ چلی گئی۔ کچھ دیر بعد وہ زینب کے پاس رکھے سنگل صوفے پر بیٹھی تھی۔

"اور سناؤ؟ کیسی چل رہی ہے پڑھائی؟"

"اچھی جا رہی ہے۔ اب تو بس لاسٹ سمیسٹر رہ گیا ہے۔" عزاہ نے مسکرا کر بتایا۔

"ہمم، تو مزید آگے پڑھو گی؟"

زینب کے سوال پر عزاہ نے ہاں کہنا چاہا مگر بیچ میں نوال بول پڑیں۔

"نہیں اب بس۔۔۔ اتنا پڑھا دیا ہے یہی بہت ہے۔ میں تو ان دونوں کے ایم اے کے ہی خلاف تھی۔ میں چاہتی تھی یہ دونوں اب گھر داری سیکھیں مگر تم تو اپنے بھائی کو جانتی ہو۔ میری ایک نہیں سنی اور ان کا ایڈمیشن کروا دیا۔"

"ہمم بھائی کو تو میں واقعی میں بہت اچھے سے جانتی ہوں۔" زینب یہ بات بس سوچ سکیں۔

"خیر عزاہ تو سگھڑ ہے۔اس کو تو گھر داری بہت اچھے سے آتی ہے۔"زینب نے اپنی سوچوں سے دھیان ہٹا کر،عزاہ کی تعریف کی۔

"ہاں یہ تو ہے۔ گھر داری تو تھوڑی بہت عالیہ کو بھی آتی ہے۔اسی لیے اب سوچ رہی ہوں ان کا ایم اے ختم ہوتے ہی،ان کی شادیاں کروادوں۔"

"آپ نے صحیح سوچا ہے۔ آپ کی نظر میں عالیہ اور عزاہ کے لیے کوئی رشتہ ہے؟"زینب کے سوال پر نوال کی مسکراہٹ پھیکی ہوئی۔

"نہیں ابھی تو کوئی نہیں ہے۔"نوال نے بمشکل مسکراتے ہوئے کہا۔عزاہ کو اپنا وہاں بیٹھنا مناسب نہیں لگا،اس لیے وہ اٹھ کر باہر چلی گئی۔

"میں نے بھی سوچ لیا ہے اس سال اپنے شایان کی شادی بھی کروادوں گی۔ماشاءاللہ سے اب وہ سیٹل ہو چکا ہے اور شادی جیسی زمہ داری کو نبھانے کے لیے بھی تیار ہے۔میں نے تو ایک دو لڑکیاں دیکھ رکھی ہیں۔بس شایان حامی بھر لے،پھر آپ اور میں رشتہ مانگنے چلیں گے۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

نوال کی مسکراہٹ زینب کی بات سنتے بلکل غائب ہو گئی۔ زینب نے آخر میں ان کو ساتھ چلنے کی دعوت دی تو نوال نے زبردستی مسکرا کر جواب دیا۔

"بالکل، کیوں نہیں!"

زینب اب ان سے شادی کی تیاریوں کے متعلق بات کر رہی تھیں جبکہ نوال گم صُم سی ان کی باتیں سن رہی تھیں۔ اسی وقت اگر دوسری منزل میں جائیں، تو عالیہ اور نمرہ کمرے میں بیٹھے باتوں میں مشغول تھے۔

"تمہارا ہاتھ اب بہت حد تک ٹھیک ہو گیا ہے۔"

نمرہ نے اس کے جلے ہاتھ پر تبصرہ دیا۔ عالیہ نے بھی اپنا ہاتھ دیکھا۔ جلا ہوا نشان مندمل ہو رہا تھا۔

"ہاں! تم صحیح کہہ رہی ہو۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ویسے سارا کریڈٹ اس شخص کو جاتا ہے۔اسی کی وجہ سے تمہارے ہاتھ پر چھالے نہیں بنے۔ویسے وہ تھا کتنا ہینڈسم۔اس نے اپنا کیا نام بتایا تھا؟!"

"آریان!"اس کو سوچ میں پڑا دیکھ عالیہ نے جواب دیا۔

"ہاں! آریان!"نمرہ کو بھی یاد آ گیا۔پھر اس نے آنکھیں سکیڑ کر عالیہ کو دیکھا۔

"تمہیں اس کا نام بڑا یاد ہے۔"

"اس کی بات تم کر رہی ہو یا میں؟"اس نے بھی اسی کے انداز میں جواب دیا۔

"ہائے لیکن ایک بات تو ہے وہ تھا بڑا ہینڈسم!"

"کتنی دفعہ اسے ہینڈسم کہو گی!"عالیہ چڑ گئی۔

"وہ ہے ہی اتنا ہینڈسم کہ اسے بار بار کہنے کو دل چاہتا ہے۔"نمرہ بیڈ پر لیٹ گئی اور ڈوپٹہ سے منہ چھپا لیا۔

"اپنے بھائی کے سامنے اسے ہینڈسم کہو۔ اگلے لمحے میں ہی تمہاری زبان ہاتھ میں پکڑا دے گا۔"

شایان کا ذکر سن کر اس کا حلق تک کڑوا ہو گیا۔

"تم تو جی بھر کر خوش بھی نہیں ہونے دیتی ہو۔" نمرہ نے منہ بنا کر کہا اور اٹھ کر بیٹھ گئی۔

عالیہ نے اس کے منہ بنانے پر مسکراہٹ دبائی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

****

اس کے سامنے کفن میں لپٹے دو وجود، چارپائی پر لیٹے تھے۔ وہ ان سے قدرے دور کھڑی تھی۔ دیکھتے ہی دیکھتے وہ جنازے قبر میں تبدیل ہو گئے۔ اس نے ارد گرد دیکھا تو اسے اپنا

آپ کو قبرستان کے عین وسط میں کھڑا پایا۔ وہ خوف سے دو قدم پیچھے ہوئی، تو کسی وجود سے ٹکرائی۔ وہ دیکھے بنا جان چکی تھی کہ پیچھے اشفاق کھڑا تھا۔

"یہ سب تمہاری وجہ سے ہوا ہے۔ تم ان سب کی ذمّہ دار ہو۔ وہ میرے ماں باپ کی قبریں ہے۔ تم نے انہیں یہاں تک پہنچایا ہے۔" اشفاق کی دل دہلا دینے والی آواز اس کی سماعت میں اتری۔

"نہیں، میں نے ک۔۔۔ کچھ ننن۔۔۔۔ نہیں کیا۔" خوف سے بمشکل اس نے اپنا جملہ مکمل کیا۔ اسے دوبارہ اشفاق کی آواز سنائی دینے لگی۔ وہ اسے کسی بات کا الزام دے رہا تھا لیکن اس نے کانوں پر ہاتھ رکھ لیا۔ اس نے آنکھیں سختی سے بند کر لیں اور اندھا دھند بھاگنے لگی۔ اسے دور جانا تھا، بہت دور۔ اسے اس قبرستان سے نکلنا تھا لیکن اس کو راستہ نہیں مل رہا تھا۔

وہ ہانپنے لگ گئی تھی لیکن رکی نہیں۔ اچانک اسے ٹھوکر لگی، تو وہ گر گئی۔ اس نے آنکھیں کھولیں، تو اس کے سامنے ام ہانی بیٹھی تھی۔ اس کے سر سے خون نکل رہا تھا۔ وہ درد سے

بلبلا رہی تھی۔اس نے ام ہانی کے قریب جانا چاہا تو کسی نے اسے دھکا دے کر ام ہانی سے دور کیا۔اس نے دوبارہ اس شخص کو نہ دیکھا۔وہ جانتی تھی وہ کون ہے۔

"تم ایک عذاب ہو جو ہم پر نازل ہوئی ہو۔پتا نہیں کونسی منحوس گھڑی تھی جب تم ہماری زندگیوں میں آئی تھی۔"

اشفاق کی باتیں ابھی تک پس منظر میں ابھر رہی تھی۔وہ رو رہی تھی،اپنی بات کا یقین دلا رہی تھی کہ اس نے کچھ نہیں کیا لیکن اس کو آواز،اشفاق کی آواز کے سامنے دب رہی تھی۔

زینب کرنٹ کھا کر اٹھی۔وہ پسینے سے نہا چکی تھی۔اس کا جسم ڈر سے ابھی تک کانپ رہا تھا۔اس نے ادھر ادھر دیکھا تو اس کا کمرہ اندھیرے میں نہایا ہوا تھا۔

اس نے اپنے پاؤں بیڈ سے نیچے اتارے اور کھڑی ہو گئی۔اس کا جسم ابھی تک کپکپا رہا تھا۔وہ تیز تیز قدم لیتی اپنے کمرے سے نکل کر دوسرے کمرے کی جانب بڑھی۔وہ حسن اور مریم کا کمرہ تھا۔دروازہ بند تھا۔اس نے دروازہ کھٹکھٹانے کے لیے ہاتھ اٹھائے تو اسے ہوش آیا۔اس کا ہاتھ ہوا میں معلق ہو گیا تھا۔

اسے ایسے خواب تب سے آ رہے تھے جب سے اشفاق نے زینب پر ہاتھ اٹھایا تھا۔ وہ یوں ہی ڈرتے ہوئے مریم چچی کے کمرے کی جانب بڑھ جاتی، لیکن کبھی بھی دروازہ کھٹکھٹانے کی ہمت نہیں کر پاتی تھی بلکہ دوبارہ اپنے کمرے میں چلی جاتی تھی لیکن آج اسے گھٹن ہو رہی تھی۔ وہ اپنے اندھیرے میں ڈوبے کمرے میں واپس نہیں جانا چاہتی تھی۔

وہ آہستہ آہستہ چلتی برآمدے کی جانب بڑھنے لگی۔ اس نے ایک نگاہ امہانی اور نوال کے مشترکہ کمرے کو دیکھا۔ ان کے کمرے کا دروازہ بند تھا لیکن کمرے کے اندر موجود خاموشی بتاتی تھی کہ دونوں سو رہی تھیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

زینب نے اس واقعے کے بعد کسی سے بات نہ کی تھی۔ وہ اپنی ناراضی کا اظہار کرنا چاہتی تھی لیکن یہ دیکھ کر اسے دکھ ہوا کہ کسی کو اس کے بولنے یا نا بولنے سے فرق نہیں پڑتا تھا اور پڑتا بھی کیوں؟

آخر کو وہ زینب احمد تھی، اشفاق احمد نہیں جس کے آگے پیچھے سب لاڈ اٹھاتے پھرتے۔

اس نے سر جھٹکا اور برآمدے کی جانب قدم بڑھائے۔

وہ اشفاق کے کمرے کے قریب سے گزری تو اس کی نگاہیں غیر ارادی طور پر اندر گئی۔ ان کے کمرے کا دروازہ کھلا تھا۔ صحن کے بلب کی مدھم روشنی اس کمرے کے اندر جا رہی تھی۔ اشفاق زینب کی طرف پشت کیے لیٹے ہوئے تھے۔ اسے پتا ہی نہیں چلا کہ وہ کب رک گئی تھی۔ اس نے اپنے بھائی کو بڑے غور سے دیکھا۔

"کیا کسی کے اندر اپنی بہن کے لیے اتنا زہر بھرا ہوا ہو سکتا ہے؟"

اس کے ذہن میں یہی سوال آیا تھا۔ وہ تھوڑی دیر کے لیے اپنے بھائی کو لیٹے دیکھے گئی۔ جب اشفاق نے کروٹ بدلی، تو وہ گھبرا کر سامنے سے ہٹ گئی۔

وہ قدم قدم چلتی برآمدے میں آئی اور چارپائی پر گرنے والے انداز میں لیٹ گئی۔ اس کو آسمان صاف دکھائی دے رہا تھا۔ آج چاند اپنے جوبن پر تھا۔ اس کے ارد گرد ستارے چمک رہے تھے۔ وہ بے شک ایک خوبصورت چاندنی رات تھی۔

Clubb of Quality Content

چاند نے اسے اپنے حسن سے سحر زدہ کر دیا۔ اس کی سیاہ آنکھیں چاند کی چاندنی دیکھ کر چمک اٹھیں۔ وہ بنا پلک جھپکے آسمان کو دیکھ رہی تھی۔ اسے ڈر تھا کہیں پلک جھپکنے سے یہ منظر غائب نہ ہو جائے۔

اس کے اندر بڑی شدت سے یہ خواہش جاگی کہ وہ ایک اس منظر کو قید کر لے۔ وہ اسی سوچ میں مگن تھی جب اسے ایک خیال آیا۔ وہ اوپر چھت پر گئی اور اسٹور روم میں گھس گئی۔ اسٹور روم میں ٹوٹی ہوئی الماری پڑی تھی۔ زینب نے اس الماری کا پٹ کھولا تو اس میں لگا گرد و غبار اڑ کر اس کے کپڑوں پر لگ گیا مگر وہ اس کی پروا کیے بغیر کچھ ڈھونڈنے لگی۔

Clubb of Quality Content

کچھ دیر کی محنت کے بعد آخر اسے ایک ڈبہ مل گیا۔ زینب نے ڈبہ نکالا اور اسے زمین پر رکھ کر کھولا۔ اس میں بہت سی چیزیں پڑی تھیں لیکن زینب کی نظر اس میں موجود کیمرہ پر پڑی۔ یہ کیمرہ اشفاق کو حسن نے تحفے میں دیا تھا لیکن اس کو تصویریں کھینچنے کا شوق نہیں تھا۔ اسی لیے دو تین بار استعمال کرنے کے بعد اسے الماری میں رکھ دیا گیا تھا۔ زینب نے کیمرہ نکالا۔

جب اشفاق نے اس کے سامنے ایک دفعہ کیمرہ استعمال کیا تھا، تب اس نے بڑے غور سے ان کی ایک ایک حرکت کو دیکھا تھا۔ اسی لیے اسے کیمرہ استعملا کرنے کے بارے میں کچھ کچھ پتہ تجا۔

وہ کیمرہ لیے باہر آ گئی۔ چاند اپنا سحر ابھی بھی قائم کیے ہوئے تھا۔ زینب کیمرے سے چاند کی تصویریں کھنچنے لگی۔ وہ بار بار تصویر کھنچنے کے لیے بٹن کلک کرتی رہی۔ کچھ دیر بعد وہ مسکرا کر اپنی کھنچی فوٹو دیکھ رہی تھی۔ اس کا چہرہ، کپڑے اور بال مٹی سے اٹے تھے لیکن اس کو کسی چیز کی پروانہ تھی۔ اس کو تو بس اپنی تصویر سے مطلب تھا جو اس کی توقع کے عین مطابق تھی۔ حسین اور خوبصورت چاند!!!!

Clubb of Quality Content

* *

"اچھا، اللہ حافظ!"

عالیہ، نوال کے کمرے میں داخل ہوئی تو بس یہ بات سن سکی۔ نوال کے کان کے ساتھ لگا فون اب نیچے ہو چکا تھا۔ نوال بیڈ سے ٹیک لگائے بیٹھی تھیں۔ عالیہ ان کے پاس آ کر بیٹھ گئی۔

"کس کی کال تھی؟" عالیہ نے اپنے پاؤں بیڈ پر کر لیے اور نوال کے بالکل سامنے اپنا رخ کر لیا۔ اس کو اپنی ماں کا چہرہ اترا ہوا لگ رہا تھا۔

"ہانی نے کال کی تھی۔" نوال نے فون ایک طرف رکھ دیا۔

"اچھا! کیوں کال کی تھی؟"

"بس خیریت پوچھنے کے لیے۔۔۔۔" نوال نے تھکے تھکے لہجے میں کہا۔

"آپ پریشان لگ رہی ہیں۔ کیا آپ کے اور خالہ کے درمیان کوئی بات ہوئی ہے؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"میرے اور تمہاری خالہ کے درمیان میں کوئی بات نہیں ہوئی۔ بس آج تمہاری پھپھو کی باتوں نے مجھے پریشان کر دیا ہے۔"

"کیوں؟ انہوں نے ایسا کیا کہا؟"

اماں اس کو بتاتے ہوئے ہچکچانے لگیں۔ عالیہ نے یہ بات محسوس کر لی۔ اس لیے اٹھ کر جانے لگی۔

"اگر آپ مجھے اپنا مسئلہ نہیں بتانا چاہتیں، تو ٹھیک ہے۔ کوئی بات نہیں۔"

وہ جانے لگی تو اسے اپنی ماں کی آواز سنائی دی۔

"ایسی بات نہیں ہے۔ دراصل میں چاہتی ہوں تمہاری شادی شایان سے ہو جائے لیکن آج تمہاری پھپھو کی باتوں سے مجھے اندازہ ہو گیا ہے ان کا تمہیں بہو بنانے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔ میں ہانی سے اسی بارے میں بات کر رہی تھی۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

عالیہ یہ سن کر ہکا بکا رہ گئی۔ اس کی ماں اس کے بارے میں کیا سوچ رہی تھی۔ وہ اور شایان؟ کبھی نہیں، ہر گز نہیں۔

اس نے تو کبھی شایان کو ایسی نظر سے دیکھا ہی نہیں تھا۔ اس کو تو وہ ایک کزن کی حد تک بھی بس نارمل لگتا تھا۔ اس کے لیے شایان کبھی بھی اہم نہیں رہا تھا۔

عالیہ نے لمحے کے ہزارویں حصے میں شکر ادا کیا کہ پھپھو نے اماں کی امید توڑ دی، ورنہ پتہ نہیں کیا ہو جاتا۔

"اس میں اداس ہونے کی کیا بات ہے۔ اللہ نے میرے نصیب میں جو لکھا ہو گا، مجھے مل جائے گا۔" اس نے نوال کو تسلی دینا چاہی۔

"نصیب میں جو لکھا ہوتا ہے، وہ تو مل کر رہتا ہے لیکن اس کے لیے بھی ہاتھ پاؤں چلانے پڑتے ہیں۔ ایسے ہی بیٹھ کر سوچنے سے کچھ نہیں ملتا۔" نوال نے اس کی تصیح کی۔

"تم سب سے بڑی ہو۔ تمہارے بعد دو اور ہیں۔ ان کی شادیاں بھی کرنی ہے۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

عالیہ کے پاس بولنے کو ہزاروں الفاظ تھے لیکن اس کی ماں ابھی کچھ بھی سننے کے موڈ میں نہیں تھیں۔ اس لیے وہ خاموشی سے اٹھ کر کمرے میں چلی گئی۔ اپنے کمرے میں آ کر اس نے شایان کے بارے میں سوچا۔ اسے شایان کے بارے میں سوچ کر ہی عجیب لگ رہا تھا۔ اس نے اللہ کا دوبارہ شکر ادا کیا۔ پھر سونے کے لیے لیٹ گئی۔

* *

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"آپ نے کل ماموں ممانی سے میرے اور عالیہ کے بارے میں بات کیوں نہیں کی؟"

ناشتے کے وقت زینب نے بڑے غور سے اپنے سامنے بیٹھے بیٹے کو دیکھا۔ ڈائننگ ہال میں اس وقت زینب اور شایان موجود تھے جبکہ نمرہ اپنے کمرے میں یونیورسٹی جانے کے لیے تیار ہو رہی تھی۔ ڈائننگ ہال میں تناؤ پھیلا ہوا تھا۔

"تھوڑا صبر رکھو۔ تمہیں جلدی کس بات کی ہے؟"

زینب نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

"آپ چاہتی ہی نہیں ہیں میری اور عالیہ کی شادی ہو۔"

"میں اگر یہی چاہتی ہوتی تو کل تمہارے ساتھ نہیں جاتی بلکہ اسی وقت منع کر دیتی جب تم نے عالیہ سے شادی کرنے کی خواہش کی تھی۔"

"پھر آپ نے ماموں سے ہمارے رشتے کی بات کیوں نہیں کی؟" شایان کچھ نرم پڑا۔

"تم اشفاق بھائی کو جانتے نہیں ہو۔ میں اگر اس وقت تمہارے رشتے کی بات کرتی تو انہوں نے عالیہ کی پڑھائی کا کہہ کر انکار کر دینا تھا۔"

"تو پھر کل ہم ان کے گھر کیوں گئے؟"

"میں بھابھی کو یہ بتانے گئی تھی کہ میں شایان کے لیے لڑکی تلاش کر رہی ہوں اور جلد از جلد اس کی شادی کرنا چاہتی ہوں۔ میں نے ان کی یہ امید توڑ دی کہ میں شایان کی شادی ان کی بیٹیوں میں سے کسی ایک سے کرواؤں گی۔"

"آپ نے یہ کیا کیا؟!" شایان نے بے یقینی سے اپنی ماں کو دیکھا۔ "اگر انہوں نے عالیہ کے لیے دوسرے رشتے دیکھنے شروع کر دیے، تو کیا ہو گا؟"

"نہیں نوال بھابھی ایسا کچھ نہیں کریں گی، بلکہ اب وہ خود مجھ سے تمہارے اور عالیہ کے رشتے کے متعلق بات کریں گی۔ میں نے جب ان سے تمہاری شادی سے متعلق بات کی، تو ان کے چہرے پر کئی رنگ آ کر گزرے تھے۔ صاف ظاہر تھا انہیں مجھ سے بہت امیدیں تھیں۔"

"اور اگر آپ کی حکمت عملی غلط ہو گئی تو؟" شایان نے اپنا خدشہ پیش کیا۔

"اوّل تو جیسا میں نے کہا ہے، وہی ہو گا لیکن اگر ایسا نہیں بھی ہوا، تو میں خود مناسب وقت میں بات کروں گی۔"

"اور وہ مناسب وقت کب آئے گا؟"شایان نے کسی بچے کی طرح سوال کیا۔

"جب وہ وقت آئے گا۔اپنے دل سے سارے خدشات نکال دو اور مجھ پر یقین رکھو۔میں تمہاری شادی عالیہ سے کروا کر رہوں گی۔مجھے بھی عالیہ بہو کے روپ میں پسند ہے۔اب تم چپ چاپ ناشتے پر دھیان دو۔"

زینب نے اتنا کہہ کر بات ختم کر دی۔شایان خاموشی سے ناشتہ کرنے لگا لیکن وہ ابھی بھی مطمئن نہیں ہوا تھا۔پتا نہیں کیوں لیکن اسے لگ رہا تھا،اگر اس نے مزید دیر کی تو کچھ نہ کچھ ہو جائے گا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

* *

یونیورسٹی میں آج معمول کے مطابق چہل پہل تھی۔ سب اپنی اپنی سرگرمیوں میں مگن تھے۔ جائی یانہ کلاس میں بیٹھی لیکچر اٹینڈ کر رہی تھی۔ وہ پروفیسر کی ایک ایک بات کو غور اور توجہ سے سن رہی تھی۔ اسے جو بات ضروری لگتی، اسے اپنے رجسٹر پر لکھ لیتی۔ لیکچر ختم ہوا تو سب طالب علم اٹھ کر جانے لگے۔ جائی یانہ بھی اپنا سامان سمیٹنے لگی۔ وہ اپنا سارا سامان بیگ میں ڈال کر کھڑی ہوئی تو اسے پیچھے کے بینچ پر ایک لڑکی بیٹھی دکھائی دی۔ یہ وہی کالی چادر والی لڑکی جس کے ساتھ جائی یانہ پہلے دن بیٹھی تھی۔ کسی خیال کے تحت جائی یانہ اس کے پاس گئی۔

"یہاں کیا کر رہی ہو؟" جائی یانہ مسکرا کر پوچھا۔ وہ لڑکی اپنے نوٹس دیکھ رہی تھی۔ اس نے آج بھی اپنے آپ کو کالی چادر سے چھپایا ہوا تھا۔ جائی یانہ کی آواز پر اس نے چونک کر دیکھا۔ ایک نظر دیکھنے کے بعد وہ دوبارہ نوٹس پڑھنے لگی۔

"پڑھائی کر رہی تھی بس!" اس نے مصروف انداز میں کہا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اچھا!" جائی یانہ اس کے پاس رکھے بینچ پر بیٹھ گئی۔ کچھ دیر کے لیے ایک طویل خاموشی چھائی۔

"تمہارا کیا نام ہے؟" جائی یانہ نے دوبارہ پوچھا۔

"نائلہ!" اب کی دفعہ اکتائی آواز سے کہا گیا۔ جائی یانہ جان گئی نائلہ اس سے بات نہیں کرنا چاہتی۔ اسی لیے وہ مزید کوئی بھی بات کیے بغیر کلاس سے نکل گئی۔ اس کو سمجھ نہیں آیا آخر نائلہ اس سے یوں روکھے انداز میں بات کیوں کر رہی تھی؟ پہلے دن بھی نائلہ نے اس سے بات نہیں کی تھی اور آج بھی مروتاً بات کر رہی تھی جبکہ وہ تو اس سے بڑی خوش اخلاقی سے ملتی تھی۔

وہ اسی متعلق سوچتے ہوئے کینٹین میں رکھی کرسیوں پر بیٹھ گئی۔ اس نے اپنے لیے کافی منگوائی اور اپنے ارد گرد دیکھنے لگی۔ اس کو یونیورسٹی کا میدان صاف دکھائی دے رہا تھا۔ وہ یونہی اسٹوڈنٹ کو آتا جاتا دیکھ رہی تھی جب اس کی نظر درخت سے ٹیک لگائے گھنگھرالے بالوں والے لڑکے پر گئی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

جائی یانہ کو دور بیٹھے بھی اس کے چہرے پر پریشانی دکھائی دیتی تھی۔ وہ کسی غیر مرئی نقطے کو تک رہا تھا۔ جائی یانہ کو اس کا بینچ زمین پر مارنا اچھے سے یاد تھا۔ اس وقت وہ غصے میں بینچ کو زمین پر مار رہا تھا۔ شاید وہ اس دن بھی پریشان تھا اور اسی لیے غصے میں آ کر بینچ توڑ رہا تھا۔ اس وقت بھی وہ پریشان دکھائی دے رہا تھا۔ جائی یانہ کو اس پر ترس آیا۔

"اللہ اس کی پریشانی دور کرے۔"

اس کو دیکھتے ہوئے اس کے دل سے دعا نکلی۔ اچانک لڑکے نے گردن گھما کر ادھر ادھر دیکھا۔ جائی یانہ نے فوراً نظریں پھیری۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ وہ اسے دیکھتے ہوئے دوبارہ پکڑی جائے۔ اتنے میں اس کی آرڈر کی کافی بھی آ گئی۔ جائی یانہ نے نوٹس نکالے اور اپنا دھیان بٹانے لگی۔

* *

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اسلام آباد کا ایک شاپنگ مال شام کے وقت روشنی سے نہایا ہوا تھا۔ ایسے میں اس کے اندر داخل ہو، تو وہاں لوگوں کے ہجوم میں عالیہ اور نمرہ بھی خریداری کر رہی تھیں۔

ان دونوں کے ہاتھ میں شاپنگ بیگز تھے۔ نمرہ کو کچھ سامان خریدنا تھا اسی لیے وہ عالیہ کو ساتھ لائی تھی۔ وہ دونوں ساتھ شاپنگ کرنے جایا کرتی تھیں۔

نمرہ کی نظر لسٹ پر تھی جس میں اس نے اپنے خریدنے کا سامان لکھا ہوا تھا جبکہ عالیہ اپنے آس پاس نگاہیں دوڑا رہی تھی۔ اچانک عالیہ کی نظر ایک انگوٹھی پر پڑی، تو وہ رک گئی اور اس کے قریب پہنچ گئی۔ اس کے درمیان میں ایک بڑا ہیرا جڑا تھا جبکہ اس کے آس پاس چھوٹے چھوٹے ہیروں سے ڈیزائن کیا ہوا تھا۔ وہ اتنی حسین تھی کہ پل بھر کو کوئی بھی ٹھہر سکتا تھا۔ اس کے اور انگھوٹھی کے درمیان شیشے کی دیوار حائل تھی۔ اس کی نظریں انگوٹھی کے ساتھ درج قیمت پر گئیں تو وہ انگوٹھی کے سحر سے ایک دم باہر نکلی۔ اس کی قیمت اتنی زیادہ تھی کہ عالیہ اسے خریدنے کا سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔۔

عالیہ نے دوبارہ انگوٹھی کو دیکھا تو اب کی بار سنہری آنکھوں میں حسرت صاف ظاہر تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اوہ! آپ یہاں؟"

وہ انگوٹھی کو تکتی رہتی اگر اسے مردانہ آواز اپنے اتنے پاس سے نہ سنائی دیتی۔ اس نے مڑ کر دیکھا تو اس کے عین سامنے آریان کھڑا تھا۔ اس نے پیش قیمتی تھری پیس سوٹ پہنا ہوا تھا، اس کی کلائی میں برانڈڈ گھڑی بندھی ہوئی تھی اور اس کے مہنگے پرفیوم کی خوشبو ہر جگہ پھیل رہی تھی۔ یہ بات تو طے تھی اس کا تعلق کسی بہت امیر گھرانے سے تھا۔

"اوہ! آپ بھی یہاں؟!"

عالیہ نے اسی کے انداز میں جواب دیا۔ آریان اس کی بات سن کر محظوظ ہوا۔

"آپ کا ہاتھ اب کیسا ہے؟" آریان نے اس کے ہاتھ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پوچھا۔

"ٹھیک ہے۔"

عالیہ نے ارد گرد دیکھا تو اسے نمرہ کہیں دکھائی نہیں دی۔ عالیہ جب اس انگوٹھی کو دیکھ رہی تھی، تب نمرہ آگے نکل گئی ہوگی۔ اب یقیناً وہ اسے ڈھونڈ رہی ہوگی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"لگتا ہے کسی کو ڈھونڈ رہی ہیں؟!" عالیہ کو ارد گرد متلاشی نظروں سے دیکھتا پا کر آریان بولا۔

"جی، میری دوست میرے ساتھ آئی تھی لیکن اب پتا نہیں کہاں چلی گئی ہے؟"

عالیہ چھوٹی سی بات پر گھبرا جاتی تھی۔ وہ کافی کمزور اعصاب کی مالک تھی۔

"آپ اپنی اس دوست کے ساتھ تو نہیں آئی، جو آپ کے ہاتھ پر دوائی لگا رہی تھی۔ کیا نام تھا ان کا؟" آریان سوچتے ہوئے بولا۔

"نمرہ! نمرہ ہی نام تھا ان کا؟" آریان کو ایک دم سے نام یاد آیا۔

"آپ کو میری دوست کا نام کیسے پتا چلا؟" عالیہ نے اپنی سنہری آنکھیں سکیڑ کر آریان کو دیکھا۔

"مجھے تو آپ کا نام بھی پتا ہے، مس عالیہ۔ آپ دونوں ریستوران میں ایک دوسرے کا نام لے رہے تھے تو میں نے اندازہ لگایا۔" آریان نے کندھے اچکائے۔

"پتا نہیں وہ کہاں ہو گی؟ میں اتنے بڑے مال میں اسے کہاں ڈھونڈوں گی؟"عالیہ اس کی وضاحت سن کر دوبارہ پریشان ہو گئی۔

"آپ ان کو کال کر لیں!" آریان نے اسے مشورہ دیا۔

عالیہ کو اس کا مشورہ سمجھ آیا۔ اس نے اپنے پرس میں سے موبائل نکالنا چاہا لیکن تبھی اسے یاد آیا اس کا پرس تو نمرہ کے پاس تھا۔ اس کے ہاتھ میں زیادہ سامان تھا۔ اسی لیے اس نے پرس نمرہ کو پکڑا دیا تھا۔ اس کا دل چاہا اپنا سر پیٹ لے۔

"کیا ہوا؟ اب آپ یہ نہ کہیے گا آپ نے اپنا موبائل بھی گم کر دیا ہے؟"عالیہ کے چہرے کے تاثرات سے آریان بھانپ گیا تھا۔

"نہیں موبائل گم نہیں ہوا۔ میرا موبائل دراصل نمرہ کے پاس رہ گیا ہے۔"اس نے پریشانی سے سر پر ہاتھ رکھ دیا۔

"شاباش!" آریان نے بنا آواز کیے تالی بجائی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"آپ کو اپنی دوست کا نمبر تو یاد ہو گا؟"

"نہیں مجھے تو صرف اپنا نمبر یاد ہے۔"عالیہ نے پریشانی سے کہا۔

تو اپنے نمبر پر کال کرلے!" آریان کے اس مشورے پر عالیہ نے اسے ایسے دیکھا جیسے کہنا چاہ رہی ہو کہ آپ کا دماغ تو ٹھیک ہے۔

"میرا موبائل میرے پاس نہیں ہے، تو میں کال کیسے کروں؟"ایک تو وہ اتنی پریشان تھی،اوپر سے آریان اسے پتہ نہیں کیسے مشورے دے رہا تھا۔

"میرے موبائل سے کر لیجیے!" آریان نے اسے پیشکش کی تو وہ جھجھکی۔

"اب آپ کو اپنا نمبر یاد نہیں ہو گا۔" آریان نے اس کو سوچتے دیکھا، تو دوبارہ طنز کیا۔ آخر یہ شخص اتنے طنز کیوں کرتا تھا؟

"ایسی کوئی بات نہیں ہے۔"

"اگر ایسی بات نہیں ہے تو پھر سوچ کیوں رہی ہیں؟ مجھ سے موبائل مانگیں۔" آریان نے جیسے عالیہ کو چیلنج کیا۔

"اپنا موبائل دو!" عالیہ نے اس کی بات سن کر فوراً موبائل مانگا۔ آریان نے اپنا موبائل فون کچھ بھی کہے بنا اس کے سامنے کیا۔

اس نے موبائل اپنی گرفت میں لیا، پھر اپنے نمبر پر کال کی۔ پہلی دو کالز کا کوئی جواب نہ دیا گیا۔ تیسری دفعہ میں اٹینڈ کر لی گئی۔

"نمرہ تم کہاں ہو؟" عالیہ نے کال اٹینڈ ہوتے ہی فوراً پوچھا۔

"میں تو دوسری منزل پر ہوں۔ کب سے تمہیں ہی ڈھونڈ رہی ہوں۔" نمرہ عالیہ کی آواز پہچان گئی تھی، اسی لیے اس نے سیدھا جواب دیا۔

"جلدی پہلی منزل پر آؤ۔ میں تمہارا انتظار کر رہی ہوں۔"

"تم کس جگہ کھڑی ہو؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

نمرہ کے سوال پر عالیہ نے اپنے ارد گرد کا بتایا۔

"میں سمجھ گئی ہوں۔ تم اپنی جگہ سے ہلنا مت! میں بس آ رہی ہوں۔۔" یہ کہہ کر نمرہ نے کال کاٹ دی۔

عالیہ نے آریان کو اس کا فون دیا۔

"موبائل دینے کا شکریہ!"

"آپ کی دوست کہاں ہیں؟" موبائل لیتے ہوئے آریان نے پوچھا۔

"وہ دوسری منزل پر تھی لیکن اب اسے بتایا ہے، تو آتی ہو گی۔"

"اچھا!" اس نے یہ کہہ کر موبائل اپنی کوٹ کی جیب میں ڈالا۔

"نمرہ!" عالیہ کو دور سے نمرہ آتی دکھائی دی، تو وہ آریان کو چھوڑ کر نمرہ کی جانب بڑھ گئی۔

عالیہ کے پکڑے شاپنگ بیگ میں سے ایک ڈبیا گری لیکن عالیہ کو پتہ نہیں چل پایا۔ آریان

نے ڈبیا کو گرتا دیکھا تو فوراً آگے بڑھ کر اٹھالیا۔ آریان نے ایک نظر عالیہ کو دیکھا، پھر ڈبیہ کو۔ اس نے ڈبیا کو کھول کر دیکھا تو اس کے چہرے پر بے ساختہ مسکراہٹ ابھری۔

"امید کرتا ہوں ہماری اگلی ملاقات اچھی گزرے گی، مس عالیہ!" اس نے ہلکی آواز میں کہا اور واپسی کے لیے مڑ گیا۔ اس نے ڈبیا کو اپنے کوٹ کی جیب میں ڈال لیا۔

دوسری طرف نمرہ نے آریان کو جاتا دیکھ لیا تھا۔ وہ بھی لپک کر عالیہ کی جانب بڑھی۔

"یہ تو آریان تھا نا؟!" اس نے انگلی کے اشارے سے کہا۔

"ہاں!" عالیہ نے آرام سے کہا۔

"یہ مت کہنا تم نے اس سے موبائل لے کر کال کی تھی۔"

نمرہ کا سانس پھولا ہوا تھا جو اس بات کا ثبوت تھا وہ عالیہ کی کال پر دوری چلی آئی تھی۔

"میں نے اس کے موبائل سے ہی کال کی تھی۔" عالیہ نے آرام سے کہا اور آگے بڑھنے لگی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"کیا!"اس نے اتنا اونچا بولا تھا کہ تین چار لوگوں نے مڑ کر اسے دیکھا تھا۔وہ فوراً عالیہ کے پاس پہنچی اور اس کے ساتھ چلنے لگی۔

"تم نے اس کے نمبر سے کال کی تھی یعنی تم نے آریان سے بات بھی کی ہو گی!"

"تم اتنا اوورری ایکٹ کیوں کر رہی ہو؟!"عالیہ نے چڑ کر کہا۔

"میں تو بس اوورری ایکٹ کر رہی ہوں لیکن تم تو پتہ نہیں کیا کر رہی ہو۔پہلے ریستوران اور اب مال۔۔۔آخر چل کیا رہا ہے؟!"آخر میں نمرہ کے لب شیطانی مسکراہٹ میں ڈھلے۔

"بکواس بند کرو اپنی!"عالیہ نے اسے جھڑکا۔

"ویسے ایک بات بتاؤ اب تو وہ تمہیں ہینڈسم لگا ہو گا۔"نمرہ نے آنکھیں ٹپٹپائیں۔عالیہ نے سر آہستہ سے نفی میں ہلایا جیسے کہنا چاہ رہی ہو تمہارا کچھ نہیں ہو سکتا اور آگے بڑھ گئی۔نمرہ مسکراتی ہوئی اس کے پیچھے گئی۔یہ بات طے تھی نمرہ نے ایک ہفتے تک اس کہ جان نہیں چھوڑنی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

* *

رات ہر سو پھیلی تھی۔ اشفاق کے گھر میں رات کا کھانا کھالیا گیا تھا۔ اب سب اپنے اپنے کمروں میں چلے گئے تھے۔ ایسے میں عالیہ کچن میں کھڑی چائے بنا رہی تھی۔ چائے پکنے کے بعد اس نے چائے کو مگ میں ڈالا۔ اسی وقت جائی یانہ کچن میں آئی۔ اس کو پیاس لگی تھی۔ اس نے پانی پینے کے لیے کچن کا رخ کیا تھا۔ اس نے پانی کی بوتل نکالی اور ایک نظر عالیہ کو دیکھا۔

"آپی آپ رات کے وقت چائے کیوں بنا رہی ہیں؟" جائی یانہ نے پوچھا۔

"عیسیٰ کے لیے بنا رہی ہوں۔ اس نے کہا تھا سر میں درد ہو رہا ہے، تو چائے بنا دو۔" جائی یانہ نے اس کی بات سن کر سمجھتے ہوئے سر ہلایا۔

"سنو جائی یانہ! تم اوپر جا رہی ہو تو یہ چائے کا مگ بھی ساتھ لیتی جانا۔ عیسیٰ کمرے میں ہو گا۔ تم اسے دے دینا۔"

"اچھا! دے دیں۔" جائی یانہ نے احسان جتاتے کہا۔

عالیہ نے اسے مگ تھمایا اور کچن صاف کرنے میں لگ گئی۔ جائی یانہ آرام سے عیسیٰ کے کمرے کے پاس پہنچ گئی۔ عیسیٰ کے کمرے کا دروازہ آدھا بند تھا۔ وہ کسی سے بات کرنے میں مصروف تھا۔ کمرے کے باہر اس کی آواز صاف سنائی دے رہی تھیں۔

جائی یانہ دروازے کو دستک دینے لگی تھی لیکن عیسیٰ کی بات سن کر ٹھٹھک گئی۔

"امی آپ نے مجھے اتنے بیک ورڈ لوگوں میں کیوں بھیج دیا ہے؟"

جائی یانہ کا ہاتھ ہوا میں معلق ہو گیا۔

"کیا عیسیٰ ہماری بات کر رہا ہے؟" جائی یانہ کے ذہن میں یہ بات آئی۔ عیسیٰ ابھی بھی بول رہا تھا۔

"اشفاق انکل فجر کی نماز میں اٹھانے آجاتے ہیں۔ میں سارا دن کام کر کے اس وقت سوتا ہوں لیکن ان کے سر پر تو تبلیغ دین کا بھوت سوار ہے۔ اوپر سے وہ گھر میں نماز نہیں پڑھتے بلکہ اپنے ساتھ مسجد لے جاتے ہیں۔ مجھے ہر وقت نماز، روزے کی پابندی کا درس دیتے رہتے ہیں۔"

کچھ دیر کے لیے وہ خاموش ہوا اور دوسری طرف کی بات سننے لگا۔

"اوہ پلیز آپ ان کی طرف داری تو مت کریں۔"

دوبارہ خاموشی چھائی۔

"نوال آنٹی!!" نوال کا نام سن کر وہ تمسخر سے ہنسا۔

"نوال آنٹی کی تو بات ہی نا کریں۔ مجھ سے ایسے بات کرتی ہیں جیسے کسی پانچ سالہ بچے سے بات کر رہی ہو۔ اس گھر میں کوئی پراویسی نہیں ہے۔ ہر وقت آنٹی یا ان کی بیٹیاں کمرے میں آکر پوچھتی ہیں کہ یہ کھایا؟ کسی چیز کی ضرورت تو نہیں؟ یہ تو نہیں چاہیے؟ وہ تو نہیں چاہیے؟ ان لوگوں نے تنگ کر کے رکھا ہوا ہے۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اوپر سے نوال آنٹی پتا نہیں کیسے اور کس طرح کے کھانے کھلاتی رہتی ہیں۔ کھانا کھانے کے بعد میری طبیعت اس قدر خراب ہو جاتی ہے کہ آپ مت پوچھیں۔ اتنے آئلی کھانے! یہاں آ کر تو میری ساری ڈائٹ خراب ہو گئی ہے۔ ایک دفعہ میں نے نوال آنٹی کو اپنی ڈائٹ کا بتایا تو کہنے لگیں یہ ڈائٹ صحت کے لیے ٹھیک نہیں ہوتی اور پتا نہیں کون کون سی تقریریں جھاڑنے لگیں۔"

جائی یانہ کی چائے کے مگ پر گرفت مضبوط تھی۔ جائی یانہ کو اپنا آپ ان دیکھی آگ میں جلتا محسوس ہوا۔ عیسیٰ کی باتوں سے کہیں سے بھی نہیں لگ رہا تھا کہ وہ ایک پڑھا لکھا مہذب انسان تھا۔

"جی اچھا مجھے کچھ کام ہے۔ بعد میں بات کرتا ہوں۔" یہ کہہ کر کال کاٹ دی۔

جائی یانہ کا دل چاہا کہ عیسیٰ کو جا کر کھڑی کھڑی سنائے لیکن وہ اتنی کم ظرف نہیں تھی کہ گھر آئے مہمان کی بے عزتی کریں۔ اس لیے خود کو پر سکون کیا، پھر دروازہ کھٹکھٹایا۔

"آجائیں!"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

جائی یانہ اجازت ملنے پر کمرے میں آ گئی۔ عیسیٰ سامنے بیڈ پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے سامنے لیپ ٹاپ کھلا ہوا تھا اور لیپ ٹاپ کے آس پاس مختلف رنگوں کی فائلز بکھری ہوئی تھیں۔ جائی یانہ کا چہرہ سپاٹ تھا اس نے ایک نظر عیسیٰ پر ڈالی۔ عیسیٰ نے سرمئی رنگ کی ٹی شرٹ اور سفید رنگ کا ٹراؤزر پہنا ہوا تھا۔ سبز آنکھوں پر عینک لگا تھا۔ اس کے بکھرے بال ماتھے پر آ رہے تھے۔ عیسیٰ اس کو دیکھ کر تھکا تھکا سا مسکرایا۔ جائی یانہ نے مسکرانے کی بھی زحمت نہیں کی۔

"آجاؤ جائی یانہ، بیٹھ جاؤ!" عیسیٰ نے بڑی خوش اخلاقی سے کہا۔

"نہیں رہنے دیں۔ آپ اپنا کام کر لیں۔ کہیں ہماری وجہ سے آپ کے کام میں حرج نہ پڑ جائے۔" جائی یانہ نے انتہائی روکھے لہجے میں کہا۔ اس نے ضبط کیا ہوا تھا ورنہ اس کا بس نہیں چل رہا تھا عیسیٰ کی منافقت پر اس کا سر پھاڑ دے۔

"ایسی تو کوئی بات نہیں ہے۔ تم بیٹھو گی تو مجھے اچھا لگے گا۔" عیسیٰ اپنے کام میں الجھا ہوا تھا، اسی لیے اس نے جائی یانہ کا روکھا لہجہ محسوس نہیں کیا۔

جائی یانہ نے کوئی جواب نہیں دیا اور چپ چاپ کمرے سے نکل گئی۔ عیسیٰ کو اس کا یوں خاموش چلے جانا ٹھٹھکا۔

"اس نے میری اور امی کی باتیں تو نہیں سن لی؟" اس کے دل میں یہ خیال آیا لیکن اگلے ہی لمحے جھٹک دیا۔ دوسری طرف جائی یانہ تیزی سے سیڑھیاں اتر رہی تھی۔ اس کا رخ کچن کی جانب تھا۔ وہ کچن کے پاس پہنچی تو اس نے عالیہ کو کچن سے نکلتا دیکھا۔ اس نے برتن دھوئے تھے، اس لیے اس کے ہاتھ گیلے تھے۔ وہ ہاتھوں کو اپنے ڈوپٹے سے رگڑ رہی تھی۔

"عیسیٰ کو چائے دے کر آ گئی، جائی یانہ؟" اس نے بے دھیانی میں پوچھا۔ پھر جب سر اٹھا کر جائی یانہ کا چہرہ دیکھا تو رکی۔

کیا ہوا ہے؟" اس نے بڑے غور سے جائی یانہ کا چہرہ دیکھتے ہوئے سوال کیا۔

جائی یانہ کو تو بات بتانے کا موقع چاہیے تھا۔ وہ ایک دم پھٹ پڑی تھی۔ اس نے عیسیٰ اور امی کی ساری گفتگو عالیہ کو ایک سانس میں سنا دی۔ وہ جوں جوں عالیہ کو بتا رہی تھی، عالیہ کے تاثرات سخت ہوتے جا رہے تھے۔ تیز بولنے کی وجہ سے اس کی اپنی سانس پھول گئی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

جائی یانہ دوسری طرف رخ کر کے سانس لینے لگی۔اس کو پتہ تھا عالیہ آپی کو بھی اتنا ہی غصہ آیا ہو گا، جتنا اسے یہ بات سن کر غصہ آیا تھا۔

"تمہیں ایک کام کرنے کو کیا دے دو، تم تو کام سے جان چھڑانے کے لیے اپنی طرف سے کہانیاں بنانے لگ جاتی ہو۔"

جائی یانہ نے حیرت سے عالیہ کو دیکھا۔اسے لگا کہ اسے سننے میں کوئی غلطی ہوئی ہے۔

"آپ نے ابھی کیا کہا؟"

"وہی جو تم نے سنا!اب پلیز مجھے اس طرح مت دیکھو۔میں بچی نہیں ہوں۔مجھے اچھے سے معلوم ہے کون کیسا ہے اور کون کیسا؟"

"آپ کا مطلب ہے میں جھوٹ بول رہی ہوں؟"جائی یانہ نے اپنے سینے پر ہاتھ رکھ کر پوچھا۔

"پہلی بات تو یہ ہے میں عیسیٰ کو اچھے سے جانتی ہوں۔ وہ ایسا کہہ ہی نہیں سکتا ہے اور اگر اس نے ایسی کوئی بات کہی بھی ہے، تو بھی وہ ایسی نہیں ہو گی جیسی تم سنا رہی ہو۔ تمہاری رائی کا پہاڑ بنانے کی عادت سے سب واقف ہے۔"

"اچھا تو آپ کو عیسیٰ پر یقین ہے، مجھ پر نہیں؟" اب کی دفعہ جائی یانہ نے بھی غصے سے کہا۔

"ہاں مجھے عیسیٰ پر یقین ہے۔ وہ میرا چھوٹا بھائی ہے۔ میں اسے اچھے سے جانتی ہوں۔ میں تمہیں بھی جانتی ہوں۔ تمہاری عادتیں کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہیں۔"

عالیہ اس کو باتیں سنا کر اوپر چلی گئی۔ پیچھے جائی یانہ ابھی تک حیران تھی۔ عالیہ کو اس کی بات سے زیادہ عیسیٰ پر اعتبار تھا۔ اس کی کوئی غلطی بھی نہیں تھی، مگر اسے ڈانٹ سننی پڑی۔ وہ پیر پٹختی ہوئی اپنے کمرے میں گئی اور دروازہ زور سے بند کر دیا۔ بیڈ پر لیٹ کر، اس نے چادر سے اپنا چہرہ چھپا لیا۔ اس رات وہ بس کروٹیں بدلتی رہی۔

* *

کالج کی راہداریوں سے گزرتی ہوئی وہ کلاس لینے جا رہی تھی۔ اس نے سفید وردی پر گلابی رنگ کا دوپٹہ لیا ہوا تھا۔ اس نے بالوں کو پونی میں باندھا ہوا تھا جبکہ بیگ کندھے پر لٹکایا ہوا تھا۔ وہ ایک کلاس کے سامنے کھڑی ہو گئی۔ اس نے دروازہ کھولا اور ٹیچر سے اندر آنے کی اجازت مانگی۔

لیکچر کچھ منٹ پہلے شروع ہو چکا تھا لیکن ٹیچر نے اس کو ڈانٹے بغیر اندر آنے کی اجازت دے دی۔ وہ جیسے ہی اندر آئی، نازنین نے اپنا ہاتھ ہلایا اور اسے اپنے ساتھ والی کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ زینب نازنین کے ساتھ بیٹھ گئی۔

"تم لیٹ کیوں ہوئی؟" نازنین نے سامنے بیٹھی ٹیچر پر نظر جمائے سرگوشی کی۔

"میم آصفہ کو کام تھا، انہوں نے مدد کے لیے روک لیا۔" زینب نے بھی آہستگی سے کہا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"یہ کسی بھی ٹیچر کو کام ہوتا ہے،وہ ہمیں ہی کیوں روکتی ہیں۔کالج لڑکیوں سے بھرا ہوا ہے لیکن سب ٹیچروں کو بس ہم ہی فارغ لگتے ہیں۔"نازنین نے اکتا کر کہا زینب نے بمشکل اپنی ہنسی دبائی۔وہ دونوں اچھی طالبات تھیں۔اسی لیے ٹیچرز کی پسندیدہ تھیں۔جب بھی انہیں کوئی کام ہوتا،وہ زیادہ تر ان دونوں کو ہی کرنے کا کہتی تھیں۔زینب کو اس بات پر کوئی اعتراض نہیں البتہ نازنین کام کر کر کے تنگ آ گئی تھی۔۔

"دوسری لڑکیاں اس بات پر جلتی ہیں۔"زینب نے شرارت بھرے لہجے میں کہا۔وہ جانتی تھی نازنین اس بات پر مزید تپ جائے گی۔

"اگر ایک دن کے لیے بھی ان کو اتنے کام کرنے پڑے،جتنے ہم کرتے ہیں،تو پھر ساری زندگی کسی سے نہیں جلیں گی!"زینب کھل کر مسکرائی۔دوسری طرف ٹیچر نے زینب کو یوں مسکراتے دیکھا تو فوراً کھڑا کیا۔

"کھڑی ہو جائیں۔"زینب فوراً کھڑی ہو گئی۔تھوڑی دیر پہلے والی مسکراہٹ ہونٹوں سے غائب ہو چکی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"بتائیں یہ جو شعر میں نے پڑھا ہے یہ کس شاعر کا شعر ہے؟"

اس وقت اُردو کا لیکچر ہو رہا تھا اور ٹیچر نظم کی تشریح کر رہی تھی۔

"احمد ندیم قاسمی!" زینب نے فوراً نام بتایا۔

"شاباش!"

اس کے بعد ٹیچر نے ایک شعر پڑھا اور زینب کو تشریح کرنے کا کہا۔ زینب نے بغیر رکے، متوازن لہجے سے شعر کی تشریح کی۔ ٹیچر سمیت سب کو اس کی تشریح پسند آئی۔ پوری کلاس نے اس کے لیے تالیاں بجائی۔ نازنین فخریہ انداز میں مسکرائی۔ آخر وہ زینب کی دوست تھی۔ فخر کرنا تو بنتا تھا۔ کلاس ختم ہوئی تو وہ دونوں باہر نکل گئے۔ ان دونوں کا رخ اب میدان کی جانب تھا۔

"شاباش، میری شیرنی!" نازنین نے اس کی تعریف کی۔

"تم تو ایسے کہہ رہی ہو جیسے میں نے جنگ جیت لی ہو!"

"اتنی اچھی تشریح پر تعریف کرنا تو بنتا ہے۔"

زینب نے مسکرا کر سر نفی میں ہلایا اور آگے چل دی۔ میدان میں آ کر وہ دونوں گھاس پر بیٹھ گئے۔ زینب اور نازنین ادھر ادھر کی باتیں کرنے لگیں۔ کچھ دیر بعد نازنین کی نظر کچھ دور کھڑی امہانی پر گئی۔ اس نے بھی ان دونوں کی طرح سفید شلوار قمیض پہنی ہوئی تھی مگر اس کا دوپٹہ نیلے رنگ کا تھا۔ وہ سیکنڈ ائیر میں تھی۔ اس کے ساتھ تین چار لڑکیاں بھی کھڑی تھیں۔ وہ سب کسی بات پر قہقہے لگا رہی تھیں۔ ان کے قہقہے پورے میدان میں گونج رہے تھے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

امہانی اور اس کے ساتھ کھڑی لڑکیوں کی کالج میں اچھی شہرت نہیں تھیں۔ ان لوگوں کی سرگرمیاں بہت حد تک مشکوک تھیں۔ یہ لوگ سارا سارا دن کلاسز بنک کر کے کالج میں آوارہ گھومتی تھیں۔ نازنین کو یہ لوگ ایک آنکھ نہیں بھاتی تھی۔

"تم اپنی چچی کو بتاتی کیوں نہیں ان کی بیٹی کی کیسی لڑکیوں سے دوستیاں ہے؟" نازنین نے امہانی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اب امہانی کسی فرسٹ ائیر کی لڑکی سے الجھ رہی تھی۔

"امہانی کا ذکر یہاں کہاں سے آ گیا؟"وہ دونوں کسی اور موضوع پر بات کر رہے تھے۔ اچانک امہانی کے ذکر پر زینب کا حیران ہونا بنتا تھا۔نازنین نے اس کی بات کا جواب نہیں دیا بلکہ امہانی کو دیکھتی رہی۔زینب نے نازنین کی نظروں کا تعاقب کیا۔

امہانی اونچی آواز میں چلّا رہی تھی۔سامنے کھڑی لڑکی بھی اسے خوب سنا رہی تھی۔میدان میں موجود دوسری لڑکیوں نے بھی شور سن کر ان جی طرف دیکھا لیکن امہانی کو دیکھ کر سب دوبارہ اپنے کاموں میں مشغول ہو گئے۔ان کے لیے یہ کوئی نئی بات نہ تھی۔سب جانتے تھے امہانی کی عادت تھی،پہلے خود سب کو تنگ کرنا اور جب سامنے سے کوئی کچھ کہہ دیتا تو تماشہ لگانا۔

"تم جانتی ہو میری بات پر کوئی اعتبار نہیں کرے گا بلکہ آخر میں امہانی مجھے کسی نا کسی طرح ان سب میں پھنسا دے گی۔اس لیے میرا اس کے معاملوں میں نہ بولنا ہی بہتر ہے۔"

زینب نے امہانی کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"وہ آخر تمہارے ساتھ ایسا کیوں کرتی ہے؟"نازنین نے پوچھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"وہ یہ بات اچھے سے جانتی ہے میرے پیچھے کھڑے ہونے والا کوئی نہیں ہے۔ چچا، چچی، نوال اور یہاں تک کہ میرا اپنا سگا بھائی میرا ساتھ نہیں دے گا۔"

"میرا بعض اوقات دل چاہتا ہے تمہارے گھر آؤں اور تمہارے گھر والوں سے بات کروں۔" نازنین کی ہمدردی پر زینب اداس سا مسکرائی۔ اس کی سیاہ آنکھیں میں اداسی بھری ہوئی تھی۔

"جب میں اپنے لیے لڑنا نہیں چاہتی، تو تم میرے لیے کیوں لڑو گی؟ میں نے اسے نصیب کا لکھا سمجھ لیا ہے۔ میرے نصیب میں محبت لکھی ہی نہیں ہے۔ ایسے لڑ جھگڑ کر کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ چچا اور چچی کے لیے میں زمہ داری ہوں، نوال کے لیے ایک کزن، امہانی کے لیے قربانی کا بکرا اور بھائی۔۔۔!" اس نے ایک ٹھنڈی آہ بھری۔

"بھائی کے لیے قابل نفرت ہوں اور دیکھنا ساری زندگی قابل نفرت رہوں گی۔"

زینب کی آنکھیں نم ہو گئیں۔ نازنین نے اس کو تسلی دینے کے لیے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تم نے جھوٹ کیوں بولا؟"نازنین نے نروٹھے پن سے کہا۔

تم نے کہا تم سے کوئی محبت نہیں کرتا۔ کیا میں تم سے بہت زیادہ محبت کرتی ہوں؟ کیا تمہارے نزدیک میری کوئی اہمیت نہیں ہے؟ جاؤ اب تم مجھ سے بات نہیں کرنا!"

یہ کہہ کر نازنین نے اپنا چہرہ دوسری طرف موڑ لیا۔ زینب مسکرا دی۔

"اوہ ہو نازو! تم تو میری اتنی اچھی دوست ہو۔ یہ تو ان کی فہرست تھی جن کے نزدیک میری کوئی اہمیت نہیں ہے۔ اس میں میں تمہیں کیسے شامل کر سکتی تھی۔ م؟"

"بس اب باتیں کم گھماؤ۔ میں جان گئی ہوں تمہارے نزدیک میری کیا اہمیت ہے۔"

"سچ میں! میں بات نہیں گھما رہی ہوں۔ اچھا اگر تم ناراض ہو تو ٹھیک ہے، یہ لو میں نے کان پکڑ لیے ہیں۔ آئندہ ایسی کوئی بات نہیں کروں گی جس سے میری پیاری سی دوست کو تکلیف پہنچیں۔"زینب نے کان پکڑ کر اس سے معافی مانگی تو نازنین مانی۔

"تم ایک نمبر کی ڈرامے باز ہو۔"

"صحبت کا اثر ہے!" زینب نے نازنین کے انداز میں جواب دیا۔ ان دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا۔ دونوں پھر کھل کر ہنسیں۔

کالج کی چھٹی ہوئی تو زینب گھر جانے لگی۔ اس کے ساتھ ام ہانی بھی موجود تھی۔ وہ دونوں ساتھ ہی گھر جاتی تھی۔ گھر پہنچ کر زینب نے اپنے کپڑے تبدیل کیے، پھر کچن میں چلی گئی۔ وہ ہانڈی میں سے اپنے لیے سالن نکال رہی تھی جب برآمدے سے آواز سنائی دی۔

"چچی! چچی!"

اشفاق مریم چچی کو آواز دے رہا تھا۔ وہ انہیں ڈھونڈتا ہوا کچن میں آگیا۔ زینب نے اپنے بھائی کو دیکھا۔

اشفاق نے سفید رنگ کی شرٹ اور نیلے رنگ کی پینٹ پہنی ہوئی تھی۔ ان کے ہاتھ میں ایک نیلے رنگ کی فائل تھی۔ اشفاق اپنا ایم بی اے مکمل کر کے اب ایک فرم میں جاب کرنے لگا تھا۔ اشفاق کی یہ آفس کے اوقات تھے۔ ابھی وہ اپنی ایک ضروری فائل لینے آیا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"چچی کہاں ہے؟"اشفاق نے انتہائی روکھے لہجے میں پوچھا۔

"بھائی مجھے نہیں پتہ۔۔"اس کی بات پوری ہونے سے پہلے وہ باہر چلا گیا۔زینب نے آسودگی سے سر جھٹکا اور اپنا کھانا لے کر کمرے میں بند ہو گئی۔

* *

جائی یانہ نے عیسیٰ کی بات گھر میں کسی کو نہیں بتائی۔اس کا موڈ بہت خراب تھا۔وہ ناشتے کے دوران بھی بہت خاموش تھی۔اشفاق نے جب یہ محسوس کیا تو پوچھا۔

"جائی یانہ بیٹا!طبیعت تو ٹھیک ہے؟آج آپ اتنی خاموش کیوں ہو؟"

"بابا بس سر میں درد ہو رہا ہے۔"جائی یانہ نے سنجیدہ لہجے میں بہانہ بنایا۔

"اگر طبیعت خراب ہے تو آج یونیورسٹی مت جاؤ۔"اشفاق فکر مندی سے بولیں۔

"نہیں بابا آج ایک اہم کلاس ہے۔ میں اسے چھوڑ نہیں سکتی ہوں۔ ویسے بھی میں نے سر درد کی گولی لے لی ہے۔ کچھ دیر میں آرام آجائے گا۔"

"اچھا چلو جیسے آپ کی مرضی! لیکن اگر طبیعت زیادہ خراب ہو تو گھر جلدی آجانا۔" اشفاق نے اس کو تاکید کی۔

جائی یانہ نے اثبات میں سر ہلایا۔ ناشتہ ختم کر لینے کے بعد جائی یانہ اپنی کتابیں لینے کمرے میں گئی، تو عالیہ بھی اس کے پیچھے آگئی۔

"تمہارا مسئلہ کیا ہے آخر؟ ایسے منہ بنا کر کیا ثابت کرنا چاہتی ہو کہ میں غلط ہوں اور تم صحیح؟! میں اگر تمہاری کل والی بات اماں کو بتادوں تو وہ تمہاری کھال ادھیڑ دی گی۔ میں بڑی بن کر تمہاری بات پر پردہ ڈال رہی ہوں لیکن تمہیں اپنی غلطی کا احساس بھی نہیں ہے۔" جائی یانہ کی کتابوں پر گرفت مضبوط ہوئی۔ وہ عالیہ کو کچھ کہے بغیر جانے لگی، تو عالیہ نے کندھا پکڑ کر اسے روکا۔

"خاموش کیوں ہو؟ بولنے کے لیے کچھ نہیں ہے؟" عالیہ طنزیہ مسکرائی۔

"میرے پاس کہنے کو تو بہت کچھ ہے لیکن اس کا کیا فائدہ؟ جو لوگ آپ پر اعتبار کرنا چاہتے ہیں، وہ آپ کے ایک لفظ پر ایمان لے آتے ہیں اور جنہوں نے آپ کا اعتبار نہیں کرنا ہوتا، ان کے سامنے اگر آپ سو دلیلیں بھی رکھ دیں، تو وہ ایک اور دلیل مانگیں گے۔ انسان جس پر بھروسہ کرنا چاہتا، اس پر کرتا ہے۔"

یہ کہہ کر جائی یانہ نے اس سے کندھا چھڑوایا اور کمرے سے باہر نکل گئی۔

عالیہ نے اس کو جاتا دیکھ کر سر جھٹکا۔

"یہ لڑکی اور اس کی کتابی باتیں!"

* *

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

شام کو اشفاق کے گھر میں سکون تھا۔ اشفاق کے ساتھ والے گھر میں محفل میلاد تھی۔ نوال اور عزاہ وہاں گئی تھیں۔ عیسیٰ اپنے دفتری کاموں سے باہر گیا تھا جبکہ جائی یا نہ اپنے کسی ٹیسٹ کی تیاری کر رہی تھی۔

عالیہ لاؤنج میں بیٹھی ٹی وی دیکھ رہی تھی۔ کسی بھی ٹی وی چینل پر اس کے پسند کا شو نہیں آرہا تھا۔ وہ بے دلی سے بار بار چینل تبدیل کر رہی تھی۔

اسی دوران اس کے پاس رکھا موبائل بجا۔ اس نے ریموٹ ایک طرف رکھ کر موبائل اٹھایا۔ اسے کسی انجان نمبر سے کال آرہی تھی۔ وہ انجان نمبر کی کالز اٹینڈ نہیں کرتی تھی۔ اسی لیے اس نے کال نہیں اٹھائی۔ موبائل بجتے بجتے بند ہو گیا۔ اس نے موبائل رکھ دیا اور ایک دفعہ دوبارہ ریموٹ پکڑنے کے لیے ہاتھ بڑھایا، تو اسی وقت موبائل دوبارہ بجا۔ کال دوبارہ اسی نمبر سے آرہی تھی۔ اس نے کچھ دیر سوچا، پھر کال اٹھالی۔

"ہیلو!" مردانہ گھمبیر آواز اس کی کانوں میں گونجی۔ لمحے کے ہزارویں حصے میں وہ پہچان گئی کہ کون بات کر رہا تھا۔

"آریان!؟"وہ ایک دم سیدھی بیٹھ گئی اور غیر ارادی طور پر دروازے کی جانب دیکھا۔

"شکر آپ نے مجھے پہچان لیا ورنہ میں کب سے یہی سوچ رہا تھا آپ سے اپنا تعارف کیسے کرواؤں۔۔۔"آریان اس قدر بے تکلف ہو رہا تھا جیسے عالیہ اور اس کے درمیان سالوں کی دوستی ہو۔

"آپ کے پاس میرا نمبر کیسے آیا؟"اس نے حیرانگی اور غصے دونوں کے ملے جلے انداز میں پوچھا۔

"آپ کی یاداشت بڑی کمزور ہے۔آپ نے مال میں خود تو میرے موبائل سے اپنے نمبر پر کال کی تھی۔"

عالیہ اس کی بات سمجھ گئی۔اس کو اپنی کم عقلی پر غصہ آیا اس نے اپنا نمبر آریان کے موبائل سے ڈیلیٹ کیوں نہیں کیا۔

"آپ نے کال کیوں کی؟"اس نے غصے سے پوچھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"آپ کی امانت میرے پاس رکھی تھی۔ سوچا آپ کو بتادوں۔"

"کیا! کونسی امانت؟" عالیہ نے ناسمجھی سے پوچھا۔

"آپ کے ائیر رنگز میرے پاس رکھے ہیں۔"

آریان کی بات پر سنہری آنکھیں مزید الجھیں۔

"میرے ائیر رنگز؟" اس نے جیسے خود کلامی کی۔

"رکیں میں آپ کو تصویر سینڈ کرتا ہوں۔"

یہ کہہ کر آریان نے کال کاٹ دی۔ کچھ دیر بعد عالیہ کو آریان کے نمبر سے ائیر رنگز کی فوٹو موصول ہوئی۔ ائیر رنگز سفید رنگ کی ڈبیا میں رکھے ہوئے تھے۔ ائیر رنگز آنسو کی شکل کے تھے۔ ائیر رنگز کے درمیان میں سبز رنگ کا نگینہ لگا تھا جبکہ اطراف میں سفید نگینے جڑے ہوئے تھے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

یہ عالیہ کے ہی ائیر رنگز تھے۔یہ اس نے اس دن خریدے تھے، جس دن اس کی آریان سے ملاقات ہوئی تھی۔ گھر آ کر اس نے اپنے سامان میں انہیں بہت ڈھونڈا لیکن اس کو یہ نہیں ملے۔اس نے نمرہ سے بھی پوچھا لیکن ائیر رنگز اس کے پاس بھی نہیں تھے۔

فوٹو بھیجنے کے دو منٹ بعد دوبارہ اسی نمبر سے کال آنے لگی۔عالیہ نے کال ریسیو کی۔

"اب تو آپ کو پتا چل گیا ہو گا میں کس امانت کی بات کر رہا ہوں۔" آریان نرم لہجے میں گویا ہوا۔

"آپ کے پاس یہ کہاں سے آئے؟"عالیہ کے سوال پر وہ ہنسا۔

"جب آپ اپنی دوست جا رہی تھیں، تب یہ آپ کے شاپنگ بیگ سے نکل گیا تھا۔میں نے انہیں اٹھا لیا۔میں آپ کو یہ دینا چاہتا تھا لیکن دے نہ سکا بلکہ شاید میں دینا ہی نہیں چاہتا تھا۔"

عالیہ نے اس کی عجیب بات سن کر پوچھا۔

"آپ کہنا کیا چاہتے ہیں؟!"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میں وہی کہنا چاہ رہا ہوں جو آپ سمجھ رہی ہیں۔"

عالیہ سے کوئی جواب نہ بن پایا۔ آریان خاموشی سے اس کے جواب کا انتظار کرنے لگا۔ عالیہ نے اپنی خاموشی برقرار رکھی، تو آریان نے موضوع بدل لیا۔

"آپ مجھ سے یہ لینے کب آئیں گی؟"

"میں اسے لینے نہیں آؤں گی۔ آپ اسے پھینک دیں۔" یہ اتنا کہہ کر وہ کال کاٹنے لگی مگر آریان اسی وقت بولا۔

"پرسوں شام پانچ بجے میں آپ کا اسی ریستوران میں انتظار کروں گا جس ریستوران میں ہم پہلی دفعہ ملے تھے۔ آپ ادھر آجائیے گا اور اپنی امانت لے جائیے گا۔"

عالیہ اسے منع کرنا چاہتی تھی لیکن آریان نے اسے موقع دیے بغیر کال کاٹ دی۔ عالیہ نے موبائل کان پر سے ہٹایا۔ وہ ایک عجیب سی کشمکش کا شکار ہو گئی تھی۔

اتنے میں گھر کا بیرونی دروازہ کھلا اور نوال اور عزاہ گھر میں داخل ہوئے۔ نوال سیدھا لاؤنج میں آئیں جبکہ عزاہ کپڑے تبدیل کرنے کے لیے اپنے کمرے میں چلی گئی۔ نوال عالیہ کو میلاد کی تفصیلات بتانے لگیں۔ وہ غائب دماغی سے ان کی باتیں سن رہی تھی۔

* *

شایان آرام سے اپنی گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا۔ اس کے ساتھ اس کے بچپن کا دوست رضا بیٹھا تھا۔ وہ دونوں اس وقت ریستوران میں اپنی دوست کی دعوت پر ساتھ جا رہے تھے۔

"تم کہہ رہے تھے تم نے اپنی امی کو اپنے رشتے کے لیے ماموں کے گھر بھیجا تھا۔ پھر کیا بنا؟"

"ماما نے ماموں سے بات نہیں کی۔" شایان نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیوں؟ کیا آنٹی اس رشتے پر راضی نہیں ہیں؟"رضا نے حیرانگی سے پوچھا۔

"ماما راضی ہیں لیکن ان کا خیال ہے کہ اگر ہم ابھی رشتہ لے کر جائیں گے تو ماموں انکار کر دیں گے۔اسی لیے ماما صحیح وقت کا انتظار کر رہی ہیں۔یو نو فیملی پولیٹکس!"

"تم فکر نہ کرو، آنٹی بڑی ہیں۔وہ جانتی ہیں ایسے معاملات کو کیسے ہینڈل کرنا ہے۔آنٹی پر بھروسہ رکھو۔"رضا نے اسے حوصلہ دیا۔

"مجھے ماما پر بھروسہ ہے لیکن مجھے ڈر ہے کہیں صحیح موقع کی تلاش میں دیر نہ ہو جائے۔اگر ایسا ہوا،مین تو مر جاؤں گا۔"شایان کے چہرے پر بہت سے خدشات رقم تھے۔

"اوہ پلیز یار ایک تو تم جیسے لوگ محبت کو اتنا سیریس لے لیتے ہو؟ محبوب مل گیا، تو اسے آسمان پر چڑھا دو گے اور اگر نہیں ملا، تو خود پر جینا حرام کر دو گے۔میرا ماننا ہے کہ اگر انسان کو محبوب مل گیا سو مل گیا اور اگر نہیں ملا تو موو آن کرو۔یہ میں مرجا۔۔۔۔"
رضا کی چلتی زبان شایان کے گھورنے پر رکی۔

"تم کہہ سکتے ہو کیونکہ تم نے کبھی کسی سے محبت نہیں کی۔ میں عالیہ سے بچپن سے محبت کرتا ہوں۔ اس کے اندر ہر وہ خوبی ہے جو کسی کو بھی اپنے لائف پارٹنر میں چاہیے ہوتی ہے۔"

عالیہ کے ذکر پر شایان کے چہرے پر اپنے آپ مسکراہٹ سج گئی تھی۔ پھر اچانک اس کا چہرہ مرجھایا۔ رضا اس کے چہرے کے اتار چڑھاؤ کا بڑے غور سے مشاہدہ کر رہا تھا۔

"مجھے اس بات کا ڈر ہے اگر ماموں نے اس کا رشتہ کسی اور جگہ کر دیا، تو میں چاہ کر بھی کچھ نہیں کر پاؤں گا۔ میرے ماموں ایک ضدی انسان ہیں۔ ایک دفعہ اگر وہ کوئی فیصلہ کر لیں، پھر پتھر پر لکیر ہوتا ہے۔ ان کے سامنے کسی کی ایک نہیں چلتی۔۔"

"جو نصیب میں ہو گا، وہی ملے گا۔ ویسے بھی تمہارے ماموں کی بیٹی دنیا کی آخری لڑکی نہیں ہے۔"

"میرے لیے تو وہ آخری ہی ہے۔ میں تمہیں بتا نہیں سکتا میرے لیے عالیہ کیا ہے؟ اس کا بولنا، مسکرانا، چہچہانا اور ہسنا۔۔۔ مجھے ان سب سے محبت ہے۔ بس یہ ایک خیال کہ اس کی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

شادی میرے سے نہیں ہو گی، مجھے اندر ہی اندر مار دیتی ہے۔ اگر یہ حقیقت میں ہوا تو میں تو جیتے جی مر جاؤں گا۔"

شایان کے لہجے میں بے بسی تھی۔

"مجھے نہیں پتا تھا کہ تم اتنا سیریس ہو۔" رضا نے آنکھوں میں فکر مندی لیے شایان کو دیکھا۔

"انشاء اللہ تم جو چاہتے ہو، تمہیں وہی ملے گا۔" رضا نے جیسے دلاسہ دینا چاہا۔

"اللہ کرے ایسا ہی ہو جیسا تم کہہ رہے ہو۔" شایان کے چہرے پر آسودہ مسکراہٹ تھی۔

باقی کا سفر خاموشی سے طے پایا۔

Clubb of Quality Content

* *

"کیا!!!!!!!!"

نمرہ اتنے زور سے چلائی کہ عالیہ کو اپنے کانوں پر ہاتھ رکھنے پڑے۔

"تم سچ کہہ رہی ہو؟" نمرہ نے عالیہ سے بے یقینی سے پوچھا۔ اس کی آواز ابھی بھی اونچی تھی۔

"بے وقوف لڑکی، آہستہ بولو! تم نے پورے شہر میں بات پھیلانی ہے؟" عالیہ نے اس کو ٹوکا۔

عالیہ کل سے اپنے اور آریان کے درمیان ہوئی گفتگو پر پریشان تھی۔ وہ اس معاملے کو نمرہ کے ساتھ ڈسکس کرنا چاہتی تھی لیکن آج صبح نمرہ یونیورسٹی نہیں آئی تھی، اس لیے عالیہ شام کو نمرہ کے گھر پہنچ گئی۔ عالیہ نے اسے ساری بات بتادی تھی۔

"اس کا مطلب ہے کہ تم کل اس سے ملنے جاؤ گی!" نمرہ بچوں کی طرح ایکسائٹڈ ہو رہی تھی۔

"بالکل نہیں! میں ہرگز اس شخص سے ملنے نہیں جاؤں گی" عالیہ نے دو ٹوک انکار کیا۔ نمرہ کا سارا جوش جھاگ کی مانند بیٹھ گیا۔

"کیوں؟تم اس سے ملنے کیوں نہیں جاؤ گی؟"نمرہ نے اپنے دونوں ہاتھ کمر پر رکھے۔

"میرے خیال سے تم بھول رہی ہو اگر گھر میں کسی کو بھی پتا چلا کہ میں،عالیہ اشفاق، کسی غیر مرد سے ملنے ریستوران گئی ہوں تو بابا اور اماں میری ٹانگیں توڑ دیں گے۔"

"تو تم اپنی ٹانگیں ٹوٹنے کے ڈر سے آریان سے ملنے نہیں جاؤ گی!؟"

"میں ڈر نہیں رہی ہوں۔تم خود بتاؤ ایسے کسی لڑکے سے ریستوران میں ملنا اچھا لگتا ہے۔اگر کسی رشتہ دار نے دیکھا تو وہ میرے بارے میں کیا سوچے گا؟"عالیہ نے اسے سمجھانا چاہا۔

"اگر اس سے ملنے نہیں جاؤ گی تو اپنے ایئر رنگز کیسے واپس لو گی؟"

"بھاڑ میں گئے ایئر رنگز!چند ہزار کے ایئر رنگز کے پیچھے میں اتنا بڑا رسک تو نہیں لے سکتی۔"

"قدرت تم دونوں کو بار بار ملانے کے موقع دے رہی ہے اور تم خود اس موقع کو ضائع کر رہی ہو۔ اگر وہ مجھے ملنے کے لیے بلاتا تو میں سوچنے میں ایک منٹ نہیں لگاتی اور اس کے ساتھ جانے کے لیے راضی ہو جاتی۔" آخری بات نمرہ نے سوچتے ہوئے بولی۔

"اگر تمہارا اس سے ملنے کا اتنا دل چاہ رہا ہے تو تم چلی جاؤ۔"

"بیوقوف! میں کس خوشی میں جاؤں؟ تمہارے ایئر رنگز ہے۔ اس نے تمہیں ملنے بلایا ہے۔ میں جاتی ہوئی اچھی لگوں گی؟ یہ تو مان نہ مان میں تیرا مہمان والی کہانی ہو جائے گی۔" نمرہ نے منہ بنا کر کہا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

پھر وہ کچھ دیر کے لیے چپ رہی، اس کے بعد جب وہ بولی تو اس کا لہجہ سنجیدہ تھا۔ تھوڑی دیر پہلے والی شوخی ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملتی تھی۔

"دیکھو عالیہ! تمہیں اس سے ملنے جانا پڑے گا۔ وہ اب جب تک تم سے نہیں ملے گا، یونہی ملنے کے بہانے تلاش کرے گا۔ کل اس سے ملنے جاؤ اور دو ٹوک بات کرو۔ اگر گھر میں کسی کو پتا چلا کہ ایک لڑکا تم سے ملنا چاہتا ہے، تو تم خود جانتی ہو کیا ہو گا۔"

"میرے خیال سے وہ تم سے محبت کرتا ہے،اسی لیے تم سے ملنا چاہتا ہے۔اس سے ملو اور بات کرو۔اس سے پوچھو وہ تم سے چاہتا کیا ہے؟جن باتوں کو تم سمجھ نہیں پا رہی ہو، کیا پتہ اس ملاقات کے بعد تم سمجھ جاؤ گی۔تم جو بھی کرنا چاہتی ہو، تمہاری اپنی مرضی ہے۔میں تمہیں مجبور نہیں کروں گی۔تم نے مجھ سے مشورہ مانگا اور میرا مشورہ ہے تمہیں ملنے جانا چاہیے۔"

نمرہ کی باتوں نے اسے مزید الجھا دیا۔اس کا فیصلہ لینا مزید کٹھن ہو گیا تھا۔کچھ دیر بعد وہ اپنے گھر چلی گئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

****

زینب میدان میں اکیلی بیٹھی سبق یاد کر رہی تھی۔آج نازنین نے چھٹی کی تھی۔اسی لیے وہ بہت زیادہ بور ہو رہی تھی۔

ایسے میں ام ہانی اس کے پاس آ کر بیٹھ گئی۔ زینب نے اس کو اپنے ساتھ بیٹھتے دیکھ لیا تھا مگر نظر انداز کیا۔

"زینب آج نازنین نہیں آئی؟" ام ہانی نے بڑی خوش اخلاقی سے کہا۔

"نہیں!" اس نے کتاب کے صفحات کو الٹتے ہوئے مصروف انداز میں کہا۔

"اچھا وہ میں تمہیں یہ بتانے آئی تھی میں کالج کے بعد اپنی دوست کے گھر جاؤں گی۔ تم آج اکیلے گھر چلی جانا۔"

"اچھا!" زینب نے ساری گفتگو میں پہلی بار ام ہانی کو دیکھا۔ اس کی سیاہ آنکھوں میں طنز صاف تھا۔ ام ہانی گڑبڑا گئی۔

"ایسے کیوں دیکھ رہی ہو؟ میں سچ کہہ رہی ہوں۔"

زینب اسی طرح مسکراتی رہی۔

"ام ہانی میں نے تو صرف اچھا کہا ہے۔ تم تو مجھے صفائیاں ہی دینے لگی۔"

ام ہانی اٹھ کھڑی ہوئی۔

"امی کو بتا دینا۔ وہ بلاوجہ پریشان ہونگی۔" ام ہانی نے بے نیاز انداز اپنانے کی بھرپور کوشش کی۔ زینب نے اسے طنزیہ نگاہوں سے دیکھتے ہوئے سر اثبات میں ہلایا۔ ام ہانی اپنی دوستوں کے پاس واپس چلی گئی۔

زینب نے ایک نظر ام ہانی کو جاتے دیکھا اور پھر سر جھٹک کر دوبارہ اپنے کاموں میں مشغول ہو گئی۔ چھٹی کے وقت زینب جانے لگی تو اسے ام ہانی کہیں نظر نہیں آئی۔ وہ چپ چاپ گھر چلی گئی۔ گھر آ کر اس نے مریم چچی کو ام ہانی کی بات بتائی تو وہ آگ بگولہ ہو گئیں۔

"ایسے کیسے وہ بغیر اجازت کے جا سکتی ہے؟ تم نے اسے روکا کیوں نہیں؟!" مریم نے آخر میں اس سے پوچھا۔

"چچی اس نے مجھے بس یہی کہا تھا کہ آپ کو اس کے جانے کا بتا دوں۔"

Clubb of Quality Content

پھر وہ اپنے کمرے میں چلی گئی اور دروازہ بند کر دیا۔ مریم چچی کی امہانی کو ملامت کرتی آواز اسے دروازہ بند ہونے کے باوجود بآسانی سنائی دے رہی تھی۔

وہ کپڑے تبدیل کیے بغیر دھم سے اپنے بیڈ پر لیٹ گئی۔ اس کو نیند آ رہی تھی۔ اس کی آنکھیں بند ہو رہی تھیں۔ اس کے اندر اتنی ہمت بھی نہیں تھی کہ اٹھ کر کھانا کھا سکے۔ کچھ لمحات بعد وہ گہری نیند سو گئی۔

دو گھنٹے بعد دروازہ کھٹکھٹانے پر اس کی آنکھ کھلی۔ کوئی اس کے دروازے کو بری طرح پیٹ رہا تھا۔ اسے لگا اگر اس نے دروازہ نہیں کھولا تو آنے والا دروازہ توڑ کر اندر آجائے گا۔

اس نے آنکھیں رگڑتے ہوئے دروازہ کھول دیا۔ اس نے جیسے ہی دروازہ کھولا، کسی نے اس کے منہ پر زوردار تھپڑ مار دیا۔ اس کا سر دوسری جانب مڑ گیا اور چہرے کو بالوں نے چھپا لیا۔

اس نے چہرا آگے کر کے دیکھا۔ اس کی سیاہ آنکھوں میں بے تحاشا حیرت تھی۔

****

رات کے بارہ بج رہے تھے۔عالیہ کے کمرے میں روشنی نہ ہونے کے برابر تھی۔دیوار پر لگی گھڑی کی ٹک ٹک پورے کمرے میں گونج رہی تھی۔ایسے میں عالیہ بیڈ پر چت لیٹی ہوئی تھی۔اس کی نظریں خلا کو گھور رہی تھیں۔اسے سمجھ نہیں آرہا تھا وہ کیا کرے۔اس کے کانوں میں بار بار نمرہ کی باتیں گونج رہی تھی۔

"وہ اب جب تک تم سے نہیں ملے گا،یونہی ملنے کے بہانے تلاش کرے گا۔"

عالیہ نے سیدھے ہاتھ کی کروٹ لی۔

"کل اس سے ملنے جاؤ اور دو ٹوک بات کرو۔"

"میرے خیال سے وہ تم سے محبت کرتا ہے،اسی لیے تم سے ملنا چاہتا ہے۔"

اس نے دوسری طرف کروٹ لی۔

"میں تمہیں مجبور نہیں کروں گی۔ تم نے مجھ سے مشورہ مانگا اور میرا مشورہ ہے تمہیں ملنے جانا چاہیے۔"

اس نے تکیہ اٹھا کر اپنے سر پر رکھا۔

"پرسوں شام پانچ بجے میں آپ کا اسی ریستوران میں انتظار کروں گا جس ریستوران میں ہم پہلی دفعہ ملے تھے۔ آپ ادھر آجائیے گا اور اپنی امانت لے جائیے گا۔"

عالیہ نے تکیہ نوچ کر خود سے دور پھینکا اور بیٹھ گئی۔ اس نے اپنے بالوں پر انگلیاں پھیریں، پھر سائیڈ ٹیبل پر پڑا موبائل اٹھایا۔ وہ ایک نمبر پر میسج ٹائپ کرنے لگی۔ اس نے میسج لکھا اور سینڈ کے بٹن کی طرف انگلی بڑھانے لگی۔

اس کا دل اسے روک رہا تھا۔ ایک لمحے کے لیے اس کا ہاتھ کانپا لیکن اس نے اپنے دل کی آواز کا گلا گھونٹ دیا اور میسج سینڈ کر دیا۔

اس نے موبائل واپس سائیڈ ٹیبل پر رکھ دیا، پھر سونے کے لیے لیٹ گئی۔ وہ اس متعلق اب کچھ نہیں سوچنا چاہتی تھی۔

اس کے موبائل کی اسکرین روشن تھی اور ٹائپ کیا ہوا میسج صاف دکھائی دیتا تھا۔ اگر غور سے دیکھتے تو اس میسج میں یہ لکھا ہوا تھا۔

"آریان میرا کل انتظار کرنا۔ میں تم سے ملنے آؤں گی۔"

گھڑی کی آواز پس منظر میں ابھی تک سنائی دے رہی تھی۔

"ٹک ٹک ٹک ٹک ٹک۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

****

صبح ویسی ہی تھی جیسی ہونی چاہیے تھی۔ جائی یا نہ کچھ دن کی ناراضگی دکھا کر واپس نارمل ہو چکی تھی۔ وہ سب سے آرام سے بات کر رہی تھی۔

عالیہ کی سنہری آنکھیں سرخ تھیں جو اس کی ساری رات جاگنے کی گواہی دے رہی تھی۔ وہ بے دلی سے نوالہ حلق میں اتار رہی تھی۔ عیسیٰ اور اشفاق ہمیشہ کی طرح کاروباری گفتگو میں مگن تھے۔ نوال اور عزاہ سب کو ناشتہ دے کر اب اپنا ناشتہ کھانے میں مگن تھیں۔ ناشتے کے بعد جائی یانہ ڈائننگ ہال سے جانے لگی تو اچانک اسے ایک بات یاد آئی۔

"اماں آج ایکسٹرا کلاس ہے تو دیر ہو جائے گی۔"

"اچھا، ٹھیک ہے۔" نوال نے اس کی بات سن کر سر اثبات میں ہلایا۔ جائی یانہ نے پورچ کی طرف قدم بڑھائے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

یونیورسٹی آ کر جائی یانہ کا سارا دن کلاسز لینے میں گزرا۔ ان کے مڈ ٹرمز کچھ ہفتوں میں شروع ہونے والے تھے، اسی لیے اب پڑھائی کا بوجھ بڑھ گیا تھا۔

اس کی کلاسز تین بجے جا کر ختم ہوئی۔ ساڑھے تین بجے وہ یونیورسٹی سے نکل گئی۔ جائی یانہ کو یونیورسٹی چھوڑنے اشفاق آتے تھے لیکن گھر وہ بس سے جاتی تھی۔ دوسری گاڑی عالیہ اور

عزاہ کے زیر استعمال تھی۔ ویسے بھی جائی یانہ کو ڈرائیونگ نہیں آتی تھی۔ بس اسٹاپ مین روڈ مین تھا۔ اسی لیے اسے مین روڈ تک پیدل چلنا ہوتا تھا۔

وہ یونیورسٹی کی روڈ سے پیدل جا رہی تھی جب اسے کسی کے کراہنے کی آواز سنائی دی۔ وہ رک گئی۔ اس وقت مین روڈ دور تھی اور جس سڑک پر وہ کھڑی تھی وہاں دور دور تک کوئی انسان دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ ارد گرد درخت لگے ہوئے تھے۔

اس کی اپنے بیگ پر گرفت مضبوط ہو گئی۔ اس نے اسے اپنا وہم کو سمجھا اور آگے جانے لگی۔ ایک اور دفعہ کراہنے کی آواز آئی۔ اس نے اپنے کانوں پر ہاتھ رکھ لیا اور تقریباً بھاگنے لگی۔

"مدد کرو!" وہ جو کوئی بھی تھا، اس کی آواز میں اتنی اذیت تھی کہ جائی یانہ کے قدم نہ چاہتے ہوئے بھی رک گئے۔ آواز مردانہ تھی۔ اس نے اب اپنے ارد گرد کا اچھے سے جائزہ لیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اسے کوئی بھی دکھائی نہ دیا۔ایک دم سے دوبارہ کراہنے کی آواز سنائی دی۔جائی یانہ نے اس جانب رخ کیا جہاں سے آواز آئی تھی۔اس کے سامنے برگد کا درخت اپنی شاخیں پھیلائے کھڑا تھا۔آواز اس کے پیچھے سے آرہی تھی۔

اس نے آہستہ آہستہ قدم آگے بڑھائے۔جب فاصلہ بس چند قدم کا رہ گیا تو اسے خوف نے جکڑ لیا۔

"اگر میں کسی مسئلہ میں پھنس گئی تو؟پتہ نہیں وہ کون ہے اور اس کے ساتھ کیا ہوا؟اس کی مدد کہیں میرے گلے نہ پڑ جائے؟"

لمحے بھر کو اس کا ارادہ کمزور ہوا تھا مگر تبھی سڑک پر دوبارہ کراہنے کی آواز ابھری۔اس کی آواز میں اتنا درد تھا کہ جائی یانہ کو اپنی سوچ پر شرمندگی ہوئی۔وہ کسی انسان کو اس طرح چھوڑ کر نہیں جا سکتی تھی۔اس نے ہمت کی اور چند قدم کا یہ فاصلہ عبور کیا۔

درخت کے پیچھے کا منظر دیکھ کر اس کی بھوری آنکھیں خوف اور حیرانگی سے پھیل گئیں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

* *

عالیہ نے گھڑی پر دیکھا۔ساڑھے چار بج چکے تھے۔وہ جانے کے لیے تیار تھی۔اس نے ایک سادہ پیلے رنگ کا جوڑا زیب تن کیا ہوا تھا۔اس کا چہرہ میک اپ سے عاری تھا۔وہ نہیں چاہتی تھی، آریان سمجھے کہ وہ اس کے لیے تیار ہو کر آئی ہے۔اس نے بھورے رنگ کے پرس میں اپنا موبائل ڈالا۔

اسے نمرہ کو ساتھ لے جانے کا خیال آیا لیکن پھر اس نے خود ہی اپنے خیال کو جھٹک دیا۔وہ بس ایک شخص سے مختصر سی ملاقات کے لیے جا رہی تھی، جنگ لڑنے نہیں کہ ہر کسی کو ساتھ لے جاتی۔

وہ اپنا پرس لیے نیچے اتری تو اسے سیڑھیوں کی دائیں طرف نوال اور عزاہ بات کرتی دکھائی دیں۔

"اماں میں نے جائی یانہ کو کال کی ہے۔وہ کال اٹینڈ نہیں کر رہی۔"

"یہ لڑکی ابھی تک کیوں نہیں آئی ہے۔اسے اتنی دیر تو کبھی نہیں ہوئی۔"

"اس کی ایکسٹرا کلاس ہے،اماں۔اس لیے دیر ہو گئی ہو گی۔ویسے بھی ابھی وہ پڑھ رہی ہو گی اور پڑھتے وقت آپ خود کہتی ہیں وہ اپنے آس پاس سے بالکل بے خبر ہو جاتی ہے۔ہم چھ بجے تک انتظار کر لیتے ہیں۔اگر وہ چھ بجے نہیں آئی،تو میں بابا کو کال کر دوں گی۔"

عزاہ کی بات سن کر نوال نیم راضی ہو گئیں لیکن ان کی بے چینی ابھی تک ختم نہیں ہوئی تھی۔عالیہ نے باہر جانے کے لیے دروازہ کھولا تو نوال نے پوچھا۔

"کہاں جا رہی ہو؟"

"کام سے جا رہی ہوں۔"

"جلدی آجانا۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

نوال جائی یا نہ کی وجہ سے پریشان تھیں،اسی لیے اس کی طرف زیادہ دھیان نہیں دیا۔عالیہ نے سر اثبات میں ہلایا اور باہر چلی گئی۔

****

سوا پانچ بجے عالیہ کی گاڑی ریستوران کے سامنے کھڑی تھی۔اس نے سارے راستے گاڑی آہستہ چلائی تھی۔اس نے دل ہی دل میں دعائیں مانگی تھی کہ آریان کسی طرح نہ آئے لیکن ریستوران میں داخل ہوتے ہی اس کی پہلی نظر آریان پر گئی۔اس نے ٹو پیس سوٹ زیب تن کیا ہوا تھا۔بالوں کو جیل سے ٹکائے،وہ ہمیشہ کی طرح وجیہہ لگ رہا تھا۔وہ کرسی پر بیٹھا پانی کے گلاس پر انگلی پھیر رہا تھا۔

عالیہ نے گہرا سانس لے کر خود کو پر سکون کیا،پھر اس کی طرف قدم بڑھائے۔اپنی طرف کسی کو آتا دیکھ کر آریان نے چہرہ اٹھایا۔عالیہ کو دیکھ کر اس کے لب مسکراہٹ میں

ڈھلے۔ آریان اپنی جگہ سے کھڑا ہو گیا۔عالیہ بھی بلکل اس کے سامنے کھڑی ہو گئی۔دونوں کی آنکھیں ایک پل کے لیے ٹکرائی۔

****

باب نمبر تین

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"گڈ ایوننگ، مس عالیہ!!"

ریستوران کی بھوری دیواروں نے وجیہہ شخص اور سنہری آنکھوں والی لڑکی کو آمنے سامنے کھڑا دیکھا۔ بھوری دیواریں پر تجسس انداز میں انہیں دیکھ رہی تھیں۔

آریان عالیہ کو گہری نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔اس کے چہرے پر مسکراہٹ سجی ہوئی تھی۔ دوسری طرف عالیہ بھی آریان کو دیکھ رہی تھی مگر اس کے چہرے پر آریان جیسی مسکراہٹ نہیں تھی بلکہ بے حد سنجیدگی تھی۔

"آئیے بیٹھیں!" آریان نے اپنے سامنے پڑی کرسی کی طرف اشارہ کیا۔عالیہ بیٹھ گئی۔اس کے چہرے پر سنجیدگی برقرار تھی۔ آریان بھی دوبارہ بیٹھ گیا۔

"تو آپ کیا لیں گی؟چائے یا کافی؟"

آریان نے اس سے پوچھا۔

"نہیں!میں یہاں آپ سے بات کرنے آئی ہوں۔ تو بہتر ہو گا آپ ان تکلفات میں نہ پڑیں اور کام کی بات پر آئیں!"

عالیہ نے اسے سنجیدگی سے منع کیا۔ آریان نے بڑی دلچسپی سے سامنے بیٹھی سنہری آنکھوں والی لڑکی کو دیکھا۔عالیہ کی سنجیدگی بھی اسے اچھی لگی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اچھا! بولیں آپ نے مجھ سے کیا بات کرنی ہے؟"

"مسٹر آریان! آپ نے مجھے یہاں بلایا ہے، تو بات تو آپ کریں گے ناں؟"

عالیہ نے اس سے نظر ہٹائے بغیر اعتماد سے کہا۔ عالیہ کے چہرے پر اگر غور سے دیکھو، تو اس کے چہرے پر کچھ دیر پہلے والی گھبراہٹ نہیں تھی۔ وہ اب بلکل با اعتماد تھی۔

آریان نے عالیہ کی بات سن کر سر کو خم دیا۔ اس نے اپنی پینٹ کی جیب میں سے سفید ڈبیا نکالی اور میز کے درمیان میں رکھ دی۔ عالیہ نے ڈبیا کی طرف نہیں دیکھا۔ اس کی نظریں ابھی بھی آریان کی طرف تھی۔

"آپ کی امانت!" آریان نے آہستگی سے کہا۔

عالیہ نے سفید ڈبیا کو ہاتھ نہیں لگایا۔

"آپ نے کچھ اور کہنا ہے؟"

آریان نے سر نفی میں ہلایا۔ "نہیں!"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ٹھیک ہے تو اب آپ میری بات سنیں۔"

عالیہ نے جیسے اعلان کیا۔

"اگر آپ یہ سوچ رہے ہیں کہ میں ان ایئر رنگز کے لیے آپ سے ملنے آئی ہوں، تو آپ غلط ہیں۔ میں یہ لینے نہیں بلکہ آپ سے ملنے آئی ہوں۔"

عالیہ ایک پل کے لیے رکی اور آریان کا چہرہ دیکھا۔ آریان کی مسکراہٹ گہری ہو گئی تھی۔

"میں ادھر اس لیے آئی ہوں تاکہ اپ کو بتا سکوں مجھے اب آپ سے کسی قسم کا کوئی رابطہ نہیں رکھنا ہے۔ اب آپ مجھے اس طرح ریستوران نہیں بلائیں گے، کال نہیں کریں گے اور اگر کبھی اتفاق سے کہیں مل گئے تو ایک دوسرے کو نظر انداز کریں گے۔ میں آپ کو واضح الفاظ میں منع کر رہی ہوں۔ اگر آپ اپنی حرکتوں سے باز نہیں آئے، تو مجھے جو مناسب لگے گا، میں وہ کروں گی۔"

آریان کی آنکھوں میں دلچسپی مزید بڑھی۔

"اوہ! تو صاف صاف کہیں آپ مجھے دھمکی دینے آئی ہیں۔"

"یہی سمجھ لیجیے!"عالیہ نے بے نیازی سے کندھے اچکائے۔"مجھے یقین ہے یہ ہماری آخری ملاقات ہوگی۔"

یہ کہہ کر عالیہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ آریان بھی اپنی جگہ سے اٹھ گیا۔عالیہ جانے کے لیے مڑی تو اسے آریان نے پیچھے سے پکارا۔

"آپ اپنے ائیر رنگز دوبارہ بھول رہی ہیں!"آریان نے سفید ڈبیا پکڑ کر عالیہ کی طرف بڑھائی۔عالیہ نے ایک نظر سفید ڈبیا کو دیکھا، پھر اسے پکڑ لیا۔ پھر وہ چلنے لگی۔اب اب اس کے قدم بیرونی دروازے کی بجائے، کونے میں رکھے کوڑے دان کی طرف تھے۔عالیہ نے بڑی نزاکت سے ڈبیا کو کوڑے دان میں پھینک دیا۔

پھر مڑ کر آریان کو دیکھا۔وہ بھی عالیہ کو دیکھ رہا تھا۔

"میں نے کہا نا میں ائیر رنگز لینے نہیں آئی ہوں۔"

یہ کہہ کر وہ رکی نہیں بلکہ ریستوران کے داخلی دروازے کی جانب بڑھ گئی۔ ریستوران کی بھوری دیواروں نے عالیہ کو نکلتا دیکھا اور پھر آریان کو دیکھا جو عالیہ کو جاتا دیکھ رہا تھا۔

* *

جائی یانہ نے برگد کے درخت کے پیچھے دیکھا تو اس وہاں پر کوئی اور نہیں، بلکہ وہی گھنگھرالے بالوں والا لڑکا ملا۔ اس کے سیدھے ہاتھ کی کلائی کٹی ہوئی تھی جبکہ اس کے پاس ایک چھڑی پڑی تھی۔ چھڑی خون سے لت پت تھی۔ آس پاس خون کے چھینٹے گرے ہوئے تھے۔

لڑکے نے برگد کے درخت سے ٹیک لگائی ہوئی تھی جبکہ پاؤں زمین پر پھیلائے ہوئے تھے۔ اس کی گردن ایک جانب ڈھلکی ہوئی تھی اور آنکھیں بار بار بند ہو رہی تھیں۔ دو تین منٹ کے وقفے کے بعد لڑکا درد کی شدت سے بلبلا اٹھتا۔

جائی یانہ کو سمجھ نہیں آئی وہ کیا کرے۔اس نے اپنا موبائل نکالا اور ایمبولینس کو کال کی۔

اس نے فون کال پر ساری صورتحال سے انہیں آگاہ کیا اور کال کاٹ دی۔کال ختم کرنے کے بعد اس نے لڑکے کو دیکھا جو نیم بے ہوشی کی حالت میں تھا۔

"سنو آنکھیں بند مت کرو۔"جائی یانہ نے اونچی آواز میں بولا۔لڑکے نے پٹ سے آنکھیں کھولیں لیکن پھر وہ دوبارہ بند ہونے لگیں۔

"تم سن نہیں رہے ہو،میں کیا کہہ رہی ہوں؟"جائی یانہ نے اب کے غصہ میں کہا۔

"آپ چلی جائیں۔"وہ بند ہوتی آنکھوں سے بمشکل کہہ پایا۔

"یہ تو آواز دینے سے پہلے سوچنا چاہیے تھا۔"جائی یانہ خود کو طنز سے باز نہ رکھ پائی۔

"اب تم دوبارہ کیوں آنکھیں بند کر رہے ہو!"لڑکے کو دوبارہ آنکھیں بند کرتا دیکھ کر جائی یانہ نے ایک بار پھر ٹوکا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

جائی یانہ کی بات کا لڑکے پر کوئی اثر نہیں پڑ رہا تھا۔ اس کی توجہ لڑکے کی کلائی پر گئی۔ لڑکے کی کلائی سے خون ابل ابل کر نکل رہا تھا۔ اس کو روکنا انتہائی ضروری تھا۔ جائی یانہ نے ادھر ادھر نگاہ دوڑائی لیکن اسے کچھ بھی ایسا نہیں ملا جسے وہ لڑکے کی زخمی کلائی پر باندھ سکے۔ پھر اس نے نے اپنا بیگ کھولا تو اس کی نظر اپنے رومال پر پڑی۔

جائی یانہ نے رومال نکالا اور خون کے چھینٹوں سے بچتی ہوئی اس کے پاس پہنچی۔ لڑکے کو اپنی کلائی پر کچھ بندھتا ہوا محسوس ہوا تو اس نے بمشکل اپنی آنکھیں کھولیں۔

"رہنے دیں۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

جائی یانہ نے اس کی بات کو نظر انداز کر دیا۔ دور سے ایمبولینس کی آواز سنائی دے رہی تھی۔

"دیکھو تم حوصلہ رکھو۔ جب تک ہم ہسپتال نہیں پہنچ جاتے، تم نے حوصلے سے کام لینا ہے۔ ویسے تمہارا نام کیا ہے؟"

جائی یانہ رومال باندھنے کے بعد پیچھے ہو گئی۔ اس نے لڑکے کو ہوش میں رکھنے کے لیے اس کا نام پوچھا۔ وہ ادھر ادھر کی باتیں کر کے ہی لڑکے کو ہوش میں رکھ سکتی تھی۔

"زید" اس نے بمشکل کہا۔ اسے بتاتے ہوئے بھی تکلیف ہو رہی تھی۔

"زید!" جائی یانہ نے دہرا کر تصدیق کرنا چاہی۔ زید نے سر کو خم دیا۔

اس کے بعد جائی یانہ خاموش ہو گئی کیونکہ اسے اپنے سامنے ایمبولینس آتی دکھائی دے چکی تھی۔ ایمبولینس ان کے پاس رکی اور اس میں سے دو آدمیوں نے اسٹریچر باہر نکالا۔ انہوں نے زید کو اٹھا کر اسٹریچر پر ڈالا اور اسٹریچر واپس ایمبولینس میں رکھ دیا۔

جائی یانہ بھی خاموشی سے ایمبولینس میں بیٹھ گئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

* *

ہسپتال پہنچ کر ویسا ہی ہوا، جیسا جائی یانہ نے سوچا تھا۔ ہسپتال انتظامیہ پولیس کے آئے بغیر زید کے علاج سے انکاری تھی، جبکہ جائی یانہ ان کو راضی کرنے کی ہر ممکن کوشش کر رہی تھی۔

جائی یانہ ایک طرف کھڑی تھی جبکہ ایک دو ڈاکٹرز اس کے مقابل میں کھڑے تھے۔ ان کے درمیان میں زید کا اسٹریچر تھا۔ وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔ اس کی گردن ایک طرف ڈھلک گئی تھی۔

"ایک انسان کو بچانا پوری انسانیت کو بچانا ہوتا ہے۔ یہ زندہ ہے۔ آپ اس کی مدد کریں۔ پولیس آنے تک پتہ نہیں کتنی دیر ہو جائے۔ آپ۔۔۔"

جائی یانہ اپنے سامنے کھڑے ڈاکٹروں کو انسانیت کا درس دے رہی تھی، جس کا سامنے کھڑے ڈاکٹروں پر کوئی اثر نہیں پڑ رہا تھا۔ ان کے لیے یہ سب روز کی بات تھی۔ اتنے میں ان کے قریب سے لیب کوٹ پہنے ایک ادھیڑ عمر ڈاکٹر گزرے۔ انہوں نے چشمہ لگایا ہوا تھا اور گلے میں سٹیتھوسکوپ ڈالا ہوا تھا۔ ان کے سر کے بال سفید تھے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

انہوں نے ایک مصروف نظر دائیں جانب کھڑی سانولی رنگت والی لڑکی پر ڈالی جو سامنے کھڑے ڈاکٹروں کی بے پرواہی دیکھ کر اب غصے میں آگئی تھی۔ اب ایک سانس میں انہیں اللہ کا خوف دلانے لگ گئی تھی۔

اس ادھیڑ عمر ڈاکٹر کو یہ سانولی لڑکی کچھ شناسا سی لگی۔ ابھی وہ کچھ آگے ہی گئے تھے، جب انہیں یاد آیا یہ کون تھی۔ وہ فوراً مڑے اور سانولی لڑکی کو دیکھا۔ اس کا چہرہ دیکھ کر انہیں جیسے تصدیق ہو گئی۔

"جائی یانہ بیٹا!"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ادھیڑ عمر ڈاکٹر نے اس کا نام لیا۔ جائی یانہ نے اپنا نام سنا تو اس کی نگاہیں ادھیڑ عمر آدمی پر مرکوز ہوئی۔

"حفیظ انکل!"

جائی یانہ کے منہ سے بے ساختہ ان کا نام نکلا۔

ڈاکٹر حفیظ، اشفاق کے کالج کے زمانے کے دوست تھے۔ ڈاکٹر حفیظ اکثر اشفاق کے مہمان ہوا کرتے تھے۔ اس لیے وہ اشفاق کی تینوں بیٹیوں کو اچھے سے جانتے تھے۔

"آپ یہاں کیا کر رہی ہو؟ سب خیریت تو ہے؟" ڈاکٹر حفیظ فکر مندی سے اس کے پاس آئے۔ جائی یانہ نے انہیں ساری صورتحال سے آگاہ کیا۔ انہوں نے تحمل سے اس کی ساری بات سنی۔ پھر اس کے سر پر شفقت سے ہاتھ رکھ دیا۔

"تم فکر نہیں کرو! میں سب سنبھال لوں گا۔"

انہوں نے اسے یقین دلایا اور اسٹریچر پر بے ہوش پڑے زید کو لے کر ایمرجنسی میں چلے گئے۔

اس کے بعد جائی یانہ کو واقعی میں کچھ نہیں کرنا پڑا۔ ڈاکٹر حفیظ ہسپتال کے سب سے سنئیر اور بارسوخ ڈاکٹر تھے۔ ان کے ایک اشارے پر نا صرف زید کا علاج شروع ہوا بلکہ پولیس سے بھی انہوں نے خود بات کی۔ تفتیش میں جائی یانہ کو شامل نہیں کیا گیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ڈیڑھ گھنٹے بعد اس نے ہسپتال کی سفید راہداریوں میں اشفاق کو اپنی طرف آتا دیکھا۔ وہ نیلے رنگ کی کرسی پر بیٹھی بابا کو اپنے پاس آتا دیکھ رہی تھی۔ وہ جان گئی تھی حفیظ انکل نے اشفاق کو اس سب کا بتایا ہو گا۔ جائی یانہ گھبرائی نہیں بلکہ پر سکون رہی۔ اس نے کوئی غلط کام نہیں کیا تھا جس پر وہ ڈرتی یا پریشان ہوتی۔

"تم ٹھیک تو ہو؟" اشفاق نے اس کے پاس پہنچ کر سب سے پہلے یہی پوچھا۔ اشفاق ہانپ رہے تھے۔ ایسا لگ رہا تھا ڈاکٹر حفیظ نے جیسے ہی انہیں اطلاع دی تھی، اوہ سب کام چھوڑ کر بھاگتے ہوئے ہسپتال پہنچیں تھے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

جائی یانہ نے سر اثبات میں ہلا دیا۔

"ہوا کیا تھا؟!" اشفاق نے اس سے پوچھا۔

جائی یانہ نے ساتھ رکھی کرسی کی طرف اشارہ کیا۔ اشفاق بیٹھ گئے۔ جائی یانہ نے انہیں سب کچھ تفصیل سے بتایا۔

"تمہیں کس نے کہا تھا کہ تم یوں منہ اٹھا کر ہسپتال آجاؤ؟" اشفاق نے اس کی ساری بات سن کر سخت لہجے میں پوچھا۔ وہ اکثر جب بھی غصے یا پریشانی میں ہوتے تھے، تو جائی یانہ کو تم سے مخاطب کرتے تھے ورنہ زیادہ تر ان کے منہ سے اس کے لیے بس آپ نکلتا تھا۔

"اس کو میری مدد کی ضرورت تھی!"

جائی یانہ نے آرام سے کہا۔ وہ عالیہ یا عزاہ نہیں تھی جو بابا کو غصے میں دیکھ کر ڈر جاتی یا خاموش ہو جاتی۔ وہ جائی یانہ تھی، اگر حق پر ہوتی تو کسی سے بھی نہیں ڈرتی تھی۔

"وہ خود اپنے آپ کو ختم کر دینا چاہتا تھا۔ تم نے بلاوجہ کسی دوسرے کے معاملے میں خود کو پھنسایا۔ اگر حفیظ نہیں ہوتا، تو تم جانتی ہو کتنا بڑا مسئلہ ہو سکتا تھا؟!"

اشفاق نے اسے ڈانٹا۔

"بابا مجھے فرق نہیں پڑتا وہ کیا کرنا چاہتا تھا اور کیا نہیں۔ اس نے مدد کے لیے مجھے بلایا۔ اس کی آواز میں اتنی تکلیف تھی کہ میں اسے چھوڑ کر آ نہیں پائی۔ اگر میں اس کی مدد کیے بغیر گھر چلی جاتی، تو مجھے ساری زندگی پچھتاوا رہتا۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"مدد کرنے سے پہلے یہ بھی دیکھ لینا چاہیے کہ آپ کی مدد کہیں آپ کے گلے تو نہیں پڑ جائے گی۔"

جائی یا نہ، اشفاق کی بات سن کر اداسی مسکرائی۔

"بابا کتنا عجیب ہے نا ہم بچپن سے، اپنے بڑوں سے یہی سنتے آئے ہیں کہ دوسروں کی مدد کرو۔ اللہ تمہیں تمہاری مدد کا اجر دے گا لیکن، جب بچا کسی کی مدد کرتا ہے تو سب سے پہلے ہمارے بڑے ہی منع کرتے ہیں کہ کیا ضرورت تھی پرائے مسئلہ میں ٹانگ اڑانے کی؟ کیا ملا دوسروں کی مدد کر کے؟ میں سمجھ نہیں پاتی۔ آخر بچے اپنے بڑوں کی کس بات کا یقین کریں؟!"

جائی یا نہ کی بات سن کر اشفاق کے تنے اعصاب تھوڑے ڈھیلے پڑے۔ اب کے جب وہ بولیں تو ان کے لہجے میں پہلے والی سختی نہیں تھی۔

"دونوں باتیں بچوں کی بھلائی کے لیے بولی جاتی ہیں۔ ہم مدد کرنے کی بات اس لیے کرتے ہیں تا کہ بچہ ایک اچھا انسان بنے لیکن مدد سے باز اس لیے رکھتے ہیں تا کہ بچہ کسی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

بڑی مشکل میں نہ پھنس جائے۔ماں باپ کو اپنا بچہ بہت عزیز ہوتا ہے۔ بچوں کی حفاظت کے لیے ماں باپ خود غرض ہو جاتے ہیں۔ بھلے ان کا بچہ مدد کر کے ایک عظیم انسان نہیں بن پاتا لیکن وہ ان مصائب سے محفوظ تو ہوتا ہے جو کسی کی مدد کرنے پر اس پر آسکتی تھیں۔"

اشفاق کی بات سن کر جائی یا نہ خاموش ہو گئی۔ کچھ لمحات بعد ڈاکٹر حفیظ،اشفاق کے سامنے کھڑے تھے جبکہ جائی یا نہ ابھی بھی کرسی پر بیٹھی تھی۔اس کی نظریں بظاہر ہسپتال کے فرش پر تھی لیکن اس کے کان اشفاق اور حفیظ کی باتیں سننے میں مشغول تھے۔

"وہ اب خطرے سے باہر ہے۔اسے کچھ گھنٹے بعد ہوش آجائے گا۔پریشانی کی کوئی بات نہیں ہے۔ ویسے مجھے نہیں پتا تھا ہماری جائی یا نہ اتنی ہمت والی ہو گی کہ نا صرف زخمی لوگوں کو ہسپتال لے کر آئے گی بلکہ ان کی خاطر ہسپتال کی انتظامیہ سے بھی الجھ پڑے گی۔"

جائی یا نہ ان کی بات سن کر مسکرائی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تمہارا بہت بہت شکریہ، حفیظ! تمہاری وجہ سے یہ سب معاملات اچھے سے ہینڈل ہو گئے۔ اگر تم نہیں ہوتے تو پولیس کیس بن جاتا اور جائی یانہ بھی اس کیس کا حصہ ہوتی۔ تم تو جانتے ہو تھانے کچہری میں کیسے کیسے لوگ ہوتے ہیں۔"

"اشفاق تم یہ کیسی باتیں کر رہے ہو؟ جائی یانہ میری بیٹی ہے۔ اس کی مدد کر کے میں نے کوئی احسان نہیں کیا۔" حفیظ نے مصنوعی خفگی سے کہا۔

"اس لڑکے کے گھر والوں سے آپ کا رابطہ ہوا ہے؟"

جائی یانہ نے اس سب معاملے میں پہلی دفعہ دخل اندازی کی۔

"اس لڑکے کے فون سے اس کی بہن کا نمبر ملا ہے۔ ہم نے اس کی بہن کو اطلاع دے دی ہے۔ اب تو وہ آتی ہو گی۔"

"ہمیں بھی چلنا چاہیے!" اشفاق نے ہاتھ میں لگی گھڑی پر وقت دیکھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

جائیانہ نے سر کو خم دیا اور اٹھ کھڑی ہوئی۔ اشفاق نے حفیظ سے ہاتھ ملایا اور ایک بار پھر شکریہ ادا کیا۔ پھر وہ دونوں جانے کے لیے نکل پڑے۔ وہ گاڑی میں بیٹھے تو اشفاق کے موبائل پر نوال کی کال آئی۔

"ضرور آپ نے اپنی اماں کو اطلاع نہیں دی ہو گی۔"

جائیانہ کچھ بولے بغیر ڈھٹائی سے مسکرائی۔ اشفاق کو اپنا جواب مل گیا۔

انہوں کال اٹینڈ کی۔

"اشفاق جائیانہ ابھی تک گھر نہیں آئی!" نوال کی فکر مند آواز ابھری۔

"۔ آپ فکر نہ کریں۔ وہ میرے ساتھ ہے۔ ہم دونوں گھر آ رہے ہیں۔"

"وہ آپ کے پاس ہے؟ سب خیریت تو ہے نا؟ یہ تو آپ کے آفس کا وقت ہے۔ آپ ہے کہاں؟"

"میں گھر آجاؤں، پھر تفصیل سے بات ہوتی ہے۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

یہ کہہ کر اشفاق نے کال کاٹ دی اور جائی یانہ کو دیکھا۔

"اماں کیا کہہ رہی تھیں؟"جائی یانہ نے پوچھا۔

"آپ کی گمشدگی کی اطلاع دے رہی تھیں؟"اشفاق نے گاڑی کا انجن چلایا۔

"اماں غصے میں تھیں؟"جائی یانہ نے اشفاق کے چہرے کو غور سے دیکھا۔

"بہت!"

"گھر جا کر آپ سب کو کیا بتائیں گے؟"

جائی یانہ کے پوچھنے پر اشفاق نے مختصر سا جواب دیا۔

"وہی جو ہوا ہے!"

"یوں تو مجھے ڈانٹ پڑے گی!"جائی یانہ نے منہ بنا کر کہا۔

"جی آپ کو ڈانٹ پڑے گی اور پڑنی بھی چاہیے۔ آپ کی حرکتیں ہی ایسی ہے کہ آپ کو اپنی اماں کی جوتیاں پڑیں۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"یہ کیا بات ہوئی۔ آپ میری سائیڈ نہیں لیں گے۔"

"میں کسی کی سائیڈ نہیں لوں گا اور آپ خاموشی سے اپنی ماں کی ڈانٹ سنیں گی ورنہ میں بھی آپ کو ڈانٹوں گا۔"

اشفاق کی بات سن کر جائی یانہ منہ بسور کر بیٹھ گئی۔

****

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

عالیہ جب گھر داخل ہوئی تو نوال کی گرج دار آواز پورے گھر میں گونج رہی تھی۔ عالیہ نے لاؤنج میں جھانکا تو منظر کچھ یوں تھا نوال صوفے پر بیٹھیں، اپنے سامنے کھڑی جائی یانہ پر برس رہی تھی۔ اشفاق نوال کے ساتھ بیٹھے اپنے موبائل پر آئی کچھ ای میل چیک کر رہے تھے اور جائی یانہ سر جھکائے خاموشی سے ڈانٹ سن رہی تھی۔ ڈانٹ سننے کے ساتھ ساتھ وہ

ایک مدد طلب نظر اشفاق پر بھی ڈال رہی تھی، جس کا اشفاق کوئی رسپانس نہیں دے رہے تھے۔

عالیہ ان کو ایسے ہی چھوڑ کر اپنے کمرے میں چلی گئی اور دروازہ بند کر دیا۔ اس کے اعصاب تھکن کا شکار تھے۔ اس نے پرس بیڈ پر پھینکا اور خود بھی بیڈ پر گر گئی۔ ریستوران سے نکلنے سے گھر آنے تک عالیہ بس اپنی اور آریان کی ملاقات کے بارے میں سوچتی رہی تھی۔ یہ باتیں سوچتے سوچتے اب اس کا سر درد کرنے لگ گیا تھا لیکن وہ پھر بھی اپنے خیالات کو جھٹک نہیں پا رہی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"کیا میں نے صحیح کیا؟ کہیں میں نے کچھ غلط تو نہیں کہہ دیا؟ میں نے اس کے سامنے ائیر رنگ کچرے میں پھینک کر اسے شرمندہ تو بہت کیا ہے۔"

اسی قسم کی ہزاروں سوچیں اس کے ذہن میں ابھر رہی تھی۔ اس نے اپنا موبائل پاس پڑے پرس سے نکالا اور کال لاگ پر آئی۔ اس کے سامنے آریان کا نمبر تھا۔ اس نے نمبر کو بلاک کر دیا۔ اس کے بعد اس نے نمرہ کو کال کی اور ساری بات بتائی۔

"تم نے ائیر رنگز کچرے میں پھینک دیے!"ساری بات سن کر نمرہ نے حیرانی سے کہا۔

"ہاں۔۔"

"اسے کتنا برا لگا ہو گا!"

"لگتا ہے تو لگتا رہے۔میں کیا کر سکتی ہوں؟"عالیہ نے بے نیازی دکھانا چاہی لیکن دور کہیں اسے بھی آریان کے لیے برا لگ رہا تھا۔

"اور تم نے اسے دھمکی کیوں دی؟تمہارا ارادہ کیا ہے؟"

"کچھ نہیں۔۔وہ تو بس یونہی بول دیا جو مناسب لگے گا،وہ کروں گی۔یہ کوئی دھمکی تو نہیں تھی۔"

"تم پاگل ہو!"نمرہ نے تاسف سے بولا۔

"بالکل!"عالیہ نے بغیر کسی جھجھک کے اعتراف کیا۔

"تو اب تم اس سے کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں رکھو گی!"

"نہیں! میں نے اس کا نمبر بلاک کر دیا ہے اور اب کبھی کہیں مل بھی گیا تو نظر انداز کر دوں گی۔ اگر اس میں عزت نفس ہو گی، تو خود کبھی رابطہ قائم نہیں کرے گا اور تم بھی اب اس موضوع پر دوبارہ بات نہ کرنا۔"

"اچھا!"

کچھ دیر مزید بات کرنے کے بعد عالیہ نے کال کاٹ دی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

****

زینب ایک ہاتھ سے دروازہ پکڑے جبکہ دوسرے ہاتھ سے گال پکڑے کھڑی تھی۔ اس کی سیاہ آنکھیں حیرت سے پھیل گئی تھیں۔ دروازے کی دوسری طرف مریم چچی کھڑی تھیں ان کا چہرہ غصے سے لال ہو رہا تھا۔

وہ دونوں ایک دوسرے کو چند پل دیکھے گئے۔ زینب کی نظروں میں حیرانی تھی جبکہ مریم چچی کی نظروں میں غصہ۔

"تم نے کیا کہا تھا؟ امہانی کس دوست کے گھر گئی تھی؟ ہاں بولو!" مریم نے زینب کو کندھے سے پکڑ کر جھنجھوڑا۔

"سس۔۔سچ۔۔مم۔میں۔۔۔۔۔!" زینب سے کچھ بھی کہا نہ گیا۔ وہ حیران تھی اس کی چچی کو آخر ہوا کیا تھا.

مریم چچی نے اس کا کندھا بہت زور سے پکڑا ہوا تھا۔ زینب کو لگا اگر مریم چچی نے کچھ پل اور اس کا کندھا پکڑے رکھا، تو وہ ٹوٹ جائے گا۔ ایسے میں نوال اچانک سے آئی اور زینب کو مریم کی مضبوط گرفت سے چھڑوایا۔

"امی آپ کیا کر رہی ہیں؟ اپنے آپ کو سنبھالیں۔" نوال مریم کو پیچھے کرتے ہوئے بولی۔ اس نے بڑی مشکل سے ماں کو کرسی پر بٹھایا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

مریم کے سامنے سے ہٹنے کے بعد منظر واضح ہوا۔اس کو ام ہانی برآمدے میں کچھ دور کھڑی دکھائی دی۔اس نے یونیفارم پہنی ہوئی تھی۔اس کی آنکھوں سے آنسو نکل رہے تھے۔وہ ابھی بھی کچھ سمجھ نہیں پا رہی تھی کہ ہوا کیا تھا وہ آگے کو ہوئی اور ہمت کر کے مریم سے پوچھا۔

"چچی آخر ہوا کیا ہے؟"

"نوال اس سے کہہ دو،میں اس کی شکل بھی دیکھنا نہیں چاہتی ہوں۔"

چچی نے کرسی پر بیٹھے ہوئے زینب سے چہرہ موڑ لیا۔وہ بری طرح ہانپ رہی تھیں۔

"لیکن یہ تو بتائیں میرا قصور کیا ہے؟"زینب کے لہجے سے بے بسی صاف جھلکی۔

"تم نے پہلے ام ہانی کی الٹے سیدھے کاموں میں مدد کی اور اب ہم سے ایسے پوچھ رہی ہو،جیسے تم نے کچھ کیا ہی نہیں۔۔"زینب کے سوال کا جواب مریم کی بجائے نوال نے دیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میں نے کیا کیا؟!"زینب کو نوال کی بات سمجھ نہیں آئی۔پہلے مریم اور اب نوال،دونوں ہی اشاروں کنایوں میں بات کر رہے تھے۔کوئی کھل کر زینب کو بات نہیں بتا رہا تھا۔

"میں بتاتا ہوں تم نے کیا کیا ہے!"

اشفاق اچانک اپنے کمرے سے نکلے اور زینب کے سامنے کھڑے ہو گئے۔اشفاق کو گھر میں اس وقت موجود دیکھ کر زینب مزید الجھ گئی۔

"پہلے تم نے ایک لڑکے کو ام ہانی کے پیچھے لگایا۔اس کے بعد تم نے ام ہانی کو غلط راستوں کی طرف مائل کیا اور پھر سب سے جھوٹ بولا کہ ام ہانی ایک دوست سے ملنے گئی ہے۔اب پتا چلا تم نے کیا کیا ہے؟"

زینب کی حالت کاٹو تو بدن میں لہو نہیں کے مصداق تھی۔اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ اس کے ساتھ یہ کھیل کھیلا جائے گا۔

"میں نے ایسا کچھ نہیں کیا۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

زینب نے اپنی صفائی دینا چاہی۔ زینب کی آواز کانپ رہی تھی۔ اشفاق اس کی بات پر طنزیہ مسکرائے۔

"اچھا اسی لیے جب میں نے ام ہانی اور اس لڑکے کو بازار میں رنگے ہاتھوں پکڑا تو وہ لڑکا چیخ چیخ کر تمہارا نام لے رہا تھا۔ وہ کہہ رہا تھا ام ہانی کا کوئی قصور نہیں ہے بلکہ زینب نے ام ہانی کو اس کے پاس بھیجا ہے اور ام ہانی نے بھی مجھے فوراً ہر بات بتائی۔ اس کی کوئی غلطی نہیں تھی۔ تم نے ہی اس لڑکے کو ام ہانی کے پیچھے لگایا تھا۔ زینب تم آخر کتنا جھوٹ بولو گی؟"

آخری بات اشفاق نے اس قدر حقارت سے کہی کہ زینب کا ڈوب مرنے کا دل چاہا۔

"اس لڑکے نے جب تمہارا نام لیا، تو میرا دل چاہا تمہارا گلا گھونٹ دوں لیکن اب لگ رہا ہے تمہیں ہاتھ لگاؤں گا، تو میرے اپنے ہاتھ ناپاک ہو جائیں گے۔"

زینب اس سے زیادہ نہیں سن سکتی تھی۔ اس کا وجود اتنی حقارت برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ اشفاق بھی شاید اپنے اندر کا سارا زہر الفاظ کے ذریعے زینب کے کانوں میں ڈال چکے تھے، اس لیے وہ چچی کی طرف مڑے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"آئیندہ کے بعد آپ ام ہانی کو اکیلے کالج نہیں بھیجیں گی۔ میں ام ہانی کو خود کالج چھوڑوں گا اور خود کالج سے لاؤں گا۔ جہاں تک اس کی بات ہے تو آپ اس کی حرکتیں چچا کو بتا دیں لیکن ام ہانی کا نام مت لیجیئے گا۔ میں نہیں چاہتا ام ہانی کسی اور کی سزا بھگتے۔"

اشفاق نے زینب کے متعلق بات کرتے ہوئے اس کا نام تک لینا گوارہ نہیں کیا۔

اشفاق مزید کچھ کہہ رہے تھے لیکن اب زینب کا دماغ بلکل بند ہو چکا تھا۔ وہ کچھ نہیں سن پائی۔ تھوڑی دیر بعد زینب نے اشفاق کو جاتا دیکھا، پھر مریم کو، پھر نوال اور پھر سب سے آخر میں ام ہانی کو۔ اب اس جگہ صرف زینب رہ گئی تھی۔ ہمیشہ کی طرح تنہا!

اس نے سوچنا چاہا آخر اسے کہاں جانا چاہیے۔ دماغ کی طرف سے اسے کوئی جواب نہیں ملا۔ اسے کچھ دیر پہلے کا تماشا ایک خواب لگنے لگا۔ ڈراؤنا خواب!

اگر یہ خواب تھا تو، اب تک اسے اٹھ جانا چاہیے تھا۔ ہاں اسے اب اٹھ جانا چاہیے تھا۔ وہ قدم قدم بڑھتی برآمدے میں لگے نل کے پاس پہنچی۔ زینب نے آہستہ سے نل کو گھمایا۔ پانی کی دھار نل سے سیدھی زمین پر گرنے لگی۔ اس نے ہاتھ میں پانی بھرا اور اپنے منہ پر چھینٹا

مارا۔اس کے بعد وہ یکے بعد دیگرے پانی کے چھینٹے اپنے چہرے پر مارتی چلی گئی لیکن کوئی اثر نہیں ہوا۔جب زینب کو یقین آ گیا یہ خواب نہیں بلکہ ایک تلخ حقیقت ہے تو اس نے نل بند کر دیا۔

اگر یہ حقیقت تھی تو حقیقت ہی سہی۔وہ اپنی آنکھوں کی نمی بے دردی سے رگڑتی،اپنے کمرے کی جانب چل دی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

* *

اگلی صبح جائی یانہ، نوال کا اچھا خاصا لیکچر سننے کے بعد، اشفاق کی گاڑی میں بیٹھی تھی۔ گاڑی یونیورسٹی کی طرف گامزن تھی۔ جب یونیورسٹی کچھ قریب پہنچی تو جائی یانہ نے بات کا آغاز کیا۔

"بابا! آپ سے ایک بات کرنی ہے۔"

"بولیں"

"کیا میں یونیورسٹی سے جلدی فارغ ہو کر، اس لڑکے سے ہسپتال ملنے جا سکتی ہوں؟"

"کیوں؟!"

"بابا ہم کل بھی جلدی چلے گئے تھے۔ اس کی خیریت بھی نہیں پوچھی تھی۔ اس لیے میں نے سوچا آج ہسپتال جا کر اس لڑکے سے مل آؤں!"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"جائی یانہ آپ اچھے سے جانتی ہیں، میں نے اپنی کسی بیٹی کو اتنی چھوٹ نہیں دی، جتنی آپ کو دی ہے۔ میں آپ کو کسی غیر مرد سے ملنے کی اجازت ہر گز نہیں دے سکتا۔ میرے کچھ اصول ہیں اور میں کسی کو انہیں توڑنے نہیں دوں گا۔"

"بابا! میں نے آپ سے اجازت اسی لیے مانگی تھی کیونکہ مجھے پتہ تھا آپ بغیر بتائے جانے پر اعتراض کرتے۔ میں اگر چاہتی تو بغیر بتائے بھی ہسپتال جا سکتی تھی لیکن اب ہر گز نہیں جاؤں گی۔ جس کام سے آپ منع کر دیں، میں وہ ہر گز نہیں کرتی۔ یہ بات آپ بھی جانتے ہیں۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اس کی آخری بات سن کر اشفاق مسکرائیں۔

"مجھے آپ سے یہی امید ہے۔"

کچھ لمحات بعد ان کی گاڑی یونیورسٹی کے سامنے کھڑی تھی۔ جائی یانہ نے باہر جانے کے لیے دروازہ کھولا تو اسے اپنے پیچھے سے اشفاق کی آواز سنائی دی۔

"وہ لڑکا رات کو ہسپتال سے ڈسچارج ہو گیا تھا۔"

جائی یانہ کا دروازہ کھولتا ہاتھ، ہوا میں معلق ہو گیا۔

اس نے مڑ کر اشفاق کو دیکھا، جو اسے ہی دیکھ رہے تھے۔

"کیا سچ میں؟"

اشفاق نے سر کو اثبات میں ہلایا۔

"حفیظ سے کل رات میری بات ہوئی تھی۔ اس نے مجھے بتایا اس کی بہن کل رات ہی اسے ڈسچارج کروا کر چلی گئی۔ اس کی حالت بھی بہتر تھی۔ اس لیے حفیظ نے رکنے پر زیادہ زور نہیں دیا۔"

Clubb of Quality Content

اشفاق کی بات سن کر جائی یانہ نے سکون کا سانس لیا۔

"یہ تو اچھی بات ہے۔"

یہ کہہ کر جائی یانہ گاڑی سے اتر گئی اور یونیورسٹی کے صدر دروازے تک پہنچ گئی۔ اس کو بس زید کی فکر تھی۔ اب اگر وہ ٹھیک ہو چکا تھا، تو اس سے ملنے کا جواز ہی نہیں رہا تھا۔

* *

آدھی رات ہو رہی تھی۔ سب اپنے اپنے کمروں میں سو رہے تھے۔ بس ایک وہی تھی جو چھت پر بیٹھی بادلوں کی اوٹ میں چھپے چاند کو ڈھونڈ رہی تھی۔

زینب کا یہ معمول بن گیا تھا۔ جب بھی وہ اداس ہوتی تو رات کو جاگ کر چاند کو دیکھا کرتی تھی۔ کچھ پل چاند دیکھ لینے کے بعد، وہ اس کے خوبصورت مناظر اپنے کیمرے کی یاداشت میں قید کر لیتی۔

اس نے اشفاق کا کیمرہ استعمال کرنا چھوڑ دیا تھا۔ زینب نے پیسے جمع کر کے اپنے لیے خود کا ذاتی کیمرا خرید لیا تھا۔ یہ اشفاق کے کیمرے جتنا اچھا تو نہیں تھا لیکن زینب کو اس میں تصاویر لیتے ہوئے زیادہ مزا آتا تھا کیونکہ یہ اس کا اپنا تھا۔ چاند ابھی بادلوں کی اوٹ میں چھپا

تھا۔ وہ تھوڑی دیر کے لیے بیٹھ گئی اور آج ہونے والے تماشے کو یاد کرنے لگی۔ اس کے ذہن کی اسکرین پر آج شام کے مناظر ابھرنے لگے۔

(زینب نے اپنے آپ کو گھر کے برآمدے میں کھڑا دیکھا بلکل ایسے جیسے کوئی مجرم کٹہرے میں کھڑا ہوتا ہے۔ اس کے بلکل سامنے حسن چارپائی پر بیٹھے تھے۔ ان کی دائیں طرف مریم چچی کرسی پر جبکہ اشفاق مریم کی کرسی کے پیچھے کھڑا تھا۔

اشفاق حسن کو زینب کے "کارنامے" بتا رہے تھے۔ ایسے کارنامے جن کا خود زینب کو بھی نہیں پتا تھا اور یہ کارنامے بتائے بھی زینب کی ایک ایسی کلاس فیلو نے اشفاق کو تھے جس سے زینب خود کبھی مل نہیں پائی تھی۔

مریم بلکل خاموش بیٹھی تھیں۔ وہ نہیں چاہتی تھیں کہ زینب یوں بدنام ہو، لیکن اپنی بیٹی کا نام بھی تو نہیں لے سکتی تھیں۔ یہ ان کی مجبوری تھی۔

اشفاق کی بات سن کر حسن صاحب نے ایک نظر سامنے کھڑی زینب کو دیکھا۔ ان کی نظر میں ایسا تاثر تھا کہ زینب کو اپنا آپ گرا ہوا محسوس ہوا۔ انہوں نے زینب کو ایک لفظ بھی نہیں

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کہا اور اٹھ کھڑے ہوئے۔ برآمدے میں موجود تمام نفوس حسن کے اچانک کھڑے ہو جانے پر حیران ہوئے۔

"آپ کچھ نہیں کہیں گے؟" اس تمام معاملے میں مریم پہلی دفعہ بولی تھیں۔

"میں کل اپنا فیصلہ سناؤں گا!" حسن کے انداز سے زینب جان گئی یہ فیصلہ اس کے حق میں نہیں ہو گا۔

زینب اپنے آنسو اندر اتارتے ہوئے چلی گئی۔ اس کی بات کسی نے نہیں ماننی تھی۔ حسن چچا کو بھی اس پر اعتبار نہیں تھا۔ اس نے اپنے آپ کو کمرے میں بند کر لیا۔ رات کو جب سب سو گئے، تو وہ چھت پر آ گئی۔ تب سے اب تک وہ چھت پر ہی تھی۔)

زینب چھت پر بیٹھی یونہی سوچتی رہتی اگر نیچے برآمدے سے پانی کا نل چلنے کی آواز نہ آتی۔ نل کی آواز سن کر زینب کرنٹ کھا کر اٹھی۔ اس وقت کون اٹھ سکتا تھا لیکن پھر اسے یاد آیا حسن اکثر تہجد پڑھنے کے لیے رات کے اس پہر جاگتے تھے۔

اس نے منڈیر پر کھڑے ہوئے نیچے کی جانب خاموشی سے جھانکا، تو اسے حسن وضو کرتے دکھائی دیے۔

وہ خاموشی سے انہیں وضو کرتا دیکھتی رہی۔ وضو کرنے کے بعد حسن اندر کی طرف غائب ہو گئے۔ چند پل بعد حسن دوبارہ برآمدے میں آئے۔ اس بار ان کے ہاتھ میں جائے نماز بھی تھی۔ انہوں نے برآمدے میں جائے نماز بچھائی اور نیت باندھ کر ہاتھ تکبیر کے لیے کان تک لے گئے۔

کچھ پل زینب انہیں دیکھتی رہی۔ پھر آرام سے سیڑھیاں اترنے لگی۔ وہ آہستہ آہستہ چلتی حسن کے پاس پہنچ گئی۔ حسن صاحب قدرے اونچی آواز میں درودِ ابراہیم پڑھ رہے تھے۔ زینب ان کے پاس بیٹھ گئی۔ حسن صاحب نے زینب کو اپنے پاس بیٹھتا محسوس کر لیا تھا مگر وہ اپنی نماز میں مگن رہے۔ کچھ دیر بعد حسن سلام پھیرنے کے بعد اذکار پڑھنے لگے۔ انہوں نے زینب کی طرف دیکھنا بھی پسند نہیں کیا۔ زینب بھی انہیں نہیں دیکھ رہی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اس کی نظریں فرش پر جمی تھیں۔ زینب کی آواز یکدم ابھری۔ اس کے لہجے میں گلہ صاف واضح تھا۔

"آپ کو پتہ ہے چچا! چچی اکثر مجھے آپ کے اور بابا کی دوستی کے بارے میں بتاتی ہیں۔ وہ بتاتی ہیں آپ دونوں کو ایک دوسرے پر بڑا یقین تھا۔ آپ دونوں کی محبت مثالی تھی۔ لوگ اکثر آپ دونوں کے درمیان موجود محبت پر رشک بلکہ حسد کرتے تھے۔"

حسن کے چہرے کے تاثرات بدلے لیکن انہوں نے ابھی بھی زینب کی طرف نہیں دیکھا تھا۔ زینب فرش پر بے مقصد انگلی سے لکیریں کھینچنے لگی۔

"میں سوچتی تھی آپ دونوں اگر ایک دوسرے سے اتنی محبت کرتے تھے تو ضرور بابا کے جانے کے بعد آپ نے خود کو بڑی مشکل سے سنبھالا ہو گا!"

احمد کی موت کا زخم حسن کے دل میں آج تک تازہ تھا اور اس وقت زینب ان ہی زخموں کو کھرچ رہی تھی۔ احمد کا ذکر سن کر حسن کی آنکھ سے ایک آنسو نکلا جو ان کے گال سے بہتا ہوا قمیض کی دامن میں گر کر جذب ہو گیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"جب آپ کو کوئی ایسا شخص چھوڑ کر جاتا ہے جس سے آپ بے پناہ پیار کرتے ہو، تو یہ تکلیف سہی نہیں جاتی۔ آپ کا وہ بھائی جس کے ساتھ بچپن اور جوانی گزاری ہو اسے بھلایا تو نہیں جا سکتا۔ ہے نا؟"

اس کے سوال کا حسن نے جواب نہیں دیا۔ زینب کو جواب چاہیے بھی نہیں تھا۔

"لیکن آپ تو انہیں بھول گئے!"

الفاظ تھے یا صور، جو زینب نے حسن کے کانوں میں پھونکے تھے۔ انہوں نے تڑپ کر پہلی بار زینب کو دیکھا، جو ابھی بھی انہیں نہیں دیکھ رہی تھی۔

"آپ انہیں بھول گئے ہیں۔ اس لیے تو آپ کے لیے احمد کی بیٹی کے کردار پر شک کرنا اتنا آسان ہو گیا ہے۔ آپ اپنے بھائی احمد کو بھول گئے ہیں، اس لئے تو مجھ سے کچھ پوچھے بغیر آپ نے فیصلہ لے لیا ہے۔ آپ سب کچھ بھول گئے ہیں، جو آپ کے بڑے بھائی نے آپ کے لیے کیا۔ یاد رہے تو بس اشفاق بھائی رہے، جنہوں نے میرے کردار پر، زینب احمد کے کردار پر، آپ کے مرحوم بھائی کی بیٹی پر الزام لگایا۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میں احمد کو نہیں بھولا ہوں!" حسن کی آنکھوں سے آنسو بہے جا رہے تھے۔

"آپ بھول گئے ہے انہیں!" اب کی دفعہ فرش پر زینب کا آنسو گرا۔

"آپ انہیں گئے ہیں۔ اس لیے تو آج آپ نے اشفاق بھائی کی بات سن کر، ان پر بھروسہ کر لیا۔ اگر آپ کو احمد یاد ہوتا، تو آپ مجھ پر بھروسہ کرتے۔"

"میں نے کوئی فیصلہ نہیں سنایا!" حسن نے کی آواز زکام زدہ محسوس ہوئی۔

"آپ نے فیصلہ نہیں سنایا لیکن لے تو لیا ہے۔ کل آپ اس کا اعلان کر دیں گے۔ آپ مجھے خود بتائیں اگر بابا ایسی بات سنتے تو کیا ایک لمحہ بھی ضائع کرتے میرے کردار کی گواہی دینے میں؟"

اس بات پر حسن نے سر شرمندگی سے جھکا لیا۔

"میرا یقین کریں چچا میرے کردار میں کوئی جھول نہیں ہے۔ ایک دفعہ چچی نے مجھے بتایا تھا بابا پر کسی نے کوئی جھوٹا الزام لگایا تھا۔ انہوں نے بس ایک دفعہ اپنی صفائی دی اور پھر

وہاں سے چلے گئے۔بابا نے اپنے مخالفوں کو مزید کوئی صفائی پیش نہیں کی۔ آج میں بھی وہی کروں گی۔ اگر آپ نے مجھ پر اعتبار کرنا ہے تو کر لیں اور اگر نہیں کرنا چاہتے تو بھی آپ کی مرضی ہے۔ میں آپ پر کوئی دباؤ نہیں ڈالوں گی!"

وہ اٹھ کر جانے لگی تو حسن نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔"میں تمہاری اس ایک بات پر کیسے یقین کر لوں کہ تم بے قصور ہو؟"

زینب کے قدم رکے۔اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔اس کی سیاہ آنکھیں نم اور ان میں سرخ ڈوریاں پڑی ہوئی تھیں۔اس کے لب ایک اداس مسکراہٹ میں ڈھلے۔

"یقین تو آپ نے اشفاق بھائی کی بھی اسی ایک بات پر کیا تھا کہ میں قصوروار ہوں۔"

یہ کہہ کر زینب رکی نہیں بلکہ اپنے کمرے میں چلی گئی۔ پیچھے حسن اپنے اعمال کا احتساب کر رہے تھے۔

Clubb of Quality Content

* *

"تم کیا کہہ رہی ہو؟!"

عالیہ کے چہرے پر بے یقینی تھی۔اس کے سامنے بیٹھی نمرہ بڑے آرام سے اسے دیکھ رہی تھی۔ارد گرد جھانکو تو وہ دونوں اس وقت ایک خالی کلاس روم میں بیٹھے تھے۔عالیہ اور نمرہ ایک ساتھ بینچ پر بیٹھی تھیں۔

"اس میں اتنی بے یقینی کی کیا بات ہے؟ بھائی کو تم اچھی لگتی ہو۔"نمرہ نے اسے آرام سے جواب دیا۔

"مجھے یقین نہیں آرہا ہے!"عالیہ ابھی بھی بے یقینی کی کیفیت میں تھی۔

"ویسے پہلے تو مجھے بھی نہیں آرہا تھا۔"

"تم نے مجھے یہ بات پہلے کیوں نہیں بتائی؟!"اب عالیہ نے غصے سے پوچھا۔

میں کیا بتاتی مجھے تو خود کچھ دنوں پہلے پتا چلا ہے کہ بھائی تم سے پیار کرتے ہیں، لیکن تب تم آریان والے مسئلے میں پھنسی ہوئی تھی۔ اس لیے میں نے بتانا مناسب نہیں سمجھا۔" نمرہ نے اسے وضاحت دی۔

"یا خدایا! میں اور شایان؟ نہیں، کبھی نہیں، ہر گز نہیں!" عالیہ سوچتے ہوئے خود ہی اپنے خیالوں کو جھٹک رہی تھی۔

"ویسے تم میری بھابھی بنتی تو مجھے بہت اچھا لگتا، لیکن یہاں ایک مسئلہ ہے اور وہ یہ کہ تم شایان بھائی کی بیوی بنو گی، شایان بھائی کی!"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"کیوں؟ اس میں کیا مسئلہ ہے؟" عالیہ نے نمرہ سے پوچھا۔ نمرہ کی چلتی زبان کو بریک لگا۔ اسے اندازہ ہو گیا تھا وہ بہت زیادہ بول چکی تھی۔ اس لیے فوراً خاموش ہو گئی۔

"تم خاموش کیوں ہو گئی ہو؟ کچھ تو بولو۔" عالیہ نمرہ کی خاموشی پر ٹھٹکی۔

"میں نے تو بس ایسے ہی کہہ دیا۔۔۔۔۔۔" نمرہ نے زبردستی مسکرانے کی کوشش کی لیکن وہ جان گئی تھی کہ تیر کمان سے نکل چکا ہے۔

"تم اب بات نہیں بدل سکتی ہو۔ مجھے سچ سچ بتاؤ تمہاری بات کا مطلب کیا تھا۔ تمہیں ہماری دوستی کی قسم!"

عالیہ نے انتہائی جذباتی پن سے کہا جبکہ نمرہ عالیہ کے قسم دینے پر بتانے پر مجبور ہو گئی۔

"دیکھو! میرا بھائی ہے تو اچھا لیکن۔۔۔!" نمرہ نے دوبارہ بات اُدھوری چھوڑ دی۔

"لیکن کیا؟" عالیہ کی سنہری آنکھوں میں الجھن بڑھ گئی۔

"لیکن وہ غصے کے تھوڑے تیز ہیں۔ جب وہ غصے میں ہوتے ہیں تو کسی کا لحاظ نہیں کرتے۔ ان کا غصہ بہت خطرناک ہے اور وہ۔۔۔۔" نمرہ نے دوبارہ بات کو ادھورا چھوڑا۔

"تم ایک دفعہ میں ساری بات کیوں نہیں بتا دیتی؟" عالیہ بری طرح جھنجھلائی۔

"اور بھائی تھوڑے سے شکی مزاج ہے۔ وہ ہر وقت اپنی بات منوانا چاہتے ہیں۔" نمرہ نے گردن جھکا کر انتہائی دھیمی آواز میں عالیہ کو سچائی بتائی۔ دوسری طرف عالیہ یہ سن کر مزید

گھبرا گئی۔ شایان پہلے ہی ایک لائف پارٹنر کے طور پر، اس کے معیار پر پورا نہیں اترتا تھا۔ نمرہ کی باتیں سن کر تو شایان اب عالیہ کو اپنے قابل ہی نہیں لگا۔

"دیکھو میرے بھائی میں لاکھ برائیاں سہی لیکن وہ تم سے بہت پیار کرتے ہیں۔ مجھے یقین ہے وہ اپنے آپ کو تمہارے لیے بدل لیں گے۔" عالیہ کے تاثرات دیکھ کر نمرہ نے اپنے بھائی کی وکالت کرنا چاہی۔

"کوئی کسی کے لیے نہیں بدلتا ہے۔ انسان جیسی فطرت کا ہوتا ہے، ہمیشہ ویسا ہی رہتا ہے۔ بس فرق اتنا ہوتا ہے وہ اپنے اصل کو کچھ وقت کے لیے لوگوں سے چھپا لیتا ہے لیکن وہ ہمیشہ ایسا نہیں کر سکتا ہے۔ کبھی نہ کبھی اس کا اصل لوگوں کے سامنے کھل ہی جاتا ہے۔" عالیہ نے اپنا فلسفہ نمرہ کے سامنے پیش کیا۔

"اچھا تم پریشان تو نہ ہو۔ تم تو ایسے ری ایکٹ کر رہی ہو جیسے ماما تمہارے گھر بھائی کا رشتہ لے کر آگئی ہیں۔" نمرہ نے اسے تسلی دی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اسی بات کی تو فکر ہے۔ اگر پھپھو میرے لیے شایان کا رشتہ لے کر آ گئی تو بہت بڑا مسئلہ ہو جائے گا"

کچھ دیر کے لیے دونوں خاموش ہو گئے۔ اچانک عالیہ کے ذہن میں ایک بات آئی۔

"تمہیں کس نے بتایا کہ شایان مجھے پسند کرتا ہے؟" عالیہ نے وہ سوال اب پوچھا تھا جو اصولاً اسے سب سے پہلے پوچھنا چاہیے تھا۔

"میں بھائی کی الماری ٹھیک کر رہی تھی، تب ان کی دراز سے مجھے تمہاری فوٹوز ملی۔ اس پر لال مارکل سے دل کے نشان بنے ہوئے تھے۔" نمرہ کی بات سن کر عالیہ کی پریشانی کچھ کم ہوئی۔

"ہو سکتا ہے شایان نے یونہی میری فوٹوز دراز میں رکھ دی ہو اور تم نے اس کا غلط مطلب نکال لیا ہو۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میرا بھائی لڑکیوں کی تصویریں اپنے پاس رکھنے والے لڑکوں میں سے نہیں ہے۔ کیا تم نے کبھی خود غور نہیں کیا، تم جب بھی ہمارے گھر آتی ہو تو بھائی تمہیں کتنا پروٹوکول دیتے ہیں۔ کوئی اندھا بھی دیکھے گا تو سمجھ جائے گا۔" نمرہ کا لہجہ تھوڑا سخت تھا۔

عالیہ نمرہ کی باتوں کا کوئی جواب نہیں دے پائی۔ نمرہ کی بات صحیح تھی۔ عالیہ جب بھی زینب کے گھر جاتی تھی، شایان اس کا ہمیشہ گرمجوشی سے استقبال کرتا تھا۔ عالیہ کو چپ دیکھ کر نمرہ نے عالیہ کا چہرہ غور سے دیکھا۔

"آخر تمہیں میرا بھائی اتنا ناپسند کیوں ہے؟"

نمرہ کی بات سن کر عالیہ نے ایک ٹھنڈی آہ بھری۔

"کیوں کہ مجھے شایان میرے بابا جیسا لگتا ہے۔ بابا ایک آئیڈیل باپ ہیں مگر مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ وہ ایک اچھے شوہر نہیں ہیں۔ اگرچہ بابا اماں کی ہر ضرورت کا خیال رکھتے ہیں اور ان کو مارتے نہیں ہیں، لیکن پھر بھی اماں ان کے سامنے ہر وقت جواب دہ رہتی ہے۔ مجھے بعض اوقات لگتا ہے کہ بابا اماں کے درمیان میاں بیوی کا نہیں

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

بلکہ حاکم محکوم کا رشتہ ہے۔ شایان سے مجھے بلکل بابا جیسی وائبز آتی ہیں اور تم نے جتنا شایان کے بارے میں بتایا ہے، اس سے تو میرا شک یقین میں بدل چکا ہے کہ شایان اپنی بیوی کے ساتھ بلکل اسی طرح سلوک کرے گا، جس طرح بابا اماں کے ساتھ کرتے ہیں۔ تمہارا بھائی ایک اچھا انسان ہے لیکن میں ایک ایسا اچھا انسان اپنی زندگی میں نہیں چاہتی ہوں۔ میرے لائف پارٹنر کو لے کر کچھ اسٹینڈرڈ ہے اور شایان ان اسٹینڈرڈ میں کہیں فٹ نہیں ہوتا ہے۔"

عالیہ کی باتیں سن کر نمرہ نے بے اختیار اس کے کندھے پر اپنا ہاتھ رکھ دیا۔ عالیہ کے منہ سے اپنے بھائی کی برائیاں سن کر بھی نمرہ نے کچھ نہیں کہا بلکہ عالیہ کا کندھا تھپکایا۔ کچھ دیر قائم رہنے والا سکوت نمرہ کی آواز سے توڑا۔

"ویسے میرے پاس ایک حل ہے؟!" نمرہ کی بات سن کر عالیہ نے اس کی طرف دیکھا۔

اس کے بعد نمرہ نے عالیہ کے مسئلے کا حل بتایا جسے سن کر عالیہ کے چہرے کے تاثرات تن گئے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

* *

صبح زینب اپنی یونیفارم پہنے آئنے کے سامنے کھڑی تھی۔اس کی سرخ آنکھیں رت جگے کا ثبوت دے رہی تھیں۔وہ اپنا گلابی ڈوپٹہ شانوں پر ڈالتے ہوئے خود کو حوصلہ دے رہی تھی۔ اسے پتہ تھا اسے کالج جاتا دیکھ کر گھر میں تماشہ لگے گا۔

ڈوپٹہ سیٹ کرنے کے بعد اس نے چادر اوڑھی، کندھے پر بیگ ڈالا اور کمرے سے باہر چلی گئی۔برآمدے سے گزرنے سے لے کر گھر کے صدر دروازے میں پہنچنے تک زینب کو کسی نے نہیں دیکھا۔

سب ابھی کچن یا اپنے کمروں میں موجود تھے۔زینب کے دل کو اطمینان ملا لیکن جب اس نے دروازے کی چوکھٹ پر قدم رکھا تھا تبھی پیچھے سے آواز آئی۔یہ وہی آواز تھی جسے زینب کے کان کمرے سے نکلنے کے دوران سننا چاہتے تھے اور یہ وہی آواز تھی جسے زینب کا

دل سننا نہیں چاہتا تھا کیونکہ جب جب یہ آواز اس کے دل تک پہنچی تھی، تب تب اس کا دل کچھ نئے طرح سے زخمی ہوا تھا۔

"تم کالج جا رہی ہو؟!" شدید غصے میں ڈوبی مردانہ آواز۔

"جی!" زینب نے مڑے بغیر جواب دیا۔ اس کا دل ڈر سے کانپ رہا تھا۔

"اب سے تم کالج نہیں جاؤ گی!" حکم صادر کرتی آواز۔

"آپ اس گھر کے بڑے نہیں ہیں جو مجھ پر ایسے حکم چلائیں۔ اگر اس گھر کے بڑے کو میرے کالج جانے پر اعتراض ہوا تو میں گھر سے باہر قدم نہیں نکالوں گی!" زینب نے مستحکم لہجے میں بات مکمل کی۔ وہ ابھی تک مڑی نہیں تھی۔

"ایک تو تم ہماری عزتوں کو یوں نیلام کر رہی ہو، اوپر سے۔۔۔"

اب آواز کے ساتھ قدموں کی آہٹ بھی شامل تھی۔ زینب کو پیچھے سے وہ اپنے پاس آتا محسوس ہوا۔ قدموں کی آہٹ جب قریب پہنچی تو زینب کو اپنے پیچھے سے ایک اور آواز

سنائی دی۔ یہ آواز پچھلی آواز سے کچھ ضعیف تھی لیکن اس میں رعب تھا جیسے ایک گھر کے سربراہ کی آواز میں ہوتا ہے، اور ہونا بھی چاہیے۔

"اشفاق!!!"

زینب کو اپنی طرف بڑھتے قدم رکتے محسوس ہوئے۔

"تم کس حق سے گھر میں اپنی من مانی چلا رہے ہو؟!" زینب کے کانوں میں اب اس ضعیف آواز کا جھڑکنا صاف سنائی دے رہا تھا۔

"اور تم!"

زینب مڑے بغیر بھی جانتی تھی کہ اسے مخاطب کیا گیا ہے۔

"تم کالج جاؤ، تمہیں دیر ہو رہی ہے۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

زینب کے چہرے پر مسکراہٹ سج گئی۔ وہ ایک لمحہ ضائع کیے بغیر گھر سے باہر نکل گئی۔ پھر تقریباً بھاگتے ہوئے اس نے گلی پار کی۔ اسے ڈر تھا کہ کہیں حسن صاحب اپنا ارادہ نہ بدل لیں۔

زینب کو چھوڑ کر اگر دوبارہ حسن صاحب کے گھر میں جاؤ تو اشفاق، حسن صاحب کو حیرانی سے دیکھ رہا تھا۔

"آپ نے اسے بھیج دیا؟ یہ جانتے ہوئے بھی کہ وہ کیا کرتی پھر رہی ہے؟"

"وہ کیا کرتی پھر رہی ہے، وہ سب تم نے کسی اور سے صرف "سنا" تھا۔ اپنی آنکھوں سے دیکھا نہیں تھا اور نہ تم میرے پاس کوئی ثبوت لے کر آئے ہو۔"

حسن صاحب کی بات سن کر اشفاق کو لگا جیسے اسے سننے میں کوئی غلطی ہوئی ہے۔

"آپ کو میری بات پر یقین نہیں ہے؟!" اشفاق نے اپنے سینے پر ہاتھ رکھ کر بے یقینی سے پوچھا۔

"تم نے مجھے کہا کہ اس کی کلاس فیلو کے بقول، وہ غلط سرگرمیوں میں ملوث ہو گئی ہے اور زینب نے مجھے کہا اس کے کردار میں کوئی جھول نہیں ہے۔ تم دونوں نے بس بات کی تھی۔ پھر میں تمہاری بات پر یقین کر کے زینب کو سزا کیسے سنا دیتا؟"

"آپ کو اب اس کی بات پر بھروسہ ہے؟"

"نہیں! مجھے کسی کی بات پر بھروسہ نہیں ہے!" حسن بس اتنا کہہ کر اندر چلے گئے۔

اشفاق نے بے یقینی سے انہیں جاتا دیکھا۔ زندگی میں پہلی مرتبہ حسن نے اس کی بات کو رد کیا تھا۔ اشفاق نے ایک نظر اس دروازے کو دیکھا جس سے زینب باہر نکلی تھی۔ اشفاق کے دل میں زینب کے لیے نفرت نے مزید جڑ پکڑ لی۔

* *

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

زید خودکشی کرنے کے کئی ہفتوں بعد تک، جائی یانہ کو یونیورسٹی میں دکھائی نہیں دیا۔

شروع کے کچھ دن جائی یانہ پریشان ہوئی، لیکن پھر اس کا دھیان بٹ گیا اور وہ پڑھائی میں مشغول ہو گئی۔ اس کے مڈ ٹرم شروع ہو چکے تھے۔

اس کا آج پہلا مڈ ٹرم کا پیپر تھا۔ وہ پیپر دے کر نکلی تو اسے راستے میں سر آفتاب ٹکرا گئے۔ سر آفتاب سائنس کے ڈیپارٹمنٹ کے ہیڈ تھے۔ جائی یانہ کو وہ بلکل بھی اچھے نہیں لگتے تھے۔ وجہ ان کی حد سے زیادہ بے تکلفی تھی۔ حالانکہ جائی یانہ کا سر آفتاب اور سائنس کے ڈیپارٹمنٹ سے دور دور تک کوئی واسطہ نہیں تھا، پھر بھی سر آفتاب کسی نہ کسی بہانے سے اس سے بات کرنے لگ جاتے۔ جائی یانہ کو سر آفتاب کی نگاہیں کھٹکتی تھیں۔

آج سر آفتاب نے جائی یانہ کو اپنے آفس میں آنے کا کہا۔ سر آفتاب کا جائی یانہ کو اپنے آفس میں بلانا تعجب کی بات تھی۔ وہ ان کی اسٹوڈنٹ بھی نہیں تھی، تو پھر اس کو بلانے کا مقصد کیا تھا؟

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

جائی یانہ کی چھٹی حس نے خطرے کی گھنٹی بجائی لیکن سر آفتاب اس کی کوئی بات سنے بغیر آگے کی جانب چل دیے۔ جائی یانہ کو چار و ناچار قدم بڑھانے پڑے۔

سر آفتاب آفس میں آ کر اپنی راکنگ چیئر پر بیٹھ گئے۔ جائی یانہ سر آفتاب کے پیچھے پیچھے آئی تھی لیکن وہ بیٹھی نہیں بلکہ کھڑی رہی۔

"مس جائی یانہ، بیٹھ جائیں!"

سر آفتاب نے بڑی گرمجوشی سے اسے میز کی دوسری طرف رکھی دو کرسیوں میں سے ایک پر بیٹھنے کا کہا۔ ان کے چہرے پر موجود مسکراہٹ جائی یانہ کو عجیب لگ رہی تھی۔ اسے اپنا کھڑا رہنا ہی مناسب لگا۔ جائی یانہ کو بات مانتا نہ دیکھ کر، سر آفتاب کے چہرے پر یکدم ناگواری پھیلی۔

"مجھے لگ رہا ہے آپ نے میری بات نہیں سنی۔ شاید آپ کا پرنسپل آفس جانے کا دل کر رہا ہے۔"

جائی یانہ کو سر آفتاب کی بات سن کر مجبوراً بیٹھنا پڑا۔ جائی یانہ کو اپنے سامنے بیٹھا دیکھ کر سر آفتاب کے مکروہ چہرے پر دوبارہ مسکراہٹ پھیل گئی۔

"جی تو آج پہلا پیپر تھا۔ آپ کا پیپر کیسا ہوا!؟"

"اچھا!" جائی یانہ نے انتہائی خشک لہجے میں جواب دیا۔

"اچھا تو ہونا تھا۔ آپ ایک ذہین اسٹوڈنٹ ہے۔" سر آفتاب نے مسکراتے ہوئے جائی یانہ کے ہاتھ دیکھے جو میز پر تھے۔ جائی یانہ کے ہاتھ میں کسی قسم کی کوئی جیولری نہیں تھی۔ اس کے بے داغ سانولے ہاتھ آنکھوں کو بھلے محسوس ہوتے تھے۔

"اور ایک بات بتاؤں؟؟ مجھے وہ لڑکیاں بہت اچھی لگتی ہیں، جو اتنی اچھی اور قابل ہوتی ہیں۔"

یہ کہہ کر سر آفتاب نے اپنا ہاتھ جائی یانہ کے ہاتھ پر رکھ دیا۔ جائی یانہ نے جب سر آفتاب کے ہاتھ کا لمس محسوس کیا، تو کرنٹ کھا کر ہاتھ پیچھے کیا۔ سر آفتاب بد مزہ ہوئے۔

"میں آپ سے بات کر رہا ہوں اور آپ بد تمیزی کر رہی ہیں۔ آپ ابھی بزنس میتھ کا پیپر دے کر آ رہی ہیں۔ مجھے مجبور مت کریں کہ میں اس مضمون کے ٹیچر کے پاس جا کر آپ کے نقل کرنے کی شکایت کروں۔ اس کے ساتھ آپ کو پرنسپل آفس بھی لے کر جاؤں اور میم کو بتا سکوں کہ میں نے آپ کو کس طرح بند کلاس میں ایک لڑکے کے ساتھ قابل اعتراض حالت میں دیکھا ہے۔"

جائی یانہ کا دماغ سر آفتاب کی دھمکیاں سن کر بھک سے اڑا۔

"میں نے ایسا کچھ نہیں کیا۔۔"جائی یانہ چلّائی۔

"جی میں بہت اچھے سے جانتا ہوں آپ نے کچھ نہیں کیا، لیکن اگر میں یہ بات بولوں گا تو سب میرا یقین کریں گے۔ آخر کو میں یونیورسٹی کا ایک قابل پروفیسر اور سائنس کے ڈیپارٹمنٹ کا ہیڈ ہوں۔" آفتاب کے لہجے میں غرور تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

سر آفتاب کے آفس میں گھٹن پھیل گئی۔جائی یانہ کو سانس لینے میں دشواری ہونے لگی۔ اس کی ہتھیلیوں اور پیشانی سے پسینے کے قطرے نمودار ہونے لگے۔اس نے تو خواب میں بھی نہیں سوچا تھا کہ اسے ایسے پھنسایا جائے گا۔

"آخر آپ ایسا کیوں کر رہے ہیں؟!"جائی یانہ کے حلق میں آنسوؤں کے پھندے لگنے لگے۔ اس کی آواز رندھی ہوئی تھی۔

"کیونکہ آپ نے ابھی مجھے ناراض کیا ہے۔میں آپ سے اتنی خوش اخلاقی سے بات کر رہا تھا لیکن آپ کا رویہ انتہائی روکھا ہے۔اگر آپ مجھ سے اچھے سے بات کریں اور مجھے "خوش" کریں، تو میں ایسا کچھ نہیں کروں گا بلکہ اگر آپ کہیں گی تو آپ کو یونیورسٹی کی سب سے ہونہار اسٹوڈنٹ بنادوں گا۔"

سر آفتاب نے یہ کہہ کر بے باکی سے دوبارہ جائی یانہ کا ہاتھ پکڑ لیا۔

"تو کیا اب میں آپ کی خاموشی کو ہاں سمجھوں؟"سر آفتاب کا چہرہ اس وقت غیر انسانی محسوس ہوا۔

سر آفتاب کی بات سن کر جائی یانہ کا دل حلق میں آ گیا۔ اس کے اندر اتنی ہمت بھی نہیں رہی تھی کہ اپنا ہاتھ چھڑا سکے۔ سر آفتاب اپنی کرسی سے اٹھ کر جائی یانہ کی جانب جھک رہے تھے۔

جائی یانہ نے آنکھیں بند کر لی اور دل ہی دل میں دعائیں مانگنے لگی۔ سر آفتاب اور جائی یانہ کے درمیان بس کچھ فاصلہ رہ گیا تھا جب آفس کا دروازہ دھماکے کی آواز میں کھلا۔ سر آفتاب نے ہڑبڑا کر جائی یانہ کا ہاتھ چھوڑا اور سیدھے کھڑے ہو گئے۔ جائی یانہ بھی اپنی کرسی پر سے کھڑی ہوئی اور بے اختیار پیچھے ہو گئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

جائی یانہ نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو اسے اپنے سامنے وہ دکھائی دیا۔ وہی جس کے بال گھنگھرالے اور آنکھیں بھوری تھیں۔ وہ پہلے سے کچھ کمزور ہو گیا تھا۔ اس کی رنگت زرد تھی۔ اسے دیکھ کر لگ رہا تھا وہ ابھی بھی مکمل طور پر صحتیاب نہیں ہوا تھا۔

جائی یانہ کو اس وقت زید ایک فرشتہ لگا جسے اللہ نے اس کی مدد کے لیے بھیجا تھا۔اس نے اللہ کا دل میں شکر ادا کیا۔دوسری طرف زید کی نظریں جائی یانہ کی طرف نہیں تھی بلکہ وہ سر آفتاب کو گھور رہا تھا۔

"آپ کو کسی نے سکھایا نہیں کہ کسی کے آفس میں آنے سے پہلے دروازہ کھٹکھٹاتے ہیں۔"

سر آفتاب اب سنبھل چکے تھے،اس لیے اس نے زید کے اوپر سے آنا چاہا۔

"پرنسپل نے آپ کو بلایا ہے!"زید نے بس اتنا ہی کہا۔

"پرنسپل سے کہو میں ایک اسٹوڈنٹ کو ٹاپک سمجھا کر آتا ہوں!"سر آفتاب کی نگاہیں دوبارہ جائی یانہ پر ٹک گئیں۔زید نے جب سر آفتاب کی ناپاک نظریں جائی یانہ پر دیکھیں،تو اس نے سختی سے لب بھینچے۔پھر وہ آگے آگیا۔جائی یانہ زید کے پیچھے چھپ گئی۔سر آفتاب اب جائی یانہ کو نہیں دیکھ سکتے تھے۔

"میں نے کہا نا میں آرہا ہوں!"سر آفتاب نے سخت لہجے میں کہا۔

"انہوں نے آپ کو فوراً بلایا ہے۔" زید نے ایک ایک لفظ چبا کر ادا کیا۔

سر آفتاب نے سر جھٹک دیا۔ ان کا بنا بنایا پروگرام خراب جو ہو گیا تھا۔ انہوں نے میز پر پڑا اپنا موبائل اٹھایا اور آفس سے نکلنے لگے۔ آفس سے نکلتے ہوئے انہوں نے ایک نظر جائی یانہ کو دیکھا۔ جائی یانہ کے چہرے کی ہوائیاں اڑی ہوئی تھی۔

"میں کسی اور دن آپ کو ٹاپک سمجھاؤں گا۔ آپ چاہیں تو آفس میں میرا انتظار کر سکتی ہیں۔"

سر آفتاب کی بات سن کر جائی یانہ کا دل کانپ اٹھا۔ وہ اس کے تاثرات سے محظوظ ہوتے آفس سے نکل گئے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

سر آفتاب کے جانے کے بعد جائی یانہ نے ایک لمحہ بھی ضائع نہیں کیا اور آفس سے باہر نکل گئی۔ آفس سے نکل کر اس نے لمبے لمبے سانس لیے۔ جائی یانہ کے نکلنے کے بعد زید بھی باہر آ گیا۔

پھر جائی یانہ آفس سے دور بھاگنے لگی۔ جب آفس کافی دور ہو گیا تو وہ رک گئی۔ وہ خاموشی سے سامنے موجود سیڑھیوں کے زینے پر بیٹھ گی۔

زید بھی جائی یانہ کے پیچھے آ گیا۔ وہ اس کے پاس کھڑا ہو گیا۔

"یہ ذلیل۔۔۔"زید آفتاب کو گالی دیتے ہوئے رکا۔

"یہ گھٹیا شخص آپ کو کب سے پریشان کر رہا ہے؟"

"یہ پہلی بار تھا۔"جائی یانہ کے چہرے سے خون نچڑ چکا تھا۔

"ہہنہ! گھٹیا انسان۔۔۔۔!"وہ زیر لب بڑبڑایا۔

پھر اس کی نظریں بے اختیار جائی یانہ پر گئی۔ اس کی بھوری آنکھوں میں یکدم فکر مندی اتر آئی۔

"آپ پریشان نہ ہو۔ سب بہتر ہو جائے گا۔"زید کی بات سن کر جائی یانہ نے نفی میں سر ہلایا۔

"نہیں اب کچھ بھی ٹھیک نہیں ہو گا۔ اب سب خراب رہے گا۔ اگر میں نے اس کی بات نہیں مانی، تو وہ مجھے بدنام کر دے گا اور اگر مان لی۔۔۔۔۔۔۔"جائی یانہ کے پاس الفاظ ختم

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ہو گئے۔اس نے اپنا چہرہ ہاتھوں کے کٹورے میں چھپا لیا۔اب کی دفعہ زید نے کچھ نہیں کہا۔وہ جائی یانہ کو یونہی دیکھتا رہا۔کچھ دیر بعد اس نے جائی یانہ کو اپنا چہرہ اٹھاتے دیکھا۔

"میں نے سوچ لیا ہے،میں اب یونیورسٹی نہیں آؤں گی۔"

اس نے جیسے اعلان کیا تھا۔زید نے اس کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔دونوں یونہی خاموش رہے۔جائی یانہ بیٹھی کسی اور دنیا میں گم تھی۔اس کے چہرے کے تاثرات چیخ چیخ کر بتا رہے تھے کہ وہ سر آفتاب کی باتوں سے خوفزدہ تھی جبکہ زید اس کے تاثرات خاموشی سے پڑھ رہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

* *

آج عزاہ کی کوئی خاص کلاس نہیں تھی۔اس لیے اس نے آیونیورسٹی سے چھٹی کر لی۔لاؤنج میں رکھے فلور کشن پر بیٹھی وہ آرام سے ایک کوکنگ میگزین کی ورق گردانی کر رہی تھی جب اس نے نوال کو لاؤنج کے دروازے کے سامنے سے گزرتا دیکھا۔عزاہ نے ایک جھلک میں ماں کی سفید چادر اور پرس دیکھ لی تھی۔وہ یقیناً کہیں باہر جا رہی تھیں۔عزاہ ہاتھ میں میگزین پکڑ کر فوراً اٹھی اور اپنی ماں کے پیچھے دوڑی۔

"آپ کہیں جا رہی ہیں؟"عزاہ نے نوال کو پیچھے سے آواز دی۔

"ہاں تمہاری پھپھو کے گھر جا رہی ہوں۔مجھے تھوڑی دیر ہو جائے گی۔گھر کا خیال رکھنا۔"

"آپ کس کے ساتھ جائیں گی؟"

"میں رکشے یا ٹیکسی سے چلی جاؤں گی۔"

نوال نے عجلت میں کہا،پھر عزاہ کی اگلی بات سنے بغیر چلی گئیں۔عزاہ ماں کی عجلت پر ٹھٹکی۔وہ کچھ دیر بیرونی دروازے کو تکتی رہی،پھر کندھے اچکا کر دوبارہ لاؤنج کے اندر چلی گئی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کچھ لمحات بعد زینب کے گھر کے لاؤنج میں آؤ تو وہاں پر نوال اور زینب دونوں بیٹھی تھیں۔ زینب نے اسکن رنگ کی شلوار قمیض پہنی ہوئی تھی۔ اسکن رنگ ان کی سفید رنگت پر خوب جچ رہا تھا۔ زینب نے خود کو اچھے سے سنوارا ہوا تھا۔ بڑھتی عمر نے بھی ان کی خوبصورتی پر گہن نہیں لگایا تھا۔ کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ اس حسین چہرہ کے دل میں کتنے بھیانک راز چھپے تھے۔ ان کے بالکل ساتھ صوفے پر نوال بیٹھی تھیں۔ انہوں نے اپنی چادر سمیٹ کر ایک طرف رکھ دی تھی۔ سلام دعا کے بعد نوال اب زینب سے حال احوال پوچھ رہی تھیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اور سناؤ زینب؟ گھر میں سب ٹھیک ہے؟"

"جی الحمد للہ! آپ سنائیں بچیاں کیسی ہیں؟"

"انہیں کیا ہونا ہے؟ اللہ کے فضل سے ٹھیک ہی ہیں۔" نوال نے ہلکے پھلکے لہجے میں کہا۔ ملازمہ چائے اور دیگر لوازمات کی ٹرے اٹھائے اندر آئی، تو زینب نے اسے روکا۔

"سنو تم آج دوپہر کے کھانے کا اچھا سے اہتمام کرو۔ کوئی کمی نہیں رہنی چاہیے۔ آج بھابھی ہمارے گھر کھانا کھائیں گی!" آخری بات زینب نے نوال کو دیکھتے ہوئے بولی تھی۔

"ارے نہیں زینب! تم کن تکلفات میں پڑ رہی ہو۔ میں تو تم سے ملنے آئی تھی۔" نوال نے انہیں منع کرنا چاہا لیکن زینب نے ان کی ایک نہیں چلنے دی اور ملازمہ کو کھانے کا کہہ کر بھیج دیا۔

"میں تو تم سے ملنے آئی تھی لیکن تم تو یوں شرمندہ کر رہی ہو!" نوال نے خفگی سے کہا۔

"بھابھی آپ کا اپنا گھر ہے۔ شرمندگی کس بات کی؟"

اس کے بعد دونوں ادھر ادھر کی باتوں میں مشغول ہو گئیں۔ ایک گھنٹہ غیر ضروری باتیں بات کر لینے کے بعد نوال اصل موضوع پر آئیں۔

"زینب! مجھے تم سے ایک بات کرنی تھی۔"

"جی، بھابھی بولیں!"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"وہ دراصل۔۔۔۔۔"نوال جھجھک رہی تھیں۔

"آپ کھل کر بات کریں، بھابھی!"زینب نوال کی جھجھک جان گئی تھیں۔شاید انہوں نے بات بھی بوجھ لی تھی۔

"تم نے مجھے کچھ دنوں پہلے بتایا تھا کہ تم شایان کی شادی کے لیے لڑکیاں ڈھونڈ رہی ہو۔"

نوال انتہائی سنجیدگی سے بات کی شروعات کی۔

"جی!"زینب نے سر اثبات میں ہلایا۔

"تمہیں عالیہ کا خیال نہیں آیا۔وہ تو تمہاری اپنی بھتیجی ہے۔تمہارا اپنا خون ہے۔"نوال نے گلہ کیا۔

ان کا گلہ سن کر زینب کو اطمینان ہوا۔

"مجھے عالیہ بہو کے طور پر بہت اچھی لگتی ہے۔میری خود کی یہ خواہش ہے کہ عالیہ میرے شایان کی بیوی بنے مگر آپ تو جانتی ہیں بھائی کے نزدیک میری اور میرے بچوں کی کیا

اہمیت ہے۔ میں بلاوجہ اپنے آپ کو اور بچوں کو شرمندہ نہیں کروا سکتی۔"زینب اپنے تاثرات کو سنجیدہ بنائے بولیں۔

"تم فکر نہیں کرو۔ تمہارے بھائی کو میں منالوں گی۔ تم بس اپنا اور شایان کا بتاؤ!"نوال جھٹ سے بولیں۔

"مجھے تو کوئی اعتراض نہیں ہے بلکہ میں تو بہت خوش ہونگی کہ میری بہو گھر کی بچی ہے۔ باہر سے کسی کو نہیں لانا پڑا۔"

زینب کی بات سن کر نوال حد درجہ خوش ہوئیں لیکن زینب کی بات مکمل نہیں ہوئی تھیں۔

"البتہ شایان سے مجھے پوچھنا پڑے گا۔ ہو سکتا ہے شایان کو کوئی اور پسند ہو یا اسے عالیہ پسند نہ ہو؟!"

"تم آرام سے شایان سے اس کی رضامندی پوچھ لو اور مجھے ایک دو دن میں بتا دینا۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"آپ فکر نہ کریں۔ میں آج رات ہی شایان سے عالیہ کی بات کروں گی اور کل صبح میں آپ کو شایان کا جواب سنا دوں گی۔" زینب نے انہیں تسلی دی۔

"زینب تم سے ایک اور بات بھی کرنی تھی۔ تمہارے بھائی کو بالکل بھی پتہ نہیں چلنا چاہیے کہ رشتے والی بات میں نے خود اپنے منہ سے کی ہے۔ تم ان کے مزاج کو تو جانتی ہو۔ وہ خواہ مخواہ مجھ سے ناراض ہونگے۔" نوال کی بات سن کر زینب نے سمجھتے ہوئے گردن ہلائی۔

"آپ بے فکر رہیں بھابھی! یہ بات آپ کے اور میرے درمیان میں رہے گی۔" زینب نے ان کی یقین دہانی کروائی۔ اب وہ دونوں آرام سے ایک دوسرے سے شادی کے انتظامات کیں اور شادی کے ہی متعلق بات کر رہی تھیں۔

* *

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

چھٹی کا وقت ہو گیا تھا لیکن جائی یانہ کا اس طرف کوئی دھیان نہیں تھا۔ اس کے ذہن میں ابھی بس سر آفتاب کی دھمکیاں گھوم رہی تھیں۔ اس کے پاس کھڑے زید نے اسے وقت کا احساس دلایا۔

"چھٹی کا وقت ہو گیا ہے۔۔۔"

زید کی آواز پر وہ حقیقی دنیا میں واپس آئی۔ اس نے موبائل پر وقت دیکھا۔ واقعی چھٹی کا وقت ہو چکا تھا۔ اسے حیرت ہوئی۔ جائی یانہ اور زید، دو گھنٹے سے ادھر موجود تھے۔

جائی یانہ خاموشی سے اٹھ گئی اور چھوٹے چھوٹے قدم لیتی چلنے لگی۔ زید بھی اس کے ساتھ چلنے لگا۔ زید دو گھنٹے سے مسلسل کھڑا تھا۔ اب اس کے پاؤں دُکھ رہے تھے۔

"تمہارا ہاتھ کیسا ہے؟" جائی یانہ کی نظر چلتے ہوئے اس کی کلائی پر لگے کٹ پر گئی۔

"ٹھیک ہے!" زید نے آرام سے کہا۔ "آپ کا اس دن میری مدد کرنے کا شکریہ!"

"تم نے خودکشی کیوں کی تھی؟" جائی یانہ نے پوچھا۔

"دل چاہ رہا تھا!"

اس کے لہجے سے صاف واضح تھا کہ وہ جائی یا نہ سے اس متعلق بات نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اس لیے جائی یا نہ خاموش ہو گئی۔ جب وہ دونوں یونیورسٹی کی عمارت سے باہر نکل گئے تو زید نے بولنا شروع کیا۔

"میں بے ہوشی میں بھی آپ کی کچھ باتیں سن پا رہا تھا۔ آپ میرے لیے ڈاکٹروں سے لڑ رہی تھیں۔ اس وقت آپ کی آواز میں ذرا سا بھی خوف اور ڈر نہیں تھا۔ آپ بہادری سے ہسپتال انتظامیہ کی ہر ناجائز بات کا منہ توڑ جواب دے رہی تھیں، حالانکہ یہ سب آپ کی زمہ داری نہیں تھی۔ آپ اگر چاہتیں تو مجھے وہی چھوڑ کر جا سکتی تھیں لیکن آپ نے میرا ساتھ دیا۔ یہ جانتے ہوئے کہ یہ ایک پولیس کیس ہے۔ جب مجھے ہسپتال میں ہوش آیا تو میں نے آپ کے بارے میں بہت سوچا۔ آپ جانتی ہیں میرے ذہن میں آپ کا کیسا امیج بنا؟"

زید نے اپنے سوال کا خود ہی جواب دیا۔

"میرے ذہن میں ایک ایسی عورت کا خاکہ بنا جو ہر کسی کو اپنی حد میں رکھنا جانتی ہے، وہ سمجھدار ہو یا نہیں لیکن وہ بہت بہادر ہوتی ہے۔ وہ حق کے لیے آواز اٹھاتی ہے۔ مجھے لگتا تھا آپ اپنی آزادی پر کبھی سمجھوتا نہیں کریں گی لیکن آپ کی باتوں نے مجھے کافی مایوس کیا ہے۔"

جائی یانہ نے زید کی طرف دیکھا جبکہ زید اپنے سامنے موجود سڑک کو دیکھ رہا تھا۔ دونوں پر سورج کی روشنی پڑ رہی تھی۔

"آپ کی بات نے مجھے مایوس کیا کہ اب آپ یونیورسٹی نہیں آئیں گی۔ مجھے نہیں لگتا تھا آپ آفتاب یا کسی بھی شخص سے ڈر کر گھر میں چھپ جائیں گی، لیکن آپ نے ویسا ہی کیا، جیسے سب کرتے ہیں۔ آپ ڈر گئی ہیں اور اپنے ڈر کی غلام بن رہی ہیں۔" زید نے تاسف سے کہا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تمہارے لیے کہنا آسان ہے۔ تم ایک لڑکے ہو۔ لڑکوں کو ان سب سے نہیں گزرنا پڑتا، جن سب سے ہم لڑکیاں گزرتی ہیں۔" جائی یا نہ کی بات پر زید رک گیا اور مڑ کر اس کی طرف دیکھا۔

"آپ نے ٹھیک کہا۔ میں ایک لڑکا ہوں اور مجھے واقعی میں ان چیزوں سے نہیں گزرنا پڑتا ہے جن سب سے آپ لڑکیاں گزرتی ہیں لیکن آپ کو ایک بات بتاؤں؟ لڑکوں کو ان سے کئی گنا بڑے مسئلوں سے گزرنا پڑتا ہے۔ لڑکوں کو ساری عمر یہی سکھایا جاتا ہے کہ تم نے بڑے ہو کر اپنے خاندان کو سنبھالنا ہے۔ تمہیں کمزور نہیں بننا۔ تمہیں اپنے خاندان کے ساتھ اعتدال پسند رہنا ہے۔ ایک لڑکے کے کندھوں پر بہت جلدی بوجھ ڈال دیا جاتا ہے۔ عورت رو دھو کر، ناراض ہو کر، سوشل میڈیا میں فیمنزم تحریک چلا کر اپنے مسائل بیان کر سکتی ہے لیکن مردوں کو خاموش رہنا ہوتا ہے۔ ہمیں مضبوط ہونا پڑتا ہے۔ بھلے دل پر پتھر پڑ رہے ہو یا ایک قیامت گزر رہی ہو مگر چہرے پر کوئی آثار نہیں آنے چاہیے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کیونکہ آپ مرد ہے۔ اگر مرد کمزور پڑ گیا تو اس کے گھر کے دوسرے افراد غیر محفوظ ہو جائیں گے۔ لڑکا ہونا بھی اتنا آسان نہیں ہوتا۔"

زید نہ چاہتے ہوئے بھی تلخ ہوا۔ اس نے دوبارہ چلنا شروع کر دیا۔ کچھ دیر خاموشی سے چلنے کے بعد زید نے اپنی بات دوبارہ شروع کی۔ اس کا لہجہ اب تھوڑا نرم پڑ چکا تھا۔

"آپ اس بارے میں مت سوچیں کہ میں لڑکی ہوں اور لڑکی کمزور ہوتی ہے۔ اس بارے میں سوچیں کہ آپ اس مسئلے کو کس طرح حل کر سکتی ہیں۔ آپ کے پاس اگر مسئلہ ہے تو یقین کریں، کہیں نا کہیں حل بھی ہو گا۔ آپ کو بس اسے ڈھونڈنے کی ضرورت ہے۔"

"مجھے حل نہیں مل رہا۔ میں کب سے یہی سوچ رہی ہوں۔" جائی یا نہ بھی چھوٹے قدم اٹھاتی اس کے برابر میں چل رہی تھی۔

"آپ مسئلے کا حل غلط طریقے سے ڈھونڈ رہی ہیں۔ آپ حل کی بجائے، اس شخص کے بارے میں سوچ رہی ہیں، جس نے مسئلہ پیدا کیا ہے۔ آپ کو آفتاب کے بارے میں ابھی نہیں

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

سوچنا ہے۔ آپ کو ابھی یہ سوچنا چاہیے کہ آپ اپنے طریقے سے۔۔۔۔۔۔۔!ویسے آپ کا نام کیا ہے؟"

زید نے بات کرتے ہوئے اچانک اس کا نام پوچھا۔

"جائی یانہ!"اس نے آرام سے بتایا۔

"کیا جیئ نا؟"زید نے اس کا نام بگاڑا۔

"جائی یانہ!"جائی یانہ نے زید کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھا۔جب کوئی اس کا نام بگاڑتا تھا تو وہ تمام مروت اور لحاظ بھول جاتی تھی۔

"اچھا اچھا جائی یانہ!"زید نے دونوں ہاتھ اٹھا کر جائی یانہ کو ٹھنڈا کرنا چاہا۔

"میں آپ کو کہہ رہا تھا آپ نے جائی یانہ بن کر اس مسئلے کا حل نکالنا ہے۔یہ سوچنا چھوڑ دیں کہ آپ ایک لڑکی ہیں بلکہ یہ سوچیں کہ آپ جائی یانہ ہے اور سوچیں جائی یانہ اپنے زندگی کے مسئلوں کو کس طرح حل کرتی ہے۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

زید نے اپنی بات مکمل کی۔ چلتے چلتے جائی یانہ اور زید مین روڈ تک پہنچ گئے۔ جائی یانہ زید کی باتیں سن چکی تھی لیکن ابھی سمجھ نہیں پائی تھی۔ اس لئے اس نے زید کی باتوں کا کوئی جواب نہیں دیا۔

جائی یانہ نے ایک ٹیکسی روکی اور اس میں بیٹھ گئی۔ ٹیکسی اسلام آباد کی ایک مصروف سڑک پر رینگنے لگی۔ دوسری طرف زید ابھی بھی وہی کھڑا تھا جہاں سے جائی یانہ ٹیکسی پر سوار ہوئی تھی۔ اس کی نظریں اس زرد اور کالی رنگ کی ٹیکسی پر مرکوز تھی۔ ٹیکسی کو دیکھتے ہوئے زید کی بھوری آنکھوں میں بہت سے جذبات تھے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

****

جائی یانہ مرے مرے قدموں سے گھر میں داخل ہوئی۔ کچن سے نکلتی عزاہ نے اسے دیکھا تو اس کے پاس آ گئی۔

"تم آ گئی؟!امی تو پھپھو کے گھر گئی ہوئی ہیں۔ گیارہ بجے کی گئی ہوئی ہیں،ابھی تک واپس نہیں آئیں۔مجھے لگ رہا ہے پھپھو نے انہیں کھانے کے لیے روک لیا ہے۔میں نے سالن اور روٹی پکالی ہے۔اب تمہیں بھوک لگ رہی ہے،تو کچن میں جا کر اپنے لیے کھانا خود نکال لو۔"

جائی یانہ نے عزاہ کی باتوں کو سن کر سر کو خم دیا۔اس کے بعد وہ آگے بڑھی اور زینے پر پہلا قدم رکھ دیا۔پھر وہ آہستہ آہستہ اوپر کی جانب جانے لگی۔عزاہ کو جائی یانہ کا کھانا کھائے بغیر اپنے کمرے میں جانے پر حیرانگی ہوئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"تم کھانا نہیں کھاؤ گی؟"عزاہ نے جائی یانہ سے پوچھا۔

اس بار جائی یانہ نے سر نفی میں ہلایا اور سیڑھیوں کے زینے چڑھتی اوپر کی جانب گم ہو گئی۔

"اب اسے کیا ہو گیا؟!"عزاہ نے حیرت سے خود کلامی کی۔وہ کچھ دیر کھڑی رہی،پھر کندھے اچکا کر جانے لگی تبھی دوبارہ گھر کا بیرونی دروازہ کھلا۔

عزاہ نے مڑ کر دیکھا تو اس بار نوال آئی تھیں۔ ان کا چہرہ کھلا ہوا تھا۔ وہ عزاہ کو دیکھ کر مسکرائیں۔ عزاہ کو سمجھ نہیں آئی آج گھر کے افراد اسے اتنے عجیب رد عمل کیوں دے رہے ہیں؟ نوال لاؤنج میں چلی گئیں تو وہ ان کے لیے پانی لے آئی۔

"آپ کی پھپھو سے ملاقات ہو گئی؟"

عزاہ نے گلاس پکڑاتے ہوئے پوچھا۔

"ہمممم!" نوال نے ہنکارا بھرا اور پانی کا گلاس لے کر ایک سانس میں پی لیا۔ انہیں بہت پیاس لگ رہی تھی۔

"آپ اتنی خوش کیوں دکھائی دے رہی ہیں؟!" عزاہ نے نوال کو پر تجسس انداز میں دیکھا۔

"کیوں کہ میں ہوں ہی اتنی خوش!" اماں نے اس کا تجسس کچھ مزید بڑھایا۔

اسی لمحے گھر کا بیرونی دروازہ ایک بار پھر کھلا۔ اس بار آنے والی عالیہ تھی۔ لاؤنج میں سے نوال کی آواز سن کر وہ لاؤنج کی طرف بڑھنے لگی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"آپ تو پھپھو کے گھر گئی تھیں،وہاں ایسی کونسی بات ہوئی جس نے آپ کو اتنا خوش کر دیا؟!"عزاہ کی آواز عالیہ کے کانوں میں پڑی، تو وہ دم رک گئی۔

"بات ہے ہی خوشی کی۔ تم سنو گی تو تم بھی بہت خوش ہو جاؤ گی۔"اماں کی بات سن کر جہاں عزاہ کا خبر سننے کے لیے اشتیاق بڑھا،وہی کہیں دور سے عالیہ کی چھٹی حس نے خطرے کی گھنٹی بجائی۔

"میں تمہاری پھپھو سے شایان اور عالیہ کے رشتے کی بات کر کے آئی ہوں۔"

نوال کی بات نے ہر طرف بمباری کر دی۔ دونوں سنہری آنکھوں میں یک دم کچھ ٹوٹا۔ جی ہاں دونوں سنہری آنکھوں میں!

"زینب کو تو کوئی اعتراض نہیں ہے البتہ اس نے کل صبح تک کا وقت مانگا ہے تاکہ شایان سے اس کی مرضی پوچھ سکے۔ میں بھی تب تک تمہارے بابا کو اس رشتے کے بارے میں بتا دوں گی۔۔۔۔۔"نوال بولے جا رہی تھیں جبکہ ان کے سامنے بیٹھی عزاہ سکتے میں تھی۔

جہاں عالیہ کا بدترین خدشہ درست ثابت ہوا تھا، وہی پر عزاہ کے سینے پر ایک بھاری بوجھ لدا تھا۔ عالیہ اور عزاہ دونوں اگلی بات نہیں سن سکی تھیں۔ وہ دونوں سن ہی نہیں سکتی تھیں۔

عالیہ کا ایک پل کو دل چاہا کہ اندر جا کر تماشہ کریں، چیخے، چلائے لیکن اس کے قدم لاؤنج کے اندر جانے کی بجائے پیچھے کے جانب گئے۔ پہلے ایک قدم، پھر دوسرا، اس کے بعد وہ مڑی اور اوپر جانے لگی۔ وہ تقریباً بھاگتی ہوئی اپنے کمرے میں جا کر بند ہو گئی۔ دوسری طرف عزاہ بھی صوفے پر سے یک دم اٹھ کھڑی ہوئی۔ وہ اس وقت کچھ سننے اور بولنے کی حالت میں نہیں تھی۔ اس کے اس طرح اٹھنے پر نوال نے تعجب سے اسے دیکھا۔

"میرے سر میں درد ہو رہا ہے۔ میں تھوڑی دیر سونے جا رہی ہوں۔"

وہ اتنا کہہ کر لاؤنج میں سے باہر نکل گئی۔

آج کا دن شاید ان تینوں بہنوں کے لیے ایک برا دن تھا لیکن عزاہ کے لیے کیوں؟!

****

عالیہ اپنے کمرے کے چکر کاٹ رہی تھی۔ اس کا بیگ بیڈ پر، جوتے زمین پر اور ڈوپٹہ صوفے پر گرا پڑا تھا۔ عالیہ کو جس بات سے سب سے زیادہ ڈر لگ رہا تھا، وہ بات ہو چکی تھی۔ سونے پر سہاگا یہ بات خود نوال نے کی تھی۔ وہ جانتی تھی اماں اپنی بات سے اب پیچھے نہیں ہٹیں گی۔

اس کا دماغ خراب ہو رہا تھا۔ اگر عالیہ کو پتہ ہوتا، نوال کے ارادے اتنے خطرناک ہیں، تو وہ اماں کو گھر سے نکلنے ہی نہیں دیتی۔ عالیہ کو شایان پہلے ہی پسند نہیں تھا لیکن نمرہ کی شایان کے متعلق باتیں سن کر اس کی ناپسندیدگی میں مزید اضافہ ہو گیا تھا۔ اب تو وہ بلکل بھی شایان سے شادی کے لیے راضی نہیں تھی۔

اس کو سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ کیا کریں۔ اس کو اچانک سے نمرہ کی بات یاد آئی۔ اس نے اسے ایک حل دیا تھا لیکن نہیں! اس نے اپنے آپ کو ڈپٹا۔ وہ تو بس نمرہ کا ایک بیوقوفانہ

مشورہ تھا۔ نمرہ تو یونہی کچھ بھی کہہ جاتی ہے۔ اس نے اپنا دماغ کسی دوسرے حل کی جانب لگانا چاہا مگر جانے کیوں ذہن میں بار بار نمرہ کی باتیں گردش کرنے لگ جاتیں۔ شاید وہ خود بھی وجہ جانتی تھی۔

****

عزاہ اپنے کمرے کی الماری میں کچھ تلاش کر رہی تھی۔ اس کے ہاتھ چیزیں الٹ پلٹ کرنے میں مشغول تھے۔ اس کا چہرہ سپاٹ اور آنکھیں نم تھیں۔ کچھ دیر کی تلاش کرنے کے بعد اسے وہ چیز مل گئی، جسے وہ کب سے تلاش کر رہی تھی۔ عزاہ نے اسے اپنی مٹھی میں بند کر کے باہر نکالا۔ پھر مٹھی نکالی۔ وہ ایک چھوٹی سی گاڑی تھی۔ گاڑی کا رنگ بہت سی جگہوں سے اتر گیا تھا۔ اس کی حالت بھی کافی خستہ ہو گئی تھی۔ عزاہ ٹکٹکی باندھے اسے دیکھے گئی۔ وہ نہ چاہتے ہوئے بھی اپنے ماضی کی سب سے خوشگوار یاد میں کھو گئی۔

(وہ کوئی آٹھ نو سال کی ہو گی۔اس نے گلابی رنگ کی فراک پہنی ہوئی تھی۔اس کے سیاہ بال دو پونی کی صورت میں بندھے ہوئے تھے۔بالوں پر مختلف رنگوں کی ہیئر پن بھی لگی تھیں۔وہ اس وقت گھر کے لان میں موجود تھی۔

وہ آرام سے اپنی گڑیا کے ساتھ کھیل رہی تھی جب اسے ایک تتلی ہوا میں اڑتی دکھائی دی۔ تتلی کے پروں کا رنگ نیلا تھا جس پر کالے رنگ کے چھوٹے چھوٹے دھبے تھے۔فضا میں اڑتی یہ تتلی آنکھوں کو بھلی محسوس ہوتی تھی۔عزاہ نے اپنی گڑیا وہی چھوڑی اور تتلی کے پیچھے بھاگنے لگی۔وہ ہاتھ اوپر کی طرف اٹھا کر تتلی کو پکڑنے کی کوشش کرنے لگی۔اسی کوشش میں اس کا ایک پاؤں دوسرے سے الجھا اور وہ گر پڑی۔اس کے گھٹنے پر خراش آ گئی۔زمین پر گرتے ہی اس کی آنکھوں میں بھر گیا۔پھر وہ رونے لگی اور روتی چلی گئی۔

عزاہ نے سیاہ آنکھوں والے لڑکے کو اپنی طرف آتے دیکھا۔لڑکا اس وقت پورچ میں تھا، جب اس نے عزاہ کو گرتے دیکھا تھا۔

سیاہ آنکھوں والا وہ لڑکا شایان تھا۔

وہ اپنی ماں کے ساتھ ماموں ممانی سے ملنے آیا تھا۔ اس نے خاکی رنگ کی پینٹ پر ہرے رنگ کی ٹی شرٹ پہنی ہوئی تھی جس کے درمیان میں کارٹون بنے ہوئے تھے۔

اس نے عزاہ کو کھڑا کیا۔ پھر اسے مختلف طریقوں سے بہلانے لگا مگر عزاہ چپ ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی۔

شایان کو ڈر تھا کہ کوئی یہ سمجھے کہ اس نے عزاہ کو گرایا تھا۔ اس خدشے نے اسے پریشان کر دیا۔ شایان نے اپنی جان چھڑانے کے لیے اسے اپنی کار دے دی۔ اس وقت وہ کار بلکل نئی تھی۔ مسٹرڈ رنگ کی کار پر سفید رنگ کی دھاریوں بنی تھیں۔

"یہ لو عزاہ! تم یہ لے لو لیکن پلیز رونا بند کر دو!"

شایان نے عزاہ کے سامنے گاڑی رکھ دی۔ عزاہ ایک دم چپ ہو گئی اور غور سے اس گاڑی کو دیکھنے لگی۔ شایان نے عزاہ کو چپ ہوتا دیکھا، تو سکون کا سانس لیا۔

"میں واقعی میں یہ لے لوں؟!"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

عزاہ نے اپنے گال پر سے آنسو صاف کرتے ہوئے سیاہ آنکھوں والے لڑکے کو دیکھا۔

شایان نے سر اثبات میں ہلایا۔ عزاہ نے خوشی خوشی اسے لے لیا اور اس سے کھیلنے لگی۔ اس کو اپنی چوٹ یاد ہی نہیں رہی۔)

منظر دھندلا گیا اور عزاہ اپنے حال میں واپس آ گئی۔ اس کے سامنے وہی گاڑی تھی لیکن گاڑی کی حالت بدل چکی تھی، جس طرح حالات بدل گئے تھے۔

"کاش میں تم سے یہ نہ لیتی!"

اس نے ایک ٹھنڈی آہ بھری اور کار کو اپنے سینے سے لگا لیا جیسے ایک بچہ اپنی محبوب شے کو کھونے کے ڈر سے چپکا لیتا ہے۔ اس کے پاس آج غم منانے کے لیے بہت کچھ تھا۔ اس دنیا میں جس کو سب سے زیادہ چاہو، وہی آپ کے لیے آزمائش بنتا ہے جیسے شایان عزاہ کے لیے ایک آزمائش بن گیا تھا۔

* *

رات کا کھانا کھانے کا ان تینوں میں سے کسی کا دل نہیں تھا لیکن ان کی مجبوری تھی۔ اگر وہ کھانا کھانے نہیں جاتیں، تو ان سے وجہ پوچھی جاتی اور تینوں کے پاس ایسی وجوہات تھیں جو وہ کسی کو نہیں بتا سکتی تھیں، اپنے ماں باپ کو تو بلکل بھی نہیں۔ اس لیے تینوں بہنیں ڈائننگ ٹیبل پر دل مار کر بیٹھی ہوئی تھیں۔

اشفاق صاحب اپنی تینوں بیٹیوں کو خاموش دیکھ کر حیران تھے مگر انہوں نے وجہ نہیں پوچھی۔ دوسری طرف نوال کو لگا کہ ان تینوں کے درمیان کوئی لڑائی ہوئی تھی۔ جہاں تک بات ان تینوں کی تھی، تو وہ اپنے مسئلوں میں اس قدر گم تھیں کہ دوسرے کی خاموشی کو محسوس ہی نہیں کر پائیں۔

عالیہ نے ایک نظر اشفاق اور نوال کو دیکھا۔ کیا وہ انہیں بتا سکتی تھی کہ اس نے شایان سے شادی نہیں کرنی۔ وہ اچھے سے جانتی تھی کہ اس کے ماں باپ انکار کی وجہ پوچھتے اور اگر وہ انہیں بتاتی اسے شایان نہیں پسند، تو یقیناً اس کی بات کو خاطر میں نہیں لایا جاتا۔ اماں خود

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

پھپھو سے بات کر کے، اب اس بات پر تو انکار نہیں کر سکتی تھیں کہ عالیہ کو شایان پسند نہیں ہے۔ اس نے اپنے باپ کو دیکھا۔ اشفاق صاحب نے بھی اس کا ساتھ نہیں دینا تھا۔ اس نے اپنے خیالات جھٹک کر خود کو کھانے کی طرف متوجہ کیا۔

عزاہ کی نگاہیں اپنی ماں پر گئیں۔ وہ اچھے سے جانتی تھی اگر اس کی ماں کو بھنک بھی پڑی کہ اس کے دل میں کیا ہے، تو وہ یقیناً اپنی ماں کی نگاہوں سے گر جاتی۔ عزاہ نے اشفاق کو دیکھا۔ اشفاق کو اگر اس بارے میں پتہ چلا تو کیا ہو گا؟ عزاہ کے تو سوچ کر رونگھٹے کھڑے ہو گئے۔ اس نے بے اختیار نگاہیں چرائی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اب ان سب کو چھوڑ کر جائی یا نہ کی طرف آؤ، تو جائی یا نہ نوالہ چباتے ہوئے اماں کو دیکھ رہی تھی۔ اس کی ماں کو اگر پتہ چلتا کہ یونیورسٹی کا ایک پروفیسر اسے بلیک میل کر رہا ہے، تو وہ اسے ہی قصوروار ٹھہراتیں۔ اس کی نظریں اشفاق پر گئی، تو اس کی مایوسی مزید بڑھی۔

وہ چاہے اشفاق کی کتنی ہی لاڈلی ہو، کوئی بھی باپ یہ برداشت نہیں کرے گا کہ اس کی بیٹی پر کسی مرد کی گندی نظریں ہے۔ اشفاق کو یہ بات بتانا اپنے لیے بربادی کا سامان خود اکھٹا کرنے کے مترادف تھا۔

اس نے بے دلی سے نوالہ حلق سے اتارا۔ گھر میں ایک عجیب تناؤ تھا جو ہر کوئی اپنے اپنے طریقے سے محسوس کر رہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

****

رات کے کھانے کے بعد عالیہ کے سوا سب کمرے میں چلے گئے۔ وہ، نوال اور اشفاق کے کمرے کے باہر کان لگا کر کھڑی تھی۔ وہ جانتی تھی یہ اخلاق سے گری ہوئی حرکت تھی، مگر اپنے فائدے کے لیے ایسا کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں تھا۔

اگر کمرے کے اندر جھانکو تو اس وقت اشفاق صوفے پر بیٹھے تھے۔ان کے ہاتھ میں ایک فائل تھی جس کو وہ بڑے غور سے پڑھ رہے تھے جبکہ نوال بیڈ پر بیٹھی تھیں۔ان کا رخ اشفاق کی جانب تھا۔وہ ان سے بات کرنے کے لیے الفاظ ترتیب دے رہی تھیں۔اشفاق صاحب نے ان کی یہ مشکل بڑی آسانی سے حل کر دی۔انہوں نے مصروف انداز میں پوچھا۔

"آپ کوئی بات کرنا چاہتی ہیں؟!"

نوال بری طرح ٹھٹھکیں۔اشفاق، نوال کو اچھے سے جانتے تھے۔وہ جان گئے نوال ان سے کوئی بات کرنا چاہتی ہیں۔نوال نے کچھ ہمت کی اور بالآخر اپنے الفاظ ترتیب دیے۔

"جی!ایک ضروری بات کرنی تھی۔آپ کام کر لیں، پھر بات کریں گے۔"اشفاق نے ان کی بات سن کر فائل ساتھ پڑی میز پر رکھ دی، پھر نوال کو دیکھا۔

"بتائیں!"

"وہ میں آج زینب کے گھر گئی تھی۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

نوال ایک لمحے کے لیے رکی اور اشفاق کے تاثرات دیکھے۔ وہ بالکل نارمل تھے۔

"ہم دونوں کے درمیان کچھ باتیں ہوئیں۔ باتوں ہی باتوں میں زینب نے مجھ سے اپنی ایک خواہش کا اظہار کیا۔"

"کیسی خواہش؟!"

اشفاق تھوڑے آگے کو ہوئے۔ نوال کے چہرے کے تاثرات اور لہجے سے ان کو بات کافی سنجیدہ لگی۔

"زینب چاہتی ہے شایان کی شادی عالیہ سے ہو جائے۔" نوال نے جھوٹ بولا۔ ان کا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا۔

"آپ نے کیا جواب دیا؟" کچھ لمحے کی خاموشی کے بعد انہوں نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"میں نے کہہ دیا مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ شایان ہمارے گھر کا بچہ ہے، لیکن پھر بھی میں نے زینب سے آپ سے پوچھنے کے لیے وقت مانگ لیا۔"

نوال کی بات سن کر اشفاق گہری سوچ میں پڑ گئے۔

"ویسے مجھے شایان بہت اچھا لگتا ہے۔ وہ چھوٹی سی عمر میں ماں اور بہن کا سہارا بنا ہے۔ اس نے اپنا سارا کریئر خود بنایا ہے۔ آج کل کے لڑکوں کے مقابلوں میں وہ کافی سنجیدہ ہے اور سب سے بڑی بات، وہ ہمارے خاندان کا ہے۔ اپنے مار کر بھی چھاؤں میں ڈالتے ہیں۔ مجھے تو یہ رشتہ عالیہ کے لیے بہت موزوں لگا ہے۔ اب آپ عالیہ کی پڑھائی کا کہہ کر انکار نہ کر دیجیے گا۔ یہ عالیہ کا آخری سال ہے۔ میں چاہتی ہوں پڑھائی کے بعد اس کی فوراً شادی کر وا دوں۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ان کے نزدیک شایان ایک بہترین لڑکا تھا جسے وہ پڑھائی کے چکر میں گنوا نہیں سکتی تھیں۔

"یہ تو آپ صحیح کہہ رہی ہیں۔ شایان واقعی میں ایک سلجھا ہوا لڑکا ہے!" اشفاق نے سوچتے ہوئے شایان کی تعریف کی۔ ان کی یہ بات سن کر باہر کھڑی عالیہ کی امید ٹوٹنے لگی جبکہ نوال پر جوش ہو گئیں۔

"اچھا تو اب میں زینب کو کیا جواب دوں؟"

"ابھی مجھے سوچنے تو دیں۔ اتنی جلدی کس بات کی ہے؟" اشفاق، نوال کی جلد بازی پر حیران ہوئے۔

"آپ سوچتے ہی رہ جائیں گے اور زینب اپنے بیٹے کی بات کسی اور سے طے کر دے گی۔ اس نے صاف صاف کہا ہے، وہ جلد از جلد شایان کی شادی کرنا چاہتی ہے۔"

"آپ تو ایسے کہہ رہی ہیں، جیسے عالیہ میں خدانخواستہ کوئی کمی ہے اور عالیہ کا اس کے علاوہ کوئی رشتہ ہی نہیں آئے گا۔"

"لیکن اس سے اچھا رشتہ تو پھر بھی نہیں آئے گا۔"

نوال نے ان ہی کے انداز میں جواب دیا۔

"عالیہ کے بعد دو بیٹیاں اور ہیں۔ ہمیں ان کا بھی سوچنا ہے۔ ایک بیٹی کی ذمہ داری سے فارغ ہونگے تو دوسری بیٹوں کی طرف جا پائیں گے۔!"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

تھوڑی دیر کے لیے خاموشی ہو گئی۔ عالیہ کو انتظار رہا کہ اشفاق انکار کریں گے لیکن ان میں سے کوئی بھی نہیں بولا۔ اشفاق کچھ نہ بولیں، تو نوال نے اپنے فیصلے کا اعلان کر دیا۔

"میں کل زینب کو کال کروں گی اور ہاں کہہ دوں گی۔ اگر آپ عالیہ کے باپ ہیں، تو میں بھی اس کی ماں ہوں۔ عالیہ کے مستقبل کے بارے میں فیصلہ کرنے کا حق میرے پاس بھی ہے۔"

نوال نے اٹل لہجے میں کہا۔ اشفاق کچھ پل انہیں دیکھتے رہے پھر انہوں میز پر پڑی اپنی فائل دوبارہ اٹھالی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اگر آپ نے فیصلہ کر ہی لیا ہے، تو میری ایک بات مان لیں۔ زینب کو کال کر کے جواب دینے کی بجائے اسے کہیں وہ کل یا پرسوں گھر آئے اور عالیہ کا باقاعدہ ہاتھ مانگے۔"

"آپ راضی ہیں؟!" نوال نے خوشگوار حیرت سے پوچھا۔

"شایان میں کوئی برائی نہیں ہے لیکن میں پھر بھی اپنی بیٹی کی بات یوں کال پر پکی کر کے زینب کے سامنے اس کی قدر نہیں گھٹاؤں گا۔ جب تک زینب گھر آ کر رشتہ نہیں مانگے گی، آپ کوئی جواب نہیں دیں گی۔"

اشفاق نے آخری بات انتہائی اٹل انداز میں کہی۔ نوال نے ان کی بات پر کوئی اختلاف نہیں کیا۔ ان کے لیے اشفاق کا راضی ہو جانا ہی کافی تھا جبکہ باہر عالیہ کی ایسی حالت تھی کہ کاٹو تو بدن میں لہو نہیں۔ وہ مایوس ہو کر واپس اپنے کمرے میں چلی گئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

* *

زینب نے آرام سے اپنی پڑھائی جاری رکھی۔ اشفاق خود ہانی کو کالج لینے اور چھوڑنے جاتا تھا۔ زینب کے معاملے میں اب وہ بلکل بے نیاز ہو گیا تھا۔ پہلے پھر اشفاق کچھ ضروری باتیں زینب سے پوچھ لیا کرتا تھا لیکن اب وہ سلسلہ بھی ختم ہو گیا۔ اس کی بلا سے زینب جیے

یا مرے،اسے کوئی سروکار نہیں تھا۔پہلے وہ زینب کو دیکھ کر اپنی جگہ سے اٹھ جایا کرتا۔تھا لیکن اب تو اسے یوں نظر انداز کرتا جیسے دیکھا ہی نہ ہو۔

اتنے سال اپنے بھائی کی بے رخی سہتے ہوئے بھی زینب خود کو اس کا عادی نہیں بنا پائی تھی۔ اسے اپنے بھائی کی بے رخی بری طرح زخمی کرتی۔اس نے دو سال دن رات ایک کر کے انٹر پاس کرنے میں لگا دیے۔اس کی محنت کا پھل اسے فیڈرل بورڈ میں ٹاپ کر کے ملا۔ امہانی تین سال سیکینڈ ائیر میں فیل ہونے کے بعد دوبارہ فیل ہو گئی۔اس دفعہ فیل ہونے پر اس نے اپنی پڑھائی کو خیرباد کر دیا اور گھر بیٹھ گئی۔زینب اتنی بڑی کامیابی حاصل کرنے کے بعد اب بی اے کرنا چاہتی تھی لیکن مریم نے اس کے اس مطالبے کو رد کر دیا۔

"اتنا پڑھ کر کیا کر لوگی؟بعد میں یہی چولہا ہانڈی سنبھالنا ہوتا ہے۔تم بھی اب ان کتابوں کو چھوڑ کر گھر کے کاموں میں ہاتھ بٹاؤ۔"مریم چچی نے کھانا پکاتے ہوئے اسے سمجھایا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ان کی باتیں سن کر وہ وقتی طور پر خاموش ہو گئی۔ دوسری طرف چچی کو لگا زینب اس کی بات سمجھ گئی ہے۔ ان کی خوش فہمی تب ختم ہوئی، جب رات کو برآمدے میں حسن صاحب کی موجودگی میں زینب نے اپنا یہ مطالبہ ان کے سامنے دہرایا۔

"اتنا پڑھ لکھ کر تم نے کیا کر لینا ہے؟" انہوں نے بھی زینب سے وہی بات پوچھی۔

"وہی جو پڑھ لکھ کر ہر انسان کرتا ہے۔"

زینب نے دھیمے مگر متوازن لہجے میں کہا۔

"تمہارے سامنے میں نے نوال کو انٹر کروا کر گھر میں بٹھا دیا ہے۔ کیا تمہیں نہیں لگتا تمہیں خاموشی سے میری بات مان لینی چاہیے؟!" انہوں نے بظاہر اس سے سوال کیا تھا مگر زینب جانتی تھی وہ جواب نہیں مانگ رہے تھے۔

"میں بس آپ سے آگے پڑھنے کا ایک مطالبہ کر رہی ہوں۔ میں نے ٹاپ کیا ہے اور میں ایک اچھی اسٹوڈنٹ ہوں۔ مجھے نہیں لگتا مجھے اپنے آپ کو گھر میں بیٹھ کر ضائع کرنا چاہیے۔" زینب آنکھیں نیچے کیے اپنا نظریہ سمجھانے کی کوشش کرنے لگی۔

"میں تمہیں یونیورسٹی نہیں بھیجوں گا!" زینب کو سمجھ آ گئی کہ انہیں کس بات پر اعتراض تھا۔

"آپ فکر نہ کریں۔ میں اپنے کالج سے بی اے کر لوں گی۔" وہ یونیورسٹی جا کر پڑھنا چاہتی تھی لیکن اس نے اپنے آپ کو تھوڑا کم لینے پر راضی کر لیا۔

"اور فیس؟ وہ تو بہت مہنگی ہو گی۔" اس بار اعتراض مریم نے کیا تھا۔ انہیں پہلے ہی یہ فکر کھائے جا رہی تھی کہ انہیں تینوں لڑکیوں کا جہیز خود بنانا تھا۔ اس پر زینب کا یہ نیا خرچہ آ گیا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"نہیں چچی فیس نہیں دینی پڑے گی بلکہ وہ لوگ مجھے اسکالرشپ دیں گے۔" زینب نے کچھ جھجکتے ہوئے بتایا۔

"ہمممم! اگر تم اپنی ان باتوں پر قائم رہو گی، تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔" حسن نے سوچتے ہوئے کہا۔ زینب کا چہرہ کھل اٹھا۔

اس ساری گفتگو میں پہلی بار اشفاق نے حسن کو حیرت سے دیکھا۔ آخر وہ زینب کو آگے پڑھنے کی اجازت کیسے دے سکتے تھے۔ انہوں نے پہلے حسن کو دیکھا اور پھر ان کے سامنے کھڑی زینب کو۔ زینب کا چہرہ کھلے ہوئے گلاب کی طرح لگ رہا تھا۔ لیکن اشفاق کو اس کی مسکراہٹ بہت بری لگی۔

اشفاق ایک حرف بھی بولے بنا اٹھ کر چلا گیا۔ زینب نے اسے جاتے ہوئے دیکھا۔ اس نے ایک جھلک میں اشفاق کے چہرے پر ناگواری دیکھ لی تھی۔ زینب نے نظر انداز کر دیا۔

زینب کو اس رات بلکل بھی نیند نہیں آئی۔ وہ پوری رات چمکتے ہوئے چاند اور جگمگاتے ستاروں کی تصویریں کھینچنے میں مگن رہی۔ اپنے کیمرے کے لینز کو صاف کرنے سے مختلف زاویوں سے تصاویر لینے تک وہ بس اپنے بی اے کے بارے میں سوچ رہی تھی۔ وہ ان دو سالوں میں یہ کرے گی؟ کیا کیا ہو گا؟ کتنا مزا آئے گا! جس دن اسے بی اے کی ڈگری ملے گی وہ اتنا خوش ہو گی!!

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ اپنی رو میں سوچے جا رہی لیکن قسمت نے کچھ اور سوچا ہوا تھا،اور ہوتا وہی ہے جو قسمت نے سوچا ہوتا ہے۔

****

"آپ سچ کہہ رہی ہیں؟"

یہ آواز زینب کے کمرے میں موجود شایان کی تھی۔وہ سنگل صوفے پر بیٹھا تھا جبکہ زینب اس کے ساتھ رکھے ڈبل صوفے پر بیٹھی تھیں۔ان دونوں کے ہاتھ میں لال رنگ کے مگ تھے جس میں گرم گرم چائے تھی۔شایان رات کے وقت اکثر اپنی ماں کے پاس بیٹھ کر چائے پیتا تھا اور دونوں ایک دوسرے سے باتیں کیا کرتے تھے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ابھی کچھ دیر پہلے زینب نے اسے نوال کی آمد اور آنے کا مقصد بیان کیا تھا۔ شایان زینب کی باتیں سن کر پھولے نہیں سما رہا تھا۔ پہلے تو اسے زینب کی باتیں مذاق لگی لیکن وہ یہ بھی جانتا تھا کہ ماما مذاق نہیں کرتی تھیں۔

"آپ کہنا چاہ رہی ہیں کہ نوال ممانی، خود آپ سے میری اور عالیہ کے رشتہ کی بات کر کے گئیں ہیں!؟"

ساری باتیں سننے کے بعد بھی شایان نے ایک دفعہ دوبارہ تصدیق کروانا چاہی۔ زینب نے مسکرا کر سر اثبات میں ہلایا۔ شایان کے چہرے پر خوشی کے مارے ایک رنگ آ رہا تھا، تو دوسرا جا رہا تھا۔

"یا اللہ!"

شایان نے اپنی چائے سامنے پڑی میز پر رکھ دی۔ اسے یقین آنے کے لیے کچھ وقت درکار تھا۔ شایان خوشی سے اپنے ہاتھ کبھی چہرے پر پھیر رہا تھا تو کبھی بالوں پر۔ اس کے چہرے کی مسکراہٹ گہری ہوتی جا رہی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ایسے میں نمرہ کمرے میں داخل ہوئی۔ وہ کسی کام سے اپنی ماں کے پاس آئی تھی، پر شایان کو یوں مسکراتا ہوا دیکھ کر رک گئی۔

"کیا ہوا بھائی؟ آپ اتنا خوش کیوں ہیں؟" نمرہ نے اپنے بھائی کے چہرے کو دیکھا جو فرط جذبات سے لال ہو رہا ہے۔

"بات ہی خوشی کی ہے!" شایان کی بجائے زینب نے جواب دیا۔

"یہ آپ لوگ سسپینس کیوں ڈال رہے ہیں؟ صاف صاف بتائیں آخر ہوا کیا ہے؟"

نمرہ نے باری باری ان دونوں کے چہرے کو دیکھا۔

"آج نوال بھابھی آئی تھیں۔ انہوں نے شایان اور عالیہ کے رشتے کی بات کی ہے۔" زینب نے اسے مختصر الفاظ میں بتایا۔

نمرہ حیران ہوئی۔ اس نے باری باری سب کو دیکھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اچھا!" نمرہ زبردستی مسکرائی۔ پھر کچھ کہے بغیر کمرے سے باہر چلی گئی۔ شایان تو ابھی ساتویں آسمان پر تھا، اس نے نمرہ کے جانے پر غور نہیں کیا لیکن زینب نے غور کیا تھا لیکن ابھی اس بارے میں بات کرنا مناسب نہیں سمجھا۔

شایان صوفے پر سے اٹھا اور اپنی ماں کے قدموں میں بیٹھ گیا۔ اس نے زینب کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھ میں لیا۔

"آپ نہیں جانتیں، آپ نے میرے لیے کیا کیا ہے! میں ساری عمر آپ کا احسان مند رہوں گا۔ آپ صبح انہیں کال کر کے میری طرف سے ہاں کہہ دیجیے گا۔"

زینب کو اپنے بیٹے پر پیار آیا۔ انہوں نے شفقت سے شایان کے بالوں پر ہاتھ پھیرا۔

"اللہ تم دونوں کے نصیب اچھے کرے!" زینب نے دعا دی۔ شایان نے اپنی ماں کے ہاتھوں کو چوما اور عقیدت سے اپنی آنکھوں سے لگا لیا۔ اسے آج تک اپنی ماں پر اتنا پیار نہیں آیا تھا۔ دوسری طرف نمرہ اپنے کمرے میں چکر کاٹنے لگی۔ اسے بے اختیار عالیہ کا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

خیال آیا۔اس نے فوراًاپنا موبائل پکڑااور عالیہ کا نمبر ڈائل کیا۔پہلی دو دفعہ تو کال کا جواب نہیں دیا گیا مگر تیسری دفعہ میں کال اٹھالی گئی۔

* *

عالیہ،اشفاق اور نوال کی بات سن لینے کے بعد واپسی کا راستہ طے کر رہی تھی۔وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی شکستہ حالت میں جب اپنے کمرے میں پہنچی،تو اسے اپنا موبائل بجتا سنائی دیا۔

اس نے اپنا موبائل پکڑا لیکن تب تک کال آنا بند ہو چکی تھی۔نمرہ کی دو مسڈ کال آئی تھی۔

عالیہ نے نمرہ کو کال کرنا چاہی لیکن اس سے پہلے نمرہ نے خود کال کر دی۔

"یہ ابھی مجھے ماما نے کیا بتایا ہے؟ نوال ممانی ہمارے گھر اتنی بڑی بات کر کے گئیں اور تم نے بتانا بھی ضروری نہیں سمجھا؟!"

اس نے سیدھا کام کی بات کی۔ نمرہ کا لہجہ تیکھا تھا۔

"مجھے خود یہ بات گھر آ کر پتا چلی ہے۔"

"اب تم کیا کرو گی؟" نمرہ نے فوراً پوچھا۔

"میں کیا کر سکتی ہوں؟" عالیہ نے تھکے ہوئے لہجے میں اس سے پوچھا۔

"ماموں ممانی سے بات کرو۔ انہیں بتاؤ تم اس رشتے سے راضی نہیں ہو!"

عالیہ اس کی بات سن کر تھکا تھکا سا مسکرائی۔

"تم اچھے سے جانتی ہو اماں بابا کس مزاج کے ہیں۔ انہیں ہر بات پر اپنا کنٹرول چاہیے۔ اماں بابا کی سوچ پرانی ہے۔ وہ لڑکیوں کا یوں اپنی شادی کی بات اپنے منہ سے کرنے کو اچھا نہیں سمجھتے۔ اگر میں نے اپنے حق کے لیے آواز اٹھائی، تو اماں بابا ضد میں آجائیں

گے۔ میرے بات کرنے سے معاملات سلجھنے کی بجائے مزید الجھ جائیں گے۔ میں ان کے سامنے آواز نہیں اٹھا سکتی ہوں۔ مجھ میں کم از کم اتنا حوصلہ نہیں ہے۔"

"اس کا مطلب یہ تھوڑی ہے کہ تم اپنی ساری زندگی ایک ایسے شخص کے ساتھ گزار لو جسے تم پسند ہی نہیں کرتی ہو!" نمرہ بری طرح جھنجھلائی۔ "تم ایک دفعہ ممانی سے بات تو کرو۔ اس طرح ہار مت مانو"

عالیہ جانتی تھی کہ نمرہ کو اس کی کتنی فکر تھی۔ اس کی خاطر وہ اپنے بھائی کی خوشی میں خوش بھی نہیں ہو پا رہی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اماں سے بات کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ وہ کسی صورت نہیں مانیں گی اور بابا کو تو تم جانتی ہو۔ انہیں پتہ چلا میں شایان سے شادی نہیں کرنا چاہتی، تو وہ اگلے دن ہی شایان سے میرا نکاح کروا دیں گے!"

اس کی باتیں سن کر نمرہ خاموش ہو گئی۔ وہ جانتی تھی عالیہ کی باتیں بلکل درست تھیں۔ نوال اور اشفاق کی پرانی سوچ کے بارے میں پورا خاندان جانتا تھا۔

"تو اب تم کیا کرو گی؟"نمرہ نے دوبارہ وہی سوال کیا لیکن اس دفعہ لہجہ دھیما تھا۔

"میں کیا کر سکتی ہوں!"عالیہ نے بھی وہی جواب دیا۔اس دفعہ بے بسی صاف جھلکی۔

"کر تو تم بہت کچھ سکتی ہو!"نمرہ نے معنی خیز لہجے میں کہا۔

"میں ایسا کچھ نہیں کروں گی!"عالیہ نے دو ٹوک انداز میں کہا۔

"تمہاری مرضی ہے لیکن یہ یاد رکھنا اس زبردستی کی شادی میں تمہارے ساتھ ساتھ میرے بھائی کی زندگی بھی خراب ہو گی۔"یہ کہہ کر نمرہ نے کال کاٹ دی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

* *

کچن میں عزاہ چائے پکا رہی تھی۔ عیسیٰ نے کچھ دیر پہلے اس کے کمرے میں آ کر چائے کا مطالبہ کیا تھا۔ چائے پکنے کے بعد وہ کپ لے کر اوپر جانے لگی، لیکن تبھی اس کے کانوں میں نوال کی آواز آئی۔

آواز ڈرائنگ روم سے آ رہی تھی۔ عزاہ نے کسی خیال کے تحت ڈرائنگ روم میں جھانکا تو اسے نوال صوفے پر بیٹھی دکھائی دیں۔ نوال کی عزاہ کی جانب پشت تھی۔ ان کے ہاتھ میں موبائل تھا۔ عزاہ لمحے میں جان گئی، اس کی ماں خالہ سے بات کر رہی تھی۔

دوسری طرف نوال اشفاق کی نیم رضامندی پر بہت خوش تھیں۔ نوال کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ اشفاق اتنی جلدی مان جائیں گے۔ اشفاق کی بات سن لینے کے بعد ان کا دل چاہا کہ وہ اسی وقت کسی کو یہ بات بتائے اور ام ہانی ایک بہترین آپشن تھا۔

"میں نے تو سوچا بھی نہیں تھا کہ تمہارے بھائی اتنی جلدی شایان کے لیے رضامند ہو جائیں گے۔ مجھے تو الٹا ڈر تھا کہ میں نے جلد بازی میں کہیں کچھ غلط تو نہیں کر دیا۔"

نوال کچھ دیر کے لیے رکی اور دوسری طرف کی بات سننے لگی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"نہیں! میں نہیں جانتی کہ وہ یہ سن کر کس طرح کا رد عمل دیں گے لیکن اگر انہیں پتہ چلا میں نے خود زینب سے بات کی ہے تو شاید ناراض ہی ہونگے۔۔"

وہ کچھ دیر کے لیے دوبارہ خاموش ہوئیں۔

"تم فکر نہ کرو۔ میں نے زینب سے بات کر لی ہے۔ وہ یہ بات اشفاق کے سامنے نہیں کرے گی۔"

"بس میں تو اب شکرانے کے نفل پڑھوں گی۔ عالیہ کے فرض سے تو میں سبکدوش ہوئی۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

نوال ابھی بھی بہت کچھ کہہ رہی تھیں لیکن عزاہ کی دلچسپی ختم ہو گئی تھی۔ اس کو جو جاننا تھا، وہ جان گئی تھی۔ شایان کو عزاہ سے چھین لیا گیا تھا۔ نوال کی باتوں سے اس نے یہی اخذ کیا اور یہی بات اس کے لیے تکلیف دہ تھی۔

****

رات گہری ہو چکی تھی لیکن نیند سب کی آنکھوں سے غائب تھی۔ سب اپنے مستقبل کا لائحہ عمل طے کر رہے تھے۔ نوال اور اشفاق ایک بیڈ پر لیٹے تھے۔ دونوں کی ایک دوسرے کی جانب پشت تھی۔ اشفاق ان لمحات کے بارے میں سوچ رہے تھے جب نوال نے شایان کے رشتے کے بارے میں بتایا تھا۔ اشفاق شایان سے بہت متاثر تھے۔ وہ بڑی مہارت سے کاروباری معاملات کو سنبھالتا تھا۔ اس نے تھوڑے عرصے میں اپنی کمپنی کی اچھی شہرت کما لی تھی۔ اس کی تعریفیں بہت سی بڑی فرم کے مالکان بھی کرتے تھے۔ وہ واقعی میں سلجھا ہوا اور ایک اچھا انسان تھا لیکن مسئلہ یہ تھا کہ زینب کا بیٹا تھا۔ اس زینب کا بیٹا جس سے اشفاق ساری عمر نفرت کرتے آئے تھے۔ وہ زینب کو اپنی بیٹی دے کر، اسے سر پر نہیں چڑھا سکتے تھے۔ انہوں نے نوال کو منع کرنے کا سوچا تھا مگر تب انہیں خیال آیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ شایان کو شیشے پر اتار کر اسے کسی طرح زینب سے متنفر کر سکتے تھے۔ وہ ایسا کر سکتے تھے۔ شادی کے بعد اشفاق کے پاس ہزاروں طریقے تھے جس سے وہ زینب کو سبق سیکھا سکتے تھے۔ اشفاق کی نفرت نے ان سے فیصلہ کروالیا۔ شفاق نے ڈھکے چھپے الفاظ میں نوال کو ہاں کہہ دی لیکن اس کے ساتھ شرط بھی رکھی کہ زینب ان کے گھر آکر رشتہ مانگے۔ اس کے بعد ہاں کا جواب دیں گے۔ اس طرح ان کی انا کی تسکین ہو گی۔

اشفاق برسوں اس نفرت کی آگ میں جلتے آئے تھے۔ اتنے سال گزر جانے کے باوجود اشفاق ابھی تک وہی چھوٹے سے بچے تھے، جو ماں باپ کے مرنے کا الزام زینب پر لگاتے تھے۔ ان کو اپنا فیصلہ اس وقت بہت اچھا لگا۔

دوسری طرف نوال، زینب اور اس کے بچوں کی دو تین دن میں دعوت کرنے کا سوچ رہی تھیں۔ دعوت کے انتظامات کے وہ ابھی سے منصوبے بنا رہی تھیں۔ ان کو شادی کے اخراجات کی بھی پریشانی لاحق تھی۔ شادی کے سو خرچے ہوتے ہیں۔ ان کے پاس کچھ پیسے موجود تھے، جو زیادہ نہیں تو ایک حد تک کام آسکتے تھے۔ کچھ رقم اشفاق کے پاس بھی محفوظ

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ہو گی لیکن پھر بھی یہ سب ملا کر اتنی رقم نہیں تھی کہ شادی ہو پائے۔ انہیں کہیں سے ادھار بھی لینا پڑے گا۔ ان کی رات مستقبل کی فکر کرتے گزر گئی۔

* *

عالیہ اپنے کمرے میں چت لیٹی تھی۔ ٹیبل لیمپ کے علاوہ تمام بتیاں بجھی ہوئی تھیں۔ ٹیبل لیمپ، کمرے میں پھیلے اندھیرے کو کم کرنے کی پر زور کوشش کر رہا تھا۔

عالیہ اوپر کی جانب دیکھتی ہوئی اپنے آگے کا مستقبل سوچ رہی تھی۔ اگر اس کی شایان سے شادی ہوتی تو کیا ہوتا؟ اس نے تصور کرنا چاہا۔

اس نے ہر اس جگہ اپنے آپ کو کھڑا پایا جہاں وہ نوال کو دیکھتی آئی تھی۔ وہ محکوم تھی اور شایان حاکم تھا۔ وہ جو کہتا، اس کو بات ماننی پڑتی۔ وہ اس پر غصہ کرتا، تو وہ خاموشی سے

سنتی۔اس کی ماں نے اپنی زندگی میں جو کچھ کیا،عالیہ مستقبل میں خود کو کرتے دیکھ رہی تھی۔شایان سے شادی کرنے کا مطلب اپنی مرضی ختم کر دینا تھا۔

عالیہ اٹھ کر بیٹھ گئی۔اس نے دوبارہ حل تلاش کرنا چاہا لیکن کچھ نہ ملا۔اس کی سنہری آنکھوں میں ایک منظر چھایا جو وہ حل کی تلاش میں آج بار بار دیکھ رہی تھی۔

(وہ بیڈ پر سے بینچ پر بیٹھ چکی تھی اور اس کے کمرے کی در و دیوار، کلاس روم کی دیواروں میں تبدیل ہو گئی تھیں۔اس کے سامنے نمرہ بیٹھی تھی۔

"میرے پاس ویسے ایک حل ہے!"نمرہ نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

عالیہ نے اس کی طرف دیکھا۔

"اگر ماموں ممانی تمہاری شادی زبردستی شایان بھائی سے کروائے،تو تم آریان کو ساری صورتحال بتا کر اس سے مدد لے لینا!"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

عالیہ کو اس سے کسی اچھے مشورے کی توقع تھی لیکن یہ بے تکی بات سن کر اس کا دماغ بھک سے اڑ گیا۔

"کیا بکواس کر رہی ہو تم؟"

عالیہ کو ایک دم طیش آیا۔ اسے طیش میں آتا دیکھ کر نمرہ گڑبڑا گئی۔

"دیکھو! میں تو مشورہ دے رہی ہوں۔ ویسے بھی ابھی کون سی تمہاری شایان بھائی کے ساتھ شادی ہو رہی ہے۔" نمرہ کی بات سن کر بھی عالیہ اسے گھورتی رہی۔

"اب تم مجھے اس طرح نہ دیکھو۔ میرا مشورہ اتنا بھی برا نہیں ہے جتنا تم سمجھ رہی ہو۔ آریان مجھے اچھا انسان لگتا ہے۔ وہ تمہاری مدد کر سکتا ہے۔۔۔۔۔۔۔"

نمرہ کی بات عالیہ نے کاٹی۔

"تم دوبارہ یہی بات کر رہی ہو!"

"اچھا نہیں کرتی یہ بات، اب خوش؟!" نمرہ چپ ہو گئی۔

"ہاں! بہت زیادہ! آئیندہ کے بعد تمہارے منہ سے آریان کا نام نہ سنوں۔ کبھی سوچ سمجھ کر بھی انسان بول سکتا ہے۔۔۔۔۔۔"اس کے بعد عالیہ بہت دیر تک نمرہ کو سناتی رہی۔)

منظر آنکھوں سے تحلیل ہوا اور عالیہ اپنے حال میں واپس آ گئی۔ اس کو کیا کرنا چاہیے تھا۔ وہ کچھ بھی سوچ نہیں پا رہی تھی۔

بالآخر عالیہ نے نمرہ کے بے تکے مشورے پر توجہ دے دی۔ آریان واقعی میں اچھا انسان تھا۔ اس نے اس کی دو دفعہ مدد کی تھی۔ وہ اس سے کسی بھی طرح کی مدد مانگتی تو وہ شاید اس کی مدد کر دیتا لیکن اس نے آریان اور اپنی آخری ملاقات میں اسے دوبارہ ملنے سے صاف صاف انکار کیا تھا۔

اب وہ اس طرح آریان سے مدد مانگتی ہوئی اچھی نہیں لگتی۔ اسے سوچ سوچ کر بے چینی ہونے لگی۔

اس نے اسی حالت میں ایک فیصلہ لیا۔ وہ نہیں جانتی تھی اس کا نتیجہ کیا نکلے گا لیکن اس کے پاس کوئی چارہ بھی نہیں تھا۔ وہ شایان کی غلامی میں اپنی زندگی برباد نہیں کر سکتی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس نے موبائل اٹھایا اور اس کی اسکرین پر تیزی رفتاری سے انگلیاں دبانے لگی۔ وہ کال لاگ پر آئی اور اس نے آریان کے نمبر کے ساتھ موجود تین ڈاٹس پر انگلی رکھی۔ موبائل کی آسکرین پر ایک مینیو کھلا۔ اس میں بہت سے آپشنز تھے جن میں سے ایک unblock کا تھا۔ اس نے آپشن پر کلک کر دیا۔ آریان کا نمبر ان بلاک ہو چکا تھا۔

اس نے موبائل واپس رکھ دیا۔ وہ ابھی آریان کو کال نہیں کر سکتی تھی۔ ابھی اسے اپنے ایک مخلص انسان سے مشورہ کرنا تھا۔ اس کے بعد وہ کوئی اگلا فیصلہ لے گی۔

عالیہ بیڈ پر لیٹ گئی۔ اسے اپنا فیصلہ کچھ جلد بازی کا لگا لیکن اس کے علاوہ وہ اور کیا کر سکتی تھی؟

* *

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

عزاہ کے کمرے کی تمام بتیاں جل رہی تھی لیکن عزاہ خود کمرے میں نہیں تھی۔اس کے کمرے کے واش روم سے شاور چلنے کی آواز آ رہی تھی۔واش روم کا دروازہ کھلا تھا۔اگر اس کے اندر آؤ تو سنہری آنکھوں والی لڑکی لباس پہنے شاور میں بھیگتی دکھائی دیتی۔اس کے سیاہ بال جو جوڑے کی شکل میں بندھے ہوئے تھے،اب لٹوں کی صورت میں کمر،چہرے اور گردن سے چپک گئے تھے۔اس کے کپڑے بری طرح بھیگ گئے تھے۔

عزاہ اس سب سے بے پروا بیٹھی تھی۔اس کی آنکھوں سے آنسو نکل رہے تھے جو پانی کی بوندوں میں گم ہو رہے تھے۔کبھی کبھی حلق سے گھٹی گھٹی سسکی بھی بر آمد ہو جاتی تھی۔

عزاہ نے جب سے نوال کی بات سنی تھی،اسے اپنا آپ کسی اندیکھی آگ میں جلتا محسوس ہو رہا تھا۔اس کو گھٹن ہو رہی تھی۔وہ اپنے کمرے میں آئی تو اسے کسی پل چین نہیں ملا۔

وہ اسی بے چینی کے عالم میں وہ واش روم کی جانب بڑھی اور شاور کے نیچے آ کھڑی ہو گئی۔اس نے شاور کا نل ایک دم چلا دیا۔شاور سے پانی فوار کی صورت میں برسنے لگا۔اس کو اپنا

وجود آہستہ آہستہ گیلا ہوتا محسوس ہوا لیکن اندر کی آگ ہنوز جل رہی تھی۔ وہ دھیرے دھیرے واش روم کے فرش پر بیٹھ گئی۔

عزاہ نے کم عمری میں محبت کی تھی۔ اس کو شایان سے محبت تھی لیکن اس نے اس محبت کا اقرار کسی سے نہیں کیا تھا، شایان کے سامنے بھی نہیں۔۔۔ اس نے سب سے چھپا کر اپنی محبت کو دل میں پروان چڑھایا تھا اور اب یہی محبت اس کے لیے ناسور بن گئی تھی۔

عزاہ کو اس وقت ہر چیز سے نفرت ہو رہی تھی۔ اسے اپنی ماں پر بھی غصہ آیا۔ وہ کیسے اس کے حصے کی خوشیاں عالیہ کی جھولی میں ڈال سکتی تھیں۔ اس کی ماں کو صرف عالیہ سے پیار تھا۔ اس لیے عالیہ کو بن مانگے شایان دے دیا گیا تھا اور عزاہ کو کیا دیا گیا؟ کچھ بھی نہیں۔۔

اس نے تو شایان کو ہر وقت مانگا تھا نمازوں میں، عبادت میں، جب جب اسے کہا جاتا کہ دعا مانگو تو وہ شایان کو مانگتی تھی۔ اس نے جب جب ہاتھ اٹھائے تو اپنے لیے شایان کا ساتھ مانگا تھا، جیسے یہ دعا اس کی دعاؤں کا لازم جزو ہو۔ عزاہ نے ایک دفعہ پھر دعا مانگنا چاہی۔ کیا پتہ یہی وقت قبولیت کا ہو۔

"پلیز اللہ مجھے وہ دے دے!وہ جیسا بھی ہے،مجھے ہر حال میں قبول ہے۔اگر وہ میرے حق میں بہتر نہیں ہے تو بھی مجھے وہ دے دے۔"عزاہ نے ایک ضدی بچے کی طرح دعا مانگی اور دوبارہ آنسو بہانے لگی۔

جب اسے کچھ ہوش آیا تو اس نے شاور بند کر دیا اور خالی الذہن کپڑے تبدیل کر کے باہر آ گئی۔سنہری آنکھوں میں تیرتا پانی اب بہتے بہتے خشک ہو چکا تھا۔عزاہ نے اپنے بالوں میں سفید رنگ کا تولیہ باندھا ہوا تھا جس پر گلابی رنگ کی دھاریاں تھی۔اس نے بالوں سے سارا پانی نچوڑا۔پھر تولیے کو صوفے پر پھینک دیا۔اس کے بعد کنگے سے بال سلجھانے لگی۔

عزاہ کا چہرہ کھنڈر کی طرح ویران تھا۔اس کے اندر طوفان آجانے کے بعد کا ایک طویل سناٹا پھیل چکا تھا۔عزاہ کچھ بھی نہیں کر سکتی تھی۔وہ کرتی بھی کیا؟

کسی سے اس متعلق بات نہیں کر سکتی تھی۔اس کے پاس صرف اور صرف ایک راستہ تھا۔

اور وہ تھا خاموشی کا۔

جو اس نے خاموشی سے اختیار کر لیا۔

* *

جائی یانہ اپنے کمرے میں موجود کھڑکی سے باہر کی جانب دیکھ رہی تھی۔ گلی بلکل سنسان تھی۔ سب لوگ سو چکے تھے۔ اسلام آباد اپنے جلدی سونے اور جلدی اٹھنے کی وجہ سے نوجوانوں کو خاصا بور لگتا ہے۔

جائی یانہ بظاہر گلی کو دیکھ رہی تھی مگر اس کے ذہن میں زید کی باتیں گردش کر رہی تھی۔ وہ اس وقت زید کی باتوں کو سمجھ نہیں پائی تھی مگر اب ان باتوں پر غور کر رہی تھی۔

"آپ کی بات نے مجھے مایوس کیا کہ اب آپ یونیورسٹی نہیں آئیں گی۔ مجھے نہیں لگتا تھا آپ آفتاب یا کسی بھی شخص سے ڈر کر گھر میں چھپ جائیں گی، لیکن آپ نے ویسا ہی کیا، جیسے سب کرتے ہیں۔ آپ ڈر گئی ہیں اور اپنے ڈر کی غلام بن رہی ہیں۔"

جائی یانہ مزید اداس ہوئی۔

"آپ مسئلے کا حل غلط طریقے سے ڈھونڈ رہی ہیں۔ آپ حل کی بجائے،اس شخص کے بارے میں سوچ رہی ہے جس نے مسئلہ پیدا کیا ہے۔ آپ کو آفتاب کے بارے میں ابھی نہیں سوچنا ہے۔"

اس نے سوچنا چاہا لیکن جائی یانہ کو کچھ سمجھ نہیں آیا۔ وہ آخر کیا کرتی؟اس کے مسئلے میں تو بس مسئلے ہی مسئلے تھا۔ حل تو دور دور تک دکھائی نہیں دیتا تھا۔

"آپ نے جائی یانہ بن کر اس مسئلے کا حل نکالنا ہے۔ یہ سوچنا چھوڑ دیں کہ آپ ایک لڑکی ہیں بلکہ یہ سوچیں کہ آپ جائی یانہ ہے اور سوچیں جائی یانہ اپنے زندگی کے مسئلوں کو کس طرح حل کرتی ہے۔"

جائی یانہ سوچنے لگی آخر جائی یانہ ہوتی تو کیا کرتی۔ اب کی بار اس نے اپنا دھیان اس بات پر نہیں لگایا کہ وہ کیا کرتی بلکہ اس پر لگایا کہ جائی یانہ کیا کرتی۔

کچھ دیر کی طویل سوچ کے بعد جائی یانہ کو کچھ سوجھا۔اس کی بھوری آنکھیں چمک اٹھی۔اس کا دماغ اب انتہائی تیزی سے کام کرنے لگا۔تھوڑی ہی دیر میں اس کا خیال پورے پلان کی صورت میں تبدیل ہو گیا۔

اس نے پورا پلان بنانے کے بعد ایک آخری دفعہ اس پر نظریں ثانی کی۔پھر اس نے یہ فیصلہ کیا وہ اسی پلان پر عمل کریں گی۔اس کا پیپر پرسوں تھا۔کل اس کی چھٹی تھی۔اپنے پلان پر اسے پرسوں کام کرنا تھا۔

وہ بیڈ پر لیٹ گئی۔اسے خدشات بھی تھے کہ اگر یہ پلان بگڑا تو بہت کچھ خراب ہو جائے گا لیکن اب اس کے پاس کوئی راستہ نہیں تھا۔اب وقت آ گیا تھا کہ ان درندوں کو سبق سکھایا جائے جو انسانی بھیس میں معاشرے میں معزز بنے ہوئے ہیں۔

* *

زینب کالج سے گھر جا رہی تھی۔ اس کے بی اے کی کلاسز کو شروع ہوئے تقریباً ایک مہینہ گزر چکا تھا۔ اب زینب اکیلے جایا کرتی تھی۔ امہانی اور محلے کی دوسری لڑکیوں نے پڑھائی چھوڑ دی تھی۔

زینب اپنے چہرے کو چادر سے چھپائے جا رہی تھی جب اسے سامنے سے ایک لڑکا آتا دکھائی دیا۔

زینب اس لڑکے کو جانتی تھی۔ یہ لڑکا ان کے پڑوس میں رہتا تھا۔ ان کے گھر اور اس لڑکے کے گھر کی دیواریں ملی ہوئی تھیں۔ وہ زینب کو دیکھ کر مسکرایا۔ زینب لڑکے کو نظر انداز کر کے چلتی رہی۔

وہ جلد از جلد اپنی گلی میں پہنچنا چاہتی تھی کیونکہ گلی میں وہ لڑکا اس کے ساتھ کچھ نہیں کر پاتا۔ وہ لڑکا کچھ دنوں سے اسے دیکھ کر یونہی معنی خیز انداز میں مسکرا رہا تھا۔ زینب خاموشی سے گردن جھکائے چلی جاتی لیکن آج محلے میں آجانے کے باوجود اس نے زینب کا پیچھا نہیں

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

چھوڑا بلکہ یونہی مسکراتا ہوا اس کے پیچھے آتا رہا۔ زینب کے صحیح معنوں میں پسینے چھوٹ گئے۔ اگر حسن یا اشفاق نے اس لڑکے کو زینب کا پیچھا کرتے دیکھا تو آج قیامت برپا ہو جاتی۔

وہ پہلے سے تیز قدم اٹھاتی اپنے گھر پہنچی۔ پھر دروازہ بند کر دیا۔ اس کے چہرے کا رنگ فق ہو گیا تھا۔ تیز چلنے کی وجہ سے اس کا سانس پھول چکا تھا۔ تبھی اسے ام ہانی کی آواز سنائی دی۔

"راستے میں کسی جن بھوت کو دیکھ لیا تھا؟!"

ام ہانی نے برآمدے میں کھڑے ہو کر بڑے معنی خیز انداز میں سوال کیا۔ اس کی مسکراہٹ زینب کو بری طرح چبھی۔

"تمہیں کیا مسئلہ ہے؟ اپنے کام سے کام رکھا کرو۔"

اتنا کہہ کر زینب وہاں سے چلی گئی۔ ام ہانی کے چہرے پر ایک کمینی مسکراہٹ سج گئی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

* *

باب نمبر چار

آج اشفاق کے سوا گھر میں سب موجود تھے۔ جائی یانہ نے آج یونیورسٹی نہیں جانا تھا جبکہ عالیہ اور عزاہ دونوں کا کہیں جانے کا دل نہیں تھا۔ اس لیے دونوں میں سے کوئی بھی یونیورسٹی نہیں گیا۔

صبح کے ناشتے کے بعد نوال نے زینب کو کال کی۔ نوال نے جب زینب کو کال کی، اس وقت وہ ناشتہ کر رہی تھیں۔ ان کے ساتھ شایان بھی بیٹھا تھا۔ نوال کی کال آتی دیکھ کر شایان بے چین ہو گیا۔ زینب نے ٹشو سے ہاتھ صاف کیا، پھر فون اٹھا کر کال اٹینڈ کر لی۔

"السلام علیکم!" نوال نے سلام کیا۔

"وعلیکم السلام!" زینب نے بھی ان پر سلامتی کی دعا بھیجی۔

"تم نے شایان سے بات کی؟"

نوال کے پوچھنے پر زینب نے شایان کو دیکھا جو بڑی بے چینی سے ان دونوں کی باتیں سن رہا تھا۔

"جی، میں نے شایان سے بات کی ہے۔ اسے کوئی اعتراض نہیں ہے۔" زینب نے مسکراتے ہوئے کہا، پھر پوچھا۔ "آپ نے بھائی سے بات کر لی؟"

"ہاں میں نے ان سے بات کر لی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ اس طرح فون کالز پر بات کرنے کی بجائے، تمہیں باقاعدہ گھر آ کر اشفاق سے عالیہ کا رشتہ مانگنا چاہیے۔"

"اچھا!" زینب نے سمجھتے ہوئے سر ہلایا۔ "تو آپ بتا دیں ہم لوگ کس دن آپ کے گھر عالیہ کا ہاتھ مانگنے آئیں؟"

"تمہارا اپنا گھر ہے۔ کسی بھی دن آجاؤ!" ان کی بات سن کر زینب سوچ میں پڑ گئیں۔

"یہ ہفتہ تو میرا بہت مصروف ہے۔" زینب نے سوچتے ہوئے خود کلامی کی۔

"بھابھی اگر آپ برا نہ مانیں، تو میں آج آجاؤں۔"

زینب کی بات سن کر جہاں نوال کو شاک لگا تھا وہی شایان کو بھی کرنٹ لگا۔ ان دونوں کو یہ توقع نہیں تھی کہ زینب آج ہی آنے کا بول دیں گی۔

"آج؟" نوال نے تھوڑی بے یقینی سے پوچھا۔

"اگر آج نہیں آسکتے، تو ٹھیک ہے۔ میں ہفتے کے درمیان میں کسی دن آجاؤں گی۔"

"نہیں نہیں! کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ تم آج ہی آجاؤ۔"

زینب کی بات سن کر وہ فوراً بولیں۔ انہیں ڈر لگا کہیں زینب اس بات کا برا نہ مان لے۔

"آپ ایک دفعہ بھائی سے پوچھ لیں۔ کہیں انہیں کوئی میرے آنے پر کوئی مسئلہ نہ ہو۔"

"تمہارے بھائی کو بھلا تمہارے آنے سے کیوں مسئلہ ہو گا؟ تم کیسی فضول باتیں کرتی ہو۔"

نوال کی بات نے زینب کو کہیں بہت دور پہنچا دیا۔

"میں شام سات بجے بچوں کے ساتھ گھر آجاؤں گی۔ میں امید کرتی ہوں سب کچھ اچھا ہو گا!"

اتنا کہہ کر زینب نے کال کاٹ دی۔ وہ اس سے زیادہ بات نہیں کر سکتی تھیں۔

"ہم آج ماموں کے گھر جائیں گے؟"شایان نے حیرت سے پوچھا۔

"ہاں!"زینب نے بس یہی کہا اور کرسی پر سے کھڑی ہو گئیں۔ ان کے ذہن میں تکلیف دہ لہر اٹھی۔ دوسری طرف شایان کے سوالات ختم ہونے کا نام نہیں لے رہے تھے۔

"ماموں کے گھر جانے کی اتنی تیاری کرنی ہے! کیا میں آج آفس جاؤں؟ اتنے سارے کام آج کیسے ہو پائے گے۔۔۔"شایان کی چلتی زبان زینب نے بند کروائی۔

"بس خاموش!"

شایان زینب کی آواز سن کر واقعی میں خاموش ہو گیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اگر تم نے مزید کوئی سوال کیا، تو میں اشفاق بھائی کے گھر نہیں جاؤں گی۔ میں نے آج کی تاریخ تمہارے لیے ہی رکھی ہے۔ میں چاہتی ہوں جلد از جلد یہ رشتہ طے ہو اور میرا تم سے کیا وعدہ پورا ہو جائے۔"

وہ کچھ لمحے کے لیے رکیں اور خود کو پر سکون کیا۔

"نمرہ کو بتا دینا ہم سب نے آج بھائی کے گھر جانا ہے اور تم خود بھی تیار رہنا۔ میں اپنے کمرے میں جا رہی ہوں۔ مجھے کوئی تنگ نہ کرے۔"

یہ کہہ کر زینب رکی نہیں بلکہ کمرے میں چلی گئیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

****

اشفاق کے گھر میں دوپہر کے وقت کچن میں معمول سے زیادہ چہل پہل تھی۔ ایک دعوت کا انتظام جو انہیں آج کی تاریخ میں کرنا تھا۔ نوال نے زینب سے بات کرنے کے بعد، اشفاق کو بھی کال کر کے زینب کے آج شام گھر آنے کا بتا دیا تھا اور ساتھ میں جلدی آنے کی تاکید بھی کی تھی۔ وہ ابھی سالن کی بھنائی کر رہی تھیں۔ جائی یا نہ چاول چھان رہی تھی۔ اس کا موڈ اب بہت حد تک بہتر تھا۔ وہ سر آفتاب کے خوف سے نکل آئی تھی۔

چاول چھاننے کے بعد انہیں بھگونا تھا، پھر جائی یا نہ کو ملازمہ کے ساتھ مل کر ڈرائنگ روم اور ڈائننگ ہال کی صفائی بھی کروانی تھی۔ اس کے بعد جا کر اس کے حصے کے کام ختم ہونے تھے۔

عزاہ فروٹ ٹرائفل بنانے کے لیے پھل کاٹ رہی تھی۔ اس کی طبیعت اور دل دونوں خراب تھے مگر وہ پھر بھی یہ سب کر رہی تھی۔ وہ نہیں چاہتی تھی کسی کو کسی قسم کا کوئی شک پڑے۔ اس کی سنہری آنکھیں بری طرح سوجی ہوئی تھیں۔ اس کو بخار بھی ہو رہا تھا مگر نوال کی مدد کرنے کے لیے وہ ہر وقت تیار رہتی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"عزاہ تم فروٹ ٹرائفل بنا کر تھوڑا آرام کر لینا!" نوال نے عزاہ کی حالت دیکھ کر کہا۔

"ہمممم!" عزاہ نے ہنکارا بھرا۔

نوال نے دیگچی میں چمچہ ہلاتے ہوئے ایک نظر جائی یانہ کو دیکھا، جو برتن میں رکھے چاولوں کو چھاننے کی بجائے ان پر انگلی پھیر کر J بنا رہی تھی۔

"یہ تم کیا کر رہی ہو؟!"

نوال کی بات سن کر جائی یانہ ایک دم سیدھی ہوئی اور جلدی جلدی چاول چھاننے لگی۔

"آپ نے جو کام کہا ہے، وہی کر رہی ہوں!"

"یہ کام جلدی ختم کرو۔ ابھی صفائی بھی کرنی ہے۔"

"نسرین نے صبح صفائی کر تو دی تھی، اب دوبارہ کرنے کی کیا ضرورت ہے؟" جائی یانہ نے منہ بنا کر کہا۔

"تمہاری پھپھو رشتہ لے کر آ رہی ہے۔ کم از کم ڈرائنگ روم اور ڈائننگ ہال کی صفائی تو دوبارہ ہونی چاہیے۔ تمہاری پھپھو نے اگر تھوڑی سی بھی مٹی دیکھی، تو کیا سوچیں گی؟ رشتے کے دوران ایسی چھوٹی چھوٹی باتوں پر بڑا غور کیا جاتا ہے۔"

نوال کی باتیں سن کر جائی یانہ بے اختیار بولی۔

"پھر تو ہمیں یقیناً گھر تیزاب سے دھونے کی ضرورت ہے۔" نوال اس کی بات کا مطلب نہیں سمجھ پائی لیکن اس کا یوں کام چھوڑ کر بات کرنا سمجھ میں آ گیا۔

"جائی یانہ میں کہہ رہی ہوں اپنی قینچی جیسی زبان کو منہ میں ڈال لو۔ ایسا نہ ہو میرے ہاتھ میں پکڑا چمچہ تمہارے سر پر لگ رہا ہو۔" نوال نے اونچی آواز میں کہا تو جائی یانہ منہ بنا کر کام کرنے لگ گئی۔

"یہ سہی ہے چھوٹی بیٹی کا تو کام ہی نظر میں نہیں آتا۔" جائی یانہ منہ ہی منہ میں بڑبڑائی۔ اس کے بعد سب خاموشی سے اپنا اپنا کام کرتے رہے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

جب جائی یانہ نے چاول کو چھان کر بھگو دیے تو وہ باہر جانے لگی۔ نوال نے جائی یانہ کو روک کر کہا۔

"اپنی بڑی بہن کو کہہ دو اگر وہ اپنا منہ پھلا کر سمجھتی ہے کہ میں مان جاؤں گی، تو ایسا کچھ نہیں ہو گا۔ اس سے کہو کہ خاموشی سے شام تک تیار ہو جائے، ورنہ میں خود اسے تیار کروں گی۔"

جائی یانہ ان کی بات سن کر رکی۔

"آپ میک اپ کریں گی؟" جائی یانہ نے تصدیق کے لیے پوچھا۔

"ہاں میں کر لوں گی!" نوال نے ایک عزم سے کہا۔

"نہ کریں اماں! پھپھو لوگ ڈر کر واپس چلے جائیں گے۔" جائی یانہ نے تمسخرانہ انداز میں کہا۔ اماں نے ایک تیز نظر جائی یانہ پر ڈالی۔ جائی یانہ نے اپنی زبان کو اس وقت بند کر کے نکلنے پر عافیت سمجھی۔

****

عالیہ اپنے کمرے میں بند تھی۔ نوال نے صبح اسے پھپھو کے آنے اور آنے کا مقصد بتا دیا تھا۔

"اماں میں ابھی شادی۔۔۔۔۔۔"عالیہ نے کچھ کہنا چاہا لیکن اماں نے اس کی بات کاٹ دی۔

"میں تم سے پوچھ نہیں بلکہ بتا رہی ہوں!"نوال نے دو ٹوک انداز میں کہا اور کچھ سنے بنا کمرے سے باہر نکل گئیں۔ اب عالیہ اسی بات پر اپنا احتجاج ریکارڈ کروا رہی تھی۔ عالیہ اچھے سے جانتی تھی اس کا کوئی فائدہ نہیں تھا لیکن کوشش کرنے میں کیا حرج تھی۔

وہ بیڈ پر اوندھے منہ گری پوئی تھی جب کسی نے دروازے کو زور سے پیٹا۔ عالیہ جانتی تھی ان کے گھر کی کونسی مخلوق اس طرح دروازہ کھٹکھٹاتی تھی۔ اس لیے اس نے کوئی جواب نہیں

دیا۔دوسری جانب موجود شخص کو اجازت کی ضرورت تھی بھی نہیں۔وہ فوراً سے اندر آئی اور عالیہ کے پاس بیٹھ گئی۔

"اتنا تو لڑکیاں رخصتی کے وقت نہیں روتی جتنا آپ رشتہ آنے پر رو رہی ہیں۔"جائی یانہ نے شوخ لہجے میں کہا۔

"اپنی بکواس بند رکھو اور میرے کمرے سے نکلو۔"عالیہ بہت زور سے دھاڑی لیکن جائی یانہ کے کانوں میں جوں بھی نہیں رینگی۔وہ ڈھٹائی سے بیٹھی رہی۔

"اماں نے مجھے بھیجا ہے۔وہ کہہ رہی ہیں اگر آپ یہ سوچ رہی ہیں کہ آپ کے منہ بنا کر بیٹھنے سے اماں مان جائیں گی تو یہ آپ کی بھول ہے۔چاہے دن رات ایک ہو جائے،سورج مغرب سے نکل آئے،گرمی کے موسم میں برفباری ہو جائے،یہاں تک کہ اماں اپنی بیٹیوں کی قدر کرنے لگ جائے تب بھی اس رشتے سے انکار نہیں ہو گا۔"جائی یانہ نے مبالغہ آرائی سے کام لیا۔عالیہ نے کچھ نہیں کہا وہ یونہی منہ چھپائے بیٹھی رہی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"آپ کیا سیریس والا احتجاج کر رہی ہیں؟"جائی یانہ نے جھک کر عالیہ کا چہرہ دیکھنے کی کوشش کی۔عالیہ نے ابھی بھی کوئی جواب نہیں دیا۔

جائی یانہ نے آرام سے بستر پر لیٹی عالیہ کو اس طرح موڑا کہ وہ اس کا چہرہ دیکھ سکے۔عالیہ نے اس دوران کوئی مزاحمت نہیں کی۔عالیہ کے چہرے پر خشک آنسوؤں کے نشان دیکھ کر جائی یانہ فکر مند ہو گئی۔

"آپ رو کیوں رہی ہیں؟ کیا آپ سچ میں خوش نہیں ہے؟ مجھے بتائیں۔ کیا پتہ میں آپ کی مدد کر سکوں۔"جائی یانہ نے ایک ہی سانس میں تین سوال کر ڈالے۔

عالیہ نے کچھ کہنے کے لیے لب کھولے۔پھر اچانک اسے یاد آیا کہ اس کے سامنے جائی یانہ بیٹھی تھی۔وہ اپنی بہنوں سے مسئلہ ڈسکس نہیں کر سکتی تھی۔عالیہ کے نزدیک گھر والوں کو مسئلے کے بارے میں بتانا، مسئلے کو مزید بڑھانے کے مترادف تھا۔

"نہیں کچھ نہیں ہوا ہے۔"وہ آنکھوں میں موجود نمی کو رگڑتی اٹھ کر بیٹھ گئی اور اپنے کھلے بالوں کو جوڑے کی شکل میں لپیٹنے لگی۔

"آپ ایک دفعہ مجھے بتائیں تو سہی میں۔۔۔۔۔۔۔"جائی یانہ کی بات کو عالیہ نے کاٹا۔

"میں نے کہا نہ کچھ نہیں ہوا ہے۔"جائی یانہ کا چہرہ ہتک سے سرخ ہو گیا۔الفاظ میں جان انسان کا لہجہ ڈالتا ہے،جسے دوسرا انسان بہت اچھے سے محسوس کر جاتا ہے۔عالیہ کا لہجہ جائی یانہ کو ہتک آمیز لگا تھا۔وہ ایک دم اٹھی اور جانے لگی۔ابھی وہ دروازے سے چند قدم دور تھی جب اسے نوال کی ہدایت یاد آئی۔

"اماں نے کہا تھا کہ پھپھو شام سات بجے آئیں گی۔تب تک آپ تیار ہو جائیے گا۔"یہ کہہ کر وہ چلی گئی۔اس نے جاتے ہوئے دروازہ زوردار آواز میں بند کیا۔

اب کمرے میں بس عالیہ موجود تھی اور اس کا دکھ!

* *

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

زینب کالج کے میدان میں نازنین کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی۔اس کے چہرے کا رنگ پیلا پڑ گیا تھا۔ آنکھوں کے گرد حلقے واضح تھے۔ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ بہت دنوں سے ٹھیک سے سو نہیں پائی تھی۔

"مجھے سمجھ نہیں آرہا اس لڑکے کا آخر مسئلہ کیا ہے۔"نازنین نے اس کی حالت دیکھ کر جھنجھلا کر کہا۔

زینب نے بہت دن اس پریشانی کو خود تک محدود رکھا تھا مگر آج اس سے برداشت نہیں ہو پایا اور اس نے یہ سب باتیں نازنین کو بتادی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"میں خود بھی نہیں جانتی وہ مجھ سے کیا چاہتا ہے؟ میری تو راتوں کی نیند اڑ گئی ہے۔ ہر وقت یہ سوچ کر ڈر لگا رہتا ہے اگر گھر میں کسی کو پتہ چل گیا تو کیا ہو گا؟"

"تم گھبراؤ نہیں۔ سب ٹھیک ہو جائے گا۔"نازنین نے زینب کو تسلی دینا چاہی۔

"انشاءاللہ!"زینب نے آسمان کی جانب دیکھتے ہوئے یہ الفاظ ادا کیے۔

"میں اگر تمہاری جگہ ہوتی، تو اس کے منہ پر تھپڑ مار دیتی اور اتنا برا بھلا کہتی کہ آئیندہ کبھی میری طرف دیکھنے کی جرات نہ کرتا۔" نازنین نے بڑی دلیری سے کہا۔ دوسری طرف زینب نازنین کی شکل دیکھ کر رہ گئی۔ وہ اسے یہ نہیں بتا سکتی تھی کہ اگر نازنین اس کی جگہ ہوتی، تو وہ بھی یہ نڈر قدم نہیں اٹھا پاتی۔ گھر کے مرد، خود عورت کی شخصیت کو نکھارتے یا بگاڑتے ہیں اور زینب کے گھر کے مردوں نے اس کی شخصیت پر بزدلی کا عیب ڈال دیا تھا۔ تھوڑی دیر اس موضوع پر مزید بات کرنے کے بعد وہ دونوں اٹھ کر اپنی کلاس کی جانب چل دیے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

****

زینب اپنے کمرے میں موجود تھی۔ کمرے میں چلتے اے سی کی خنکی محسوس کی جا سکتی تھی۔ فرش اتنا ٹھنڈا تھا کہ پاؤں زمین پر ٹکائے نہیں جا سکتے تھے مگر کمرے کی مالکن کو اتنی

ٹھنڈ میں رہنے کی عادت تھی۔ کھڑکیوں پر پردے گرے ہوئے تھے۔ زیرو بلب کمرے میں چل رہا تھا۔ کمرہ مدھم سا روشن تھا۔ دیوار پر لگی گھڑی شام کے پونے سات بجنے کا عندیہ دے رہی تھی۔

سنگھار میز کے سامنے کھڑی وہ اس وقت ایک ہیولا لگ رہی تھیں۔ وہ آئینے میں اپنا عکس کو دیکھ رہی تھیں۔ انہوں بالوں کو دائیں کندھے پر ڈالا ہوا تھا۔ ان کے ہرے رنگ کی قمیض پر بڑی نفاست سے سنہری کام ہوا ہوا تھا۔ کانوں میں سنہری رنگ کے جھمکے تھے۔ میک اپ نے چہرے کو چمکایا ہوا تھا۔ ان کے بائیں کندھے پر نیٹ کا ڈوپٹہ تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

زینب اپنے سراپے کو دیکھ رہی تھیں لیکن بار بار کچھ ایسے مناظر ان کے سامنے آجاتے، جن کو دیکھ کر پرانے زخم دوبارہ ہرے ہو جاتے۔ ساری عمر محبت نہ ملنے کا دکھ، ماں باپ کے شفقت بھرے لمس سے محرومی، اپنوں کی بے رخی، غیروں کی منافقت۔۔۔ سب کچھ یاد تھا۔ یادیں عذاب ہوتی ہیں۔ حالات ٹھیک رہتے تو یقیناً وہ سب کچھ نہ ہوتا، جو ہو چکا تھا لیکن اب

تو وہ ہو چکا تھا۔ گزرے ہوئے دن، جانے کب سالوں میں تبدیل ہو گئے اور زینب وہی کھڑی رہ گئی جہاں پہلے تھی۔

"زندگی میں کبھی نہیں سوچا تھا، کک آپ سے کوئی دوسرا رشتہ بھی بناؤں گی۔" زینب ذہن میں اشفاق کو تصور کر کے ان سے بات کر رہی تھیں۔

"آپ نے ساری زندگی میرے ساتھ جو کیا، میرے پاس ان سب کو بیان کرنے کے لیے الفاظ نہیں ہیں۔ میں آپ کی طرف کبھی مڑنا نہیں چاہتی تھی لیکن حالات میری سوچ کے مطابق کیسے ہو سکتے تھے؟" زینب کے چہرے پر زخمی سا تاثر تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"میرے بیٹے نے عرصہ پہلے مجھے اپنی پسند کا بتایا تھا۔ اسے عالیہ پسند تھی۔ اسے عالیہ چاہیے تھی۔ میں نے وعدہ کیا تھا میں اسے عالیہ دوں گی۔ عالیہ میرے شایان کی ہے۔" پھر کچھ سوچ کر زینب مسکرائیں۔

"آپ کبھی بھی یہ مت سوچیے گا میں عالیہ کو آپ سے بدلہ لینے کے لیے استعمال کروں گی۔ کسی بے گناہ کو سزا دینا آپ کا کام ہے، میرا نہیں! لیکن اپنے بیٹے کی خوشیوں کے راستے

میں، میں آپ کو دیوار بھی نہیں بننے دوں گی۔ پہلے میں بس ایک بہن تھی، جس کے ساتھ آپ نے اپنا بے حس رویہ اختیار کیے رکھا لیکن اب میں ایک ماں ہوں اور ایک ماں اپنی اولاد کے لیے طوفان سے بھی ٹکرا سکتی ہے۔"

یہ کہنے کے بعد زینب بلاوجہ ہنس دی۔ یہ ہنسی ایک نارمل انسان کی ہنسی نہیں تھی۔ اس میں سالوں کا دکھ، اذیت اور تکلیف شامل تھی۔ اس میں ایک معصوم لڑکی کو نفسیاتی مسائل میں ڈالنے کا کرب بھی شامل تھا۔

ایسے میں کمرے کے دروازے پر دستک ہوئی اور ایک مردانہ آواز کمرے کے اندر پہنچی۔

"ماما آپ تیار ہو گئی ہیں؟"

"ہاں میں بس تیار ہوں۔" اپنے لہجے کو نارمل بنا کر زینب نے جواب دیا۔ ایک دفعہ پھر آنکھوں کے سامنے ایک منظر چھایا جس نے سیاہ آنکھوں میں کرب ڈال دیا۔ زینب نے اسی حالت میں سنگھار میز پر رکھا گلدان پھینک دیا۔ گلدان ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہو گیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

زینب نے ان ٹکڑوں کو دیکھا اور پھر ان ہی ٹکڑوں میں سے ایک پر پاؤں رکھ دیا۔ ان کے سفید پاؤں سنہری سینڈل میں مقید تھے۔ اس لیے کانچ ان کے پاؤں کو نہیں چبھا۔ زینب کانچ کے ٹکڑے کو مسلنے لگی۔ جب کانچ مکمل طور پر ایک پاؤڈر کی شکل میں آ گیا، تو زینب نے اپنا پاؤں ہٹا دیا اور کمرے سے باہر نکل گئی۔

* *

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اشفاق کے گھر میں دعوت کے انتظامات تقریباً مکمل ہو گئے تھے۔ گھر کا نچلا حصہ چمک رہا تھا۔ کھانا بھی تیار ہو گیا تھا۔ اب بس چائے کے ساتھ کچھ بیکری کا سامان چاہیے تھا، جو عیسیٰ لینے گیا تھا۔

عزاہ کا بخار تیز ہو گیا تھا۔ اس لیے وہ اپنے کمرے میں آرام کرنے چلی گئی تھی۔ ویسے بھی سارے کام ختم ہو گئے تھے۔ عالیہ ابھی تک کمرے میں بند تھی۔

ایسے میں جائی یانہ کے کمرے کے اندر جھانکو تو جائی یانہ اپنے کندھوں تک آتے بالوں کی پونی بنا رہی تھی۔ اس نے اپنی پونی بنائی اور ایک نظر اپنا چہرہ دیکھا۔ چہرے پر کسی قسم کا کوئی میک اپ نہیں چاہیے تھا۔ اسے عام روٹین میں میک اپ کرنا زہر لگتا تھا۔ اس نے جامنی رنگ کی فراک پہنی ہوئی تھی۔ اپنے اوپر تنقیدی نگاہ ڈال لینے کے بعد وہ نیچے چلی گئی۔

سات بج چکے تھے۔ اب پھپھو بس راستے میں ہونگی۔ وہ زینے اتر رہی تھی جب گھر کا بیرونی دروازہ کھلا اور عیسیٰ گھر میں داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں سامان تھا۔ جائی یانہ کو کھڑا دیکھ کر عیسیٰ نے سامان اس کی جانب بڑھایا۔ اس نے سامان پکڑ لیا۔

"آپ کا شکریہ!" جائی یانہ نے سنجیدہ لہجے میں شکریہ ادا کر دیا۔ وہ ابھی تک عیسیٰ کی باتیں نہیں بھولی تھی۔

"کوئی بات نہیں!" عیسیٰ نے مسکراتے ہوئے ہاتھ جھلایا۔

جائی یانہ کچھ بھی کہے بغیر کچن میں چلی گئی۔ وہاں نوال کرسی پر بیٹھی پریشان دکھائی دیتی تھیں۔ جائی یانہ نے ان کو دیکھا اور سامان میز پر رکھ دیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کیا ہوا اماں؟" جائی یانہ جانتی تھی وہ کس وجہ سے پریشان تھی، پھر بھی پوچھا۔

"عالیہ ابھی تک تیار نہیں ہوئی۔" نوال میز کو دیکھتے ہوئے بولیں۔ پھر انہوں نے چہرہ اٹھا کر جائی یانہ کو دیکھا۔

"تم ایک دفعہ اس سے بات کرو۔" جائی یانہ نے گہری سانس خارج کی اور بیٹھ گئی۔

"آپی میری کوئی بات نہیں سنیں گی۔ آپ خود ان سے بات کر لیں۔"

"مجھے ڈر ہے کہیں وہ تمہارے بابا یا مہمانوں کے آگے تماشہ نہ لگا دے۔" نوال نے اپنا خدشہ پیش کیا۔

Clubb of Quality Content

"آپ فکر نہ کریں۔ دیکھ لیجیے گا پھپھو اور شایان بھائی جب آئیں گے تو آپی خود ہی تیار ہو کر آجائیں گی۔ آپی بابا کی موجودگی میں وہ کوئی تماشہ نہیں لگائیں گی۔"

"بس ہم تو امید ہی کر سکتے ہیں۔" اماں نے جائی یانہ کی بات پر بس یہی کہا۔ پھر ایک دم انہیں عزاہ کا خیال آیا۔

"عزاہ کی طبیعت کچھ ٹھیک ہوئی؟"نوال کے کہنے پر جائی یانہ نے سر نفی میں ہلایا۔

"بجو کو تیز بخار ہو رہا تھا۔وہ ٹیبلیٹ لے کر سو گئی ہیں۔سونے سے پہلے انہوں نے کہا تھا مجھے کوئی نہ اٹھائے۔"

"ہمم!بیچاری کب سے میرے ساتھ کام کروا رہی ہے۔اب اسے آرام ہی کرنا چاہیے۔" نوال نے متفکر لہجے میں کہا۔پھر اس پر حکم صادر کیا۔

"اب تم نے میری مدد کروانی ہے۔مہمانوں کے آگے تم کھانا پیش کرو گی۔"

"کیا؟"جائی یانہ نے آنکھیں پھاڑ کر ماں کو دیکھا۔

"ہاں اور کان کھول کر سن لو۔ذرا سی بھی گڑبڑ نہیں ہونی چاہیے۔"

"عالیہ آپی سے کہہ دیں۔کب سے منہ پھلا کر کمرے میں بیٹھی ہیں۔آپ نے سارا کام ہم لوگوں سے کروایا ہے۔اس سے تو اچھا تھا میرا رشتہ آجاتا کہیں سے!"آخری بات جائی یانہ نے بس سوچی تھی کہی نہیں۔وہ جانتی تھی یہ کہنے پر ماں کی چپل کا نشانہ اس کے منہ پر بنتا۔

اتنے میں گھر کے باہر ہارن بجا۔ نوال فوراً کھڑی ہوئیں اور جائی یانہ کو اوپر جانے کا کہا۔

"عالیہ سے کہو فوراً تیار ہو جائے، ورنہ میں اب کسی بات کا لحاظ نہیں کروں گی۔"

* *

کچھ لمحات بعد اشفاق کے ڈرائنگ روم میں جھانکو تو وہاں محفل جمی ہوئی تھی۔ زینب، شایان اور نمرہ ایک ساتھ صوفے پر براجمان تھے۔ ان کا صوفہ درمیان میں تھا۔ ان کے دائیں جانب والے صوفے پر نوال ور اشفاق بیٹھے تھے جبکہ بائیں جانب دو سنگل صوفے تھے، جن میں سے ایک پر عیسیٰ بیٹھا ہوا تھا جبکہ دوسرے پر جائی یانہ۔ ان سب صوفوں کے بلکل درمیان میں میز تھی، جس پر سموسے، چپس، نمکو اور دیگر لوازمات پڑے تھے۔

جائی یا نہ عالیہ کے کمرے کا دروازہ کھٹکھٹا کر پھپھو کے آنے کی اطلاع دے آئی تھی مگر اندر سے کوئی آواز نہیں آئی۔ ابھی زینب کام کی بات پر نہیں آئی تھیں بلکہ سب ابھی اِدھر اُدھر کی باتوں میں لگے ہوئے تھے۔

نوال بات کرنے کے دوران بار بار آنکھوں کے اشاروں سے جائی یا نہ کو عالیہ کے پاس جانے کا کہہ رہی تھیں لیکن وہ ان کے اشاروں کو نظر انداز کرتی رہی۔ کچھ دیر بعد جب ملازمہ چائے کی ٹرے لے کر کمرے میں آئی، تو زینب مدعے پر آئیں۔۔

"بھائی! بھابھی نے تو آپ کو بتایا تو ہو گا کہ میں آج یہاں کیوں آئی ہوں۔"

"نوال نے تو بتا دیا ہے لیکن میں چاہتا ہوں تم خود مجھ سے بات کرو۔" اشفاق کی بات سن کر شایان نے پہلو بدلا۔ اسے اشفاق کے لہجے سے ڈر لگ رہا تھا لیکن زینب بالکل آرام سے بیٹھی تھیں۔ انہیں اپنے بھائی سے اسی بات کی امید تھی۔

"میں چاہتی ہوں کہ آپ اپنی بیٹی عالیہ کی بات میرے بیٹے سے طے کر دیں۔" اشفاق زینب کو دیکھتے ہوئے سیدھے بیٹھ گئے۔ زینب بھی ان کی جانب متوجہ تھیں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تم بتاؤ آخر میں اپنی بیٹی کی شادی تمہارے بیٹے سے ہی کیوں کروں؟"اشفاق کی بات سن کر زینب کے سوائے سب نے پہلو بدلا۔ماحول میں تناؤ کا جھونکا گزرا تھا جسے ان دونوں بہن بھائی کے سوا سب نے محسوس کیا۔

"تو آپ شادی نہ کریں۔"زینب کی بات سن کر ساتھ بیٹھے شایان نے حیرت سے ماں کے چہرے کو دیکھا۔اس نے زینب کے چہرے کی مسکراہٹ دیکھ لی تھی مگر اس کی وجہ نہیں جان پایا۔

"ویسے بھی رشتہ لانے میں پہل آپ لوگوں نے کی تھی۔آپ لوگوں نے خود پیغام بھجوایا تھا"

"کیا مطلب؟"اشفاق نے ناسمجھی سے زینب کو دیکھا۔

"کیا آپ کو نہیں پتہ نوال بھابھی خود رشتہ لے کر میرے پاس آئی تھیں۔"

زینب کی بات سن کر اس دفعہ اشفاق نے حیرانگی سے اپنی بیگم کو دیکھا۔ان کے چہرے کا رنگ اتر چکا تھا۔انہوں نے نظریں چرائیں۔اشفاق کو اپنا جواب مل گیا۔شایان،نمرہ،عیسیٰ

اور جائی یا نہ ہونقوں کی طرح ڈرائنگ روم میں موجود اپنے تینوں بڑوں کو دیکھ رہے تھے۔

اب ماحول مکمل طور پر تناؤ کا شکار ہو چکا تھا۔

جائی یا نہ دور سے بیٹھی اشفاق کے سختی سے بھنچے لب دیکھ چکی تھی۔

"بھابھی کل میرے پاس خود آئی تھیں اور انہوں نے خود مجھ سے شایان اور عالیہ کے رشتے کے بارے میں بات کی۔ انہوں نے کہا کہ آپ بھی راضی ہیں لیکن شاید بھابھی نے آپ کو بتانا ہی مناسب نہیں سمجھا۔"

زینب نے لوہا گرم دیکھ کر ضرب ماری۔ وہ کمال مہارت سے بات کو اپنی مرضی کا رنگ دے رہی تھیں۔ حالانکہ نوال نے صاف الفاظ میں زینب کو بتایا تھا کہ انہوں نے اشفاق کو یہ بات نہیں بتائی تھی اور تاکید بھی کی تھی کہ اس بات کا ذکر اشفاق کے سامنے مت کرنا لیکن اس وقت معاملہ اولاد کا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"گھر میں سب سے زیادہ اہمیت گھر کے سربراہ کی ہوتی ہے اور آپ اس گھر کے سربراہ ہیں۔ سربراہ کے حکم کے بغیر تو گھر کے باقی افراد کوئی کام نہیں کرتے، لیکن آپ کو دیکھ کر تو ایسا لگ رہا ہے کہ آپ اپنے ہی گھر سے بے خبر ہیں۔"

"اپنی طرف سے غلط اندازے مت لگاؤ زینب! ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ نوال سے میں نے خود کہا تھا کہ وہ تمہارے پاس عالیہ کا رشتہ لے کر جائے۔ شایان یتیم بچہ ہے اور اس کے بارے میں میں نے ہی سوچنا ہے۔ آخر کو میں اپنے خاندان کا بڑا ہوں۔ یہ سوال تو میں نے بس یہ جاننے کے لیے کیا تھا کہ تمہارا بیٹا، میری بیٹی کو کتنا خوش رکھے گا۔ تم پتہ نہیں بات کو کہاں سے کہاں لے گئی۔"

اشفاق نے اپنا بھرم قائم رکھنا چاہا۔ وہ اس وقت زینب کو جھڑک دینا چاہتے تھے مگر زینب کے ساتھ اب اس کا جوان بیٹا بیٹھا تھا۔ وہ کم از کم کوئی ایسی حرکت کر کے خود کو ذلیل نہیں کروانا چاہتے تھے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اچھا! بہت اچھی بات ہے کہ میرے اندازے غلط ہیں۔ جہاں تک بات عالیہ کی خوشی کی ہے، تو یقین مانیں عالیہ کو میرے گھر میں کسی چیز کی کمی محسوس نہیں ہو گی۔ ہم عالیہ کو ہتھیلی کا چھالا بنا کر رکھیں گے۔" زینب نے دل جلانے والی مسکراہٹ سے کہا۔ پھر بولیں۔

"آپ لوگوں کو تو رشتے سے کوئی انکار نہیں ہو گا کیونکہ رشتہ تو آپ لوگوں نے بھجوایا تھا۔ ہے نا؟" زینب نے رک کر اشفاق کا چہرہ دیکھا، جنہوں نے اپنے لب سختی سے بھینچے ہوئے تھے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ہاں ہمیں کوئی مسئلہ نہیں ہے۔" اشفاق نے ضبط سے کہا۔

"تو ایسا کریں آپ عالیہ کو بلوا دیں۔ میں چاہتی ہوں میں آج ہی منگنی کی رسم کر لوں۔" ان کی بات سن کر کمرے میں بیٹھے تمام نفوس کو ایک دفعہ پھر جھٹکا لگا۔

"اتنی جلدی؟" اشفاق نے حیرت سے پوچھا۔

زینب نے سر کو خم دیا۔"جب مجھے اور آپ کو کوئی اعتراض نہیں ہے تو رسم کرنے میں دیر نہیں کرنی چاہیے۔یاد ہے بھابھی!جب میری بات پکی ہوئی تھی تو لڑکے والوں نے بھی اسی وقت میری منگنی کر دی تھی۔مریم چچی نے تو انہیں منع نہیں کیا تھا بلکہ خوشی خوشی راضی ہو گئی تھیں۔"

زینب کی بات سن کر نوال نے اشفاق کی طرف دیکھ کر اجازت مانگی۔اشفاق نے جواب میں رخ موڑ لیا جیسے کہہ رہے ہو۔"ساری باتیں اپنی مرضی سے کر لی ہے،تو یہ بھی کر لیں۔"

انہوں نے پھر جائی یانہ کو دیکھا جو ان کے اشارے کی منتظر تھی۔

"جاؤ جائی یانہ!عالیہ کو لے کر آؤ۔"جائی یانہ اٹھ کھڑی ہوئی لیکن اسے یہ فکر بھی تھی کہ اگر عالیہ نے آنے سے انکار کر دیا تو کیا ہو گا۔بابا پہلے ہی اماں سے ناراض تھے،ایسا نہ ہو آپی کوئی بدمزگی کر کے بابا مزید غصہ دلا دیں۔

جائی یانہ جانے لگی تو نمرہ نے اسے روکا۔

"رکو جائی یانہ!"نمرہ اپنی جگہ کھڑی ہو گئی۔"میں بھی تمہارے ساتھ چلتی ہوں۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

یہ کہہ کر وہ جائی یانہ کے ساتھ چل دی۔

* *

جائی یانہ اور نمرہ عالیہ کے کمرے کے باہر کھڑی تھیں۔ جائی یانہ نے سامنے موجود بند دروازے کو کھٹکھٹایا لیکن اندر سے کوئی جواب نہیں آیا۔ جائی یانہ نے نمرہ کو دیکھا جس کی نظریں جائی یانہ پر ہی مرکوز تھیں۔

جائی یانہ کو اب موقع کی نزاکت معلوم ہوئی تھی۔ نمرہ عالیہ کی ہونے والی نند تھی۔ اس کے سامنے عالیہ کا ایسا ردعمل اچھا نہیں تھا۔

جائی یانہ نے دل ہی دل میں دعائیں مانگتے ہوئے دوبارہ دروازہ کھٹکھٹایا۔ جائی یانہ کے پاس کھڑی نمرہ نے اندر موجود عالیہ کو آواز دی۔

"عالیہ دروازہ کھولو!"

جائی یانہ نے کمرے کے اندر سے قدموں کی آہٹ سنی۔ پھر یکدم دروازہ کھلا۔ جائی یانہ نے جب اندر موجود نفوس کو دیکھا تو حیران رہ گئی۔

سنہری آنکھوں والی لڑکی نے سرمئی رنگ کا جوڑا زیب تن کیا ہوا تھا۔ جوڑا تھوڑا سا کامدار تھا لیکن موقع کے لحاظ سے اچھا لگ رہا تھا۔ کندھے پر گلابی رنگ کا نیٹ کا ڈوپٹہ تھا۔ بھورے رنگ کے بالوں کو سیدھی مانگ نکال کر کان سے پیچھے کیا ہوا تھا۔ بال پیچھے ہونے کی وجہ سے کانوں میں سفید رنگ کے ٹاپس مزید نمایاں ہو رہے تھے۔ ہلکا سا میک اَپ چہرے کو مزید چمکا رہا تھا۔ وہ نیچے جانے کے لیے تیار تھی۔ عالیہ جو عام سے حلیے میں بھی خوبصورت لگتی تھی، آج قیامت ڈھا رہی تھی۔

جائی یانہ کو بلکل بھی امید نہیں تھی کہ عالیہ اتنا تیار ہو جائے گی۔ اسے تو لگ رہا تھا کہ وہ کوئی سادہ سا سوٹ پہن کر پھپھو کے سامنے جائے گی، لیکن عالیہ کی تیاری کہیں سے نہیں بتا رہی تھی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کہ وہ اس رشتے سے ناخوش ہے۔ نمرہ اور جائی یا نہ اسے دیکھتی ہی رہتیں، اگر عالیہ خود ان دونوں کا تسلسل نہ توڑتی۔

"تم دونوں نے اگر میرا ایکسرے کر لیا ہو، تو اب مجھے گزرنے کا راستہ دو گے!"

عالیہ کی بات سن کر جائی یا نہ اور نمرہ پیچھے ہٹیں۔ وہ ان دونوں کو پیچھے چھوڑتی آگے چل دی۔

***

گھڑی پر دیکھا تو ابھی بس آٹھ بج رہے تھے۔ وہ پانچ بجے بستر پر لیٹی تھی۔ اسے سوتے ہوئے تین گھنٹے گزر چکے تھے۔

عزاہ کا حلق سوکھ کر کانٹا ہو رہا تھا۔ اس نے پاس رکھے جگ کو اٹھایا، تو وہ اسے بہت ہلکا لگا۔ اس نے جب غور کیا تو اس میں پانی ختم ہو چکا تھا۔ عزاہ کو بے اختیار جھنجھلاہٹ ہوئی۔ وہ اٹھ کر کچن سے پانی لینے کے لیے جانے لگی۔ پھر اسے یاد آیا آج پھپھو نے آنا تھا۔ اس نے ایک بار پھر گھڑی پر دیکھا۔ پھپھو یقیناً ابھی موجود ہونگی۔

عزاہ تذبذب کا شکار ہوئی کہ آب اسے جانا چاہیے یا نہیں۔ نیچے جانے پر اسے پھپھو اور شایان کا سامنا کرنا پڑے گا مگر اسے ناقابل برداشت پیاس لگ رہی تھی۔ اسے جانا ہی پڑے گا۔ عزاہ بستر پر سے اٹھی اور آئینے کے سامنے آ کر کھڑی ہو گئی۔ اپنا حلیہ کچھ سہی کیا اور کمرے سے باہر چلی گئی۔

* *

عالیہ نے جب اپنا پہلا قدم ڈرائنگ روم میں رکھا، تو سب سے پہلی نظر شایان کی اس پر گئی۔ شایان ابھی اشفاق کو کاروبار کے سلسلے میں کچھ بتا رہا تھا جسے اشفاق انتہائی بے دلی سے سن رہے تھے۔ جیسے ہی اس کی نظر عالیہ کے وجود پر پڑی، وہ یکدم چپ ہو گیا۔ اسے یاد ہی نہیں رہا کہ وہ ابھی کیا بول رہا تھا۔ شایان کے لیے اب سب کچھ بے معنی ہو گیا تھا۔

ڈرائنگ روم میں موجود باقی نفوس نے جب شایان کی نظروں کا تعاقب کیا، تو ان کی نظریں بھی عالیہ کی طرف رکی۔ عالیہ بآعتماد انداز میں چلتی آ رہی تھی۔ اس کے کچھ پیچھے جائی یا نہ اور نمرہ بھی ڈرائنگ روم میں داخل ہوئیں۔ عالیہ میز کے بلکل آگے کھڑی ہو گئی اور پھپھو کو سلام کیا۔

"السلام علیکم، پھپھو!"

زینب اس کا سلام سن کر مسکرائیں اور جواب دیا۔

"وعلیکم السلام، بیٹا۔" پھر زینب بالکل درمیان میں بیٹھ گئی اور اسے اپنے پاس بیٹھنے کو کہا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"عالیہ،ادھر آ کر بیٹھو۔"

عالیہ آرام سے ان کے پاس بیٹھ گئی۔وہ تینوں صوفے پر کچھ اس طرح بیٹھے تھے کہ اب ایک طرف عالیہ تھی اور دوسری طرف شایان اور ان دونوں کے درمیان میں زینب۔۔۔

شایان ابھی تک مبہوت تھا۔کیا اس نے کبھی عالیہ سے زیادہ خوبصورت انسان دنیا میں دیکھا تھا؟شاید نہیں!

شایان کے لیے عالیہ سے نظریں ہٹانا مشکل ہو رہا تھا۔وہ اس کے بہت پاس بیٹھی تھی۔صد شکر کہ درمیان میں زینب تھی ورنہ آج اس کی موت یقینی تھی۔عالیہ شایان کی نظروں کا ارتکاز محسوس کر رہی تھی مگر اس نے نظر انداز کیا۔

ان دونوں کے خیالوں کو چھوڑ کر زینب کی طرف آؤ تو انہوں نے اپنے ہاتھ میں پہنی ایک انگوٹھی نکالی۔ان کی نظر بے ساختہ شایان کے چہرے پر گئی جو زینب کو اپنی طرف دیکھتا پا کر مسکرایا۔شایان کو مسکراتا دیکھ کر زینب بھی مسکرا دیں۔انہوں نے اپنی انگوٹھی عالیہ کے بائیں ہاتھ کی انگلی میں پہنا دی۔

شایان کی آنکھیں زینب کے ہاتھ میں موجود عالیہ کے ہاتھ پر گئی۔ روئی جیسے سفید ہاتھوں پر ہلکے گلابی رنگ کی نیل پالش لگی ہوئی تھی۔ اس پر سنہری رنگ کی انگوٹھی مزید دمک رہی تھی۔ شایان کے ذہن میں یہ حسین خوبصورت ہاتھ ہمیشہ کے لیے حفظ ہو گئے۔ ان حسین ہاتھوں کے صدقے شایان اپنی جان بھی وار سکتا تھا۔

تبھی اسے محسوس ہوا کوئی اسے دیکھ رہا تھا۔ اس نے چونک کر ادھر ادھر دیکھا مگر کوئی اس کی جانب متوجہ نہیں تھا۔ شایان اسے اپنا وہم سمجھ کر دوبارہ اس لمحے کو کھل کر جینے لگا۔

زینب نے عالیہ کے سر پر ہاتھ پھیرا۔

"اب سے تم میرے شایان کی امانت ہو۔ انشاء اللہ ہم بہت جلد اپنی امانت کو یہاں سے لے جائیں گے۔"

آخری بات انہوں نے اشفاق اور نوال کو دیکھ کر کی تھی۔

نوال نے مسکرانے کی کوشش کی جبکہ اشفاق نے اس کی بھی زحمت نہیں کی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

زینب کے چہرے کا رخ اب جائی یانہ کی جانب مڑا۔

"جاؤ جائی یانہ! میں جو مٹھائی لے کر آئی تھی، وہ لے کر آؤ۔ میں خود سب کا منہ میٹھا کرواؤں گی۔" جائی یانہ نے سر کو خم دیا اور اٹھ کر کچن میں چلی گئی۔

کچھ دیر بعد جب وہ آئی تو اس کے ہاتھ میں پلیٹ تھی جس میں مختلف قسم کی مٹھائیاں رکھی ہوئی تھی۔ زینب نے مٹھائی کی پلیٹ لینے کے لیے ہاتھ بڑھائے تو جائی یانہ نے پلیٹ ان کے سامنے کر دی۔ جیسے ہی زینب نے پلیٹ تھامی، جائی یانہ نے اپنا گلاب جامن اٹھا لیا۔

جائی یانہ کی یہ حرکت دیکھ کر نوال کا خون کھول گیا۔

دوسری طرف زینب اس کی یہ حرکت دیکھ کر مسکرائیں۔

جائی یانہ ماں کی قہر آلود نظریں دیکھ چکی تھی مگر اب وہ بھی کیا کرتی۔ جائی یانہ کے لیے مٹھائی محبت تھی اور گلاب جامن عشق تھا۔ جب سے مٹھائی کی ٹوکری کچن میں رکھی گئی تھی، تب سے وہ کچن میں کسی نہ کسی بہانے سے جا کر گلاب جامن کھا رہی تھی۔ یہ اس کا پانچواں گلاب جامن تھا جسے وہ محبت پاش نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

جائی یا نہ اور اس کے گلاب جامن کی عاشقی سے نظریں ہٹا کر زینب کی طرف آؤ تو انہوں نے عالیہ کا منہ میٹھا کروایا۔ عالیہ نے جیسے ہی مٹھائی کا ٹکڑا منہ میں لیا، تو اسے میٹھائی بڑی کڑوی لگی۔ اسے مٹھائی اتنی کڑوی لگی کہ اس کا حلق تک کڑوا ہو گیا۔

پھر زینب نے میٹھائی کا ٹکڑا شایان کے منہ میں ڈالا۔ اسے میٹھائی ضرورت سے زیادہ میٹھی لگی لیکن مٹھاس کی زیادتی اسے بری نہیں، اچھی لگی۔ بہت زیادہ اچھی۔۔۔

اس کے بعد زینب، اشفاق کے پاس آئیں۔ اشفاق نے بیٹھے ہوئے اپنے سامنے کھڑی زینب کو دیکھا۔ ماہ و سال کا فرق درمیان سے ہٹ گیا۔ ان دونوں بہن بھائیوں کا تعلق ویسا ہی تھا جیسا بچپن میں تھا۔ ایک سرد جنگ جیسا!

"بیٹی کی منگنی مبارک ہو بھائی!" زینب نے کھوئے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تم اپنے فیصلے پر بہت پچھتاؤ گی!"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اشفاق نے دبے دبے غصے میں زینب کو تنبیہہ کی۔ ان کی آواز اس قدر پست تھی کہ خود ان کے کانوں میں بھی نہیں پڑی تھی لیکن زینب کو وہ آواز کمرے میں گونجتی محسوس ہوئی۔ وہ اشفاق کی طرف دیکھتے ہوئے زخمی سا مسکرائیں۔

"انسان اگر خود کچھ غلط کر کے پچھتائے، تو اس کی سزا کچھ کم لگتی ہے لیکن اگر انسان کچھ کیے بنا سالوں سزا جھیلے تو ہر دن ایک صدی کے برابر لگتا ہے۔ آپ کے معاملے میں، میں اس دفعہ کچھ کر کے پچھتا لینا چاہتی ہوں!"

یہ کہہ کر اس نے مٹھائی والا ہاتھ آگے بڑھایا۔ ایک پل کو اشفاق کا دل چاہا کہ اپنے انتقام اور بھرم کو ایک طرف رکھ کر، زینب کو ابھی اسی وقت رشتے سے انکار کر دیں مگر ان کی انا کو یہ سب کہاں گوارہ تھا۔ انہوں نے خاموشی سے میٹھائی منہ میں ڈالی اور نظریں پھیر لیں۔ زینب سر جھٹک کر نوال کی طرف بڑھیں۔ نوال نے بھی میٹھائی خاموشی سے کھالی۔

عیسیٰ اور نمرہ کو بھی میٹھائی کھلادی گئی۔ ڈرائنگ روم میں چونکہ بیٹھنے کی جگہ نہیں رہی تھی تو جائی یانہ نے نمرہ کو اپنی جگہ پر بٹھادیا تھا اور خود نمرہ کے صوفے کے پیچھے کھڑی ہو گئی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

زینب کو اچانک عزاہ کا خیال آیا۔ وہ لوگ جب سے آئے تھے انہوں نے عزاہ کو نہیں دیکھا تھا۔

"بھابھی! عزاہ کہاں ہے؟ ہم جب سے آئیں ہیں، وہ ایک دفعہ بھی دکھائی نہیں دی۔"

"عزاہ کو بہت تیز بخار ہو رہا تھا۔ وہ دوائی لے کر سو رہی ہے۔" نوال کی بات سن کر زینب نے سمجھتے ہوئے سر ہلایا۔

"ہمم! موسم بھی آج کل خراب ہے۔" اس کے بعد وہ لوگ دوسری باتوں میں مشغول ہو گئے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

* *

کچھ دیر بعد شایان کے فون پر کال آئی۔ کال اٹینڈ کرنے کے لیے اس نے سب سے معزرت کی اور باہر لان میں چلا گیا۔ لان میں کھڑے ہو کر اس نے کال اٹینڈ کی لیکن سامنے سے کوئی جواب نہیں آیا۔ تقریباً تیس سیکنڈ تک دوسری طرف سے کوئی جواب نہ ملنے پر شایان نے کال کاٹ دی۔ وہ دوبارہ گھر میں داخل ہوا تو جائی یانہ اس کے پاس آئی اور دھیمی آواز میں بولی۔

"شایان بھائی آپ میرے ساتھ اوپر چلیں گے؟"

"کیوں؟"شایان کی ایک ابرو اوپر کو اٹھی۔

"میں آپ کو راستے میں سب بتادوں گی مگر ابھی آپ خاموشی سے میرے پیچھے آئیں!"جائی یانہ نے عجلت میں کہا۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ شایان کو کھینچ کر اوپر لے جائے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

دوسری طرف شایان اس کی جلد بازی پر حیران ہوا۔جائیانہ اسے کچھ بھی کہنے کا موقع دیے بغیر اوپر چل دی۔شایان نے بھی اس کی تقلید کی۔جیسے ہی شایان نے آخری زینے پر قدم رکھا،جائیانہ جو اس سے کچھ آگے تھی،رک گئی۔

پھر گردن کو قدرے جھکایا اور اپنا سیدھا ہاتھ منہ کے پاس لگا کر بڑے رازدارانہ انداز میں شایان کو اطلاع دی۔

"شایان بھائی!میں نے اور نمرہ آپی نے آپ کی اور عالیہ آپی کی ملاقات ارینج کی ہے۔"

"کیا؟؟"جائیانہ نے شایان پر بم پھوڑا۔

"ہاں!اب آپ آرام سے عالیہ آپی کے کمرے میں جائیں.میں ادھر کھڑی نگرانی کر رہی ہوں اور پلیز تھوڑا جلدی آجائیے گا۔"شایان جائیانہ کو بس دیکھتا رہا۔جائیانہ اسے یوں دیکھتا پا کر تھوڑے تیز لہجے میں بولی۔

"اب آپ جائیں گے یا ابھی آپ نے بابا کے آنے کا انتظار کرنا ہے؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اچھا اچھا جا رہا ہوں!" شایان نے ہاتھ اٹھا کر کہا اور آگے بڑھ گیا۔ وہ عالیہ کے کمرے کے سامنے کھڑا ہو گیا، جو آدھا ڈھلا ہوا تھا۔ وہ نروس ہوا۔ زندگی میں پہلی بار اس کے ساتھ کچھ ایسا ہو رہا تھا۔ ماشاءاللہ سے وہ ایک شریف انسان تھا۔ اس طرح اپنی منگیتر کے کمرے میں جانے میں اسے جھجھک محسوس ہو رہی تھی۔ جائی یانہ نے اسے عجیب مخمصے میں ڈال دیا تھا۔

اسے دروازے کے سامنے کھڑا دیکھ کر جائی یانہ اس کے پاس آئی اور پوچھا۔

"آپ اندر کیوں نہیں جا رہے؟"

"میں اس سے کیا بات کروں گا۔"

"یہ بھی اب میں آپ کو بتاؤں گی۔"

جائی یانہ نے انگلی سے اپنی طرف اشارہ کیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"رہنے دیں آپ سے نہیں ہو گا۔جائیں آپ نیچے جا کر بڑوں کی باتوں مستفید ہوں اور ان کی دعائیں لیں۔"

یہ کہہ کر جائی یا نہ جانے لگی۔شایان نے اسے روکا۔

"اوکے میں جا رہا ہوں"جائی یا نہ مڑی اور تھمبز اپ کیا۔

"بیسٹ آف لک!"

شایان نے دوبارہ کمرے کا دروازہ دیکھا۔اس نے ہمت کر کے اسے کھول لیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

* *

شایان نے دروازہ کھولا اور اندر آیا۔ اس کے سامنے نمرہ کھڑی تھی۔ کمرے میں عالیہ موجود نہیں تھی۔ نمرہ کی دروازے کی جانب پشت تھی۔ وہ کسی سے کال پر بات کر رہی تھی اور باتوں میں اتنا مگن تھی کہ شایان کی موجودگی کو محسوس نہیں کر پائی۔

شایان نمرہ کو آواز دینے لگا تھا جب اس کے کانوں میں نمرہ کی آواز گونجی۔

"شاہنواز! آپ یہ کیسی باتیں کر رہے ہیں!" نمرہ بڑی بے تکلفی سے کھلکھلا کر ہنسی۔ شایان کا دماغ نمرہ کے منہ سے ایک مردانہ نام سن کر گھوم گیا۔ اس کی بہن ایک غیر آدمی سے یوں بے تکلفی سے بات کر رہی تھی۔ شایان کے اندر غیرت کا سمندر ٹھاٹھیں مارنے لگا۔

شایان چیل کی طرح نمرہ پر جھپٹا۔ اس نے نمرہ کی کلائی پکڑی اور اس کے ہاتھ سے فون کھینچا۔ کال کٹ چکی تھی۔

شایان نے ایک ہاتھ سے نمرہ کی کلائی کو پکڑے رکھا اور دوسرے ہاتھ کو چلاتے ہوئے نمرہ کے فون کی کال ہسٹری پر آیا۔ کچھ دیر پہلے ایک نمبر پر کال کی گئی تھی جس کو ریما کے نام سے محفوظ کیا گیا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

شایان کا شک یقین میں بدل گیا۔

"یہ کون شاہنواز ہے جس کا نام تم نے ریما کے نام سے محفوظ کیا ہوا ہے؟"شایان کی نمرہ کی کلائی پر گرفت مضبوط ہو گئی۔ نمرہ کے درد کی شدت سے آنسو نکل پڑے۔

"میں تم سے کچھ پوچھ رہا ہوں۔ بتاؤ کون ہے شاہنواز؟"شایان کی قہر برساتی آنکھیں، نمرہ کے چہرے کا رنگ سفید کیے جا رہی تھی۔

"میں بتاتی ہوں، شاہنواز کون ہے؟"

زوردار آواز سے باتھ روم کا دروازہ کھلا اور عالیہ غصے سے باہر نکل کر ان دونوں کی طرف بڑھی۔ اس نے نمرہ کی کلائی کو شایان کے مضبوط ہاتھوں سے چھڑایا اور اسے اپنے پاس لگا لیا۔

"شاہنواز اور ریما ہمارے کلاس فیلوز ہیں۔ ریما اور شاہنواز کزنز ہیں۔ پچھلے سمیسٹر میں ان دونوں کی شادی ہو گئی تھی۔ ریما میری اور نمرہ کی دوست ہے۔ اس لیے ہماری اکثر شاہنواز سے بھی بات ہو جاتی ہے۔ شاہنواز اور ہمارا تعلق بالکل بہن بھائیوں جیسا ہے بالکل بہن

بھائیوں جیسا!"عالیہ نے "بہن بھائیوں" پر زور دیا۔"ابھی بھی ریما اور شاہنواز مجھے نمرہ کے فون سے منگنی کی مبارک باد دے رہے تھے۔میں نے جب ان دونوں سے بات کر لی، تو نمرہ کو فون واپس پکڑا دیا اور واش روم چلی گئی۔اس دوران شاہنواز اور ریما، نمرہ سے باتیں کرتے رہے۔اب میں نہیں جانتی آپ نے ایسی کونسی بات سن لی ہے، جس سے آپ کی سو کالڈ غیرت جوش میں آ گئی۔کچھ اور سننا چاہتے ہے آپ؟"

عالیہ نے نمرہ کی کلائی کو سہلاتے ہوئے پوچھا جو سرخ ہو رہی تھی۔دوسری طرف شایان کا غصہ جھاگ کی مانند بیٹھ گیا۔اس کو بے اختیار خفت محسوس ہوئی۔اس نے جذبات میں آ کر پتہ نہیں کیا کر ڈالا تھا۔شایان ایک لفظ بولے بغیر باہر چلا گیا۔

جائی یانہ نے جب شایان کو دیکھا تو شرارتی مسکراہٹ لیے اس کے پاس پہنچی مگر شایان کا اترا ہوا چہرہ دیکھ کر اس کی مسکراہٹ سمٹ گئی۔جائی یانہ کو سیکنڈ میں معلوم ہو گیا کہ اندر کوئی خوشگوار گفتگو نہیں ہوئی ہے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کیا ہوا شایان بھائی؟"جائی یانہ نے اس سے پوچھا مگر شایان نے کوئی جواب نہیں دیا بلکہ تیزی سے سیڑھیوں کے زینے اترنے لگا۔جائی یانہ اپنی جگہ کھڑی رہ گئی۔آخر اندر ایسا کیا ہوا تھا کہ شایان بھائی ایسے چلے گئے۔عالیہ آپی کا موڈ صبح سے خراب تھا۔کہیں انہوں نے تو منگنی توڑنے کا تو نہیں کہہ دیا تھا۔جائی یانہ یہ سوچ کر گھبرا گئی۔وہ تو اس ملاقات کے حق میں بھی نہیں تھی۔اسے تو نمرہ نے اکسایا تھا۔اب اگر کچھ بھی غلط ہوا تو سب لوگ جائی یانہ کے پیچھے پڑ جائیں گے کیونکہ شایان کو عالیہ کے کمرے میں بھیجنے والی بھی تو وہی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

* *

عزاہ اپنے کمرے میں موجود تھی۔اس کا چہرہ بخار کی شدت سے لال ہو رہا تھا لیکن اسے ابھی اپنے بخار کی پروا نہیں تھی۔ابھی اسے کچھ دیر پہلے دیکھا جانے والا منظر،اندر ہی اندر کھائے جا رہا تھا۔

وقت کو کچھ دیر کے لیے روک کر ہم اس منظر میں جاتے ہیں جب عزاہ پانی پینے کے لیے کچن میں گئی تھی۔ پانی پی لینے کے بعد وہ واپس اوپر جانے لگی تو اس کی نگاہیں ڈرائنگ روم میں جا ٹھہریں۔

عزاہ کو تجسس سا ہوا کہ اندر کیا ہو رہا ہے۔ وہ سلام کرنے کے بہانے سے ڈرائنگ روم کی جانب بڑھی لیکن سامنے موجود منظر کو دیکھ کر حیران رہ گئی۔

زینب عالیہ کی انگلی میں انگوٹھی پہنا رہی تھیں۔ عزاہ کی نظریں انگوٹھی پر ٹک گئی۔ وہ اس کی انگوٹھی تھی جو کسی اور کے ہاتھ میں پہنائی جا رہی تھی۔ عزاہ ہونقوں کی طرح یہ منظر دیکھ رہی تھی۔ اس سے وہ چھینا جا رہا تھا جس کی اس نے ہمیشہ خواہش کی تھی۔ عزاہ کی نظریں شایان پر گئیں، تو اس کے اعصاب شل پڑنے لگے۔

شایان عالیہ کو دیکھ رہا تھا اور دیکھے جا رہا تھا۔ بہت غور اور توجہ سے!

اس کی نظروں میں جو تاثر تھا۔ عزاہ کو معلوم تھا، وہ کیا تھا۔ اس تاثر کو دنیا نے محبت کا نام دیا ہوا تھا۔ عزاہ نے بھی اسے محبت کا نام دے دیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

عزاہ نے صوفے پر بیٹھی سرمئی لباس پہنے سراپے پر نظر ڈالی۔ اسے اس نفوس کا نام ذہن پر ڈھونڈنے پر بھی نہیں ملا تھا۔ ذہن اسے شایان کی محبت کا لقب دے رہا تھا۔ وہ بس ایک نظر عالیہ کو دیکھ پائی۔ شایان کو دیکھ لینے کے بعد اس کے لیے سب بے معنی تھا۔ اس کی نظروں نے دوبارہ شایان کے گرد طواف کیا۔

اب صورتحال کچھ یوں تھی کہ عزاہ شایان کو، شایان عالیہ کو اور عالیہ ان سب سے بے پروا اپنی انگوٹھی کو دیکھ رہی تھی۔ اس کی نظروں کا تسلسل جانے کب تک قائم رہتا اگر شایان کو عزاہ کی نظریں محسوس نہ ہوتی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

شایان نے جیسے ہی گردن گھمائی، وہ فوراً سے پیچھے ہوئی۔ پھپھو نے جائی یانہ کو میٹھائی لانے کا کہا۔ پھپھو کی بات سن کر عزاہ لاؤنج کی طرف بھاگ گئی۔

لاؤنج اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا۔ کسی کو لائٹ چلانے کا خیال نہیں آیا تھا۔ عزاہ دروازے کے پیچھے چھپ گئی۔ عزاہ نے قدموں کی آہٹ سے جائی یانہ کو کچن کی طرف جاتے سنا۔ پھر کچھ دیر بعد جائی یانہ کو واپس ڈرائنگ روم کی جانب جاتے سنا۔ جائی یانہ کے قدموں کی آہٹ

جب بلکل مدھم ہو گئی، تو عزاہ لاؤنج کے دروازے سے نکلی۔ پھر آہستہ آہستہ سیڑھیوں کی جانب جانے لگی۔

پھپھو شاید اب سب کو میٹھائی کھلا رہی تھیں۔ وہ آہستہ آہستہ زینوں پر چڑھ رہی تھی جب اچانک ڈرائنگ روم سے پھپھو کی آواز آئی۔ وہ اس کے بارے میں پوچھ رہی تھی۔

ان لوگوں کو آئے پتہ نہیں کتنا وقت گزر چکا تھا مگر انہیں ابھی تک عزاہ یاد نہیں آئی تھی۔ پھپھو کے لیے وہ اتنی غیر اہم تھی کہ اتنی دیر بعد اس کے بارے میں پوچھا تھا اور وہ بھی سرسری سا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

عزاہ کا دل مزید خراب ہوا۔ جن لوگوں کو وہ اپنا سب کچھ مانتی تھی، ان کے نزدیک اس کی ذرا سی بھی اہمیت نہیں تھی۔ عزاہ کے قدم کچھ اور آہستہ ہو گئے۔

منظر ابھر کر ڈوب گیا اور عزاہ واپس اپنے حال میں آ گئی۔ اس کے پاس اس کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا کیونکہ ابھی سب عالیہ کی خوشیوں کا جشن منا رہے تھے اور اسے اپنے دکھوں کا ماتم تنہا منانا تھا۔

* *

نو بجے کے قریب زینب اور اس کے بچے اپنے گھر کی جانب روانہ ہو گئے۔ ان کی گاڑی خاموشی سے واپسی کا سفر طے کر رہی تھی۔ شایان گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا۔ زینب فرنٹ سیٹ پر بیٹھی تھیں جبکہ نمرہ پیچھے بیٹھی ہوئی تھی۔ زینب کو ان دونوں کا اترا ہوا چہرہ صاف دکھائی دے رہا تھا۔

"تم دونوں کے درمیان کوئی بات ہوئی ہے؟" زینب نے ان دونوں کا چہرہ غور سے دیکھا۔

"نہیں!" شایان نے نفی میں جواب دیا اور نمرہ نے جواب دینا بھی مناسب نہیں سمجھا۔ وہ کھڑکی سے باہر کی جانب دیکھتی رہی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اگر کچھ نہیں ہوا، تو تم دونوں کے چہرے خوشی کے موقع پر اتنے اداس کیوں ہیں؟"

زینب نے سیدھا اپنے مطلب کا سوال کیا۔

"آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے۔"شایان نے زبردستی مسکراہٹ سجائی۔

"جی آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے اور انسان کو اپنی غلط فہمی کا شکار نہیں ہونا چاہیے ورنہ وہ اکثر بھول جاتے ہے کہ اس کے سامنے کون ہے اور اس کا مقابل سے رشتہ کیا ہے۔"زینب نمرہ کی بات سمجھ نہیں پائی مگر شایان نے اس کے طنز کو بخوبی محسوس کر لیا۔

"تمہاری اس بات کا کیا مطلب ہے؟"زینب نے نا سمجھی سے پوچھا۔

"رہنے دیں۔"یہ کہہ کر نمرہ دوبارہ خاموش ہو گئی۔

"ایک تو یہ بچے ہر وقت منہ بنائے رکھتے ہیں۔"زینب منہ ہی منہ میں بڑبڑائیں۔

* *

جائی یا نہ مہمانوں کے جانے کے بعد کچن میں موجود بچے ہوئے مال غنیمت پر اپنا ہاتھ صاف کر رہی تھی۔ وہ کچن میں رکھی کرسی پر بے دھم بیٹھی تھی۔ اس کا دوپٹہ دوسری کرسی پر لٹک رہا تھا۔

اس نے بریانی کی ٹرے اٹھالی اور اس کے اوپر سالن ڈال کر چمچ کی مدد سے مکس کرتے ہوئے کھانے لگی۔ نوال اس وقت اشفاق کی ڈانٹ سن رہی تھیں جو کہ ایک آدھ گھنٹے سے پہلے ختم نہیں ہونی تھی۔ اس لیے وہ جنگلیوں کی طرح کھا رہی تھی۔ اگر نوال اسے یوں کھاتا دیکھ لیتیں، تو اسے شک نہیں بلکہ یقین تھا کہ وہ آج کی رات فٹ پاتھ پر گزارتی۔ اب وہ اپنی ماں کو کیسے سمجھائے، جو مزہ یوں کھانے میں ہے، وہ تمیز اور ادب سے کھانے میں کہاں؟

وہ ابھی بریانی کھا رہی تھی جب عیسیٰ کچن کے دروازے سے نمودار ہوا۔ جائی یا نہ اس کو دیکھ کر ٹھٹھکی۔ یہی حالت عیسیٰ کی تھی۔ وہ پانی پینے کی غرض سے کچن میں آیا تھا مگر جائی یا نہ کو

یوں کھاتا دیکھ کر آنکھیں پھاڑ کر اسے دیکھنے لگا۔جائی یانہ کے منہ پر چاول کے چند دانے اور چکنائی لگی ہوئی تھی اور باقی کا حلیہ بھی ابتر تھا۔

عیسیٰ نے سر جھٹکا اور فریج سے بوتل نکال کر پانی پینے لگا۔جائی یانہ نے عیسیٰ کی پشت کو گھورا، پھر کندھے اچکا کر دوبارہ کھانے میں مشغول ہو گئی، جیسے اسے کوئی فرق نہیں پڑتا ہو کہ سامنے والا اس کے بارے میں کیا سوچ رہا تھا۔

عیسیٰ پانی پینے کے بعد جانے لگا، تو ایک نظر جائی یانہ کو دوبارہ دیکھا۔وہ چاہنے کے باوجود جائی یانہ کو ٹوکنے سے خود کو روک نہ پایا۔

"تم کھانا پلیٹ میں نکال کر آرام سے کھا سکتی ہو!"

جائی یانہ نے سر ہلایا۔

"کھا تو سکتی ہوں لیکن کیا آپ بھول گئے ہیں، آپ نے خود ہمیں پینڈو کہا تھا اور پینڈو لوگ تو ایسے ہی کھاتے ہیں۔ آپ کو کوئی مسئلہ؟!"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

جائی یانہ نے مزے سے کہا اور چاولوں سے بھرا ہوا چمچہ منہ میں ڈالا۔ یکدم بریانی میں لذت بڑھ گئی تھی۔ آہ اتنے دنوں بعد تو اسے بدلہ لینے کا موقع ملا تھا۔

دوسری طرف عیسیٰ کی حالت ایسی تھی کہ کاٹو تو بدن میں لہو نہیں۔ اسے یقین نہیں آرہا تھا کہ جائی یانہ کو عیسیٰ کی، اس کے گھر والوں کے متعلق رائے کا پتہ تھا۔ وہ اسے کچھ دیر تک دیکھتا رہا، پھر جانے کی غرض سے مڑا تو جائی یانہ کی آواز دوبارہ بلند ہوئی۔

"اب پلیز! ہانی خالہ سے اس بات کی شکایت نہ لگا دیجیے گا کہ ہم لوگ آپ کی جاسوسی کرتے ہیں۔ ہمیں ایسا کوئی شوق نہیں ہے۔ جب عیسیٰ صاحب آپ اپنی چائے منگوا کر ہانی خالہ سے بات کر رہے تھے، تو آپ کی آواز میرے کانوں میں پڑ گئی تھی۔"

عیسیٰ کا چہرہ مزید سفید ہو گیا۔ عیسیٰ ام ہانی کو اسی بات کی شکایت لگانے جا رہا تھا کہ ان کی بہن کی بیٹیاں اس کی جاسوسی کر رہی ہیں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"پلیز! آئیندہ کے بعد ذرا دھیمی آواز میں ہماری شکایت لگائیے گا۔ وہ کیا ہے کہ میری نظروں میں تو آپ گر چکے ہیں، ایسا نہ ہو کہ گھر کے کسی اور فرد کے سامنے آپ کا مقام گر جائے۔"

جائی یانہ نے اپنی بات کہہ دینے کے بعد بریانی کی ٹرے رکھی اور نان قورمہ کھانے لگی۔

عیسیٰ منٹ سے پہلے غائب ہو گیا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

****

"آپ نے مجھ سے اتنی بڑی بات کیوں چھپائی؟"

اشفاق کی دھاڑتی آواز پورے کمرے میں گونجی۔ نوال جو ان کے سامنے کھڑی تھی، کچھ پیچھے ہوئیں اور ایک نظر بند دروازے پر ڈالی۔ انہیں ڈر تھا کہ کہیں ان کی آوازیں کمرے سے باہر نہ جا رہی ہو۔

"میں تو بس اپنی بچی کے مستقبل۔۔۔۔"اشفاق نے نوال کی بات کاٹی۔

"جی جی کہہ دیں کہ آپ اپنی بچی کی خوشیوں کی بھیک مانگنے گئی تھیں۔"اشفاق کی بات سن کر نوال نے گردن جھکا دی۔

اشفاق کا چہرہ دھواں دھواں ہو رہا تھا۔ انہیں کسی پل چین نہیں مل رہا تھا۔

"آپ کو پتہ ہے آپ نے مجھے آج کتنا زیادہ ذلیل کروایا ہے؟"اشفاق نے ملامتی انداز میں کہا۔ نوال نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اشفاق کو جواب چاہیے بھی نہیں تھا۔

"وہ اشفاق جس کی گردن کسی کے سامنے جھکی نہیں تھی، وہ آج ایک ایسی منحوس عورت کے سامنے جھکی جو اپنے آس پاس رہنے والے ہر شخص کو نگل جاتی ہے۔"اشفاق کا چہرہ ہتک سے لال ہو رہا تھا۔ وہ بنا پانی کی مچھلی کی طرح تڑپ رہے تھے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

نوال نے کچھ کہنے کے لیے لب کھولے لیکن کچھ کہہ نہ پائیں۔وہ کیا کہہ سکتی تھیں۔ان دونوں بہن بھائی کے درمیان یہ کشیدگی ہمیشہ سے تھی۔نوال ان دونوں بہن بھائی کے درمیان میں کیوں بولتیں؟اشفاق بیڈ پر بیٹھ گئے۔

"آپ نے بالکل بھی اچھا نہیں کیا!"اشفاق نے سختی سے گدے کو جکڑ دیا۔

"اگر آپ اس رشتے سے خوش نہیں تھے، تو انکار کر دیتے۔"نوال نے دھیمی آواز میں کہا۔

"میں انکار کر دیتا تاکہ وہ سمجھتی، آپ مجھ سے پوچھیں بغیر اتنے بڑے فیصلے کر لیتی ہیں۔میری اوقات سب کے نزدیک دو کوڑی کی ہو جاتی۔"اشفاق نے غصے سے کہا۔پھر وہ ایک دم رکے اور نوال کی طرف آنکھیں سکیڑ کر دیکھا۔

"اب آپ نے اسے یہ تو نہیں بتا دیا کہ آپ مجھ سے پوچھے بغیر اتنا بڑا اقدم اٹھا رہی ہیں۔"

"نہیں، میں نے یہ بات نہیں بتائی تھی!"

نوال نے چہرے کو نارمل رکھنا چاہا مگر ان کا جسم پسینے سے بھیگنے لگا۔۔اگر اشفاق کو سچ پتہ چل جاتا تو ان سے کوئی بعید نہیں تھی کہ وہ نوال کو اس عمر میں تین لفظ ادا کر کے گھر سے باہر نکال دیتے۔

"آپ سچ کہہ رہی ہیں؟"اشفاق نے ابھی بھی بڑے غور سے نوال کا جائزہ لیا۔

"ہاں میں سچ کہہ رہی ہوں!"

اشفاق کو اندر کہیں معلوم تھا کہ نوال جھوٹ بول رہی تھیں مگر انہوں نے درگزر کر دیا۔ نوال اب ان کا اعتبار توڑ چکی تھیں۔اب اگر وہ سچ بھی بول رہی تھیں، تو بھی انہیں کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔کچھ دیر اشفاق خاموش رہے، تو نوال نے ہمت کر کے خود سوال کیا۔

"اب آپ کیا کریں گے؟"

"کس بارے میں؟"اشفاق نے ابرو اچکا کر سوال کیا۔

"عالیہ اور شایان کے بارے میں؟" نوال کی بات سن کر اشفاق نے ایک گہری سانس خارج کی۔

"ان دونوں کی منگنی ہو گئی ہے اور آپ اچھے سے جانتی ہیں ہمارے ہاں منگنی کا ٹوٹنا کتنا معیوب سمجھا جاتا ہے۔"

"تو آپ یہ رشتہ نہیں توڑیں گے؟"

"نہیں!" اشفاق نے سر نفی میں ہلایا۔ نوال کو ان کا جواب سن کر کچھ اطمینان ہوا۔ کم از کم یہ رشتہ کسی طرح بچ گیا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

* *

"تم صحیح کہتی تھی۔ تمہارا بھائی واقعی میں ایک شکی انسان ہے۔"

عالیہ کے ہاتھ میں فون تھا اور وہ کمرے کے چکر کاٹ رہی تھی۔ عالیہ اس وقت نمرہ سے بات کر رہی تھی۔ شایان کے عالیہ کے کمرے سے جانے کے بعد، نمرہ جب تک عالیہ کے پاس تھی، بس روتی رہی تھی۔ ان دونوں کی اس متعلق کوئی بات نہیں ہوئی تھی۔ نمرہ نے گھر پہنچنے کے بعد عالیہ کو کال کر دی۔

"تم میرے بھائی کے بارے میں اتنا برا مت سوچو۔ انہیں بس ایک غلط فہمی ہوئی ہے۔ میں نے سوچا تھا تم دونوں ملو گے تو انڈر سٹینڈنگ ہو جائے گی، مگر یہاں تو۔۔۔" نمرہ نے کمزور لہجے میں شایان کی طرف داری کی۔ عالیہ نے آنکھیں گھمائیں۔

"تم ابھی بھی اپنے بھائی کی طرف داری کر رہی ہو؟ آج میں نے اپنی آنکھوں سے تمہارے بھائی کا رویہ دیکھ لیا ہے۔ پتہ نہیں اپنے گھر میں وہ تمہارے ساتھ کس طرح کا سلوک رکھتا ہو گا؟!" دوسری طرف سے کوئی جواب نہ پا کر عالیہ اپنے بیڈ پر بیٹھ گئی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"مجھے تمہاری بات ماننی ہی نہیں چاہیے تھی۔ تمہاری بات مان کر میں نے منگنی تو کر لی ہے لیکن شادی نہیں کروں گی۔ تمہارے ساتھ اس نے آج جو کیا ہے،وہ اب میرے فیصلے پر مہر لگا چکا ہے۔"

"شاید تم ٹھیک کہہ رہی ہو۔ میں نے تمہیں ایک غلط مشورہ دیا تھا۔" نمرہ کے لہجے میں پچھتاوا صاف ظاہر تھا۔

(شام کے ساڑھے چھ ہونے میں بس دو تین منٹ رہ گئے تھے۔ عالیہ کب سے بیڈ پر اوندھے منہ لیٹی تھی۔ اب بس پچھو کے آنے میں آدھا گھنٹہ رہ گیا تھا۔ عالیہ نے فون اٹھایا اور اپنا بوجھ ہلکا کرنے کی نیت سے نمرہ کو کال کی۔

"کیسی ہو عالیہ؟" نمرہ کی بات سن کر عالیہ کا موڈ کچھ اور خراب ہوا۔

"زبردستی کے رشتے والوں کے آنے پر ایک لڑکی کیسی ہوتی ہے؟"

نمرہ اس کی بات سن کر خاموش ہو گئی۔ پھر ہمت جتا کر اس نے دوبارہ پوچھا۔

"تم تیار ہو گئی ہو؟"

"کس خوشی میں؟"عالیہ نے تلخ لہجے میں پوچھا۔ نمرہ کو اس کا لہجہ ناگوار گزرا۔

"تم آرام سے بھی تو بات کر سکتی ہو۔ اتنی روڈ کیوں ہو رہی ہو؟ تم تو مجھ سے اس طرح بات کر رہی ہو جیسے میں نے ماموں ممانی سے شایان بھائی کے پرپوزل کی بات کی تھی۔"نمرہ کی آواز میں غصہ پا کر عالیہ کا لہجہ تھوڑا دھیما ہوا۔ نمرہ کا غصہ بجا تھا۔ وہ واقعی میں نمرہ سے بدتمیزی سے بات کر رہی تھی۔

"اچھا سوری! پلیز اب تم مجھ سے ناراض نہ ہو۔ پہلے ہی میں اتنی پریشان ہوں اور تمہاری ناراضگی مجھے مزید پریشان کر دے گی۔"عالیہ نے معذرت خواہانہ انداز میں کہا، تو نمرہ کا غصہ بھی جھاگ کی طرح بیٹھ گیا۔

"ہمم چلو ان باتوں کو چھوڑو۔ یہ بتاؤ ممانی نے تمہارے انکار پر کیسا ری ایکشن دیا؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"انہوں نے کوئی ری ایکشن ہی نہیں دیا۔ انہیں لگ رہا ہے میں مذاق کر رہی ہوں۔ بس اماں کمرے میں آئیں، اپنا حکم صادر کیا اور میری بات سنے بغیر کمرے سے چلی گئیں۔" عالیہ نے منہ بسور کر کہا۔

"یعنی ممانی سے بات کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہوا۔" نمرہ نے سوچتے ہوئے کہا۔ "تمہیں میں ماموں سے بات کرنے کا مشورہ بھی نہیں دے سکتی ہوں۔ ماموں کا مزاج بہت تیز ہے۔"

"ہاں! اسی لیے میں بھی بابا سے بات کرنے سے ڈر رہی ہوں۔ بابا پتہ نہیں میری بات کا کیا مطلب لے لیں گے۔"

"اب نہ ماموں مانیں گے نہ ممانی۔۔۔ تو تم ایسا کرو ابھی کے لیے ان دونوں کو خوش کر دو!"

"کیا مطلب؟" عالیہ نے ناسمجھی سے پوچھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"مطلب یہ کہ جب ہم لوگ تمہارے گھر آئیں، تو تم بغیر کسی چوں چرا کے خاموشی سے ہمارے سامنے آجانا۔"

"تم پاگل ہو گئی ہوں یوں تو اماں بابا کو لگے گا کہ میں اس رشتے کے لیے راضی ہوں۔" عالیہ کی حیرت سے آنکھیں پھیل گئی تھیں۔

نمرہ نے اسے سمجھانا چاہا۔ "دیکھو سمجھنے کی کوشش کرو۔ ہم لوگ اب بس گھر سے نکلنے والے ہیں۔ اس وقت اگر تم انکار کرو گی، تو تمہاری کوئی نہیں سنے گا۔ ماموں ممانی کسی نہ کسی طرح تمہیں پریشرائز کر کے منالیں گے۔ اس کے ساتھ ساتھ تمہارا ان دونوں کے سامنے امپریشن بھی خراب ہو گا۔ اس لیے مصلحت اسی میں ہے کہ تم خاموشی سے تیار ہو جاؤ اور ہم سے اچھے سے مل لینا۔ بعد میں تم ماموں سے سکون سے بات کر لینا۔ ویسے مجھے لگ رہا ہے کہ ماما شاید آج تمہاری اور شایان بھائی کی منگنی بھی کر دیں۔"

"اب منگنی کہاں سے آگئی؟" عالیہ کو جھنجھلاہٹ ہوئی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"مجھے ماما کی باتوں اور ارادوں سے تو یہی لگ رہا ہے۔ بظاہر انہوں نے مجھ سے ایسی کوئی بات نہیں کی ہے لیکن مجھے میری چھٹی حس اشارے دے رہی ہے اور تم جانتی ہو میری چھٹی حس کبھی غلط نہیں ہوتی۔ اس لیے تم اپنے آپ کو منگنی کے لیے تیار رکھنا۔"

عالیہ نے نمرہ کی باتوں کا کوئی جواب نہیں دیا بلکہ خاموشی سے اپنا نچلا لب کاٹتی رہی۔ اسے خاموش دیکھ کر نمرہ دوبارہ بولی۔

"تمہاری اپنی مرضی ہے۔ میری باتوں پر عمل کرنا ضروری نہیں ہے۔ میں تمہاری مخلص ہوں، اس لیے تمہیں مشورے دے رہی ہوں اور حالات تم مجھ سے بہتر جانتی ہو۔" یہ کہہ کر نمرہ نے کال کاٹ دی۔ عالیہ اس کی باتوں کو سوچتی رہی۔ اسے نمرہ کی باتوں میں دم لگا۔ وہ برے دل کے ساتھ اٹھ کھڑی ہوئی۔ اس کے پاس تیار ہونے کے لیے کچھ وقت موجود تھا اور وہ اب کھل کر تیار ہونا چاہتی تھی۔)

حال میں واپس آؤ تو دونوں دوستیں پریشان تھیں۔ عالیہ کو اچانک ایک بات یاد آئی۔

"نمرہ، مجھے تمہیں کچھ بتانا ہے!" عالیہ نے کچھ جھجکتے ہوئے بولا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ہاں، بولو!"

"میں نے آریان کا نمبر ان بلاک کر دیا ہے۔" عالیہ کی بات سن کر نمرہ کو یکدم کرنٹ لگا۔

"واقعی میں؟؟" نمرہ کو لگا اسے سننے میں کوئی غلطی ہوئی ہے۔

"ہاں!"

"تم نے آریان کو کال کی؟"

نمرہ کے پوچھنے پر عالیہ نے نفی میں سر ہلایا۔

"نہیں! ابھی کال نہیں کی۔"

"ابھی کال نہیں کرو گی، تو کب کرو گی؟ جب ماموں ممانی تمہاری شادی شایان بھائی سے کروا دیں گے۔" نمرہ کو اس پر غصہ آیا۔

"یار مجھے شرم آ رہی ہے۔ پچھلی ملاقات میں، میں نے اس کے ساتھ اچھی خاصی بد تمیزی کی تھی۔ اب بے شرموں کی طرح اس سے بات کرتے ہوئے عجیب لگے گا۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اگر تم شرم کے چکر میں پڑو گی، تو اچھا بھلا موقع ہاتھ سے نکل جائے گا۔" نمرہ نے غصے میں کہا۔

"اب تم غصہ تو نہ کرو۔ تھوڑا سا انتظار کرو۔ میں دیکھتی ہوں کہ۔۔۔" نمرہ نے اس کی بات کو کاٹا۔

"تم وقت کو جان بوجھ کر ضائع کر رہی ہو۔ میں اچھے سے جانتی ہوں تم پچھلی ملاقات کے تاثر سے نہیں بلکہ کسی اور بات سے ڈر رہی ہو!"

"اچھا تو بتاؤ میں کس بات سے ڈر رہی ہو مجھے بھی تو پتا چلے آخر میرا ایسا کون سا ڈر ہے جو میرے بجائے نمرہ بی بی کو پتہ ہے۔" عالیہ نے طنزیہ لہجے میں پوچھا۔

"تم آریان سے محبت کرتی ہو۔" عالیہ نمرہ کی بات سن کر ساکت رہ گئی۔ عالیہ کچھ بھی کہہ نہ پائی۔ اس بات کا تو اس نے خود سے بھی اعتراف نہیں کیا تھا اور نمرہ نے یہ بات اتنے آرام سے کہہ ڈالی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تم اس سے محبت کرتی ہو۔ میں جانتی ہوں۔ تم بھی جانتی ہو لیکن تم اس حقیقت کو ماننے کے لیے تیار نہیں ہو۔ تم اس حقیقت سے ڈرتی ہو مگر عالیہ آج اور ابھی، تمہیں اس بات کو قبول کرنا ہو گا کہ تم اس سے محبت کرتی ہو۔" نمرہ کے الفاظ میں سحر تھا اور عالیہ واقعی میں سحر زدہ ہو گئی تھی لیکن وہ کچھ کہہ نہ پائی۔

"عالیہ بولو! اپنے آپ کو باور کرواؤ کہ تم کس سے محبت کرتی ہو۔۔" نمرہ کی آواز میں جانے ایسا کیا تھا کہ عالیہ نے گھٹنے ٹیک دیے۔

"ہاں میں اس سے محبت کرتی ہوں۔" عالیہ نے ایک ہارمانے شخص کی طرح اقرار کیا۔

"جب اس سے محبت کرتی ہو تو ڈرتی کیوں ہو؟ جاؤ آج خدا نے تمہیں موقع دیا ہے۔ ابھی اس کا نمبر ڈائل کرو اور اسے ساری صورتحال بتاؤ۔ اسے یہ بھی بتا دینا کہ تم اس سے محبت کرتی ہو۔" نمرہ کی بات سن کر عالیہ نے کھوئے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

"اس وقت کال کرنا ضروری ہے؟ کل بھی تو کال کر سکتی ہوں؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اظہار میں کبھی بھی دیر نہیں کرنی چاہیے۔ بعض اوقات بس ایک لمحہ کی سستی، صدیوں کا پچھتاوا بن جاتی ہے۔ میں کال رکھ رہی ہوں تم ابھی اسے کال کرو۔ میں نے جو کہا ہے اسے بتا دینا۔ ایک لمحے کی دیر نہیں ہونی چاہیے۔"

نمرہ نے یہ کہہ کر کال کاٹ دی۔ عالیہ نے بالکل میکانکی انداز میں نمرہ کی دی گئی ہدایات پر عمل کیا۔ اس نے نمبر ڈائل کر کے فون کانوں پر لگا لیا۔ بیل جانے کی آواز آ رہی تھی۔ اگلے ہی لمحے کال ریسیو کر لی گئی۔

"زہے نصیب! آج تو قسمت مجھ پر بہت مہربان ہے۔" آریان کی شوخ آواز، جب عالیہ کی سماعتوں میں گزری تو اسے یکدم ہوش آیا لیکن اب بہت دیر ہو چکی تھی۔ اس کا دل چاہا وہ کال کاٹ دے مگر وہ ایسا نہیں کر پائی۔

عالیہ کو پتہ بھی نہیں چلا کہ کب آنسو اس کی آنکھوں میں بھرے اور ٹپک کر گالوں سے پھسلنے لگے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ایک سیکنڈ آپ رو رہی ہیں؟" آریان نجانے کیسے جان گیا تھا۔عالیہ نے اس کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا بلکہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔اسے پتہ نہیں کون سی بات رلا رہی تھی۔ شایان کے ساتھ زبردستی منگنی ہو جانا،نمرہ کے دل کا حال جاننا،اس کی اپنی بے بسی یا آریان سے اپنی مدد کی بھیک مانگنا۔۔۔

"آپ رو کیوں رہی ہیں؟ مجھے بتائیں؟ آپ ٹھیک تو ہیں؟ آپ کچھ بول کیوں نہیں رہی ہیں؟" آریان کے لہجے میں حد درجہ فکر تھی۔

"میں۔۔میں نے تمہیں کچھ بتانا تھا!" عالیہ نے روتے روتے کہا۔

"جی بولیں۔میں سن رہا ہوں۔" آریان کی بات سن کر اس نے بولنا شروع کیا۔

"میں۔۔میرے ماں باپ نے میرا رشتہ میرے کزن سے طے کر دیا ہے۔" عالیہ نے بہتے آنسوؤں کے ساتھ اپنی بات کو جاری رکھی۔

"میری آج اس کے ساتھ منگنی ہو گئی ہے لیکن میں اس کے ساتھ شادی نہیں کرنا چاہتی۔" عالیہ نے اسے ساری بات بتا دی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کیوں؟" آریان نے پوچھا۔

"کیوں کہ میں اس سے محبت نہیں کرتی۔ میں کسی اور سے محبت کرتی ہوں۔" عالیہ چند پل کے لیے رکی۔

"اور وہ تم ہو۔"

یہ سن کر دوسری جانب سناٹا چھا گیا جیسے۔

"لگگ۔۔" آریان کی آواز ابھی ابھری ہی تھی کہ عالیہ نے کال کاٹ دی تھی۔

اس نے بہت بڑی بات کہہ دی تھی۔ اب اس سے آگے وہ کچھ نہیں سننا چاہتی تھی۔ شایان کی کال دوبارہ آنے لگی تو عالیہ نے اپنا موبائل کچھ دیر کے لیے بند کر دیا۔

* *

دروازے پر دستک ہوئی تو مریم، جو کپڑے دھو رہی تھیں، انہوں نے زینب کو آواز دی۔

"زینب ذرا دیکھو دروازے پر کون ہے؟"

زینب برتن دھو کر ابھی فارغ ہوئی تھی۔ چچی کی بات سن کر اس نے اونچی آواز میں "اچھا چچی!" کہا اور اپنے گیلے ہاتھ ڈوپٹے سے رگڑتی ہوئی دروازے پر پہنچی۔

اس نے دروازہ کھولا تو سامنے موجود شخص نے اسے شادی کی دعوت کا کارڈ دیا اور چلا گیا۔

زینب کارڈ لے کر اندر آئی اور مریم کو دے دیا۔ مریم نے کارڈ کھول کر دیکھا تو پتہ چلا خاندان میں ان کے دور کے رشتے دار کے گھر شادی تھی اور انہیں بمع اہل و عیال مدعو کیا تھا۔

"کس کی شادی کا کارڈ ہے امی؟" نوال نے چھت کی سیڑھیاں اترتے ہوئے پوچھا۔ اس کے ہاتھ میں پیلے رنگ کی بالٹی تھی۔ وہ اوپر چھت پر کپڑے سکھانے گئی تھی۔

"خاندان میں شادی ہے!"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اچھا تو ہم جائیں گے؟" نوال نے سوال کیا تو مریم مصروف انداز میں بولی۔

"تمہارے ابو سے پوچھوں گی۔ اگر انہوں نے اجازت دی تو میرے ساتھ زینب اور امہانی جائیں گی۔ تم گھر پر رہو گی۔"

"کیوں میں کیوں جاؤں گی؟"

"کیوں میں کیوں نہیں جاؤں گی؟"

زینب اور نوال ایک ساتھ بولیں۔ مریم کے کپڑے دھوتے ہاتھ رکے۔ انہوں اپنے سامنے کھڑی دونوں لڑکیوں کو گھورا۔

"تمہیں میں اس لیے اپنے ساتھ لے کر نہیں جاؤں گی کیونکہ اگر سب چلے گئے تو گھر کا خیال کون رکھے گا اور تمہیں میں اس لیے ساتھ لے کر جاؤں گی کیوں کہ پچھلی دفعہ جب نوال شادی میں میرے ساتھ گئی تھی، تو تم گھر پر رکی تھی۔ اب تم میرے ساتھ جاؤ گی۔" مریم نے پہلی بات نوال سے اور دوسری بات زینب سے کی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"لیکن ام ہانی بھی تو پچھلی دفعہ گئی تھی۔" نوال کے منمنانے پر مریم نے جواب دیا۔

"تو کیا ہوا؟ وہ چھوٹی ہے اور تم جانتی ہو اسے شادیوں میں جانے کا کتنا شوق ہے۔ تم اگر گھر پر رک جاؤ گی تو قیامت نہیں آجائے گی۔"

"یہ سہی ہے!" نوال بڑبڑاتے ہوئے دوبارہ دھلے ہوئے کپڑے بالٹی میں ڈالنے لگی تاکہ انہیں چھت پر سکھانے کے لیے لے جائے۔

"چچی اگر نوال کا دل چاہ رہا ہے، تو آپ اسے اپنے ساتھ لے جائیں۔ میرا تو ویسے بھی ایسے فنکشنز میں جانے کا دل نہیں کرتا ہے۔" زینب کو فیملی فنکشنز سخت برے لگتے تھے۔ اس لیے وہ جانا نہیں چاہتی تھی۔

"تمہارا جانے کا دل نہیں کرتا مگر پھر بھی تمہیں جانا پڑے گا۔ شادی میں ہم جب جائیں گے، تو میں کچھ بڑوں کو تمہارے رشتے کی بات کرنے کا کہوں گی۔ اب ویسے بھی تمہاری عمر اتنی ہو گئی ہے کہ تمہاری شادی کروادی جائے۔" مریم کی بات سن کر زینب بے ساختہ بول پڑی۔

"اس لحاظ سے تو نوال اور ام ہانی کی شادی کی عمر بھی ہو چکی ہے۔ آخر کو یہ دونوں مجھ سے بڑی ہیں۔" زینب نے یہ بات بول تو دی تھی لیکن پھر پچھتائی، کیونکہ وہ جانتی تھی مریم اب طیش میں آجائیں گی اور وہی ہوا۔

"نوال اور ام ہانی میری اپنی بیٹیاں ہیں۔ ان کی شادی کی مجھے کوئی فکر نہیں ہے۔ ان کے سر پر باپ کا سایہ سلامت ہے۔ مجھے بس تمہاری فکر ہے کیونکہ تم میری بیٹی نہیں ہو۔"

مریم نے واضح طور پر یہ لکیر کھینچی ہوئی تھی۔ وہ اکثر ایسی باتیں کہہ جاتی تھیں، جن کا مطلب صاف ہوتا تھا کہ مریم کے لیے زینب کبھی بھی نوال اور ام ہانی کے برابر نہیں آسکتی تھی۔ حالانکہ مریم نے کبھی اس کے ساتھ برا سلوک نہیں رکھا تھا اور نہ اس پر روایتی چچیوں کی طرح ظلم ڈھائیں تھے مگر پھر بھی وہ ہمیشہ اس کی خالہ اور چچی رہی تھیں۔ وہ اس کے لیے ماں نہیں بن پائی تھیں۔

"تم میرے ساتھ شادی پر چلو گی اور یہ طے ہو گیا ہے۔ اب مجھے مزید کوئی بحث نہیں کرنی ہے۔"

یہ کہہ کر وہ اپنا کام کرنے لگی اور زینب بھی کچن میں چلی گئی۔ اسے اب آج شام کھانا بنانا تھا۔ ایسی لڑائیاں دیسی فیملی میں ہونا روز کا کام ہے۔ اب وہ ان باتوں کو دل پر لینا یا رونا چھوڑ چکی تھی۔

* *

اشفاق کے گھر کی صبح آج حبس زدہ تھی۔ ہر ایک کے دل میں ہزاروں وسوسے اور اندیشے جنم لے رہے تھے۔ بظاہر ہر کوئی ہنسی خوشی ایک دوسرے سے بات کرتا دکھائی دیتا تھا لیکن اپنے بھید ایک دوسرے پر کھلنے سے سب گھبرا رہے تھے۔

ناشتہ کر لینے کے بعد جائی یا نہ یونیورسٹی کے لیے نکل گئی۔ آج وہ وقت سے کچھ پہلے آ گئی تھی. اس لیے یونیورسٹی میں اسٹوڈنٹس بہت کم دکھائی دے رہے تھے۔ کلاسز تقریباً ساری ہی

خالی تھیں۔ جائی یانہ راہ داری میں چل رہی تھی تو اسے کسی کے بات کرنے آواز آئی۔ آوازیں بہت مبہم تھیں۔ اسے کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا۔

جائی یانہ نے آواز کا تعاقب کیا تو اسے پتہ چلا کہ یہ آوازیں ایک بند کلاس میں سے آرہی تھیں۔ اس نے بند دروازے پر کان لگایا۔ کلاس کے اندر سے سر آفتاب کی اور کسی لڑکی کی آواز آرہی تھی۔ جائی یانہ نے دروازے کی لکیر سے اندر جھانکنے کی کوشش کی۔

کلاس کا منظر کچھ یوں تھا کہ سر آفتاب ایک کرسی پر بیٹھے تھے۔ انہوں نے اپنی ایک ٹانگ، دوسری پر رکھی ہوئی تھی۔ ان کے سامنے ایک لڑکی کھڑی تھی۔ جائی یانہ نے ذرا غور سے دیکھا تو وہ لڑکی کوئی اور نہیں بلکہ وہی کالی چادر والی لڑکی تھی، جو جائی یانہ کو یونیورسٹی کے پہلے دن ملی تھی۔ اس لڑکی نے ایک دفعہ اسے اپنا نام بھی بتایا تھا۔ جائی یانہ نے ذہن پر ذرا زور دیا تو اسے نام یاد آیا۔ نائلہ!!

ہاں! اس لڑکی نے جائی یانہ کو یہی نام بتایا تھا۔

نائلہ ابھی سر آفتاب کے سامنے بے بسی سے کھڑی تھی۔ سر آفتاب نائلہ کی بے بسی دیکھ کر محظوظ ہو رہے تھے۔

"میں نے تمہیں ایک کام دیا تھا نائلہ، لیکن افسوس تم وہ کام نہ کر پائی!"

سر آفتاب کی آواز سن کر جائی یانہ کے کان کھڑے ہو گئے۔ آخر انہوں نے ایسا کونسا کام نائلہ کے ذمے لگایا تھا جو وہ کر نہیں پائی۔

"میں یہ سب نہیں کر سکتی ہوں۔ میں کسی لڑکی کو دوستی کا جھانسا دے کر آپ کے پاس نہیں لا سکتی۔" نائلہ کی آواز رندھی ہوئی تھی۔

"اچھا تو نائلہ بی بی کو اچھائی کا شوق چڑھا ہے۔ بول تو ایسے رہی ہو جیسے خود بڑی پارسا ہو۔ زندگی میں کبھی گناہ پی نہ کیا ہو۔ بی بی! تم جانتی ہو نا کہ تمہاری چند ویڈیوز میرے پاس امانت رکھی ہیں اور میرا جب دل چاہے گا، میں اس امانت میں خیانت کر دوں گا۔"

"پلیز ایسا نہ کریں۔ آپ کو خدا کا واسطہ ہے!" نائلہ کانپ اٹھی تھی۔ جائی یانہ کو لمحے میں معاملہ پتہ چل گیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میں ایسا بالکل نہیں کروں گا، اگر تم کچھ پیاری پیاری سی لڑکیوں کو اپنی سہیلیاں بنا لو اور انہیں میرے آفس کی راہ دکھا دو۔ اس کے بعد میں جانوں اور میرا کام جانے۔"

"میں ایسا نہیں کروں گی۔ اس کے علاوہ آپ جو کہیں گے، میں کروں گی مگر کسی اور لڑکی کو اس اذیت میں نہیں ڈالوں گی، جس سے میں خود گزری ہوں۔ آپ کی دی گئی ذہنی اذیت کی وجہ سے میں اپنے سمیسٹر کے فائنل میں کچھ نہیں کر پائی اور فیل ہو گئی۔ جب میں نے دوسری یونیورسٹی میں ایڈمیشن لینے کا فیصلہ کیا تو آپ مجھے بلیک میل کیا کہ اگر میں اس یونیورسٹی سے گئی تو آپ میری ان ویڈیوز کو لیک کر دیں گے، جو آپ نے بنائی ہے۔ آپ بتائیں میں نے کہاں پر آپ کا کہنا نہیں مانا۔ میں بس یہ نہیں کر سکتی۔ یہ میرے بس میں نہیں ہے۔"

نائلہ نے بات شروع آرام سے کی تھی مگر آہستہ آہستہ اس کا لہجہ تیز ہوتا چلا گیا تھا۔ اس کی باتیں سن کر سر آفتاب نے کرسی پر سے کھڑے ہوئے اور اسے بالوں پکڑا۔ جائی یانہ نے جب یہ سب دیکھا، تو اس نے اپنا ڈوپٹہ منہ پر رکھا اور بھاری آواز میں بولی۔

"سر!"

اس کی آواز کچھ حد تک مردانہ ہو گئی تھی۔ یہ کہنے کے بعد وہ فوراً پیچھے ہو گئی اور ساتھ رکھے بینچ کے نیچے چھپ گئی۔

سر آفتاب یہ آواز سن کر ایک دم سیدھے ہوئے اور کھڑکی کے باہر دیکھا۔ وہاں کوئی نہیں تھا لیکن اب یونیورسٹی کا وقت ہو چکا تھا۔ کسی اسٹوڈنٹ نے کہیں انہیں۔۔۔ اوہ نہیں!

وہ فوراً کلاس روم سے باہر نکل گیئے۔ نائلہ نے ہاتھ کی پشت سے اپنی آنکھیں رگڑیں۔

کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو یہ نہیں چاہتے کہ جو اذیت وہ جھیل چکے ہیں، ان کی وجہ سے کسی اور کو بھی جھیلنی پڑے۔ نائلہ ان ہی لوگوں میں سے ایک تھی۔

* *

یونیورسٹی آج معمول کی طرح تھی۔ سب کچھ نارمل روٹین کے مطابق جا رہا تھا۔ بہت سے اسٹوڈنٹس ابھی کمرہ امتحان میں بیٹھے امتحان دے رہے تھے۔ اس لیے راہداریاں اور میدان ویران تھے۔ ایسے میں ایک پروفیسر کے آفس میں آؤ تو سر آفتاب بھی وہاں موجود تھے۔ وہ لوگ آپس میں گفتگو کر رہے تھے جب سر آفتاب کا موبائل تھرتھرایا۔ انہوں نے اپنے کوٹ میں سے فون نکالا تو ایک انجان نمبر سے میسج آیا ہوا تھا۔

"آپ کا شکار آپ کے آفس میں ہے۔"

سر آفتاب کے ہونٹوں پر ایک شیطانی مسکراہٹ رینگ گئی۔ ضرور یہ میسج نائلہ نے بھیجا ہو گا۔ سر آفتاب نے پروفیسر سے معذرت کی اور اپنے آفس میں جانے لگے۔

آفس پہنچ کر انہوں نے دروازہ کھولا تو ان کی کرسی پر ایک لڑکی بیٹھی تھی۔ وہ جو کوئی بھی تھی، اس کے بال سنہرے تھے۔ سنہرے بالوں پر اپنے ہاتھوں کو کنگے کی مانند پھیر رہی تھی۔ لڑکی کی سر آفتاب کی جانب پشت تھی۔ اس لیے سر آفتاب اس کا چہرہ نہیں دیکھ پائے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"تمہیں نائلہ نے بھیجا ہے نا؟" سر آفتاب نے دروازہ لاک کرتے ہوئے پوچھا۔ لڑکی سیدھی ہو کر بیٹھ گئی مگر مڑی نہیں۔

"افسوس کہ تمہاری دوست نے تمہیں دغا دے کر میرے پاس بھیجا دیا۔" سر آفتاب کی آواز میں مصنوعی تاسف تھا۔

"آپ کا کیا مطلب ہے؟" لڑکی نے گھبراتے ہوئے کہا۔ اس نے چہرہ ابھی تک نہیں موڑا تھا۔

لڑکی کی گھبراہٹ دیکھ کر سر آفتاب محظوظ ہوئے۔ اس کے پاس ایک اچھا شکار بھیجا گیا تھا۔ ویل ڈن نائلہ!

"مطلب یہ کہ نائلہ میرے ارادوں سے واقف تھی لیکن پھر بھی اس نے تمہیں میرے پاس بھیجا ہے۔"

"لللک۔۔ کیسے ارادے؟" لڑکی گھبراہٹ میں ہکلا گئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ایک آدمی اگر آفس کا دروازہ بند کر کے لڑکی کو اپنے ارادوں کی طرف اشارہ کر رہا ہو، تو وہ کیسا ارادہ ہو گا؟" آفتاب شیطان کا روپ دھار چکا تھا۔ وہ قدم قدم بڑھتا ہوا لڑکی کے قریب آ رہا تھا۔

"نائلہ نے میرے ساتھ ایسا کیوں کیا؟" لڑکی نے جیسے خود کلامی کی تھی۔ آفتاب اس کی بات سن کر ہنسنے لگا۔ شیطانی ہنسی!

"اس کی بھی غلطی نہیں تھی۔ میں نے اس کی ایسی ویڈیوز بنائی تھی، جو اگر لیک ہو گی تو اس کی بڑی بدنامی ہو گی لیکن تم فکر نہ کرو۔ تمہاری ویڈیو میں اچھی کوالٹی کی بناؤں گا۔" وہ اس کے بے حد قریب آ گیا تھا۔ اب بس ایک قدم کی دوری رہ گئی تھی۔ اچانک لڑکی نے کرسی گھمائی اور سامنے آ کھڑی ہوئی۔ مقابل کو دیکھ کر سر آفتاب کے چہرے کی ہوائیاں اڑ گئی۔

* *

"مس۔۔ مس۔۔۔ صبا!"

سر آفتاب کی حالت کاٹو تو بدن میں لہو نہیں کے مصداق تھی۔ انہوں نے خواب میں بھی نہیں سوچا تھا کہ وہ اتنی دیر سے وائس پرنسپل (جو کہ پرنسپل کی چھوٹی بہن بھی تھی۔) سے مخاطب تھا۔

ابھی سر آفتاب اپنی صفائی میں کچھ کہتے، مس صبا نے سر آفتاب کے منہ پر ایک زوردار تھپڑ دے مارا۔

"میرا نام بھی مت لینا غلیظ انسان! ورنہ میں تمہارا وہ حشر کروں گی کہ دنیا تم پر تھوکے گی بھی نہیں۔۔۔۔۔"

یہ کہہ کر وہ آگے بڑھ کر آفس سے باہر نکلنے لگیں مگر سر آفتاب نے ان کا ہاتھ پکڑ لیا اور اپنے سامنے کیا۔

"تم باہر نہیں جاؤ گی۔ اب میری بات سنو۔ اگر تم نے۔۔۔۔۔۔۔" سر آفتاب ابھی کوئی دھمکی دینے لگے تھے مگر اچانک کسی نے آفس کا دروازہ کھولا۔ دو باوردی سیکورٹی گارڈ آفس

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

میں آئیں اور آفتاب کو دبوچ لیا۔ آفتاب چند لمحے کے لیے سمجھنے سے قاصر ہو گیا کہ اس کے ساتھ ہو کیا رہا ہے۔ پھر جب اسے کچھ سمجھ آیا، تو اس نے مزاحمت کرنا چاہی لیکن بے سود۔۔۔ سیکیورٹی گارڈز کی گرفت ضرورت سے زیادہ مضبوط تھی۔

پھر آفس کے دروازے سے ایک چالیس سال کی عورت اندر داخل ہوئی۔ انہوں نے لال رنگ کی شلوار قمیض پر کالے رنگ کا گاؤن پہنا ہوا تھا۔ گاؤن کے کناروں پر سنہری رنگ کی پٹیاں لگی ہوئی تھیں۔ سر پر لال ڈوپٹہ ایک شان کے ساتھ اوڑھا ہوا تھا۔ عورت کی گردن اٹھی ہوئی تھی اور چال میں ایک وقار تھا۔ انہوں نے ارد گرد نظریں دوڑائی۔ وہ قدم قدم چلتی سر آفتاب کے بلکل سامنے کھڑی ہو گئی۔ اس عورت کو دیکھ کر آفتاب کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے۔

"پرنسپل صائمہ صاحبہ دیکھیں یہ میرے ساتھ یہ لوگ کیا کر رہے ہیں؟ مس صبا کو کوئی غلط فہمی ہو۔۔۔۔۔۔" چٹاخ۔

پورے آفس میں تھپڑ کی آواز گونج اٹھی۔

تھپڑ اس قدر تیز تھا کہ آفتاب کی ناک سے خون نکلنے لگا۔

"اپنی بکواس بند رکھو۔ تم جیسے گھٹیا لوگوں کی وجہ سے لوگ اپنی بچیوں کو تعلیمی اداروں سے دور رکھتے ہیں۔ مس صبا کی کال سے، میں تمہاری ساری باتیں سن چکی ہوں۔ تمہیں میں نہ صرف فائر کروں گی بلکہ پولیس کے حوالے بھی کروں گی۔ پولیس ہی اب تم سے اسٹوڈنٹس کی ویڈیوز نکلوائے گی۔"

پرنسپل صاحبہ کے خاموش ہوتے ہی مس صبا دوبارہ بولیں۔

"اور تم کس بچی کا نام بار بار لے رہے تھے؟ مجھے تو بس شک تھا تم لڑکیوں کو حراس کرتے ہو لیکن یہ وڈیو والی بات سن کر لگ رہا ہے پانی سر سے بہت اوپر گیا ہوا ہے۔ تم سے مزید بات تو پولیس کرے گی۔"

یہ کہہ کر مس صبا پیچھے ہو گئیں۔ پرنسپل نے آنکھوں کے اشارے سے گارڈز کو، آفتاب کو باہر نکالنے کا حکم دیا۔ گارڈز نے ان کی بات کو سمجھ کر سر کو خم دیا اور آفتاب کو گھسیٹتے ہوئے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

لے جانے لگے۔ آفتاب معافی مانگ رہا تھا،دہائیاں دے رہا تھا مگر پرنسپل کا چہرہ سپاٹ تھا۔ جب آفتاب کی آوازوں نے دم توڑ دیا تو پرنسپل صاحبہ،نے مس صبا کے سامنے رخ کیا۔

"صبا یہ کیا بچپنا تھا؟ میسج کر کے تم نے مجھے دھمکی کیوں دی کہ اگر میں نے تمہاری اور آفتاب کی باتیں سن لینے کے بعد، آفتاب کو پولیس کے حوالے نہیں کیا، تو تم یہ معاملہ میڈیا تک پہنچا دو گی۔ معلوم بھی ہے ہمارے ادارے کی کتنی بدنامی ہوتی۔ اب تم نے جو آفتاب کو پولیس اسٹیشن بھجوا کر میس کیا ہے،اس کی بھنک بھی میڈیا کو نہیں جانی چاہیے،ورنہ تو تم جانتی ہو کہ میں تمہارے ساتھ کس طرح پیش آؤں گی۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

پرنسپل کے چہرے پر دبا دبا غصہ تھا۔

"اگر میں یہ دھمکی نہیں دیتی تو کیا تم آفتاب کو پولیس کے حوالے کرتی؟ وہ شخص ہماری اسٹوڈنٹس کی غلط ویڈیوز بنا رہا تھا۔ تمہیں ادارے کی ساکھ۔۔" مس صبا کچھ اور بھی کہنا چاہتی تھیں مگر پرنسپل نے ہاتھ اٹھا کر انہیں خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔

"ایسے حالات میں عورت کو خاموش رہنا چاہیے۔ تم بھی تو ایسے حالات سے گزری تھی۔ تم نے بھی تو خاموشی سے وہ سب کچھ برداشت کیا تھا۔ پھر ان لڑکیوں کے لیے دلیری دکھا کر تمہیں کیا ملا؟" پرنسپل صاحبہ کے یہ الفاظ مس صبا کے دل میں کھب گئے۔

"میں خاموش نہیں ہوئی تھی، تم نے کروایا تھا!" مس صبا نے زخمی نظروں سے اپنے سامنے کھڑی عورت کو دیکھا۔

"میں نے سہی کیا تھا ورنہ آج تم یہاں نہ ہوتی! خیر مجھے اس بورنگ ٹاپک پر ابھی بات نہیں کرنی۔ بہتر ہو گا کہ تم آفتاب والے مسئلے کو جلد از جلد نپٹاؤ۔"

یہ کہہ کر وہ جانے لگیں۔ پھر ایک دفعہ پھر رک کر کہا۔

"میں دوبارہ کہہ رہی ہوں، میرے ادارے کا نام خراب نہ ہو۔"

یہ کہہ کر وہ سر آفتاب کے آفس سے نکل گئی۔ پیچھے کھڑی مس صبا نے ایک گہری سانس خارج کی اور اپنی تعلیم یافتہ بہن کی سوچ پر ماتم کیا۔

Clubb of Quality Content

* *

یونیورسٹی کے میدان میں آؤ تو وہاں پر عالیہ اور نمرہ بیٹھی ہوئی تھیں۔ نمرہ کے چہرے پر جوش تھا جبکہ عالیہ کے چہرے پر بارہ بج رہے تھے۔ عالیہ نمرہ کو آریان اور اپنی فون کال کے بارے میں بتا رہی تھی۔

"اچھا جب تم نے اس سے اقرار محبت کیا، تو اس کا کیا ری ایکشن تھا۔" نمرہ نے ساری بات سن لینے کے بعد سب سے پہلے یہ سوال کیا۔

"میں نے اتنا کہہ کر کال کاٹ دی۔ اب میں نہیں جانتی دوسری طرف اس کا کیا ری ایکشن تھا۔۔۔" عالیہ کی بات سن کر نمرہ اس کی شکل دیکھتی رہ گئی۔

"تم نے کال کیوں کاٹی؟"

"تمہاری باتوں میں آ کر میں نے پتہ نہیں بے شرموں کی طرح کیا کچھ کہہ دیا تھا۔اپنی باتوں پر مجھے بہت شرمندگی ہوئی تھی۔شرمندگی کی وجہ سے میں مزید بات ہی نہیں کر پائی۔"

"اس کے بعد آریان نے تمہیں کال یا میسج کیا؟"

"ہاں اس نے فوراً کال کی تھی مگر میں نے فون بند کر دیا۔"

"تمہیں اس کی بات سن لینی چاہیے تھی۔"

عالیہ کے موبائل پر میسج آیا۔اس نے موبائل پکڑ کر نوٹیفکیشن دیکھا،تو کرنٹ کھا کر اٹھی۔

"نمرہ اس نے مجھے میسج بھیجا ہے۔"

"کس نے؟"نمرہ نے پوچھا۔

"آریان نے۔"یہ بات سن کر نمرہ فوراً سے اس کے پاس ہوئی اور میسج پڑھنے لگی۔

"ہیلو عالیہ! میں آپ سے آج ملنا چاہتا ہوں۔ آپ مجھے لوکیشن اور ملنے کا وقت سینڈ کریں۔ میں آجاؤں گا۔"

عالیہ کے میسج پڑھ کر ہاتھ پاؤں پھول گئے۔

"نمرہ وہ تو اب ملنے کا کہہ رہا ہے۔ یار میں کیا کروں؟ اب کیا مجھے جانا پڑے گا؟"

"مجھے دکھاؤ فون!" یہ کہہ کر نمرہ نے عالیہ کے ہاتھوں سے فون چھینا اور اپنی گرفت میں لے لیا۔

"السلام علیکم آریان! آپ شام چار بجے فاطمہ جناح پارک میں موجود مک ڈولنڈز ریستوران آجائیے گا۔ ہم دونوں وہی بات کریں گے۔"

یہ لکھ کر نمرہ نے میسج سینڈ کر دیا۔ عالیہ نے میسج مکمل پڑھا، تو نمرہ کی شکل پر دیکھتی رہ گئی۔

"تم نے میری طرف سے اسے آنے کا کیسے کہہ دیا؟"

"میں تمہاری دوست جو ہوں۔" عالیہ نمرہ کو دیکھتی رہ گئی۔ نمرہ کے لہجے میں کیا بے نیازی تھی۔ واہ کیا بات ہے!

"تم یہ سب کیوں کر رہی ہو نمرہ؟" عالیہ جاننا چاہتی تھی آخر ایسی کیا بات تھی کہ نمرہ اس کی مدد کر رہی تھی۔ یہ جانتے بوجھتے کہ شایان عالیہ کو پسند کرتا ہے۔

"میں یہ سب ہماری دوستی کے لیے کر رہی ہوں۔ میں نہیں چاہتی تم کسی ان چاہے رشتے میں بندھ جاؤ۔ یہ سب میں شایان بھائی کے لیے بھی کر رہی ہوں، کیونکہ مجھے یہ بات پتہ ہے زبردستی کے رشتے کبھی بھی پائیدار نہیں ہوتے۔ ایسے رشتے خوشی کا نہیں، بلکہ دکھ کا باعث بنتے ہیں۔ میں نہیں چاہتی کہ شایان بھائی کی زندگی میں کچھ ایسا ہو۔ ہماری زندگی نارمل نہیں رہی ہے۔ ہم دونوں بہن بھائی نے ایک ایب نارمل بچپن گزارا ہیں۔ ماں باپ کی شفقت سے دور، بالکل تنہا۔ تم میرے بھائی کو اتنا برا سمجھتی ہو حالانکہ وہ اتنا برے نہیں ہے۔ بس اسے غصے کے مسائل ہیں، جس کا سبب ماضی کا وہ تلخ حادثہ ہے۔ میں نے جب تمہیں شایان بھائی کی پسند کا بتایا تھا تو تم نے مجھے بولا تھا کہ انسان کسی کے لیے نہیں بدلتا۔ مجھے تمہاری

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

بات سہی لگی۔ بھائی واقعی میں اپنے غصے پر قابو نہیں رکھ پاتے۔ بھائی کی شادی اگر تمہارے ساتھ ہوئی، تو وہ تمہاری کہانی کے ہیرو بننے کی بجائے ولن بن جائیں گے، جو میں ہرگز نہیں چاہتی۔"

نمرہ کی سیاہ آنکھوں میں کرب اتر گیا۔ عالیہ نمرہ کو دیکھتی رہ گئی۔ عالیہ نے سوچا کیا ایسے لوگ بھی دنیا میں موجود ہیں، جو اپنے دوستوں اور عزیزوں کے لیے اتنے فکر مند رہتے ہیں۔ اس کے دل سے دعا نکلی کہ خدا ہر لڑکی کو ایسی دوست دے۔

"تم انسان ہو یا زمین پر اترا ایک فرشتہ؟" عالیہ محویت سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"باقیوں کے لیے تو پتہ نہیں، پر تمہارے لیے تو میں ایک شیطان ہوں!"

نمرہ اور عالیہ نے ایک دوسرے کا چہرہ دیکھا۔ پھر ہنس دیے۔ کوئی بھی انہیں اس وقت ساتھ میں دیکھتا، تو اس کے ذہن میں ایک پرفیکٹ فرینڈ شپ کا خاکہ بن جاتا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

* *

مس صبا اپنے آفس میں بیٹھی فائلز کی ورق گردانی کر رہی تھیں جب ان کے آفس کا دروازہ کھٹکھٹایا گیا۔

انہوں نے بغیر دیکھے اجازت دی۔

"آجائیں!"

آفس کا دروازہ کھلا اور سانولی لڑکی آفس کے اندر آگئی۔ مس صبا نے گردن نہیں اٹھائی۔ شاید وہ بھی اس لڑکی کی آمد کی توقع کر رہی تھیں۔

"وہ میم۔۔۔ مجھے آپ کا شکریہ ادا کرنا تھا۔" لڑکی کی آواز سن کر انہوں نے مصروف انداز میں پوچھا۔

"کس بات کا شکریہ؟"

"وہ آپ نے سر آفتاب کے ساتھ جو کیا،اس کے لیے۔۔۔"

مس صبا نے فائل ایک طرف رکھی اور ریوالونگ چیئر پر بیٹھے ہوئے کچھ پیچھے کو ہوئیں۔ پھر بڑی فرصت سے اپنے سامنے کھڑی لڑکی کا چہرہ دیکھنے لگیں۔

سانولی رنگت۔۔۔ تیکھے نین نقش۔۔۔ بھوری آنکھیں۔۔۔ کندھوں تک آتے بال جن کو سر پر ڈوپٹہ سے چھپایا ہوا تھا۔

"بیٹھیں!" مس صبا نے ہاتھ کے اشارے سے لڑکی کو بیٹھنے کا کہا۔ لڑکی بھی چپ چاپ بیٹھ گئی۔

وقت کو ابھی روک کر اگر ہم پیچھے جائیں، تو ہم اس وقت میں پہنچیں گے جب جائی یا نہ نے آفتاب اور نائلہ کی باتیں سن لی تھیں۔

* *

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

جائی یانہ بینچ میں سے نکل کر باہر جانے لگی تھیں۔ اسے سر آفتاب کا پیچھا کرنا تھا اور دیکھنا تھا کہ اب وہ کس کے پاس جائے گا۔ وہ بلی کی طرح آہستہ قدم لیتی جا رہی تھی، جب کسی نفوس سے ٹکرائی۔ وہ گرتے گرتے بچی تھی۔ وہ اپنے سامنے موجود شخص کو کچھ اچھا خاصا سنانا چاہتی تھی جب اس کی نظر اس شخص کے چہرے پر گئی۔ یہ وہی شخص تھا جس کے بال گھنگھرالے تھے اور جس کو زید کے نام سے بلایا جاتا تھا۔ زید نے اپنے دونوں ہاتھ سینے پر باندھے ہوئے تھے اور کچھ خفا سی نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"صبح اس وقت یونیورسٹی میں اسٹوڈنٹس نہ ہونے کے برابر ہیں اور آپ کی اطلاع کے لیے بتا دوں کہ سر آفتاب بھی اس وقت یونیورسٹی میں موجود ہیں۔ آپ اس کی موجودگی میں یوں دندناتی ہوئی کیوں پھر رہی ہیں؟"

"میں تمہیں جواب دہ نہیں ہوں۔" ایک تو یہ شخص نجانے کس حیثیت سے اس سے سوالات پوچھتا رہتا تھا۔ جائی یانہ کو اس کی ایسی باتیں سن کر غصہ آیا کرتا تھا۔ آخر کو وہ بچی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

تھوڑی تھی کہ وہ ہر بات پر اس سے پوچھ گچھ کرتا رہے۔ زید نے سر جھٹکا اور سامنے سے ہٹنے لگا تھا جب جائی یانہ کو یاد آیا کہ اس نے زید کو کچھ بتانا ہے۔

"زید رکو! میرے پاس آفتاب کو مزا چکھانے کا ایک حل ہے۔"

زید رک گیا اور زید نے جائی یانہ کو حیرت سے دیکھا۔

"آپ سچ کہہ رہی ہیں؟"

جائی یانہ نے سر اثبات میں ہلایا۔ زید نے اس سے پوچھا۔

"بتائیں آپ نے کیا حل سوچا ہے؟"

جائی یانہ کے اندر جوش بڑھ گیا۔

"میں نے سوچا ہے کہ میں آفتاب کے آفس میں جاؤں گی اور اس کی بلیک میل کرتی باتوں کو ریکارڈ کر کے انٹرنیٹ میں ڈال دوں گی۔ اس طرح وہ بدنام ہو جائے گا، اور ہمارا کام بن جائے گا۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

جائی یانہ کی بات سن کر زید کا دل چاہا تالیاں بجائے۔ آخر ایسے عقل سے خالی بہادر پلان جائی یانہ کے علاوہ کون بنا سکتا تھا۔

"آپ نے دو دن لگا کر یہ منصوبہ تشکیل کیا ہے؟"

"ہاں، کیوں کوئی مسئلہ ہے؟" جائی یانہ زید کے چہرے کے تاثرات پڑھ لیے تھے۔

"انتہائی فلاپ پلان ہے۔ سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ آپ اپنی اور آفتاب کی ویڈیو بنائیں گی تو آپ کے جاننے والے آفتاب کی بجائے آپ کی کردار کشی کریں گے۔ آپ بدنام ہو جائیں گی اور اگر آفتاب نے پرنسپل میم کو اپنی صفائی دیتے ہوئے کوئی ایسا پوائنٹ دے دیا جسے پرنسپل میم نے سچ سمجھ لیا، تو آفتاب صاحب کی نوکری تو بچ جائے گی البتہ آپ کو یونیورسٹی سے سسپینڈ کر دیا جائے گا۔ اس کے ساتھ آفتاب آپ کا جانی دشمن بن جائے گا۔ اگر ان مسائل کے علاوہ باقی مسائل کو بھی میں نظر انداز کر دوں، تو پلان واقعی بہت اچھا ہے"

جائی یانہ کا چہرہ اتر گیا۔ اسے تو لگا تھا کہ یہ ایک بہترین پلان ہے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"آپ کوئی اچھا پلان لے کر آئیں گی، تو میں آپ کا ساتھ ضرور دوں گا لیکن ایسے لاجک لیس پلان میں، میں آپ کا ساتھ نہیں دوں گا۔"

یہ کہہ کر زید چلا گیا اور جائی یانہ اکیلی رہ گئی۔ اس نے دو دن مسلسل اس بارے میں سوچا تھا۔ اس کے بعد بھی یہ پلان زید نے سنتے ہی فلاپ قرار دے دیا۔ اس کو یہ باریکیاں پہلے دکھائی کیوں نہیں دی، جو زید نے سنتے ہی دیکھ لی تھیں۔ اس کے پاس تو اب کچھ بھی نہیں رہا تھا۔ اس میں واقعی میں عقل کی کمی تھی۔

جائی یانہ مایوس ہو چکی تھی اور مایوسی کی حالت میں اسے نائلہ کا خیال آیا۔ جائی یانہ کو اس وقت نائلہ کے پاس جانا چاہیے تھا۔ وہ واپس اس کلاس میں گئی۔ وہ کلاس کے اندر داخل ہوئی تو وہاں نائلہ سب سے آخری بینچ میں سر نیچے کیے بیٹھی ہوئی تھی۔ نائلہ کا چہرہ چھپا ہونے کے باوجود جائی یانہ جانتی تھی، وہ اس وقت رو رہی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

نائلہ کو یوں دیکھ کر جائی یانہ کے دل کو کچھ ہوا۔ جائی یانہ کے ساتھ ایسا کچھ نہیں ہوا تھا جیسا نائلہ کے ساتھ ہو چکا تھا۔ نائلہ تو پتہ نہیں کب سے سر آفتاب کے عتاب کو برداشت کر رہی تھی۔

جائی یانہ قدم قدم چلتی اس بینچ پر بیٹھ گئی، جس پر نائلہ بیٹھی ہوئی تھی۔ نائلہ محسوس کر چکی تھی کہ اس کے ساتھ کوئی آ کر بیٹھا ہے۔

"تم جو بھی ہو، چلی جاؤ ورنہ میری طرح تمہیں بھی رونا پڑے گا!" نائلہ کی زکام زدہ آواز تھی۔

"نہیں مجھے یقین ہے کہ مجھے تمہاری طرح رونا نہیں پڑے گا۔ میں جو بھی ہوں، تم سے وعدہ کرتی ہوں ہم دونوں اس شخص کو اسی طرح رلائیں گے جس طرح وہ ہمیں اذیت دے کر رلانا چاہتا ہے۔"

جائی یانہ کی پر عزم بات سن کر نائلہ نے گردن اٹھا کر سامنے موجود اس لڑکی کو دیکھا۔ نائلہ اس کو دیکھ کر پہچان گئی تھی۔ یہ لڑکی اکثر اس کے پاس بیٹھ کر باتیں کرنے کی کوشش کرتی تھی۔

"تم کون ہو؟"نائلہ نے پوچھا۔

"جائی یانہ!"جائی یانہ کا نام ہی اس کی پہچان تھی۔

"تم اس سب کے بارے میں کیا جانتی ہو؟"نائلہ نے محتاط انداز میں پوچھا۔

"میں وہ سب جانتی ہوں جو تمہارے ساتھ ہوا ہے، جو میرے ساتھ ہونے والا تھا اور اگر ہم نے آواز نہ اٹھائی تو پتہ نہیں کتنی اور لڑکیوں کے ساتھ ہو گا۔ ہم دونوں کو ہمت کرنی ہو گی اور اس شخص کو سبق سکھانا ہو گا۔"جائی یانہ کی بات سن کر نائلہ نے سر دوبارہ ڈیسک پر رکھ دیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"یہ بس کتابی باتیں ہیں۔ حقیقت میں ایسا کچھ نہیں ہوتا۔"

"جب حقیقی باتیں کتابوں میں لکھی جا سکتی ہے، تو کتابی باتیں حقیقت میں کیوں نہیں ڈال سکتے؟"

"تم کیا چاہتی ہو؟ میں ہر جگہ اپنی بدنامی کرواؤں؟ اس آدمی کو اس بات کی بھنک بھی پڑی تو وہ میری ویڈیوز لیک کر دے گا۔"

"تو تم خود بتاؤ تم کیا کرنا چاہتی ہو؟ بلکہ تم مجھے یہ بتاؤ تم ابھی کیا کر رہی ہو؟" جائی یانہ نے اسی کے انداز میں بات لوٹائی۔

"میں صبر کر رہی ہوں اور اللہ میرے صبر پر میرا ساتھ دے گا۔" جائی یانہ نے نائلہ کی طرف تاسف سے دیکھا۔

"یہ صبر نہیں، بزدلی ہے۔ میں نے پڑھا تھا صبر غم پر کرتے ہے، ظلم پر نہیں۔ صبر اس جگہ پر کیا جاتا ہے جہاں آپ کے پاس کرنے کو کچھ نہ بچا ہو۔ صبر ایک بند گلی میں کرتے ہیں، جہاں آپ نہ آگے جا سکو اور نہ پیچھے۔ تم بند گلی میں نہیں کھڑی ہو۔ تمہارے پاس راستے ہیں، ڈھیر سارے راستے لیکن تم خوفزدہ ہو۔ تم بزدلی دکھا رہی ہو۔"

نائلہ اس کی باتیں سن کر کچھ دیر کے لیے خاموش ہو گئی۔ اس نے دھیرے سے اپنا سر اٹھایا اور آنسو صاف کرنے لگی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تم صحیح کہہ رہی ہو۔ میں واقعی میں بزدل ہوں۔ میں وہ سب نہیں کر سکتی ہوں، جو تم مجھ سے کروانا چاہتی ہو۔ مجھے معاف کر دو اور چلی جاؤ بلکہ میں خود ہی جا رہی ہوں۔" یہ کہہ کر نائلہ اٹھ کھڑی ہو گئی۔ جائی یانہ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

"پلیز کچھ دیر بیٹھ جاؤ۔ بھلے میری باتوں پر عمل نہ کرو لیکن ایک دفعہ بات تو سن لو۔ مجھے نہیں لگتا کہ میری باتیں سننے میں کوئی حرج ہے۔"

نائلہ جائی یانہ کا ہاتھ جھڑک دینا چاہتی تھی۔ آخر وہ اتنا ڈرقدم کیسے اٹھا سکتی تھی مگر پتہ نہیں کیوں وہ دوبارہ بیٹھ گئی۔ نائلہ کے بیٹھنے پر جائی یانہ خوش ہوئی، مگر اس نے اپنی خوشی کا اظہار نہیں کیا بلکہ پہلے والے سنجیدہ لہجے میں بات دوبارہ شروع کی۔

"تم جانتی ہو، پرسوں آفتاب نے مجھے بھی اپنی ہوس کا نشانہ بنانا چاہا تھا مگر عین وقت پر ایک شخص آ گیا اور میں بچ گئی لیکن اس نے مجھے وارننگ دی ہے کہ وہ دوبارہ مجھ پر وار کرے گا۔ میں دو دن اس کی باتوں پر ذہنی دباؤ کا شکار رہی ہوں۔ میں نے اس مسئلے پر سوچا، بہت

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

سوچا، بہت زیادہ سوچا۔ میں نے ایک پلان بھی بنایا لیکن جب میں نے کسی سے مشورہ کیا، تو اس نے میرے پلان کو سن کر ہی فلاپ قرار دے دیا۔"

"تم نے کس طرح کا پلان بنایا تھا؟" نائلہ نے ابرو اٹھا کر پوچھا۔

"میں نے سوچا تھا کہ جب آفتاب مجھے بلیک میل کرے گا، تو میں اس کی ویڈیو بناؤں گی اور انٹرنیٹ پر اپلوڈ کر دوں گی، لیکن جس شخص کو میں نے یہ پلان بتایا اس نے مجھے میرے پلان میں موجود اتنے سارے نقص بتائے کہ میرا دل خراب ہو گیا۔" جائی یانہ نے آخری بات پر بچوں کی طرح منہ بنایا۔ نائلہ اس کی بات سن کر سوچ میں پڑ گئی۔

"تم پلان نہ بھی بناؤ تو، تمہارے پاس حل ہے۔ اگر تم چاہو تو یونیورسٹی کے کسی بارسوخ اور بارعب شخص کو بتا کر اپنی جان چھڑا سکتی ہو۔ کیا پتہ وہ تمہاری شکایت کو سنجیدہ لے کر ایکشن لے لیں۔"

"تم نے یہ کوشش کیوں نہیں کی؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کیونکہ میں تمہاری طرح خوش قسمت نہیں تھی۔ میری باری میں آفتاب پہلی باری میں کامیاب ہو گیا تھا۔ اپنا مقصد حاصل کر لینے کے بعد اس نے مجھے دھمکی دی کہ اگر یہ بات میں نے کسی کو بتائی، تو وہ میری ویڈیوز ڈارک ویب سائٹس پر اپلوڈ کر دے گا۔ میں نے بہت دفعہ کوشش کی کہ کسی کو بتا دوں لیکن ہر دفعہ میرا خوف، میرے ارادے پر حاوی ہو جاتا تھا۔"

اس نے اداس لہجے میں کہا۔ پھر مسکرا کر جائیانہ کی طرف دیکھا۔ "تم مجھے چھوڑو، خود کو بچاؤ۔ میں نہیں چاہتی تم بھی میری طرح زندگی گزارو۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

جائیانہ سوچ میں پڑ گئی۔ آخر یونیورسٹی میں ایسا کون سا انسان ہے جس کا سب پر رعب ہو؟ یونیورسٹی میں اساتذہ کے معاملے میں سب سے زیادہ عزت، سر آفتاب کی تھی کیونکہ ان کے اوپر یونیورسٹی کے انتظامی معاملات کی بھی بہت سی ذمہ داری تھی۔ اس کے بعد یا تو پرنسپل آتی تھیں یا پھر وائس پرنسپل۔۔۔

جائیانہ کے دماغ کی سوئی وائس پرنسپل پر اٹکی۔

مس صبا،اس کی یونیورسٹی کی وائس پرنسپل۔۔۔۔

وہ اکثر عورتوں کے حقوق اور ہراسمنٹ پر سمینار ارینج کرواتی تھیں۔اس کے علاوہ بھی عام موقعوں پر وہ عورتوں کے حقوق کے بارے میں بہت بولتی تھیں۔یہ آپشن کچھ کچھ اچھا لگ رہا تھا۔جائی یانہ جلدی سے اٹھی اور کلاس روم سے باہر چلی گئی۔ پیچھے نائلہ تنہا رہ گئی۔وہ سمجھ گئی تھی کہ جائی یانہ کے دماغ میں کوئی آئیڈیا آیا ہے۔

وہ زید کو ڈھونڈ رہی تھی۔اچانک اس کی نظر زید پر پڑی۔وہ تین لڑکوں کے ساتھ کھڑا باتیں کر رہا تھا۔جائی کچھ بغیر سوچے سمجھے اس کے پاس آئی اور اونچی آواز میں بولی۔

"زید!!"

زید کے ساتھ ان تین لڑکوں کی نگاہیں بھی اس لڑکی پر پڑی۔پہلے انہوں نے لڑکی کو دیکھا، پھر اپنے سامنے موجود زید کو دیکھنے لگے۔اس لڑکی اور زید کا کیا سین تھا۔

جائی یانہ کو بے اختیار اپنی اس غلطی پر شرمندگی ہوئی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"وہ تمہیں ایک پروفیسر نے بلایا ہے۔"جائی یانہ جتنے مہذب انداز میں بات کر سکتی تھی،اس نے کی۔زید نے سر کو خم دیا اور اپنے ساتھ کھڑے لڑکوں کی نظروں کو نظر انداز کرتے ہوئے،جائی یانہ کے ساتھ چل دیا۔جب وہ دونوں لڑکوں کی نگاہوں سے اوجھل ہو گئے،تو زید رک گیا۔

"آپ خدا کے لیے سب کے سامنے بات کرنے سے احتیاط برتا کریں۔میں نہیں چاہتا آپ کو اور مجھے لے کر یونیورسٹی میں کوئی جھوٹی بات پھیلے۔"

جائی یانہ کا منہ کھلا رہ گیا۔

"یہ تم ہر بات میں مجھے نصیحت کیوں کرتے ہو؟تم جب بھی ملو گے،کوئی نہ کوئی نصیحت کرنی ضروری ہے۔"

"میں آپ کو آپ کے بھلے کے لیے ہی کہہ رہا ہوں۔"

"اچھا ان سب باتوں کو چھوڑو۔میں نے ایک اور بات سوچی۔۔۔۔"زید نے جائی یانہ کی بات کاٹ دی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"دیکھیں آپ مجھے اپنی پوری کہانی مت سنائیں بلکہ میرے حصے کا کام بتائیں۔ میرے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ آپ کا پرانا پلان ایک نئے انداز میں سنوں۔" زید اس دفعہ کچھ اکھڑے ہوئے لہجے میں بولا۔ شاید اسے جائی یانہ کا اس کی بات بدل کر اپنی بات کہنا برا لگا تھا۔ جائی یانہ نے تیز نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔

"اس میں اتنے روڈ ہونے کی کیا بات ہے۔ مجھے تمہاری یا تمہاری مدد کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ مجھے تمہیں بلانا ہی نہیں چاہیے تھا۔ میں نے تھوڑا سا فری کیا کیا، تم تو سر پر ناچ رہے ہو۔" آخری بات جائی یانہ نے بس سوچی تھی۔ جائی یانہ ایسا لہجہ کسی کا برداشت نہیں کرتی تھی۔ وہ زید کو چھوڑ کر آگے کی طرف جانے لگی۔

کچھ دیر کے لیے خاموشی قائم ہو گئی۔ جائی یانہ کو لگا کہ زید اب اس کے پیچھے آ کر اس سے لڑے گا یا اپنے رویے کی وضاحت دے گا۔ جب بہت دیر تک اسے زید کی آواز سنائی نہ دی، تو جائی یانہ نے اپنی انا ایک طرف رکھ کر گردن موڑ کر پیچھے دیکھا۔ زید پیچھے نہیں تھا۔ وہ تو کہیں بھی نہیں تھا۔ جائی یانہ اس سے غلط امیدیں باندھ رہی تھی۔

"اچھا ہوا چلا گیا، ورنہ میں خود اسے بھیج دیتی۔ جب اس کا دل کرے گا، مجھے نصیحت کرنے لگ جائے گا. جب اس کا دل کرے گا، بد تمیزی کرنے لگ جائے گا۔ اسے لگتا ہے کہ میں اس کے بغیر کچھ کر نہیں سکتی۔ اب دیکھنا میں کرتی کیا ہوں."

جائی یانہ خود کلامی کرتے ہوئے چل رہی تھی۔ بہت سے اسٹوڈنٹس نے راستے میں گزرتے ہوئے اسے عجیب نظروں سے دیکھا لیکن ابھی جائی یانہ بری طرح تپی ہوئی تھی۔ اس کا لوگوں کی عجیب نظروں پر کوئی دھیان نہیں تھا۔ اس نے فیصلہ کیا کہ وہ خود وائس پرنسپل کے آفس میں جائے گی۔ اسے ویسے بھی زید کی ضرورت نہیں تھی۔ وہ غصے میں بغیر کچھ سوچے سمجھے، وائس پرنسپل کے آفس پہنچ گئی۔ مس صبا آفس میں آچکی تھیں۔ اس نے دروازہ کھٹکھٹایا، تو اندر آنے کی اجازت مل گئی۔

جائی یانہ نے دروازہ کھولا تو اس کے عین سامنے ایک خاتون اپنی ریوالونگ چیئر پر بیٹھی تھیں۔ ان کی تمام توجہ کا مرکز اس وقت جائی یانہ تھی۔ مس صبا کو یونیورسٹی آئے بمشکل پانچ

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

منٹ ہوئے تھے۔اس لیے ابھی انہوں نے کسی کام کو ہاتھ نہیں لگایا تھا۔ان کے بال سنہری تھے۔سفید رنگت اور صاف نقش۔۔۔وہ بلاشبہ بہت خوبصورت تھیں۔

"بولیں؟"جائی یانہ جانے کب تک ان کا تجزیہ کرتی رہتی،اگر مس صبا خود سے بات شروع نہ کرتیں۔جائی یانہ جلد بازی میں یہاں آتو گئی تھی مگر اب وہ ان سے کیا کہتی۔اسے کچھ نہیں پتہ تھا۔

"وہ میں نے آ۔۔آپ کو ایک بات بتان۔۔نی تھی۔"جائی یانہ کنفیوژ ہو رہی تھی۔

"بیٹھیں!"انہوں نے آرام سے کہا۔

جائی یانہ بیٹھ گئی۔

"آپ نے جو بات کرنی ہے،کھل کر کریں۔بلکل بھی مت گھبرائیں۔"مس صبا کے دوستانہ انداز نے جائی یانہ کو کچھ ہمت دی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"وہ دراصل مس مجھے سر آفتاب کے بارے میں کچھ بتانا تھا۔"جائی یانہ اپنے گود میں رکھے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو مروڑنے لگی۔

"وہ بات یہ تھی کہ سر آفتاب نے مجھے ہراس کیا ہے اور کچھ غلط کرنے کی کوشش بھی کی ہے۔"جائی یانہ کی بات سن کر مس صبا سیدھی ہو گئیں۔اب ان کے چہرے پر سنجیدگی طاری ہو گئی تھی۔پہلے والا دوستانہ انداز بلکل غائب تھا۔

"نام کیا ہے آپ کا؟"مس صبا نے جائی یانہ اس سے سوال کیا۔

"جائی یانہ!"جائی یانہ نے اپنا اعتماد بڑھایا۔

"ہمم تو جائی یانہ! آپ کے پاس کوئی ثبوت ہے جس پر میں یقین کر لوں۔"

"میرے پاس کوئی ثبوت نہیں ہے لیکن میں ایک لڑکی کو جانتی ہوں۔اس کا نام نائلہ ہے۔ سر آفتاب نے اس کی کچھ نازیبا ویڈیوز بنائی ہے۔ سر آفتاب اب اسے ان ہی ویڈیوز کے ذریعے بلیک میل کر رہے ہیں۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اچھا!" مس صبا نے سر ہلایا۔ "آپ اس لڑکی کو بھی آفس میں بلا لیں، آگے کی گفتگو اب اس کے ساتھ ہو گی۔" مس صبا کی بات سن کر جائی یانہ اٹھ کھڑی ہوئی اور بھاگتی ہوئی نائلہ کو ڈھونڈنے لگی۔

وہ سب سے پہلے اسی کلاس میں گئی، جہاں اس نے نائلہ سے بات کرنی تھی۔ اس کے اندازے کے مطابق نائلہ اسی کلاس میں موجود تھی۔ جائی یانہ نے نائلہ کو بس اتنا بتایا تھا کہ مس صبا نے نائلہ کو بلایا ہے۔ نائلہ اس کے ساتھ چل پڑی۔ راستے میں نائلہ نے مس صبا کے بلانے کی وجہ پوچھنا چاہی مگر جائی یانہ نے اسے کچھ نہیں بتایا۔ اسے ڈر تھا کہ کہیں نائلہ وجہ جان لینے کے بعد مس صبا کے آفس جانے سے انکار نہ کر دے۔ جب وہ دوبارہ آفس پہنچی تو مس صبا ان دونوں کی منتظر تھیں۔

"دروازہ بند کر دیں اور میرے سامنے بیٹھ جائیں۔" جائی یانہ نے سر کو خم دیا اور آفس کا دروازہ بند کر دیا۔ وہ دونوں مس صبا کے سامنے رکھی کرسیوں پر بیٹھ گئیں۔

"میم آپ نے مجھے کیوں بلایا؟" نائلہ کے سوال پر مس صبا نے جائی یانہ کی طرف دیکھا۔

"آپ نے اپنی دوست کو میرے بلانے کی وجہ نہیں بتائی؟"ان کے پوچھنے پر اس نے سر نفی میں ہلایا۔

"نو میم!"

"کیوں؟"

"میم مجھے ڈر تھا کہ اگر میں نے وجہ بتادی، تو یہ آپ کے پاس نہیں آئے گی۔"

"ہمم!"جائی یانہ کی بات سن کر انہوں نے ہنکارا بھرا۔

"جائی یانہ نے مجھے ایک بات بتائی ہے۔بس اس کی تفتیش کے لیے میں نے آپ کو اپنے آفس میں طلب کیا ہے۔"مس صبا اب مکمل طور پر نائلہ کی جانب متوجہ تھی۔

"آپ کی دوست نے مجھے بتایا ہے کہ سر آفتاب نے آپ کی قابل اعتراض ویڈیوز بنائی ہیں۔ کیا یہ سچ ہے؟"

نائلہ نے جیسے ہی بات سنی اس کا دماغ بھک سے اڑ گیا۔ اسے بہت کچھ یاد آیا۔ اس کو اپنا دم اس آفس میں گھٹتا محسوس ہوا۔ نائلہ سے کچھ بھی نہیں کہا جا رہا تھا۔ اس کو اپنا سانس اکھڑتا محسوس ہونے لگا۔ مس صبا اس کے چہرے کے اتار چڑھاؤ بخوبی دیکھ رہی تھیں۔ جائی یانہ بھی اس کو دیکھ رہی تھی۔ وہ اس کی حالت سمجھ سکتی تھی۔ اس نے اپنا ہاتھ نائلہ کے کندھے پر رکھ کر اسے حوصلہ دیا۔

"آپ گھبرائیں نہیں، جو کہنا چاہتی ہیں کھل کر کہہ دیں۔" مس صبا نے اس کا حوصلہ بڑھایا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"نائلہ بتاؤ۔ تم ہی تو چاہتی ہو کہ کوئی تمہاری جگہ نہ لے۔ دیکھو خدا نے تمہیں موقع دیا ہے۔ تم لوگوں کی مدد کر سکتی ہو۔ پلیز بولو، اپنے لیے نہ سہی تو ہر اس لڑکی کے لیے جو سر آفتاب کا نشانہ بن سکتی ہے۔" جائی یانہ نے بڑی امید سے نائلہ کو کہا۔ نائلہ کو جائی یانہ کی آواز اپنے ضمیر کی آواز لگی۔ اس کا دل بھی اسے اکسانے لگا۔

"میں نے۔۔"نائلہ بتاتے ہوئے دوبارہ خاموش ہو گئی۔جائی یانہ نے بغیر آواز کے لب ہلائے۔"تم کر سکتی ہو نائلہ۔۔۔۔"

نائلہ نے ہمت باندھی اور بولنا شروع کیا۔

****

آفس میں موجود دونوں افراد تیسرے فرد کی کہانی سننے میں مشغول تھے۔نائلہ نظریں جھکائے، آہستہ آہستہ اپنی کہانی بیان کر رہی تھی۔

"میں نے پچھلے سال بی بی اے کے لیے اس یونیورسٹی میں اپلائے کیا تھا۔مجھے یونیورسٹی میں آئے تیسرا دن ہوا تھا جب سر آفتاب سے میری ملاقات ہوئی۔"

(راہ داری میں چلتے ہوئے، کالے رنگ کی چادر میں خود کو مکمل طور پر چھپائے نائلہ اپنا لیکچر لینے جا رہی تھی۔ اس کی چادر اس قدر بڑی تھی کہ اس کا لباس بھی دکھائی نہیں دیتا تھا۔ راہداری کے آخر میں سر آفتاب کھڑے تھے۔ وہ نائلہ کو ہی دیکھ رہے تھے۔)

"ہم دونوں کے درمیان مختصر سی گفتگو ہوئی۔ انہوں نے بس مجھ سے میرے سبجیکٹس پوچھیں اور یونہی ادھر ادھر کی باتیں پوچھیں۔ انہوں نے اس دن مجھ سے بہت مہذب اور تمیز سے بات کی۔"

("آپ بی بی اے کیوں کر رہی ہیں؟ آپ نے تو پری انجینئرنگ کی ہے اور آپ کے مارکس بھی اتنے اچھے ہیں۔ آپ کو تو کیمسٹری میں بی ایس کرنا چاہیے تھا۔" سر آفتاب نے سلام دعا کے بعد، اس کے انٹر کے مارکس اور ڈیپارٹمنٹ کے بارے میں پوچھا تھا۔ نائلہ کے مارکس اچھے تھے۔ اس لیے وہ حیران تھے۔

"سر مجھے سائنس سے زیادہ بزنس میں شوق تھا۔ اسی لیے میں نے بی بی اے سلیکٹ کیا۔" نائلہ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اچھا!!انسان کو جس چیز میں انٹرسٹ ہو۔اسے وہی کرنا چاہیے۔"سر آفتاب نے پھر گھڑی کو دیکھا۔"ابھی تو مجھے ایک کام ہے اور آپ کی بھی کلاس کا وقت ہو رہا ہو گا۔ایسا کرتے ہیں کل چھٹی ٹائم آپ میرے آفس آجائیے گا۔میں آپ کا انتظار کروں گا۔آخر کو اتنی اچھی اسٹوڈنٹ سے بات کرنے کا موقع بار بار تو نہیں ملتا۔"

نائلہ نے حامی بھر لی۔سر آفتاب نے مسکراتے ہوئے اس کے سر پر ہاتھ رکھا اور چلے گئے۔نائلہ کے ذہن میں سر آفتاب کا کردار ایک شفیق استاد جیسا بن گیا تھا۔وہ مسکراتے ہوئے اپنے لیکچر لینے کے لیے جانے لگی۔)

"میں کسی بھی مرد سے یوں اکیلی نہیں ملتی لیکن سر آفتاب نے پہلی ملاقات میں ایسا تاثر دیا کہ میں خواب میں بھی نہیں سوچ سکتی تھی،اس شخص کی اصلیت اتنی ڈراؤنی ہو گی۔"

(نائلہ سر آفتاب کے آفس کا دروازہ کھٹکھٹا رہی تھی۔یونیورسٹی میں چھٹی ہو چکی تھی۔یونیورسٹی میں چند ایک لوگ ہی موجود تھے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

سر آفتاب نے آفس کا دروازہ خود کھولا اور اسے اندر آنے کی اجازت دی۔ اس نے جیسے ہی اندر قدم رکھے اس کے پیچھے موجود دروازہ ایک دھاڑ سے بند ہوا۔ اس نے مڑ کر دیکھا تو اسے سر آفتاب نہیں دکھائی دیے بلکہ ایک شیطان دکھائی دیا۔)

"میں بہت چلّائی، بہت آوازیں دیں مگر اس وقت کوئی نہیں آیا۔ میں عزازیل سے ملنے گئی تھی مگر میری ملاقات ابلیس سے ہو گئی اور ابلیس انسانوں کا کھلا دشمن ہے۔"

(آفس کی حالت کچھ لمحات بعد بالکل بدل گئی تھی۔ کوئی بھی شے اپنی جگہ پر موجود نہیں تھی۔ ہر چیز بکھری ہوئی تھی۔ وہ آفس کے فرش پر لیٹی ہوئی تھی۔ اس کا چہرہ فرش پر ڈھلکا ہوا تھا۔ اس کی چادر سر آفتاب نے ایک طرف پھینک دی تھی۔ اس کا چہرہ کھنڈر پڑا ہوا تھا۔ ایسا لگ رہا تھا اب اس کھنڈر پر کبھی بہار نہیں گزرے گی۔

اس کے سامنے سر آفتاب کرسی پر بیٹھے ہوئے تھے۔ اس کے ہاتھ میں موبائل تھا۔ وہ اپنے کیے ہوئے گناہ کو بار بار ویڈیو کے ذریعے دہرا کر دیکھ رہے تھے۔ وہ بار بار اسے دیکھ کر ہنس رہے تھے۔ غرور سے!)

"تمہیں میرے پاس آنا چاہیے تھا!" مس صبا اس کی بات سن کر بس اتنا بول پائیں۔

"میں اس وقت یہ بات کسی کو بھی نہیں بتا سکتی تھی۔ آج صبح اگر آپ مجھ سے پوچھتیں، تو بھی میں آپ کو نہیں بتاتی لیکن ابھی آپ نے پوچھا تو بتا دیا۔ شاید وقت بھی صحیح وقت کا انتظار کر رہا تھا کہ وقت کے ابلیس کو سہی وقت پر مار سکے۔" نائلہ بس اتنا کہہ پائی۔

("یہ بات کسی کو بھی پتہ نہیں چلنی چاہیے ورنہ، میں تمہیں بدنام کر دوں گا۔ اگر تمہارے منہ سے ایک لفظ بھی نکلا، تو اگلے لمحے تمہاری ویڈیوز ہر ویب سائٹس پر موجود ہو گی۔" سر آفتاب اس کے پاس کھڑا کہہ رہا تھا۔

"اپنا حلیہ درست کرو اور اپنے گھر چلی جاؤ۔ گھر والوں کو بتا دینا کہ اپنی دوست کے گھر گئی تھی۔ میرا شکریہ ادا کرو کہ میں تمہارے راز کو راز رکھ رہا ہوں، ورنہ میری جگہ کوئی اور ہوتا تو تمہیں تمہارے حال پر چھوڑ کر چلا جاتا۔" سر آفتاب نے کالی چادر نائلہ کی جانب بڑھائی۔

نائلہ کو اپنی چادر منہ چڑاتی دکھائی دی۔)

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"گھر میں کسی نے مجھ سے کچھ نہیں پوچھا، نہ میں نے کسی کو بتایا۔ بس خاموشی سے اپنے کمرے میں چار پانچ دنوں کے لیے بند ہو گئی۔ یہ سب کچھ میرے لیے ٹراما بن گیا تھا۔"

) کمرے کی دیواروں نے اپنی سوئی ہوئی مالکن کو ڈر کر اٹھتے دیکھا۔

کمرے کی دیواروں نے اپنی مالکن کو کتابیں پکڑے روتے دیکھا۔

کمرے کی دیواروں نے کمرے کی مالکن کو چیختے چلاتے دیکھا لیکن یہ آوازیں حدود سے باہر نکلنے نہیں دی۔)

"میں سمیسٹر کلیئر نہیں کر پائی۔ میں نے یونیورسٹی بدلنے کا سوچا مگر سر آفتاب نے مجھے دھمکی دے دی تھی۔"

"اس کے بعد آفتاب نے آپ کو تنگ کرنے کی کوشش کی؟"

"جی اس کا مطالبہ تھا کہ میں کسی لڑکی کو اس کے آفس بھیجوں، تاکہ وہ اس کے ساتھ بھی وہی سب کرے جو میرے ساتھ کیا تھا۔"

"ہمم آپ نے اس سلسلے میں اس کی کوئی مدد کی؟" مس صبا کے پوچھنے پر نائلہ نے گردن نفی میں ہلائی۔

"میرے اندر اتنا حوصلہ نہیں تھا کہ مظلوم ہونے کے ساتھ ساتھ اب ظالم بھی بنتی۔ یاداشت کا بوجھ اٹھایا نہیں جارہا، دل اور ضمیر کا بوجھ بھی اگر اٹھالیا تو زمین میں دھنس جاؤں گی۔"

****

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ساری باتیں کھل کر سامنے آچکی تھی۔ اب آفس میں سکوت کا راج تھا۔ اس سکوت کو مس صبا کی آواز نے توڑا۔

"تم دونوں نے کچھ سوچا کہ اب کیا کرنا ہے۔"

"میم میں نے سوچا تھا کہ آفتاب کی بلیک میل کرتی ویڈیوز انٹرنیٹ پر ڈال دوں گی مگر مجھے کسی نے منع کر دیا اور کہا کہ اس سے میری ہی بدنامی ہو گی۔" جائی یانہ کو ابھی بھی اپنا آئیڈیا اچھا لگ رہا تھا۔ کیا پتہ مس صبا کو بھی اچھا لگ جائے۔ زید جیسے شخص پر کیا بھروسہ کرنا۔

مس صبا نے اس کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔

"مجھے ثبوت تو چاہیے ہونگے ورنہ میں تمہاری پرنسپل صاحبہ کو راضی نہیں کر پاؤں گی۔" مس صبا نے سوچتے ہوئے کہا۔

"میم آپ تو ان کی بہن ہیں۔ وہ تو آپ کی بات مان جائیں گی۔" جائی یانہ نے بے ساختہ بات کہہ دی۔

مس صبا کے چہرے کے تاثرات بدل گئے۔ جائی یانہ کو پتہ چل گیا اس نے کچھ غلط کہہ دیا ہے۔ اس نے معذرت کرنا چاہی لیکن اس سے پہلے ہی مس صبا نے بات بدل دی۔

"آپ دونوں اب جائیں۔ میں اس مسئلے کو اپنے طریقے سے ہینڈل کر لوں گی۔"

وہ دونوں کھڑی ہوئیں۔ اچانک جائی یانہ کو یاد آیا کہ ان کا پیپر تو شروع ہو گیا ہو گا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میم ہمارا پیپر تو اب تک شروع ہو گیا ہو گا۔"

جائی یانہ کی بات سن کر مس صبا نے انہیں تسلی دی۔

"آپ دونوں پریشان نہ ہو۔ آپ دونوں کو پیپر حل کرنے کا پورا وقت دیا جائے گا۔ میں آپ کے سر سے بات کر لوں گی۔"

ان دونوں کو کچھ تسلی ہوئی اور دونوں باہر چلی گئیں۔ پیچھے مس صبا اپنے حال اور ماضی میں ایک ساتھ جینے لگی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

* *

جہاں سے ہم نے وقت کو روکا تھا اسی وقت میں ایک دفعہ دوبارہ آتے ہیں۔ مس صبا اور جائی یانہ ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔

"آپ مجھ سے کوئی سوال کرنا چاہتی ہیں؟" مس صبا کے پوچھنے پر جائی یانہ نے گردن اثبات میں ہلائی۔

"جی میں نے پوچھنا تھا کہ آپ نے یہ سب کس طرح کیا؟"

جائی یانہ کی بات پر مس صبا تمسخر سے ہنس دیں۔ جائی یانہ سمجھ نہیں پائی کہ اس نے آخر ایسا کیا پوچھ لیا تھا، جو مس صبا اس پر ہنس رہی تھیں۔

"مجھے لگا تھا کہ آپ سمجھدار ہیں اور ضرور وہی سوال کریں گی جو میں نے سوچا ہے۔"

"کیسا سوال؟" جائی یانہ نے ناسمجھی سے پوچھا۔

"آپ کو مجھ سے پوچھنا چاہیے تھا کہ میں نے آپ کی مدد کیوں کی؟"

"مدد کرنا آپ کا فرض تھا اس لیے۔۔۔۔" جائی یانہ نے خود سے سوچی وجہ بتادی۔

"میری پیاری شاگردہ! یہ دنیا ہے۔ یہاں پر کوئی بھی کسی کی غیر مشروط مدد نہیں کرتا اور اگر ہم سب اپنا فرض سمجھ کر دوسروں کی مدد کرنے لگ جائے، تو یہ دنیا جنت بن جائے گی۔ یہ

بات اپنے ذہن میں بٹھالو کوئی کسی کی مدد فرض سمجھ کر نہیں کرتا۔ میں نے بھی نہیں کی۔"

جائی یانہ ان کی باتیں سن کر سوچ میں پڑ گئی۔ "اب کس طرح مدد کی" کا سوال ثانوی حیثیت اختیار کر گیا تھا۔ اب سب سے اہم سوال یہ بن گیا تھا کہ "اس کی مدد کیوں کی گئی؟"

****

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

باب نمبر پانچ

مس صبا اور جائی یانہ نے ایک دوسرے کو دیکھا۔ جائی یانہ نے آخر کار وہ سوال پوچھ ہی لیا جس کی مس صبا نے فرمائش کی تھی۔

"میم آپ نے میری مدد کیوں کی؟"

مس صبا گردن جھکا کر ہنسیں۔ پھر جب انہوں نے چہرہ اٹھایا، تو جائی یانہ نے ان کے چہرے پر پھیلے کرب کو دیکھا۔

"کیونکہ اس کے پیچھے ایک بہت بڑی کہانی ہے۔ کیا تم سننا چاہو گی؟" مس صبا کے پوچھنے پر جائی یانہ نے گردن اثبات میں ہلادی۔ مس صبا نے اپنی داستان سنانا شروع کر دی۔

"بہت سالوں پہلے کی بات ہے جب میں باہر ملک پڑھنے گئی تھی۔ میرے ساتھ میری بہن اور اس ادارے کی سربراہ، صائمہ بھی گئی تھی۔ ان دنوں ہمارے گھر کے حالات کچھ ٹھیک نہیں تھے۔ ہمارے ماں باپ کی ہم بس دو بیٹیاں تھیں۔ ماں باپ نے پیٹ کاٹ کاٹ کر ہمیں باہر ملک پڑھنے بھیجا۔ ہمارے ماں باپ کا خواب تھا کہ ہم دونوں بہنیں باہر ملک پڑھنے جائیں۔ وہ چاہتے تھے کہ ان کی بیٹیاں پڑھ لکھ کر اپنے لیے معاشرے میں باعزت مقام بنائیں۔ وہ ہماری زندگی سنوارنے کے لیے جو کر سکتے تھے، انہوں نے کیا۔ اب ہم بہنوں کی باری تھی۔ ہمیں اپنے ماں باپ کا خواب ہر حال، ہر قیمت، ہر صورت میں پورا کرنا

تھا۔ ہم بہنوں کو لندن بھیج دیا گیا اور وہاں کی یونیورسٹی میں ہمارا داخلہ کروادیا گیا۔ شروع کا ایک سال اچھا اور پرسکون گزرا۔ شاید صائمہ کے لیے آگے کے سال بھی ٹھیک گزرے ہوں گے مگر میرے لیے بس ایک سال ہی بہتر گزرا۔ اس کے بعد جو ہوا، اس نے میری شخصیت سے میرا اعتماد چھین لیا۔ میری ذات کو پیروں تلے روند دیا۔" جائی یانہ کے چہرے پر الجھے سے تاثرات چھائے، جو مس صبا سے چھپے نہ رہ سکے۔

"کیا ہوا سمجھ نہیں پا رہی ہو؟" مس صبا نے پوچھا۔ "جلد سمجھ جاؤ گی!"

مس صبا نے غمگین مسکراہٹ کے ساتھ بات کو دوبارہ جاری رکھا۔

"میں جس یونیورسٹی میں پڑھتی تھی اس میں ایک ٹام نام کے پروفیسر ہمیں پڑھایا کرتے تھے۔ ان کا مجھ پر شروع سے ہی بہت دھیان تھا۔ میں نے یہ توجہ ایک شاگرد کے طور پر خود پر سمجھی مگر ان کی توجہ ایک شاگردہ پر نہیں بلکہ ایک لڑکی پر تھی۔ حسین لڑکی پر!!"

"انہوں نے مجھے ہراس کرنا شروع کر دیا۔ پہلے میں اسے اپنا وہم سمجھ کر نظر انداز کرتی رہی مگر آہستہ آہستہ جب پانی سر سے اونچا ہونے لگا، تو میں نے ہاتھ پاؤں ہلانا شروع

کر دیے۔ میں نے ٹام کو دھمکی دی کہ وہ اپنی حرکتوں سے باز آجائے ورنہ میں اس کی شکایت یونیورسٹی انتظامیہ سے لگاؤں گی، لیکن اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ الٹا اس نے دھمکی دی کہ وہ مجھے اور میری بڑی بہن پر جھوٹے الزامات لگا کر ہمیں یونیورسٹی سے نکال دے گا۔ اس کے پاس اس وقت بہت طاقت تھی۔ اتنی ہی طاقت، جتنی آفتاب کے پاس تھی۔ میں دلدل میں پھنس چکی تھی۔ اب میں جتنا ہاتھ پاؤں ہلاتی، اتنا زمین میں دھنستی۔ ان حالات میں، میں نے یہ بات اپنی بہن کو بتائی۔ مجھے لگا کہ وہ میری مدد کرے گی، لیکن۔۔۔۔"

مس صبا کے آنکھوں کے سامنے وہ منظر ابھرا۔

(ہاسٹل کے ایک کمرے میں وہ دونوں بہنیں موجود تھیں۔ مس صبا بیڈ پر بیٹھی، اپنی نم آنکھوں کو رگڑ رہی تھیں جبکہ ان کے سامنے مس صائمہ کھڑی تھیں۔ مس صائمہ یقیناً خوبصورت تھیں مگر مس صبا کے حسن کا اس وقت کوئی مقابلہ نہیں تھا۔ اس وقت مس صبا ہچکیاں لیتے ہوئے اپنی داستان سنا رہی تھی۔ سب بتا دینے کے بعد اب مس صبا نے آخر میں ٹام کی دی ہوئی دھمکی بھی بتائی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اس نے کہا ہے کہ اگر یہ بات پھیلی تو وہ مجھے اور تمہیں نکال دے گا۔"

مس صبا نے اپنے گال پر گرتے آنسوؤں کو اپنے ہاتھ کی پشت سے صاف کیا، پھر اپنی بہن کو دیکھا جو سپاٹ انداز میں انہیں ہی دیکھ رہی تھیں۔)

"لیکن اس نے مجھے قصوروار سمجھا۔" مس صبا نے کھوئے ہوئے سے انداز میں کہا۔

("تمہیں کس نے کہا تھا سر ٹام سے اتنا بے تکلف ہونے کو؟" مس صبا کی آنکھیں اپنی بہن کی بات سن کر پھیل گئیں۔

"تمہاری وجہ سے دیکھو وہ ہمیں کیسی دھمکی دے رہا ہے۔ ہمارے ماں باپ نے ہم دونوں کو یہاں پڑھنے بھیجا تھا۔ اگر ہمیں یہاں سے نکالا گیا تو بتاؤ ہم کیا کریں گے؟ ہماری واپس پاکستان جا کر کتنی عزت افزائی ہو گی، اس کا تمہیں اندازہ ہے؟"

مس صبا نے کچھ کہنا چاہا، اپنی صفائی پیش کرنا چاہی لیکن الفاظ لبوں پر دم توڑ گئے۔)

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تم نے کبھی ایسی بے بسی کو جانا ہے، جب منہ میں زبان ہو مگر زبان پر اپنی صفائی دینے کے لیے الفاظ نہ ہو۔"

("تم نے یہ سب کیا ہے۔ اگر تمہاری وجہ سے میں یونیورسٹی سے نکلی، تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔"

"اب میں کیا کروں؟" یہ الفاظ جانے کیسے مس صبا کے لبوں سے ادا ہوئے۔

"اب تم کیا کر سکتی ہو؟ بس خاموش رہو۔ سر ٹام کو نظر انداز کرو۔ کچھ بھی کرو لیکن ایسا کچھ نہ کرنا کہ ہمیں اس یونیورسٹی سے نکلنا پڑے۔ ویسے بھی یہ ہراسمنٹ وغیرہ کوئی اتنا بڑا مسئلہ نہیں ہوتا ہے جتنا تم جیسی عورتیں بنا دیتی ہیں۔ ہر عورت کو تھوڑا بہت سمجھوتا کرنا پڑتا ہے۔" یہ کہہ کر مس صائمہ رکی نہیں بلکہ ہاسٹل کے کمرے سے باہر چلی گئیں جبکہ مس صبا وہی رہ گئیں۔ وہ اپنی بہن کو بہت کچھ بتانا چاہتی تھیں، مگر بتا نہیں پائیں۔ اب کچھ نہیں ہو سکتا تھا وہ خود کو نہ چاہتے ہوئے بھی سر ٹام کی گندی نظروں سے گزرنے کے لیے تیار کر رہی تھیں۔)

"پھر آگے آنے والے سال خاموشی سے گزرے۔ کسی نے پوچھا نہیں، میں نے کچھ بتایا نہیں۔ بڑی بزدلی سے میں نے وہ سب سہہ لیا۔" مس صبا کی آنکھیں بھر گئی تھیں۔ انہوں نے جائی یانہ کی طرف دیکھا۔

"آپ ضرور سوچ رہی ہونگی کہ ان سب باتوں سے آپ کا کیا تعلق ہے؟" جائی یانہ نے مس صبا کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔ مس صبا تھوڑا سا جھکیں، پھر سرگوشی کی۔

"آپ کا تعلق ان سب میں یہ ہے کہ قدرت نے جو موقع آپ کو دیا تھا، اس کا استعمال میں نے کر لیا ہے۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

جائی یانہ نے سر اٹھا کر مس صبا کو دیکھا۔

"آپ کا پلان آدھا بالکل ٹھیک تھا۔ آپ آفتاب کی باتوں کو ریکارڈ کر کے صائمہ کے سامنے ثبوت پیش کر سکتی تھیں۔ اس طرح آفتاب کے عتاب سے بہت سی لڑکیاں بچ جاتیں اور آپ کی یہ بہادری آپ کو اپنی نظروں میں معتبر بنا دیتی، لیکن افسوس آپ نے اپنا پلان میری جھولی میں ڈال دیا اور میں نے اپنا موقع استعمال کر لیا۔ میں نے صائمہ کو کال کر کے آفتاب

کی ساری باتیں براہ راست سنا دی اور اس کے ساتھ اپنی حفاظت کے لیے دو گارڈز بھی ساتھ میں لے لیے۔ آفتاب پکڑا گیا اور اب سلاخوں کے پیچھے ہے۔"

"مجھے آپ کی بات سمجھ نہیں آئی ہے۔ سر آفتاب سے تو آپ کا کوئی لینا دینا نہیں تھا، پھر آپ نے میری مدد کر کے اپنا بدلہ کیسے لے لیا؟" جائی یا نہ واقعی میں الجھی ہوئی تھی۔

"چلیں آسان الفاظ میں بیان کرتی ہوں۔ میرے ساتھ میرے یونیورسٹی کے پروفیسر نے برا کیا، لیکن میری بہن نے مجھے چپ کروا دیا یا شاید میں خود ہی بزدل تھی۔ مجھے ڈگری تو مل گئی لیکن افسوس! میرا اپنی ذات پر سے بھروسہ اٹھ گیا۔ میں سالوں اس گلٹ میں مبتلا رہی ہوں کہ میں نے اس شخص کا منہ کیوں نہیں توڑا؟ کیوں چپ چاپ بیٹھی رہی؟ چپ رہی تو اس کاغذ کے ٹکڑے کے لیے، جس کو ہاتھ میں پکڑ کر بندہ باعزت کہلاتا ہیں۔ کیا علم ہمیں یہ سکھاتا ہے کہ اس کو حاصل کرنے کے لیے بندہ بزدل بن جائے، ظلم سے ڈرے اور خاموش رہے؟ نہیں! علم یہ نہیں سکھاتا۔ علم کہتا ہے باطل کے سامنے ایک سیسہ پلائی دیوار بن جاؤ۔ علم بہادری کا درس دیتا ہے۔ میں نے علم کے نام پر شو پیس تو حاصل کر لیا لیکن اپنے علم پر

عمل نہ کر پائی۔ میرے ماں باپ کا مجھے باہر تعلیم دلوانے کا کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ میں اپنے ماں باپ کی برسوں کی ریاضت کا صلہ بس ایک کاغذ کے ٹکڑے سے دے پائی۔ میرے ماں باپ کی محنت رائیگاں گئی۔"

مس صبا نے کچھ پل کا وقفہ لیا، پھر دوبارہ بات شروع کی۔

"اب میرا معاشرے میں باعزت مقام ہے مگر میرے دل میں میرے لیے کوئی خاص مقام نہیں تھی۔ میں چاہتی تھی کہ کسی طرح وہ وقت دوبارہ آئے، تو اس دفعہ میں ظلم کے خلاف ڈٹ کر کھڑی ہو جاؤں۔ جب آج آپ میرے پاس آئیں، تو مجھے لگا کہ اللہ نے مجھے میرا موقع واپس دے دیا ہے۔ میں نے اسی وقت سوچ لیا تھا کہ اس بار یہ موقع ضائع نہیں کروں گی۔ جس وقت نائلہ اپنی کہانی سنا رہی تھی، تب میں یہ سوچ رہی تھی کہ یہ مسئلہ کس طرح حل کرنا ہے۔ پھر آپ نے اپنا پلان بتایا، جسے کچھ ردوبدل دے کر میں نے ترتیب دے دیا۔ آفتاب کو نہ صرف جیل پہنچا دیا بلکہ میرے ضمیر پر سے بوجھ اتر بھی گیا کہ میں

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

نے اس ظلم کو خود اپنے ہاتھوں اکھاڑ کر پھینکا ہے۔اب میں گلٹی نہیں ہوں۔ میرے خیال سے اب آپ کو سمجھ میں آ گیا ہو گا۔"

ایک پل کے لیے دونوں کی نظریں ایک دوسرے سے ٹکرائی۔اس کے بعد مس صبا نے اپنے سامنے رکھی فائل دوبارہ کھول لی۔یہ اس بات کا اشارہ تھا کہ جائی یانہ اب ان کے آفس سے باہر نکل جائے۔جائی یانہ خاموشی سے چلی گئی۔اسے اب کچھ بھی سننے میں دلچسپی نہیں رہی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

* *

جائی یانہ باہر نکلی تو اس کے سامنے نائلہ کھڑی تھی۔وہ جائی یانہ کے ہی باہر نکلنے کا انتظار کر رہی تھی۔جائی یانہ کو آفس سے باہر نکلتا دیکھ کر وہ اس کی طرف دوڑی اور پوچھا۔

"مس صبا سے تمہاری کیا بات ہوئی ہے؟"

جائی یانہ نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے اسے کہیں بیٹھ کر بات کرنے کو کہا۔ کچھ لمحات بعد وہ دونوں یونیورسٹی کی کینٹین میں بیٹھی ہوئی تھیں۔ دونوں کے ہاتھوں میں چائے کے کپ تھے۔ جائی یانہ نائلہ کو ساری بات بتا چکی تھی۔

"میری ویڈیوز ڈیلیٹ ہو جائے گی نا؟" نائلہ نے ساری بات سن کر بس یہی پوچھا۔

"ہمم! امید تو ہے۔"

"اچھا!"

وہ دونوں ایک بار پھر خاموش ہو گئے۔

"کتنی خوش نصیب ہوتی ہیں وہ لڑکیاں، جن کے پاس بہنیں ہوتی ہیں۔ کم از کم وہ اپنی پریشانی ان سے شئیر کر لیتی ہیں۔" نائلہ کی بات سن کر جائی یانہ نے اس سے پوچھا۔

"کیوں تمہارے بہن بھائی نہیں ہیں؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"میری بہنیں نہیں ہیں، بس دو بھائی ہیں اور وہ بھی مجھ سے بڑے۔" نائلہ نے جائی یانہ کی معلومات میں اضافہ کیا۔ "جن لڑکیوں کے پاس بہنیں ہوتی ہیں، وہ کم از کم اس طرح کی باتیں اپنی بہنوں سے شئیر کر لیتی ہیں۔ ہم جیسے لوگوں کو تو ایسی باتیں اپنے دل میں رکھنی پڑتی ہے۔ اب تم مس صبا کو دیکھ لو ان کے پاس کوئی ایسا شخص تو تھا، جس سے انہوں نے اپنا مسئلہ بیان کیا۔ ہم جیسوں کے پاس تو کوئی بھی نہیں ہوتا۔"

جائی یانہ اس کی بات سنتے ہوئے چپ چاپ چائے کے گھونٹ گلے میں اتار رہی تھی۔ جب اس کی بات ختم ہوئی تو جائی یانہ بولی۔

"میری دو بہنیں ہیں۔ دونوں مجھ سے بڑی ہیں لیکن میں انہیں اپنا مسئلہ نہیں بتا پائی۔ میں جب انہیں بتانے کا سوچتی ہوں تو ایک ساتھ بہت سے جذبات حملہ آور ہوتے ہیں۔ شرم کا، جھجک کا، خوف کا، غلط سمجھے جانے کا۔۔۔ جیسے تمہیں اپنے بھائیوں کو بتانے کا سوچ کر ان جذبات کا سامنا ہوتا ہے، بلکل ویسے ہی مجھے بھی ہوتا ہے۔ جہاں تک بات مس صبا کی بات

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ہے، تو شاید تم نے آگے والی باتوں پر غور نہیں کیا۔ انہوں نے مس صبا کو خاموش رہنے کا کہا اور ہراسمنٹ جیسے بڑے مسئلے کو ایک اوور ریٹڈ مسئلہ قرار دیا۔"

نائلہ خاموشی سے جائی یانہ کی بات سنے گئی۔ جائی یانہ نے دوبارہ چائے کا گھونٹ لیا۔

"مسئلہ یہ نہیں ہے کہ آپ کے پاس اگر بہن ہے، تو آپ یہ مسئلہ اس کے ساتھ ڈسکس کر سکتے ہیں یا اگر آپ کے پاس بھائی ہے، تو آپ اپنے مسائل کو کھل کر بیان نہیں کر سکتے۔ بات ایک اچھے ریلیشن شپ بانڈ کی ہے۔ اگر آپ کسی بھی شخص، جس کا تعلق کسی بھی جنس سے ہو، سے بات کرنے میں جھجھک، شرم اور ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتے بلکہ آپ کو یقین ہے کہ سامنے والا آپ کے مسئلے کو سن کر آپ کو جج نہیں کرے گا اور شخص واقعی میں ایسا کرتا ہے، تو سمجھ جائیں آپ کا اس شخص کے ساتھ ایک اچھا ریلیشن شپ بانڈ ہے۔"

"بھلے وہ آپ کا بھائی ہو؟" نائلہ نے اس سے پوچھا۔

"بھلے وہ معاشرے کا بنایا ہوا کوئی سا بھی رشتہ ہو۔" جائی یانہ نے بولا۔ "ہراسمنٹ ایک ایسا مسئلہ ہے جس کو بہت سے شخص بتانے سے کتراتے ہیں۔ وہ خود ہی چپ چاپ اس مسئلے کو

حل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اگر وہ اپنے فیملی ممبر میں سے کسی کو بتاتے ہیں، تو بہت کم لوگ ان کو صحیح سمجھتے ہیں۔ باقی لوگ بالکل مس صائمہ کی طرح وکٹم کو الزام دیتے ہیں۔ اس لیے یہ مسئلہ لوگ اپنے فیملی ممبر کو نہیں بتاتے۔ انہیں یہی خوف رہتا ہے، کہیں وہ لوگ اپنے گھر والوں کی نظروں میں گر نہ جائے۔ افسوس کے ساتھ میں بھی ان لوگوں میں سے ہوں، جو یہ جانتی ہے کہ اگر میں نے یہ بات اپنی بہنوں یا گھر کے کسی دوسرے شخص کو بتائی تو وہ مجھے صحیح نہیں سمجھیں گا، اور اگر میں نے یہ بات اپنے ماں باپ کو بتائی تو وہ مجھے گھر سے باہر نکلنے نہیں دیں گے بلکہ گھر پر بٹھا دیں گے۔"

جائی یانہ نے اپنی بات مکمل کی اور کپ میں بچی ہوئی چائے کو ایک گھونٹ میں پی کر ختم کیا۔ نائلہ جائی یانہ کی باتوں پر غور کر رہی تھی۔ کچھ دیر بعد جب چھٹی کا وقت ہوا، تو دونوں ایک ساتھ کھڑی ہوئیں اور یونیورسٹی سے باہر جانے لگیں۔ جائی یانہ اور نائلہ چلتے چلتے بس اسٹاپ تک پہنچ گئے۔ جائی یانہ کی بس آنے ہی والی تھی۔ آج اس کا ٹیکسی یا رکشہ سے جانے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ایک بات پوچھوں؟"نائلہ نے اس سے پوچھا۔

جائی یانہ نے سر اثبات میں ہلایا۔

"تمہیں یہ باتیں کیسے پتہ چلیں؟"

"کتابوں سے!انسان کو کتابوں کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ کتابیں پڑھنے والے آہستہ آہستہ لوگوں کو پڑھنے کا فن سیکھ جاتے ہیں۔"

جائی یانہ کو اپنی بس دور سے آتی دکھائی دی۔

"اچھا تم اگر برا نہ مانو، تو میں تم سے کچھ کہنا چاہتی ہوں۔"نائلہ نے قدرے ہچکچاہٹ سے کہا۔

"تم ہر سوال کرنے سے پہلے اجازت کیوں لیتی ہو؟"جائی یانہ نے بس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔بس،بس اسٹاپ کے قریب آ رہی تھی۔

"تم میری دوست بنو گی؟"نائلہ نے اس سے پوچھا۔

"مجھے لگا کہ ہم دونوں دوست بن چکے ہیں۔"جائی یانہ کی بات سن کر نائلہ کے چہرے پر مسکراہٹ کھل گئی۔

اسی وقت بس جائی یانہ اور نائلہ کے سامنے رک گئی۔جائی یانہ جانے لگی تھی جب اچانک نائلہ اس کے گلے لگ گئی۔

"شکریہ!"نائلہ نے رندھی آواز میں کہا۔

"کس لیے؟"جائی یانہ نے پوچھا۔

"ان سب چیزوں کے لیے جو تم نے آج میرے لیے کیے ہیں۔"

جائی یانہ نے نائلہ کو خود سے الگ کیا۔

"پہلی بات دوستی کا سنہری اصول ہے کہ دوست کو نہ سوری کہا جاتا ہے اور نہ تھینک یو۔ دوسری بات،بس ڈرائیور میری خالہ کا بیٹا نہیں ہے جو بس کو روکے رکھے گا۔اس لیے خدا حافظ!"

ناولز کلب
Classic & Quality Content

پہلی بات جائی یانہ نے نائلہ کے ساتھ کھڑے ہو کر جبکہ دوسری بات بس کی جانب بھاگتے ہوئے اونچی آواز میں بولی۔ نائلہ ہنس دی۔

جائی یانہ بس میں داخل ہو گئی اور بس اسی وقت تیز رفتاری سے آگے بڑھنے لگی۔ نائلہ نے بس کو دور تک جاتا دیکھا۔ پھر اس نے ایک رکشہ رکوایا اور اس پر سوار ہو گئی۔ دونوں کو اس بات کا اندازہ نہیں تھا کہ ان دونوں کی مضبوط دوستی کا ستون آج ڈل چکا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

****

فاطمہ جناح پارک میں شام کے چار بجے چہل پہل معمول کے مطابق تھی۔ فاطمہ جناح پارک اسلام آباد کا عوامی تفریحی پارک ہے۔ اس کو کیپیٹل پارک اور F-9 پارک بھی کہتے ہیں۔ یہ پاکستان کے سب سے بڑے پارکوں میں سے ایک ہے اور پورے سیکٹر F-9 پر پھیلا ہوا ہے۔ یہ نیویارک کے سینٹرل پارک سے بس کچھ ہی چھوٹا ہے۔ اسے مائیکل جیپیرو نے

ڈیزائن کیا تھا اور اس کا افتتاح 1992 میں ہوا تھا۔ اس کا نام بانی پاکستان محمد علی جناح کی چھوٹی بہن مادر ملت فاطمہ جناح کے نام پر رکھا گیا۔ پارک کا زیادہ تر حصہ ہریالی پر مشتمل ہے۔ اس میں زیادہ تر وائلڈ لائف کی رہائش ہے۔ بس کچھ حصہ ہی ترقی یافتہ ہے۔ اسی ترقی یافتہ علاقے میں مک ڈونلڈز کا ریستوران قائم ہے جو کہ ہماری کہانی کا اس وقت مرکز بنا ہوا تھا۔

اس کے آؤٹ ڈور سائیڈ پر عالیہ اور نمرہ برگر کھا رہی تھیں۔ ان دونوں کو یہاں پر آئے آدھا گھنٹہ گزر گیا تھا۔ سفید رنگ کی میزوں کو لال رنگ کی چھتری سے ڈھکا ہوا تھا۔ وہ دونوں اسی کے سائے تلے بیٹھی ہوئی تھیں۔

"وہ ابھی تک آیا کیوں نہیں ہے؟" عالیہ نے گھڑی کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"پتہ نہیں، شاید راستے میں ہو گا!" نمرہ نے موبائل چلاتے ہوئے کہا۔

"اس نے میرے ساتھ کیا بات کرنی ہو گی۔؟"

"یہ تو تمہیں بات کر کے پتہ چلے گا۔" اس کی نظریں ابھی تک موبائل پر جمی ہوئی تھیں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تم فون پر کیا کر رہی ہو؟"عالیہ نے اس سے پوچھا۔

"بس یونہی کچھ آرٹیکل پڑھ رہی ہوں۔"نمرہ نے اسے بتایا۔

"یہ آرٹیکل چھوڑو اور میری بات غور سے سنو۔جب آریان آئے، تو تم میرے ساتھ رہنا۔ مجھے کچھ حوصلہ ملے گا۔"

"نہیں! آپ کو حوصلہ دینے کے چکر میں، میں کباب میں ہڈی بننے کا رول ہر گز پلے نہیں کروں گی۔"نمرہ نے صاف انکار کیا۔"اور ویسے بھی آریان میرے بارے میں کیا سوچے گا؟"عالیہ اس کی بات کا جواب دینے لگی تھی جب اس کی نظر سامنے سے آتے شخص پر پڑی۔

"نمرہ! آریان آگیا"

عالیہ کی بات سن کر نمرہ نے بھی اپنے پیچھے مڑ کر دیکھا۔وہ واقعی میں آرہا تھا۔اس نے ہلکے بھورے رنگ کی شرٹ پر گہرے بھورے رنگ کی جیکٹ پہنی ہوئی تھی۔بال اس وقت لاپرواہی سے بکھرے ہوئے تھے۔عالیہ کو وہ واقعی میں وجیہہ لگا۔

"ہیلو!" وہ ان دونوں کی کرسی کے بلکل پاس آ گیا، تو بولا۔ نمرہ نے کوئی جواب نہیں دیا بلکہ اپنا بیگ پکڑے خاموشی سے کھڑی ہو گئی، پھر فوراً سے پیچھے کی جانب کہیں غائب ہو گئی۔

آریان نمرہ کی کرسی پر بیٹھ گیا، پھر آرام سے عالیہ سے بات کرنے لگا۔

"کل آپ نے جو کہنا تھا آپ نے کہہ دیا۔ آج میری باری ہے۔ آپ کو اپنا دل کا حال سنانے کی کیا میں شروع کروں؟" آریان نے اس سے اجازت مانگی۔

عالیہ نے سر اثبات میں ہلا دیا۔

ان دونوں کو چھوڑ کر اگر ہم اسلام آباد میں قائم ایک عمارت کے اندر داخل ہو تو وہ ایک آفس معلوم ہوتا تھا۔ اس عمارت میں تین منزلیں قائم تھیں۔ سب سے آخری منزل میں موجود میٹینگ روم میں جاؤ، تو وہاں پر ابھی میٹینگ ہو رہی تھی۔ ایک لڑکی، جس نے زنانہ تھری پیس سوٹ پہنا ہوا تھا، ایک پروجیکٹ کے بارے میں بریفینگ دے رہی تھی جبکہ میٹینگ روم میں موجود باقی افراد اس کی باتیں غور سے سن رہے تھے۔ سربراہی کرسی پر سیاہ آنکھوں والا شخص بیٹھا تھا۔ وہ لڑکی کی باتوں کو سن تو رہا تھا مگر دھیان نہیں دے پا رہا

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

تھا۔اس کے دل پر بوجھ پڑ رہا تھا۔حالانکہ جب میٹینگ شروع ہوئی تھی، تب تک ایسا کچھ نہیں تھا لیکن اب کچھ عجیب لگ رہا تھا۔لڑکی نے جب اپنی بریفینگ دے دی، تو خاموش ہو گئی اور سوالیہ نظروں سے اپنے باس کو دیکھا لیکن اس کا باس ابھی کچھ بولنے کی حالت میں نہیں تھا۔

"ہم کل اس بارے میں بات کریں گے۔آپ لوگ پلیز ابھی کے لیے جائیں۔"اس کی بات سن کر سب لوگ اپنا سامان سمیٹنے لگے اور کچھ دیر بعد میٹینگ روم خالی تھا۔وہاں پر سیاہ آنکھوں والے مرد اور رضا کے علاوہ کوئی نہیں تھا۔

"تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے شایان؟"وہ شخص سیاہ آنکھوں والے مرد کی طرف بڑھا۔

"ہاں رضا!بس کچھ عجیب سا لگ رہا ہے۔"شایان نے اپنی ٹائی کی گرہ ڈھیلی کی۔

"کیا مطلب؟"رضا کے پوچھنے پر شایان نے اسے بتانا شروع کیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

****

"ایسا لگ رہا ہے، میرے دل پر ایک بوجھ ہے۔"

(ایک سحر سا تھا، جو پورے ماحول میں پھیلا ہوا تھا۔ صاف موسم میں ڈھلتی سورج کی شعاعیں، ریستوران کے باہری حصے پر ایک تابناک ماحول بنائے ہوئے تھی جبکہ دور تک پھیلا سبزا، آنکھوں کو ٹھنڈک اور راحت دینے کا سبب بنا ہوا تھا۔ ایسے میں سفید کرسی پر بیٹھا وجیہہ مرد، سنہری آنکھوں کو دیکھتے ہوئے اپنے دل کا حال سنا رہا تھا۔

"پہلی دفعہ میں نے آپ کو اس ریستوران میں دیکھا تھا، جب آپ اپنی دوستوں کے ساتھ ڈنر کرنے آئی تھیں۔")

"اور میرے دل کا بوجھ، کم ہونے کی بجائے بڑھ رہا ہے۔"

("جب میری پہلی نظر آپ پر پڑی تھی،اس وقت آپ کے ساتھ آپ کی دوست نمرہ بیٹھی تھی۔ آپ دونوں شاید اپنی دوسری دوستوں کا انتظار کر رہی تھیں۔ میری پہلی نظر نے میرے دل کو بے اختیار کر دیا۔ مجھے آپ پسند آئی تھیں،بہت زیادہ!"سنہری آنکھوں میں ایک تاثر سا جھلکا۔)

"ایسا لگ رہا ہے کوئی انہونی ہونے والی ہے۔"

("میں ریستوران میں سارا وقت آپ کو دیکھتا رہا۔اس کے بعد جب آپ جانے لگی، تو میرا دل چاہا تھا آپ کو روکوں اور اسی وقت ویٹر نے آپ پر کافی گرا دی۔ مجھے لگا کہ قدرت نے مجھے ایک بہترین موقع دیا ہے۔"

"پھر تم میرے لیے دوا لے کر آئے تھے۔"سنہری آنکھوں والی لڑکی نے پہلی دفعہ گفتگو میں مداخلت کی۔

"آپ کے زخم پر مرہم لگانا میرا فرض تھا۔")

"جیسے کچھ چھننے والا ہو۔ کچھ بہت اپنا! کچھ بہت خاص!"

("آپ نے پچھلی تینوں ملاقاتوں میں میرے ساتھ تھوڑا سخت رویہ رکھا، جس سے میں ہرٹ ہوا تھا۔" سنہری آنکھیں یہ بات سن کر نیچے کو جھکیں لیکن سامنے موجود شخص کی بات ابھی ختم نہیں ہوئی تھی۔

"لیکن ان سب کا مداوا آپ کی کل کی بات نے کر دیا۔" سامنے بیٹھے شخص کے ہونٹوں پر مسکان ابھری۔)

"میرا دل مجھے کچھ بتانے کی کوشش کر رہا ہے۔ وہ کہہ رہا ہے اس انہونی کو ہونے سے روکو، تم اسے ابھی روک لو، لیکن سمجھ نہیں آ رہی وہ انہونی کیا ہو سکتی ہے؟"

("کل آپ نے مجھ سے کہا تھا، آپ مجھ سے محبت کرتی ہیں۔ میں بھی یہی کہوں گا۔ مجھے بھی آپ سے محبت ہے۔ میں پہلی نظر میں آپ کی محبت میں گرفتار ہوا تھا۔" دونوں کی نظریں ایک پل کے لیے ٹکرائی۔

آریان نے عالیہ کا ہاتھ تھاما۔ عالیہ نے کچھ نہیں کیا۔ بس خاموشی سے آریان کی کاروائی دیکھتی رہی۔ آریان نے عالیہ کے ہاتھ سے زینب کی پہنائی ہوئی انگوٹھی اتار دی، پھر اپنی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

پینٹ کی جیب میں سے ڈبی نکالی۔اس ڈبی میں ایک انگوٹھی تھی۔شایان نے عالیہ کی انگلی میں وہ انگوٹھی پہنادی۔ایک پل کے لیے ساری دنیا تھم گئی۔)

"مجھے تمہاری طبیعت خراب لگ رہی ہے۔تم میرے ساتھ ہسپتال چلو۔"رضا نے شایان کو سہارا دیا اور اپنے ساتھ لے کر میٹنگ روم سے باہر چلا گیا۔

(عالیہ اپنی انگوٹھی کو دیکھ رہی تھی۔یہ وہی ڈائمنڈ کی انگوٹھی تھی جو عالیہ نے شاپنگ مال میں دیکھی تھی اور اسے دیکھنے کے بعد اس کی آریان سے دوسری دفعہ ملاقات ہوئی تھی۔

"یہ تو بہت قیمتی ہے۔"عالیہ سمجھ نہ پائی،اسے اس وقت کیا کہنا چاہیے۔

"یہ انگوٹھی مہنگی ہے،قیمتی نہیں۔اس انگوٹھی کو پہننے والا ہاتھ قیمتی ہے۔اس انگوٹھی کو بس اس پتھر نے مہنگا بنایا ہے۔اس دنیا کی قیمتی شے محبت ہے،جو تمہارے اور میرے پاس موجود ہے۔"آریان نے دوبارہ اس کا ہاتھ تھام لیا۔وہ دونوں ہر شے سے بے نیاز ایک دوسرے کو دیکھ کر مسکرا رہے تھے۔میز کے بلکل درمیان میں زینب کی دی ہوئی انگوٹھی پڑی تھی،جو اس وقت ایک سوالیہ نشان بن گئی تھی۔)

* *

عالیہ آریان سے ملاقات کے بعد گھر واپس آ گئی۔اس نے گھر کے اندر قدم رکھا تو اسے نوال اپنے سامنے کھڑی ملیں۔

"یونیورسٹی کا وقت تو ختم ہو گیا ہے۔اتنی دیر کہاں لگی؟"عالیہ کے دل کی دھڑکنیں کچھ پل کے لیے مدھم ہو گئیں۔اگر اماں کو پتہ چلا کہ وہ کہاں سے آ رہی ہے تو۔۔۔

"اماں آپ تو آتے ہی شروع ہو جاتی ہیں۔"عالیہ یہ کہتی ہوئی لاؤنج کی جانب جانے لگی۔ اس نے ایک طرح سے اپنی ماں کی نظروں سے بچنے کی کوشش کی تھی۔

"میں نے کچھ پوچھا ہے عالیہ؟"نوال کی بات سن کر عالیہ نے جواب دیا۔

"میں نمرہ کے ساتھ مک ڈونلڈز چلی گئی تھی۔سوچا وہاں جا کر لنچ کروں۔"

"تم مک ڈونلڈز گئی تھی؟" نوال نے حیرت بھرے غصے سے پوچھا۔ "تمہیں پتہ نہیں ہے کہ وہ ریستوران کس طرح اسرائیل کی مدد کر رہا ہے اور اسرائیل کے فوجیوں کو مفت کھانا فراہم کر رہا ہے۔"

نوال کا اشارہ، اسرائیل اور حماس کی موجودہ جنگ پر تھا۔ آج کل بہت سے لوگ اس مسئلے پر سر چڑھ کر حصہ لے رہے تھے۔ انٹرنیٹ پر مک ڈونلڈز کو کافی تنقید کا سامنا تھا کہ اس کا اسرائیلی آؤٹ لٹ، اسرائیلی فوجیوں کو مفت کھانا فراہم کر رہا تھا جبکہ عالیہ کو اس مسئلے میں کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ اس کے نزدیک یہ معاملہ بس اسرائیلی اور عربوں کا تھا، جس میں پاکستانی خواہ مخواہ اپنا حصہ ڈال رہے تھے۔

"اماں اگر مک ڈونلڈز والے واقعی میں یہ سب کر رہے ہیں، تو بھی ہمارا ان سب سے کوئی لینا دینا نہیں ہے۔ یہ پاکستانیوں کا نہیں، عربوں کا مسئلہ ہیں۔ بہتر ہے جن ممالک کا معاملہ ہیں، وہ لوگ خود اسے حل کریں۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"یہ معاملہ عربوں یا کسی ملک کا نہیں بلکہ انسانیت کا معاملہ ہے۔یہ مسجد اقصیٰ کا معاملہ ہے، ہمارے قبلے کا معاملہ!اور تم کہہ رہی ہو کہ یہ ہمارا معاملہ نہیں ہے۔"عالیہ کی بات سن کر نوال حیران ہوئی تھیں۔

"ہاں تو ٹھیک کہہ رہی ہوں۔وہ لوگ اگر چاہیں، تو پرامن طریقے سے رہ سکتے ہیں لیکن اب اگر وہ لڑائی جھگڑا کر رہے ہیں، تو ہم کیا کر سکتے ہیں؟ہم لوگوں نے فلسطینیوں اور کشمیریوں کو بس اوور ریٹڈ کیا ہوا ہے۔"عالیہ یہ کہہ کر اوپر چلی گئی جبکہ نوال نے اپنی بیٹی کی ذہنیت پر ماتم کیا۔عالیہ اپنے کمرے میں آگئی اور بیڈ پر لیٹ گئی۔وہ آریان کے پرپوز کرنے پر کتنا خوش تھی، لیکن اماں نے اس کا سارا موڈ خراب کر دیا۔پتہ نہیں پاکستان میں سب کو فلسطینی اور کشمیری کیوں مظلوم لگتے ہیں؟اگر وہ چاہتے تو خاموشی سے معاہدہ کر کے رہ سکتے تھے لیکن انہیں ہیرو بننے کا شوق تھا۔عالیہ کے نزدیک اس کی سوچ سہی تھی، جیسے ہر ایک شخص کو لگتی ہے۔وہ اسی بارے میں سوچے چلے جا رہی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

****

اگلے دن جائی یانہ اور نائلہ، یونیورسٹی کی راہداری میں ایک ساتھ چلتے ہوئے باتیں کر رہی تھیں۔ اسی وقت جائی یانہ نے زید کو اپنی جانب آتا دیکھا۔

"مجھے آپ سے بات کرنی ہے۔ میرے ساتھ چلیں!" زید جائی یانہ کے پاس آکر فوراً بولا۔

نائلہ سمجھ گئی کہ ان دونوں نے کوئی ضروری بات کرنی ہے، اس لیے اس نے جائی یانہ کو کہا۔

"میں تمہارا میدان میں انتظار کر رہی ہوں۔ تم جب فارغ ہو جاؤ، تو وہی آجانا۔" یہ کہہ کر نائلہ آگے بڑھ گئی۔ اس کے چلے جانے کے باوجود جائی یانہ وہی کھڑی رہی۔

"تم نے جو بھی بات کرنی ہے، یہی سب کے سامنے کرو۔" اس نے دو ٹوک انداز میں کہا۔

"یہاں پر سب موجود ہیں۔" اس نے اپنے آس پاس لوگوں کی طرف دیکھ کر کہا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اسی لیے تو کہہ رہی ہوں۔ تمہارے اور میرے درمیان ایسی کوئی بات نہیں ہے، جو سب سے چھپائی جائے۔ تمہارے اور میرے درمیان کوئی رشتہ بھی نہیں ہے، جو میں تمہارے ساتھ کہیں بھی چل دوں۔ اس لیے یہی سب کے سامنے بات کرو۔"

"آپ میری نیت پر شک کر رہی ہیں؟" زید نے اس سے پوچھا۔

"میں اپنی عزت کا دھیان رکھ رہی ہوں۔ اگر ایک ممکنہ حادثے کے خوف سے، حواس باختہ ہو کر کچھ دیر کے لیے تمہیں اپنا ہمدرد مان کر تم سے بات کی، تو اس کا مطلب یہ ہر گز نہیں ہے کہ میں کسی بھی لڑکے پر اندھا اعتماد کر لیتی ہوں۔ اس لیے سب کے سامنے مجھ سے بات کرو۔" زید سمجھ گیا کہ جائی یانہ سے بحث کرنا فضول ہے۔ اس لیے وہ کام کی بات پر آیا۔

"کیا آفتاب والے معاملے میں آپ کا ہاتھ ہے؟"

"تمہیں کیا لگتا ہے؟" جائی یانہ نے سوال کے جواب میں سوال کیا۔

"مجھے پتہ ہے ان کے پیچھے آپ ہی ہیں۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اگر پتہ ہے، تو مجھ سے کیوں پوچھ رہے ہو؟"جائی یانہ دوبدو جواب دے رہی تھی۔اسے زید کے کل والے رویے پر ابھی تک تپ چڑھی ہوئی تھی۔

"میں بس یہ جاننا چاہتا ہوں کہ آپ نے ان سب میں مس صبا کو کیسے شامل کیا؟پوری یونیورسٹی میں یہ بات پھیلی ہوئی ہے کہ مس صبا نے سر آفتاب کو یونیورسٹی سے نکال دیا ہے مگر وجہ کسی کو معلوم نہیں ہے۔"

"میں نے مس صبا کو شامل نہیں کیا بلکہ وہ خود ان سب میں شامل ہوئی تھیں۔اس سے آگے میں مزید کچھ نہیں کہنا چاہوں گی۔کچھ باتیں راز ہی رہنی چاہیے۔"

اتنا کہہ کر جائی یانہ آگے بڑھ گئی جبکہ زید پیچھے کھڑا رہ گیا۔

* *

کچھ ماہ بعد

فجر قضا ہوئے کچھ ساعتیں ہی گزری تھیں۔ سورج کی کرنیں ایک نئی امید کی طرح اپنے ارد گرد پھیلے اندھیرے کو دور کر رہی تھی۔ ایسے میں اسلام آباد کے ایک پارک میں بنے جاگنگ ٹریک پر ہماری کہانی کا کردار جاگنگ کر رہا تھا۔ سرمئی ٹریک سوٹ میں ملبوس، اس کے بال ماتھے پر بکھرے ہوئے تھے۔ کانوں میں ائیر پوڈ لگا ہوا تھا۔ وہ اپنے آس پاس کے جہاں سے بالکل بے نیاز تھا۔ سیاہ رنگ کی آنکھوں میں اس وقت اطمینان ہی اطمینان تھا۔ اچانک اسے اپنے موبائل پر میسج موصول ہوا۔ اس نے موبائل کی اسکرین پر دیکھا تو اسے اس کی ماں نے میسج کیا تھا۔

"شایان! پارک سے آتے ہوئے کچھ سامان بھی لیتے ہوئے آنا۔ میں ابھی لسٹ سینڈ کرتی ہوں۔"

ایک مسکراہٹ اس کے ہونٹوں پر رینگ گئی۔یہ مسکراہٹ کوئی خاص مسکراہٹ نہیں رہی تھی بلکہ یہ مسکراہٹ اب ایک معمول کی طرح شایان کے چہرے پر سج جایا کرتی تھی۔ اب موقع محل کے علاوہ بھی شایان کے قریبی اس کی مسکراہٹ دیکھ سکتے تھے۔

شایان نے اچھا لکھ کر سینڈ کر دیا، پھر دوبارہ جاگنگ میں مشغول ہو گیا۔اس کا ذہن گزرے ہوئے مہینوں کو یاد کرنے میں مشغول تھا۔جب کچھ مہینے پہلے اسے وہم اور وسوسے ہو رہے تھے، تب رضا اسے ڈاکٹر کے پاس لے کر گیا تھا۔ڈاکٹر کے مطابق اس کی یہ حالت بس زیادہ اسٹریس لینے کی وجہ سے ہوئی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اس نے پھر ان سب باتوں پر دھیان دینا چھوڑ دیا اور اپنے کام میں مشغول رہنے لگا۔اسے وہ دن بھی اچھے سے یاد تھا جب عالیہ کے امتحانات ختم ہونے کے ایک دن بعد وہ لوگ اشفاق کے گھر گئے تھے۔اس کی ماں نے اسی دن ماموں سے شادی کی تاریخ لے لی تھی۔ اب عالیہ اور اس کی شادی میں بس ایک ہفتہ رہ گیا تھا۔ایک ہفتے بعد عالیہ کے نام کے ساتھ اس کا نام شامل ہو جائے گا۔ایک ہفتہ۔۔۔۔!

مسکراہٹ دوبارہ شایان کے چہرے پر سج گئی۔ وہ اسی بارے میں سوچتا سوچتا ٹریک پر سے بہت آگے نکل گیا پھر وہ نگاہوں سے اوجھل ہو گیا۔

ایک تیز ہوا کا ٹھنڈا سا جھونکا گزرا اور ہماری کہانی کا منظر بدل گیا۔ اب سامنے اشفاق صاحب کا گھر ایک رعب کے ساتھ کھڑا ہوا تھا۔ گھر کے اندر داخل ہو کر سیدھا ایک کمرے کے اندر آؤ، تو اس وقت ایک نفوس کہیں جانے کے لیے تیار ہو رہا تھا۔ اس کی رنگت سانولی اور آنکھیں بھوری تھیں۔ اس کے بال جو کندھے تک آتے تھے، وہ اس وقت کھلے ہوئے تھے۔ شلوار قمیض میں ملبوس، جائی یا نہ اپنی یونیورسٹی جانے کے لیے تیار تھی۔ اس نے اپنا بیگ بیڈ پر سے اٹھایا اور کتابیں چیک کرنے لگی۔ کتابیں چیک کرتے ہوئے اسے گزرے ہوئے مہینے، ایک خلاصے کی طرح ذہن پر سے گزرتے دکھائی دے رہے تھے۔

سر آفتاب کا معاملہ نپٹ جانے کے بعد اس کی زندگی نارمل ہو گئی تھی۔ وہ اب اپنے دوسرے سمیسٹر میں آ گئی تھی۔ پچھلے سمیسٹر میں اس نے ٹاپ کیا تھا۔ زید سے اب اس کا

سامنا بلکل نہ ہونے کے برابر رہ گیا تھا۔ اگر کبھی دونوں، ایک دوسرے کو دیکھ بھی لیتے تو نظر انداز کر کے آگے بڑھ جاتے۔ زید اور جائیانہ نے اپنے بڑھتے قدم صحیح وقت پر روک لیے تھے۔

جائیانہ کے فون پر اسی وقت میسج آیا۔ اس نے فون اٹھا کر دیکھا تو نائلہ کا میسج تھا۔ نائلہ نے اس سے کچھ پوچھا تھا۔ جائیانہ میسج دیکھ کر مسکرائی۔ ان دونوں کی ان کچھ مہینوں میں کافی اچھی دوستی ہو گئی تھی۔

وہ نائلہ کو جواب دیتے ہوئے کمرے میں سے باہر نکل گئی۔ راہداری سے گزرتے ہوئے اس کا گزر عالیہ کے کمرے کے دروازے سے بھی ہوا۔ جائیانہ آگے بڑھ گئی مگر منظر اب کمرے کے بھورے دروازے پر ٹک گیا۔

ہم اس بند دروازے کو پار کر کے اندر کی طرف جائیں، تو اس وقت کمرے میں موجود عالیہ اپنا بستر ٹھیک کر رہی تھی۔ بستر ٹھیک کر لینے کے بعد وہ واشروم کے اندر گئی اور واش بیسن کے سامنے کھڑی ہو گئی۔ اس نے منہ پر چھینٹے مارے اور اپنا عکس دیکھا۔ ان چند مہینوں

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

میں عالیہ کی ظاہری حالت ایک حد تک بدل گئی تھی۔ لمبے بال، اب اسٹیپس کی صورت میں کٹ گئے تھے۔ اس کے بالوں کا رنگ اوپر سے بھورا جبکہ نیچے سے لال مائل ہو گیا تھا۔ وہ پہلے سے زیادہ حسین ہو گئی تھی لیکن اس کی آنکھوں کے نیچے حلقے بھی واضح دکھائی دینے لگے تھے۔

عالیہ کی نظریں اپنے حلقوں پر گئی تو اسے یکدم آریان یاد آیا۔ یہ حلقے اس کی اور آریان کی روزانہ رات کو گھنٹوں تک فون پر بات کرنے کا نتیجہ تھے۔ ان معمولات میں آریان سے بات کرنا، اس کے لیے لازم تھا۔ ہفتے میں ایک بار وہ دونوں ایک دوسرے سے ملتے بھی تھے۔ عالیہ کے مطابق ان دونوں کا رشتہ گزرے ہوئے مہینوں میں بہت مضبوط ہو گیا تھا۔ آریان ہی نے اس کو اپنے بال کٹوانے اور ڈائی کروانے کا کہا تھا۔ عالیہ نے بغیر بلا تامل کے اس کی بات مانی تھی۔ عالیہ کے لیے آریان بہت اہمیت کا حامل بن گیا تھا۔ وہ اس کی کسی بات پر انکار نہیں کرتی تھی۔ کچھ دیر بعد وہ واش روم سے باہر نکل آئی اور اپنے بالوں کی پونی بنانے لگی۔ نچلی منزل سے آتی ناشتہ پکنے کی خوشبو، عالیہ کے کمرے کو مہکا رہی تھی۔ ان

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

خوشبوؤں کا پیچھا کرتے ہوئے اب اگر ہم کچن میں جائیں، تو عزاہ کچن میں موجود سب کے لیے پراٹھے بناتی دکھائی دیتی۔

عزاہ کو ڈائننگ ہال سے اپنے ماں باپ کی باتوں کی آوازیں بھی سنائی دے رہی تھیں۔ عزاہ کا چہرہ ان دونوں کی باتیں سنتے ہوئے اترا ہوا لگتا تھا۔ عزاہ کے ان گزرے ہوئے مہینوں میں بہت سے لوگ دیکھنے آئے مگر اس کے لیے یہ سب ایک بیروزگار کا جگہ جگہ نوکری کے لیے انٹرویو دینے جیسا تھا۔ اس کے کام کی نوعیت تھوڑی مختلف تھی۔ عزاہ کا انٹرویو آئے دن مختلف لوگ لینے آتے۔ وہ چائے کی ٹرے پکڑے ان کے سامنے پیش ہوتی۔ اپنی ڈگری اور اپنے بارے میں مختصر لیکن بامعنی انٹرویو دیتی۔ وہ لوگ اسے دیکھتے اور سوچ میں پڑ جاتے کہ آیا یہ لڑکی ہمارے گھر کی بہو بننے کے لائق ہے یا نہیں۔ جن لوگوں کے نزدیک عزاہ ان کے گھر کی بہو کے معیار پر پورا نہ اترتی تو وہ جلد جواب دینے کا کہہ کر چلے جاتے، پھر مڑ کر نہ دیکھتے تھے۔ جنہیں عزاہ پسند آجاتی تو انہیں بابار یجیکٹ کر دیتے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

نوال کی تمام تر کوششوں کے باوجود عزاہ کا رشتہ کہیں طے نہیں ہو پایا تھا۔ نوال چاہتی تھیں کہ دونوں بیٹیوں کی ایک ساتھ شادی کروادیں لیکن اب یہ ممکن نہیں رہا تھا کیونکہ عالیہ کی شادی میں اب بس ایک ہفتہ باقی رہ گیا تھا۔

نوال ابھی بھی اشفاق کو کل آنے والے ایک رشتے کے بارے میں بتا رہی تھیں۔ مہمانوں نے کل عالیہ کو دیکھ لیا تھا اور اب ان کی خواہش تھی کہ ان کے بیٹے کی بات عزاہ کی بجائے عالیہ سے پکی ہو جائے۔ عزاہ کو کبھی بھی کسی ریجیکشن پر اتنا دکھ نہیں ہوا تھا، جتنا اس بار ہوا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اب ہم اگر ڈائننگ ہال میں آئیں، تو نوال کرسی پر بیٹھی یہی تفصیلات دے رہی تھیں۔ ایسے میں جائی یا نہ بھی اپنی کرسی پر بیٹھی، ڈبل روٹی پر مکھن لگا رہی تھی۔

"عزاہ نے تو مجھے پریشان کر کے رکھ دیا ہے۔" اماں کی آواز کچن تک پہنچی تھی، جس نے ایک مرجھائے ہوئے چہرے کو مزید مرجھا دیا تھا۔

"بجو پر نام نہ لگائیں۔ آپ خود ہی بے وجہ پریشان ہو رہی ہیں۔ بجو کی جب شادی ہونی ہو گی، ہو جائے گی۔" جائی یانہ فوراً بولی۔

"جائی یانہ آپ خاموشی سے کھانا کھاؤ۔ بڑوں کی باتوں میں نہیں بولتے۔" اشفاق نے نرم مگر دو ٹوک لہجے میں جائی یانہ کو منع کیا۔ جائی یانہ خاموش ہو گئی۔

کچھ لمحات بعد جب سب ناشتہ کر رہے تھے تو نوال کو ایک بات یاد آئی۔

"میری ام ہانی سے بات ہوئی تھی۔ وہ بتا رہی تھی کہ وہ مہندی سے دو دن پہلے پہنچے گی۔"

اشفاق نے ان کی بات سن کر سر تھوڑا اوپر کیا۔

"وہ اتنی دیر سے کیوں آ رہی ہے؟"

"آپ جانتے تو ہیں، عیسیٰ مصروف آدمی ہے۔ اوپر سے فلائٹس کا بھی مسئلہ ہے۔"

عیسیٰ کا نام سن کر جائی یانہ نے پوچھا۔

"عیسیٰ بھی ساتھ آئے گا؟" عیسیٰ عالیہ کی منگنی کے کچھ دن بعد ہی امریکہ واپس چلا گیا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ہاں تو ظاہر سی بات ہے۔ام ہانی اتنا لمبا سفر اکیلے کیسے کرے گی؟"نوال کی بات سن کر جائی یانہ کا منہ بن گیا۔اسے عیسیٰ ایک آنکھ نہیں بھاتا تھا۔ناشتہ ختم کر لینے کے بعد جائی یانہ یونیورسٹی جانے کے لیے کھڑی ہو گئی۔نوال نے اسے یونیورسٹی جاتے دیکھ کر ٹوکا۔

"بہن کی شادی میں بس ہفتہ رہ گیا ہے اور تمہارے یونیورسٹی کے چکر ختم نہیں ہو رہے۔"

"اماں بس آج یونیورسٹی جا رہی ہوں۔اس کے بعد میں آپی کی شادی کے بعد جاؤں گی۔"یہ کہہ کر جائی یانہ روانہ ہو گئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

* *

زینب لان میں ٹہلتی ہوئی فون پر درزی سے بات کر رہی تھیں۔"برائیڈل ڈریس میں کسی قسم کی کوئی کمی نہیں آنی چاہیے۔اگر تم نے کوئی نقص چھوڑا تو میں تمہارے پیسے کاٹوں گی۔"

زینب ابھی بات کر رہی تھیں کہ نمرہ بھی گھر سے باہر نکل کر ان کی جانب چل پڑی۔ ماں کو بات کرتا دیکھ کر نمرہ رک گئی اور لان میں رکھی کرسیوں پر بیٹھ کر ان کی کال ختم ہونے کا انتظار کرنے لگ گئی۔ جب زینب کی بات ختم ہوئی، تو وہ بھی نمرہ کی ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گئیں۔

"کس سے بات کر رہی تھیں؟" نمرہ کے پوچھنے پر زینب نے جواب دیا۔

"درزی سے بات کر رہی تھی۔ شادی سر پر کھڑی ہے اور اس سے ابھی تک برائیڈل ڈریس ہی تیار نہیں ہوا۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

زینب نے پھر نمرہ سے پوچھا۔

"تم نے اپنے کپڑے تیار کر لیے ہیں نا؟"

"جی ماما میرے سارے فنکشن کے کپڑے تیار ہیں۔ بس اب جیولری رہ گئی ہے۔ وہ بھی آج یا کل میں لے آؤں گی۔"

"ہمم گڈ آج یا کل میں لے آنا۔"

"آپ کو نہیں لگتا، آپ نے بھائی کی شادی میں کچھ جلد بازی کا مظاہرہ کیا ہے۔" نمرہ کی بات سن کر زینب مسکرائیں۔

"تم اسے جلد بازی کہہ رہی ہو؟ میرا تو دل تھا کہ جب ہم عالیہ کا رشتہ لے کر بھائی کے گھر گئے تھے، اسی دن ان دونوں کا نکاح کروادوں۔ لیکن خیر!"

زینب اپنی جگہ سے اٹھ کر کھڑی ہو گئیں۔

"میں ایک دفعہ دوبارہ کہہ رہی ہوں۔ اپنی تیاری مکمل رکھنا۔ ایسا نہ ہو رات کو تمہارے بھائی کی برات جانی ہو اور دوپہر کو تم، بازار میں آوارہ گردی کرتی دکھائی دو۔"

یہ کہہ کر زینب چلی گئیں۔ نمرہ اپنی جگہ پر بیٹھی زینب کو جاتا دیکھتی رہی۔ اس کی نظروں کا ارتکاز فون کال نے توڑا۔ وہ میز پر پڑے موبائل کو کچھ دیر دیکھتی رہی، پھر اس نے کال ریسیو کر لی۔

* *

اگر صبح کے گیارہ بجے ایک ریستوران میں آؤ، تو عالیہ اور آریان اس وقت بحث کر رہے تھے۔ یہ وہی ریستوران تھا جہاں ان دونوں کی پہلی ملاقات ہوئی تھی۔ آریان کے پرپوز کرنے کے بعد سے وہ دونوں اسی ریستوران میں ملا کرتے تھے۔

"تم جانتے ہو میری شادی میں ایک ہفتہ رہ گیا کے لیکن پھر بھی تم اپنی ماما کو میرے لیے منا نہیں سکے۔" عالیہ کی دبی دبی غراہٹ اس وقت ریستوران میں گونج رہی تھی۔ صبح کے وقت یہاں پر لوگ نہ ہونے کے برابر تھے۔

"میں کیا کر سکتا ہوں یار؟ وہ ماننے کو ہی نہیں ہیں۔" آریان نے بے بسی سے کہا۔

"اگر وہ مان نہیں رہیں، تو تم نے مجھے کیوں بلایا ہے؟ انہیں جا کر مناؤ۔ کیا تم ابھی تک حالات سمجھ نہیں پائے؟ میری اگلے ہفتے شادی ہے۔ اگلے ہفتے! تمہیں کیا لگتا ہے یہ سب کوئی مذاق ہے۔"

"یار تم غصہ تو نہ کرو۔ میں پہلے ہی خاصا پریشان ہوں۔ تم کسی دن طعنے نہیں دو گی، تو مر نہیں جاؤ گی۔"

"میں بھی خوشی سے تم پر نہیں چلّا رہی ہوں۔ آج بھی میری اماں نے مجھ پر اتنا غصہ کیا ہے۔ وہ کہہ رہی ہیں شادی سر پر ہے اور میرا باہر گھومنا پھرنا بند نہیں ہو رہا ہے۔ ایک دو دن بعد میرا گھر سے باہر نکلنا بالکل بند ہو جائے گا۔ تم مجھے بتاؤ پھر میں کیا کروں گی۔ مجھے یہ سوچ سوچ کر پریشانی ہو رہی ہے کہ اگر تم کچھ نہ کر پائے, تو مجھے شایان سے شادی کرنی پڑے۔۔۔۔" عالیہ کی بات کو آریان نے کاٹا۔

"تم اس شخص کا نام میرے سامنے مت لیا کرو۔ میں نے ہزار دفعہ کہا ہوا ہے۔" آریان کے لہجے میں کاٹ تھی۔

"اگر تم کچھ نہ کر پائے، تو کچھ دنوں بعد اس "شخص" کا نام میرے نام کے ساتھ ہو گا۔"

عالیہ نے بھی اسے اسی لہجے میں جواب دیا۔ آریان کے تنے اعصاب ڈھیلے پڑے۔ اس نے عالیہ کا ہاتھ تھاما اور اپنی گرفت میں لیا۔

"عالیہ کیا تمہیں مجھ پر بھروسہ نہیں ہے؟"

اس کے یوں کہنے پر وہ کچھ نرم پڑی۔

"مجھے تم پر بھروسہ ہے لیکن میں ڈرتی ہوں اگر ہماری شادی نہ ہو پائی تو؟"

"تم ڈرو نہیں۔ میں تمہارا ہوں اور تمہارا ہی رہوں گا۔ ہمیں کوئی الگ نہیں کر سکتا ہے۔"

عالیہ کا غصہ اب بالکل غائب ہو گیا تھا۔ وہ اس شخص کے لیے نرم پڑ جاتی تھی۔ آریان اب اسے تسلی دے رہا تھا اور عالیہ آنکھوں میں نرمی لیے اس کی باتیں سن رہی تھی۔ اس کی باتوں پر یقین کیے جا رہی تھی۔

****

مغرب کو قضا ہوئے بس کچھ لمحات ہی گزرے تھے۔ایسے میں حسن صاحب کے گھر میں داخل ہو تو،زینب اپنے کمرے میں موجود شادی میں جانے کے لیے تیار ہو رہی تھی۔اس کی تیاری تقریباً مکمل تھی۔ آنکھوں میں کاجل لگائے اور نفیس سا جوڑا پہنے،وہ تیار تھی۔ان کے ہاں، کنواری لڑکیاں بس اتنا ہی تیار ہوا کرتی تھیں۔سیاہ آنکھوں پر سیاہ کاجل بھلا سا لگتا تھا۔زینب اچھی تو لگ رہی تھی مگر اس کا چہرہ لٹکا ہوا تھا۔زبردستی جو جا رہی تھی۔

"زینب جلدی آجاؤ!" کمرے کے باہر سے اس کی چچی کی آواز آئی۔زینب نے اپنا پرس پکڑا اور باہر نکل گئی۔برآمدے میں مریم چچی اور ام ہانی،دونوں تیار کھڑے تھے۔زینب کو آتا دیکھ کر،وہ بھی باہر کی جانب بڑھ گئے۔

کچھ لمحات بعد وہ لوگ ایک گھر پر موجود تھے۔ رات کے بڑھتے اندھیرے میں وہ گھر روشنیوں سے نہایا ہوا الگ رہا تھا۔ آج وہاں ولیمے کی دعوت تھی۔ پورے گھر میں لوگ ادھر ادھر پھرتے دکھائی دے رہے تھے۔ گھر کے برآمدے میں رکھی مرکزی کرسی پر دلہن بیٹھی تھی۔ دلہن نے ہرے رنگ کی کڑھائی والی قمیض پر گھاگرا پہنا ہوا تھا۔ اس پر بھاری سونے کے زیور، دلہن نے پہنے ہوئے تھے۔ دلہن کا چہرہ گھونگھٹ میں چھپا ہوا تھا۔ وہ اس وقت ساری عورتوں کی توجہ کا مرکز تھی۔

کچھ بزرگ عورتیں اس کے پاس جا کر اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر دعائیں دے رہی تھیں، تو کچھ عورتیں اسے سلامی دے رہیں تھیں۔ مریم بھی ان عورتوں میں شامل تھیں۔ انہیں دعوت ولیمہ کا کارڈ ہی موصول ہوا تھا۔ امہانی اپنی کزنوں کے ساتھ ادھر اُدھر گھوم رہی تھی۔ ایسے میں ہم اگر زینب کو ڈھونڈیں، تو وہ اس وقت ایک کرسی پر بیٹھی تھی جو مرکزی میز کا حصہ تھی۔ اس کے پیچھے والی میز پر بیٹھی چند عورتیں، اس کے بارے میں ہی باتیں کر رہی تھیں۔

"تمہیں پتہ ہے یہ احمد کی بیٹی ہے۔"

"اچھا انور بھائی کے بیٹے احمد کی بیٹی، جس کی پیدائش پر اس کے ماں باپ مر گئے تھے۔"

"ہاں ہاں وہی لڑکی!"

"احمد اور پروین بھی اپنی بہت کم عمر لکھوا کر آئے تھے۔"

"ضرور یہ لڑکی منحوس ہے ورنہ احمد اور پروین کی عمر ہی کیا تھی۔"

"بس اللہ ایسی منحوست سے سب کو دور رکھے!"

زینب اپنے پیچھے بیٹھی مختلف عورتوں کے خود پر ہوتے مختلف تبصرے سن رہی تھی۔

زینب کو اس لیے خاندان میں ہونے والی تقریبات بری لگتی تھی۔ کوئی بھی اس کے ساتھ بات نہیں کرتا تھا اور اس کے متعلق ایسی ہی چہ مگوئیاں ہوتی تھیں۔ کچھ لوگ اسے منحوس جان کر حقارت سے دیکھتے تھے، تو کچھ ہمدردی سے دیکھتی تھی۔ زینب کو ان دونوں قسم کی نظروں سے نفرت تھی۔

وہ ابھی ان عورتوں کی باتوں کو سن کر دل ہی دل میں کڑھ رہی تھی جب مریم چچی نے اسے اشارہ کر کے اپنے پاس بلایا۔ زینب اٹھ گئی اور ان کی جانب بڑھی۔ وہ جیسے ہی مریم کے پاس گئی، انہوں نے اس کا ہاتھ پکڑا اور ایک دوسری میز پر لے گئیں۔ وہاں پر ایک بزرگ عورت بیٹھی ہوئی تھیں۔ ان کے پاس ایک پان دان تھا جس پر سے وہ پان کا پتہ نکال کر کتھا لگا رہی تھی۔

"السلام علیکم پھپھو!" مریم نے انہیں مخاطب کیا۔

اس عورت کے پان پر کتھا لگاتے ہاتھ رک گئے۔ انہوں نے فوراً نظریں اٹھائیں۔ بزرگ عورت نے اپنے سامنے کھڑی بھتیجے کی بیوی کو دیکھا، پھر اس کے ساتھ کھڑی سیاہ آنکھوں والی لڑکی کو۔ انہوں نے سلام کے جواب میں اپنے سر کو خم دیا۔ مریم نے زینب کا ہاتھ دبا کر اسے بھی سلام کرنے کا اشارہ کیا۔

"السلام علیکم!" زینب کے سلام کے جواب پر سر کو خم نہیں دیا گیا بلکہ بیٹھنے کی اجازت دی گئی۔

"آؤ مریم بیٹھو!" مریم اور زینب بیٹھ گئیں۔

"کیسی ہیں پھپھو؟" مریم نے حال احوال پوچھا۔

"کیسے ہو سکتے ہیں؟ اب تو بس دن گن رہے ہیں۔" پھپھو نے نہایت عاجزی سے کام لیا۔

"پھپھو ایسی باتیں تو نہ کریں۔ اللہ آپ کو ہماری عمر بھی لگا دے۔" مریم کی بات سن کر وہ مسکرا دیں۔ پھر ان کا دھیان سامنے بیٹھی لڑکی پر گیا۔

"یہ تمہاری بیٹی ہے مریم؟" پھپھو کی بات سن کر مریم چچی نے دھیمے سے سر کو نفی میں ہلایا۔

"نہیں پھپھو! ویسے کہنے کو تو یہ میری ہی بیٹی ہے لیکن اصل میں یہ پروین اور احمد بھائی کی بیٹی ہے۔" احمد کا نام سن کر بزرگ عورت کا چہرہ یکدم رنجیدہ ہو گیا۔

"کیا یاد دلا دیا تم نے مریم! بہت اچھا بچہ تھا احمد! میرے بھائی کی سب سے بڑی اولاد! بس اس کی عمر دھوکا دے گئی۔" اب وہ عورت اپنے ڈوپٹے کے پلو سے آنکھیں صاف کرنے لگ گئیں۔

"آپ صحیح کہہ رہی ہیں۔ بھائی اور باجی تو چلے گئے لیکن جاتے جاتے ایک بڑی زمہ داری ہمارے کندھوں پر چھوڑ گئے۔" مریم اب اپنی مطلب کی بات کہنے کا راستہ بنا رہی تھیں۔

"بس پھپھو آپ کا احمد تو چلا گیا ہے لیکن اس کی بیٹی تو زندہ ہے نا۔ آپ کے پاس اس لیے آئی ہوں تا کہ اپنی کچھ پریشانی بانٹ سکوں۔"

"ہمم بولو بیٹا میں سن رہی ہوں!" بزرگ عورت نے انہیں حوصلہ دیا۔

"اب آپ دیکھیں میں لاکھ اسے اپنی بچی کہہ دوں مگر اصل میں تو یہ میری بیٹی نہیں ہے۔ لڑکی کی ذمہ داری بہت بڑی ذمہ داری ہوتی ہے، جو میں اور حسن کب سے اٹھا رہے ہیں۔ اگر اس کے ساتھ کوئی بھی اونچ نیچ ہوئی تو ہمارے اوپر ہی الزام آئے گا۔ اس لیے اب میں چاہتی ہوں کہ اس کی شادی کروادوں۔ آپ کے پاس اس لیے آئی ہوں تا کہ آپ زینب کی بات ادھر ادھر چلائیں۔ میں جلد از جلد اس ذمہ داری سے سبکدوش ہونا چاہتی ہوں۔" وہ عورت کچھ دیر کے لیے سوچ میں پڑ گئیں۔

"ہمم دیکھیں گے۔ تم فکر نہ کرو میں جیسے ہی کوئی اچھا خاندان دیکھوں گی فوراً اس کی بات طے کر دوں گی۔" پھپھو نے پان کے پتے پر سونف اور چھالیہ ڈال کر منہ میں لیا۔ پھر قدرے تجسس سے پوچھا۔

"تم نے اپنی بیٹیوں کے بارے میں کیا سوچا ہے؟"

"نوال کی منگنی تو پروین باجی، اشفاق سے کر گئی تھیں اور ام ہانی کی شادی والی عمر نہیں ہوئی۔ بس آپ زینب کے لیے کوئی رشتہ تلاش کر لیں۔"

زینب کا دماغ مریم کی بات سن کر بھک سے اڑا۔ اس لیے اشفاق بھائی، مریم چچی کے اتنے چہیتے تھے کیونکہ وہ ان کے ہونے والے داماد جو تھے۔ نوالذ! نوال اس کی بھابھی بنے گی۔ ویسے یہ بات اتنی بھی برا نہیں تھی۔ اگر نوال کی جگہ ام ہانی اس کی بھابھی بنتی تو یہ زیادہ پریشانی کی بات تھی۔ پھر تو اسے یقین تھا وہ اپنے بھائی کا چہرہ دیکھنے کے لیے ترس جاتی۔ خیر چچی نے جس آنٹی کے سامنے یہ بات کی تھی، وہ بھی مریم کی شکل دیکھ رہی تھیں۔ شاید وہ

بھی چچی کی منافقت سمجھ گئی تھیں۔شادی کی تقریب میں آگے کچھ ایسا نہیں ہوا جو زینب کے لیے قابل ذکر ہو۔

* *

رات کے وقت ہر کوئی بستر میں دبکا ہوا تھا۔عالیہ بھی اپنے بستر پر لیٹی نمرہ سے واٹس ایپ پر بات کر رہی تھی۔

"آریان ابھی تک اپنی ماں کو منا نہیں سکا!مطلب سیریسلی؟"نمرہ کا میسج عالیہ کو موصول ہوا تھا۔عالیہ نے ابھی ابھی نمرہ کو آریان کی ماں کی ناراضگی کا بتایا تھا۔

"ہاں!آج میری اور آریان کی اسی وجہ سے لڑائی بھی ہوئی ہے۔"عالیہ نے میسج ٹائپ کر کے سینڈ کیا۔

Clubb of Quality Content

"ہمم عالیہ تم اسے آرام سے پریشرائز کرتی رہو۔اس وقت لڑائی جھگڑے میں نہ پڑو۔ایسا نہ ہو وہ عین وقت پر تم سے شادی سے انکار کر دے۔"

"تم میری حالت بھی تو دیکھو۔گھر میں شادی کی تیاریاں چل رہی ہیں۔شادی میں بس ایک ہفتہ رہ گیا ہے اور آریان ابھی تک اپنی ماما کو منا نہیں سکا۔یہ سارے حالات مجھے مینٹلی طور پر ڈیپریسڈ کر رہے ہیں۔"

کچھ پل کے لیے نمرہ کی طرف سے کوئی جواب موصول نہیں ہوا۔جب بہت زیادہ دیر ہو گئی، تو عالیہ نے خود نمرہ سے پوچھا۔

"کیا ہوا؟ کہاں غائب ہو گئی ہو؟"عالیہ نے نمرہ سے پوچھا۔اس کے میسج بھیجنے کے کچھ دیر بعد نمرہ نے جواب دیا۔

"کہیں نہیں!بس میں سوچ رہی تھی کہ اگر اللہ نہ کرے کہ تمہاری شادی آریان کی بجائے شایان بھائی سے ہو گئی اور شایان بھائی کو پتہ چل گیا کہ شادی سے پہلے تم آریان کے ساتھ انوالو تھی، تو وہ تمہارا کیا حشر کریں گے؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کیسی فضول باتیں کر رہی ہو؟ اللہ نہ کرے ایسا کچھ ہو ورنہ پتہ نہیں کیا ہو جائے گا۔" عالیہ اس لمحے کو سوچ بھی نہیں پا رہی تھی۔

"عالیہ تم آریان پر دباؤ ڈالتی رہو۔ اسے بولو کہ وہ کسی طرح اپنی امی کو منائے۔ اگر تمہاری شایان بھائی سے شادی ہو گئی، تو ہمارے خاندان میں بہت بڑی تباہی آجائے گی۔"

"ہمم! میں یہی کروں گی۔"

"ویسے آریان کی امی کا راضی ہونا اتنا ضروری بھی نہیں ہے۔ تم لوگ کورٹ میرج بھی تو کر سکتے کو۔ اس کے بعد آریان کی ماما کو رضامند کر لینا۔" نمرہ کا میسج پڑھ کر عالیہ اسے جواب دینے والی تھی جب نمرہ کا خود ہی دوبارہ میسج آیا۔

"میں اب سو رہی ہوں۔ کل بات کریں گے۔" اس نے بس اتنا لکھا اور فوراً آف لائن ہو گئی۔

عالیہ موبائل ایک طرف رکھ کر سوچنے لگی۔ نمرہ صحیح کہہ رہی تھی اگر عالیہ لڑکی ہوتے ہوئے اپنے ماں باپ کی چوکھٹ کو چوری چھپے پار کر سکتی ہے تو آریان کیوں نہیں؟ وہ تو

ایک لڑکا ہے۔اس کے لیے تو یہ سب بہت آسان ہے۔ماں باپ لڑکیوں کی شکل بھلے ساری عمر نہ دیکھیں، مگر لڑکوں کو معاف کر ہی دیا جاتا ہے لیکن اگر آریان نہ مانا تو؟ اگر اس نے شادی سے منع کر دیا تو؟ پھر کیا اسے واقعی میں شایان سے شادی کرنی پڑے گی؟

عالیہ جانے کس پہر یہ باتیں سوچتے سو گئی۔

****

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اگلے دن شام کو عالیہ گھر پر تنہا تھی۔ سب شاپنگ پر گئے ہوئے تھے۔اس نے یہ وقت آریان سے بات کرنے کے لیے مناسب سمجھا۔اس نے آریان کو کال کی۔اگلی بیل جاتے ہی کال اٹھالی گئی۔

"کام کر رہے ہو؟"عالیہ نے سب سے پہلے یہ سوال کیا۔

"نہیں تو!" آریان کے کہنے پر عالیہ نے سکھ کی سانس بھرا۔ کم از کم اب وہ آریان سے سکون سے بات کر سکتی تھی۔

"آریان اب میں تم سے کچھ ضروری سوالات پوچھوں گی اور میں چاہتی ہوں کہ تم مجھے ان کے سنجیدہ جوابات دو۔"

"ٹھیک ہے۔"

"تم مجھ سے محبت کرتے ہو؟" عالیہ نے اپنا پہلا سوال کیا۔

"یہ کیسا سوال ہے؟" آریان نے کچھ تعجب سے پوچھا۔

"مجھے ہاں یا ناں میں جواب دو!" عالیہ نے دو ٹوک انداز میں کہا۔

"ہاں!" آریان نے لمحے کی دیر نہیں کی۔

"تم مجھ سے شادی کرنے میں سنجیدہ ہو؟"

"ہاں!"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تم میری خاطر لڑ سکتے ہو؟"

"ہاں!"

"تمہاری امی ابھی تک مانی ہے کہ نہیں؟"

"نہیں،وہ نہیں مانی ہیں۔"

"ہمم آریان میں نے کل رات اس بارے میں بہت کچھ سوچا اور مجھے ایک راستہ بھی ملا ہے۔ میں سوچ رہی ہوں کہ کیوں نہ ہم دونوں ابھی کورٹ میرج کر لیں اور شادی کے بعد تمہاری ماما کو منا لیں۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"تم ہوش میں تو ہو؟" آریان کی چلاتی آواز اس کی سماعتوں سے ٹکرائی۔اس کا لہجہ اتنی جلدی بدلا تھا کہ عالیہ کچھ پل کے لیے حیران رہ گئی۔ آریان نے کبھی بھی اس سے ایسے بات نہیں کی تھی۔دوسری طرف آریان اسے سنائے جا رہا تھا۔

"مجھے لگتا ہے تم پاگل ہو گئی ہو۔ وہ میری ماں ہے۔ اگر وہ شادی کے لیے نہیں مانیں گی، تو میں تم سے شادی کیسے کر سکتا ہوں؟"

"میں تم سے شادی کر کے اپنے ماں باپ کو ناراض نہیں کروں گی؟"

"تم اپنے ماں باپ پر مینٹلی طور پر انحصار نہیں کرتی، پر میں اپنی ماما پر کرتا ہوں۔ یہ میری ایک بہت بڑی مجبوری ہے۔"

"مرد کبھی بھی مجبور نہیں ہوتا۔ تم بس اپنی ماں کی ناراضگی کا بہانہ بنا رہے ہو۔ اصل میں تو تم مجھ سے شادی کرنا ہی نہیں چاہتے۔" عالیہ کو اس دفعہ شدید اشتعال چڑھا تھا۔

"تمہیں لگ رہا ہے میں تمہارے ساتھ ٹائم پاس کر رہا ہوں؟" آریان نے تنک کر سوال کیا۔

"ہاں مجھے لگتا ہے بلکہ مجھے یقین ہے، تم میرے ساتھ ٹائم پاس کر رہے ہو۔ تم جیسے لوگ یہی بہانہ بناتے ہیں کہ گھر والے نہیں مان رہے، اصل میں تم جیسے لوگوں کے دلوں میں خود چور ہوتا ہے۔ آئندہ کے بعد مجھے کال مت کرنا۔"

یہ کہہ کر عالیہ نے فون رکھ دیا۔اسے یہ امید تھی کہ شاید آریان کا فون دوبارہ آئے گا لیکن ایسا کچھ نہیں ہوا۔وہ یونہی اپنے کمرے میں بیٹھی،اس کی کال کا انتظار کرتی رہی۔

****

نوال،عزاہ اور جائی یانہ کے ساتھ شاپنگ پر گئی تھیں۔وہ لوگ تقریباً دو گھنٹے تک شاپنگ کرتے رہے۔جب ان لوگوں کی شاپنگ مکمل ہو گئی،تو وہ لوگ گھر جانے کے لیے شاپنگ مال سے نکل کر پارکنگ ایریا میں آ گئے۔پارکنگ ایریا میں مختلف قسم اور رنگوں کی گاڑیاں پارک کی گئی تھیں۔پارکنگ ایریا میں چہل پہل بہت کم تھی۔وہ لوگ اپنی گاڑی کی جانب بڑھ گئے،جو کچھ دور کھڑی تھی۔

عزاہ جب گاڑی کے پاس پہنچی تو اس نے دروازہ کھولا اور ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی۔ کار کا انجن چلانے کے لیے اس نے چابی، کی ہول میں گھمائی مگر انجن نہیں چلا۔ عزاہ کو تعجب ہوا۔ اس نے ایک بار پھر کوشش کی لیکن انجن نہیں چلا۔

"گاڑی کو کیا ہوا ہے عزاہ؟" گاڑی کی پچھلی طرف بیٹھی اماں نے عزاہ سے پوچھا۔

عزاہ نے جھنجھلائے ہوئے انداز میں جواب دیا۔

"پتہ نہیں اماں! ابھی تو ٹھیک چل رہی تھی۔ اب پتہ نہیں انجن کیوں نہیں چل رہا۔"

عزاہ کے برابر والی سیٹ پر بیٹھی، جائی یانہ گاڑی کی کھڑکی سے باہر جھانک رہی تھی۔ اچانک اس کی نظر شایان پر پڑی۔ وہ پارکنگ ایریا میں ہی موجود تھا اور اپنی گاڑی کا دروازہ کھول رہا تھا۔ شایان نے بھی غیر ارادی طور پر گردن گھمائی، تو جائی یانہ کو گاڑی میں بیٹھا دیکھا۔ اس نے اپنی گاڑی کا دروازہ بند کیا اور ان کی جانب بڑھ گیا۔ شایان کو اپنی جانب بڑھتا دیکھ کر جائی یانہ نے اونچی آواز میں اعلان کیا۔

"شایان بھائی آرہے ہیں!" نوال نے جائی یانہ کی نظروں کا تعاقب کیا جبکہ عزاہ نے دھیان نہیں دیا۔ اسے لگا جائی یانہ مزاق کر رہی ہے۔ شایان ان کی گاڑی کے بلکل قریب آ گیا اور جھک کر اندر کی جانب جھانکا۔ وہ جائی یانہ کے بلکل سامنے کھڑا تھا۔

"السلام علیکم!"

شایان کو دیکھ کر نوال نے سلام کا جواب دیا جبکہ عزاہ کے چابی گھماتے ہاتھ رک گئے۔ اس نے آواز کی سمت دیکھنے کی غلطی بھی نہیں کی۔

"بیٹا تم یہاں کیا کر رہے تھے؟" نوال کے پوچھنے پر شایان نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ممانی میں بس ایک کام کے سلسلے میں یہاں آیا تھا۔" بات کرتے ہوئے شایان کی نظریں، عزاہ پر گئی جو ابھی بھی گاڑی چلانے کی تگ ودو کر رہی تھی۔

"گاڑی کو کچھ ہوا ہے؟" شایان کے براہ راست سوال کرنے پر عزاہ کچھ گڑبڑا گئی۔ وہ شایان سے ابھی بات نہیں کر سکتی تھی۔ اس کے اندر مخاطب سے بات کرنے کی ہمت نہیں تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"جی شایان بھائی گاڑی اسٹارٹ نہیں ہو پا رہی۔" عزاہ کی بجائے جائی یانہ نے جواب دیا۔ عزاہ نے دل ہی دل میں شکر ادا کیا۔

"اچھا چلو میں دیکھتا ہوں۔" شایان نے اپنے شرٹ کی بازوؤں کو پیچھے موڑا اور آگے بڑھ گیا۔

شایان نے کار کے بونٹ کو اٹھایا اور انجن کی تاروں کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کرنے لگا۔ عزاہ نے اپنا منہ کھڑکی کی طرف کیا ہوا تھا۔ اس نے ایک چور نگاہ وائنڈ اسکرین پر ڈالی، تو شایان سامنے کھڑا تھا۔ ایک ہاتھ سے بونٹ پکڑے، اپنی کمر جھکا کر دوسرے ہاتھ سے گاڑی کو ٹھیک کرتا، وہ اسے اچھا لگ رہا تھا۔ کاش اس کی قسمت عالیہ سے بدل جاتی۔ کتنا اچھا ہوتا! عزاہ نے نظریں دوبارہ موڑ لی۔ سامنے کا منظر دل جلانے والا تھا۔ کچھ دیر بعد شایان نے بونٹ بند کر دیا اور دوبارہ جائی یانہ کی کھڑکی سے نمودار ہوا۔

"اب گاڑی چلاؤ!"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

عزاہ نے اس کی بات سن کر چابی، کی ہول کی طرف بڑھائی۔ عزاہ نے واضح دیکھا کہ اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے۔ جیسے ہی اس نے چابی گھمائی، انجن چلنے کی آواز آ گئی۔

"جیتے رہو بیٹا!" نوال نے شایان کو دعا دی جو کہ شایان نے مسکراہٹ کے ساتھ موصول کی۔

"شکریہ شایان بھائی!" جائی یانہ نے اس کا شکریہ ادا کیا۔

"ارے شکریہ کی کیا بات ہے۔" شایان نے جائی یانہ کے سر پر ہاتھ رکھا اور چلا گیا۔

سب لوگوں نے اپنی واپسی کا سفر شروع کیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

* *

کچھ لمحات بعد اگر اشفاق کے گھر کے لاؤنج میں آؤ تو وہ لوگ اپنی خریدی ہوئی چیزیں دیکھ رہے تھے۔ عالیہ اپنے کمرے میں موجود تھی۔ اس نے ابھی تک لاؤنج میں قدم نہیں رکھا

تھا۔ جائی یانہ نے ایک ہاتھ سے بِندیا ماتھے پر لگائی ہوئی تھی جبکہ دوسرے ہاتھ میں اپنے موبائل کا فرنٹ کیمرہ کھولے وہ تنقیدی نگاہوں سے خود کو دیکھ رہی تھی۔ اس کو اپنی بِندیا اب کچھ بڑی لگ رہی تھی۔ حالانکہ شاپنگ مال میں اسے بندیا کا سائز پرفیکٹ لگا تھا لیکن ہر لڑکی کی طرح اسے بھی چیز خرید لینے کے بعد، اس میں سو سو نقص دکھائی دے رہے تھے۔ اس نے عزاہ سے رائے مانگی لیکن وہ اس وقت اس دنیا میں موجود نہیں تھی۔ وہ ابھی تک اپنے آپ کو مال کے پارکنگ ایریا میں دیکھ رہی تھی۔ اس نے جائی یانہ کی بات کا کوئی ردعمل نہیں دیا۔

نوال سے پوچھنا فضول تھا۔ اس کی بات سن کر انہوں نے غصہ ہی کرنا تھا۔ اس نے سوچا کیوں نہ عالیہ کے پاس جا کر، ان کی رائے مانگے۔ وہ لاؤنج سے باہر نکلی اور عالیہ کے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔ وہ عالیہ کے کمرے میں پہنچی، وہ ابھی اپنے کمرے میں موجود نہیں تھی۔ پھر اس کی نظر واش روم کے بند دروازے پر پڑی۔ عالیہ یقیناً واشروم میں تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

جائی یانہ بیڈ پر بیٹھ کر عالیہ کے باہر نکلنے کا انتظار کرنے لگی۔بیڈ پر عالیہ کا فون بھی رکھا تھا۔ اس نے فون اٹھایا اور موبائل پر عالیہ کے کانٹیکٹس کے واٹس ایپ اسٹیٹس دیکھنے کی غرض سے واٹس ایپ کھولا۔جائی یانہ کو سب سے اوپر ایک ایسا نمبر دکھائی دیا جو کسی بھی نمبر سے محفوظ نہیں تھا۔اس کی پروفائل پر ایک آدمی کی تصویر تھی۔وہ آدمی ایک کار کے سامنے کھڑا،اپنے بائیں ہاتھ کی کلائی پر لگی گھڑی کو دیکھنے میں مصروف تھا۔جائی یانہ کو اس شخص کی شکل جانی پہچانی لگی۔اس نے یہ شخص کہیں دیکھا تھا لیکن کہاں؟یہ اسے یاد نہیں تھا۔ابھی وہ اس شخص کی فوٹو کا تجزیہ کرتی،اچانک عالیہ آئی اور اس نے اس کے ہاتھوں سے موبائل چھینا۔

"میرا موبائل تم نے کیوں پکڑا ہے؟"عالیہ نے رعب سے پوچھا۔

"یہ کس کا نمبر ہے آپی؟"جائی یانہ واقعی میں اس شخص کو جاننا چاہتی تھی۔جائی یانہ کو پتہ تھا اس نے اس شخص کو کہیں ضرور دیکھا ہے۔عالیہ کے چہرے پر ایک سایہ گزرا۔

"تم سے مسئلہ؟"عالیہ نے نظریں چرائی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"نہیں بس یونہی پوچھ لیا۔"جائی یانہ نے کندھے اچکائے۔اس نے ایک طرح سے بات گھمانا چاہی کیونکہ وہ جان گئی تھی کہ عالیہ اسے نہیں بتائے گی الٹا اس سے لڑنے لگ جائے گی۔

"اچھا آپی یہ بتائیں یہ بِندیا مجھ پر اچھی لگ رہی ہے۔"

"یہ ٹھیک ہے جائی یانہ!اب چلی جاؤ۔مجھے سونا ہے۔"عالیہ نے اکتائے ہوئے لہجے میں کہا، پھر بیڈ پر دھم سے گر گئی۔جائی یانہ کمرے سے نکل گئی۔اس کے ذہن سے ہر چیز نکل گئی۔اسے ابھی وہ شخص یاد تھا جس کی پروفائل پکچر اس نے عالیہ کے واٹس ایپ پر دیکھی تھی۔جائی یانہ کے ذہن میں اس شخص کی تصویر حفظ ہو گئی تھی۔

* *

رات کے درمیانے پہر جب وہ جاگی، تو اس کا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا۔ اس نے گردن ادھر ادھر گھمائی تو اس نے اپنے آپ کو کمرے میں موجود پایا۔ اس نے اپنے ہاتھوں کو دیکھا، تو وہ بھی صاف تھے لیکن اسے تسلی نہیں ہوئی۔ وہ اٹھی اور کمرے کی بتیاں جلائیں۔ کمرہ روشنی سے نہا گیا۔ اس نے اب اپنا ہاتھ دوبارہ دیکھے تو وہ صاف ہی دکھائی دے رہے تھے۔ یقیناً اس نے کوئی بھیانک خواب دیکھا ہو گا۔

یہ خواب زینب کو کافی دنوں سے آ رہے تھے۔ زینب نے یاد کرنے کی کوشش کی کہ یہ برے خواب اسے کب سے آ رہے تھے۔ کچھ دیر بعد اسے یاد آیا کہ یہ سلسلہ تب سے شروع ہوا تھا، جب سے وہ چچی کے ساتھ شادی میں گئی تھی۔ اس دن سے اسے روزانہ عجیب و غریب خواب آ رہے تھے۔ اس نے گلاس میں پانی نکالا اور پینے لگی۔

پانی پیتے ہوئے زینب سوچنے لگی، آخر وہ کون شخص تھا جو اسے خواب میں گرا ہوا ملا کرتا تھا۔ وہ جب بھی اس کو ہاتھ لگاتی، تو اس کے ہاتھوں پر خون لگ جاتا تھا۔ حالانکہ اس شخص کے کپڑوں اور جسم پر کہیں بھی خون نہیں تھا۔ کاش وہ جان جاتی کہ وہ شخص کون تھا۔ اللہ

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

پاک کاش اس شخص کا چہرہ تھوڑا سا واضح کر دیتے۔ پانی پی لینے کے بعد وہ اٹھی اور برآمدے میں جا کر وضو کرنے لگی۔ زینب نے ایک دفعہ حسن صاحب کو کہتے سنا تھا کہ اگر کسی نے برا خواب دیکھا ہو، تو دو نفل پڑھ کر اپنی عافیت اور خواب کے شر سے دور رہنے کی دعا مانگنی چاہیے۔

اس نے سوچا آج کیوں نا وہ بھی یہ کر لے۔ کیا پتہ یہ خواب بھی ایسا ہو جس کی تعبیر اس کے حق میں بری ہو۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

* *

انہوں نے خواب میں دیکھا کہ وہ ایک دھند لکے میں چل رہی تھیں۔ وہ خواب میں جانتی تھی کہ یہ وہی خواب ہے جو وہ لڑکپن سے دیکھتی آ رہی تھیں۔ انہیں اس دھند میں کوئی بھی

دکھائی نہیں دیتا تھا، لیکن پھر آہستہ آہستہ دھند چھٹنا شروع ہو گئی تھی۔ اب انہیں کچھ کچھ واضح دکھائی دینے لگ گیا تھا۔ وہ کوئی ویرانہ تھا جہاں وہ اس وقت موجود تھی۔

وہ آگے کی جانب بڑھ رہی تھیں۔ ان کی نظر راستے پر گرے شخص پر پڑی۔ یہ بھی خواب کا حصہ تھا۔ وہ اس گرے ہوئے شخص کے پاس گئیں اور اس کا چہرہ دیکھا۔ لڑکپن میں اسے اس شخص کا چہرہ دکھائی نہیں دیتا تھا مگر کچھ سالوں سے انہیں اس کا چہرہ دکھائی دینے لگ گیا تھا۔ وہ اس شخص کو اچھے سے جانتی تھیں۔ اس شخص کے ساتھ ان کا ایک بہت گہرا رشتہ گزرا تھا۔ وہ فوراً زمین پر بیٹھیں اور اس شخص کو اٹھانے کی کوشش کی مگر وہ نہیں اٹھا بلکہ ان کے ہاتھوں پر خون لگ گیا۔ خون بڑھتے ہوئے اب ان کے بازوؤں کو لال رنگ سے رنگنے لگا۔

شروع میں یہ خواب یہاں تک ختم ہو جاتا تھا، مگر پچھلے کچھ سالوں سے ایک اور منظر خواب میں دکھایا جاتا تھا اور وہ تھا بھیڑیوں کے حملے کا۔ ان کے پاس لیٹا ہوا شخص ایک دم غائب ہو گیا تھا۔ اسے اب بھیڑیے اپنے ارد گرد دکھائی دینے لگ گئے۔ ان بھیڑیوں نے چاروں

طرف سے انہیں گھیرا ہوا تھا۔ وہ بھاگ جانا چاہتی تھیں مگر اس کے پاؤں پتھر کے بن گئے تھے۔ بھیڑیوں نے چھلانگ لگائی اور اس پر ٹوٹ پڑے۔ انہوں نے ان کے جسم کی بوٹی بوٹی الگ کر دی۔

زینب خواب سے اٹھ گئیں۔ وہ تیز تیز سانسیں لیں رہی تھیں۔ ایسا لگ رہا تھا انہیں سانس لینے میں تکلیف ہو رہی تھی۔ انہوں نے لائٹس نہیں چلائی۔ انہوں نے گلاس میں پانی ڈالا اور پانی پینے لگی۔

پانی پیتے ہوئے انہوں نے سوچا، کاش انہیں کبھی پتہ نہ چلتا کہ وہ شخص کون تھا۔ لاعلمی ایک نعمت ہے، جو انہوں نے ناشکری میں گنوا دی تھی۔ زینب نے گلاس واپس رکھ دیا۔ ان کا دل چاہا کہ وہ اٹھ کر وضو کریں اور دو نفل پڑھ کر دعا مانگیں۔ اپنی عافیت کی دعا مانگیں اور اپنے گناہوں کی مغفرت مانگیں۔ انہوں جو گناہ کیا تھا، اس کی سزا انہیں مل گئی تھی لیکن اگر وہ سزا ابھی تک ختم نہ ہوئی تو۔۔۔۔؟

اگر ابھی بھی ان سے اس گناہ کے بدلے کچھ لیا جانا تھا تو۔۔۔۔؟

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کیا وہ اس قابل رہی تھیں کہ اب نماز پڑھ کر اپنے رب کو راضی کر سکیں۔ وہ کچھ بھی سوچ نہیں پا رہی تھیں۔ ان کا ذہنی انتشار بڑھنا شروع ہوا اور انہوں نے پاس پڑا گلاس پھینک دیا۔ اس کے بعد جگ اٹھا کر دیوار پر دے مارا۔

شایان اپنے کمرے میں موجود، اپنی ماں کے کمرے سے آتے شور کو سن کر اٹھ گیا تھا۔ وہ اپنی ماں کے پاس جانا چاہتا تھا مگر اس کی ماں اسے اندر نہ آنے دیتی اور وہ بھی اپنی ماں کو اس طرح ٹوٹا پھوٹا نہیں دیکھ سکتا تھا۔ آخر اس حادثے میں وہ بھی کہیں گناہگار جو تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

* *

شادی میں بس اب تین دن رہ گئے تھے۔ ہال کی بکنگ بھی ہو چکی تھی۔ بازار کے چکر زور و شور سے لگائے جا رہے تھے۔ بس تین دن! اس کے بعد مہندی تھی۔

عالیہ بیڈ پر لیٹی، اپنے موبائل کی اسکرین پر نکلے کلینڈر کو دیکھتے ہوئے یہ سب سوچ رہی تھی۔

آریان سے جھگڑے کے بعد سے، اس کی ابھی تک اس سے کوئی بات نہیں ہوئی تھی۔

دونوں میں سے کسی نے بات کرنے میں پہل نہیں کی تھی۔ عالیہ کو یہ سوچ ستائے جا رہی تھی کہ اگر آریان نے اس سے ان حالات میں شادی سے انکار کر دیا، تو کیا اسے واقعی شایان سے شادی کرنی پڑے گی؟

قسمت ایک عجیب دوراہے پر کھڑی تھی۔ اس کے پاس بس دو راستے تھے۔ ایک راستے پر شایان کے نام کی تختی تھی، تو دوسری طرف آریان کا نام ایک شان سے سجا تھا۔ اسے ان دونوں میں سے ایک راستہ چننا تھا۔ عالیہ کو ایک بات بے حد عجیب لگتی تھی کہ شایان اور آریان، دونوں کے نام بہت ملتے جلتے تھے۔ بس شروع کے دو لفظ دونوں کے نام اور ان کا مطلب الگ کرتے تھے۔ اب جانے عالیہ کی قسمت میں ان دونوں میں سے کس کا نام لکھا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کاش اس کی زندگی کچھ آسان ہوتی، کاش اس کا خاندان اس کی بات سمجھ پاتا، کاش یہ رشتہ آتا ہی نہیں!

عزاہ کی زندگی کتنی اچھی تھی۔ اس کی شادی شایان کے ساتھ نہیں ہو رہی تھی۔ اس کی زندگی کتنی نارمل تھی۔ وہ جو چاہتی تھی، اس وقت کر سکتی تھی۔ کاش وہ ایک بار عزاہ جیسی زندگی جی پاتی۔

اچانک اس کے موبائل پر میسج آیا۔

"عالیہ تم مجھ سے شام میں ملنے آؤ۔ ایک ضروری بات کرنی ہے۔ اگر تم آج نہ آئی، تو میں سمجھ جاؤں گا کہ تمہارے نزدیک ہمارے رشتے کی کوئی وقعت نہیں ہے۔"

میسج آریان کی جانب سے آیا تھا۔ عالیہ نے میسج پڑھ کر سر پکڑ لیا۔ اس کے باہر آنے جانے پر اب مکمل پابندی تھی۔ اماں اسے کسی صورت جانے نہیں دیں گی مگر آریان سے ملنا بھی ضروری تھا۔ اسے اب کچھ نہ کچھ کرنا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

****

آج حسن صاحب کے گھر کو اچھے سے چمکایا گیا تھا۔ کچن سے آتی کھانوں کی خوشبوؤں نے سارے گھر کو مہکایا ہوا تھا۔ ان سب انتظامات کی وجہ، زینب کے لیے رشتے والوں کا آنا تھا۔ یہ رشتہ احمد کی پھپھو کے ذریعے آیا تھا۔ ان سب سے بے نیاز، زینب اپنے کمرے میں اداس بیٹھی ہوئی تھی۔ اس نے سفید اور گلابی رنگ کی شلوار قمیض پہنی ہوئی تھی۔ بال اچھے سے چوٹی میں بندھے ہوئے تھے۔ اس کا دل ایک عجیب طرح سے اداس تھا۔ اسے خود اپنی اداسی کی وجہ سمجھ نہیں آ رہی تھی۔

شاید یہ اداسی اس اچانک آجانے والے رشتے پر تھی یا پھر یہ اداسی کسی اپنے کے ساتھ نہ ہونے کی تھی یا پھر یہ اداسی اس گھر سے لگاؤ کی تھی کیونکہ اس نے یہاں اپنا بچپن گزارا تھا یا پھر شاید شاید۔۔

اس کی چلتی سوچوں پر نوال نے بریک لگایا۔

"زینب تم تیار ہو گئی۔۔۔"نوال بولتے ہوئے اس کے کمرے میں داخل ہوئی تھی لیکن زینب کو دیکھ کر اس کی زبان رک گئی۔

"ماشاءاللہ سے تم پیاری لگ رہی ہو۔"نوال کو وہ واقعی میں پیاری لگ رہی تھی۔

"چلو امی نے بلایا ہے۔وہ کہہ رہی ہیں کہ چائے تم بناؤ گی۔"یہ سن کر زینب کھڑی ہو گئی اور نوال کے پیچھے چل دی۔

ابھی اس نے چائے بنانے کے لیے پتیلی کو چولہے پر رکھا ہی تھا کہ گیٹ کھٹکھٹانے کی آواز سنائی دی۔سب لوگ یکدم چوکنا ہو گئے۔مریم اپنا ڈوپٹہ سر پر اچھے سے جماتے ہوئے گیٹ کی طرف بڑھ گئیں۔کچھ دیر بعد اسے برآمدے میں سے آہٹیں اور زنانہ آوازیں سنائی دینے لگی۔اب مریم سب کو اندر لے کر جا رہی تھیں۔اس نے آواز سے اندازہ لگا لیا کہ لوگ زیادہ آئے ہیں۔کچھ دیر میں چائے تیار ہو گئی تو اس نے چائے پتیلی سے کپ میں ڈال دی اور ڈوپٹہ صحیح سے سر پر اوڑھ لیا۔

دوسری طرف نوال بھی مریم کے کہنے پر اسے کچن سے لینے آ گئی تھی۔ زینب نے چائے کی ٹرے کو تھام لیا اور آگے بڑھ گئی۔ نوال اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگی۔ جب وہ کمرے میں داخل ہوئی تو وہاں پر بہت سی عورتیں بیٹھی ہوئی تھیں۔ ان کے ساتھ تین چار بچے بھی تھے۔ جیسے ہی زینب نے چائے میز پر رکھی مریم آگے کو ہوئیں اور میز کی دوسری طرف، صوفے پر بیٹھی عورتوں سے زینب کا تعارف کروایا۔

"یہ زینب ہے۔"

"السلام علیکم!" زینب نے دھیمے لہجے میں سب کو سلام کیا۔

"ماشاءاللہ سے بہت پیاری بچی ہے۔" عورتوں میں سے ایک نے اس پر تبصرہ کیا۔

"جی بس اللہ اس کے نصیب بھی اچھے کرے۔" مریم کی بات پر سب نے آمین کہا۔ زینب ابھی تک میز کی دوسری طرف کھڑی تھی۔ اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ اب اسے کیا کرنا ہے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ارے بیٹا تم وہاں کیوں کھڑی ہو؟ آؤ یہاں میرے پاس بیٹھو۔" ایک فربہہ عورت نے اسے اپنے پاس بیٹھنے کی دعوت دی۔ زینب خاموشی سے ان کے ساتھ بیٹھ گئی۔

"ماشاءاللہ سے آپ کی بیٹی بہت خوبصورت ہے۔ میرے بیٹے عمر اور آپ کی بیٹی زینب کی جوڑی خوب جچے گی۔"

"نگینہ اگر تمہیں لڑکی اچھی لگ گئی ہے، تو نیک کام میں دیری کیوں کر رہی ہو؟ بسم اللہ کرو۔" یہ آواز احمد کی پھپھو کی تھی۔ وہ بھی ان عورتوں کے ساتھ شامل تھیں۔

"آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں۔ تو مریم بہن ہمیں اجازت ہے؟" اس فربہہ عورت نے مریم چچی سے اجازت مانگی۔

"ارے جی جی نگینہ بہن! آپ کی اپنی بیٹی ہے۔"

یہ سن کر نگینہ آنٹی نے اپنے ہاتھوں سے انگوٹھی نکالی اور زینب کی انگلی میں پہنا دی۔ زینب دنیا جہاں کی حیرت سموئے، ان لوگوں کی کارستانی دیکھ رہی تھی۔ اسے تو لگ رہا تھا یہ لوگ اس کا رشتہ مانگنے آئے ہیں مگر یہاں تو اس کی منگنی ہو گئی تھی۔

منگنی کی انگوٹھی انگلی میں جاتے ہی، زینب کے دل میں پھانس چبھی۔ دوسری طرف اس کے ساتھ بیٹھی نگینہ آنٹی اس کی بلائیں اتار رہی تھیں۔

"اللہ تمہیں میرے بیٹے کے ساتھ خوش رکھے۔ سدا سہاگن رہو۔" وہ اسی طرح کی نجانے کون کون سی دعائیں دیے جا رہی تھیں۔

اتنے میں ام ہانی کمرے میں داخل ہوئی اور میٹھائی سے بھری پلیٹ سب کو پیش کی۔ نگینہ آنٹی نے مٹھائی پکڑی اور زینب کے منہ میں ڈال دی۔ زینب نے میٹھائی بمشکل چبا کر حلق سے اتاری۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"میری بہو اب بس آپ لوگوں کے پاس ڈیڑھ دو مہینے کی امانت ہے۔ میں اسے بہت جلد لے جاؤں گی۔" ایک اور بم زینب پر پھوڑا گیا۔ اتنی جلدی شادی ہونے کا مطلب کیا تھا، وہ اچھے سے جانتی تھی۔ اسے اپنے خوابوں سے دستبردار ہونا پڑے گا۔ اسے تو ابھی زندگی میں بہت کچھ کرنا تھا۔ اسے تو ابھی اپنے بھائی کو خود سے راضی کرنا تھا۔ یہ سب اس کے ساتھ کیا

ہو رہا تھا؟اس نے ادھر ادھر مدد طلب نگاہوں سے دیکھا۔ابھی سب زینب کی خوشی میں خوش تھے لیکن زینب اپنی خوشی میں خوش نہیں ہو پا رہی تھی۔

رات کو جب یہ بات گھر کے مردوں کو بتائی گئی، تو زینب کی نظروں نے اشفاق کے چہرے کے تاثرات کو ٹٹولا مگر ان کے چہرے کے تاثرات ایسے تھے جیسے ان کی بہن کی نہیں بلکہ کسی اور شخص کی شادی کی بات کی جا رہی ہو۔البتہ حسن صاحب بہت خوش دکھائی دیں رہے تھے۔انہوں نے زینب کے سر پر شفقت بھرا ہاتھ رکھا اور خوب دعائیں دیں۔

زینب کو پتہ چل گیا تھا کہ اب اس گھر میں اس کے دن پورے ہو گئے ہیں۔جانے اس کی زندگی میں آگے کیا لکھا تھا۔

* *

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

شام کا وقت تھا۔ اشفاق کے گھر میں اس وقت ان کے قریبی رشتہ دار، نوال کو بیٹی کی شادی کی مبارکباد دینے کے لیے آرہے تھے۔ پورا گھر ابھی میزبانی میں مشغول تھا۔ عالیہ کو یہ سنہری موقع لگا۔ اس نے اپنے ہینڈ بیگ میں کچھ پیسے ڈالے اور آہستہ آہستہ سیڑھیاں اترنے لگ گئی۔ عالیہ سیڑھیوں کے آخری زینے پر رکی، پھر اپنے اطراف میں نظریں میں دوڑائیں۔

ڈرائنگ روم سے اٹھتا بچوں اور بڑوں کا شور پورے گھر میں گونج رہا تھا۔ عالیہ نے جب دیکھا کہ آس پاس کوئی نہیں ہے، تو بجلی کی سی تیزی سے بیرونی دروازے سے باہر نکل گئی۔ گھر سے باہر نکلنے کے بعد اس نے مین گیٹ کی طرف چھپکے سے دیکھا۔ وہاں پر بھی کوئی نہیں تھا۔ شاید چوکیدار کو اماں نے کوئی سامان لینے بھیجا تھا۔ عالیہ نے مین گیٹ بھی عبور کرلیا۔ وہ تقریباً بھاگتے ہوئے چل رہی تھی۔ راستے میں اس نے ایک ٹیکسی پکڑی اور اس میں بیٹھ گئی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ اپنی گاڑی لے کر اس لیے نہیں گئی کیونکہ گاڑی کے شور سے سب کو پتہ چل جاتا وہ باہر جا رہی ہے، اور وہ ابھی چھپ کر جانا چاہتی تھی۔

کچھ دیر بعد وہ ریستوران پہنچ گئی۔ عالیہ متلاشی نگاہوں سے آریان کو ڈھونڈنے لگی۔ اسے آریان کونے والی میز پر بیٹھا ملا۔ عالیہ نے خاموشی سے آریان کے سامنے رکھی کرسی کو کھینچا اور اس پر بیٹھ گئی۔

آریان نے عالیہ کی آمد کو محسوس کر لیا تھا، مگر اس نے اپنا سر اوپر نہیں اٹھایا۔ وہ بے مقصد میز کو تکتا رہا۔ عالیہ کی نظریں جب آریان کے چہرے پر گئی تو وہ حیران ہوئی۔ آریان کی حالت ایک دم بکھری ہوئی تھی۔ ڈھیلی ٹائی، بکھرے ہوئے بال اور ویران آنکھیں۔۔۔۔

"تم نے اپنا کیا حال بنا لیا ہے؟" عالیہ کوشش کے باوجود خود کو کہنے سے روک نہ پائی۔

"عالیہ میری ماما تمہارے لیے نہیں مان رہی ہیں اور تم ہو کہ مجھے ہی غلط سمجھ رہی ہو۔ تم مجھے بتاؤ میں کیا کروں؟ میں تمہارے بغیر نہیں رہ سکتا اور انہیں بھی ناراض نہیں کر سکتا۔ یار

تم مجھے سمجھاؤ میں کیا کروں؟" آریان کے لہجے میں الگ ہی بے بسی تھی۔ اس نے شاید عالیہ کا سوال سنا ہی نہیں تھا۔ عالیہ کا دل پسیج گیا۔ اس نے آریان کے ہاتھ پر، اپنا ہاتھ رکھ کر اسے حوصلہ دیا لیکن آج وہ بہت ٹوٹا ہوا تھا۔

"میں۔۔۔ میں انہیں مناؤں گا۔ تمہاری شادی میں بس تین دن رہ گئے ہے۔ میں تب تک انہیں منانے کی پوری کوشش کروں گا، لیکن پلیز تم مجھ سے یوں لاتعلق نہ ہو۔"

"اگر وہ نہ مانیں تو؟" عالیہ نے اپنا خدشہ پیش کیا۔

"تو پھر میرے پاس کوئی راستہ نہیں بچے گا سوائے اس کے کہ میں تم سے، ان کی ناراضگی کے باوجود نکاح کر لوں۔" اس دفعہ آریان کچھ سرد لہجے میں بولا۔

"میں تم سے نکاح اس دن کروں گا، جس دن تمہاری بارات کا فنکشن ہو گا اور پھر تمہیں اپنے گھر لے جاؤں گا۔ ماما بھلے مجھ سے لاکھ ناراض ہوں لیکن وہ کسی نا کسی طرح راضی ہو جائیں گی۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

آریان نے جیسے سب کچھ سوچ لیا تھا۔ پھر اس نے عالیہ کا ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں لیا اور اس کو غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"کیا تمہیں مجھ پر بھروسہ ہے؟"

"ہاں مجھے تم پر بھروسہ ہے۔" عالیہ نے فوراً بولا۔

عالیہ کی بات سن کر آریان مسکرایا۔ وہ بھی مسکرادی لیکن ریستوران کی بھوری دیواریں نہ مسکرا سکی۔ وہ بالکل خاموشی سے ان دونوں کو دیکھ رہی تھیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

* *

جب وہ دونوں ریستوران سے باہر نکلے، تو عالیہ کی نظر کچھ دور کھڑے شایان پر گئی۔ شایان اسے دیکھ چکا تھا اور اب اسی کی طرف آرہا تھا۔ عالیہ اسے دیکھ کر خوفزدہ ہو گئی۔

"شایان!"عالیہ کے منہ سے بس یہ لفظ نکل پایا۔

"کیا؟!"آریان نے نا سمجھی سے اسے دیکھا، پھر اس کی نظروں کا تعاقب کرنے کی کوشش کی۔

"شایان ادھر ہی ہے اور ہماری طرف آرہا ہے۔ پلیز تم ابھی یہاں سے چلے جاؤ۔ میں نہیں چاہتی کوئی مسئلہ پیدا ہو۔ پلیز!"

آریان کو دیکھ کر ایسا لگ رہا تھا کہ وہ جانا نہیں چاہتا ہے لیکن پھر بھی عالیہ کے کہنے پر چلا گیا۔ شایان تب تک عالیہ کے پاس پہنچ چکا تھا۔ شایان نے عالیہ کو آریان کے ساتھ دیکھ لیا تھا۔

"یہ کون تھا عالیہ؟"اس نے عالیہ سے پوچھا۔ عالیہ کی دل کی دھڑکنیں تیز ہونے لگیں لیکن اس نے چہرے کے تاثرات نارمل رکھے۔

"کیوں آپ کو اب یہ لگ رہا ہے کہ میرا اور اس کا کوئی افیئر ہے؟"عالیہ نے اس کے سوال کا جواب دینے کی بجائے،شایان سے سوال کیا۔شایان اس کے اتنے کھلے انداز میں پوچھنے پر کچھ گڑبڑا گیا۔

"نہیں!میں تو بس یونہی پوچھ رہا تھا۔"شایان کی بات کا عالیہ نے کوئی جواب نہیں دیا بلکہ شایان کو وہی چھوڑ کر خاموشی سے آگے کی طرف چل دی۔سڑک پر کھڑے ہو کر،وہ کسی ٹیکسی کے گزرنے کا انتظار کر رہی تھی۔

"تم کار لے کر نہیں آئی؟"شایان نے جب عالیہ کو یوں کھڑا دیکھا،تو پوچھا۔

"نہیں!"عالیہ نے نفی میں سر ہلایا۔

"میرے ساتھ چلو۔میں گھر جا رہا ہوں۔راستے میں تمہیں بھی تمہارے گھر چھوڑ دوں گا۔"

"نہیں آپ کو زحمت اٹھانے کی ضرورت نہیں ہے۔میں خود چلی جاؤں گی۔"عالیہ نے اس کی پیشکش فوراً رد کی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ضد نہ کرو اور میرے ساتھ چلو۔ میں تمہیں یہاں پر کسی ٹیکسی ڈرائیور کے رحم و کرم پر نہیں چھوڑ سکتا۔ تم اچھے سے جانتی ہو ملک کے اس وقت کیا حالات ہیں۔" شایان کا لہجہ دو ٹوک تھا۔ عالیہ کو پتہ چل گیا کہ شایان اب اسے لے کر ہی یہاں سے جائے گا، اس لیے بحث کرنا بے کار تھی۔

"اچھا ٹھیک ہے۔" عالیہ نے آہستگی سے کہا۔ شایان آگے بڑھ گیا اور روڈ کراس کر کے اپنی گاڑی تک پہنچ گیا۔ عالیہ نے بھی اس کی تقلید کی۔

گاڑی میں بیٹھنے سے پورے سفر تک، دونوں نے ایک دوسرے سے کوئی بات نہیں کی۔ شایان خاموشی سے اپنی گاڑی چلاتا رہا اور عالیہ کھڑکی سے باہر دیکھتی رہی۔

جیسے ہی اشفاق کا گھر آیا، عالیہ نے اپنا ہینڈ بیگ تھاما اور جانے کے لیے اٹھ گئی۔ جانے عالیہ کے ذہن میں ایسا کون سا خیال آیا کہ اس نے شایان سے ایک سوال پوچھا۔

"آپ وہاں کیا کر رہے تھے؟" عالیہ نے سوال کر تو لیا تھا لیکن پھر پچھتائی۔ اگر اب شایان نے اس سے یہی سوال پوچھ لیا، تو وہ کیا جواب دے گی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ریستوران کے ساتھ جو کپڑوں کی دکان تھی، میں وہاں پر آیا تھا۔ نمرہ نے اپنا آرڈر کیا ہوا ڈوپٹہ وہاں سے اٹھوانا تھا مگر وہ ڈوپٹہ ابھی تک تیار نہیں ہوا ہے۔"

شایان کی بات سن کر عالیہ نے بس "اچھا" کہا اور گاڑی سے اتر گئی۔ شایان عالیہ کو اس کی منزل پر اتار کر اب اپنی منزل کی جانب سفر کرنے لگا۔ شایان نے بے اختیار سوچا کہ اب بس تین دن رہ گئے تھے، پھر ان کا راستہ اور منزل دونوں ایک ہو جائے گی۔

دوسری طرف عالیہ گھر میں داخل ہوئی، تو اسے چوکیدار اپنی کرسی پر بیٹھا ہوا دکھائی دیا مگر وہ غنودگی کی حالت میں تھا۔ عالیہ شور مچائے بغیر گھر میں داخل ہو گئی۔ گھر میں بھی راستہ صاف تھا۔ گھر میں ہر طرف اس وقت خاموشی تھی۔ شاید مہمان گھر چلے گئے تھے۔ وہ آہستہ آہستہ سیڑھیاں چڑھنے لگی۔ سیڑھیاں چڑھ کر وہ اپنے کمرے تک آئی۔ اس نے ابھی اپنے کمرے کے دروازے کے ہینڈل کو پکڑا ہی تھا جب اسے اپنے پیچھے سے ایک آواز سنائی دی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کہاں گئی تھیں آپ؟"عالیہ کو ایک پل کے لیے یہ آواز موت کے فرشتے کی معلوم ہوئی۔ وہ کرنٹ کھا کر پیچھے مڑی۔اس نے دیکھا کہ اس کے پیچھے موت کا فرشتہ نہیں بلکہ جائی یانہ کھڑی تھی۔

"تمہیں کیا مسئلہ ہے؟جاؤ یہاں سے!"

"اچھا، ٹھیک ہے۔اماں!"جائی یانہ نے اونچی آواز میں اماں کو بلایا۔عالیہ فوراًاس کے پاس گئی اور اس کے منہ پر ہاتھ رکھا۔

"امممم!امم!"

جائی یانہ نے آواز نکالنے کی کوشش کی لیکن اس کا منہ عالیہ نے سختی سے بند کیا ہوا تھا۔ عالیہ اسے ایسے ہی پکڑ کر اپنے کمرے میں لے کر آ گئی اور دروازہ بند کر دیا۔اس کے بعد جائی یانہ کے منہ پر سے اپنا ہاتھ ہٹایا۔

"یہ کیا حرکت ہے؟مجھے اغواء کیوں کیا ہے؟"جائی یانہ کی بات سن کر عالیہ نے اسے سختی سے گھورا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"بکواس بند کرو اپنی! اور خبر دار اماں کو کوئی بات بھی بتائی ورنہ تمہارا اس دنیا میں آخری دن ہو گا!" عالیہ کی تنبیہہ سن کر بھی جائی یا نہ کے کان پر جوں نہیں رینگی۔

"اچھی بات ہے! میں اماں کو بتا دیتی ہوں۔ دونوں بہنیں ساتھ دنیا سے جانے کی ٹکٹیں کٹوائیں گی۔"

جائی یا نہ یہ کہہ کر دروازے کی جانب لپکی مگر عالیہ نے اسے پکڑ کر دور کیا۔

"تم میرے ہاتھوں کیوں ضائع ہونا چاہتی ہو جائی یا نہ؟"

"اچھا چلیں! ہم دونوں ایک ڈیل کر لیتے ہیں، یوں نہ میں ضائع ہو نگی اور نہ آپ کو اماں سے ڈانٹ پڑے گی۔"

"کیسی ڈیل؟" عالیہ کی بھنویں سکڑ گئیں۔

"مجھے دو کتابیں خریدنی ہے۔ اگر آپ مجھے پیسے دے دیں گی، تو میں کتابیں خرید لوں گی۔"

"کتنے چاہیے؟" عالیہ نے فوراً پوچھا۔

"دو ہزار روپے۔۔۔۔"جائی یانہ کی بات سن کر عالیہ کا دماغ بھک سے اڑ گیا۔

"کیا؟"

"دیکھیں بات بھی تو اتنی بڑی ہے۔ پہلے آپ اماں سے بغیر پوچھے گھر سے باہر چلی گئی اور ابھی آپ کو شایان بھائی چھوڑ کر گئے ہیں۔ سوچیں اگر۔۔۔۔۔"عالیہ نے جائی یانہ کی بات کاٹی۔

"تم میری جاسوسی کر رہی تھی؟"

"بلکل نہیں!"جائی یانہ نے سر نفی میں ہلایا۔"میں آپ کی جاسوسی کیوں کروں گی؟وہ تو بس میں نے اپنے کمرے کی کھڑکی سے آپ کو شایان بھائی کی گاڑی سے اترتے دیکھا، تو بولا۔"

"ہمم!"عالیہ نے ہنکارا بھرا۔"دیکھو جائی یانہ میرے پاس ابھی ہزار روپے ہیں۔ ابھی ان ہی سے گزارا کر لو۔"

جائی یانہ عالیہ بات سن کر سوچ میں پڑ گئی، پھر کچھ دیر بعد اس نے کہا۔

"چلیں ٹھیک ہے۔ابھی کے لیے یہی کافی ہے۔آپ بھی سوچیں گی کس سختی سے پالا پڑا ہے۔"عالیہ نے پرس سے ہزار کا نوٹ نکال کر،جائی یانہ کو تھمادیا۔ساتھ میں تاکید بھی کردی۔

"یہ بات کسی کو پتہ نہیں چلنی چاہیے۔"جائی یانہ نے اپنے لبوں پر انگلی پھیر کر گویا زپ لگادی۔

"اب چلو میرے کمرے سے باہر نکل جاؤ۔"عالیہ کی بات سننے سے پہلے ہی,جائی یانہ باہر جا رہی تھی۔ہزار کا نوٹ تھامے اس کے ذہن میں یہی خیال تھا کہ وہ ان پیسوں سے کونسی کتاب خریدے گی۔جیسے ہی جائی یانہ کمرے سے نکلی,عالیہ نے سکھ کا سانس لیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

* *

زینب اب بالکل بھی کالج نہیں جا رہی تھی۔ مریم اور حسن اب اسے کالج نہیں جانے دیتے تھے۔ زینب نے حسن اور مریم کو منانے کی ہر ممکن کوشش کی مگر وہ دونوں نہیں مانیں۔ ان دونوں کا کہنا تھا کہ اس کی شادی ہونے والی ہے، اس لیے اب اسے گھر سے باہر نہیں جانا چاہیے بلکہ اب گھر میں رہ کر گھر داری میں ہاتھ بٹانا چاہیے۔

زینب ابھی چھت پر کپڑے سکھا رہی تھی، جب اسے اپنے پیچھے آہٹ محسوس ہوئی۔ اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو ایک پل کے لیے اس کی دھڑکنیں تھم گئی۔

اس کے پیچھے وہی لڑکا کھڑا تھا، جو اکثر زینب کا پیچھا کیا کرتا تھا۔ لڑکے نے گہرے بھورے رنگ کی شلوار قمیض پہنی ہوئی تھی، جس کے گریبان کے بٹن اس وقت کھلے تھے۔ گردن میں سلور رنگ کی چین واضح دکھائی دے رہی تھی۔ اس نے زینب کی کلائی پکڑی اور اسے پیچھے کرتے ہوئے دیوار پر لگا دیا۔ زینب کے لیے یہ سب کچھ اتنا جلدی تھا کہ وہ چند پل کے لیے وہ کچھ سمجھ بھی نہیں پائی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تم میرے علاوہ کسی اور کی ہونے کا کیسے سوچ سکتی ہو؟"لڑکے نے غصے سے بولا۔"میں تم سے اتنی محبت کرتا ہوں۔پاگلوں کی طرح تمہارے پیچھے پڑا ہوا ہوں اور تم ہو کہ میری طرف دیکھتی ہی نہیں ہو۔"

زینب کو اپنے دل کی دھڑکنیں بے ترتیب ہوتی محسوس ہوئیں۔

"می۔۔میں نہی۔۔جانتی کہ تم۔۔کس بارے۔۔میں بیبات کر رہے۔۔۔ہو۔"زینب نے بات کرنے کی کوشش کی۔

"تم نہیں جانتی ہو کہ میں کس بارے میں بات کر رہا ہوں!"لڑکے نے اپنا دوسرا ہاتھ،دیوار پر زور سے مارا۔"میں کہہ رہا ہوں کہ میں تم سے محبت کرتا ہوں،شادی کرنا چاہتا ہوں اور تم!تم مجھے چھوڑ کر جا رہی ہو۔میں نے اپنے محبت کے پیغامات تمہاری کزن کے ذریعے، تم تک بھجوائے مگر تم نے انہیں بھی پھاڑ دیا۔"

"کونسے پیغامات؟کونسی کزن؟"زینب نے حیرت سے پوچھا۔

"اب یہ مت کہنا کہ تم کچھ جانتی نہیں ہو۔ تمہاری کزن ام ہانی کو میں نے خود سارے پیغامات دیے تھے اور اس نے تمہیں دے بھی دیے تھے۔"

زینب نے جیسے ہی ام ہانی کا نام سنا، اسے سب سمجھ آ گئی۔ اسے پتہ چل گیا کہ یہ مصیبت جو اس کے پیچھے پڑی ہے، یہ ام ہانی کی لائی ہوئی ہے۔ آخر اس نے ام ہانی کا بگاڑا کیا تھا، جو وہ اس کی مشکل زندگی کو مزید مشکل بنا رہی تھی۔

"دیکھو نہ میں تمہیں جانتی ہوں اور نہ تمہارا کوئی پیغام مجھ تک موصول ہوا۔ بہتر ہو گا کہ تم میرا پیچھا چھوڑ دو اور جا کر اس سے بات کرو جس نے تمہیں میرے پیچھے لگایا ہے۔" زینب نے کچھ ہمت دکھائی اور اپنی کلائی چھڑوا کر لڑکے کو کچھ پیچھے کیا لیکن اس لڑکے نے دوبارہ اس کی کلائی تھام لی۔

"کیا کہا تم نے؟" لڑکے نے ابھی یہ بات بولی ہی تھی کہ ایک دم سے چھت پر ایک مردانہ آواز گونجی۔ زینب اور اور اس لڑکے نے آواز سن کر اپنی گردن گھمائی، تو دونوں کے چہرے تاریک پڑ گئے۔

* *

اگلا دن اشفاق کے گھر میں انتہائی مصروف گزرا، کیونکہ ام ہانی سالوں بعد پاکستان آ رہی تھیں صبح کے گیارہ بجے جیسے ہی ام ہانی اور عیسیٰ کی گاڑی اشفاق صاحب کے گھر کے پورچ میں رکی، تو سارا خاندان گھر سے باہر نکل کر ان کے استقبال کے لیے جمع ہو گیا۔ گاڑی کی پچھلی نشست سے سب سے پہلے عیسیٰ نکلا۔ عیسیٰ نے سفید رنگ کی ٹی شرٹ پر نیلی جینز پہنی ہوئی تھی۔ وہ گاڑی کی دوسری طرف مڑا اور پچھلی طرف کا دوسرا دروازہ کھل گیا۔ گاڑی کے دروازے سے سب سے پہلے کالے رنگ کی سینڈل نکلی۔ اس کے بعد پورا سراپا اشفاق کے خاندان کے سامنے پیش ہوا۔ ان کے سامنے ام ہانی کھڑی تھیں۔ ام ہانی سلیولیس پیلی قمیض پر لال شلوار پہنے ہوئے تھیں۔ ان کے بال اسٹیپس کی صورت میں کٹے ہوئے تھے جبکہ سر

پر کالا چشمہ لگا ہوا تھا۔ہاتھ میں بھورے رنگ کا ہینڈ بیگ لٹکا ہوا تھا۔ام ہانی ابھی تک اسمارٹ تھیں۔وہ اپنی عمر سے کافی چھوٹی لگتی تھیں۔

ام ہانی کو دیکھ کر معلوم ہوتا تھا کہ انہوں نے باہر کی تہذیب کا خاصا اثر لیا ہے۔نوال اور اشفاق کو ان کا لباس بہت نامناسب لگا مگر انہوں نے کچھ نہیں کہا۔اتنے سالوں بعد آئے مہمان کو ٹوکنا اخلاقی طور پر غیر مناسب تھا۔

وہ قدم قدم چلتی نوال کے سامنے کھڑی ہو گئیں۔دونوں بہنوں کے نقش و نگار ایک دوسرے سے خاصے ملتے تھے۔دونوں بہنوں نے لمحے کے لیے ایک دوسرے کو دیکھا اور پھر گلے لگ گئیں۔دونوں کو ایک دوسرے کے جسم سے نکلتی حدت، محسوس ہو رہی تھی۔

کچھ دیر بعد ام ہانی نوال سے الگ ہو گئیں اور اشفاق سے سلام کیا۔

"السلام علیکم!"اشفاق نے ان کے سر پر ہاتھ رکھ دیا۔

"وعلیکم السلام! نوال آپ ام ہانی کی اچھے سے میزبانی کریں۔ میں لنچ تک آجاؤں گا۔"

اشفاق یہ کہتے ہوئے اپنی گاڑی میں بیٹھ گئے۔ اس کے بعد ام ہانی، عالیہ اور عزاہ سے ملنے لگیں۔ ان دونوں سے ملنے کے بعد وہ جائی یانہ کی طرف بڑھی اور اس کے گلے لگ گئیں۔

"لڑکی! میں نے تمہارے متعلق بہت سنا ہے۔ کیسی طبیعت ہے تمہاری؟" ام ہانی کا لہجہ ایسا تھا جیسے بہت جائی یانہ اور ان کی بہت پرانی یاری تھی جبکہ جائی یانہ حیرت کے مارے غش کھا رہی تھی۔ ہوش سنبھالنے کے بعد وہ پہلی دفعہ براہ راست ام ہانی سے مل رہی تھی۔ اس سے پہلے اگر ان دونوں کے درمیان رابطہ تھا بھی تو وہ، بس فون کے ذریعے ہوتا تھا اور وہ بھی رسمی سا۔

ام ہانی نے جائی یانہ کے کندھوں پر بازو رکھ دیا اور اندر کی جانب بڑھ گئیں۔ جائی یانہ کو جانے کیوں یہ دوستانہ انداز کھٹک رہا تھا۔

* *

کچھ لمحات بعد اگر اشفاق کے گھر کے اندر آؤ تو سب لوگ لاؤنج میں محفل جمائے بیٹھے تھے۔ عزاہ کے علاوہ پورا گھر لاؤنج میں ہی موجود تھا۔ ان سب کو چھوڑ کر عزاہ کھانے کی تیاریوں میں مصروف تھی۔ جائی یانہ کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ بھی کسی طرح عزاہ کی مدد کروانے کے بہانے سے یہاں سے کھڑی ہو جائے مگر ام ہانی اسے کچھ بھی کہنے کا موقع نہیں دے رہی تھی۔ وہ دونوں صوفے پر ساتھ بیٹھی تھیں۔ ام ہانی جائی یانہ سے ذاتی نوعیت کے سوالات پوچھ رہی تھیں، جائی یانہ کے جوابات دینے پر اپنے تبصرے پیش کر رہی تھیں۔ جائی یانہ کو ام ہانی کے تبصرے بالکل بھی اچھے نہیں لگ رہے تھے۔

"تم کیا پڑھ رہی ہو جائی یانہ؟" ام ہانی اب پڑھائی کے موضوع کی جانب بڑھی تھیں۔

"بی بی اے!" جائی یانہ کا جواب سن کر ام ہانی بولیں۔

"بی بی اے؟ بی بی اے پڑھنے کا کیا فائدہ؟ کیا لڑکیاں آفس اور کاروباری کاموں میں حصہ لیتی اچھی لگتی ہیں؟ لڑکیاں تو گھر داری کرتی اچھی لگتی ہیں اور اگر پھر بھی پڑھائی کا شوق

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ہے، تو ڈاکٹر بن جائیں۔ ایسی مردانہ فیلڈز میں خود کو تھکانے کا کیا فائدہ؟" ام ہانی کی باتوں سے اندازہ لگانا مشکل تھا کہ وہ اپنی زندگی کا طویل عرصہ امریکہ میں گزار کر آئی ہیں۔ بی بی اے پر اپنی طنزیہ رائے پیش کرنے کے بعد اب ام ہانی، جائی یانہ کی ظاہری صورت پر آئی۔

"کیا حلیہ بنایا ہوا ہے تم نے اپنا؟ کہیں سے بھی نہیں لگ رہا ہے کہ اس زمانے کی لڑکی ہو۔ بندہ خود کو تھوڑا سا گروم کرتا ہے۔ اب تو یوٹیوب میں ویڈیوز بڑھی ہوئی ہیں لڑکیوں کی ڈریسنگ سینس ٹھیک کرنے کے لیے۔۔۔"

"میں خود تھک گئی ہوں اس کو سمجھاتے سمجھاتے مگر مجال ہے کہ یہ لڑکی میری کوئی بات سن لے" نوال بھی ام ہانی کے ساتھ شروع ہو گئیں۔

"عالیہ کا فیشن سینس اتنا اچھا ہے۔ تم تھوڑا سا عالیہ سے سیکھ لو۔ اوپر سے تمہاری رنگت بھی بہت سانولی ہے۔" جائی یانہ کو ایسا لگ رہا تھا کہ بیچ بازار میں اسے درے مارے جا رہے ہو۔ اوپر سے کوئی بھی شخص اس کی طرف داری نہیں کر رہا تھا۔ اس کی سگی ماں اسے ذلیل کرنے والوں کے ساتھ مل گئی تھی۔ ماں باپ کو سمجھنا چاہیے، بعض اوقات بھری محفل

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

میں ان کے رشتہ دار بچوں کی بھلائی کے لیے نہیں بلکہ بچوں کو ذلیل کرنے کے لیے ان کی کمزوریوں کا تذکرہ چھیڑتے ہیں۔

"اتنی ساری اسکن کیئر پروڈکٹس مارکیٹ میں موجود ہیں۔ تم اگر مجھ سے کہتی تو میں خود تمہارے لیے امریکہ سے اسکن کیئر پروڈکٹ لاتی۔" جائی یانہ نے جب اپنے سامنے سنگل صوفے پر بیٹھے عیسیٰ کے ہونٹوں پر طنزیہ مسکراہٹ دیکھی، تو اس کی بس ہو گئی۔ وہ کچھ کہنے ہی والی تھی لیکن اچانک لاؤنج میں داخل ہوتے شخص نے جائی یانہ کی حمایت لی۔

"ان سب چیزوں کو ضرورت تمہیں ہو گی ام ہانی۔ ہماری بچی کو ایسی چیزوں کی ضرورت نہیں ہے۔ ماشاءاللہ سے اس کا چہرہ ہی اتنا پیارا ہے کہ دیکھنے والے کو ایک نظر میں بھا جاتا ہے۔"

جائی یانہ کا چہرہ کھل گیا۔ زینب قدم قدم چلتی ہوئی لاؤنج میں داخل ہوئیں۔

"آئندہ کے بعد ایسی بات کرتے ہوئے احتیاط کرنا۔ ایسا نہ ہو کہ تمہیں خود ہی منہ کی کھانی پڑے۔" زینب نے نرم لہجے میں ام ہانی کو باور کروایا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ام ہانی کی مسکراہٹ لمحے بھر کے لیے تھم گئی دوسری طرف نوال زینب کو دیکھ کر اس کے استقبال میں کھڑی ہو گئیں اور انہیں گلے لگایا۔

"زینب خیریت؟ کیسے آنا ہوا؟" نوال نے ان سے الگ ہوتے ہوئے پوچھا۔

"بھابھی نمرہ نے مجھے بتایا تھا کہ آج ام ہانی آئے گی۔ تو سوچا کیوں نہ اس سے ملنے آجاؤں۔"

زینب بات کرتے کرتے اسی صوفے پر بیٹھ گئیں جس پر جائی یا نہ اور ام ہانی بیٹھے تھے۔

"اور سناؤ ام ہانی کیا حال ہے؟"

"میں تو ٹھیک ہوں۔ تم اپنی سناؤ فوٹو گرافر صاحبہ؟ اتنے سالوں بعد میری یاد کیسے آئی؟ میں تو سمجھتی تھی کہ تم مجھے بالکل بھول گئی ہو۔" ام ہانی نے اپنا لہجہ نارمل بنا کر طنز کرنے کی کوشش کی۔

"تم صحیح کہہ رہی ہو۔ زندگی میں اتنے ضروری کام ہیں کہ غیر ضروری لوگوں کی یاد ہی نہیں آتی لیکن اب میں آگئی ہوں، تو تمہارے شکوے دور کر کے ہی جاؤں گی۔"

عیسیٰ نے حیرت سے زینب کو دیکھا۔ اسے یقین نہیں آرہا تھا کہ کوئی اس کی ماں کو بھی منہ توڑ جوابات دیں سکتا ہے۔ نوال نے ان دونوں کی گفتگو کو غلط سمت جاتے دیکھا، تو بات بدلنے کی کوشش کی۔

"تم لوگ کیا فضول باتیں کر رہے ہو؟ ان باتوں کو چھوڑو۔ ام ہانی! میں سوچ رہی تھی کہ عالیہ اور شایان کی شادی تو ہو ہی رہی ہے۔ تو کیوں نا تم اپنے عیسیٰ کے لیے بھی کوئی لڑکی پسند کر لو۔۔۔۔"

"جی باجی آپ صحیح کہہ رہی ہیں۔ میں بھی یہی سوچ رہی تھی مگر مجھے عیسیٰ کی ہم جوڑ لڑکی کو ڈھونڈنے میں خاصی دقت پیش آئے گی۔ گھر کی لڑکیاں تو اس کی عمر سے بڑی ہیں اور جو بچی ہوئی ہیں، وہ میرے عیسیٰ کے لائق کہاں؟" اس دفعہ نوال کا چہرہ بھی فق ہوا تھا۔ وہ جانتی تھی کہ ام ہانی کا نشانہ کس پر تھا جبکہ زینب اس کی بات سن کر ہنس دی۔

"میں نے سنا تھا کہ امریکہ کے لوگ بڑے بلنٹ ہوتے ہیں، آج دیکھ بھی لیا۔ مجھے نہیں پتہ تھا ام ہانی کو امریکہ کا پانی اتنا راس آجائے گا کہ اپنے سگے بیٹے کو خود اپنے منہ سے، ہماری

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

لڑکیوں سے کم تر کہہ دے گی ویسے تمہارا بیٹا مجھے اتنا بھی کم تر نہیں لگا، کیوں جائی یا نہ؟" آخر میں زینب نے جائی یا نہ کی رائے مانگی۔

عیسیٰ نے بے اختیار پہلو بدلا۔ اس کا چہرہ خفت سے لال ہو گیا تھا۔ دوسری طرف امہانی کی بھی بس ہو گئی تھی۔ ابھی وہ زینب کو کھڑی کھڑی سنانے والی تھیں کہ اشفاق صاحب گھر میں داخل ہو کر سیدھا لاؤنج میں آ گئے۔

"کس بارے میں بات کر رہے تھے آپ لوگ؟" اشفاق نے امہانی اور نوال کو دیکھتے ہوئے پوچھا تھا۔ زینب کو انہوں نے ہمیشہ کی طرح نظر انداز کر دیا۔

"کوئی خاص بات نہیں ہو رہی تھی۔" نوال نے ان کے سوال کا ہلکے پھلکے لہجے میں جواب دیا۔ اسی وقت عزاہ لاؤنج میں آئی۔ اس کا ڈوپٹہ گلے میں جھول رہا تھا۔

"کھانا لگ گیا ہے اماں!" یہ سن کر سب لوگ ڈائننگ ہال میں جانے کے لیے کھڑے ہو گئے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کچھ لمحات بعد ڈائننگ ہال میں آؤ، تو سب لوگ کھانا کھانے میں مشغول تھے۔ کھانے کے دوران اشفاق بار بار ام ہانی کو کھانے کے لیے ڈشیں پیش کر رہے تھے اور کھانا کھانے کی ترغیب بھی دے رہے تھے۔ ان کا زینب کی جانب کوئی دھیان نہیں تھا۔ ام ہانی اپنی کینی گہری مسکراہٹ کے ساتھ زینب کو دیکھ رہی تھیں، جیسے کہنا چاہ رہی ہو کہ اس گھر میں آج بھی اس کی قدر زینب سے زیادہ ہے۔

زینب جواب میں بولیں۔

"آہ! آج تو مجھے مریم چچی کی بہت یاد آ رہی ہے۔" سب کے چہرے سوگوار ہو گئے۔

"یاد ہے نوال! جب جائی یانہ پیدا ہوئی تھی، تو مریم چچی کس طرح اس کے نین نقش کو ہماری ماں سے ملا رہی تھیں۔ مریم چچی کو جائی یانہ ہو بہو ماں کی شبیہہ لگی۔"

زینب کی بات سن کر اشفاق کے چہرے پر ایک سوگوار مسکراہٹ پھیل گئی۔ اشفاق نے دنیا میں بس دو عورتوں کو دل سے چاہا تھا۔ ایک اپنی ماں اور دوسری جائی یانہ۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"جب ام ہانی تم ہماری جائی یانہ کو اس کے سانولے رنگ کی وجہ سے ٹوک رہی تھی، تو مجھے بہت برا لگا۔ مجھے ایسا لگا کہ تم میری امی جان کے نین نقش کا مزاق اڑا رہی ہو۔" یہ بات سن کر ام ہانی کا چہرہ فق ہو گیا۔ دوسری طرف اشفاق نے بھی ام ہانی کو گھورا۔

"میری بیٹی کا رنگ چاہے سانولا ہو یا گورا، کسی دوسرے کو فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔"

ام ہانی نے زبردستی مسکرانے کی کوشش کی۔

"اشفاق بھائی مجھے تو بس جائی یانہ کی فکر تھی، اس لیے کہہ دیا۔"

"آئیندہ خیال رکھنا۔" اشفاق نے دو ٹوک انداز میں اسے تنبیہ دے دی۔ دوسری طرف جائی یانہ اپنی رنگت کو موضوع بنتا دیکھ کر دل ہی دل میں کڑھ رہی تھی۔

کھانا کھا لینے کے بعد زینب نے شایان کو کال کر دی کہ وہ انہیں لینے آجائے۔ آدھے گھنٹے بعد شایان کی گاڑی اشفاق کے پورچ میں موجود تھی۔ زینب، شایان کی آمد کی اطلاع سن کر

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

سب کو خدا حافظ کہتی گھر سے باہر نکلنے لگیں۔ایک دم انہیں کچھ یاد آیا۔وہ رکیں اور عالیہ سے پوچھا۔

"عالیہ بیٹا تمہیں جوتی فٹ آگئی تھی نا جو تم نے نمرہ کے ساتھ خریدی تھی؟"

"جی۔۔۔"عالیہ نے زینب کی بات کا جواب دیا۔

"ہمم چلو ٹھیک ہے۔ پھر میں ولیمے کی سینڈل بھی اسی نمبر کی لے آؤں گی۔"زینب نے سوچتے ہوئے کہا۔

"ویسے تمہاری دوست تم سے ملنے کے لیے بہت مچل رہی تھی۔۔"

عالیہ ان کی بات سن کر ہنس دی۔

"تو آپ اسے لے آتیں!"

"روز تو دونوں بات کرتی ہو۔ آخر اتنی باتیں لاتی کہاں سے ہو؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"دوستوں کے درمیان ہزاروں باتیں ہوتی ہیں جو وہ ایک دوسرے سے شئیر کرتی ہیں۔ آپ بھی اپنے دور میں اپنی دوستوں کے ساتھ یوں ہی اٹیچ ہونگی۔" عالیہ کی بات سن کر زینب کو سانپ سونگھ گیا۔

(تم نے میرے ساتھ کیا کر دیا زینب!)

زینب کو یہ آواز بہت دور سے آتی محسوس ہوئی۔ انہوں نے سر جھٹکا اور نوال کی جانب متوجہ ہو گئی۔

"اچھا بھابھی، تو اب اجازت دے دیں۔" زینب، نوال اور ام ہانی بات کرتے ہوئے پورچ میں آ گئے۔

"تم کچھ دیر اور رک جاتی تو اچھا لگتا!" نوال کی بات پر زینب مسکرائیں۔

"نہیں بھابھی آپ تو جانتی ہیں شادی کا گھر ہے، سو انتظام ہیں، جو مجھے سنبھالنے ہیں۔ یہ تو آج میں خصوصی ام ہانی سے ملنے آ گئی۔" آخر میں انہوں نے ام ہانی کو دیکھا، جس کے ہونٹ اس وقت غصے سے بھینچے ہوئے تھے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ہمم چلو! اسی بہانے تمہیں اپنے بھائی کے گھر آنے کا موقع تو ملا۔" ام ہانی کا طنز زینب نے اچھے سے محسوس کر لیا تھا لیکن اس وقت نظر انداز کر دیا۔

وہ آگے بڑھیں اور گاڑی میں بیٹھ گئیں۔ شایان نے گاڑی گیٹ سے باہر نکال لی اور اپنے گھر کے راستے پر دوڑا دی۔

"جہاں تک مجھے معلوم ہے آپ کو تو ام ہانی آنٹی کچھ زیادہ اچھی نہیں لگتیں، پھر آپ ان سے ملنے کیوں گئیں؟" شایان نے نظریں سامنے سڑک پر ہی جمائے رکھی۔

"دیکھنا چاہتی تھی کہ اس کے اندر کا شر ختم ہوا ہے یا نہیں۔" زینب نے بھی سامنے دیکھتے ہوئے جواب دیا۔

"تو کیا پتہ چلا آپ کو؟"

زینب سیٹ پر کچھ پیچھے کو ہوئیں اور آنکھیں موند لیں۔

"یہی کہ فطرت کبھی نہیں بدلتی۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

دوسری طرف ام ہانی پورچ میں کھڑی نوال پر غصے سے چلا رہی تھیں۔ ان کا بس نہیں چل رہا تھا زینب کا منہ توڑ دے۔

"اس کی زبان دیکھی تھی۔ قینچی جیسی زبان سنبھال نہیں سکتی۔ جو لڑکی کل تک ہمارے ٹکڑوں پر پلتی تھی، وہ آج ہمارے منہ پر آ رہی ہے۔ پتہ نہیں کیا سوچ کر آپ نے عالیہ کی شادی اس منحوس کے بیٹے سے کروانے کا سوچا۔"

نوال نے جب ام ہانی کو اتنے غصے میں دیکھا تو پرسکون کروانے کی کوشش کی۔

"آرام سے بولو۔ تمہارے بھائی نے سن لیا تو کیا سوچیں گے؟"

"میں تو یونہی بولوں گی، کوئی سنتا ہے تو سن لے۔" یہ کہہ کر ام ہانی اندر چلی گئی۔ نوال نے ایک گہرا سانس باہر کو نکالا، پھر اندر چلی گئی۔ وہ جانتی تھی کہ جب تک ام ہانی یہاں پر ہے، اس کا زینب کے ساتھ جھگڑا ضرور رہے گا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

****

"یہ سب کیا چل رہا ہے؟"اشفاق کی آواز سن کر جہاں زینب کو دھچکا لگا تھا،وہی وہ لڑکا بھی حیران ہوا تھا۔

اشفاق برق رفتاری سے ان دونوں کے پاس آیا اور زینب کا ہاتھ اس لڑکے کے ہاتھ سے چھڑوایا۔

"کمینے انسان!ہماری عزت پر ہاتھ ڈالنے کی تیری ہمت کیسے ہوئی؟"اشفاق نے لڑکے کا گریبان پکڑ لیا تھا اور اسے پیچھے کی طرف دھکیلنے لگا۔

"میرا گریبان چھوڑ!"لڑکے نے اپنا گریبان چھڑوانا چاہا۔

"تو مجھے بتا تیری ہمت کیسے ہوئی ہمارے گھر کی چھت پر یوں دندنانے کی؟"اشفاق کی گرفت اس شخص کے گریبان پر مزید مضبوط ہو گئی۔

"تیری بہن کو پسند کرتا ہوں اور اسے بتانے آیا ہوں کہ شادی کروں گا، تو اسی سے کروں گا۔" لڑکے کی بات سن کر اشفاق مزید آگ بگولہ ہو گیا۔

"تیری تو!" اشفاق نے اس کی ناک پر مکا مار دیا، پھر اسے ساتھ چھت کی دیوار کے پاس دھکا دے دیا۔

"تو ابھی یہاں سے نکل جا، ورنہ تیرا میرے ہاتھوں قتل ہو جائے گا۔" اشفاق نے کہا۔ "اور یہ مت سمجھی کہ میں خاموش بیٹھ گیا ہوں۔ تیرا تو میں بندوبست کرتا ہوں۔"

لڑکا دیوار پھلانگ کر چلا گیا۔ دوسری طرف شور سن کر حسن صاحب اور ان کا پورا خاندان چھت پر جمع ہو گیا تھا۔ امہانی کے سوا سب حیرت سے ایک دوسرے کے چہرے دیکھ رہے تھے۔ امہانی مسکرا کر یہ سارا ڈرامہ دیکھ رہی تھی۔

لڑکے کے جانے کے بعد، اشفاق کا قہر زینب پر گرا۔ وہ زینب کے پاس گیا اور اس کے بالوں کو سختی سے اپنی مٹھی میں بھینچ لیا۔ وہ زینب کو ایسے ہی پکڑے نیچے لے جانے لگا۔

"بھائی۔۔ بھائی۔۔۔ میں نے۔۔۔" زینب کی آوازیں بلند تھی۔ اشفاق کا چہرہ شدتِ جذبات سے لال ہو رہا تھا۔ اس کو اس قدر غصہ آرہا تھا کہ وہ زینب کو کچھ کہنا بھی نہیں چاہتا تھا۔ اشفاق نے زینب کو جھٹکے سے، اس کے کمرے کے اندر پھینکا اور دروازہ بند کر کے کنڈی لگادی۔ زینب فوراً دروازے کے پاس لپکی اور کھٹکھٹانے لگی۔

"بھائی بھائی دروازہ کھولیں! بھائی دروازہ کھولیں!" وہ مسلسل کھٹکھٹاتے ہوئے بول رہی تھی۔ دوسری طرف اشفاق اونچی آواز میں بولا۔

"چچی اس کے کمرے کا دروازہ نہیں کھلنا چاہیے۔ اس کے سسرال والوں کو کہہ دیں کہ اسے اسی ہفتے بیاہ کر لے جائیں۔ ایسے گند کو اپنے گھر میں رکھنا میری توہین ہے۔" مریم نے کچھ نہیں کہا۔ شاید وہ ساری صورتحال کو سمجھ چکی تھیں۔ کچھ دیر کی مزید لعنت و ملامت سن لینے کے بعد، زینب کو قدموں کی آہٹ اپنے کمرے سے دور جاتی سنائی دی۔ اسے باہر سے اب کوئی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی۔ زینب کے دروازہ پیٹتے ہاتھ رک گئے۔ دروازہ اس کے شور مچانے سے نہیں کھلنا تھا، الٹا اس کی بے بسی کا مذاق بن رہا تھا۔ اس نے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

دروازے سے ٹیک لگالی اور آنکھیں موند لی۔ اسے امہانی سے ایک عجیب سی نفرت دل میں پنپتی محسوس ہوئی۔

* *

رات کے وقت اگر اشفاق کے گھر میں آؤ، تو کھانا تیار کر کے ڈائننگ ٹیبل پر لگایا جا رہا تھا۔ سب لوگ اسی کام میں جتے ہوئے تھے۔ جائیانہ نے جیسے ہی سلاد ڈائننگ ٹیبل پر رکھا، تو اسے نوال کی آواز آئی۔

"جاؤ جائیانہ اپنی خالہ کو بلا آؤ۔"

"امی آپ ہی چلی جائیں۔ میرے سے تو خالہ کو اللہ واسطے کا بیر ہے۔"

"بری بات! وہ خالہ ہیں تمہاری، دشمن تھوڑی ہیں۔ وہ تمہارے بھلے کے لیے ہی تمہیں سمجھا رہی تھیں۔ چلو شاباش خالہ کو بلانے جاؤ۔" نوال کی بات سن کر جائی یا نہ کو جانا پڑا۔ جب وہ ام ہانی کے کمرے کے پاس پہنچی، تو ام ہانی کی آواز اس کی سماعتوں سے ٹکرائی۔

"میں نے تو لڑکی کو ذلیل کرنے کی پوری کوشش کی تھی۔ اب عین وقت پر زینب اس کی حمایت لینے آ گئی، تو اس میں میرا کیا قصور ہے؟" جائی یا نہ فوراً سمجھ گئی کہ خالہ کی باتوں کا اشارہ کس کی طرف تھا۔

"مجھے نہیں پتہ! آپ کو کسی بھی طرح اسے سبق سکھانا ہو گا۔ اتنی بد تمیز بھانجی ہے آپ کی کہ بس! میرا بس نہیں چل رہا تھا کہ۔۔۔" عیسیٰ کی بات کو ام ہانی نے کاٹا۔

"اچھا اب تم کچھ مت کرنا۔ میں ہوں نا! میں خود تمہاری بے عزتی کا بدلہ لوں گی۔" جائی یا نہ کو اب سب سمجھ میں آ گئی کہ صبح والی تذلیل کس خوشی میں کی گئی تھی۔ اس نے ایک نظر اپنے سامنے موجود کمرے کے دروازے کو دیکھا، پھر باہر سے اونچی آواز میں ام ہانی کو آواز لگائی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ہانی خالہ!"

کمرے سے آتی اوازیں یکدم بند ہو گئیں۔ جائی یانہ قدم قدم چلتی کمرے کی چوکھٹ تک پہنچی اور ان دونوں کی شکلوں کو دیکھا۔ دونوں کے چہروں کے رنگ اڑے ہوئے تھے۔

"کھانا لگ گیا ہے۔" جائی یانہ نے یہ کہا اور جانے کے لیے مڑ گئی۔ اسی وقت ام ہانی نے اسے روکا۔

"جائی یانہ ہم لوگ تو بس اپنی باتیں کر رہے تھے۔" جائی یانہ مڑی اور خالہ کو دیکھ کر پوچھا۔

"آپ کیا کہہ رہی ہیں خالہ؟"

"ہم بس آتے ہیں جائی یانہ!" عیسیٰ نے بات سنبھالی۔ جائی یانہ نے سر ہلایا اور آگے چل دی۔ ام ہانی اور عیسیٰ نے جائی یانہ کو جاتا دیکھ کر سکون کا سانس لیا۔

* *

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

شایان کے نکاح کا دن

شام کے سایے میں اسلام آباد کی سڑک پر سفید گاڑی رینگتی معلوم ہوتی تھی۔ اگر ونڈو اسکرین سے اندر کی جانب جھانکو، تو ڈرائیونگ سیٹ پر ایک جانا پہچانا شخص، بیٹھا دکھائی دے رہا تھا۔

("میرا نام آریان جہانگیر ہے۔ میں اپنے ماں باپ کی اکلوتی اولاد ہوں۔ میرے ڈیڈ کا بہت عرصے پہلے انتقال ہو گیا تھا۔" آریان اپنے سامنے بیٹھی عالیہ کو اپنی زندگی کے بارے میں بتا رہا تھا۔ یہ اسی دن کی بات ہے، جب آریان نے عالیہ کو مک ڈونلڈز ریستوران میں پرپوز کیا تھا۔ پرپوز کرنے کے بعد آریان اب اپنا تفصیلی تعارف عالیہ کو پیش کر رہا تھا۔ عالیہ چپس کھاتے ہوئے اس کی بات خاموشی سے سن رہی تھی۔)

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ بڑی عمدگی سے کار چلا رہا تھا۔ اس نے کالے رنگ کی پینٹ شرٹ پہنی ہوئی تھی اور سر کو ہری پی کیپ سے ڈھکا ہوا تھا۔

("میرے ڈیڈ کے جانے کے بعد، میری ماما نے ہمارا کاروبار سنبھالا۔ انہوں نے مارکیٹ میں کمپنی کا نام بنایا۔ پڑھائی کے بعد جب میں نے کاروبار سنبھالا، تب تک ماما نے بزنس اچھے سے سیٹل کر لیا تھا۔" آریان کی بات سن کر عالیہ نے پوچھا۔

"کس طرح کا کاروبار ہے تمہارا؟" عالیہ کی بات سن کر آریان نے جواب دیا۔

"ہماری اپنی Pharmaceutical company (ایسی کمپنی جو دوائیاں بناتی ہے۔) ہے" عالیہ نے سمجھتے ہوئے سر ہلایا۔ آسمان پر اڑتی چیل کی آوازیں اور ڈھلتا سورج ماحول کو تابناک بنائے ہوئے تھا۔)

ڈرائیونگ کے دوران اس کے نمبر پر ایک میسج آیا۔ اس نے میسج پڑھا اور بس اتنا لکھ کر سینڈ کر دیا۔

"فکر نہ کریں۔ میں سب کچھ سنبھال لوں گا۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

("میری زندگی اتار چڑھاؤ سے بڑھی ہوئی ہیں۔اب جا کر کچھ ٹھہراؤ آیا ہے۔میں نے ایسے حالات دیکھے ہیں کہ بعض اوقات مجھے لگتا تھا میں کسی سے شادی تو دور، محبت بھی نہیں کر پاؤں گا، مگر پھر تم مل گئی۔تم سے محبت بھی ہو گئی اور اب بہت جلد شادی بھی ہو جائے گی۔میں جیسے ہی گھر جاؤں گا، فوراً ماما سے تمہارے بارے میں بات کروں گا اور انہیں کچھ دن میں تمہارے گھر بھیجوں گا۔"

"تمہاری ماما کا مزاج کیسا ہے؟"عالیہ نے اس سے پوچھا۔ہر عام لڑکی کی طرح وہ بھی اپنی ہونے والی ساس کے مزاج اور رویے کے بارے میں کچھ پریشان تھی۔

"دیکھو میں جھوٹ نہیں بولوں گا۔ماما مزاج کی کچھ گرم ہیں۔ان کے لیے اس دنیا میں سب سے زیادہ اہم میں ہوں۔میرے بارے میں وہ بہت پوسیسو ہیں۔"عالیہ، آریان کی باتیں سن کر اب مکمل طور پر پریشان ہو گئی تھی۔)

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

میسج سینڈ کر دینے کے بعد، اس نے اپنا موبائل جیب میں ڈال لیا اور نظریں دوبارہ سڑک پر جمالی۔ اس کے چہرے کے تاثرات سپاٹ تھے۔ اس کے چہرے اور آنکھوں سے کوئی بھی جذبہ اخذ نہیں کیا جا سکتا تھا۔

("تمہیں کیا ہو گیا ہے؟"

آریان اپنی رو میں بات کیے جا رہا تھا جب اس کی نظر عالیہ کے چہرے پر گئی۔

"تم کہیں ماما کے رویے کی وجہ سے تو پریشان نہیں ہو۔" عالیہ نے کچھ نہیں کہا۔ اس کی خاموشی نے آریان کے اندازے کو درست قرار دے دیا تھا۔ آریان کا بے اختیار قہقہہ بلند ہوا۔ وہ عالیہ کے تاثرات سے خاصا محظوظ ہوا تھا۔)

سڑک پر رینگتی گاڑی نے ایک موڑ کاٹا۔ موڑ مڑنے کے بعد اس کی نظر دور لگے بورڈ پر گئی۔ وہ ایک پارلر کا بورڈ تھا۔

("تم ماما کی وجہ سے پریشان ہو رہی ہو؟ اوہ گاڈ!" آریان نے ہنستے ہوئے اپنا جملہ مکمل کیا۔ جب وہ ہنستے ہنستے تھک گیا، تو کچھ سنجیدگی سے گویا ہوا۔

"میری ماما بہت اچھی ہیں۔ میں انہیں جیسے ہی تمہارے بارے میں بتاؤں گا،وہ بہت خوش ہونگی۔ وہ میری کوئی بات نہیں ٹالتیں۔ دیکھ لینا اِدھر میں بات ختم ہی کروں گا،اُدھر وہ تمہارے گھر جانے کی تیاریوں میں مصروف ہو جائیں گی،اور بالفرض وہ نہ بھی مانیں، تو بھی میں انہیں منا لوں گا")

گاڑی عین بیوٹی پارلر کے سامنے رکی تھی۔ اس نے اپنے سامنے کھڑی عمارت کو دیکھا جو اپنے پورے قد اور رعب سے کھڑی تھی۔ اس عمارت کے اندر ایک لڑکی تھی، جو اس کا انتظار کر رہی تھی۔ اسے اسی لڑکی کو باہر نکالنا تھا۔ اس نے اپنا موبائل جیب سے نکالا اور ایک نمبر ڈائل کرنے لگا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

* *

عالیہ لال رنگ کا عروسی لباس پہنے آئینے میں اپنے آپ کو دیکھ رہی تھی۔ لال رنگ کے لباس پر سنہرے رنگ کی پچیدہ کڑھائی کروائی گئی تھی۔ گردن کو سنہری رنگ کے نیکلس سے چھپانے کی کوشش کی گئی تھی۔ نیکلس اور کانوں میں موجود جھمکوں پر ہرے رنگ کے پتھر جڑے ہوئے تھے۔ اس کا منہ ہیوی میک اپ سے اٹا ہوا تھا، مگر اس پر ہیوی میک اپ اچھا لگ رہا تھا۔ بالوں کا جوڑا کر کے ماتھا پٹی لگائی گئی تھی اور سامنے سے دو لٹیں نکال دی گئی تھیں۔ عالیہ اس وقت پارلر کے اندر موجود تھی۔ بیوٹی پارلر سفید اور سیاہ رنگ کی ٹائلوں سے مزین تھا۔ بیوٹی پارلر میں اے سی کی خنکی محسوس کی جا سکتی تھی۔ عالیہ نے اپنے سیٹ ڈوپٹہ کو کچھ ٹھیک کیا۔ وہ بالکل تیار تھی۔ اس کی دونوں بہنیں تیار ہو رہی تھیں۔ وہ دونوں ہی اندر کمرے میں موجود تھے۔

عالیہ نے اپنے ہاتھوں میں لگی مہندی کو دیکھا جس پر شایان کا نام لکھا تھا۔ مہندی کو دیکھتے دیکھتے، اس نے سوچا کہ ہاتھوں پر مہندی سے نام لکھنے سے کیا ہو جاتا ہے؟ مہندی کا رنگ کبھی نہ کبھی مٹ جاتا ہے لیکن نکاح نامے پر لکھے نام تا قیامت ساتھ رہتے ہیں۔ شایان کا نام

ہاتھوں کی مہندی پر تھا جبکہ آریان کا نام نکاح نامے کے کاغذات میں لکھا جائے گا۔ بس کچھ لمحوں کا کھیل تھا، پھر یہ مہندی بے مول ہو جائے گی۔

عالیہ کی سوچوں کا تسلسل فون کال نے توڑا۔ اس نے اپنا موبائل اٹھایا، جو اس نے بے دھیانی میں صوفے پر رکھ دیا تھا۔ اس نے کال ریسیو کی اور کچھ دیر تک سامنے والے کی بات سنتی رہی۔ جب اس نے بات کر لی تو کال کاٹ دی اور ایک لڑکی کو روک کر پوچھا۔

"واش روم کہاں ہے؟" عالیہ نے پوچھا۔

"یہاں سے چھوڑ کر دائیں طرف!" عالیہ نے سر ہلایا اور آگے بڑھ گئی۔ عالیہ دائیں طرف جانے کی بجائے بائیں طرف گئی اور ایک کمرے میں گھس گئی۔ اسے کال پر یہی کرنے کی ہدایت دی گئی تھی۔ اب اس کے بعد جو ہونا تھا، باہر کھڑے شخص نے خود کرنا تھا۔

* *

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

باب نمبر چھ

زینب بیڈ پر ترچھی لیٹی بند دروازے کو گھور رہی تھی۔ زینب کو لگتا تھا اسے بند دروازے کی چوکھٹ کو پار کیے ایک عرصہ ہو گیا تھا۔ اسے کمرے میں بند کتنے دن گزر گئے تھے۔ اسے کوئی حساب نہیں تھا۔ وہ جانتی تھی اس کا فائدہ نہیں تھا۔ کمرے کا دروازہ دن میں چار دفعہ کھلتا تھا۔ دو دفعہ کھانا لانے کے لیے اور دو دفعہ واش روم جانے کے لیے۔ اس کے علاوہ کمرے کا دروازہ بند رہتا تھا۔ اس کے کمرے کی گھڑی بھی خراب ہو چکی تھی۔ وہ وقت سے بالکل بے خبر ہو گئی تھی۔ گھر کے مکین کا شور شرابا اور چوکھٹ سے آتی ہلکی سی روشنی اسے دن اور رات کا فرق بتاتی تھی۔

زینب کو کھانا دینا اور باتھ روم لے جانا نوال کے ذمے تھا۔ زینب نے شروع میں نوال سے مدد مانگی مگر نوال خود مجبور تھی۔ نوال خاموشی سے اس کی بات سنتی اور کچھ کہے بغیر واپس چلی جاتی۔ زینب نے نوال سے مدد مانگنا چھوڑ دیا۔ پھر زینب نے اپنا دھیان دوسری سرگرمیوں میں لگا دیا۔ وہ کمرے میں بیٹھی بیٹھی بہت سی ایسی سرگرمیاں کرنے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

لگ گئی جس کا اسے عام دنوں میں وقت نہیں ملتا تھا۔ وہ کمرے کی مختلف زاویوں سے تصویر کھینچنے لگ جاتی یا پھر اپنے کیمرے کے لینز اور دوسرے حصوں کو صاف کرنے لگتی۔

اس نے ان باتوں کو سوچنا چھوڑ دیا تھا جو اسے تکلیف دیتی تھیں۔ جیسے ہی زینب کو وہ باتیں یاد آتی وہ فوراً اپنا دھیان بٹا لیتی۔ آہستہ آہستہ اسے بند کمرے میں رہنے کی عادت ہونے لگ گئی۔ اسے گھر میں موجود کسی شخص کی یاد نہیں آتی تھی۔ اگر اسے کسی کی یاد آتی بھی، تو وہ بس نازنین تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

زینب کی نازنین میں جان بسا کرتی تھی اور یہی حال نازنین کا تھا۔ نازنین ہمیشہ زینب کی مشکل وقتوں میں مدد کیا کرتی تھی۔ نازنین اور زینب کی جوڑی پورے کالج میں مشہور تھی۔ زینب اکثر سوچتی کاش اسے اشفاق جیسے بھائی کی بجائے نازنین جیسی ایک اچھی بہن مل جاتی۔

اچانک کمرے کا دروازہ کھلا۔ زینب فوراً بیڈ پر صحیح سے بیٹھ گئی اور ڈوپٹہ شانوں پر ڈالا۔ مریم سپاٹ تاثرات کے ساتھ کمرے میں داخل ہوئیں اور زینب کو بے تاثر نظروں سے گھورا۔ ان کے ہاتھوں میں کپڑے اور زیورات کے ڈبے تھے۔

" آج رات تمہارا نکاح ہے"۔

****

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

جب انہیں پتہ چلا کہ عالیہ پارلر میں موجود نہیں ہے تو عزاہ اور جائی یانہ کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے تھے۔ عالیہ کچھ دیر پہلے ان کے سامنے تھی۔ اِدھر ان دونوں کا دھیان عالیہ سے کچھ پل کے لیے ہٹا اور اُدھر عالیہ نظروں سے اوجھل ہو گئی۔

ارد گرد کے لوگوں سے پوچھنے پر ایک لڑکی نے بتایا کہ عالیہ واشروم گئی ہے مگر جب زیادہ دیر گزر گئی تو عزاہ اور عالیہ کو شک ہونے لگا۔ وہ دونوں عالیہ کو واشروم میں ڈھونڈنے گئے تو وہاں اس کا نام و نشان تک نہیں تھا۔ اس کے بعد پارلر میں ایک واویلا مچ گیا۔

عزاہ پارلر کے عملے کے ساتھ عالیہ کو ڈھونڈنے لگی جبکہ جائی یانہ پارلر کی مالکن سے بحث شروع کر دی لیکن کسی چیز کا فائدہ نہیں ہوا۔

جب عزاہ اور جائی یانہ مایوس ہو گئے تو جائی یانہ نے اشفاق کو کال کر دی اور تمام صورتحال سے آگاہ کیا۔ اشفاق صاحب کچھ دیر میں پارلر پہنچ گئے۔ انہوں نے پارلر کے عملے کو کھڑی کھڑی سنائی۔ اشفاق نے پارلر کے عملے پر الزام لگایا کہ انہوں نے ان کی بیٹی کو اغوا کیا ہے۔ انہوں نے دھمکی دی اگر عالیہ نہ ملی، تو وہ اس پارلر کو ہمیشہ کے لیے بند کروا دیں گے۔

پارلر کی مالکن کو بھی غصہ آ گیا۔ اشفاق صاحب اور اس کا زبردست جھگڑا ہو گیا۔ اشفاق نے غصے میں آ کر تھانے کے ایس ایچ او، جو اشفاق کے دوست بھی تھے، کو بلا لیا۔ معاملہ مزید پیچیدہ ہو گیا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کچھ دیر میں پولیس بھی آ گئی۔ عزاہ شل کھڑی یہ سب دیکھ رہی تھی جبکہ جائی یانہ نے کال کر کے ماں کو تمام صورتحال سے آگاہ کیا اور ساتھ میں انہیں حوصلہ دیا۔

نوال ہال میں موجود تھیں۔ جب جائی یانہ نے اشفاق کو کال کر کے عالیہ کی گمشدگی کا بتایا، اس وقت نوال بھی اشفاق کے پاس کھڑی تھیں۔ یہ بات سن کر وہ پریشان ہو گئیں۔ بارات اب بس پہنچنے والی تھی اور عالیہ کا کچھ پتہ نہیں تھا۔ وہ چاہتی تھیں اشفاق انہیں بھی ساتھ لے کر جائیں مگر اشفاق نے انہیں ساتھ لے جانے سے منع کر دیا۔ وہ کرسی پر سر پکڑے بیٹھی تھیں۔ ام ہانی ان کے ساتھ بیٹھی انہیں حوصلہ دے رہی تھیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ہال میں موجود مہمان, سب کچھ دیکھ رہے تھے۔ اکثر لوگ ان دونوں کی پریشانی کی وجہ پوچھ رہے تھے۔ ام ہانی جواب میں نوال کی خراب طبیعت کا بہانہ بنا دیتیں۔

پولیس نے جب عزاہ اور جائی یانہ سے تفتیش کر لی تو اشفاق نے ان دونوں کو ہال جانے کا کہا۔ جائی یانہ پورا راستہ دعائیں مانگتی رہی جبکہ ڈرائیونگ کرتی عزاہ کے ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہو رہے تھے۔ اس کو رہ رہ کر عالیہ کا خیال آ رہا تھا۔ اس کے اور عالیہ کے درمیان بھلے سو

اختلافات ہو لیکن آخر کو وہ اس کی بہن تھی۔ ایک وقت ایسا تھا جب وہ دونوں سہیلیاں بھی تھیں۔

عزاہ اور جائی یا نہ ہال پہنچنے کے بعد اپنی ماں کے پاس آ گئیں جن کا دل ان دونوں کو عالیہ کے بغیر آتا دیکھ کر مزید بوجھل ہو گیا تھا۔

****

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

شایان سنگھار میز کے سامنے کھڑا تیار ہو رہا تھا۔ اس کے دونوں ہاتھ کالی شیروانی پر لگے سنہری بٹن کو بند کرنے میں مصروف تھے۔ اگر شایان کی سیاہ آنکھوں میں جھانکو تو ان میں خمار سا تھا۔ اب بس کچھ لمحوں کی دیر تھی، پھر شایان سے عالیہ کو کوئی نہیں چھین سکتا تھا۔

شایان کا اگر بس چلتا تو وہ آج ساری دنیا عالیہ کے قدموں میں رکھ دیتا۔ آخر اتنے سالوں کے انتظار کے بعد اسے عالیہ مل رہی تھی۔ جب اس نے شیروانی کے بٹن بند کر لیے تو اپنا سر اٹھا کر آئینے میں دیکھا۔ آئینے میں دیکھتے ہوئے اس کی نظر کمرے کے دروازے سے اندر آتی زینب پر گئیں۔ شایان نے پیچھے مڑا۔ شایان نے انہیں مسکرا کر دیکھا۔ اس کی ماں نے آج لال رنگ کی ساڑھی پہنی ہوئی تھی۔ چہرہ پر میک اپ تھا جبکہ بالوں کو سیدھی مانگ نکال کر کرلز کیا ہوا تھا۔ زینب ہیل کی ٹک ٹک کرتی آواز کمرے میں پھیلاتی، اپنے بیٹے کے پاس گئیں اور محبت پاش نظروں سے شایان کو دیکھنے لگیں۔ ہر راویتی ماں کی طرح ان کا بھی خواب رہا تھا وہ اپنے بیٹے کو اپنی زندگی میں دولہا بنا دیکھیں جو آج پورا ہو گیا تھا۔

"ماشاءاللہ!"

شایان کو دیکھتے ہوئے ان کی آنکھیں نم ہو گئیں۔ پھر زینب نے اپنے پرس میں سے ہزار کے تین نوٹ نکال کر شایان کے اوپر واریں۔

" اللہ میرے بچے کو نظر بد سے محفوظ رکھے"۔

اس کے بعد انہوں نے شایان کا ماتھا چوما۔ شایان کا قد زینب کے قد سے بڑا تھا۔ اس لیے شایان کو جھکنا پڑا تھا۔ پھر شایان سے الگ ہوتے ہوئے زینب بولیں۔

"تم جلدی سے تیار ہو جاؤ۔ میں اب بارات لے کر نکلنے والی ہوں۔"

زینب نے شایان کو ہدایت دینے کے بعد خود کلامی کی۔

"یہ پیسے میں کسی غریب کو دے دیتی ہوں۔ اللہ بس میرے بچے کی خوشیوں کو نظر سے محفوظ رکھے۔"

کمرے سے باہر نکلتی زینب کو پتہ نہیں تھا، ان کے بیٹے کی خوشیوں کو نظر لگ چکی تھی۔

* *

سڑک پر ایک کار بہت تیزی سے اپنی منزل کی جانب رواں دواں تھی۔ گاڑی کی فرنٹ سیٹ کی کھڑکی میں جھانکو، تو سنہری آنکھوں والی لڑکی دلہن بنے بیٹھی تھی۔ اس کے ساتھ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا آریان سپاٹ چہرے کے ساتھ سڑک پر نظر جمائے ہوئے تھا۔ عالیہ بظاہر کھڑکی سے باہر دیکھ رہی تھی مگر اس کے سامنے کچھ دیر پہلے کے مناظر چل رہے تھے۔

اس نے پہلے پارلر میں کام کرتی لڑکی پر ظاہر کیا وہ واش روم جا رہی ہے مگر وہ واش روم نہیں گئی بلکہ آریان کی ہدایت کے مطابق پارلر میں بنے ایک چھوٹے سے اسٹور روم میں گھس گئی۔ یہاں پر بہت سا سامان پڑا تھا۔ اس کمرے کو بند رکھا جاتا تھا مگر آریان نے پارلر کے اسٹاف میں سے کسی کو پیسے دے کر اس کمرے کو فی الحال کھلوا لیا تھا۔ دروازے کے سامنے والی دیوار پر کھڑکی تھی۔ عالیہ اپنے بھاری جوڑے کو سنبھالتی اس کھڑکی کے پاس پہنچی۔ اس نے کھڑکی کھولی اور باہر جھانکا۔ سامنے موجود سڑک سنسان تھی۔ عالیہ کو اسی کھڑکی سے پارلر سے باہر نکلنا تھا کیونکہ بیرونی دروازے پر سی سی ٹی وی کیمرہ نصب تھے

جس سے عالیہ اور آریان پکڑے جا سکتے تھے۔ اس لیے آریان نے عالیہ کو یہاں سے نکلنے کا کہا تھا۔ اس کمرے کی کھڑکی عمارت کی پچھلی طرف کھلتی تھی جدھر بس ایک سنسنان سڑک تھی۔ اس لیے کھڑکی کے ذریعے پارلر سے نکلنا آسان تھا۔ عالیہ اپنی کپڑوں اور ہیل کو سنبھالتی مشکل سے باہر نکلی۔

پارلر سے باہر نکل جانے کے بعد عالیہ کچھ دیر تک سڑک پر کھڑی آریان کا انتظار کرتی رہی۔ جب اسے وہاں کھڑے کھڑے بیس منٹ گزر گئے تو اسے دور سے ایک گاڑی آتی دکھائی دی۔ گاڑی اس کے بالکل سامنے رکی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

عالیہ گاڑی کا دروازہ کھول کر فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گئی اور آریان کو گھور کر دیکھا۔

"اتنی دیر سے کیوں آئے ہو؟ تم جانتے ہو میں کتنی دیر سے تمہارا انتظار کر رہی تھی۔"

"اب آتو گیا ناں!"

آریان نے یہ کہا اور گاڑی آگے کی طرف بڑھا دی۔

اچانک گاڑی جھٹکے سے رکی اور عالیہ اپنے حال میں واپس آ گئی۔ اس نے آریان کو دیکھا جو گاڑی سے باہر نکل رہا تھا۔ اس نے کھڑکی سے باہر کا منظر دیکھا۔ وہ دونوں ایک متوسط علاقے میں موجود تھے۔ محلے میں موجود بچے ان کی گاڑی کو آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہے تھے۔ یقیناً ان کی گلی میں گاڑی آنا ان کے لیے تعجب کی بات تھی۔ آریان نے عالیہ کو باہر نکلنے کا اشارہ کیا۔ عالیہ بھی گاڑی سے باہر نکل گئی اور آریان کے ساتھ چھوٹے چھوٹے قدم لیتی ایک گھر کے اندر گھس گئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

* *

اشفاق اور ان کے دوست نے ہر طرح کا دباؤ ڈال کر دیکھ لیا مگر پارلر میں موجود کسی شخص کو کچھ پتہ نہیں تھا۔ ہر ایک کی لاعلمی نے اشفاق کے غصے کو پریشانی میں بدل دیا تھا۔ عالیہ کی بارات کسی بھی پل ہال میں پہنچنے والی تھی اور عالیہ کا کچھ پتہ نہیں تھا۔ نوال ان تمام

معاملات کو اکیلے نہیں سنبھال سکتی تھیں۔ انہیں خود ہال جا کر وہاں کی صورتحال کا جائزہ لینا تھا۔ انہوں نے ایس ایچ او کے پاس آ کر اپنے ہال واپس جانے کی اطلاع دی۔ ان کے دوست نے سر ہلایا اور کسی کو کال ملانے لگے۔

جب اشفاق ہال واپس پہنچیں تو بارات بھی عین اسی وقت ہال میں داخل ہوئی۔ اشفاق باراتیوں کی بھیڑ میں سے نکلتے ہوئے تیز قدموں کے ساتھ ہال کے اندر گھسیں۔ وہ فوراً نوال کے پاس گئے جن کا چہرہ دور سے دیکھنے سے ہی زرد معلوم ہوتا تھا۔ نوال نے جیسے ہی اشفاق کو دیکھا، وہ اپنی جگہ سے کھڑی ہوئیں اور اشفاق سے پوچھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

" آپ کو عالیہ مل گئی"؟

نوال کے سوال پر اشفاق نے گردن نفی میں ہلائی۔ نوال شکستہ سی، کرسی پر گرنے کے انداز میں دوبارہ بیٹھ گئیں۔ ان کے ساتھ کھڑی جائی یا نہ نے اپنی ماں کا کندھا پکڑ لیا۔

نوال نے پیچ رنگ کا جوڑا پہنا ہوا تھا۔ جس پر سی گرین اور سنہرے رنگ کا کام دکھائی دیتا تھا اور ڈوپٹہ سر پر شان سے اوڑھا ہوا تھا۔ ان کے چہرے کا میک اپ اور جیولری نجانے کیوں نوال کے غمزدہ چہرے کو چھپا نہیں پا رہے تھے۔

اشفاق نے سفید رنگ کی شلوار قمیض پر لال واسکٹ پہنی ہوئی تھی۔ ان کے بال جنہیں انہوں نے اچھے سے سیٹ کیا تھا اب بری طرح بکھر گئے تھے۔

عزاہ نے سیاہ، بھورے اور سنہری رنگ کے امتزاج کی لمبی گھیر ادار فراک پہنی ہوئی تھی۔ اس کے پورے لباس پر کڑھائی کی گئی تھی۔ ڈوپٹہ اس نے کندھے کی ایک طرف کر کے لیا ہوا تھا۔ بالوں کو سیدھی مانگ نکال کر کھلا چھوڑے عزاہ پیاری لگ رہی تھی مگر اس وقت اس کو اپنے آپ سے زیادہ گھر والوں کی فکر ہو رہی تھی۔

جائی یانہ نے کاسنی رنگ کی قمیض پر کاسنی رنگ کا ہی گرارا پہنا ہوا تھا۔ اس نے سیدھی مانگ نکال کر اپنا ٹیکا ماتھے پر سیٹ کیا ہوا تھا۔ اس نے آج کے دن میں جتنی پلاننگ کی تھی وہ سب ایک پل میں رائیگاں ہو گئی تھیں۔

اشفاق کا سارا خاندان آج اس تقریب کے لیے خوب اچھے سے تیار ہوا تھا۔ تیار ہوتے وقت ان میں سے کسی کو یہ خیال نہیں آیا تھا کہ جس تقریب کے لیے وہ اتنا تیار ہو رہے ہیں، وہی تقریب ان کے خاندان پر ایک آفت بن کر نازل ہونے والی ہے۔

ہال کے اندر جب رش بڑھنے لگا تو اشفاق کے خاندان کی نظریں ایک ساتھ ہال کے دروازے پر پڑی۔ زینب، شایان اور نمرہ ہال میں داخل ہو چکے تھے۔ نمرہ اور شایان ایک ساتھ اسٹیج پر چلے گئے جبکہ زینب کی نظر کونے کی میز پر جمع اشفاق کے خاندان پر گئی تو وہ ان کی طرف بڑھ گئیں۔ نوال نے زینب کو اپنی طرف آتا دیکھا تو چہرے کا رخ موڑ لیا۔ ام ہانی کا موبائل بجا، تو وہ کال اٹینڈ کرنے باہر چلی گئیں۔

زینب جیسے ہی ان کے پاس آئیں تو، انہوں نے نوال سے پوچھا۔

"بھابھی کیا ہوا ہے؟ آپ لوگوں کے گھر کی شادی ہے اور آپ سب یوں کونے میں بیٹھے ہیں۔ مہمان طرح طرح کی باتیں بنائیں گے۔"

جب کسی نے بھی زینب کی بات کا جواب نہ دیا تو زینب سمجھ گئی کہ معاملہ کچھ ٹیڑھا ہے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کیا ہوا ہے بھابھی؟"

زینب نے ٹٹولتی نظروں سے ان سب کے چہروں پر دیکھا۔ سب نے ان سے نظریں چرائیں۔

"وہ زینب دراصل عالیہ۔۔۔"

نوال کے منہ سے عالیہ کا نام سن کر زینب کا ماتھا ٹھنکا۔

"کیا ہوا ہے عالیہ کو؟ آپ کیا چھپا رہی ہیں"؟

اس دفعہ زینب کے لہجے میں بھی پریشانی تھی۔

"وہ عالیہ پارلر گئی تھی مگر اب وہ پارلر میں نہیں ہے۔"

پہلے تو زینب کو نوال کی بے ترتیب بات سمجھ نہیں آئی مگر جب سمجھ آئی تو وہ پھٹ پڑیں۔

"کیا مطلب ہے آپ کا؟عالیہ اگر پارلر گئی تھی تو اسے پارلر میں ہی ہونا چاہیے نا۔یہ بھی کوئی مذاق کا وقت ہے۔"

زینب کو اس وقت یہ لحاظ بھی نہیں رہا تھا اشفاق ان سے دو قدم دوری پر موجود تھے۔اگر یہ کوئی عام موقع ہوتا تو اشفاق زینب کا ایسا لہجہ برداشت نہ کرتے مگر اس وقت وہ بے حد پریشان تھے،اس لیے نظر انداز کر گئے۔وہ اپنے دونوں ہاتھوں سے موبائل کو پکڑے اپنے کانٹیکٹس میں سے ایسے لوگوں کو تلاش کر رہے تھے جو اس مشکل گھڑی میں ان کی مدد کر سکتے۔اسی وقت اشفاق کو اپنے ایس ایچ او دوست کی کال آئی۔اشفاق کال کو اٹینڈ کرنے کے لیے ہال سے باہر چلے گئے۔جیسے ہی اشفاق ہال کے دروازے سے نکلیں،زینب بھی ان کے پیچھے چل دیں۔جائی یا نہ زینب کو جاتا دیکھ رہی تھی جب عزاہ نے اسے کندھے سے ہلایا اور اسے بھی باہر جانے کا اشارہ کیا۔جائی یا نہ نے اپنی بہن کی مانی اور وہ بھی باہر چلی گئی۔

* *

یہ منظر ایک چھوٹے سے صحن کا تھا جس کے وسط میں بچھی چارپائی پر عالیہ بیٹھی تھی۔ عالیہ نے اپنے پاؤں اوپر چارپائی پر بچھائے ہوئے تھے۔ اس کا ڈوپٹہ جو کچھ دیر پہلے سر پر اچھے سے سیٹ تھا، اب کچھ بگڑ سا گیا تھا۔ البتہ بال اور میک اپ ابھی تک جمے ہوئے تھے۔ صحن میں وہ تنہا بیٹھی تھی۔ رات کا اندھیرا آہستہ آہستہ ہر سو چھا گیا تھا۔ آریان چارپائی کے سامنے والے کمرے میں موجود تھا۔ اس کمرے سے دو تین مردوں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

عالیہ کا چہرہ اکتاہٹ کا شکار تھا۔ وہ اپنی بوریت کو کچھ دور کرنے کے لیے صحن کا جائزہ لے رہی تھی۔ اس نے فرش کو اچھے سے دیکھ لیا تھا جس کا پلستر جگہ جگہ سے اکھڑا تھا۔ دیواروں کا رنگ و روغن موسمی حالات کی وجہ سے خراب ہو گیا تھا۔ شاید کہیں سے پانی بھی لیک ہو رہا تھا کیونکہ پانی کی دھار فرش پر سے گزرتی ہوئی آگے کی طرف بڑھ رہی تھی۔ عالیہ کو

یہاں آنے سے پہلے لگ رہا تھا آریان اور وہ کورٹ میرج کریں گے مگر آریان نے اپنے دوست کے گھر نکاح کا انتظام کیا تھا۔

کمرے سے قدموں کی آہٹ قریب آنے کی آواز آئی۔عالیہ سب کچھ بھلا کر کمرے کی جانب دیکھنے لگی۔اس نے دیکھا کمرے سے سب سے پہلے آریان نکلا تھا اور اس کے پیچھے تین مرد اور بھی تھے۔

آریان سیدھا عالیہ کے پاس آیا۔

"مولوی صاحب پہنچتے ہی ہونگے۔تم تو ٹھیک ہو"؟

آریان کے لہجے میں فکر مندی نمایاں تھی۔

"تمہارے ساتھ ہوں، تو ٹھیک ہی ہونگی"۔

عالیہ نے مسکرا کر جواب دیا۔آریان بھی اس کی بات سن کر مسکرانے لگا۔اسی وقت گھر کے بند دروازے پر کسی نے دستک دی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"شاید مولوی صاحب آ گئے۔"

ان کے ساتھ موجود ایک شخص نے کہا اور دروازہ کھولنے کے لیے بڑھ گیا جبکہ دوسرا آدمی گھر کے اندر چلا گیا۔

تھوڑی دیر بعد دروازہ کھولنے جانے والے شخص کے ہمراہ ایک اور شخص بھی ساتھ تھے، جو اپنے حلیے سے مولوی صاحب معلوم ہوتے تھے۔ انہوں نے سفید رنگ کی شلوار قمیض پہنی ہوئی تھی۔ ان کی داڑھی سفید تھی اور سر پر ایک جالی دار ٹوپی پہنی ہوئی تھی۔

دوسرا شخص کرسی اٹھا کر واپس صحن میں آیا اور کرسی چارپائی کے سامنے رکھ دی۔ مولوی صاحب کرسی پر بیٹھ گئے اور اپنے ہاتھ میں موجود کاغذات کو ترتیب دینے لگے۔ کاغذات ترتیب میں دینے کے بعد مولوی صاحب نے سر اٹھایا اور سوالیہ نظروں سے ان کی جانب دیکھا۔

"اجازت ہے؟"

"جی مولوی صاحب!"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

آریان نے کہا۔

مولوی صاحب نے نکاح پڑھوانا شروع کیا۔عالیہ کے دل کو یکدم کچھ ہوا۔ایک عجیب سی بے چینی اس کے جسم میں پھیل گئی۔ آنکھوں کے سامنے اپنے گھر والوں کے چہرے آنے لگے۔

مولوی صاحب کی آواز گونجی۔

"عالیہ بنت اشفاق آپ کا نکاح شایان ولد جہانگیر سے حق مہر پانچ لاکھ روپے سکہ راجیہ الوقت کیا جاتا ہے۔کیا آپ کو قبول ہے؟؟"

مولوی صاحب عالیہ سے اس کی مرضی پوچھ رہے تھے لیکن عالیہ کچھ کہہ نہ پائی۔اسے اپنے ماں باپ کی کمی اس وقت شدت سے محسوس ہوئی۔اس کے اتنے اہم موقع پر اس کے ساتھ کوئی نہیں تھا۔اس کے دل میں خدشات جنم لینے لگے۔ کہیں اس نے کچھ غلط تو نہیں کر دیا۔

آریان عالیہ کی جانب جھکا اور سرگوشی کی۔

"عالیہ مولوی صاحب کچھ پوچھ رہے ہیں!"

عالیہ کا دل چاہا انکار کر دیں مگر اب وہ کہاں یہ سب کر سکتی تھی۔ وہ تو اپنی کشتیاں جلا بیٹھی تھی۔

"قبول ہے!"

عالیہ نے آہستگی سے کہا۔

مولوی صاحب نے مزید دو بار عالیہ سے پوچھا جس پر عالیہ نے اپنی رضامندی ظاہر کی۔ اس کے بعد آریان سے پوچھا گیا۔ اس کا بھی وہی جواب تھا۔ نکاح کے بعد سب لوگ ایک دوسرے کو مبارک باد دینے میں مصروف ہو گئے۔ ایسے میں اس نے دیکھا ان تین مردوں میں سے ایک نے موبائل سے اس کی تصویر کھینچی تھی۔ عالیہ نے اس گھور کر دیکھا اور کچھ سمٹ کر بیٹھ گئی۔ اپنے پیچھے آہٹ محسوس ہونے پر عالیہ نے مڑ کر دیکھا۔ اسے اپنے پیچھے بنے کمرے کی چوکھٹ سے کوئی ہٹتا محسوس ہوا۔ عالیہ نے اس شخص کی ایک جھلک ہی دیکھی تھی اور جھلک میں ہی اس نے اندازہ لگایا وہ ایک عورت تھی۔ وہ جانے کب تک

دیکھتی رہتی اگر اسے آریان آواز نہ دیتا۔اس نے اپنا چہرہ آگے کیا تو آریان کچھ عجلت میں دکھائی دے رہا تھا۔

"چلیں عالیہ"؟

"ٹھیک ہے!"

عالیہ یہ کہتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

****

"کیا کہہ رہے ہو یار؟ میری بیٹی ایسا کر ہی نہیں سکتی ہے۔وہ لوگ میری بیٹی پر جھوٹا الزام لگا رہے ہیں۔"

اشفاق ہال کے باہر کھڑے کال پر ایس ایچ او کو سنا رہے تھے۔ اشفاق بار بار اپنی مٹھی بھینچ رہے تھے۔ ان کا بس نہیں چل رہا تھا وہ اپنا موبائل دیوار پر پھینک دیں۔

"تم مجھے سی سی ٹی وی فوٹیج بھیجو۔ میں خود دیکھتا ہوں کہ آخر معاملہ کیا ہے۔"

یہ کہہ کر اشفاق نے کال کاٹ دی۔ دوسری طرف سے آتی آواز نے درمیان میں ہی دم توڑ دیا۔ وہ موبائل پر تیزی سے انگلیاں چلا رہے تھے جب انہیں اپنے پیچھے سے تیکھی سی آواز سنائی دی۔

" آخر یہ کیا تماشہ ہے بھائی"؟

اشفاق نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ انہیں زینب اپنے پیچھے کھڑی ملیں۔ وہ شدید آگ بگولہ دکھائی دے رہی تھیں۔ میک اپ بھی ان کا غصے سے لال ہوتا چہرہ چھپا نہیں پا رہا تھا۔

"مجھے یقین نہیں آرہا ہے کہ آپ اس قدر گر جائیں گے! مجھے ذلیل کرنے کے آپ کے پاس اور بہت سے طریقے ہیں۔ اپنی بیٹی کو چھپا کر آپ اپنا ہی مزاق بنوا رہے ہیں۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اشفاق نے پھر حقارت سے نگاہیں پھیر لیں۔ جائی یانہ کو مخاطب کیا جو ابھی ان کے پاس پہنچی تھیں۔ تیز چلنے کی وجہ سے جائی یانہ کی سانس پھول گیا تھا۔

"جائی یانہ! اپنی پھپھو کو بول دو، میں ابھی اس کا منحوس چہرہ نہیں دیکھنا چاہتا۔ اس لیے یہ اپنی بکواس بند کر کے یہاں سے چلی جائے۔"

اشفاق کی بات نے زینب کو مزید مشتعل کر دیا۔ زینب دو قدم مزید آگے بڑھیں اور غصے سے بولیں۔

"کیوں جاؤں میں؟ ساری عمر مجھے ذلیل کرتے ہوئے آپ کو چین نہیں ملا جواب آپ میری اولاد کے بھی پیچھے پڑ گئے ہیں۔ میں بتا رہی۔۔۔۔"

اشفاق کے موبائل پر نوٹیفکیشن آیا۔ کسی نے واٹس ایپ پر میسج کیا تھا۔

اشفاق نے فوراً واٹس ایپ کھولا اور چیٹ میں آئے۔ انہیں ان کے دوست نے سی سی ٹی وی فوٹیج کی ویڈیوز سینڈ کر دی تھی۔ جیسے ہی ویڈیو ڈاؤنلوڈ ہوئی اشفاق نے فوراً اس پر کلک کیا۔ ویڈیو ابھر کر پوری اسکرین پر پھیل گئی۔ یہ اسی کمرے کی ویڈیو تھی جس کی کھڑکی سے

عالیہ فرار ہوئی تھی۔ ویڈیو میں صاف دیکھا جا سکتا تھا عالیہ خود اپنی مرضی سے جا رہی تھی۔ وہ کھڑکی کو پھلانگ کر نکل رہی تھی۔ اشفاق بے یقینی سے ویڈیو دیکھتے رہے۔ زینب بھی یہ سب کچھ دیکھ رہی تھیں۔ ان کی آنکھیں حیرت سے پھٹی رہ گئیں۔ وہ کبھی ویڈیو کو، تو کبھی اپنے بھائی کا چہرہ دیکھتیں۔ ویڈیو کے نیچے میسج پر اشفاق کے دوست نے لکھا تھا اس نے یہ ویڈیو پارلر کی مالکن سے حاصل کی تھی۔ یہاں پر پارلر کا بہت سا ضروری سامان رکھا ہوا تھا جسے کوئی بھی چوری کر سکتا تھا۔ اس لیے اس کمرے میں سی سی ٹی وی کیمرہ تھا۔ اسٹاف کو اس کیمرے کا علم نہیں ہے۔

زینب اور اشفاق کے پیچھے کھڑی جائی یا نہ پاؤں کے پنجے کے بل کھڑی ہو کر موبائل کی اسکرین دیکھنے کی کوشش کر رہی تھی۔ جائی یا نہ ویڈیو نہیں دیکھ پا رہی تھی مگر اسے زینب اور اشفاق کے تاثرات دکھائی دے رہے تھے جو بالکل بھی خوشگوار نہیں تھے۔ ویڈیو ختم ہونے کے باوجود، اشفاق بے یقینی سے موبائل کی اسکرین کو دیکھتے رہے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اسی وقت واٹس ایپ پر ایک اور میسج آیا۔ زینب تھوڑا سا پیچھے ہوئیں، تو جائی یانہ کو موبائل دیکھنے کا موقع ملا۔ اشفاق ایک انجان نمبر سے بھیجی ہوئی تصاویر ڈاؤنلوڈ کر رہے تھے۔ جائی یانہ نے نمبر پر غور کیا۔ اس نے یہ نمبر کہیں دیکھا تھا۔ اس کی پروفائل پکچر نہیں لگی ہوئی تھی مگر اسے اچھی طرح یاد تھا کہ یہ نمبر وہ پہلے کہیں دیکھ چکی تھی۔ وہ نمبرز کے بارے میں اچھی تھی۔ اسے لوگوں کے نمبر ایک دفعہ دیکھنے پر زبانی یاد ہو جاتے تھے۔

اشفاق جائی یانہ کی سوچوں سے بے نیاز تصویر ڈاؤن لوڈ ہونے کا انتظار کر رہے تھے۔ انہیں ایک عجیب سی بے چینی نے جکڑا ہوا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

جیسے ہی تصویر ڈاؤنلوڈ ہوئی اشفاق نے فوراً اس پر کلک کیا۔ تصویر کھل کر اسکرین پر پھیل گئی۔ وہ نکاح نامے کی فوٹو تھی۔ اس پر عالیہ کے دستخط تھے۔ فوٹو دیکھ کر اشفاق کا ہاتھ کانپ گیا۔ اشفاق کو لگا ان کا دماغ سن ہو چکا تھا۔ انہیں زبردست قسم کا چکر آیا۔ وہ زمین پر گرتے گرتے بچے۔ جائی یانہ نے انہیں سنبھالا اور زمین پر بٹھا دیا۔ اشفاق کا موبائل زمین پر گر چکا تھا۔

اشفاق کا گرا ہوا موبائل زینب نے جھک کر اٹھایا۔ انہوں نے ایک بار پھر تصویر پر دھیان دیا۔ اب ساری غلط فہمی اور امیدیں ختم ہو گئی تھیں۔ عالیہ اپنی مرضی سے باپ کی عزت کو روند کر جا چکی تھی۔ زینب نے دوسری تصویر لگائی تو ان کو یکدم سانپ سونگھ گیا۔ اس تصویر میں عالیہ ایک صحن میں پر بچھی چارپائی پر بیٹھی ہوئی تھی۔ وہ چہرے پر مسکراہٹ لیے کسی اور طرف دیکھ رہی تھی لیکن زینب کو عالیہ کے چہرے نے نہیں بلکہ عالیہ کے پیچھے کھڑی ایک عورت نے چونکایا تھا۔ وہ اس عورت کو جانتی تھی۔ وہ اسے کبھی بھول نہیں سکتی تھی۔ یہ تو وہی تھی۔۔۔۔۔!

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

پچھلی تصویر نے تو انہیں بس شاک دیا تھا مگر اس تصویر کو دیکھنے کے بعد۔۔۔۔

زینب نے فوراً پچھلی تصویر پر گئیں اور عالیہ کے نکاح نامے کو غور سے دیکھا۔ آریان کا نام انہیں صاف لکھا دکھائی دیا۔ زینب نے کڑیوں سے کڑیاں ملائی اور انہیں اپنا جواب مل گیا۔

زینب نے پیچھے مڑ کر اپنے بھائی کو دیکھا جسے ایک تصویر نے اتنا کمزور کر دیا تھا کہ وہ کھڑے نہیں ہو پا رہے تھے۔ پھر زینب نے دوبارہ اسکرین پر دیکھا۔ انہوں نے سوچ لیا انہوں نے کیا کرنا ہے۔ انہوں نے خاموشی سے تصویر ڈیلیٹ کر دی۔ پھر چند گہرے سانس لے کر خود کو پر سکون کیا۔

جب انہیں اپنا آپ قدرے بہتر محسوس ہوا تو وہ مڑ گئیں اور آہستہ آہستہ قدم لیتی، اپنے بھائی کے پاس گھٹنوں کے بل بیٹھ گئیں۔ اشفاق چہرہ جھکائے بیٹھے تھے۔ زندگی میں پہلی دفعہ وہ کسی سے نظریں ملانے کے قابل نہیں رہے تھے۔ ان کی اولاد نے انہیں کسی قابل نہیں چھوڑا تھا۔

"بھائی!"

زینب نے آہستگی سے اشفاق کو پکارا۔ اشفاق نے کوئی جواب نہیں دیا۔ زینب نے دوبارہ پکارا۔

"بھائی!"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

زینب کی بات کا دوبارہ کوئی جواب نہ دیا گیا۔ اشفاق جب بہت دیر تک کچھ نہ بولیں، تو زینب تھک ہار کر اٹھنے لگیں۔ تب ہی اشفاق نے زینب کا ہاتھ پکڑ کر اسے اٹھنے سے روکا۔ زینب کا دل کچھ پل کے لیے دھڑکنا بھول گیا۔

"میں لوگوں کا سامنا کیسے کروں گا۔ آج جب برات جائے گی تو میں تو کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہوں گا۔"

اشفاق نے اپنا منہ ہاتھوں میں چھپا لیا۔ زینب کے گلے میں گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی۔ ان کے دل میں احساس جرم سر اٹھانے لگا۔ وہ اپنے بھائی کو اندھیرے میں رکھ کر غلطی کر رہی تھیں لیکن اگر وہ اشفاق کو سب کچھ بتا دیتیں تو وہ ہمیشہ کی طرح ان ہی پر الزام لگاتے۔ زینب عجیب کشمکش کا شکار ہو گئی تھیں۔

"آپ عالیہ کے لیے فکر مند نہ ہو۔ وہ۔۔۔"

اشفاق نے فوراً ان کی بات کاٹی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"مجھے اس نافرمان کی کوئی فکر نہیں ہے۔ مجھے اپنی عزت کی فکر ہے۔ بیٹی کا شادی کے دن بھاگ جانا کتنا معیوب ہوتا ہے۔ تم جب شایان کو لے کر جاؤ گی تو تم نہیں جانتی، میری کتنی بدنامی ہوگی۔ میں دنیا والوں کے سامنے رسوا ہو جاؤں گا۔"

زینب نے تاسف سے اپنے بھائی کو دیکھا۔ ان کے لیے آج بھی اپنی عزت خونی رشتوں سے بڑھ کر تھی۔ اشفاق ایک پل کے لیے ٹھٹھکے۔ ایسا لگا جیسے ان کے ذہن میں کوئی خیال آیا تجا۔ انہوں نے زینب کی طرف دیکھا۔ اشفاق کی آنکھوں میں ایک منت بھرا تاثر تھا۔

"تم ایسا کرو اپنے بیٹے کی شادی عزاہ سے کر دو۔"

زینب کی سیاہ آنکھیں پھیل گئیں۔ اشفاق کی کمر پر جائی یانہ کا سہلاتے ہاتھ رک گیا۔ دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا پھر درمیان میں بیٹھے اس مرد کو دیکھا۔

"آپ یہ کیا کہہ رہے ہیں؟"

زینب بدک کر کچھ پیچھے کو ہوئیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"شایان عالیہ کو پسند کرتا ہے۔ایسے میں ہم عزاہ کی شادی شایان سے کیسے کر سکتے ہیں؟"

"دیکھو تم یہ کر سکتی ہو!"

اشفاق آگے کو ہو کر بولیں۔

"تم میری عزت سنبھال سکتی ہو۔مجھے آج اپنی عزت اور ساکھ ہر صورت سنبھالنی ہے۔"

زینب کے تاثرات ابھی بھی کشمکش کا شکار تھے۔زینب کو یوں دیکھ کر اشفاق نے ان کے پاؤں پکڑ لیے۔

"دیکھو میں تمہارے پیر پکڑتا ہوں۔اگر آج برات چلی گئی تو میں سر اٹھا کر جی نہیں پاؤں گا۔"

زینب نے فوراً اپنے پاؤں چھڑوائیں۔

"بھائی آپ پاگل ہو گئے ہیں!"

زینب بری طرح جھنجھلائی تھیں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ہاں میں پاگل ہو گیا ہوں"۔

اشفاق نے بغیر کسی جھجھک کے اعتراف کیا۔

"کوئی بھی شخص اس سب میں پاگل ہو جاتا ہے۔"

اس کے بعد اشفاق نے ہاتھ جوڑ لیے۔

"دیکھو مان جاؤ تمہیں خدا کا واسطہ ہے"۔

جائی یانہ نے باپ کے جڑے ہاتھ نیچے کرنے کی کوشش کی مگر اشفاق کسی صورت ہاتھ نیچے نہیں کر رہے تھے۔ وہ یک ٹک زینب کو منت بھری نگاہوں سے دیکھے جا رہے تھے۔ اشفاق کو دیکھ کر کہیں سے ایسا نہیں لگ رہا تھا یہ وہی شخص تھا جو اتنے سال اس غرور میں رہا تھا وہ اپنی بہن سے بہتر ہے۔ زینب کا دل پسیج گیا۔

زینب اسی حالت میں بیٹھی کچھ دیر سوچتی رہیں، پھر کچھ دیر بعد وہ کھڑی ہو گئیں۔ ان کو کھڑا ہوتا دیکھ کر اشفاق اور جائی یانہ کی نگاہیں بھی اٹھ گئیں۔

زینب کا چہرہ ہر جذبات سے عاری تھا۔ انہوں نے ایک نظر زمین پر بیٹھے بھائی اور بھتیجی کو دیکھا۔ پھر ہال کے دروازے کی جانب مڑ گئی۔

"اٹھ جائیں بھائی! شایان اگر مان گیا تو یہ نکاح آج اور ابھی ہو جائے گا۔"

یہ کہہ کر وہ رکی نہیں بلکہ آگے بڑھ گئیں۔ اشفاق کے دل میں اطمینان کی لہر گزری۔ کم از کم ان کی عزت کسی طرح بچ سکتی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

* *

شایان اسٹیج پر کھڑا ہال کے عجیب ماحول پر حیران ہو رہا تھا۔ زینب اور اشفاق کو اس نے باہر جاتے دیکھ لیا تھا لیکن ان کے چہرے کے تاثرات کچھ عجیب سے تھے۔ نوال کو نے کی

میز پر بیٹھی پریشان تھیں اور عالیہ کو کوئی ابھی تک اسٹیج پر نہیں لایا تھا۔ مہمانوں میں چہ میگوئیاں ہو رہی تھیں۔ وہ نمرہ سے ساری معلومات اکھٹی کرنا چاہتا تھا مگر نمرہ ابھی دور کسی آنٹی سے بات کرنے میں مصروف تھی۔ جب وقت بہت زیادہ گزر گیا تو شایان اسٹیج پر سے اتر گیا۔

"کیا ہوا ممانی؟ آپ اتنی پریشان کیوں ہیں"؟

شایان کا سوال سن کر نوال کی گردن جھک گئیں۔ ان کے پاس شایان کے سوالوں کا کوئی جواب نہیں تھا۔ عزاہ نے جب اپنی ماں کا سر جھکا دیکھا تو اسے برا لگا۔ اس کی ماں ایسے ملزم کی طرح تھیں جس کے پاس اپنی صفائی کے لیے الفاظ نہ ہو۔ شایان نوال کو یوں کھڑا دیکھ کر مزید الجھا۔

"ممانی بتائیں کیا ہوا ہے؟ مجھے بتائیں آخر مسئلہ کیا ہے؟ مما اور ماموں ہال سے باہر کیا بات کر رہے ہیں؟ اور عالیہ ابھی تک اسٹیج پر کیوں نہیں آئی ہے؟ آپ کی خاموشی مجھے پریشان کر رہی ہے۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

شایان نے انتہائی بے چینی سے پوچھا۔ وہ جلد از جلد مسئلہ جان لینا چاہتا تھا۔ نوال نے کچھ کہنے کے لیے لب کھولیں مگر اسی وقت عزاہ کی آواز نے نوال اور شایان دونوں کو دوسری جانب متوجہ کر دیا۔

"بابا اور پھپھو آ گئے!"

ان تینوں نے مڑ دیکھا وہ لوگ آ رہے تھے۔ سب سے آگے اشفاق، ان کے پیچھے زینب اور سب سے آخر میں جائی یانہ تھی۔

ان تینوں کے چہرے نوال اور شایان کو عجیب سے لگے۔ اشفاق کے کندھے جھکے ہوئے تھے جیسے وہ سالوں سے جاری جنگ چند لمحوں میں ہار گئے ہو۔ زینب کا چہرہ بالکل سپاٹ تھا جبکہ جائی یانہ کا چہرہ اترا ہوا تھا۔ جائی یانہ کے قدم دور سے دیکھنے والے کو بھی بوجھل دکھائی دیتے تھے۔

وہ تینوں شایان کے پاس گئے۔ جائی یانہ کے اندر ہمت ختم ہو گئی تھی۔ وہ خاموشی سے کرسی پر بیٹھ گئی۔ اسے کچھ پل پہلے سنی باتوں اور ثبوتوں پر یقین نہیں آ رہا تھا۔

زینب نے شایان کو آنکھوں سے اشارہ کیا اور اسے لے کر ان لوگوں سے الگ ہو گئیں۔

اشفاق عزاہ کے سامنے کھڑے ہو گئے۔ عزاہ اپنے باپ کی آنکھوں میں بآسانی جھانک سکتی تھی۔ اس کے باپ کی آنکھیں افسردہ سی تھیں۔ ان میں منت کا تاثر تھا۔

"عزاہ!!"

اشفاق نے عزاہ کا نام لیا۔ عزاہ کو باپ کی آواز فریاد لگی۔

"میں آج تم سے کچھ مانگوں گا۔ مجھے یقین ہے تم منع نہیں کرو گی۔"

اشفاق کا لہجہ کچھ ایسا تھا کہ عزاہ کو اپنے ارد گرد خطرے کی گھنٹیاں بجتی سنائی دیں۔

دوسری طرف زینب شایان کو ہال کے دوسرے کونے میں لے گئیں۔ نمرہ بھی ان کے پاس آ گئی تھی۔ نمرہ کب سے ان لوگوں سے الگ بیٹھی تھی۔ عالیہ کی ہال میں غیر موجودگی اس بات کا اشارہ تھی عالیہ آریان کے ساتھ جا چکی ہے۔ نمرہ مطمئن ہو گئی مگر زینب کا انہیں گھر لے جانے کی بجائے یوں ایک کونے میں لے آنا نمرہ کو سمجھ نہیں آ رہا تھا۔

"کیا ہوا ماما"؟

پوچھنے والی نمرہ تھی۔

"عالیہ کسی لڑکے کے ساتھ چلی گئی ہے۔اسے یہ شادی نہیں کرنی تھی۔"

زینب نے بغیر کسی تمہید کے بولا۔نمرہ کو تو کوئی حیرت نہیں ہوئی مگر شایان کو لگا اس نے کچھ غلط سن لیا ہے۔

" کیا کہہ رہی ہیں ماما؟عالیہ کہاں چلی گئی"؟

شایان نے بے یقینی سے پوچھا۔

زینب نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے جواب دیا۔

"میں نہیں جانتی عالیہ کہاں گئی ہے لیکن اس نے کسی اور سے نکاح کر لیا ہے۔شاید وہ تمہارے ساتھ شادی پر خوش نہیں تھی۔"

"آپ کہہ رہی ہیں اس نے کسی اور سے شادی کر لی ہے؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

شایان نے پوچھتے ہوئے ماں کا چہرہ دیکھا۔ زینب نے ہلکے سے سر کو خم دیا۔ شایان بالکل سن ہو گیا۔

"ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟ اس نے تو مجھ سے شادی کرنی تھی۔ وہ مجھے کیسے چھوڑ سکتی ہے۔ کہیں وہ کسی مشکل میں تو نہیں۔ آپ لوگوں نے اسے ڈھونڈا بھی نہیں ہے۔ مجھے اسے ڈھونڈنا ہو گا۔"

اس سے پہلے شایان عالیہ کو ڈھونڈنے جاتا، زینب نے اس کا بازو تھام لیا۔

"ہیرو بننے کی ضرورت نہیں ہے۔ اشفاق بھائی نے ہر طرح سے تفتیش کروالی ہے۔ وہ کسی اور لڑکے کو چاہتی تھی۔ ایک نمبر سے اس کے نکاح نامہ کی تصویر موصول ہوئی ہے۔ وہ چلی گئی ہے شایان!"

زینب کی باتیں شایان کو سمجھ نہیں آ رہی تھی۔

"آپ کیا کہے جا رہی ہیں؟ ہم تو یہاں پر عالیہ کو لینے آئے تھے۔ اب ہم آ گئے ہیں تو آپ کہہ رہی ہیں۔۔۔"

شایان نے جملہ ادھورا چھوڑ دیا وہ کرسی پر بیٹھ گیا اور بالوں پر اضطرب سے ہاتھ پھیرنے لگا۔

"میں سچ کہہ رہی ہوں۔ حقیقت تلخ ضرور ہے مگر ہمارے پاس ماننے کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے۔ اگر ہمیں لگتا ان سب میں عالیہ کی مرضی نہیں تھی، تو ہم لوگ اس کو ڈھونڈنے میں زمین آسمان ایک کر دیتے مگر سارے ثبوت بتاتے ہیں عالیہ خود اپنی مرضی سے گئی ہے۔ اپنی مرضی سے جانے والوں کی تلاش میں خوار نہیں ہونا چاہیے۔"

زینب نے اب کی بار نرم لہجے میں شایان کو سمجھایا تھا۔

"مجھے گھر جانا ہے!"

شایان ایک دم اٹھ کھڑا ہوا۔

"مجھے ابھی کچھ بھی سمجھ نہیں آرہا، آپ کیا کہہ رہی ہے۔ میں گھر جارہا ہوں۔"

زینب نے اسے دوبارہ روکا اور زبردستی کرسی پر بٹھایا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

" بیٹھو! ہم لوگ یوں نہیں جا سکتے"۔

زینب کی بات سن کر شایان بولا۔

"کیوں؟ آپ ہی کہہ رہی ہیں عالیہ چلی گئی ہے تو یہاں بیٹھنے کا فائدہ؟"

شایان کی بات سن کر زینب نے گہرا سانس لیا اور ہمت مجتمع کی۔

"عالیہ چلی گئی ہے تو کیا ہوا؟ میں تمہاری شادی عزاہ سے کروا رہی ہوں۔"

ایک اور دھماکہ شایان کے سر پر پھوڑا گیا تھا۔ نمرہ نے بے یقینی سے زینب کو دیکھا۔ شایان کے چہرے پر پہلے بے یقینی اور پھر غصے کا تاثر ابھرا۔ وہ بدک کر کھڑا ہو گیا۔

"ماما آپ ٹھیک تو ہیں؟ پہلے آپ کہہ رہی تھیں عالیہ کہیں چلی گئی ہے اور اب آپ کہہ رہی ہیں میری شادی عزاہ سے ہو رہی ہے۔ آپ کو یہ سب مزاق لگ رہا ہے۔"

شایان نے غصے سے کہا۔ زینب نے شایان کو کندھے سے پکڑ کر روکنا چاہا مگر شایان نے اپنی ماں کا ہاتھ جھڑک دیا اور غصے سے آگے بڑھ گیا۔ نمرہ شایان کے پیچھے بھاگی۔ زینب اپنے بچوں کو جاتا دیکھ کر شکستہ سی ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گئی۔

منظر دوبارہ اشفاق اور عزاہ کی طرف گیا۔ ایک باپ اپنی بیٹی کے پاس عزت بچانے کی درخواست لے کر کھڑا تھا۔

"عزاہ! میری بیٹی! میں تم سے بھیک مانگتا ہوں۔ تم میری خاطر شایان سے شادی کر لو۔ اپنے بوڑھے باپ پر رحم کرو۔ تمہیں خدا کا واسطہ ہے۔"

اشفاق کی بات سن کر عزاہ کے دل کی دھڑکنیں تھم گئیں۔ اسے یقین نہیں آرہا تھا اس کا باپ اس سے ایسی بات کر سکتا ہے جبکہ نوال نے یہ بات سنی تو تڑپ گئیں۔ انہوں نے اشفاق کا کندھا پکڑ کر اپنی طرف موڑا۔

"آپ یہ کیسے کر سکتے ہیں؟ عالیہ کا ابھی تک کچھ پتہ نہیں چلا اور آپ اسے ڈھونڈنے کی بجائے عزاہ کی شادی شایان سے کروا رہے ہیں۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

نوال کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے۔

اشفاق نے اپنے کندھے پر سے نوال کا ہاتھ ایک جھٹکے سے چھڑوایا اور نوال کے دونوں بازوؤں کو دبوچ لیا۔ ان کی آنکھیں ایک پل کے لیے خون آشام دکھائی دیں۔

"تمہاری بیٹی کو ڈھونڈا ہے لیکن وہ نہیں ملے گی۔ جانتی ہو کیوں؟ کیوں کہ وہ بھاگ کر نکاح کر بیٹھی ہے لیکن مجھے اس سے کوئی گلہ نہیں ہے۔ میں نے ہی اس کے لیے ایک بد کردار عورت کو ماں بنانے کا سوچا تھا۔"

نوال کا چہرہ زرد ہو گیا۔ انہیں ایسا لگا انہیں بیچ بازار میں رسوا کر دیا تھا۔ جو بات اتنے سالوں میں اشفاق اور نوال کے درمیان تنہائی میں نہیں ہوئی تھی، وہ بات آج ان کی دونوں اولاد کے سامنے انکشاف کی طرح کھلی تھی۔ جائی یانہ اور عزاہ الجھن سے اپنے ماں باپ کو دیکھ رہے تھے۔ انہیں اپنے باپ کی بات کا مطلب قطعاً سمجھ نہیں آیا تھا۔ اشفاق نے حقارت سے نوال کو جھٹکا دے کر چھوڑ دیا۔ اشفاق نے اپنا چہرہ دوبارہ عزاہ کی جانب موڑ لیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"عزاہ اپنے باپ کی بات کی لاج رکھ لو اور شایان سے شادی کر لو۔ اسی میں ہم سب کی بھلائی ہے۔"

عزاہ اشفاق کی بات سن کی گڑبڑائی۔

"بابا میں کیسے؟"

اشفاق نے عزاہ کی بات مکمل نہیں ہونے دی۔ انہوں نے ہاتھ جوڑ لیے اور بولیں۔

"تمہیں اپنے باپ کے ان جڑے ہاتھوں کا واسطہ!"

عزاہ یہ دیکھ کر کانپ گئی۔ اس نے فوراً اشفاق کا ہاتھ نیچے کیا اور اپنی رضامندی ظاہر کی۔

"بابا میں تیار ہوں۔ آپ یوں نہ کریں۔"

اشفاق کی آنکھوں میں چمک ابھری۔

انہوں نے عزاہ کے سر پر ہاتھ رکھا۔

"اللہ تمہیں خوش رکھے!"

یہ کہہ کر وہ آگے کی جانب بڑھ گئے۔ جبکہ عزاہ وہی کھڑی رہ گئی۔ قسمت نے بھی کیا عجیب کھیل کھیلا تھا۔ اسے وہ ملنے والا تھا جس کی اس نے بچپن سے دعا مانگی تھی۔ عزاہ کو لگتا تھا اسے جس دن شایان ملے گا وہ دن بہت حسین ہو گا مگر اسے آج کے دن سے خوف آیا تھا۔ اس دن نے اس کے خاندان کا شیرازہ بری طرح بکھیر دیا تھا۔ آج کے دن اس کا باپ کا سر لوگوں کے سامنے جھکا تھا۔ آج اس کی ماں یوں نظریں جھکائے بیٹھی تھیں۔

عزاہ نے نظریں اٹھا کر اطراف میں دیکھا تو اسے دور سے شایان اور نمرہ ایک ساتھ ہال کے اندر آتے دکھائی دیے۔ ان دونوں کا رخ کچھ دور بیٹھی زینب کی طرف تھا۔ عزاہ نے دیکھا شایان نے زینب کے پاس جا کر کچھ کہا تھا۔ اسے شایان کی آواز اتنی دور سے سنائی نہیں دی لیکن شایان کے چہرے پر چھائی ناگواری وہ دیکھ سکتی تھی۔ زینب نے شایان کی بات سن کر سر ہلایا اور اپنی کرسی پر سے اٹھ کر نوال کے پاس آئیں۔ نوال ابھی بھی سکتے کے عالم میں تھی۔ ان کو یقین نہیں آرہا تھا ان کی دونوں بیٹیوں کے سامنے ان کے ماضی کی ایک جھلک کھلی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

زینب نوال کے سامنے رکی اور سنجیدہ لہجے میں اطلاع دی۔

"شایان راضی ہے۔ان دونوں کے نکاح کی تیاری شروع کر دیں۔"

ان الفاظوں نے سب کچھ تھما دیا۔ہال میں موجود لوگوں کی ہل چل،پس منظر میں گونجتی آوازیں اور قہقہے سب تھم گئے۔عزاہ کے کانوں میں سناٹا سا چھا گیا۔اس کے بعد ہونے والے مناظر آہستہ آہستہ ہوئے۔

عزاہ نے دیکھا جائی یانہ اور نوال اسے لے کر اسٹیج کی طرف بڑھ رہی تھیں۔عزاہ کو اسٹیج پر رکھے مرکزی صوفے پر بٹھا دیا گیا۔نوال نے اس کے سر پر ڈوپٹہ اوڑھا دیا۔عزاہ کو اپنے سامنے زینب،شایان اور نمرہ آتے دکھائی دیے۔شایان کے چہرے کے تاثرات صاف بتا رہے تھے اس کے ساتھ زبردستی ہوئی تھی۔زینب نے شایان کو عزاہ کے ساتھ بٹھا دیا۔ شایان عزاہ سے نامحسوس فاصلے پر بیٹھ گیا۔عزاہ نے شایان کے چہرے کو دیکھا۔اس کے تاثرات عزاہ کو ڈرا رہے تھے۔عزاہ نے چہرہ موڑ لیا۔اشفاق بھی مولوی صاحب کو لے کر اسٹیج پر آ گئے۔وہ عزاہ کی طرف رکھی کرسی پر بیٹھ گئے۔نکاح شروع ہو گیا۔

"عزاہ بنت اشفاق آپ کو یہ نکاح قبول ہے؟"

عزاہ کو اپنا دل مٹھی میں بند ہوتا محسوس ہوا۔ اس سانس لینے دقت ہو رہی تھی۔

"جی قبول ہے!"

عزاہ نے اپنے آپ پر قابو پانے کی کوشش کی۔ عزاہ کے ساتھ بیٹھے شایان کے ماتھے کی شکنیں مزید گہری ہو گئیں۔ عزاہ کے بعد مولوی صاحب نے شایان سے پوچھا۔

"کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے؟"

شایان کا دل چاہا منع کر دے۔

"قبول ہے!"

شایان کی آواز، عزاہ کو آگ سے دہکتی محسوس ہوئی۔

"آپ کو یہ نکاح قبول ہے؟"

"قبول ہے!"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

شایان نے اپنی گردن پر سے پھولوں کا ہار نکالا۔

"آپ کو یہ نکاح قبول ہے؟"

"قبول ہے"۔

اس کے بعد شایان نے فوراً نکاح نامے پر دستخط کیے اور اپنے ہاتھ میں پکڑا ہار ایک طرف پھینک کر سٹیج پر سے اٹھ گیا۔ زینب شایان کو روکنے کے لیے بڑھیں مگر انہیں میز سے ٹھوکر لگ گئی۔ نمرہ نے زینب کو سنبھال لیا۔ شایان کو اپنے پیچھے کئی چہ مگوئیاں سنائی دیں مگر اسے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔ وہ اپنی گردن سیدھی رکھے باہر کی جانب بڑھ رہا تھا۔ وہ یہاں عالیہ کو جیتنے آیا تھا مگر اسے بری طرح شکست سے دوچار کر دیا گیا۔ اشفاق کے خاندان نے اسے دھوکا دیا تھا۔

اسٹیج پر بیٹھی عزاہ پورے ہال کے سامنے ایک سوالیہ نشان بن گئی۔ اس کی گردن لوگوں کی نظروں سے مزید جھک گئی۔ خوابوں کی دنیا میں ہم کچھ لمحات کو کتنا قیمتی سمجھتے ہیں لیکن

حقیقت انہیں کتنا بے مول کر جاتی ہے۔ عزاہ شاید یہ نہیں جانتی تھی آج بس یہ لمحہ ہی بے مول نہیں ہوا تھا بلکہ اس کی اپنی ذات بھی بے مول ہو چکی تھی۔

****

حسن کا گھر اس وقت روشنیوں سے نہایا ہوا تھا۔ سنہری رنگ کی لائٹوں نے گھر کی سجاوٹ میں چار چاند لگا دی تھی۔ مہمانوں کی آمد کا سلسلہ جاری تھا۔ لوگوں کی باتوں اور قہقہوں نے گھر میں خوب رونق لگائی ہوئی تھی۔ اشفاق اِدھر سے اُدھر دوڑ لگاتے تقریب کے سارے انتظامات سنبھال رہے تھے۔ مریم چچی اور ام ہانی مہمانوں کی خاطر تواضع میں مگن تھیں۔

مردوں کے بیٹھنے کا انتظام گھر کے صحن میں تھا جبکہ عورتیں کمروں کے اندر بیٹھ رہی تھیں۔ پورا گھر مہمانوں سے بھرا ہوا تھا۔ بس ایک کمرے میں کوئی مہمان نہیں آیا تھا اور وہی کمرہ ہماری کہانی کا مرکز تھا۔

اس کمرے میں سیاہ آنکھوں والی لڑکی بیڈ پر بیٹھی ہوئی تھی۔اس کی تیاری مکمل تھی۔ مہرون رنگ کا عروسی جوڑا لڑکی کی سفید رنگت کو مزید نمایاں کر رہا تھا۔گلے میں خالص سونے کا ہار پہنا تھا جو اس وقت لڑکی کو خوب چبھ رہا تھا۔کانوں میں پہنے بڑے سائز کے جھمکے لڑکی کی گردن گھمانے پر چھن چھن کی آوازیں پیدا کرتے تھے۔لڑکی کا چہرہ میک اپ سے لدا تھا۔لڑکی کے بالوں کو جوڑے میں مقید کیا ہوا تھا۔اس کی سیاہ آنکھیں اس اداس تھیں۔اس کے ساتھ ایک سنہری آنکھوں والی لڑکی بھی تھی جو اس کے سر پر اچھے سے ڈوپٹہ سیٹ کر رہی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"زینب اپنی گردن سیدھی کرنا!"

نوال نے زینب کو ہدایت دی۔زینب نے بے دلی سے ہدایت پر عمل کیا۔نکاح ہونے میں بس کچھ دیر باقی تھی۔ابھی زینب کا ڈوپٹہ سیٹ ہوا ہی تھا جب مریم کمرے میں داخل ہوئیں۔

"نوال تم نے پانی کے جگ کہاں رکھے ہیں جو صبح تمہارے ابو لے کر آئے تھے؟"

مریم نے عجلت میں پوچھا

"میں نے تو کچن میں ہی رکھے تھے"۔

نوال نے کچھ حیرت سے جواب دیا۔

"میں نے سارا کچن کھنگال لیا ہے مجھے تو نہیں مل رہے۔ میرے ساتھ کچن میں چلو اور خود نکال کر دو۔"

مریم نے تھوڑے سے سخت لہجے میں کہا۔ نوال فوراً بیڈ پر سے اتری اور باہر چلی گئی۔

مریم بھی اس کے پیچھے جا رہی تھیں جب زینب کی آواز نے انہیں روکا۔

"چچی آپ نے میرے ساتھ ایسا کیوں کیا؟"

مریم مڑی اور اپنے سامنے بیٹھی دلہن کو دیکھا۔

"میں نے تمہارے ساتھ کچھ نہیں کیا۔ جو ہوا ہے وہ تمہاری اپنے کرتوتوں کا نتیجہ ہے۔"

مریم کے لہجے میں چٹان جیسی سختی تھی۔

زینب نے نم آنکھوں سے اس عورت کو دیکھا جس سے اس کے دو رشتے تھے۔

"آپ تو کہتی تھیں کہ میری ماں آپ کو بہت عزیز تھی۔ آپ نے خود میرا نام رکھا تھا تو پھر اتنی بے اعتنائی کیوں؟ ماں نہ سہی، یہی سمجھ لیتی کہ میں آپ کی بہن کی بیٹی ہوں۔"

"وہ بیٹی جس نے دنیا میں آتے ہی میری بہن کو کھا لیا۔"

مریم پھنکاریں۔

"تمہاری شکل ہمیشہ میرے زخموں کو ہرا کر دیتی ہے۔ میں ابھی تک اپنی بہن کی موت نہیں بھلا پائی۔ اتنے سال میں نے تمہیں اسی رشتے کی وجہ سے برداشت کیا ہے۔ تمہیں پالنا میری زندگی کا سب سے اذیت ناک مرحلہ تھا۔ میری بہن کچھ دیر اور جی جاتی اگر اس پر تمہارا منحوس سایہ نہ چھاتا۔"

ان کی آنکھوں میں واضح نمی آگئی تھی۔ انہوں نے اپنی انگلی کی پوروں سے نم آنکھوں کو صاف کیا اور جانے کے لیے مڑ گئیں۔ ان کے بڑھتے قدم دروازے کی چوکھٹ پر رکے۔

"تمہارا نام میں نے نہیں بلکہ تمہاری ماں نے ہی رکھا تھا۔"

زینب نے حیرت سے گردن اٹھا کر مریم کو دیکھا جن کی نظریں کمرے کے باہر تھیں۔

"جب سے اسے پتہ چلا تھا کہ وہ امید سے ہے، وہ بہت خوش رہنے لگی تھی۔ میں نے اس کو اتنا خوش اشفاق کی پیدائش پر بھی نہیں دیکھا۔ اس نے پہلے سے پتہ تھا اس کی بیٹی پیدا ہو گی اور وہ اس کا نام زینب رکھے گی۔ اپنی زندگی کے آخری دنوں میں اس کے منہ پر زینب نام ہی سوار رہتا تھا۔ اسے کیا پتہ تھا یہی بیٹی اس کی موت کا سبب بنے گی۔"

مریم یہ کہہ کر کمرے سے چلی گئیں۔ پیچھے زینب سکتے کے عالم میں تھی۔ اس کی ماں اس کے دنیا میں آنے پر خوش تھی۔ ساری زندگی اس کو لوگوں نے اس کے پیدا ہونے پر سزا دی تھی اور اس کی ماں اس کے پیدا ہونے کی دعائیں مانگا کرتی تھی۔ ماں نے اپنی بیٹی کا نام پیدائش سے پہلے ہی رکھ لیا تھا۔ کیا وہ جانتی تھی کہ وقت نے انہیں مہلت نہیں دینی۔ زینب کو اپنا دل پھٹتا ہوا محسوس ہوا۔ ماں باپ کی کمی کو وہ ساری زندگی محسوس کرتی آئی تھی مگر آج تو وہ اپنے ماں باپ کا پیار دیکھنے کے لیے تڑپ رہی تھی۔ وہ منہ جھکائے بیٹھی تھی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

جب اسے محسوس ہوا کوئی کمرے میں آیا ہے۔اس نے سوچا ضرور نوال ہو گی،اس لیے سر جھکائے خود کو پر سکون کرنے کی کوشش کرنے لگ گئی۔جب اس نے چہرہ اٹھا کر دیکھا تو اسے جھٹکا لگا۔اس کے سامنے نوال نہیں نازنین کھڑی تھی۔اس کے چہرے کے تاثرات گھمبیر دکھائی دیتے تھے مگر زینب نے اس کے تاثرات پر دھیان نہیں دیا۔وہ فوراً سے اٹھی اور نازنین کے گلے لگ گئی۔

"نازنین تم نہیں جانتی میں نے تمہیں کتنا یاد کیا؟ تمہیں پتہ ہے میرے ساتھ کیا ہوا ہے۔ یہ لوگ میری زبردستی شادی کروا رہے ہیں۔اشفاق بھائی مجھ سے مزید بد گمان ہو گئے ہیں انہیں لگتا ہے۔۔۔۔۔"

نازنین نے جب اسے خود سے الگ کیا تو اس کی چلتی زبان رک گئی۔زینب نے آنکھوں میں حیرت لیے نازنین کا چہرہ دیکھا،جس کے چہرے پر ملال صاف ظاہر تھا۔وہ دونوں ایک دوسرے کے آمنے سامنے کھڑی تھیں۔زینب نے نازنین کے حلیے پر غور کیا۔اس کا حلیہ کہیں سے نہیں بتا رہا تھا وہ اس کی شادی میں شرکت کرنے آئی ہے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کیا ہوا نازنین؟"

زینب نے پریشانی سے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ دیا۔ نازنین نے اس کا ہاتھ جھٹک دیا۔

"زینب آج میں تمہارا امتحان لینے آئی ہوں۔ تمہارے پاس بس دو راستے ہیں، تمہیں ایک چننا ہے۔"

نازنین نے سپاٹ انداز میں کہا۔ نازنین بولتی رہی۔ اس کی بات سن کر زینب کا چہرہ فق ہو گیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

* *

پھولوں سے لدی گاڑی، زینب کے گھر کے پورچ میں رکی۔ سب سے پہلے گاڑی کی فرنٹ سیٹ پر سے نمرہ اتری۔ گاڑی سے اتر کر وہ تیزی سے اندر چلی گئی۔ اس کے بعد زینب

اتریں اور گاڑی کی دوسری جانب جا کر دروازہ کھولا۔ پچھلی سیٹ پر بیٹھی عزاہ گاڑی سے باہر نکلی اور زینب کے ہمراہ آگے بڑھ گئی۔

اشفاق کو شایان کے تیور صحیح نہیں لگے تھے۔ اسی لیے اشفاق نے آج ہی عزاہ کی رخصتی کروادی۔ وہ نہیں چاہتے تھے کسی قسم کی کوئی تاخیر ہو۔ ہال میں موجود سب لوگ یہ دیکھ کر حیران ہوئے کہ اشفاق نے بیٹی کی رخصتی دولہا کے بغیر کر دی ہے۔ عزاہ لوگوں کے سامنے سوالیہ نشان بن گئی تھی۔ اس کے دل میں ایک دفعہ پھر عالیہ کے لیے نفرت جاگی۔ عالیہ گھر سے بھاگ جانے کے باوجود لوگوں کی باتوں سے بچی ہوئی تھی اور وہ بے گناہ ہو کر بھی بھرے مجمعے میں مجرم بنی کھڑی تھی۔

جب عزاہ گھر کے اندر آئی، تو اس نے دیکھا گھر کے تمام ملازمین قطار سے کھڑے تھے۔ ملازموں کے ہاتھوں میں پھولوں سے بھری پلیٹیں تھیں، جو انہوں نے دلہن کے استقبال کے لیے پکڑی تھیں۔ جب ملازمین اسے مہمان سمجھ کر نظر انداز کر گئے اور گردن اٹھا اٹھا

کر دلہن کو پیچھے سے ڈھونڈنے لگے تو عزاہ کو کچھ ہوا۔ان کو معلوم نہیں تھا شایان کی دلہن گھر میں آچکی ہے۔زینب نے آگے بڑھ کر ملازموں کو حکم دیا۔

"تم لوگ یہ پلیٹیں کچن میں رکھ دو اور اپنے اپنے کوارٹر میں چلے جاؤ۔"

ملازمین تذبذب کا شکار ہو گئے۔یہ لوگ تو شایان صاحب کی دلہن لینے گئے تھے اور بغیر دلہن لیے ہی واپس آگئے۔زینب انہیں یوں دیکھتا پا کر تھوڑے غصے میں بولیں۔

"میری شکل کیا دیکھ رہے ہو؟سنائی نہیں دیا تم لوگوں کو؟"

ایک لمحے بعد تمام ملازمین وہاں سے غائب تھے۔زینب عزاہ کو لے کر شایان کے کمرے میں چلی گئیں۔

عزاہ نے جیسے ہی کمرے میں قدم رکھا تو ایک پل کے لیے سب کچھ بھول گئی۔کمرے کو اتنے حسین طرح سے سجایا گیا تھا کہ عزاہ پلک تک نہ جھپک پائی۔پورا کمرہ پھولوں سے بھرا ہوا تھا۔ان پھولوں کو بہت مہارت سے سجایا گیا تھا۔اس کمرے کو اس وجہ سے بھی ممتاز حیثیت حاصل تھی کیونکہ یہ کمرہ شایان کا تھا۔زینب کمرے سے باہر چلی گئیں مگر عزاہ نے

دھیان نہیں دیا۔ وہ کھوئے ہوئے سے انداز میں گردن گھما گھما کر کمرے کا جائزہ لے رہی تھی۔ جیسے عزاہ کی نظریں جب بیڈ کے تاج پر گئی تو وہ فورا کمرے میں پھیلے اس سحر سے باہر نکلی۔

بیڈ کے تاج کے عین اوپر ایک تصویر لگی تھی۔ وہ تصویر عالیہ کی تھی جو ایک بڑے فریم میں لگی تھی۔ کمرے کی سجاوٹ یکدم ماند پڑ گئی۔ عزاہ کو اس تصویر نے کچھ کہے بغیر بتا دیا کہ عزاہ کی یہاں پر کیا حیثیت ہے۔ یہ سجاوٹیں عزاہ کے استقبال کے لیے نہیں بلکہ تصویر میں کھڑی سنہری آنکھوں کے لیے تھی۔ عزاہ چلتی چلتی تصویر کے بالکل پاس آ گئی۔ اس میں عالیہ کا مسکراتا چہرہ واضح تھا جو عزاہ کو زہر لگ رہا تھا۔

اچانک کمرے کا دروازہ کھلا اور شایان کمرے میں داخل ہو گیا۔ وہ شدید غصے میں تھے۔ اس کی کن پٹی کی رگیں غصے کی شدت سے ابھری تھیں۔ اپنے کمرے میں عزاہ کو دیکھ کر وہ آگ بگولا ہو گیا۔ شایان عزاہ کی جانب بڑھا اور اس کی کہنی پکڑ کر پوچھا۔

"تمہیں میرے گھر میں گھسنے کس نے دیا؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

شایان اس قدر غصے میں تھا اس کے ہاتھ بھی کانپ رہے تھے۔

"وہ پھپھو"۔۔۔

ابھی عزاہ کا جملہ مکمل ہوا نہیں تھا جب شایان دوبارہ بولا۔

"تمہیں ماما لے کر آئی ہیں! مجھے یقین نہیں ہوتا ہے۔"

شایان نے اپنا چہرہ نیچے کیا اور ماتھے کو چھوا، پھر چہرہ اٹھایا۔ اس کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ تھی۔

"تمہارے باپ نے تمہیں یوں رخصت کر دیا۔ ویسے تو انہیں بہت غرور تھا اور اب دیکھو بغیر دولہا کے اپنی بیٹی کی رخصتی کر دی۔"

شایان کے ہونٹوں سے مسکراہٹ سمٹی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"لیکن میں تمہیں اس گھر میں نہیں رہنے دوں گا۔ تم ابھی اور اسی وقت اپنے گھر واپس جاؤ گی۔ تم سے نکاح کرنے کا یہ مطلب نہیں ہے میں تمہیں اپنے ساتھ رکھوں گا۔ تمہیں اپنی ساری زندگی اپنے گھمنڈی باپ کے گھر گزارنی ہو گی۔ چلو نکلو!"

شایان نے ہاتھ بڑھا کر دروازے کی جانب اشارہ کیا مگر عزاہ ہٹی نہیں۔ وہ یونہی شایان کے سامنے کھڑی رہی۔

"تم نے سنا نہیں!" اس نے اتنی اونچی آواز میں بولا کہ عزاہ سہم کر دو قدم پیچھے ہٹی۔

"شایان آپ۔۔۔۔"

ایک دفعہ دوبارہ عزاہ کی بات درمیان میں رہ گئی۔ شایان نے عزاہ کا ہاتھ پکڑا اور اسے کمرے سے باہر لے جانے لگے۔ شایان کی رفتار اس قدر تیز تھی کہ عزاہ سے قدم بھی نہیں اٹھائے جا رہے تھے۔ شایان اسے یونہی پکڑے گھر کے دروازے تک پہنچ گیا۔ اس نے عزاہ کو دھکا دے کر گھر سے باہر نکال دیا۔

"تم اب جا سکتی ہو۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

یہ کہہ وہ دروازہ بند کرنے لگا۔ عزاہ تیزی سے دروازے کے پاس آئی اور اسے پکڑ لیا۔

"پلیز شایان ایسا نہ کرو۔ میں کیسے جاؤں گی؟"

عزاہ کی آنکھوں سے آنسو نکل رہے تھے لیکن اس کی بھری ہوئی آواز شایان کے دل کو پگھلا نہ سکی۔ ہاں اگر یہی آنسو عالیہ کی آنکھوں سے نکل رہے ہوتے تو شایان اس وقت تڑپ رہا ہوتا۔

"یہ بات تمہارے باپ کو تمہاری شادی مجھ سے کروانے سے پہلے سوچنی چاہیے تھی۔"

یہ کہہ کر شایان نے دوبارہ دروازہ بند کرنے کی کوشش کی۔

"تم بتاؤ اتنی رات کو میں کہاں جاؤں گی۔ تم جانتے ہو رات کے وقت میرا یوں جانا محفوظ نہیں ہے۔ خدا کے لیے مجھے یوں نہ نکالو۔ مجھے اگر بھیجنا ہی ہے تو ڈرائیور کے ساتھ بھیج دو۔"

شایان کے دروازہ بند کرتے ہاتھ ایک پل کے لیے رک گئے۔ اس کے سامنے اس کے ماضی کی سب سے تلخ رات کا منظر گھوم گیا۔

اس کی گرفت دروازے پر سے ہلکی ہوئی۔اس نے دروازہ کھول دیا اور عزاہ کو اندر آنے کا راستہ دیا۔

عزاہ جیسے ہی اندر آئی،شایان کی کھوئی ہوئی نم سی آواز اس کی سماعتوں میں گونجی۔

"کمرے میں چلی جاؤ اور باہر نکلنے کی ہمت نہ کرنا۔"

اس کے بعد شایان رکا نہیں بلکہ لان کی جانب چل دیا۔

عزاہ بھی کچھ کہے بغیر کمرے کی جانب بڑھ گئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

* *

اشفاق کے گھر میں موت کا سناٹا چھایا ہوا تھا۔جس گھر میں شادی کی رونقیں سنبھالنے سے نہیں سنبھل رہی تھی،اب اس گھر میں ماتم کا سما تھا۔

گھر کے اندر آؤ تو گھر کے مکین اس وقت افسردہ تھے۔ اشفاق جیسے ہی گھر آئے، انہوں نے خود کو کمرے میں بند کر دیا۔ نوال کمرے میں نہیں گئیں۔ ان کے اندر ہمت نہیں تھی وہ اشفاق کی ملامتی نگاہوں کا سامنا کر پاتیں۔

نوال کچن میں بیٹھی تھیں۔ انہوں نے ایک ہاتھ چہرے پر رکھا تھا جبکہ دوسرے ہاتھ سے میز پر اندیکھی لکیریں کھینچ رہی تھیں۔ انہوں نے ابھی تک کپڑے بھی تبدیل نہیں کیے تھے۔ وہ ابھی تک اسی حلیے میں بیٹھی تھیں۔ امہانی ابھی کچھ دیر پہلے انہیں تسلیاں دیں کر گئی تھیں۔ امہانی کا طنزیہ لہجہ اس پریشانی میں تھوڑا بدل گیا تھا۔ وہ بھی اپنی بہن کو پریشان دیکھ کر پریشان ہو گئی تھیں۔

نوال کو امہانی کے دلاسوں سے تسلی نہیں ہوئی تھی۔ انہیں لوگوں کے طنز و طعنوں کا خوف ابھی تک بری طرح کھائے جا رہا تھا۔ ان کا دل مامتا کے ہاتھوں بے چین تھا۔ آخر عالیہ نے کچھ بھی کیا ہو، وہ ان کی اولاد تھی۔ انہیں عالیہ کی فکر ہو رہی تھی۔ جانے اس کے ساتھ کیا ہوا ہو گا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اچانک کچن میں آہٹ ہوئی۔ نوال نے سر اٹھا کر دیکھا تو انہیں جائی یانہ دکھائی دی۔ اس نے اپنے کپڑے تبدیل کر لیے تھے۔ بالوں کی پونی بنا کر اور سارا میک اپ صاف کر کے، وہ اپنے عام حلیے میں تھی۔ وہ نوال کے سامنے والی کرسی کو کھینچ کر بیٹھ گئی اور اپنی اماں کو دیکھنے لگی۔ کچھ لمحے خاموشی کے نذر ہو گئے۔ پھر جائی یانہ کی جذبات سے عاری آواز پورے کچن میں گونجی۔

"اب کیا ہو گا؟"

نوال نے اس کے سوال پر کندھے اچکا دیے۔

"معلوم نہیں۔۔۔"

"عالیہ آپی کا کیا حال ہو گا؟"

"ماں باپ کے گلے میں ذلت کا طوق ڈال کر وہ خود بھی کبھی خوش نہیں رہے گی۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

نوال نے جیسے موسم کی پیشگوئی کی۔ جائی یا نہ خاموش ہو گئی۔ کچھ دیر بعد جب جائی یا نہ دوبارہ بولی تو اس کے لہجے میں جھجھک واضح تھی۔

"اماں کیا آپی نے کبھی آپ کو کہا تھا کہ وہ یہ شادی نہیں کرنا چاہتی ہے؟"

نوال نے اس کے سوال کا کوئی جواب نہیں دیا بلکہ وہ ماضی کے ایک لمحے میں کھو گئی۔

(یہ اس دن کی بات تھی جب زینب شادی کی تاریخ طے

کر کے گئی تھی۔ جب زینب چلی گئیں، تو نوال نے اپنے سارے کام نپٹانے کے بعد آرام کی غرض سے اپنے بیڈ روم آ گئیں۔ اشفاق کسی ضروری کام سے باہر گئے تھے۔ ابھی نوال لیٹی ہی تھیں جب دروازے پر دستک ہوئی۔ انہوں نے اندر آنے کی اجازت دی تو انہیں عالیہ چھوٹے چھوٹے قدم لیتی کمرے میں اندر آتی دکھائی دی۔ اس نے اسکن رنگ کا عام جوڑا پہنا ہوا تھا۔ بالوں کو ایک ڈھیلے جوڑے میں باندھا ہوا تھا۔ وہ خاموشی سے بیڈ کے کونے پر بیٹھ گئی۔ نوال بھی اٹھ کر بیٹھ گئیں۔

"وہ اماں۔۔"

عالیہ نے بات ادھوری چھوڑ دی۔

"ہاں بولو!"

"وہ کیا آپ شایان والے رشتے سے انکار نہیں کر سکتیں۔"

عالیہ نے اپنی ساری ہمت جمع کر کے بات کہہ ڈالی۔ وہ جانتی تھی سامنے والے کا یہ بات سن کر کیا ردعمل ہو گا۔

نوال کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ اگلے ہی لمحے حیرت کی جگہ طیش نے لے لی۔

"کیا بکواس ہے یہ عالیہ؟ چپ چاپ اپنے کمرے میں چلی جاؤ۔"

نوال یہ کہہ کر لیٹ گئیں۔

"مگر اماں۔۔"

نوال نے عالیہ کی بات کاٹ دی۔

"بس مجھے اور کچھ نہیں سننا ہے۔"

عالیہ کچھ دیر تک بیڈ پر بیٹھی رہی۔ نوال نے کروٹ لے کر اپنا منہ چھپا لیا۔ جب عالیہ سمجھ گئی اماں اب کچھ نہیں سنیں گی تو وہ بوجھل دل کے ساتھ کمرے سے نکل گئی۔

وہ لمحہ ختم ہوا اور نوال اپنے حال میں واپس آ گئیں۔)

"وہ کچھ کہنے کے لیے آئی تھی مگر میں نے اس کی بات نہیں سنی۔"

جائی یانہ نے کچھ نہیں کہا بس خاموشی سے میز پر انگلی گھماتی رہی۔ بہت دیر بعد جائی یانہ نے ماحول میں قائم سکوت کو دوبارہ توڑا۔

"اماں آپ کو نہیں لگتا بعض اوقات اولاد کی بھی سن لینی چاہیے۔ کیا پتہ اس کو وہ پتہ ہو جو بڑوں کو نہیں پتہ۔۔۔"

"میں نے جو بھی کیا اس کی بھلائی کے لیے کیا۔ اس نے خود اپنے ساتھ ظلم کیا ہے۔"

نوال نے نم آواز سے کہا۔

"آپ نے بھی آپی سے نہ پوچھ کر ظلم کیا ہے۔ جو حق خدا نے انہیں دیا تھا اسے آپ نے کیوں چھین لیا؟"

جائی یانہ کی آنکھوں میں آنسو امڈ آئے۔ جو بھی تھا عالیہ اس کی بہن تھی۔ سالوں کا ساتھ اس طرح کیسے ٹوٹ گیا۔

"اسے نہیں پتہ تھا اس کے لیے کیا صحیح ہے اور کیا غلط۔۔۔ہاں خدا نے عورت کو حق دیا ہے مگر یہاں پر کون عورت سے پوچھتا ہے؟ ہمارے بڑوں نے کبھی بھی بیٹیوں سے نہیں پوچھا۔ ہمارے خاندان میں یہی اصول ہے۔ میرے ماں باپ نے بھی مجھ سے نہیں پوچھا تھا اور دیکھو تمہارے بابا اور میں نے اتنے سال ساتھ گزار دیے۔"

نوال کی آنکھوں سے ایک آنسو نکلا جسے انہوں نے ہاتھ کی پشت سے رگڑ دیا۔ جائی یانہ کچھ دیر تک نوال کو دیکھتی رہی۔

"کیا اس ساتھ میں خوشیاں شامل تھیں؟"

اس بات نے نوال کو لاجواب کر دیا۔ کچھ دیر تک وہ جواب تلاش کرتی رہیں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"خوش رہنا ہی سب کچھ نہیں ہوتا ہے۔ بس سر پر چھت ہو اور دو وقت کی روٹی مل جائے۔ یہی بہت ہوتا ہے۔"

نوال نے نظریں چرا کر جواب دیا۔

"عالیہ آپی"۔۔۔

جائی یا نہ کچھ کہنے والی تھی جب اسے اپنے پیچھے اشفاق کی گرج دار آواز سنائی دی۔

"بس بہت ہو گیا!"

نوال اور جائی یانہ نے آواز کا تعاقب کیا تو انہیں اشفاق صاحب کچن کے دروازے پر کھڑے تھے۔ انہوں نے بھی ابھی تک کپڑے تبدیل نہیں کیے تھے۔ ان کے بال بکھرے ہوئے تھے اور آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔ وہ دو قدم آگے آئے اور کاٹ دار آواز میں بولیں۔

"اب اگر کسی نے اس گھر میں عالیہ کا نام بھی لیا تو اس کی زبان کاٹ دوں گا۔ ہمارا اب اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اب میں اس بارے میں کوئی بات نہ سنوں۔"

اشفاق اپنی بات کہہ کر کچن سے باہر چلے گئے۔ پیچھے جائی یانہ اور نوال بے بسی کی تصویر بنی کھڑی رہ گئیں۔

****

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ایک گھنٹے بعد شایان دوبارہ کمرے میں آیا۔ جب وہ واپس آیا تو اسے عزاہ بیڈ پر بیٹھی دکھائی دی۔ عزاہ اپنے گھٹنوں کو سینے سے لگائے، غیر مرئی نقطے کو دیکھ رہی تھی۔ وہ خاموشی سے آگے بڑھا۔ شایان کی آنکھوں میں ایک سرد سا تاثر تھا۔ شایان عزاہ کے سر پر پہنچ گیا۔

"میں نے آج تمہیں جانے کا موقع دیا تھا لیکن تم نہیں گئی۔"

شایان بھی بیڈ پر عزاہ کی جانب رخ کر کے بیٹھ گیا۔ عزاہ اور شایان دونوں ایک دوسرے کا چہرہ دیکھ سکتے تھے۔

"تم نہیں گئی اور اب ساری زندگی اسی بات پر افسوس کرو گی۔"

شایان کا چہرہ سفاک دکھائی دیا۔

"تم میری مرضی سے میری زندگی میں نہیں آئی ہو لیکن یہاں تم میری مرضی کے مطابق رہو گی۔"

اس کے بعد شایان نے اپنا چہرہ کچھ آگے کو کیا۔

"اب جانے کے تمام راستے بند ہو چکے ہیں۔ تم یہی میرے ساتھ رہو گی۔ میری غلام بن کر!"

آخری الفاظ شایان نے توڑ توڑ کر ادا کیے۔ شایان اتنا کہہ کر اٹھ کھڑا ہوا اور بستر کی دوسری جانب چلا گیا۔ وہ بیڈ پر عزاہ کی جانب پشت کر کے لیٹ گیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

عزاہ شایان کی پشت تکتی رہ گئی۔اسے سمجھ نہیں آرہا تھا آخر شایان اس سے چاہتا کیا تھا۔کچھ دیر پہلے شایان اسے گھر سے نکال دینا چاہتا تھا اور اب شایان اسے ساری زندگی اسے قید رکھنا چاہتا تھا۔آخر یہ سب تھا کیا؟؟

* *

مریم مہمانوں کی میزبانی میں مگن تھیں جب اشفاق ان کے پاس آیا۔اس نے سفید رنگ کی شلوار قمیض پہنی تھی۔اس نے ہلکی آواز میں مریم سے پوچھا۔

" چچی مولوی صاحب آگئے ہیں۔انہیں اندر بھیجوں"؟

"نہیں دس منٹ کے لیے رک جاؤ۔میں ذرا زینب کو دیکھ لوں وہ تیار ہوئی ہے کہ نہیں؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

مریم کی بات سن کر اشفاق نے سمجھتے ہوئے سر اثبات میں ہلایا اور باہر چلا گیا۔ مریم زینب کے کمرے میں جانے والی تھی جب ان کی نظر دور کھڑی نوال پر پڑی۔ مریم نے نوال کو اشارے سے اپنے پاس بلایا اور ہلکی آواز میں ساری بات سمجھا کر زینب کے کمرے میں بھیج دیا۔

نوال مہمانوں کے رش سے نکلتی ہوئی زینب کے کمرے میں پہنچ گئی۔ ابھی اس نے زینب کے کمرے کا دروازہ کھولنے کے لیے ہاتھ بڑھایا ہی تھا جب کسی نے کمرے کا دروازہ اندر سے کھول دیا۔ نوال کچھ پیچھے ہوئی۔ اس نے نازنین کو کمرے سے باہر نکلتا دیکھا۔ نازنین زینب سے ملنے دو تین دفعہ گھر آئی تھی۔ اس لیے نوال نازنین کو اچھے سے جانتی تھی۔ نازنین تنے ہوئے چہرے کے ساتھ کمرے سے باہر نکلی اور نوال سے بات کیے بغیر آگے کی جانب بڑھ گئی۔ نوال نے نازنین کو روکنا چاہا مگر اس کے چہرے کے تاثرات نوال کو کچھ صحیح نہیں لگے۔ نوال کمرے کے اندر گئی تو اس نے زینب کو سکتے کے عالم میں کھڑا دیکھا۔ اس کی نظریں ابھی تک دروازے کی طرف تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

نوال سیدھا زینب کے پاس آئی اور پوچھا۔

"تمہاری دوست اتنے غصے میں کیوں گئی ہے؟"

زینب نے کوئی جواب نہیں دیا۔ ایسا لگتا تھا اس نے یہ بات سنی ہی نہیں تھی۔ وہ ابھی بھی دروازے کو تک رہی تھی۔

نوال نے اسے یوں دیکھ کر کندھے سے جھنجھوڑا۔ زینب ایک دم حال میں آئی اور نوال کو دیکھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"تمہیں کیا ہوا ہے؟"

زینب نے فوراً خود کو سنبھالا۔

"کچھ نہیں بس۔ تم کسی کام سے آئی ہو؟"

نوال نے فوراً ماتھے کو چھوا۔

"ہاں امی پوچھ رہی ہیں تم تیار ہو؟ اگر تم تیار ہو تو مولوی صاحب کو نکاح پڑھوانے کے لیے اندر بھیج دیں؟"

"نکاح؟ مولوی صاحب؟"

زینب نے حیرت سے یہ الفاظ ادا کیے۔ ایسا لگ رہا تھا وہ بھول گئی تھی آج اس کا نکاح تھا۔

ابھی وہ نوال کو کچھ کہتی مریم اندر آ گئیں اور عجلت میں پوچھا۔

"سب ٹھیک ہے نا نوال؟"

"جی امی مجھے تو زینب تیار لگ رہی ہے آپ بھی دیکھ لیں۔ کوئی کمی تو نہیں ہے؟"

"ہاں ہاں بس صحیح ہے۔ ایسا کرو ایک چادر لا کر اسے اوڑھا دو اور اس کا چہرہ بھی چھپا دینا۔"

مریم جتنی عجلت میں آئی تھیں، اتنی عجلت میں چلی گئیں۔ زینب تھک کر بیڈ پر بیٹھ گئی۔

نوال اس کی الماری میں چادر ڈھونڈنے لگی۔ آخر کار نوال کو زینب کی چادر مل گئی۔

زینب نے نوال کو اس کے اوپر چادر اوڑھاتے دیکھا۔ اسی وقت مریم چچی اور نگینہ آنٹی کمرے کے اندر آئیں۔ نگینہ آنٹی اس پر صدقے واری جا رہی تھیں مگر اسے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ کچھ دیر بعد مرد حضرات مولوی صاحب کے ہمراہ کمرے میں داخل ہو گئے۔ مولوی صاحب کے بیٹھنے کے لیے باہر سے کرسی منگوائی گئی۔ کرسی آنے کے بعد مولوی صاحب کرسی پر بیٹھ گئے۔ نکاح کی رسم شروع ہو گئی۔ کمرے میں ایک مقدس خاموشی چھا گئی۔ بس مولوی صاحب کی آواز کمرے میں گونج رہی تھی۔

ان سب کو چھوڑ کر اگر زینب کو غور سے دیکھو، تو وہ ذہنی طور پر کہیں اور گم تھی۔ اس کی سننے کی صلاحیت اسے حال کی بجائے ماضی کی آوازیں سنوا رہی تھی۔

("زینب میں جانتی ہوں تم مجھے انکار نہیں کرو گی۔"

نازنین کی آواز گونجی۔)

"کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

مولوی صاحب زینب سے اس کی رضامندی پوچھ رہے تھے۔یہ سب کچھ کرنے سے پہلے کسی نے زینب کی رضامندی نہیں پوچھی اور اب عین وقت پر اس کی رضامندی اتنی اہم بن گئی تھی کہ سب لوگ کان لگائے کھڑے تھے۔

(“میں تم سے آج بہت بڑی چیز مانگ رہی ہوں۔")

"کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے؟"

مولوی صاحب نے اس کو کوئی جواب نہ دیتا دیکھ کر دوبارہ پوچھا۔

زینب انکار کر دینا چاہتی تھی۔جو کچھ نازنین نے کہا تھا اس کے بعد تو وہ بالکل بھی تیار نہیں تھی۔اس نے انکار کرنے کے لیے لب کھولے تو مردوں میں سے ایک مرد اس کی طرف بڑھا اور اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

"بولو زینب تمہیں قبول ہے۔"

زینب سر اٹھا کر اس شخص کو دیکھا۔ وہ مرد کوئی اور نہیں بلکہ اس کا اپنا بھائی تھا۔ زینب نے اپنے بھائی کی آنکھوں میں جھانکا تو اسے صرف اپنائیت دکھائی دی۔ اشفاق کے ہاتھوں میں زندہ رکھنے والی گرمائش تھی۔ زینب کو اپنے سر پر رکھا یہ ہاتھ ایک ڈھال معلوم ہوا۔ شاید اسے زینب کی بے گناہی کا پتہ چل گیا تھا۔ شاید اس لڑکے نے اسے سب کچھ بتا دیا تھا۔ وہ انکار کرنے والی تھی مگر اب وہ منع کیسے کر سکتی تھی۔ اس دنیا میں موجود اس کے سب سے عزیز مرد نے اس سے کچھ مانگا تھا۔ وہ اس مرد کی خاطر اپنی جان قربان کر سکتی تھی۔ دوست کی دوستی قربان کرنا تو انتہائی معمولی کام تھا۔

Clubb of Quality Content

"قبول ہے!"

زینب نے بھری ہوئی آواز میں کہا۔ بالآخر ان سب چیزوں کے ہونے کے بعد اسے اپنا بھائی مل گیا۔ وہ ساری زندگی تپتی دھوپ میں دوڑی تھی۔ اس کے بھائی کا ہاتھ اسے چھاؤں جیسا لگ رہا تھا۔

کمرے میں موجود سب لوگوں نے سکھ کا سانس لیا۔ مولوی صاحب نے دوبار مزید پوچھا جس کا زینب نے مثبت جواب دیا۔ نکاح کے بعد لوگوں نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے۔ اس کے بعد کمرے سے رش ہٹتا چلا گیا۔ اچانک اشفاق نے بھی زینب کے سر پر سے ہاتھ اٹھالیا۔ زینب یک دم چونک گئی کیونکہ اشفاق نے جتنی شفقت سے اس کے سر پر ہاتھ رکھا تھا، اٹھاتے ہوئے اسے وہ شفقت محسوس نہیں ہو پائی تھی۔ اس نے گردن اٹھا کر اپنے بھائی کو دیکھا۔ اس کے بھائی کی آنکھیں اس اپنائیت سے بالکل خالی تھیں جو کچھ پہلے جھلک رہی تھی۔ اب اس کی جگہ حقارت نے لے لی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"کبھی ہمیں ذلیل کروانے کا موقع نہ چھوڑنا۔"

اشفاق اپنے لہجے کا زہر زینب کے کانوں میں ڈال کر چلا گیا۔ زینب نے دیکھا جاتے جاتے اشفاق اپنے ہاتھ کو اس طرح جھٹک رہا تھا جیسے انہوں نے کسی ناپاک شے کو پکڑا ہو۔ زینب کا دل کسی نے مٹھی میں قید کر لیا۔ تو کیا وہ سب کچھ فریب تھا؟

زینب نے جتنی جلدی خوابوں کا محل تعمیر کیا تھا۔ وہ تو پل میں زمین بوس ہو گیا تھا۔ اشفاق کی جھوٹی محبت کو اپنا مان کر اس نے اپنی سب سے بہترین دوست گنوا دی تھی۔ اسے اتنی مشکل سے مخلص شخص ملا تھا جسے زینب نے لالچی بن کر گنوا دیا تھا۔

اس نے اپنی نازنین کو گنوا دیا تھا۔

****

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اگلی صبح جب عزاہ کی آنکھ کھلی تو اس نے اپنے آپ کو شایان کے بیڈ پر پایا۔ کچھ پل کے لیے اس کا دماغ بالکل خالی رہا۔ پھر آہستہ آہستہ رات میں ہوئے تماشے اس کے ذہن میں ابھرنے لگے۔ عزاہ اٹھ کر بیٹھ گئی۔ رات کے نجانے کس پہر اس کی آنکھ لگ گئی تھی۔ پھر اس نے چاروں طرف نظریں دوڑا کر شایان کو ڈھونڈا۔ شایان کمرے میں موجود نہیں تھا۔ جب اس کی نگاہ باتھ روم پر گئی تو سمجھ گئی شایان باتھ روم میں ہو گا۔

عزاہ نے اپنا سر ہاتھوں پر گرا لیا۔ اس نے ابھی تک رات والا لباس پہنا ہوا تھا۔ اس کے بال جو رات تک سلیقے سے سیٹ تھے اب بری طرح الجھ گئے تھے۔ منہ پر میک اپ ابھی تک لگا تھا۔ عزاہ کو اپنا سر دکھتا محسوس ہوا۔ کل کی رات کتنی بڑی تھی۔ عزاہ کو یقین نہیں آرہا تھا ایک رات میں اتنی تبدیلیاں کیسے آسکتی تھیں۔ وہ سوچتی تھی کہ اس کا اور شایان کا ساتھ ناممکن ہے لیکن اللہ کے لیے کچھ بھی ناممکن نہیں۔۔۔ اس کے بس کن کہنے کی دیر ہوتی ہے اور دنیا کے نظام پلٹ جاتے ہیں۔

وہ یونہی بیٹھے ہوئے سب کچھ سوچ رہی تھی۔ باتھ روم کا دروازہ کھلا اور شایان اندر آیا۔ اس نے سرمئی رنگ کی شرٹ پر کالی پینٹ پہنی ہوئی تھی۔ وہ اپنے گیلے بالوں کو سفید رنگ کے تولیے سے سکھا رہا تھا۔ عزاہ بھی بیڈ پر سے کھڑی ہو گئی اور باتھ روم کی جانب جانے لگی۔ شایان باتھ روم کے دروازے کے ساتھ رکھی ڈریسنگ ٹیبل پر کھڑا ہو گیا اور کنگا نکالنے لگا۔ اس نے تولیے کو صوفے پر پھینک دیا تھا۔ عزاہ نے باتھ روم کے دروازے کے ہینڈل پر ہاتھ رکھا اور ایک نظر سنگھار میز کے سامنے کھڑے شایان کو دیکھا۔ اسی وقت شایان نے بھی

عزاہ کو دیکھا۔ دونوں کی نظریں ایک پل کے لیے ٹکرائیں۔ پھر شایان نے اپنی نگاہیں موڑ لی۔ شایان کی نظریں عزاہ کو دیکھتے ہوئے بالکل خالی تھی۔ ان میں کوئی بھی تاثر نہیں تھا۔

عزاہ نے اپنا سر جھٹکا اور باتھ روم میں چلی گئی۔ دوسری طرف شایان نے کنگا بہت زور سے ڈریسنگ ٹیبل پر پٹک دیا۔ جانے کیوں عزاہ کی آنکھوں نے اسے ایک بار پھر عالیہ کی یاد دلا دی تھی۔ دونوں کی آنکھیں کتنی ملتی تھیں۔

آہ اس نے آج کے دن کے بارے میں کیا سوچا تھا اور کیا ہو گیا تھا۔ اسے لگا تھا آج کی صبح اس کی زندگی کی حسین ترین صبح ہو گی مگر اس کو آج کی صبح اپنی زندگی کی بد ترین صبح لگ رہی تھی۔ قسمت آخر اس پر مہربان کیوں نہیں تھی۔

* *

آج کی صبح عالیہ کی زندگی کی حسین ترین صبح تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ بیڈ روم کی کھڑکی سے جھانکتی ہوئی یہ بات سوچ رہی تھی۔اس نے کھلتے ہوئے لال رنگ کی فراک پہنی ہوئی تھی جو اس کے پیروں کو چھو رہی تھی۔چہرے پر میک اپ کیا تھا اور بالوں کو کرل کر کے کھلا چھوڑ دیا تھا۔اس کی ہونٹوں کی مسکراہٹ اسے مزید حسین بنا رہی تھی۔عالیہ کا دل چاہ رہا تھا وہ خوشی کے نشے میں جھوم اٹھے تاکہ سب کو پتہ چل جائے اسے آریان جیسا ہمسفر ملا تھا۔اسے اپنے کمرے میں کھانا پکنے کی خوشبو آ رہی تھی۔آریان اپنے اور عالیہ کے لیے ناشتہ بنا رہا تھا۔

عالیہ نے ہاتھ تھوڑا اوپر کر کے انگلی میں میں موجود انگوٹھی کو دیکھا۔کیا قسمت اتنی اچھی بھی ہو سکتی ہے۔کیا ایک رات کسی کی زندگی بدل سکتی ہے۔ہاں اس کے سارے خونی رشتے اس سے چھن گئے تھے مگر ان کے عوض اسے آریان ملا تھا۔جو عالیہ کے نزدیک کسی انعام سے کم نہیں تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

آریان نکاح کرنے کے بعد عالیہ کو اپنے اپارٹمنٹ میں لے آیا تھا۔عالیہ کو تھوڑی حیرت ہوئی کیونکہ پہلے آریان نے عالیہ کو کہا تھا وہ دونوں نکاح کے بعد آریان کی امی کے پاس ان کے گھر جائیں گے مگر ان کی گاڑی تو ایک عمارت کے پارکنگ ایریا میں رکی تھی۔

عالیہ کی حیرانگی آریان سے چھپی نہ رہ سکی۔اس نے عالیہ کے پوچھنے سے پہلے ہی اسے بتا دیا۔

"ابھی ہم میرے اپارٹمنٹ میں آئے ہیں۔میں تمہیں گھر لے تو جاؤں مگر ابھی میرے اندر ماما کا غصہ سہنے کی ہمت نہیں ہے۔جب میں حالات کو کچھ بہتر سمجھوں گا تو خود ہی انہیں بتا دوں گا۔"

آریان یہ کہہ کر گاڑی سے باہر نکل گیا لیکن عالیہ ابھی بھی تذبذب کا شکار تھی۔پارکنگ ایریا سے اپارٹمنٹ کے بیڈ روم میں آنے تک وہ اسی پریشانی میں مبتلا رہی تھی۔آریان نے دوبارہ اس کی پریشانی بوجھ لی۔اس نے پہلے عالیہ کو بیڈ پر بٹھایا اور پھر خود بیڈ پر بیٹھ گیا۔اس کے بعد اس نے عالیہ کے دونوں ہاتھ نرمی سے پکڑ لیے اور عالیہ کی سنہری آنکھوں میں دیکھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"کیا تمہیں مجھ پر بھروسہ نہیں ہے؟ اگر ہے تو اتنی پریشان کیوں ہو؟"

آریان کی آواز میں بلا کی نرمی تھی۔

"نہیں ایسی بات نہیں ہے۔ مجھے بس ڈر ہے اگر تمہاری ماما کو تمہارے بتانے سے پہلے پتہ چل گیا تو کیا ہو گا؟ وہ کہیں غلط نہ سمجھ لیں۔"

عالیہ نے ہلکی آواز میں اپنی پریشانی بتائی۔

"چاہے کچھ بھی ہو جائے میں تمہیں یقین دلاتا ہوں تمہیں کبھی نہیں چھوڑوں گا۔ تمہیں ہمیشہ اپنی قید میں رکھوں گا۔"

آخری بات آریان نے عجیب لہجے میں کہی تھی لیکن عالیہ نے اتنا غور نہیں کیا۔ آریان کی باتوں نے اس کی پریشانی کو ہوا کر دیا تھا۔

عالیہ کھڑکی سے باہر دیکھتی جانے کتنی دیر تک اپنی سوچوں میں گم رہتی اگر اسے اپنے پیچھے سے دروازہ کھلنے کی آواز نہ آتی۔

Clubb of Quality Content

عالیہ نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو آریان کھڑا تھا۔اس نے فیروزی رنگ کی شرٹ پر سفید رنگ کی پینٹ پہنی ہوئی تھی۔اس نے سفید رنگ کا ایپرن پہنا ہوا تھا جس پر لال رنگ کی دھاریاں بنی ہوئی تھی۔وہ ہاتھ میں کھانے کی ٹرے لیے کمرے کے اندر آیا اور ٹرے کو بیڈ پر رکھ دیا۔عالیہ آریان کی جانب بڑھ گئی۔آریان عالیہ کو دیکھ کر مسکرایا اور اور ایک طرف ہو کر عالیہ کو بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

"میڈم!"

عالیہ کی مسکراہٹ مزید گہری ہو گئی۔وہ مسکراتی ہوئی بیڈ پر بیٹھ گئی۔

"اب کھا کر بتائیں اس شیف نے کیسا آملیٹ بنایا ہے؟"

آریان نے مصنوعی انکساری سے کہا۔

عالیہ نے چھری کانٹا پکڑا اور آملیٹ کی پلیٹ کو اپنے پاس کر کے پہلا نوالہ منہ میں ڈالا۔

"زبردست!"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

عالیہ نے نوالہ چباتے ہوئے کہا۔ آریان نے سینے پر ہاتھ رکھ کر سر کو خم دیا۔ پھر وہ عالیہ کے لیے ٹی پاٹ میں سے چائے نکالنے لگا۔ عالیہ آریان کو دیکھتے ہوئے سوچنے لگی کیا شایان اس کے اتنے نکھرے اٹھا سکتا تھا جتنے آریان اٹھا رہا تھا۔ نہیں! وہ تو شاید کسی نہ کسی بات پر ابھی اسے بری طرح جھڑک رہا ہوتا۔

* *

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

شایان صوفے پر بیٹھا اپنے موبائل سے کسی کو ای میل سینڈ کر رہا تھا۔ تبھی اس کی نظر عزاہ پر پڑی جو نہا دھو کر کپڑے تبدیل کر کے باتھ روم سے باہر نکلی تھی۔ شایان نے سر جھٹک کر اپنی نظریں دوبارہ موبائل کی اسکرین پر مرکوز کرنا چاہی۔ اسی وقت اس کے ذہن میں کچھ کلک ہوا۔ اس نے دوبارہ عزاہ کی طرف دیکھا جو اب ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑی کنگھے سے اپنے گیلے بالوں کو سلجھا رہی تھی۔ اس کی نظریں عزاہ کے جوڑے پر گئی جو نیوی بلو

رنگ کی شلوار قمیض تھی۔اس پر مختلف رنگوں سے اچھا سا پرنٹ کیا ہوا تھا۔وہ فوراً اٹھا اور عزاہ کے کندھوں کو پکڑ کر جارحیت سے اپنی طرف کیا۔عزاہ اس اچانک آنے والی مصیبت پر بوکھلا گئی اور آنکھیں حیرت سے پھاڑے شایان کو دیکھنے لگی۔

"تمہیں کس نے اجازت دی تم یہ پہنو؟"

شایان نے انتہائی غصے میں پوچھا۔

"یہ الماری میں رکھا تھا تو میں نے سوچا اسے پہن لوں"۔

عزاہ نے ڈرتے ہوئے دھیمے لہجے میں کہا۔

"یہ تمہارے لیے نہیں ہے۔"شایان غرایا۔

"ابھی جا کر تبدیل کرو اور اس کی جگہ کچھ اور پہنو اور آئندہ کے بعد میں تمہیں یہ پہنے نہ دیکھوں۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

شایان یہ کہہ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔ عزاہ نے آئینے کے سامنے کھڑے ہو کر پہلے اپنی نم آنکھوں کو اور پھر اپنے کپڑوں کو دیکھا۔ یہ وہ فیری ٹیل نہیں تھی جو اس نے ساری عمر اپنے ذہن میں بنائی تھی۔ اس نے پیچھے مڑ کر عالیہ کی لگی تصویر کو دیکھا جو اس وقت عزاہ کی حالت کا مزاق اڑاتی محسوس ہو رہی تھی۔

* *

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اشفاق کے گھر کی طرف اگر ہم بڑھیں، تو ان کی صبح اس قدر خاموش تھی کہ ایسا لگتا تھا گھر میں کوئی موجود نہیں ہے۔ ہر طرف بس سناٹوں کا راج تھا۔ کچن سے آتی برتن رکھنے اور اٹھانے کی آواز پورے گھر میں گونج رہی تھی۔

اگر کچن کی جانب بڑھیں، تو نوال اپنے تیار کیے ناشتے کو ٹرے اور ٹوکری میں رکھ رہی تھیں۔ ناشتے میں انڈہ، پراٹھے، حلوہ پوری اور نان چنے شامل تھے۔ اسی وقت جائی یانہ بھی

کچن میں آ گئی۔اس کی آنکھیں سونے کی وجہ سے سوجی ہوئی تھیں اور بال بکھرے ہوئے تھے۔وہ کچن کی سلپ کے پاس آئی اور جگ میں سے پانی نکال کر پینے لگ گئی۔اگر کوئی اور دن ہوتا تو نوال جائی یانہ کو اس کے حلیے پر ضرور ٹوکتی مگر ان کا دل اتنا اداس تھا کہ انہوں نے جائی یانہ کے حلیے پر دھیان نہ دیا۔انہوں نے بے تاثر انداز میں کہا۔

"تم نے آج ناشتہ لے کر جانا ہے۔"

جائی یانہ کے حلق میں پانی اٹک گیا۔

"کیا؟؟"

جائی یانہ نے سنبھلنے کے بعد حیرت سے نوال کو دیکھا۔

"کہاں ناشتہ لے کر جانا ہے؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"تمہاری پھپھو کی طرف۔ تم اکیلی چلی جانا میرا من نہیں ہے اور تمہارے ابو کمرے سے باہر نہیں نکل رہے۔ تمہاری ہانی خالہ کے سر میں درد ہے تو انہوں نے بھی جانے سے منع کر دیا ہے۔"

"لیکن میں اکیلی کس طرح جاؤں گی مجھے تو ڈرائیونگ بھی نہیں آتی ہے اور آپ خود بتائیں میں اکیلی جاتی اچھی لگوں گی؟"

جائیانہ نے مزاحمتی انداز میں کہا۔

"تم کیب میں چلی جانا اور اب خدا کے لیے کوئی بحث نہ کرنا۔ میں پہلے ہی بہت پریشان ہوں۔"

نوال نے تھکے تھکے سے انداز میں کہا۔

جائیانہ خاموش ہو گئی مگر وہ تیار ہونے کے لیے کچن سے جانے لگی۔ اس کے ذہن کیں یکدم خیال آیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اماں میں اپنی دوست نائلہ کو بھی لے کر چلی جاؤں؟"

جائیانہ نے مڑ کر پوچھا

"ہمم! جس کو لے کر جانا ہے، چلی جاؤ"۔

نوال کی اجازت ملتے ہی جائیانہ فوراً کمرے کی جانب بھاگی۔ نائلہ کل شادی پر بھی نہیں آئی تھی۔ اسے نائلہ کو ہر حال میں منانا تھا کہ وہ اس کے ساتھ ناشتہ لے کر پھپھو کے گھر جائے۔ حالانکہ یہ ایک بہت مشکل کام تھا لیکن ناممکن تو نہیں تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

* *

سورج کی کرنیں جب کھڑکی کے شیشوں کو پار کر کے بیڈ پر سوئی زینب کے چہرے سے ٹکرائی تو اس کی آنکھ کھل گئی۔ وہ بیڈ پر کسمساتے ہوئے اٹھی۔ اس نے لال رنگ کی

کمبل اوڑھ رکھی تھی۔اس نے اپنی آنکھوں پر ہاتھ پھیرا اور دیوار پر لگی گھڑی کو دیکھا۔ صبح کے سات بج چکے تھے۔ پھر زینب نے اپنے بیڈ کے ارد گرد لگے پھولوں پر نظر دوڑائی۔ سب پھولوں کے رنگ ایک دوسرے سے جدا تھے۔پورے کمرے کا جائزہ لیتے ہوئے زینب کی نگاہ اپنے ساتھ لیٹے شخص پر پڑی جو دوسری طرف منہ کر کے سو رہا تھا۔زینب کو بس اس شخص کی پشت دکھائی دے رہی تھی۔زینب اس شخص کی پشت کو تکتی رہی۔اس شخص کے ساتھ کل رات کو زینب کا ایک مضبوط رشتہ بندھ گیا تھا۔

یہ شخص عمر تھا۔زینب کا شوہر!!

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اسی پل عمر نے کروٹ بدلی اور اپنا رخ زینب کی جانب کیا۔عمر کے نقوش کرخت اور شخصیت معمولی سی تھی۔اس نے آنکھ لمحے بھر کے لیے کھولی تو اس نے زینب کو اپنی طرف دیکھتا پایا۔اس نے آنکھ دوبارہ بند کرتے ہوئے نیند میں ڈوبی آواز میں پوچھا۔

"آپ اتنی جلدی کیوں جاگ گئیں؟"

عمر کی بات سن کر زینب نے جواب دیا۔

"ہمارے گھر میں ہم لوگ جلدی اٹھ جایا کرتے تھے۔"

"اچھا لیکن ہم لوگ اتنی جلدی نہیں اٹھتے۔ ابھی ایک گھنٹہ باقی ہے۔ میری مانیں تو آپ دوبارہ سو جائیں۔ ویسے بھی آج ولیمہ ہے۔ اپنی کل کی تھکن اتار لیں۔"

یہ کہنے کے بعد وہ دوبارہ سو گیا۔ زینب نے بھی سوچا کہ وہ اتنی جلدی تیار ہو کر کیا کرے گی۔ اس لیے دوبارہ لیٹ گئی۔ اگرچہ نیند اس کی آنکھوں سے غائب ہو گئی تھی۔

زینب نے نکاح کے بعد اشفاق کو اپنے ارد گرد کہیں نہیں دیکھا تھا۔ یہاں تک کہ رخصتی کے وقت بھی اسے اپنا بھائی کہیں دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ وہ نکاح سے لے کر عمر کے گھر پہنچنے تک سارا راستہ پریشان رہی تھی۔ اس نے اپنی دوست کی بات نہیں مانی تھی۔ اس کی دوست ایک امید لے کر اس کے پاس آئی تھی اور اس نے اپنی دوست کی امید توڑ دی۔ وہ بھی بس اپنے بھائی کی جھوٹی محبت کے دھوکے میں۔۔۔

اسے یہ خوف بھی تھا اپنی بہترین دوست کو گنوا کر اس نے جس شخص کا ہاتھ تھاما ہے، کیا وہ شخص اس لائق بھی ہے کہ اس کے ساتھ زندگی گزاری جا سکے لیکن عمر کا رویہ رات سے لے

کراب تک زینب کے ساتھ اچھا تھا۔وہ شکل سے جتنے سخت مزاج معلوم ہوتے تھے اتنے تھے نہیں!وہ ایک عام انسان کی طرح زینب سے اچھے سے بات کر رہے تھے۔اگر زینب کے پاس کوئی کہانیوں کا شہزادہ نہیں آیا تھا تو بھی ٹھیک تھا۔کم از کم اس کے نصیب میں بد تمیز یا آوارہ انسان نہیں تھا۔زینب، عمر کے رویے سے ہی جان گئی تھی کہ عمر ایک تمیز دار انسان ہے۔عمر کو دیکھ کر جانے کیوں اسے نازنین کا خیال آرہا تھا۔کاش اسے نازنین اور عمر دونوں مل جاتے۔اس سے نازنین کو چھینا نہ جاتا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

* *

جائی یانہ نے آخر کار نائلہ کو منا ہی لیا۔نائلہ کے گھر میں یوں دوستوں کے گھر جانا اچھا نہیں سمجھا جاتا تھا۔اسی وجہ سے وہ شادی میں شرکت نہیں کر پائی تھی۔نائلہ آج بھی بس جائی یانہ کے اتنے اصرار پر آرہی تھی۔

جیسے ہی نائلہ نے اس کے ساتھ جانے کی حامی بھری،جائی یانہ جلدی سے تیار ہو گئی۔جائی یانہ نے کیب منگوا کر پہلے نائلہ کو اس کے گھر سے لیا۔نائلہ کو ساتھ لے لینے کے بعد جائی یانہ نے کیب کا رخ زینب کے گھر کی طرف کروایا۔جائی یانہ نے نائلہ کو راستے میں کل رات ہوئی ساری باتیں بتا دیں۔نائلہ یہ باتیں سن کر کچھ شرمندہ ہوئی کیونکہ جب جائی یانہ نائلہ کو کال پر اپنے ساتھ چلنے پر اصرار کر رہی تھی تو نائلہ منع کرتے ہوئے کہہ رہی تھی کہ جائی یانہ اس کی بجائے اپنی بہن عزاہ کو ساتھ لے جائے۔نائلہ کو ذرا سا بھی اندازہ نہیں تھا جائی یانہ کے گھر کے حالات اتنے خراب تھے۔

آخر کار وہ دونوں زینب کے گھر پہنچ گئیں۔دونوں نے ناشتے کا سامان کیب میں سے نکالا اور اسے پکڑ کر گھر کے اندر گھس گئیں۔وہ دونوں ابھی گھر کے اندر داخل ہی ہوئے تھے کہ انہوں نے شایان کی چلاتی آواز سنائی دی۔

"تم اپنا چہرہ لے کر کچھ دیر کے لیے گم نہیں ہو سکتی۔آخر اتنا تیار ہو کر ثابت کیا کرنا چاہتی ہو کہ تم کوئی حسن زادی ہو اور میں تم پر فدا ہو گیا ہوں۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

یہ آواز اوپر کی منزل سے آ رہی تھی۔ ایک دم سے دروازے کھلنے کی زوردار آواز آئی اور شایان کی دھاڑتی آواز گونجی۔

"اب کچھ دیر باہر ہی رہنا۔"

اور پھر زوردار آواز سے دروازہ بند ہو گیا۔ کچھ دیر کے لیے خاموشی چھا گئی۔ جائی یانہ اور نائلہ نے کشمکش کے عالم میں ایک دوسرے کا چہرہ دیکھا۔ وہ سوچنے لگیں اب انہیں جانا چاہیے کہ نہیں۔

جائی یانہ نے جب سیڑھیوں کی جانب دیکھا تو اسے عزاہ نیچے اترتی دکھائی دی۔ عزاہ ان دونوں کی موجودگی سے بے خبر نیچے اتری اور دوسری جانب مڑنے لگی۔ اچانک اس کی نظر جائی یانہ اور نائلہ پر گئی جو ہاتھوں میں سامان پکڑے ہونقوں کی طرح عزاہ کا حلیہ دیکھ رہیں تھیں۔

عزاہ نے کھلتے نارنجی رنگ کا جوڑا پہنا ہوا تھا۔ عزاہ کے چہرے پر ادھورا میک اپ ہوا ہوا تھا۔ لال رنگ کی لپ اسٹک چہرے پر بری طرح پھیل گئی تھی۔ عزاہ کے بال جن کو

اسٹائل دے کر پیچھے سے کھلا چھوڑ دیا تھا وہ اب اڑے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔ ایسا لگتا تھا کسی نے بہت زور سے عزاہ کے بالوں کو اپنی سخت گرفت میں جکڑا تھا۔ اس کی حالت مضحکہ خیز معلوم ہوتی تھی مگر اگر کوئی اسے اپنے سامنے یوں دیکھتا تو اسے ہنسی نہیں بلکہ ترس آتا۔ عزاہ کے قدم جائی یانہ کو سامنے کھڑا دیکھ کر جم گئے۔ نہ کوئی آگے بڑھا نہ کسی نے پیچھے کی طرف قدم لیے۔ ایسا لگتا تھا۔ سب کچھ تھم سا گیا ہو۔

پھر عزاہ نے ہمت لی اور آگے بڑھی۔

"تم آگئی ہو۔ میں نمرہ کے کمرے میں جا رہی تھی۔ میرا میک اپ میرے پاس ہے نہیں اور ویسے بھی میرا سارا میک اپ خراب ہو گیا ہے۔ شایان نے مجھے کہا کہ میں نمرہ سے میک اپ ٹھیک کروالوں تو میں اس کے پاس جا رہی ہوں۔"

عزاہ غیر ضروری تفصیل بتا کر اوپر کی جانب چل دی۔ جائی یانہ کو عزاہ کی بے ترتیب باتیں بالکل بھی سمجھ نہیں آئیں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اب نائلہ اور جائی یانہ ایک بار پھر وہی کھڑے رہ گئے تھے۔ جائی یانہ نے کچھ ہمت کی اور اندر کی جانب بڑھ گئی۔ اسی پل ان دونوں کو ملازمہ دکھائی دی۔ دونوں نے ناشتے کا سامان ملازمہ کو دیا اور جائی یانہ نے زینب کو بلانے کا کہا۔ ملازمہ سر اثبات میں ہلا کر چلی گئی۔

جائی یانہ نائلہ کو لے کر لاؤنج میں آ گئی اور صوفے پر براجمان ہو گئیں۔ کچھ دیر بعد زینب لاؤنج میں داخل ہو گئی۔ جائی یانہ اور نائلہ اپنی جگہ سے کھڑے ہو گئے۔ زینب نے سنگل صوفے کی جانب بڑھتے ہوئے انہیں بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ نائلہ اور جائی یانہ دوبارہ بیٹھ گئیں۔

زینب کے پوچھنے سے پہلے ہی جائی یانہ نے نائلہ اور زینب کا تعارف کروا دیا۔

"پھپھو یہ میری دوست نائلہ ہے اور نائلہ یہ میری پھپھو ہے۔"

زینب نے سر کو خم دیا۔ پھر جائی یانہ سے پوچھا۔

"خیریت اس وقت تم لوگ کیوں آئے؟"

"وہ پھپھو ہم دونوں ناشتہ لے کر آئیں ہیں"۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اچھا اچھا!" زینب نے سمجھتے ہوئے سر ہلایا۔

"نوال بھابھی تمہارے ساتھ نہیں آئیں۔ تم لوگوں کو اکیلے بھیج دیا؟"

"جی وہ دراصل اماں کی طبیعت کچھ ٹھیک نہیں تھی۔"

"ہمم!"

زینب نے بس ہنکارا بھرا۔ اسی وقت عزاہ بھی کمرے سے لاؤنج میں آ گئی۔ اس کا چہرہ اب میک اپ سے بالکل پاک تھا۔ اس کے چہرے پر موجود پانی کے قطرے اس کے منہ دھونے کی چغلی کر رہے تھے۔ اس نے بالوں کو پونی میں جکڑ لیا تھا۔ اسے آتا دیکھ کر زینب اٹھ کھڑی ہو گئیں۔

"عزاہ تمہاری بہن ناشتہ لے کر آئی ہے۔ ان لوگوں کی اچھے سے خاطر تواضع کرنا۔ مجھے ابھی ضروری کام سے جانا ہے ورنہ تم لوگوں کے ساتھ ضرور بیٹھتی۔ تم لوگ خوب مزے کرنا۔ خدا حافظ!"

یہ کہہ کر زینب کمرے سے باہر چلی گئیں۔ لاؤنج میں دوبارہ خاموشی نے بسیرا کر لیا۔ کسی نے کسی سے کوئی بات نہ کی۔ سب ایک دوسرے سے نظریں چرانے کی تگ و دو میں لگے رہے۔ کچھ دیر بعد ملازمہ آئی اور ڈائننگ پر ناشتہ لگنے کی اطلاع دیے کر اپنے دوسرے کام نپٹانے چلی گئی۔ عزاہ اٹھ کھڑی ہوئی اور ان دونوں کو لے کر ڈائننگ ہال چلی گئی۔

ڈائننگ ٹیبل پر وہ تینوں بیٹھی تھیں۔ سب نے پلیٹوں میں بس برائے نام کھانا ڈالا اور ایک دو لقمے لینے کے بعد ہاتھ کھینچ لیے۔ جائی یانہ نے کیب بلوالی حالانکہ عزاہ نے اسے بہت منع کیا کہ ڈرائیور انہیں چھوڑ دے گا مگر جائی یانہ گھر کا ماحول دیکھ کر خاصی محتاط ہو گئی تھی۔ تقریباً بیس منٹ بعد کیب گھر کے باہر کھڑی تھی۔ عزاہ ان دونوں کو چھوڑنے کے لیے باہر گئی۔ عزاہ نے جیسے ہی دیکھا کہ نائلہ کیب میں بیٹھ گئی ہے تو وہ کیب میں بیٹھتی جائی یانہ کا ہاتھ پکڑ کر کچھ دور لے گئی اور آہستہ آواز میں بولی۔

"تم نے جو کچھ دیکھا ہے۔ اس کے بارے میں اماں بابا کو نہ بتانا۔"

"کیوں؟ ان کو بھی تو پتہ ہونا چاہیے آپ کے ساتھ یہاں کیا ہو رہا ہے۔"

جائی یانہ نے دبے دبے غصے میں کہا۔

"دیکھو میرے ساتھ جو کچھ ہو رہا ہے وہ میرا نصیب ہے۔ تم یہ بھی تو دیکھو مجھے شایاں مل گیا ہے۔ مجھے شایان کے ساتھ اب اپنا گھر بنانا ہے۔ تم خدا کے لیے میری زندگی کو دوبارہ اندھیروں میں نہ لے کر جاؤ۔"

جائی یانہ کو لگا اس کی بہن اپنا دماغی توازن کھو بیٹھی ہے۔ وہ اس شایان کے ملنے پر خوشی منا رہی تھی جس نے کچھ دیر پہلے اسے اتنا ذلیل کر کے کمرے سے نکالا تھا۔

وہ اس سے پہلے کچھ کہتی کیب ڈائیور نے گاڑی کا ہارن بجا دیا۔ جائی یانہ نے عزاہ کو اس کے حال میں چھوڑ دیا اور گاڑی میں سوار ہو گئی۔ دونوں واپسی کا سفر طے کرنے لگ گئی۔ جب ان دونوں نے آدھا راستہ پار کر لیا تو جائی یانہ نے نائلہ سے کہا۔

"آج جو بھی ہو اپلیز وہ کسی کے سامنے مت کہنا!"

"میرے خیال سے دوستی کا یہ بھی سنہری اصول ہے کہ اپنے دوست کی پرسنل باتیں کسی سے شئیر نہ کی جائیں۔"

نائلہ نے بڑے آرام سے کہا۔جائی یا نہ اس کی بات سن کر ہنس دی۔چند پل کے لیے اس کے ذہن میں چھایا تناؤ دور ہو گیا تھا۔

* *

گھر پہنچ کر جائی یا نہ کمرے میں بند ہو گئی۔اس نے نوال یا اشفاق کو کچھ بھی نہیں بتایا اور نہ ہی اس کے ماں باپ نے کوئی سوال کیا۔وہ کمرے میں جیسے ہی آئی بیڈ پر دھرام سے گر گئی۔اس نے کپڑے بھی تبدیل نہیں کیے تھے۔اس کا موڈ بہت خراب تھا۔

ایک طرف اگر وہ شایان کے رویے سے پریشان تھی تو دوسری طرف عزاہ کی بیوقوفانہ سوچ پر اسے رہ رہ کر غصہ آرہا تھا۔آخر یہ سب کون کرتا ہے؟شایان بھائی اور بجو کی تو شادی بھی نہیں ہو رہی تھی تو بجو کو ایک ہی دن میں شایان بھائی سے اتنی محبت کیسے ہو گئی اور وہ بھی شایان بھائی کے اس قدر برے رویے کے باوجود؟

جائی یا نہ عزاہ کے جذبات سے بے خبر تھی۔ اگر وہ جانتی ہوتی کہ عزاہ شایان کو کب سے پسند کرتی ہے تو یقیناً اسے یہ سب اتنا عجیب نہ لگ رہا ہوتا۔ شایان اور عزاہ کے بارے میں سوچتے سوچتے کب اس کی آنکھ لگ گئی اسے معلوم بھی نہ ہو سکا۔

جائی یا نہ کی جب آنکھ کھلی تو کھڑکی سے اب روشنی تھوڑی کم آ رہی تھی۔ اپنی آنکھ کو رگڑتے ہوئے وہ اٹھی اور گھڑی پر دیکھا۔ اس نے دیکھا کہ چھوٹی سوئی پانچ پر اور بڑی سوئی بارہ پر ہے مگر اسے کچھ سمجھ نہیں آئی۔ اس کا دماغ اتنی گہری نیند لینے کے بعد ابھی تک سن تھا۔ اس نے دماغ پر تھوڑا زور دیا تو اسے پتہ چلا کہ شام کے پانچ بج رہے تھے۔ پھر اس نے باہر کھڑکی میں دیکھا تو اجالا ابھی تک تھا۔

"میں اتنی دیر تک سوتی رہی ہوں؟"

اس نے خود کلامی کی۔ ابھی وہ اسی بارے میں سوچ رہی تھی۔ اسے یاد آیا آج تو شایان اور عزاہ کا ولیمہ تھا۔ وہ فوراً سے اٹھی اور باہر چلی گئی۔ وہ اپنی ماں کو تلاش کرتے ہوئے نیچے لاؤنج میں پہنچی۔ وہ صوفے پر بیٹھی ہوئی تھیں اور کسی بارے میں سوچ رہی تھیں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اماں آج بجو کا ولیمہ کنفرم ہے نا؟"

"ہاں میں نے زینب سے کال کر کے پوچھ لیا تھا۔اس نے کہا ہے وہ آج ہی ولیمہ کر رہی ہے۔"

جائی یانہ نے سر پر ہاتھ رکھ دیا۔

"میں نے تو کپڑے بھی استری نہیں کیے ہیں؟"

"جاؤ جلدی سے کپڑے استری کرو اور تیار ہونا شروع ہو جاؤ۔ساڑھے سات بجے ہمیں ہال کے لیے نکل جانا ہے۔"

نوال نے کہا پھر اچانک انہیں یاد آیا۔

"جائی یانہ!ایسا کرو اپنی خالہ اور عیسیٰ کے بھی کپڑے استری کر دو۔"

امہانی اور عیسیٰ کا نام سن کر جائی یانہ کا موڈ خراب ہو گیا مگر اس نے کچھ نہیں کہا۔وہ لاؤنج سے باہر نکل گئی۔ابھی اسے بہت سے کام کرنے تھے اور وقت مختصر تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

* *

سورج کو غروب ہوئے ابھی بس کچھ ہی لمحات گزرے تھے۔ پھر بھی اندھیرا کافی حد تک پھیل گیا تھا۔ ایسے میں اگر ہم ایک بڑی سی بلڈنگ میں بنے اپارٹمنٹ میں آؤ تو وہاں پر ایک لڑکی اپنی سنہری آنکھوں میں کاجل لگا رہی تھی۔ کاجل لگا کر اس نے اپنے پورے چہرے کو تنقیدی نگاہوں سے دیکھا۔ کہیں بھی کوئی کمی نہیں تھی۔ اس کا میک اپ مکمل ہو چکا تھا۔ عالیہ سنگھار میز کے سامنے سے ہٹ گئی اور الماری کی طرف بڑھ گئی۔ اس کی ساڑھی کا پلو زمین پر گر رہا تھا۔ عالیہ نے گہرے سبز رنگ کی ستاروں سے بھری ساڑھی پہنی ہتھی۔ اس رنگ میں اس کی رنگت مزید نکھر گئی تھی۔ اس نے الماری کے دونوں پٹ کھول دیے اور جھک کر لال رنگ کے زیور کا ڈبہ نکالا۔ اس نے الماری کے پٹ دوبارہ بند کر دیے اور دوبارہ سنگھار میز کے سامنے کھڑی ہو گئی۔ اس نے ڈبہ کھولا۔ ڈبے

کے اندر ڈائمینڈ کا حسین نیکلس موجود تھا۔اس کے ساتھ دو ڈائمنڈ کے آویزے بھی تھے جن پر نیکلس جیسا کام ہوا تھا۔

عالیہ نے پہلے آویزے نکال کر اپنے کانوں میں ڈالے۔ پھر نیکلس پکڑا۔ ٹھیک اسی وقت آریان بھی کمرے میں آ گیا۔اس نے سفید رنگ کا ٹو پیس سوٹ پہنا ہوا تھا۔وہ چھوٹے چھوٹے قدم لیتا عالیہ کے پاس آیا اور اس کے ہاتھوں سے نیکلس پکڑ لیا۔عالیہ نے مسکراتے ہوئے اس کی جانب دیکھا پھر وہ آئینے کی جانب مڑ گئی۔وہ دیکھ سکتی تھی آریان اس کے گلے میں نیکلس ڈال رہا ہے۔ پھر آریان نے اس کے بال، جو ابھی اس نے آڑھی مانگ نکال کر کرلز کیے تھے، کو نیکلس کی ڈوری سے نکال کر باہر کیے۔جب آریان نے چہرہ اٹھا کر آئینے پر دیکھا تو عالیہ کو یہ منظر مکمل لگا۔عالیہ کو اس وقت لگا اسے آریان سے بہتر انسان کبھی مل ہی نہیں سکتا تھا۔ آریان نے عالیہ کا ہاتھ تھاما اور اسے لے کر کمرے سے باہر نکل گیا۔وہ دونوں باہر ڈنر کے لیے جا رہے تھے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

* *

عزاہ پارلر میں بے چینی سے ادھر ادھر ٹہل رہی تھی۔اس نے سرمئی تنگ کی میکسی پہنی ہوئی جو اوپر سے نیچے تک کام سے بھری ہوئی تھی۔اس کے اوپر اس نے سرمئی رنگ کا ڈوپٹہ سر پر اوڑھا تھا۔اس نے سیدھی مانگ نکال کر جوڑا کیا تھا۔اس کا میک اپ اور اسٹائلنگ سب کام ہو چکے تھے۔اب بس اسے شایان کا انتظار تھا جو ابھی تک گاڑی لے کر نہیں آیا تھا۔اس نے زینب کو اتنی بار کال کی تھی مگر وہ ہر بار یہی کہہ رہی تھی میں نے شایان کو تمہیں لینے بھجوا دیا ہے،اب وہ بس آتا ہی ہو گا۔اسے آخری کال کیے آدھا گھنٹہ ہو گیا تھا مگر شایان کا کچھ پتہ نہیں تھا۔

وہ پارلر میں اکیلی تھی۔اس کے ساتھ کوئی نہیں تھا۔نمرہ اس کے ساتھ چل بھی لیتی مگر اسے صبح سے بخار تھا۔اس لیے اس نے گھر پر ٹھہرنا ہی مناسب سمجھا۔اس کا دل تھا جائی یانہ کو اپنے ساتھ لے آئے مگر زینب نے اتنی عجلت میں اسے ڈرائیور کے ساتھ بھیجا کہ اسے موقع

ہی نہ ملا۔ ابھی وہ اس بارے میں سوچ رہی تھی جب پارلر میں کام کرنے والی لڑکی اس کے پاس آئی اور اسے بتایا۔

"آپ کو لینے کے لیے آگئے ہیں۔"

اتنا کہہ کر وہ لڑکی آگے بڑھ گئی جبکہ عزاہ اپنی میکسی اٹھا کر باہر جانے لگی۔ وہ جیسے ہی باہر آئی اسے شایان کی گاڑی پارلر کے گیٹ کے سامنے کھڑی ملی۔

وہ اپنی میکسی کو اٹھا کر بمشکل آگے بڑھی اور اپنے لیے بیک سیٹ کا دروازہ کھولا۔ ابھی وہ گاڑی میں بیٹھی ہی تھی کہ شایان نے گاڑی تیز رفتار میں آگے بڑھا دی۔ عزاہ آگے کی جانب کو جھکی۔ اگر اس کا ہاتھ بروقت فرنٹ سیٹ پر نہ آتا، تو اسے سر پر چوٹ لگ سکتی تھی۔

شایان کچھ بھی دیکھے بغیر ڈرائیو کیے جا رہا تھا۔ اسے بس جلد از جلد ہال پہنچنا تھا۔ اسے پیچھے بیٹھی عورت سخت زہر لگ رہی تھی۔ اگر اس کا بس چلتا تو وہ اس کا گلا دبا دیتا۔ پندرہ منٹ کا راستہ ان دونوں نے پانچ منٹ میں عبور کیا تھا۔ شایان نے ایک دم سے گاڑی روکی۔ عزاہ کو دوبارہ جھٹکا لگا۔

"گاڑی سے اترو!"

شایان نے نہایت سرد آواز میں کہا۔

عزاہ خاموشی سے اترنے لگی۔ تبھی اس کی میکسی گاڑی کے دروازے کے ہینڈل پر اٹک گئی۔ وہ میکسی چھڑوانے کے لیے دوبارہ مڑی۔

"تمہیں کہا ہے نا جلدی جاؤ۔ پتہ نہیں اس طرح کی حرکتیں کر کے تم عورتوں کو ملتا کیا ہے۔ ایسی اوچھی حرکتیں میرے ساتھ نہ کیا کرو۔"

عزاہ کے میکسی نکالتے ہاتھ رک سے گئے۔ وہ کہنا چاہتی تھی میکسی کا دروازے کے ہینڈل میں پھنسنا کونسی اوچھی حرکت تھا؟

عزاہ کچھ کہہ بھی دیتی اگر شایان کی ناراضگی کا خوف اس کے ذہن پر سوار نہ ہوتا۔ اس نے خود کو تسلی دی۔ یہ باتیں بس عالیہ کی وجہ سے کہی جا رہی ہے۔ کچھ دنوں بعد اس کا رویہ صحیح ہو جائے گا۔

عزاہ نے اس کمزور دلیل پر پورے صدق دل کے ساتھ یقین کیا اور میکسی چھڑا کر ایک طرف کھڑی ہو گئی۔ شایان گاڑی پارک کر کے اتر گیا اور سیدھا ہال کی جانب جانے لگا۔ اسے اب عزاہ کی بالکل بھی فکر نہیں تھی۔ عزاہ شایان کے برابر آنے کی ہر ممکن کوشش کر رہی تھی لیکن شایان کے قدم اس قدر تیز تھے کہ عزاہ اس کا ساتھ نہیں دے پا رہی تھی۔ آخر کار وہ دونوں ہال پہنچ گئے۔ اب شایان کی چال نارمل ہو چکی تھی۔ عزاہ کی سانسیں بے ترتیب ہو گئی تھیں لیکن وہ ابھی ہانپ نہیں سکتی تھی کیونکہ ارد گرد بہت سے لوگ بیٹھے تھے۔

ناولز کلب
Clubbed Quality Content

وہ دونوں چلتے ہوئے سیدھا اسٹیج پر پہنچ گئے۔ زینب جو اسٹیج پر کھڑی تھیں۔ کچھ قدم آگے بڑھی اور عزاہ کے کندھے کو پکڑ کر اسے اسٹیج پر رکھے مرکزی صوفے پر بٹھا دیا۔

شایان اسٹیج پر نہیں چڑھ سکا کیونکہ اسے اس کے دوستوں نے روک لیا تھا۔ زینب کو بھی کسی عورت نے بلا لیا۔ وہ اسٹیج پر سے اتر کر اس عورت کی بات سننے لگی۔

عزاہ اسٹیج پر بالکل تنہا رہ گئی۔اس نے اسٹیج کے سامنے کھڑے شایان کو دیکھا۔شایان تین چار لڑکوں سے بات کرنے میں مصروف تھا۔عزاہ کو شایان کی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی مگر وہ یہاں سے شایان کی مسکراہٹ دیکھ سکتی تھی۔وہ کافی خوش مزاجی سے بات کرتا دکھائی دے رہا تھا۔وہ کچھ دیر پہلے والے شایان سے بالکل مختلف تھا۔کیا اسے ایسا ہی ہنستا مسکراتا انسان نہیں مل سکتا تھا؟اللہ نے آخر اس کے ساتھ ایسا کیوں کیا؟

اس کے دل میں لاکھوں شکوے اٹھنے لگے۔اسی وقت عزاہ نے نوال،جائیانہ،امہانی اور عیسیٰ کو ہال میں داخل ہوتے دیکھا۔اسے اشفاق کہیں بھی دکھائی نہیں دیے۔زینب نے نوال اور امہانی کا بہت ٹھنڈے انداز میں استقبال دیا۔جائیانہ سیدھا عزاہ کے پاس اسٹیج پر گئی اور اس کے ساتھ صوفے پر بیٹھ گئی۔

"آپ ٹھیک ہو؟"

جائیانہ نے عزاہ کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں میں خوش ہوں۔مجھے شایان مل گیا ہے۔یہ کیا کم ہے؟"

عزاہ نے اپنے تمام شکووں کو اس وقت پس منظر میں ڈال دیا تھا۔ دل میں ایک بار پھر شایان کا بنا ہوا شاندار بت اپنے پورے رعب کے ساتھ کھڑا ہو گیا تھا۔

"میں نے آپ سے پوچھا تھا آپ ٹھیک ہو۔ خوش ناخوش ہونے کی تو بات ہی نہیں ہوئی۔"

جائی یانہ کی بات سن کر عزاہ ٹھہر سی گئی۔ کچھ پل کے لیے خاموشی قائم رہی۔ پھر عزاہ نے بات بدلتے ہوئے پوچھا۔

"بابا نہیں آئیں؟"

"نہیں! ان کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی۔"

جائی یانہ نے اپنے پاؤں دیکھتے ہوئے کہا۔

"اچھا!"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

عزاہ نے آہستہ سے کہا۔ وہ جانتی تھی اشفاق کو کیا بات کھائے جا رہی تھی۔ اس کے بعد عزاہ اور جائی یا نہ دوبارہ خاموش ہو گئے۔

تھوڑی دیر بیٹھنے کے بعد جائی یا نہ اسٹیج سے نیچے اتر کر اس میز پر چلی گئی، جہاں اس کی اماں بیٹھی تھیں۔

****

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

رات کے سناٹے میں سڑک پر گاڑی راوں دواں تھی۔ اگر گاڑی کے اندر جھانکو، تو عالیہ اور آریان گاڑی میں بیٹھے دکھائی دے رہے تھے۔ آریان کی توجہ اس وقت سامنے سڑک پر مرکوز تھی جبکہ دوسری طرف عالیہ گاڑی کی کھڑکی سے باہر کا منظر دیکھ رہی تھی۔ وہ دونوں رات کا کھانا کھا کر واپس گھر جا رہے تھے۔

اچانک موڑ کاٹتے ہوئے ان کے راستے میں میرج ہال آیا۔عالیہ نے جب میرج ہال کی طرف دیکھا تو وہ حیران رہ گئی کیونکہ اس نے عزاہ کو دلہن کے روپ میں گاڑی میں بیٹھتے دیکھا۔اس سے زیادہ حیرانگی اس بات پر ہوئی کہ شایان اس کے ساتھ کھڑا تھا۔عالیہ کی گاڑی آگے چلی گئی مگر وہ گردن موڑ کر پیچھے کا منظر دیکھ رہی تھی۔شایان بھی گاڑی میں بیٹھ گیا تھا۔عالیہ کو سمجھ آ گئی اس کا کیا مطلب ہے۔

اسے یقین نہیں آ رہا تھا عزاہ اور شایان کی شادی ہو سکتی ہے۔اسے اس بارے میں نمرہ نے کچھ بھی نہیں بتایا تھا۔اس کا اور نمرہ کا کل صبح سے کوئی رابطہ نہیں تھا۔عالیہ سارا راستہ اسی بارے میں سوچتی رہی۔آخر شایان اور عزاہ کی شادی کیسے ہو سکتی تھی۔

گھر پہنچنے کے بعد جب آریان کپڑے تبدیل کرنے گیا تو عالیہ نے اسی وقت نمرہ کو کال ملائی۔

اگلے ہی لمحے کال اٹھا لی گئی۔

"ہیلو عالیہ!سب کچھ ٹھیک ہے نا؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

نمرہ نے کال اٹھاتے ساتھ پوچھا۔

"تم نے مجھے بتایا کیوں نہیں عزاہ اور شایان کی شادی ہو گئی ہے؟"

عالیہ نے غصے میں پوچھا۔ کچھ پل کے لیے دوسری طرف خاموشی چھائی رہی۔ پھر جذبات سے عاری آواز عالیہ کی سماعت میں گونجی۔

"تم نے بس یہی پوچھنا تھا؟"

"ہاں میں نے تم سے یہی پوچھنا ہے۔ تم نے مجھے بتایا کیوں نہیں عزاہ کی شادی شایان سے ہو گئی ہے۔ تم جانتی بھی ہو تمہارا بھائی کس قسم کا ہے، پھر بھی تم نے کچھ نہیں کیا۔ شایان میری بہن کا جینا دو بھر کر دے گا۔ وہ اسے طعنے دے دے کر مار دے گا۔"

عالیہ نے جذبات میں کہا۔

"کیا یہ وہی بہن نہیں ہے جس سے تم بات کرنا بھی پسند نہیں کرتی تھی۔"

نمرہ کی بات سن کر عالیہ ایک پل کے لیے رک گئی۔ وہ تو عزاہ سے نفرت کرتی تھی، پھر اسے عزاہ کی اتنی فکر کیوں تھی۔

"نہیں وہ میں۔۔۔"

عالیہ نے بے ترتیب انداز میں بات کو ادھورا چھوڑ دیا۔ اب کی دفعہ نمرہ بولی تو اس کا لہجہ نرم تھا۔

"میں نے تمہیں اس لیے نہیں بتایا کہیں میری فون کال کی وجہ سے تمہیں پکڑی نہ جاؤ اور تم بھی اپنا فون کچھ عرصے کے لیے بند رکھو بلکہ میری مانو تو نئی سم خرید لو۔ ایسا نہ ہو تمہاری غلطی کی وجہ سے تم دونوں مشکل میں پڑ جاؤ۔ اور جہاں تک عزاہ کی بات ہے تو اس سے یہ سب پوچھ کر ہوا ہے۔ وہ چاہتی تو منع کر سکتی تھی۔ تم اس کی وجہ سے خود کو الزام نہ دو۔ ویسے تمہیں بھائی اور عزاہ کی شادی کا پتہ کیسے چلا؟"

نمرہ کے پوچھنے پر عالیہ نے بتایا۔

"میں آریان کے ساتھ ڈنر کر کے واپس آ رہی تھی، تب میں نے عزاہ کو میرج ہال کے باہر شایان کی گاڑی میں بیٹھتا دیکھا۔ اس کا حلیہ بالکل دلہن جیسا تھا۔"

"اچھا"!

نمرہ نے "اچھا" کو کچھ کھینچا۔

"کسی نے تمہیں دیکھا تو نہیں نا؟"

"نہیں مجھے تو نہیں لگتا۔"

"ہمم!" نمرہ نے ہنکارا بھرا۔

"اچھا اب میں کال رکھتی ہوں۔ کہیں کوئی سن نہ لے"۔

یہ کہہ کر نمرہ نے کال کاٹ دی۔

عالیہ نے فون بند کر دیا اور سنگھار میز کے پاس جا کر اپنے زیور اتارنے لگی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اچھی بات ہے عزاہ کو شایان ہی سوٹ کرتا ہے۔ دونوں ایک جیسے ہی ہیں۔ میں بھی پاگل ہوں جو عزاہ کے چکروں میں نمرہ سے لڑ پڑی۔ نمرہ کو کتنا برا لگا ہو گا۔'

عالیہ اپنے آپ کو ان سوچوں سے مطمئن کرنے لگی مگر دور کہیں اسے عزاہ کی فکر بھی ہو رہی تھی۔

****

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

گھڑی کی سوئیاں رات کے ڈھائی بجا رہی تھیں۔ ایسے میں اگر عالیہ کے بیڈ روم میں آؤ تو وہ اس وقت آرام سے بیڈ پر لیٹی خواب خرگوش کے مزے لے رہی تھی۔ اس نے کروٹ بدلی تو اسے محسوس ہوا کہ آریان بیڈ پر موجود نہیں ہے۔ نیند سے بھری آنکھوں سے اس نے ادھر ادھر دیکھا تو آریان اسے کہیں بھی دکھائی نہیں دیا۔ وہ اٹھ کر کھڑی ہو گئی اور کمرے سے باہر نکل گئی۔ ہر جانب رات کی مقدس خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ کمرے سے

باہر نکل کر اسے آریان کی آواز سنائی دی۔ اس نے آواز کا تعاقب کیا تو وہ آواز کچن میں سے آ رہی تھی۔

آریان کسی سے بہت غصے میں بات کر رہا تھا مگر اس کے باوجود اس کی آواز دھیمی تھی۔

عالیہ کچن کے جانب بڑھنے لگی۔ آریان کی عالیہ کی جانب پشت تھی اس لیے وہ عالیہ کی آمد سے بالکل بے خبر تھا۔ اس نے غصے میں کہا۔

"اگر اس نے یہ دیکھ لیا تو اس میں میرا کیا قصور ہے؟"

تھوڑی دیر کے لیے وہ خاموش ہو گیا۔

" تم میری بات کو"۔۔۔

آریان یہ کہتے ہوئے مڑا تو اسے اپنے سامنے عالیہ دکھائی دی۔ عالیہ کو محسوس ہوا کہ آریان کے چہرے پر سے ایک سایہ ہو کر گزرا تھا۔ اس نے فوراً کال کاٹ دی۔

"تم اٹھ کیوں گئی؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

آریان نے زبردستی مسکراتے ہوئے کہا۔

"اتنی رات کو کس کی کال آئی تھی؟"

عالیہ نے آریان کے سوال کو نظر انداز کر دیا۔

آریان اس کے پاس آیا اور اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے واپس بیڈ روم لے جانے لگا۔

"میرا ایک دوست ہے۔ مجھ سے ایک بات پر ناراض ہے۔ اسی بات پر ابھی میری اور اس کی لڑائی ہو رہی تھی۔"

آریان آہستہ آہستہ قدم اٹھا رہا تھا۔

"اس وقت؟"

عالیہ نے آریان کا چہرہ دیکھا۔

"وہ باہر ملک رہتا ہے اس لیے ٹائمنگ کا مسئلہ ہو گیا۔"

Clubb of Quality Content

آریان نے وضاحت دی پھر خاصے شوخ انداز میں کہا۔

"ویسے اب مجھے لگنے لگا ہے میری شادی ہو گئی ہے۔اب تم بالکل روایتی بیوی لگ رہی ہو۔ یونو شکی ٹائپ!"

آریان عالیہ کو لے کر کمرے کے اندر چلا گیا۔

* *

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

یہ اس صبح کی بات ہے جب جائی یانہ اور نائلہ عزاہ کا ناشتہ لے کر گئی تھیں اور زینب ان دونوں سے مل لینے کے بعد باہر چلی گئی تھیں۔

زینب اپنی سیاہ آنکھوں پر کالا چشمہ لگائے اور بالوں کو ایک شال کی مدد سے چھپائے گاڑی کی پچھلی طرف بیٹھی تھیں۔ انہوں نے جاتے ہوئے شال، عینک اور پرس کمرے سے لے لیے تھے۔ ڈرائیور گاڑی کو زینب کی بتائی گئی منزل پر پہنچا رہا تھا۔

زینب کے تاثرات بالکل سپاٹ تھے۔ ان کے چہرے کا رخ کھڑکی کی جانب تھا۔ کچھ دیر بعد گاڑی رک گئی۔ زینب نے فوراً دروازہ کھولا اور تھوڑی دیر کے لیے ارد گرد کا جائزہ لیا۔ ان کے سامنے ایک بڑا قبرستان تھا۔ زینب نے گردن ہلا کر ادھر ادھر دیکھا تو ان کی نگاہ ایک دوکان پر گئی جہاں بہت سے پھول رکھے ہوئے تھے۔ زینب قدم قدم چلتی دوکان کے پاس آئی اور پھولوں کی پتیوں کا تھیلا خرید کر اپنے ہاتھ میں لے لیا۔

ان کے پیچھے کھڑا ڈرائیور اپنی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا تھا۔ زینب نے قبرستان کا دروازہ پار کیا اور درمیان میں بنے راستے سے گزرتی ہوئی ایک قبر تک پہنچ گئی۔ زینب نے پھولوں کی پتیاں اس قبر پر ڈالیں۔ اس کے بعد دعا کے لیے اپنے دونوں ہاتھ اٹھا لیے۔ دعا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

مانگنے کے بعد وہ کچھ دیر تک یونہی کھڑی رہی۔ تھوڑی دیر بعد قبرستان کی خاموش فضاؤں میں زینب کی نم آواز گونجی۔

"جس کا ڈر تھا، وہی ہوا۔ میری سزا ختم نہیں ہوئی۔"

زینب کی آنکھوں کو کالے چشمے نے چھپایا ہوا تھا مگر چہرے کے تاثرات ایسے تھے کہ کسی بھی پل رو دیتیں۔

زینب کے چہرے پر تلخ مسکراہٹ ابھری۔

"مزے کی بات بتاؤں جو آفت میرے لیے سزا ہے، وہ میرے خاندان پر آزمائش بن کر اتری ہے۔ میں پوری کوشش کروں گی اپنے خاندان کو کسی طرح اس آفت سے بچا لوں لیکن شاید دور کہیں میں جانتی ہوں یہ آفت دوبارہ نازل ہوئی ہے، تو سب کچھ برباد کر کے ہی جائے گی۔"

قبرستان میں دوبارہ خاموشی چھا گئی۔ زینب بہت دیر تک اس قبر کو تکتی رہیں۔ جب زیادہ وقت گزر گیا تو زینب نے واپسی کی راہ لی۔ قبرستان آ کر ان کا دل مزید بوجھل ہو جایا کرتا

تھا۔اس مٹی میں ان کے بہت سے پیارے سوئے ہوئے تھے۔ایک پل کے لیے وہ رکیں اور مڑ کر واپس اسی قبر کو دیکھا۔ان کی نگاہیں قبر پر لگی تختی پر گئی۔

وہاں ایک شان سے قبر کے مالک کا نام لکھا گیا تھا۔زینب کی نظر تین حروف سے لکھے لفظ "عمر" پر ٹھہری تھیں۔

****

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

باب نمبر سات

یہ بات ہے شایان اور عزاہ کے ولیمے کی رات کی۔گھڑی کی سوئیاں بارہ بجا رہی تھیں۔ایسے میں ہم اندھیرے میں ڈوبے ایک کمرے میں آؤ تو اس کمرے میں واحد روشنی بس

کھڑکی سے آنے والی سٹریٹ پولز کی روشنی تھی۔ سانولی لڑکی بیڈ پر لیٹی ہوئی تھی۔ وہ کمبل سینے تک تانے اور دونوں ہاتھ سر کے نیچے کیے، اوپر چھت کو گھور رہی تھی۔ دن میں اتنی دیر سو جانے کے بعد جائی یانہ کو اب بالکل بھی نیند نہیں آ رہی تھی مگر اس کے پاس کرنے کو کچھ نہیں تھا۔ اس لیے وہ بیڈ پر لیٹی سونے کی ناکام کوشش ہی کر رہی تھی۔

نیند نہ آنے کی وجہ سے جائی یانہ کے ذہن میں لاکھوں خیالات گردش کر رہے تھے۔ اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا آخر ایک دم ان کے گھر میں یہ سب کچھ کیسے ہو گیا تھا۔

عالیہ کا یوں گھر چھوڑ کر چلے جانا، عزاہ کی شایان سے شادی، بابا کی سارے گھر سے لاتعلقی، شایان کا عزاہ سے برابر تاؤ اور سب سے بڑھ کر عزاہ کا شایان کو چاہنا یہ سب اس کی سمجھ سے بالاتر تھا۔

اگر عالیہ شایان کو ناپسند کرتی تھی، تو اس نے یہ بات بابا یا گھر کے دوسرے کسی فرد کو کیوں نہیں بتائی؟ جائی یانہ کو یاد تھا اس نے شادی سے شاید تین چار دن پہلے اپنے کمرے کی کھڑکی سے عالیہ کو شایان کی گاڑی سے اترتے دیکھا تھا۔ اگر عالیہ کو شایان اتنا ناپسند تھا تو وہ اس سے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ملنے کیوں گئی تھی؟ کیا وہ شایان کو منع کرنے گئی تھی؟ اگر ہاں تو پھر شایان چپ کیوں تھا؟ ااس نے کسی کو بتایا کیوں نہیں؟

جائی یانہ کے ذہن میں اٹھتے سوالوں کا جواب فی الحال عالیہ کے سوا کسی کے پاس نہیں تھا۔ سوچتے سوچتے اسے پیاس لگنے لگ گئی۔ جائی یانہ بیڈ پر سے اتری اور کمرے سے باہر نکل گئی۔ کمرے کے باہر خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ سب لوگ اپنے اپنے کمروں میں آرام کرنے چلے گئے تھے۔ جائی یانہ ان ہی باتوں کو سوچتی ہوئی پانی پینے کے لیے کچن چلی گئی۔ پانی پی لینے کے بعد جائی یانہ کچن سے باہر نکل گئی اور واپس کمرے میں جانے لگی۔ راستے میں اسے کسی کے موبائل بجنے کی آواز سنائی دی۔ جائی یانہ نے آواز کا تعاقب کیا تو وہ لاؤنج میں سے آرہی تھی۔ وہ لاؤنج میں آئی تو اسے صوفے پر رکھا اشفاق کا موبائل ملا جو اب خاموش ہو گیا تھا۔ جائی یانہ اشفاق کے موبائل کو یہاں پڑا دیکھ کر تھوڑا سا الجھی۔ بابا تو کل سے کمرے سے باہر نہیں نکلے تھے تو یہ یہاں کیسے آگیا۔ اس نے موبائل پکڑ لیا اور تھوڑی دیر دوبارہ کال آنے کا انتظار کرتی رہی لیکن جب موبائل پر کال نہ آئی تو وہ موبائل واپس

صوفے پر رکھ کر جانے لگی۔ ابھی وہ ایک دو قدم صوفے سے پیچھے ہٹی تھی جب اسے کچھ یاد آیا۔

وہ مڑی اور اشفاق کا موبائل پکڑ لیا۔ اس نے موبائل کھولا اور واٹس ایپ پر گھس گئی۔ جائی یا نہ موبائل کی اسکرین دیکھتے دیکھتے صوفے پر بیٹھ گئی۔

جس نمبر سے عالیہ کے نکاح نامہ کی تصویر موصول ہوئی تھی، وہ ابھی تک واٹس ایپ پر موجود تھا۔ جائی یانہ نے اس نمبر پر غور کیا۔ اس نے بارات والے دن بھی اس نمبر کو دیکھا تھا تو یہ اسے کچھ جانا پہچانا سا لگ رہا تھا اور آج بھی ایسا ہی محسوس ہو رہا تھا۔ وہ بہت دیر تک نمبر کو تکتی رہی لیکن اس کے ہاتھ کچھ نہیں آیا۔ تھک ہار کر فون کو اس کی جگہ پر رکھ کر وہ خاموشی سے واپس جانے لگ گئی لیکن اب اس کا ذہن اس نمبر کے معاملے میں الجھا ہوا تھا۔ پتہ نہیں کیوں وہ جب بھی اس نمبر کے بارے میں سوچ رہی تھی، اس کا ذہن بار بار عالیہ کے کمرے کا منظر دکھا رہا تھا۔ وہ یہی سوچتی سوچتی بیڈ پر لیٹ گئی اور کمبل کو اپنے چہرے تک اوڑھ لیا۔ اس نے مزید دھیان سے سوچنا شروع کیا۔ ایک بار پھر ذہن پر عالیہ کا کمرہ چھایا

لیکن اس بار عالیہ کے موبائل کو پکڑا ہوا عکس بھی ابھرا تھا۔اس نے عالیہ کا موبائل پکڑا ہوا تھا اور ایک شخص کی ڈی پی اسکرین پر جگمگا رہی تھی۔یہ نمبر اشفاق کے موبائل پر موجود نمبر جیسا ہی تھا۔شاید!!

اس نے تھوڑا اور غور کیا۔اس شخص کے چہرے کا دھندلا سا سانچا اس کے ذہن میں ابھرا۔اسی وقت اسے ایک شخص یاد آیا جو بالکل اسی عکس کی طرح اسے دکھائی دیتا تھا۔

جائی یانہ نے پٹ سے آنکھیں کھولیں۔

اس نے منٹ سے پہلے اپنا موبائل ہاتھ میں لیا اور فوراً واٹس ایپ پر بنے گروپ پر آئی جسے بی بی اے اسٹوڈنٹ لرننگ گروپ کا نام دیا گیا تھا۔جائی یانہ عجلت میں اپنی انگلیاں اسکرین پر دبانے لگی اور اس جگہ پر آئی جہاں پر بتایا جا رہا تھا کہ کس کس نے یہ گروپ جوائن کیا ہے۔جائی یانہ اپنی انگلی نیچے سے اوپر کرتی کچھ ڈھونڈنے میں مشغول تھی۔اس کی نظر ایک شخص کی ڈی پی پر گئی۔پھر نظر ڈی پی کے ساتھ موجود موبائل نمبر پر گئی۔یہ نمبر اس نمبر

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

سے بالکل مختلف تھا جو اس نے اشفاق کے موبائل میں دیکھا تھا لیکن اسے ابھی اسی نمبر کی تلاش تھی۔ اس نے فوراً اس پر کلک کیا اور میسج ٹائپ کرنا شروع کیا۔

"میں جائی یانہ بات کر رہی ہوں!" اس نے ساتھ ساتھ اپنا رول نمبر بھی بتایا۔

"میں نے تم سے ایک بات کرنی ہے اور وہ بھی بہت ضروری۔۔۔ تم مجھ سے کل مل سکتے ہو؟"

اس نے یہ پیغامات سینڈ کر دیے اور پھر اضطرابی حالت میں اپنے بالوں پر ہاتھ پھیرنے لگ گئی جو اس کے چہرے پر گر رہے تھے۔ تھوڑی دیر بعد دوسری طرف سے میسج آیا۔

"میں آپ کو پہچان گیا ہوں۔ میں کل نہیں آپاؤں گا۔ دو تین دن بعد میرا یونیورسٹی آنا ہو گا۔"

جائی یانہ کے چہرے پر تھوڑی سی مایوسی چھائی لیکن پھر وہ سوچ میں پڑ گئی۔

"ٹھیک ہے میں جمعہ والے دن یونیورسٹی آؤں گی۔ کیا تب تم مجھ سے بات کر سکو گے؟"

جائی یانہ نے میسج سینڈ کر دیا۔ کچھ دیر بعد تھمبز اپ کا ایموجی موصول ہوا۔

جائی یانہ نے موبائل دوبارہ سائیڈ ٹیبل پر رکھ دیا اور کروٹ لے کر بیڈ پر لیٹ گئی۔ اب بس اسے جمعے کے دن کا انتظار تھا۔

* *

صبح کے وقت سورج کی روشن کرنیں گرم اور پر سکون معلوم ہوتی تھی۔ سورج کی کرنوں نے زمانے پر چھائے اندھیروں کو ختم کر دیا تھا مگر افسوس اس سورج میں اتنی طاقت نہیں تھی کہ تاریک دلوں کو اپنی روشنی سے منور کر سکے۔

سورج کی کرنوں کا اگر تعاقب کرو، تو اس کی کرنیں زینب کے گھر کی عمارت پر پڑ کر اپنی آمد کا پیغام دے رہی تھیں۔ ہم گھر کے اندر داخل ہو تو سارا خاندان کھانے کی میز پر بیٹھا ناشتہ کر رہا تھا۔

سر براہی کرسی پر زینب چائے کا کپ نزاکت سے پکڑے ہوئے تھیں۔ زینب کے ایک جانب شایان بیٹھا تھا جبکہ دوسری طرف عزاہ بیٹھی تھی۔ عزاہ اور شایان ایک دوسرے کے آمنے سامنے بیٹھے تھے مگر دونوں میں سے کوئی بھی ایک دوسرے کے جانب نہیں دیکھ رہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

شایان کا سارا دھیان اپنے موبائل پر تھا۔ موبائل پر نظر جمائے وہ وقفے وقفے سے چائے کے گھونٹ لے رہا تھا۔ سفید رنگ کی شرٹ پر کالا کوٹ پہنے، وہ آفس جانے کے لیے بالکل تیار تھا۔ اس کے سامنے بیٹھی عزاہ کی نظر اپنی پلیٹ پر تھی۔

عزاہ جانتی تھی شایان پھپھو کی موجودگی میں بد تمیزی نہیں کرے گا مگر پھر بھی اسے شایان سے ڈر لگنے لگ گیا تھا۔ عزاہ کے حلیے پر آؤ تو اس نے آج ہرے رنگ کا سادہ جوڑا پہن رکھا تھا۔ بالوں کو سختی سے جوڑے میں جکڑا ہوا تھا۔ اس کا چہرہ مرجھایا ہوا تھا۔

عزاہ بے رغبتی سے نوالے حلق سے اتار رہی تھی۔ چائے پیتی زینب کی نگاہ اچانک عزاہ کی پلیٹ پر گئی جس میں کھانا نہ ہونے کے برابر تھا۔

"عزاہ بیٹا اتنا کم کیوں کھا رہی ہو؟ اگر یہ کھانا پسند نہیں ہے تو ملازمہ سے کہہ دو وہ کچھ اور بنا دے گی۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

شایان نے ناگواری سے عزاہ کو دیکھا اور سر جھٹک کر دوبارہ اپنے موبائل پر نگاہیں کر لیں۔ (اٹینشن سیکر!)

"نہیں پھپھو میں بس اتنا ہی کھاتی ہوں۔" عزاہ کی بات سن کر شایان جل کر رہ گیا۔ (ڈرامے۔۔۔!)

"تمہیں اپنی خوراک بڑھانی چاہیے۔ تمہاری عمر کی لڑکیوں کی خوراک تو کافی اچھی ہوتی ہے۔"زینب نے گفتگو کو آگے بڑھانا چاہا۔

ابھی عزاہ کچھ کہتی اس سے پہلے ہی نمرہ بول پڑی۔

"عالیہ تو کھانے پینے کی بہت شوقین تھی۔ تم کس پر چلی گئی ہو؟"نمرہ نے یہ بات ہنستے ہوئے کہی۔اس کی بات سن کر ہال میں موجود تمام نفوس کو سانپ سونگھ گیا۔نمرہ نے جب سب کے چہروں پر ناگوار تاثرات دیکھے تو اس کی مسکراہٹ بھی پل بھر میں غائب ہو گئی۔وہ سمجھ گئی اس نے غلط وقت پر غلط انسان کا حوالہ دے دیا ہے۔

زینب نے نمرہ کو تادیبی نگاہوں سے گھورا۔عزاہ پلیٹ کی جانب جھک گئی اور شایان کے لب سختی سے بھینچ گئے۔اس کی انگلی موبائل پر تیزی سے حرکت کرنے لگی۔کچھ دیر بعد جب شایان نے اپنا ناشتہ مکمل کر لیا تو وہ ڈائننگ ہال سے باہر نکل گیا۔زینب بھی ناشتہ ختم کر کے اپنی کرسی سے اٹھ گئیں۔تبھی ان کی نظر شایان کی کرسی کے ساتھ والی کرسی پر گئی۔

اس کرسی پر جامنی رنگ کی فائل رکھی تھی۔ زینب نے آگے بڑھ کر فائل کو اپنے ہاتھوں میں اٹھالیا۔ یہ شایان کی فائل تھی جو وہ اپنے ساتھ ڈائننگ ہال میں لے کر آیا تھا۔

"عزاہ!! یہ شایان کی فائل ہے۔ اسے جلدی سے دے کر آجاؤ۔ ایسا نہ ہو وہ آفس کے لیے گھر سے نکل جائے۔"

عزاہ نے سر اثبات میں ہلایا اور زینب سے فائل پکڑ کر ڈائننگ ہال سے باہر نکل گئی۔ زینب جو باہر جانے والی تھیں، انہوں نے اپنا ارادہ ترک کر دیا اور دوبارہ اپنی کرسی پر بیٹھ گئیں۔ انہوں نے گہری نگاہوں سے نمرہ کو دیکھا جو کھانا کھانے میں مصروف دکھائی دیتی تھی۔ ماں کی نظروں کو محسوس کر کے نمرہ نے سر اٹھا کر ماں کو دیکھا۔ زینب نے کچھ کہنے کے لیے لب کھولے۔

"تم۔۔" اس سے پہلے زینب کچھ کہہ پاتیں نمرہ نے ان کی بات کاٹ دی۔

"میں جانتی ہوں آپ مجھے اس بات پر ڈانٹیں گی میں نے عالیہ کا ذکر بھائی اور عزاہ کے سامنے کیوں کیا۔" نمرہ تھوڑی دیر کے لیے رکی۔ "میں مانتی ہوں یہ میری غلطی ہے۔ مجھے

عالیہ کا نام نہیں لینا چاہیے تھا مگر آپ یہ بھی تو دیکھیں عالیہ میری دوست ہے۔اب اس کا نام زبان پر غلطی سے آ ہی سکتا ہے۔"

زینب نے کچھ بھی نہیں کہا۔بس خاموش اور بے تاثر نگاہوں سے نمرہ کے چہرے کو ٹٹولتی رہی۔نمرہ زینب کی ان نگاہوں سے گڑبڑا گئی۔

"مما آخر آپ کو ہو کیا گیا ہے؟"

زینب نے گہرا سانس لیا۔

"تم جانتی تھی نا عالیہ کسی اور کو پسند کرتی ہے؟"

الفاظ تھے یا صور، جو زینب نے نمرہ کے کانوں میں پھونکے تھے۔اس کا چہرہ ایک پل میں فق ہو گیا۔

نہیں مجھے کیسے پتہ ہو گا۔مما آپ کیسی باتیں کر رہی ہیں؟اگر مجھے پتہ ہوتا تو میں اسے روک نہ لیتی۔"نمرہ نے ہڑبڑاہٹ کے عالم میں کمزور سی صفائی دی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

زینب خاموشی سے نمرہ کو دیکھتی رہیں۔ ایسا لگ رہا تھا وہ نمرہ کو اندر سے باہر تک پڑھ رہی تھی۔ زینب نے پھر کوئی سوال نہ کیا۔ نمرہ نے جلدی سے اپنا ناشتہ منہ میں ٹھونسا اور ڈائننگ ہال سے باہر جانے لگی۔

زینب نے اسے پیچھے سے آواز دی۔

"نمرہ!" وہ رک گئی لیکن مڑی نہیں۔ "مجھے امید ہے تم مجھے اور اپنے بھائی کو دھوکہ نہیں دو گی۔"

نمرہ کے گلے میں گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی۔ اسے ڈر تھا کہ زینب نے اب اسے دیکھا تو وہ سب کچھ جان جائیں گی۔ نمرہ کوئی جواب دیے بغیر تیز قدم اٹھا کر ہال سے باہر نکل گئی۔

نمرہ کے جانے کے بعد زینب نے سر کرسی کی پشت پر ٹکا دیا اور لمبی گہری سانسیں بھری۔

ڈائننگ ہال کو چھوڑ کر اگر پورچ میں جاتے تو شایان اپنی گاڑی کا دروازہ کھولتا دکھائی دے رہا تھا۔ اس نے اپنی گاڑی کا دروازہ جیسے ہی کھولا، گھر کا مرکزی دروازہ کھلا اور عزاہ بھاگتی ہوئی شایان کے پاس آئی۔ شایان کے دروازہ کھولتے ہاتھ ہوا میں معلق ہو گئے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"شایان آپ اپنی فائل چھوڑ گئے تھے۔" عزاہ نے ہانپتے ہوئے اپنی بات مکمل کی اور فائل والا ہاتھ شایان کی جانب بڑھایا۔

"توجہ حاصل کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دینا!" شایان نے فائل پکڑتے ہوئے طنز کیا۔ عزاہ کی سنہری آنکھوں میں الجھن پھیل گئیں کیونکہ یہ بات موقع محل سے بالکل مختلف تھی۔

"جی؟" عزاہ نے ناسمجھی سے پوچھا۔

شایان عزاہ کو اب جانچتی نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔ اس کے چہرے پر پھیلی ناگواری گہری ہوتی جا رہی تھی۔

"تم کتنی بھی کوشش کر لو۔ کتنی ہی توجہ لینے کی جدوجہد کر لو، میرا دل اپنے لیے کبھی نرم نہیں کر پاؤ گی۔ اگر تم سمجھتی ہو کھانا کم کھا کر، آنکھوں میں ہر وقت آنسو لیے اور چہرے پر بارہ بجائے مجھے تم سے محبت ہو جائے گی تو یہ تمہاری سب سے بڑی بھول ہے۔ تمہارا وجود

کبھی بھی میرے لیے اہم نہیں ہو پائے گا۔۔"شایان سختی سے کہہ رہا تھا جبکہ سامنے کھڑی عزاہ کو شایان کا دماغ ٹھیک نہیں لگ رہا تھا۔

"اپنے آپ کو اس بھول سے نکال لو کہ ماما کو اپنے ساتھ ملا کر تم مجھ پر کسی قسم کا پریشر ڈال سکتی ہو۔میں ماما یا کسی اور کے پریشر میں آنے والا شخص نہیں ہوں۔"

یہ کہہ کر شایان گاڑی میں بیٹھ گیا اور گاڑی کو گھر کے گیٹ سے باہر نکال کر چلا گیا۔عزاہ بت بنی وہی کھڑی رہ گئی۔وہ شایان کو بس فائل پکڑانے آئی تھی اور شایان نے اسے بے وجہ اتنی باتیں سنا ڈالی۔

کیا واقعی میں وہ شایان کے نزدیک اتنی کم تر تھی۔اس کا دل ڈوبنے لگا۔وہ بوجھل دل کے ساتھ گھر کے اندر داخل ہو گئی۔

* *

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"جی جی او کے ماما!"

عالیہ کی آنکھ آریان کی آواز سے کھلی تھی۔ اس نے لیٹے ہوئے اپنا سر اوپر کیا اور آریان کو دیکھا جو سنگھار میز کے سامنے کھڑا تھا۔ کالے رنگ کی پینٹ پر نارنجی ٹی شرٹ پہنے، آریان کے دونوں ہاتھ گھڑی پہننے میں مصروف تھے۔ اس کا موبائل اس کے کندھے پر تھا جسے اس نے سر جھکا کر سنبھالا ہوا تھا۔ وہ یقیناً اپنی ماں سے بات کر رہا تھا۔

"اچھا ماما باقی باتیں آ کر کروں گا۔"

آریان نے گھڑی پہن لی تو موبائل ہاتھوں میں لیا اور دوسری طرف موجود شخص کو خدا حافظ کہہ کر کال کاٹ دی۔

عالیہ اب اٹھ کر بیڈ پر بیٹھ گئی تھی۔ اس کے پاؤں ابھی بھی کمبل میں چھپے تھے۔ آریان نے آئینے سے جب عالیہ کو اپنی طرف دیکھتا پایا، تو مڑے بغیر عالیہ کے عکس کو دیکھتا ہوا مسکرایا۔ آریان کچھ زیادہ ہی ہشاش بشاش دکھائی دے رہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

عالیہ نے گلابی رنگ کا نائٹ سوٹ پہنا ہوا تھا۔اس کے بال بکھرے ہوئے تھے اور آنکھیں سونے کی وجہ سے سوجی ہوئی تھیں۔وہ اس عجیب سے حلیے میں بھی پیاری لگ رہی تھی۔

"کہیں جا رہے ہو؟"عالیہ نے بھاری آواز میں کہا۔ایسا لگتا تھا وہ بہت گہری نیند سے اٹھی تھی۔

"ہاں ماما کے پاس جا رہا ہوں۔میں نے سوچ لیا ہے،میں آج ماما کو سب کچھ بتا دوں گا۔"
آریان کی بات سن کر عالیہ کی آنکھیں کھل گئیں۔کچھ دیر پہلے والی سستی اب ختم ہو چکی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"تم آنٹی کو بتانے جا رہے ہو؟"عالیہ نے بات دوبارہ دہرائی۔

"ہمم اور آنٹی نہیں ماما بولو"آریان نے نرم سے انداز میں عالیہ کی تصیح کروائی۔عالیہ نے ماتھے کو چھوا۔

"ہاں سوری!"آریان مسکرا کر رہ گیا۔وہ اب آئینے کے سامنے کھڑا اپنے بال سیٹ کر رہا تھا۔

عالیہ کچھ دیر خالی نگاہوں سے کمبل کو گھورتی رہی۔ پھر اس نے سر اٹھا کر آریان کو دیکھا جس کے بال ابھی بھی سیٹ نہیں ہوئے تھے۔

"میں بھی تمہارے ساتھ ماما کے پاس جاؤں گی۔" عالیہ کا انداز فیصلہ کن تھا۔ آریان کے بال بناتے ہاتھ رک گئے۔

"تم بھی ساتھ چلو گی؟" آریان نے ہلکے پھلکے انداز میں پوچھا۔ اس نے بال سیٹ کرنا دوبارہ شروع کر دیے تھے۔

"ہاں! اگر نکاح ہم دونوں نے کیا ہے تو ناراضگی تم اکیلے کیوں برداشت کرو گے۔ میں تمہارے ساتھ جاؤں گی تاکہ ماما کو بتا سکوں ہمارا نکاح اتنی جلد بازی میں کیوں ہوا ہے۔"

آریان نے برش ٹیبل پر رکھ دیا اور آہستہ آہستہ چلتا ہوا عالیہ کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ عالیہ نے آریان کے بیٹھنے کے لیے اپنے پاؤں سمیٹ لیے۔ آریان بیڈ پر بیٹھ گیا اور عالیہ کے ہاتھوں کو تھام لیا۔ اس نے سر اٹھا کر عالیہ کی سنہری آنکھوں کو دیکھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"تم میرے ساتھ چلو گی یہ سن کر مجھے اچھا لگا لیکن آج میں تمہیں ساتھ لے کر نہیں جانا چاہتا۔ میں چاہتا ہوں میں ماما سے اکیلے بات کروں تا کہ ان کا رد عمل دیکھ سکوں۔ ویسے تو وہ غصہ ہی کریں گی مگر مجھے برا بھلا کہہ کر شاید ان کا غصہ جلدی اتر جائے گا لیکن اگر تم میرے ساتھ جاؤ گی تو معاملات مزید بگڑ جائیں گے۔ وہ میری بات سنے بغیر مجھے گھر سے باہر نکال دیں گی۔ آج مجھے ان سے بات کر کے دیکھنے دو۔"

عالیہ کو آریان کی بات سمجھ آ گئی تھی۔ اس لیے اس نے سمجھتے ہوئے سر اثبات میں ہلا دیا۔ آریان اسے دیکھ کر مسکرانے لگا۔ عالیہ کے ہاتھوں میں اس کی گرفت مزید مضبوط ہو گئی۔

"شکریہ مجھے سمجھنے کے لیے۔۔۔!"

عالیہ بھی اسے دیکھتے ہوئے مسکرا دی۔

* *

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

زینب کی زندگی میں شادی کے بعد ٹھہراؤ آ گیا تھا۔ اس کی زندگی آرام سکون سے گزر رہی تھی۔ شادی سے پہلے وہ یہ نہیں جانتی تھی عمر کا کاروبار اسلام آباد کی بجائے کراچی میں ہے اور عمر کراچی میں ہی قیام پذیر ہے۔

شادی کے بعد زینب بھی کراچی منتقل ہو گئی۔ زینب کو اپنے سسرال والوں کی طرف سے کبھی کسی بڑی مشکل کا سامنا نہیں ہوا تھا۔ اس کی ساس نگینہ بیگم اپنے بڑے بیٹے کے ساتھ اسلام آباد میں رہتی تھیں۔ انہوں نے روایتی ساسوں کی طرح زینب کو مشکل وقت نہیں دیا تھا۔ وہ طبیعت کی خاصی اچھی عورت تھیں۔ عمر کے باپ کا ان کی شادی سے ایک سال پہلے انتقال ہو گیا تھا۔

زینب اور عمر کراچی میں مڈل کلاس کالونی میں رہائش پذیر تھے۔ کراچی آجانے کے بعد زینب کا اپنے میکے سے رابطہ نہ ہونے کے برابر تھا۔ بس عید کے موقع پر زینب جب سسرال سے ملنے اسلام آباد آتی، تو حسن کے گھر کا چکر لگا آتی۔ اس کے چچا چچی کے گھر

کا ماحول اس کے لیے پہلے جیسا ہی تھا۔ وہاں پر اس کا کافی ٹھنڈے انداز میں استقبال کیا جاتا تھا۔ پندرہ بیس منٹ کی مختصر سی ملاقات میں زینب کو اچھے سے بآور کروادیا جاتا اسے اپنے سسرال والوں سے ہی بنا کر رکھنی ہے۔ اس کے میکے میں اس کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

عمر اس کا ہر طرح سے خیال رکھتے تھے۔ شادی کے چھ مہینے بعد زینب کی پریگننسی کی خوشخبری نے زینب کی زندگی میں مزید خوشیاں بھر دیں۔ عمر کی توجہ اور محبت زینب کے لیے مزید بڑھ گئی۔ اس کی ساس کو جب یہ خبر ملی تو وہ پھولے نہیں سما رہی تھیں۔ ان کا بس چلتا تو وہ اڑ کر زینب کے پاس پہنچ جاتی مگر جوڑوں کے درد کی وجہ سے کراچی کا سفر نہیں کر سکتی تھیں۔ اسی دوران زینب کو اپنے سسرال سے معلوم ہوا کہ ام ہانی کی منگنی ہو گئی ہے۔ اسے مریم یا حسن کی جانب سے ایسی کوئی خبر نہیں ملی تھی لیکن اپنے میکے کا بھرم رکھنے کے لیے سب کو یہی بتایا اسے پہلے سے معلوم تھا لیکن اپنی حالت کو دیکھتے ہوئے وہ اسلام آباد نہیں گئی۔

اس کا دل چاہا وہ فون کر کے مریم یا حسن سے شکوہ کرے لیکن پھر اس نے اپنا ارادہ ترک کر دیا۔ اگر کوئی اسے اپنے ساتھ نہیں رکھنا چاہتا تھا تو اس میں اتنی عزت نفس تھی ان سے بات نہ کرے۔ زندگی اسی ڈگر پر رواں دواں تھی۔

* *

گھڑی نے دوپہر کے تین بجا دیے تھے۔ عالیہ لیونگ روم کے صوفے پر بیٹھی دیوار پر لگی ایل سی ڈی میں ڈرامے دیکھ رہی تھی۔ اس نے دونوں پاؤں صوفے کے اوپر کیے ہوئے تھے۔ وقفے وقفے سے وہ سامنے ٹیبل پر پڑے بسکٹ کو اٹھا کر کتر رہی تھی۔ ابھی ڈرامے میں کوئی اچھا سین چل رہا تھا۔ عالیہ بڑے انہماک سے ڈرامہ دیکھنے میں مگن تھی۔ اسی وقت اپارٹمنٹ کا دروازہ کھلنے کی آواز آئی۔ اس نے آگے جھک کر دروازے پر جھانکنا چاہا۔

اسے آریان لیونگ روم میں آتا دکھائی دیا۔اس کے قدم بوجھل تھے اور چہرہ اترا ہوا تھا۔ جو مسکراہٹ عالیہ نے آریان کے گھر سے باہر نکلتے ہوئے دیکھی تھی،اب اس کا نام و نشان بھی نہیں تھا۔عالیہ کچھ کچھ سمجھ گئی تھی مسئلہ کیا ہے۔شاید اس نے خود کو اس بات کے لیے تیار کر لیا تھا۔

آریان لیونگ روم میں آیا اور عالیہ کے بالکل سامنے کھڑا ہو گیا۔عالیہ نے آریان کی آنکھوں میں دیکھا تو اسے نمی جھلکتی ہوئی دکھائی دی۔ایسا لگتا تھا اس نے خود کو رونے سے بمشکل روکا ہوا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ماما نہیں مانیں؟!"عالیہ نے دھیمے لہجے میں پوچھا۔وہ جانتی تھی اس بات کا کیا جواب ہو گا۔

آریان نے سر نفی میں ہلایا اور عالیہ کے ساتھ صوفے پر بیٹھ گیا۔اس نے اپنا چہرہ دونوں ہاتھوں پر گرا کر چھپا لیا۔

"وہ مجھ سے بہت غصہ ہیں۔"آریان کی دبی ہوئی روہانسی آواز عالیہ کی سماعتوں سے گزری۔

عالیہ نے اپنے پاؤں نیچے زمین پر رکھے اور آریان کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے حوصلہ دینا چاہا۔

"تم فکر نہ کرو۔ یہ وقتی غصہ ہے۔"

آریان نے اپنا چہرہ ابھی بھی جھکایا ہوا تھا۔

"مجھے نہیں لگتا کہ یہ غصہ وقتی ہے۔ مجھے پتہ تھا ماما یہ جان کر بہت غصہ ہونگی مگر اتنا غصہ ہونگی یہ نہیں پتہ تھا۔ وہ مجھ سے سارے رشتے توڑ چکی ہیں۔"

"آخر ماما کو مجھ سے مسئلہ کیا ہے۔ کیا میں ان کے معیار پر پورا نہیں اترتی؟" عالیہ کو کبھی بھی یہ مسئلہ سمجھ نہیں آیا تھا۔

"انہیں تم سے کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ سارا مسئلہ ان کی اپنی مرضی کی بہو لانے کی خواہش کا ہے۔ انہوں نے تو تمہارا نام بھی نہیں سنا ہے۔" آریان نے اپنا سر اٹھا کر عالیہ کو دیکھا۔ آریان کی آنکھیں اب سرخ ہو رہی تھیں اور آنکھوں کے ارد گرد بھی نمی دکھائی دے رہی تھی۔ ایسا لگتا تھا اس نے جھکے سر میں آنسو بہائے تھے۔

عالیہ فرش کو تکنے لگی۔ آخر گھر کے بڑوں میں اتنی انا کیوں ہوتی ہے؟ آخر کیوں ان کے نزدیک بچوں کی خوشی کوئی معنی نہیں رکھتی ہے؟ جب گھر کے بڑے ضد اور انا پر آجائیں، تو اکثر خاندان کے بٹوارے ہوتے ہیں۔

عالیہ نے ایک نظر اپنے ساتھ بیٹھے رنجیدہ آریان کو دیکھا۔ اس مرد کو یوں بکھرا دیکھ کر عالیہ کے دل میں ہمیشہ ٹیسیں اٹھتی تھیں، لیکن اس وقت وہ آریان کے لیے کچھ نہیں کر سکتی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

* *

جمعے کا دن

یونیورسٹی کے پر ہجوم میدان میں بیٹھی جائی یانہ لوگوں کی باتوں، خوش گپیوں اور قہقہوں کی آوازیں سن رہی تھی۔ اس کا دماغ اس وقت الجھا ہوا تھا۔ وہ یہاں پر آ تو گئی تھی مگر اب اپنا فیصلہ جلد بازی کا نتیجہ لگ رہا تھا۔ وہ بس خیال ہی خیال میں باتیں جوڑتے ہوئے کسی شخص کو یہاں کیسے بلا سکتی تھی۔

اتنے دنوں بعد یونیورسٹی آنے کے بعد اس پر پڑھائی کا بوجھ بھی بڑھ گیا تھا۔ نوال سے آج صبح یونیورسٹی جانے کی اجازت لیتے ہوئے جائی یانہ کو لگ رہا تھا نوال اس پر غصہ کریں گی مگر خلاف توقع نوال نے بالکل بھی غصہ نہیں کیا۔ ان کا پہلے جیسا غصہ اب بالکل ختم گیا تھا۔ انہوں نے بڑی آسانی سے جائی یانہ کو یونیورسٹی جانے کی اجازت دے دی۔ اشفاق کا حال ابھی تک ایسا ہی تھا۔ وہ ابھی تک آفس نہیں گئے تھے۔ اشفاق لوگوں کا سامنا کرنے سے کترا رہے تھے۔ جائی یانہ بھی آج یونیورسٹی نہ آتی اگر اسے کچھ معلومات اکھٹی نہ کرنی ہوتی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

جائی یانہ یونیورسٹی کے آدھے وقت تک اس شخص کو ڈھونڈتی رہی لیکن اس نے تو شاید دکھائی نہ دینے کی قسم کھالی تھی۔ جائی یانہ نے اسے کال میسجز بھی کیے مگر کوئی جواب نہیں آیا۔ اسے ڈھونڈتے ڈھونڈتے جائی یانہ تھک ہار کر میدان میں آکر بیٹھ گئی۔ آج نائلہ بھی یونیورسٹی نہیں آئی تھی۔ وہ خوب بور ہو رہی تھی۔ جائی یانہ کو جب لگنے لگا وہ آج یونیورسٹی نہیں آیا ہے۔ تبھی وہ اسے دور سے آتا دکھائی دیا۔ جائی یانہ کی بھوری آنکھیں چمک اٹھیں۔

اگر جائی یانہ کی نظروں کا تعاقب کرو تو وہ قدم قدم چلتا جائی یانہ کی جانب بڑھ رہا تھا۔ اس نے بھورے رنگ کی ٹی شرٹ پر نیلی پینٹ پہنی ہوئی تھی۔ اس نے ایک کندھے پر بیگ ڈالا ہوا تھا۔ اس کے بھورے گھنگھرالے بال دھوپ پڑنے کی وجہ سے سنہری دکھائی دے رہے تھے۔

وہ جائی یانہ کے سر پر کھڑا ہو گیا اور اسے ایسے دیکھنے لگا جیسے جائی یانہ سے بیٹھنے کی اجازت مانگ رہا ہو۔ جائی یانہ نے سر اٹھا کر اپنے سامنے کھڑے لڑکے کو دیکھا۔ اس نے آنکھوں کو دھوپ سے بچانے کے لیے ماتھے پر ہاتھ رکھا ہوا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

پھر جائی یانہ نے اپنا بیگ ایک سائیڈ پر رکھ دیا۔یہ اس بات کا اشارہ تھا کہ وہ بیٹھ سکتا ہے۔

زید جائی یانہ کے بالکل سامنے بیٹھ گیا۔

"آپ نے کیوں بلایا؟"زید نے سیدھا کام کی بات پوچھی۔

"مجھے تم سے ایک شخص کے بارے میں پوچھنا ہے۔"جائی یانہ نے ہچکچاتے ہوئے اسے بتایا۔زید نے سر کو خم دیا جیسے جائی یانہ کو آگے بتانے کا کہہ رہا ہو۔

"تمہیں یاد ہے جب ہمارے فرسٹ سمیسٹر کا پہلا پیپر تھا۔"

"ہمم!"زید نے ہنکارا بھرا۔

"اس دن۔۔۔۔۔۔"زید کو اس دن کا بتاتے ہوئے جائی یانہ خود بھی اس منظر میں گم ہو گئی۔

اگر غور سے دیکھیں تو یہ یونیورسٹی کا میدان ہی تھا لیکن اس دن آسمان پر بادل چھائے ہوئے تھے۔کسی بھی وقت بارش ہو سکتی تھی۔ہوا کے ٹھنڈے جھونکیں ماحول کو خوشگوار

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

بنائے ہوئے تھے۔ایسے میں جائی یانہ ہمیں درخت کے نیچے بیٹھی دکھائی دیتی ہے۔اس کے سامنے ایک بیگ تھا جس کے اوپر اس نے کتاب کھول کر رکھی تھی۔وہ ابھی کچھ دیر پہلے اپنا پہلا پرچہ دے کر آئی تھی۔اپنے ہاتھ میں سوالیہ پرچہ پکڑے وہ کتاب کھول کر دیکھ رہی تھی کہ اس کے کتنے جوابات درست اور کتنے غلط ہیں۔وہ اپنے کام میں مصروف دکھائی دیتی تھی۔

اس کے ساتھ ایک اور لڑکی بھی بیٹھی تھی جس نے کالے رنگ کی چادر سے خود کو چھپایا ہوا تھا۔وہ بیزاری سے جائی یانہ اور اس کے سوالیہ پرچے کو گھور رہی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"یار مجھے پتہ ہے تمہارے سارے جواب ٹھیک ہیں پھر بلاوجہ خود کو کیوں تھکا رہی ہو؟"

"مجھے پھر بھی دیکھنا ہے کہیں میں نے کچھ غلط تو نہیں کر دیا ہے"جائی یانہ کی آنکھیں ہنوز کتاب پر تھی۔

"یوں دیکھنے سے تمہارے غلط جواب ٹھیک نہیں ہو جائیں گے۔اس کتاب کو سائیڈ پر رکھو۔اتنی مشکل سے تو جان چھٹی ہے۔"

جائی یانہ نے نائلہ کو جواب دینے کے لیے سر اٹھایا مگر اس کی نظر نائلہ سے کچھ دور پیچھے کھڑے دو لوگوں پر پڑی۔ ایک شخص کی ان کی جانب پشت تھی جب کہ دوسرے کی شکل وہ بآسانی دیکھ سکتی تھی۔

ان کی جانب پشت کیے شخص کی شکل دیکھے بنا بھی جائی یانہ اسے پہچان گئی تھے۔ بھرے مجمعے میں بھی وہ اس شخص کو اس کے گھنگھرالے بالوں سے پہچان سکتی تھی۔ وہ زید تھا۔

زید کی اپنے سامنے کھڑے شخص سے خوب بحث ہو رہی تھی۔ ایسا لگتا تھا سامنے والا شخص زید کو کسی بات کے لیے منا رہا تھا مگر زید سر بار بار نفی میں ہلا کر اسے منع کر رہا تھا۔ نائلہ نے جب جائی یانہ کو اپنے پیچھے دیکھتا پایا تو وہ بھی چہرہ موڑ کر پیچھے دیکھنے لگی۔ ان دونوں کی مبہم آوازیں ان تک پہنچ رہی تھیں۔ کچھ دیر بعد زید غصے سے پیر پٹختا اس شخص کے سامنے سے گزر گیا۔ اس شخص نے زید کا ہاتھ پکڑ کر روکنا چاہا مگر زید نے اپنا ہاتھ چھڑوا لیا اور تیزی سے آگے بڑھ گیا۔ دوسرے شخص نے زید کو جاتے دیکھا۔ پھر وہ نائلہ اور جائی یانہ کے سامنے سے گزر گیا۔ اس نے ایک نظر بھی درخت کے نیچے بیٹھی لڑکیوں کو نہیں دیکھا تھا۔ جائی یانہ

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

نے اس کے چہرے کو دیکھا۔اس کا چہرہ کافی وجیہہ تھا۔جائی یانہ نے کبھی اتنا حسین مرد نہیں دیکھا تھا۔جائی یانہ کی یاداشت میں اس شخص کے چہرے کے نقش و نگار محفوظ ہو گئے تھے۔

منظر ابھر کر معدوم ہوا اور اس کے سامنے چھائی دھند ہٹ گئی۔اب جائی یانہ کو اپنے سامنے زید بیٹھا دکھائی دے رہا تھا۔

"یہ بات بتانے کا آپ کا مقصد؟"زید نے ابرو اچکا کر پوچھا۔جائی یانہ اپنا مقصد بتانے کے لیے موزوں الفاظ ڈھونڈنے لگ گئی۔

"وہ میری بڑی بہن اپنی شادی کے دن سے گمشدہ ہیں۔میں ان ہی کو تلاش کر رہی ہوں۔" جائی یانہ جھجھکتے ہوئے ٹھہر ٹھہر کر بات بتا رہی تھی۔اپنی بات بتاتے ہوئے وہ زید کی بجائے میدان کی گھاس کو دیکھ رہی تھی۔"میں نے ان کے گمشدہ ہونے سے کچھ دنوں پہلے اپنی بہن کے واٹس ایپ پر ایک نمبر دیکھا تھا وہاں اسی شخص کی فوٹو ڈی پی پر لگی تھی جو تم سے بات کر رہا تھا۔"جائی یانہ نے نظریں ابھی بھی نہیں اٹھائی۔

"تو آپ کو اس پر شک ہے؟"زید نے سوچتے ہوئے کہا۔

"مجھے کسی پر شک نہیں ہے مگر مجھے اس پوری صورتحال میں اس شخص کے علاوہ کوئی اور چیز مشکوک نہیں لگی۔" جائیانہ نے بات سنبھالتے ہوئے کہا۔ وہ نہیں جانتی تھی کہ اس شخص اور زید کا کیا تعلق تھا۔ اسے ڈر تھا کہیں وہ اس کا کوئی قریبی نہ نکل آئے۔

"آپ نے اپنی بہن سے پوچھا تھا اس شخص کے بارے میں؟" زید کے سوال پر جائیانہ بولی۔

"میں نے پوچھا تھا مگر میری بہن نے بات ٹال دی۔" جائیانہ نے نظریں جھکا کر جواب دیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"میں بس تم سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا وہ شخص صحیح انسان ہے۔ مطلب وہ کوئی۔۔۔" جائیانہ نے موزوں لفظ ڈھونڈا۔ "کوئی برا انسان تو نہیں ہے نا؟"

"دیکھیں میں کچھ کہہ نہیں سکتا ہوں۔ وہ میرا کزن ہے لیکن ہم لوگوں کے درمیان عرصے سے بول چال بند ہے۔ اس دن بھی وہ اپنے ایک کام سے آیا تھا لیکن میں نے اسے منع کر دیا تھا۔"

"اچھا!"جائی یانہ نے جھجھکتے ہوئے پوچھا۔"اگر یہ کچھ زیادہ ذاتی معاملہ نہیں ہے، تو کیا تم مجھے بتا سکتے ہو وہ تمہارے پاس کس کام سے آیا تھا؟"

زید نے سوچتے ہوئے جواب دیا۔

"جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے وہ کسی لڑکی کے بارے میں جاننا چاہتا تھا۔"

"کس لڑکی کے بارے میں؟"جائی یانہ نے فوراً پوچھا۔

"لڑکی کا نام تو اس نے مجھے نہیں بتایا لیکن وہ کہہ رہا تھا وہ لڑکی اسی یونیورسٹی میں پڑھتی ہے اور وہ بی بی اے کی ہی اسٹوڈنٹ ہے۔شاید اس نے مجھے اس لڑکی کے باپ کا نام بتایا تھا۔"

"کیا نام تھا وہ؟"جائی یانہ نے دوبارہ بے صبری سے پوچھا۔

"اب میری آپ کی طرح اتنی اچھی یاداشت نہیں ہے کہ اتنی پرانی بات یاد رکھوں لیکن ہاں اسے دیکھ کر ایسا لگ رہا تھا وہ اس لڑکی کے بارے میں فوراً جاننا چاہتا ہے۔"

اس کے بعد زید بولا۔

"اس سے زیادہ میں آپ کی کوئی مدد نہیں کر سکتا ہوں۔ ویسے وہ ابھی تک کنوارا ہے۔ اس کی شادی نہیں ہوئی ہے۔"

"امم ہمم!" جائی یانہ نے سر اثبات میں ہلایا۔ زید اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور کچھ دیر بعد تیز جائی یانہ کی نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ جائی یانہ نے اپنے ہاتھ پر سر ٹکا دیا۔ زید سے بات کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ وہ زید سے ڈھیروں باتیں پوچھنا چاہتی تھی مگر پوچھ نہیں سکتی تھی۔ اس نے ڈھیر سارے مفروضے بنا لیے تھے۔ اگر وہ سچے نہ ہوئے تو زید کے سامنے اس کی کیا عزت رہ جاتی؟ بس یہی سوچ کر خاموش ہو گئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

دوسری طرف زید اپنی کلاس لینے کے لیے یونیورسٹی کی عمارت میں داخل ہو گیا۔ لوگوں کے ہجوم سے گزرتے ہوئے اسے ایک گلٹ سا محسوس ہو رہا تھا۔ اس نے جائی یانہ کو ساری بات نہیں بتائی تھی۔ اس نے ایک بات جائی یانہ سے چھپا دی تھی۔ وہ نہیں جانتا تھا یہی بات جاننا جائی یانہ کے لیے کتنا اہم تھا۔

* *

عزاہ بیڈ پر پاؤں پھیلائے بیٹھی تھی۔اس کے ہاتھ میں میگزین تھی۔ کمرے کی کھڑکی سے نارنجی آسمان صاف دکھائی دیتا تھا۔ عزاہ کو کسی کے قدموں کی آہٹ اپنے کمرے کی طرف بڑھتی سنائی دی۔ جب دروازہ کھلا تو عزاہ نے سر اٹھایا۔ اسے زینب دروازے پر کھڑی دکھائی دیں۔ان کے ہاتھوں میں بہت سے شاپنگ بیگز تھے۔

"میں اندر آسکتی ہوں؟"زینب نے اجازت طلب کی۔

عزاہ نے اپنے پاؤں فوراً سمیٹے اور کھڑے ہو کر بولی۔

"جی پھپھو۔۔۔مجھے بلا لیتیں۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

زینب کے لبوں پر مسکراہٹ بکھری۔ وہ چھوٹے چھوٹے قدم لیتی بیڈ پر بیٹھ گئیں۔ انہوں نے شاپنگ بیگز بھی بیڈ پر رکھ دیے۔ ساتھ میں عزاہ کو بھی بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ عزاہ ان کے ساتھ بیٹھ گئی۔

"کام مجھے تھا تو سوچا خود ہی آجاؤں۔ ویسے بھی پیاسا کنوئیں کے پاس آتا ہے۔ کنواں خود چل کر پیاسے کی پیاس بجھانے نہیں آتا۔" زینب کچھ دیر کے لیے رکی۔ "میں یہاں ایک ضروری بات کرنے آئی ہوں۔ مجھے یقین ہے تم میری بات سنجیدگی سے سنو گی اور اس پر عمل کرو گی۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

عزاہ کے چہرے پر الجھن پھیل گئی۔ ایسی کونسی بات تھی جس کے لیے پھپھو اتنی بڑی تمہید باندھ رہی تھیں۔

"میں یہاں پر آج پھپھو نہیں ساس بن کر آئی ہوں۔ میں جانتی ہوں تمہاری اور شایان کی شادی بہت عجیب حالات میں ہوئی ہے۔ تم دونوں ان سب کے لیے تیار نہیں تھے لیکن یہ

سب ہو چکا ہے۔" زینب بات کرتے ہوئے اپنی نظریں فرش پر جمائے ہوئے تھیں جبکہ عزاہ ان کا چہرہ دیکھ رہی تھی جو اس وقت اسے بے تاثر دکھائی دے رہا تھا۔

"اب تم ان سب کو قبول کر لو اور ایک اچھی بیوی اور بہو کی طرح اپنی ذمہ داری سنبھال لو۔ میں جانتی ہوں تمہیں یہ سب سن کر عجیب لگ رہا ہو گا لیکن بیٹا یہی حقیقت ہے۔ اپنے اور شایان کے تعلقات کو بہتر بناؤ اور جب تک یہ بہتر نہ بن پائے، تب تک اسے ایک دوسرے کے درمیان میں رکھو۔ میاں بیوی کا رشتہ بہت نازک ہوتا ہے اور اس کو مزید نازک وہ لوگ بنا دیتے ہیں جو اس رشتے سے ناخوش ہو۔ تمہارے اور شایان کے درمیان چاہے جتنے بھی اختلافات ہو، اسے کبھی بھی دنیا کی نظروں میں نہ آنے دینا ورنہ مزاق صرف تمہارا بنے گا۔"

"میں بہت کوشش کرتی ہوں پھپھو مگر شایان کو میرے میں ذرا سی بھی دلچسپی نہیں ہے۔" عزاہ نے افسردہ لہجے میں کہا۔ زینب نے نظریں اٹھا کر اب عزاہ کو دیکھا۔ پھر اس کا کندھا تھپتھپایا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"شروع شروع میں ایسا ہوتا ہے بیٹا لیکن آہستہ آہستہ سب ٹھیک ہو جائے گا۔ میرا بیٹا بہت اچھا ہے۔ بس اس کا مزاج کچھ تلخ ہے اور اس تلخی کی وجہ بچپن میں ہوئے کچھ واقعات ہیں۔"

"مجھے امید ہے تم میری باتوں پر غور کرو گی اور عمل کرو گی۔ ویسے بھی ایک عورت میں اتنی طاقت ہوتی ہے کہ وہ خود سے منسلک رشتوں کو آپس میں جوڑ کر رکھ سکے۔ اگر عورت چاہے تو مرد کو تھوڑی سی جدوجہد کے بعد راہ راست پر چلا دیتی ہے۔"

اس کے بعد زینب نے شاپنگ بیگز کی طرف اشارہ کیا۔

"یہ میں کچھ کپڑے تمہارے لیے خرید کر آئی ہوں۔" زینب نے ان میں سے ایک شاپنگ بیگ آگے کیا۔ "اس کو پہنو اور تیار ہو جاؤ۔ شوہروں کو سجی سنوری بیویاں اچھی لگتی ہیں۔"

اس کے بعد ان کی نظر بیڈ کی تاج کے اوپر موجود عالیہ کی تصویر پر گئی۔ ان کے چہرے پر ناگواری پھیل گئی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میں کل اسے اتروادوں گی۔اس کا اب یہاں کوئی کام نہیں ہے۔"زینب نے ناگوار لہجے میں کہا اور کمرے سے باہر چلی گئیں۔ پیچھے بیڈ پر بیٹھی عزاہ زینب کی باتوں کا مطلب ڈھونڈنے میں مگن تھی۔

* *

بچے کے رونے کی آواز جب کچن میں برتن دھوتی زینب کے کانوں میں پڑی، تو زینب اپنے گیلے ہاتھوں کو قمیض کے دامن سے صاف کرتی بیڈ روم کی جانب بڑھی۔بیڈ روم میں داخل ہو کر زینب نے دیکھا چھ ماہ کا شایان بیڈ پر لیٹا رو رہا تھا۔اس کی صاف رنگت رونے کی وجہ سرخ معلوم ہوتی تھی۔اس کی سیاہ آنکھوں سے آنسو بھی نکل رہے تھے۔زینب نے دیوار پر لگی گھڑی پر نظر دوڑائی۔ابھی شایان کو سوئے زیادہ وقت نہیں گزرا تھا۔شایان کی

نیند دوسرے بچوں کی نسبت کافی اچھی تھی۔اس لیے زینب کو اس کے جلدی اٹھنے پر کچھ حیرت ہوئی۔

زینب نے شایان کو کندھے سے لگایا اور کمرے میں ٹہلنے لگ گئی۔اگر ہم زینب اور عمر کے مشترکہ کمرے پر ایک نظر دوڑاؤ تو کمرے کی دیوایں سفید رنگ کی تھیں۔کمرے کا فرنیچر گہرے بھورے رنگ کا تھا۔بیڈ کے تاج کے عین اوپر عمر اور زینب کی شادی کی تصویر لگی ہوئی تھی جبکہ باقی دیواروں پر قدرتی مناظر کی تصاویر فریم میں لگی ہوئی تھیں۔یہ ساری تصویریں زینب نے کھینچی تھیں۔اس نے یہ تصاویر عمر کو دکھائیں۔عمر کو زینب کی کھینچی ہوئی تصاویر بہت پسند آئی تھی۔وہ یہ جان کر بڑا مرعوب ہوا کہ زینب کو اتنی اچھی فوٹو گرافی بغیر کسی تربیت کے آتی تھی۔عمر کا ہی خیال تھا کہ زینب کو یہ تصاویر کمرے میں لگانی چاہیے۔

جب شایان چپ ہو گیا تو زینب اسے لے کر بیڈ پر بیٹھ گئی اور شایان کو اپنی گود میں لٹا دیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اسی وقت بیڈ پر پڑا اس کا فون بجنا شروع ہو گیا۔ زینب نے فون اٹھا کر دیکھا۔ اس کی ساس نگینہ بیگم کال کر رہی تھیں۔

زینب نے کال اٹینڈ کی۔

"السلام علیکم امی!"

"وعلیکم السلام!" زینب کو اپنی ساس کی آواز میں خفگی جھلکتی محسوس ہوئی۔

"کیسی ہیں آپ؟" زینب نے گفتگو کو آگے بڑھانا چاہا۔

"بس ٹھیک ہوں۔ یہ بتاؤ شایان کیسا ہے؟" دوبارہ سرد لہجے میں کہا گیا۔ زینب کو حیرت ہونے لگی۔ آخر نگینہ بیگم اس کی باتوں کا اتنے اکھڑے ہوئے لہجے میں جواب کیوں دے رہی تھیں۔

"شایان ٹھیک ہے۔ ابھی سو کر جاگا ہے۔"

"اچھا!! میں نے تمہیں تمہارے بھائی کے نکاح کی مبارک باد دینے کے لیے کال کی تھی۔" اب کی بار خفگی کو چھپانے کی کوئی کوشش نہیں کی گئی مگر زینب کو ان کے لہجے نے نہیں بلکہ ان کے الفاظ نے جھٹکا دیا تھا۔

"کس کا نکاح ہوا ہے؟" زینب نے اسی حیرت میں پوچھا۔

"لو بھئی تم تو انجان بن رہی ہو۔ تمہارے بھائی اشفاق کے نکاح کی بات کر رہی ہوں۔ تم تو ایسے چھپا رہی ہو جیسے پتہ نہیں ہمیں اس نکاح کا پتہ چل گیا تو ہم لوگ کیا کر لیں گے۔ ہم تمہارے سسرال والے لگتے ہیں۔ تمہارے گھر والوں کو اتنا دھیان تو رکھنا چاہیے تھا۔ نکاح میں بلائے بغیر مٹھائی دینے آ گئے!" اشفاق کا نام سن کر زینب کا دماغ بھک سے اڑ گیا۔

"اشفاق بھائی کا نکاح ہو گیا ہے؟" زینب بے یقینی سے چلائی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کیا مطلب، تمہیں کچھ نہیں پتا ہے؟"اب کی دفعہ نگینہ بیگم بھی الجھی تھیں۔انہوں نے تو زینب سے ابھی بہت سے گلے شکوے کرنے تھے مگر یہاں تو ان کی بہو خود اپنے میکے کی خبروں سے بے خبر تھی۔

"امی میں سچ کہہ رہی ہوں مجھے تو اس بارے میں کچھ معلوم نہیں ہے۔"زینب نے اسی بے یقینی میں نگینہ بیگم کو یقین دلانا چاہا۔

"اچھا کل تمہارے چچا مٹھائی کا ڈبہ دینے آئے تھے۔دروازے پر کھڑے کھڑے اپنی بیٹی اور تمہارے بھائی کے نکاح کی خبر سنا کر چلے گئے۔میں نے تمہیں کال کی تا کہ پوچھوں تمہارے گھر والوں نے ہمیں کیوں نہیں بلایا مگر یہاں تو تم خود بے خبر ہو۔"زینب کا سر چکرانے لگا۔

"اچھا امی کوئی آیا ہے میں آپ سے بعد میں بات کروں گی۔"زینب نے بہانہ بنا کر کال کاٹ دی اور اپنا سر پکڑ لیا۔زندگی میں کبھی بھی اس کے گھر والوں نے اسے نیچا دکھانے کا موقع ہاتھ سے نہیں چھوڑا تھا۔

کاش اسے یہ بات کسی اور سے پتہ چل جاتی کہ اس کے بھائی کا نکاح ہوا ہے۔ یہ سارا معاملہ اس کی ساس کے سامنے نہ کھلا ہوتا۔ نگینہ بیگم ویسے تو ایک اچھی اور سلجھی ہوئی عورت تھیں مگر رشتے میں زینب کی ساس لگتی تھیں۔ اب اس کے سسرال والے کیا سوچیں گے کہ اس کی اپنے میکے میں کیا اوقات ہے؟ بھائی کی شادی کا تو اسے ساس سے معلوم ہوا ہے۔

نگینہ بیگم اور عمر کو ہمیشہ یہی شکایت رہی تھی زینب کے گھر والے انہیں اہمیت نہیں دیتے تھے۔ وہ ہمیشہ خاموشی سے یہ بات سن کر ٹال دیا کرتی تھی۔ وہ انہیں کیا بتاتی اس کا خود کا وجود اپنے گھر والوں کے لیے بے معنی ہے۔ مگر آج کہے بنا ہی سب کو معلوم ہو گیا تھا۔ اسے یقین تھا کہ نگینہ بیگم یہ بات کچھ دیر میں عمر کو بھی بتا دیں گی اور پھر عمر کے آفس سے آنے کے بعد سوال جواب کا ایک نیا کٹھن مرحلہ شروع ہو گا۔

رات کے کھانے کے دوران وہی ہوا جو زینب نے سوچا تھا۔ کھانا کھاتے ہوئے عمر نے اچانک اس سے پوچھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تمہارے بھائی کی شادی ہو گئی ہے؟"زینب کا دل ایک لمحے کے لیے زور سے دھڑکا۔ چاولوں سے بھرا چمچ ہوا میں معلق ہو گیا۔ زینب نے چمچ پلیٹ پر رکھ دی اور عام سے انداز میں بولی۔

"جی! آپ کو کس نے بتایا؟"زینب نے غور سے عمر کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"امی نے بتایا تھا۔"عمر نے نوالہ چباتے ہوئے کہا۔

"اچھا!"زینب چمچ کو چاول سے بھری پلیٹ میں گھماتے کہا۔

"تمہارے چچا چچی نے ہمیں کیوں نہیں بلایا؟"عمر اب اصل موضوع پر آ گیا تھا۔ زینب نے سر اٹھا کر اپنے سامنے بیٹھے مرد کو دیکھا۔ عمر کی نظریں بھی اس کی جانب تھی۔

"ان کی مرضی، وہ ہمیں بلائیں یا نہ بلائیں؟"زینب نے مضبوط لہجے میں کہا۔

"لیکن پھر بھی اشفاق کو تو تمہیں بلانا چاہیے تھا۔ آخر کو تم اس کی اکلوتی بہن ہو۔ تم دونوں کا تو خون کا رشتہ ہے۔" عمر نے کھانے سے ہاتھ کھینچ لیا اور دونوں ہاتھوں کی انگلیاں آپس میں پنسا لیں۔

"رشتے خون کے نہیں، دلوں کے ہوتے ہیں۔ اگر دل نہ ملے تو خون کی کوئی اوقات نہیں۔ ویسے کیا آپ اس بات پر ناراض ہیں انہوں نے آپ کو نہیں بلایا؟"

زینب نے سیدھا پوچھا ایک لمحے کے لیے عمر گڑبڑا گیا۔

"نہیں میں کیوں ناراض ہونگا۔ میں تو بس تمہارے لیے کہہ رہا تھا۔" عمر نے یہ کہہ کر دوبارہ کھانا کھانا شروع کر دیا۔ زینب بھی کھانا کھانے لگ گئی۔ کچھ دیر کے لیے خاموشی چھا گئی۔

جب زینب کو خاموشی کا وقفہ طویل ہوتا محسوس ہوا تو زینب نے عمر کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ دیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میرے لیے آپ سے اور شایان سے بڑھ کر اور کوئی نہیں۔ آپ دونوں میرے لیے بہت اہم ہیں۔ مجھے کوئی تیسرا نہیں چاہیے۔ ہماری فیملی پرفیکٹ ہیں۔" زینب کی بات سن کر عمر مسکرا دیا۔ زینب بھی مسکرا دی۔

* *

سنگھار میز کے سامنے کھڑی عزاہ اپنے ہونٹوں پر کھلتے لال رنگ کی لپ اسٹک لگا رہی تھی۔ اگر ہم اس کا حلیہ دیکھتے تو اس نے پیلے رنگ کی فراک پہنی ہوئی تھی جو گھٹنے تک آتی تھی۔ اس کے نیچے کھلا پیلے رنگ کا ٹراؤزر پہنا ہوا تھا۔ لپ اسٹک لگانے کے بعد عزاہ نے اپنا چہرہ دیکھا جو میک اپ کرنے کے بعد ہشاش بشاش دکھائی دے رہا تھا۔ عزاہ نے اپنے بالوں کو دیکھا۔ آگے کی دو لٹوں کو چوٹی کی صورت میں باندھ کر پن کی مدد سے پیچھے کر دیا تھا اور باقی کے بالوں کو کھلا چھوڑا تھا۔

پھر عزاہ نے ایک نظر دیوار پر لگی گھڑی پر ڈالی۔ شایان کے آنے کا وقت ہو چکا تھا۔ اب شایان کسی بھی وقت آسکتا تھا۔ عزاہ کو ڈر بھی لگ رہا تھا کیونکہ پچھلی بار جب وہ تیار ہوئی تھی تو شایان نے اسے بے عزت کر کے کمرے سے باہر نکال دیا تھا لیکن وہ پھپھو کو انکار بھی نہیں کر سکتی تھی۔ وہ اس گھر میں پھپھو کی اسپورٹ کی وجہ سے ہی ٹکی ہوئی تھی۔ اگر پھپھو اس سے ناراض ہو گئی تو اس کا یہاں رہنا ناممکن ہو جائے گا۔

عزاہ پیچھے مڑی اور سنگھار میز کی ٹیک لگا کر کھڑی ہو گئی۔ یکدم اس کی نظر بیڈ پر رکھے شاپنگ بیگز پر گئیں جو زینب کے رکھنے کے بعد سے اب تک اسی حالت میں تھے۔ شایان نے اگر بیڈ کو یوں بکھرا دیکھا تو وہ یقیناً عزاہ سے ناخوش ہو گا۔ وہ بیڈ کی طرف بڑھی اور شاپنگ بیگز اٹھانے لگی۔ ابھی وہ شاپنگ بیگز بیڈ پر سے اٹھا رہی تھی جب اسے پورچ سے گاڑی کا ہارن بجنے کی آواز سنائی دی۔ اس کا مطلب شایان گھر پہنچ گیا تھا۔ عزاہ نے جلدی سے سارا سامان اٹھایا اور اسے کونے میں رکھی الماری میں رکھنے لگی۔ کمرے میں کسی کے داخل ہونے کی آواز سنائی دی۔ اب عزاہ نے سامان تقریباً الماری میں ٹھوسنا شروع کر دیا

تھا۔سامان رکھنے کے بعد وہ سیدھی کھڑی ہوئی اور اپنے بالوں کو سیٹ کیا۔پھر مڑ کر دیکھا۔

اس کی شایان پر نگاہ پڑی۔وہ کچھ پل کے لیے پتھر کی بن گئی۔اس سے کچھ دور کھڑا شایان اس کی موجودگی سے بے خبر تھا۔اس کی نظریں اس وقت عالیہ کی تصویر پر ٹکی تھیں۔وہ اسے کافی محویت سے گھورے جا رہا تھا۔

عزاہ نے اپنی موجودگی کا احساس دلانے کے لیے گلا کھنکھارا مگر شایان ابھی بھی ساری دنیا مافیا سے بے خبر تھا۔جانے وہ دونوں اسی حالت میں کب تک کھڑے رہتے اگر ملازمہ کمرے کا دروازہ نہ کھٹکھٹاتی۔شایان کا دھیان فوراً تصویر پر سے ہٹا۔اس نے ملازمہ کی طرف سوالیہ نگاہوں سے دیکھا۔

"بیگم صاحبہ آپ لوگوں کو کھانے کے لیے بلا رہی ہیں۔"

"انہیں کہو میں پانچ منٹ میں آ رہا ہوں۔"

شایان نے عام سے انداز میں کہا۔ ملازمہ نے سر ہلایا اور واپس چلی گئی۔ شایان نے ایک نظر دوبارہ عالیہ کی تصویر کو دیکھا۔ اس دفعہ تصویر کو دیکھتے ہوئے اس کی نظروں میں ملال اور حسرت شامل تھیں۔ پھر اس نے سر جھٹکا اور آگے بڑھ گیا۔

شایان نے عزاہ کے پاس سے گزرتے ہوئے ایک نظر عزاہ پر ڈالی۔ عزاہ کو اس کی نظروں میں اپنے لیے اس وقت کچھ بھی محسوس نہیں ہوا۔ نہ حقارت، نہ نفرت، محبت تو بہت دور کی چیز تھی۔ شایان باتھ روم میں گھس گیا اور پیچھے کھڑی عزاہ اسے دیکھتی رہ گئی۔ پھر عزاہ کا رخ تصویر کی جانب ہوا۔ عزاہ تصویر کے بالکل سامنے کھڑی ہو گئی۔ اس کا دل چاہ رہا تھا وہ مسکراتی ہوئی عالیہ کے چہرے پر تیزاب پھینک ڈالے۔ اس کی وجہ سے شایان اس سے اتنا دور تھا۔ وہ سب کچھ تہس نہس کر دینا چاہتی تھی۔ اس کی آنکھوں سے آنسو جھلکے۔ شایان جیسے ہی واش روم سے نکلا عزاہ نے چہرے کا رخ موڑ لیا۔ شایان اسے نظر انداز کرتا باہر چلا گیا۔ وہ شایان کے لیے اتنا تیار ہوئی تھی مگر شایان کو تو کوئی فرق نہیں پڑا تھا۔ کچھ دیر کی جدوجہد کے بعد جب اس نے خود پر قابو پا لیا تو وہ بھی کمرے سے باہر نکل گئی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ بے دلی سے ڈائننگ ہال کی جانب بڑھی تو اسے ڈائننگ ہال کے باہر سے شایان اور زینب کی بحث کرنے کی آواز سنائی دی۔ عزاہ کے قدم خود بخود رک گئے اور اسے کے کان ان کی بحث سننے میں مبذول ہو گئے۔

"آخر تم اس لڑکی کی تصویر کمرے سے ہٹا کیوں نہیں سکتے؟"زینب کی غصے سے بھری آواز باہر سنائی دی۔

"میں کیوں اس کی تصویر کو باہر نکالوں؟"شایان بھی تنک کر بولا۔

"تمہاری شادی عزاہ سے ہو گئی ہے۔ کمرے میں عزاہ کی بجائے اس کی بہن کی تصویر دیکھ کر کوئی کیا سمجھے گا۔"زینب کو شایان پر مزید غصہ آیا۔

"کسی کو کیا مطلب کہ میرے بیڈ روم میں کیا لگا ہے؟"

"اور تمہاری بیوی! اسے اچھا لگتا ہو گا اپنے کمرے میں شوہر کی سابقہ منگیتر کی تصویر دیکھ کر، اور منگیتر بھی وہ جو اس کی سگی بہن ہے۔"

اس سے پہلے شایان کچھ بول پاتا، عزاہ تیزی سے اندر آئی اور ڈائننگ ٹیبل کی طرف بڑھتے ہوئے بولی۔

"رہنے دیں پھپھو مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا ہے۔"

دونوں ماں بیٹے کی نگاہیں سنہری آنکھوں والی لڑکی پر پڑی جو اپنی کرسی کھینچ کر بیٹھ رہی تھی۔ زینب اس کی بات سن کر اسے گھورنے لگیں جبکہ شایان نے تلخی سے سر جھٹکا۔ آخر یہ لڑکی اپنے آپ کو اعلیٰ ظرف دکھا کر ثابت کیا کرنا چاہتی تھی؟

عزاہ اپنی کرسی پر بیٹھ گئی۔ اسے زینب کی تیز نظریں اور شایان کی تلخی محسوس ہو رہی تھی۔ اس نے سر اٹھا کر زینب اور شایان کو دیکھا۔

"دیواروں سے تصویریں کو ہٹا کر دلوں میں نقش چہروں کو نہیں مٹایا جا سکتا۔ اس لیے شایان کو جیسا اچھا لگتا ہے ویسا ہی سہی ہے۔" اس کے بعد عزاہ ان دونوں کو نظر انداز کر کے اپنی پلیٹ میں سالن ڈالنے لگ گئی۔ زینب اور شایان نے ایک نظر سامنے بیٹھی عزاہ کو دیکھا، پھر حیرانی سے ایک دوسرے کا چہرہ دیکھتے رہ گئے۔ کچھ پل کے لیے ان کے پاس الفاظ ختم

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ہو گئے تھے۔ زینب اور شایان کو عزاہ کے الفاظ سے زیادہ اس کی سنہری آنکھوں میں موجود تاثرات نے مسحور کر دیا تھا۔ وہ دونوں ہی اس تاثر کو سمجھنے سے عاری تھے۔

زینب نے اسی حالت میں کھانا کھانا شروع کر دیا جبکہ شایان کے چہرے پر دوبارہ ناگواری چھا گئی۔ چاہے کچھ بھی ہو جائے اس کا دل کبھی بھی عزاہ کے لیے نرم نہیں پڑ سکتا تھا۔ اس نے پہلے عزاہ کو دیکھا، پھر اس کی نظر عزاہ کے ساتھ بیٹھی نمرہ پر گئی جو ان سب سے بے پروا کھانا کھانے میں مگن تھی۔ شایان بھی پلیٹ پر دھیان دے کر خاموشی سے کھانا کھانے لگ گیا۔ اب ڈائننگ ہال سے بس چمچوں اور پلیٹوں کی آوازیں سنائی دے رہی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

* *

اگلے دن شام کو جائی یانہ جب باہر سے اپنا کچھ ضروری سامان خرید کر گھر واپس آئی تو اسے نوال، ام ہانی اور عیسیٰ لان میں ساتھ بیٹھے دکھائی دیئے۔ جائی یانہ نے اپنا سامان کمرے میں رکھا اور ان لوگوں کے ساتھ بیٹھ گئی۔

وہ لان میں آکر واحد خالی کرسی پر بیٹھ گئی۔

چاروں کرسیوں کے درمیان میں میز پڑی ہوئی تھی جس پر تین کپ چائے اور درمیان میں بسکٹ پڑے ہوئے تھے۔ میز کی ایک طرف ام ہانی اور عیسیٰ جبکہ دوسری طرف نوال اور جائی یانہ بیٹھے تھے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"میں نے رضوان کو بول دیا ہے جتنا جلدی ہو سکے پاکستان آجائیں۔ میں نے انہیں بتا دیا ہے اگلے مہینے کی نو تاریخ طے پائی ہے۔ پھر نکاح کے اگلے دن ہماری واپسی ہے۔" ام ہانی نے اپنا پورا شیڈیول بتایا۔

جائی یانہ نے میز پر بسکٹ اٹھاتے ہوئے تجسس سے پوچھا۔

"کس کا نکاح ہونا ہے؟"

یہ بات سن کر جائی یانہ کے ساتھ بیٹھی نوال نے بے چینی سے پہلو بدلا جبکہ ام ہانی نے حیرت سے نوال کا چہرہ دیکھا۔ البتہ عیسیٰ پر سکون رہا۔

"آپ نے جائی یانہ کو بتایا نہیں۔۔"ام ہانی نے حیرت سے اپنی بڑی بہن کو دیکھا۔ نوال نے آنکھوں سے نفی کا اشارہ کیا۔ ام ہانی نے چائے کا کپ میز پر رکھا اور جائی یانہ کو دیکھا۔

"ہم لوگوں نے تمہاری اور عیسیٰ کی بات پکی کر دی ہے۔ نو تاریخ کو تم دونوں کا نکاح ہے۔"

"اوہ اچھا!"جائی یانہ نے بسکٹ کھاتے ہوئے بے دھیانی میں بولا لیکن جیسے ہی اسے ام ہانی کی بات کا مطلب سمجھ آیا اس کے گلے میں بسکٹ پھنس گیا۔ وہ کچھ دیر کے لیے کھانستی رہی۔ پھر بے یقینی سے ام ہانی کو دیکھا۔

"کیا؟ میرا اور عیسیٰ کا نکاح؟"جائی یانہ نے اپنے سینے پر انگلی رکھ کر ام ہانی سے تصدیق کروانا چاہی۔ ہو سکتا ہے اس نے کچھ غلط سن لیا ہو!

ام ہانی نے سنجیدہ تاثرات کے ساتھ سر اثبات میں ہلایا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

جائی یانہ کو اپنا سر گھومتا محسوس ہوا۔ آخر یہ سب کیسے ہو سکتا تھا۔ اس نے نوال کو دیکھا جو اس سے نگاہیں چرا رہی تھیں۔ پھر اس نے عیسیٰ کو دیکھا جس کے لبوں پر طنزیہ مسکراہٹ تھی۔ اس نے نوال کو انکار کرنے کے لیے لب کھولیں لیکن پھر کچھ کہے بغیر بند کر دیے۔ یہ وقت نامناسب تھا۔ اسے کسی اور سے بات کرنا تھی۔

جائی یانہ کسی کو بھی دیکھے بغیر میز پر سے اٹھی اور گھر کے اندر چلی گئی۔ گھر کے اندر پہنچ کر اس کے قدم تیز ہو گئے۔ وہ جانتی تھی اسے کس سے بات کرنی تھی۔ وہ جلد از جلد اپنی منزل پر پہنچ جانا چاہتی تھی لیکن راستہ کچھ زیادہ ہی لمبا ہو گیا تھا۔ آخر کار وہ اپنی منزل تک پہنچ گئی۔ اس کے سامنے ایک دروازہ تھا جو ابھی بند تھا۔ جائی یانہ نے اسے کھولنے کی کوشش کی مگر وہ اندر سے بند تھا۔ اس نے دروازہ کھٹکھٹایا مگر اندر سے کوئی جواب نہ آیا۔ اس نے ایک بار پھر دروازہ کھٹکھٹایا اور نم آواز میں اندر موجود شخص کو بلایا۔

"بابا!"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کچھ دیر تک سکون قائم رہا اور پھر اندر سے قدموں کی آہٹ سنائی دی۔ اس کے بعد دروازہ کھل گیا اور اشفاق دکھائی دیئے۔

ان کا حلیہ دیکھ کر کہیں سے نہیں لگتا تھا یہ وہی اشفاق تھے جو اپنی ناک پر بیٹھی مکھی کو برداشت نہیں کر پاتے تھے۔ ان کی رنگت زرد پڑی تھی۔ وہ اتنے کمزور دکھائی دے رہے تھے جیسے بہت بڑی بیماری کے بعد صحتیاب ہوئے ہو۔

اشفاق نے جائی یانہ کو اندر آنے کا راستہ دیا۔ وہ اپنے بابا کو غور سے دیکھتی اندر آ گئی۔ اس نے اپنے بابا کو اتنے دنوں بعد دیکھا تھا۔ شادی کے بعد سے اشفاق اپنے کمرے میں بند تھے اور نوال نے بھی اسے اشفاق کے کمرے میں جانے سے سختی سے منع کیا تھا۔ وہ کمرے میں داخل ہوئی تو اسے کمرہ بکھرا ہوا ملا۔ وہ خاموشی سے بیڈ پر بیٹھ گئی۔ اشفاق بھی دروازہ بند کر کے جائی یانہ کے ساتھ بیٹھ گئے۔ کچھ دیر خاموشی قائم رہی پھر جائی یانہ کی آواز کمرے میں گونجی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"بابا مجھے خالہ نے بتایا کہ اماں اور انہوں نے میری اور عیسیٰ کی۔۔۔"جائی یانہ نے بات ادھوری چھوڑ دی۔

اشفاق نے جائی یانہ کو دیکھا اور کہا۔

"تمہاری خالہ نے ٹھیک کہا ہے۔ میں نے ہی ان سے بات کی تھی۔"

"وہ بابا۔۔۔!"جائی یانہ کچھ کہنا چاہتی تھی مگر اشفاق نے اسے سنا ہی نہیں۔

"میں جانتا تھا تم جیسے ہی یہ بات سنو گی تو فوراً میرے پاس آؤ گی اور کہو گی مجھے آپ کے فیصلے پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔"جائی یانہ کے الفاظ لبوں پر دم توڑ گئے۔ اشفاق کے لہجے کا مان جائی یانہ کی زبان کو بند کروا گیا۔

"تم میری طرح حالات کی نزاکت کو سمجھو گی اور اپنے بابا کا کہنا مانو گی۔ تم اس نافرمان کی طرح میرے فیصلے پر باغی نہیں ہو گی بلکہ کھلے دل کے ساتھ میرا کہنا مانو گی۔ تمہیں مجھ پر بھروسہ ہے۔"اشفاق نے عام سے لہجے میں یہ بات کہی پھر جائی یانہ کی طرف دیکھ کر پوچھا۔

"تمہیں مجھ پر بھروسہ ہے نا؟"

جائی یانہ کے حلق میں آنسو کے پھندے لگنے لگے۔یہاں آ کر اس نے جو بات کہنی تھی وہ تو اب بالکل بھی نہیں کہہ سکتی تھی۔اس لیے سر جھکا دیا۔

"مجھے بھروسہ ہے۔"

جائی یانہ نے آواز میں نمی کو چھپانے کی ناکام کوشش کی لیکن اشفاق کا اس وقت جائی یانہ کی آواز پر دھیان نہیں تھا۔وہ تو اس وقت جائی یانہ کے الفاظ سے خوش تھے۔اشفاق کے چہرے پر مسکراہٹ سج گئی۔انہوں نے جائی یانہ کے سر پر ہاتھ رکھا۔

"جیتی رہو۔مجھے تم سے یہی امید تھی۔"جائی یانہ خاموشی سے کھڑی ہو گئی اور کمرے سے باہر چلی گئی۔اس نے تو سوچا تھا اس کا مسئلہ حل ہو جائے گا لیکن یہاں آ کر اس کا مسئلہ مزید پیچیدہ ہو گیا تھا۔وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی اپنے کمرے میں پہنچ گئی اور دروازہ بند کر دیا۔وہ بند دروازے سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئی اور سر دروازے سے لگا کر آنکھیں موند لیں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس نے آنکھوں کی نمی پر جو بند باندھا تھا آنسوؤں کے ریلے نے اسے توڑ دیا تھا۔ وہ آنکھیں بند کیے آنسو بہاتی رہی۔ ساتھ ساتھ دبی دبی سسکیاں بھی کمرے میں گونج رہی تھی۔

وہ اپنے باپ کو منع کر دینا چاہتی تھی مگر اشفاق کے لہجے کا مان اس سے انکار نہیں کروا سکا۔

وہ عیسیٰ سے شادی کا تصور بھی نہیں کر سکتی تھی مگر حقیقت میں اکثر وہی ہوتا ہے جس کے بارے میں انسان کبھی سوچتا نہیں ہے۔ آنسو بہاتے ہوئے جائی یا نہ نے ابھی تک یہ فیصلہ نہیں کیا تھا کہ اس نے عیسیٰ سے شادی کرنی ہے یا نہیں مگر یہ بات طے تھی وہ اپنے باپ کا مان نہیں توڑے گی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

* *

رات کے اندھیرے میں ہم اگر اپارٹمنٹ کا کچن میں آئیں، تو اس وقت وہ روشن تھا۔ ایک لڑکی چولہے کے سامنے کھڑی چائے بنانے میں مصروف تھی۔ اس کے حلیے پر غور کریں تو اس کی آنکھیں سنہری اور رنگت اجلی تھی۔ اس نے مسٹرڈ رنگ کی شلوار قمیض پہنی تھی جس پر سیاہ دھاریاں تھیں۔ چائے پکانے کے بعد سنہری آنکھوں والی لڑکی نے چائے کپ میں ڈالی اور کپ کو تھامے کچن سے باہر چلی گئی۔ وہ چائے لے کر بیڈ روم میں داخل ہوئی اور بیڈ پر بیٹھے شخص کی جانب بڑھ گئی۔ بیڈ پر بیٹھے شخص نے لڑکی پر تھکی تھکی مسکراہٹ اچھالی۔ اس شخص کے سامنے لیپ ٹاپ کھلا ہوا تھا اور ارد گرد کئی فائلز بکھری تھیں۔

عالیہ نے چائے کا کپ بیڈ کے ساتھ رکھی میز پر رکھا۔ پھر اس نے آرام سے لیپ ٹاپ کی اسکرین نیچے کی جانب جھکا دی اور آریان کے ہاتھ میں موجود فائل کو بند کر کے ایک طرف رکھ دیا۔ آریان خاموشی سے عالیہ کی کاروائی دیکھ رہا تھا۔

اپنا کام کر لینے کے بعد اب عالیہ آریان کو متفکر نگاہوں سے دیکھنے لگی۔ بظاہر آریان ٹھیک تھا مگر عالیہ جانتی تھی آریان اپنی ماں سے ملاقات کے بعد سے ذہنی طور پر الجھا ہوا تھا۔ وہ

دونوں یوں تو معمول کے مطابق بات چیت کتے تھے مگر پہلے والا آریان کہیں کھو گیا تھا۔ آریان نے اسے کچھ دن بعد یہ بھی بتایا کہ اس کی ماں اسے عاق کرنا چاہتی تھیں مگر قانونی پیچیدگیوں کی وجہ ابھی تک کر نہیں پائی تھیں۔ وہ اس وجہ سے خاصا پریشان تھا۔

اس دن کے بعد سے ان دونوں کے درمیان آریان کی ماں کا ذکر کبھی نہیں ہوا مگر آج عالیہ نے سوچ لیا تھا وہ آریان کے ساتھ مل کر اس مسئلے کا حل ضرور تلاش کرے گی۔

"تمہاری ماما سے کوئی بات ہوئی؟" اس نے بغیر کسی تمہید کے بات شروع کی۔ عالیہ نے جیسے ہی یہ بات پوچھی آریان کی مسکراہٹ غائب ہو گئی۔ اس کے اعصاب تن سے گئے۔

"نہیں ابھی تک تو نہیں!"

آریان اب بیڈ شیٹ کو گھور کر دیکھنے لگا۔

"تمہیں نہیں لگتا ہم دونوں کو ان سے مل کر بات کرنی چاہیے؟" عالیہ نے آریان کے تاثرات کو دیکھتے ہوئے کہا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میں نے تمہیں ان کے غصے کے بارے میں پہلے ہی بتا دیا ہے۔ اگر تم اس وقت ان کے سامنے جاؤ گئی تو معاملات مزید خراب ہو جائیں گے۔" آریان نے یہ بات تھوڑے چڑ چڑے انداز میں کی۔ شاید آریان عالیہ سے اس موضوع پر بات نہیں کرنا چاہتا تھا۔

"میں پھر بھی کہوں گی آریان یوں ہاتھ پر ہاتھ دھر کے بیٹھنے سے مسئلہ نہیں سلجھے گا۔ ہم دونوں کو مل کر کوئی حل تلاش کرنا چاہیے۔ آخر کو وہ تمہاری ماما۔۔۔" عالیہ کی بات آریان کی غصے سے بھری آواز نے کاٹی۔

"تمہیں کیا لگتا ہے میں نے اتنے دنوں سے کوئی حل نہیں نکالا؟" آریان بیڈ پر سے کھڑا ہو گیا اور غصے سے بولنے لگا۔ "میں نے اس بارے میں بہت سوچا ہے۔ مجھے یاد ہے وہ میری ماں ہے اور مجھے انہیں منانا ہے۔ میں تمہاری طرح اپنے ماں باپ سے لاتعلق نہیں ہو سکتا۔ میں اپنی ماں کو تمہاری طرح کسی کے پیار میں نہیں چھوڑ سکتا ہوں۔"

عالیہ کی سنہری آنکھوں میں بے یقینی در آئی مگر آریان اس وقت ہوش میں نہیں تھا۔ اس کے منہ میں جو آیا وہ بولتا چلا گیا۔

"مجھے اپنی ماں کی تم سے زیادہ فکر ہے اور میں جب بہتر سمجھوں گا،اس بارے میں ان سے بات کر لوں گا۔ تمہیں اس بارے میں سوچنے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم کبھی بھی نہیں سمجھ پاؤ گی ناراض ماں باپ کی ملامتی نظروں کو جھیلنا کتنا مشکل ہے کیونکہ تم تو آرام سے میری دی ہوئی چھت کے نیچے بیٹھی ہو۔"شایان اسے سنا کر کمرے سے نکل گیا۔جاتے جاتے وہ دروازہ زور سے بند کرنا نہیں بھولا تھا۔

بیڈ پر بیٹھی عالیہ کا وجود زلزلوں کی زد میں آ گیا تھا۔عالیہ جس کی خاطر وہ اپنا سب کچھ چھوڑ آئی تھی،وہی اتنی آسانی سے اسے گھر سے بھاگنے کا طعنہ دے کر چلا گیا تھا۔وہ جانتی تھی کہ گھر سے بھاگنے کے بعد ایک عورت کو معاشرے کی حقارت بھری نگاہوں اور طعنوں کو برداشت کرنا پڑتا ہے مگر وہ اس بات سے بے خبر تھی کہ ان لوگوں میں وہ شخص بھی شامل ہوتا ہے جس کے ساتھ وہ بھاگ کر آئی ہوتی ہے۔

عالیہ بے یقینی سے دروازے کو تکتی رہی۔کچھ باتوں کو سن لینے لے بعد بھی آپ اسے اپنا وہم و خیال ماننا چاہتے ہیں۔آپ اسے حقیقت تصور ہی نہیں کرنا چاہتے ہیں۔آپ کو یقین ہی

نہیں آتا کہ یہ بات آپ کو اس شخص نے کہی جس کے لیے آپ ساری دنیا سے لڑتے پھر رہے تھے۔ ابھی عالیہ بھی آریان کی باتوں کے سبب اسی حالت کا شکار تھی۔

****

فجر کا وقت قضا ہوئے کافی لمحات گزر چکے تھے۔ آسمان پر صبح کی سفیدی اتر آئی تھی۔ ایسے میں ہم اگر اشفاق صاحب کے گھر میں داخل ہو کر سیدھا جائی یا نہ کے کمرے میں گھسیں، تو اس کا بستر سلیقے سے سمٹا ہوا تھا۔ سنگل بیڈ کے بالکل ساتھ جائے نماز بچھی ہوئی تھی۔ اس پر بیٹھی جائی یا نہ دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے ہوئے تھی۔ ڈوپٹہ چہرے کے چاروں گرد لپٹا ہوا تھا۔ وہ خالی الذہن اپنے اٹھے ہاتھوں کو گھورے جا رہی تھی۔ اس کی زندگی اس وقت ایک بھنور کی زد میں تھی مگر اس کا ذہن بالکل خالی تھا۔ رات سے وہ اتنا سوچ چکی تھی کہ اب مزید کچھ سوچنے کی سکت نہیں تھی۔

نماز پڑھ کر وہ کب کی فارغ ہو گئی تھی مگر اسے یہ سمجھ نہیں آرہا تھا اسے دعا کیا مانگنی چاہیے۔ بعض اوقات حالات اتنے پیچیدہ ہو جاتے ہیں کہ انسان یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے اس کے حق میں اس وقت کونسی دعا بہتر ہو گی؟ وہ عیسیٰ سے شادی نہیں کرنا چاہتی تھی لیکن وہ اپنے باپ کا دل بھی نہیں توڑ سکتی تھی۔ وہ کچھ ایسا چاہ رہی تھی کہ اس کی عیسیٰ سے شادی بھی نہ ہو اور اشفاق بھی اس سے راضی رہیں مگر ایسا ہونا اسے ایک معجزے جیسا لگ رہا تھا۔ بلآخر اس کے ہونٹ دعا مانگنے کے لیے پھر پھرائے۔

"اے اللہ میں نہیں جانتی آگے کیا ہو گا، کس طرح ہو گا اور کیوں ہو گا مگر میں چاہتی ہوں جو بھی ہو سب سہی ہو۔ میں نہیں جانتی عیسیٰ کے ساتھ میرا مستقبل کیسا ہو گا مگر آپ کو سب پتہ ہے۔ مجھے نہیں لگتا ہم دونوں ایک ساتھ زندگی گزار پائیں گے لیکن اگر میری شادی عیسیٰ سے نہ ہو پائی تو میرے بابا کا دل بری طرح ٹوٹ جائے گا۔ میں بس چاہتی ہوں آگے جو بھی ہو اچھے کے لیے ہو۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

جائی یانہ نے دعا مانگنے کے بعد اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرا اور جائے نماز اٹھا کر سمیٹنے لگی۔ پھر اس نے ڈوپٹہ اتار دیا اور یونیورسٹی جانے کے لیے تیار ہونے لگ گئی۔

کچھ لمحات بعد اب اگر ہم ڈائننگ ہال میں آئیں، تو وہاں پر ام ہانی، عیسیٰ اور اشفاق بیٹھے ہوئے تھے۔ آخر کار اشفاق نے خود کو کمرے سے باہر نکال لیا تھا۔ وہ آفس جانے کے لیے تیار تھے۔ نوال کچن میں موجود سب لوگوں کے لیے کھانا پکانے میں مصروف تھیں۔

ایسے میں جائی یانہ ڈائننگ ہال میں داخل ہوئی۔ اس نے آج کھٹے پیلے رنگ کی قمیض پہنی ہوئی تھی جس پر نیلے رنگ کا شلوار تھی۔ بالوں کو کھلا چھوڑے اس کا نیلا ڈوپٹہ گلے میں لٹکا ہوا تھا۔

جائی یانہ نے اپنی کرسی کھینچی اور اس پر بیٹھ گئی۔ عیسیٰ نے اسے بیٹھتا دیکھ کر معنی خیز نگاہوں سے ام ہانی کو دیکھا جس پر انہوں نے گردن ہلا کر عیسیٰ کو جیسے تسلی دی تھی۔ پھر انہوں نے اپنا چہرہ اشفاق کی جانب موڑ لیا۔

"اشفاق بھائی!!"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ام ہانی کے بلانے پر اشفاق کی توجہ اپنے ہاتھ میں پکڑے موبائل کی بجائے ام ہانی پر مبذول ہو گئی۔ام ہانی نے بولنا شروع کیا۔

"مجھے لگتا ہے اب جائی یانہ کو یونیورسٹی نہیں جانا چاہیے۔"جائی یانہ جو اپنی ڈبل روٹی پر جیم لگانے میں مصروف تھی،یہ بات سن کر آنکھیں پھاڑے ام ہانی کو دیکھے گئی مگر ام ہانی نے اپنی بات جاری رکھی۔"میں نہیں چاہتی وہی کچھ دوبارہ ہو جو عالیہ کی شادی کے دوران ہو۔ ویسے بھی اب ہمارا گھر لوگوں کی نظروں میں آیا ہوا ہے۔ایسا نہ ہو لوگوں کو مزید باتیں بنانے کا موقع ملے۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

جائی یانہ نے جس ہاتھ سے چھڑی پکڑی تھی،وہ ہاتھ اتنا نیچے ہو گیا تھا کہ چھڑی پر لگی جیم میز کو گندہ کرنے لگی مگر جائی یانہ کا اس وقت سارا دھیان اشفاق کے چہرے پر تھا

اشفاق کے چہرے کے تاثرات جائی یانہ کو اپنے حق میں بہتر دکھائی نہیں دے رہے تھے۔ آخر کار اشفاق نے موبائل ایک طرف رکھا اور دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو آپس میں جوڑتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے جائی یانہ نکاح ہونے تک یونیورسٹی نہیں جائے گی!" یہ بات سن کر جائی یانہ نے احتجاج کرنے کے لیے لب کھولے لیکن عیسیٰ نے جائی یانہ کو بات کرنے کا موقع نہ دیا۔

"انکل میں چاہتا ہوں جائی یانہ اب کبھی یونیورسٹی نہ جائے۔" یہ بات سن کر جائی یانہ کا خون کھول گیا۔ اب یہ کیا بکواس ہوئی۔ "وہ پڑھ لکھ کر آخر کرے گی کیا؟ میرا بزنس اچھا ہے۔ گھر کے حالات بھی اچھے ہیں۔ مجھے ویسے بھی پڑھی لکھی لڑکیاں اچھی نہیں لگتی۔"

عیسیٰ جیسے ہی چپ ہوا ام ہانی بول پڑیں۔ جائی یانہ کو بات کرنے کا موقع جو نہیں دینا تھا۔

"صحیح کہہ رہا ہے عیسیٰ! آخر پڑھ لکھ کر عالیہ نے کیا کیا؟ جاہل لڑکیوں جیسی حرکت کی۔ پڑھائی لکھائی آج کل کی لڑکیوں کا دماغ خراب کر رہی ہے اور ہم نے کونسا اپنی بچی سے نوکری کروانی ہے۔"

"بابا! آپ مجھے جانتے ہیں میں ایسا کچھ نہیں کروں گی۔ میں اپنی حدوں کو جانتی ہوں۔ مجھے پتہ ہے۔۔۔۔"

جائی یانہ ان دونوں ماں بیٹے کو نظر انداز کر کے اپنے بابا سے بات کرنے لگ گئی۔ وہ بات کرتے ہوئے کسی قدر جھنجھلائی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔ اگر اس کا بس چلتا تو وہ جس چھڑی سے جیم لگا رہی تھی اسی چھڑی سے عیسیٰ کا گلہ کاٹ دیتی۔ اشفاق نے جائی یانہ کی بات کاٹی جس کا چہرہ بولتے بولتے سرخ پڑ گیا تھا۔

"جائی یانہ مجھے عیسیٰ کی بات سے کوئی اعتراض نہیں ہے۔" جائی یانہ کو لگا اس کے باپ نے اس کے چہرے پر طمانچہ مار دیا ہو۔ اس کی آنکھوں میں چھائے خوابوں کو ٹوٹنے میں ایک لمحہ بھی نہیں لگا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

جائی یانہ اپنے باپ کا چہرہ دیکھتی رہی پھر اس نے عیسیٰ اور ام ہانی کا چہرہ دیکھا جن کی گردن پر سریا لگ گیا تھا۔ ان دونوں کو دیکھ کر ایسا لگ رہا تھا جیسے انہوں نے قلعہ فتح کر لیا تھا۔

جائی یانہ نے بریڈ اور جیم لگی چھڑی پلیٹ پر رکھ دی اور بیگ اور کتابیں لے کر پیر پٹختی اپنے کمرے میں چلی گئی۔

اوپر آ کر اس نے اپنا سامان غصے سے بیڈ پر پھینکا، پھر خود بھی بیڈ پر اوندھے منہ لیٹ گئی۔

اسے ایک کامیاب بزنس وومین بن کر بزنس کی دنیا میں چمکنا تھا اور اس کا یہ خواب عیسیٰ کی کمینگی کے ہاتھوں ٹوٹ گیا تھا۔

آخر ان سب میں اس کا قصور کیا تھا؟ بس یہی کہ وہ عالیہ کی چھوٹی بہن تھی؟ اگر جائی یانہ کو پتہ ہوتا عالیہ کی چھوٹی بہن ہونے کی اتنی بڑی سزا ملے گی تو جائی یانہ شاید اسی رات مرنا پسند کرتی جس رات عالیہ گھر چھوڑ کر گئی تھی۔ عالیہ کی اتنی سی خودغرضی نے اس کی زندگی جلا کر راکھ کر دی تھی۔ وہ باپ جو اس کے منہ سے نکلنے سے پہلے اس کی خواہش پوری کرتا تھا، اسی باپ نے آج اسے ساری دنیا کے سامنے ناقابل یقین بنا دیا تھا۔

جائی یانہ کی آنکھوں سے آنسو نکلا جو اس نے بے دردی سے رگڑا۔ جائی یانہ کو اپنا دماغ پھٹتا محسوس ہو رہا تھا۔ اسے لگا اگر اس نے اپنا مسئلہ کسی کے سامنے بیان نہ کیا تو یقیناً اس کا سر پھٹ جائے گا۔ جائی یانہ اٹھ کر بیٹھ گئی اور اپنے بیگ میں سے موبائل نکالا۔

جائی یانہ کا نٹیکٹ اسکرین اسکرول کرنے لگی۔اس کی انگلی عزاہ کا نام دیکھ کر رک گئی۔اس نے سوچے سمجھے بنا عزاہ کو کال کر دی۔

* *

عزاہ بیڈ پر بچھی بیڈ شیٹ کو ٹھیک کر رہی تھی جبکہ شایان سنگھار میز کے سامنے کھڑا،دفتر جانے کے لیے تیار ہو رہا تھا۔دونوں کا دھیان موبائل بجنے پر ٹوٹا۔شایان نے ایک نظر موبائل کو دیکھا اور بیزاری سے سر جھٹما۔شایان اپنے کوٹ کے بٹن بند کرتا باہر چلا گیا۔ عزاہ نے تاسف سے شایان کو جاتے دیکھا،پھر آگے بڑھ کر موبائل اٹھالیا۔موبائل پر جائی یانہ کا نام جگمگا رہا تھا۔عزاہ نے کال اٹینڈ کی اور موبائل اپنے کانوں سے لگایا۔

"اتنی صبح کال کی خیریت؟"عزاہ نے سلام کے بعد سیدھا یہی سوال کیا۔

"وہ بجو۔۔"جائی یانہ کا ضبط ٹوٹ گیا اور وہ ہچکیاں لے کر رونے لگی۔

"کیا ہوا جائی یانہ تم رو کیوں رہی ہو؟"عزاہ نے پریشانی سے پوچھا۔اس کے ذہن میں فوراً اشفاق کا خیال آیا۔کہیں بابا کو تو کچھ۔۔۔۔نہیں نہیں!

"وہ بابا نے میری منگنی۔۔۔عیسیٰ۔۔۔۔سے کروادی ہے!"جائی یانہ نے ہچکیاں لیتے ہوئے عزاہ کو بتایا۔

"تو مسئلہ کیا ہے؟"عزاہ کی بات سن کر جائی یانہ نے ایک پل کے لیے رونا بند کیا۔

"میرا مسئلہ یہ ہے کہ مجھے وہ اچھا نہیں لگتا ہے۔"جائی یانہ روہانسی آواز میں بولی۔

"تم اس لیے رو رہی ہو۔"

عزاہ سر پکڑ کر بیڈ پر بیٹھ گئی۔یہاں پر مسائل کیا کم تھے جو جائی یانہ اپنا مسئلہ لے آئی تھی۔

آخر اس کا بچپنا کب ختم ہو گا!!

"جائی یانہ گھر کے حالات تمہارے سامنے ہیں اور تم ابھی بھی یہی بات لیے بیٹھی ہو کہ تمہیں کون پسند ہے اور کون نہیں۔" جائی یانہ کی آنکھوں سے نکلتے آنسو اپنی جگہ رک ہو گئے۔ آخر بجو اس کی بات سمجھ کیوں نہیں رہی تھی لیکن اس نے ہمت نہی ہاری۔

"بجو آپ نہیں جانتی عیسیٰ ایک نمبر کا گھٹیا انسان اور بد تمیز ہے۔ وہ بس مجھے نیچا دکھانا چاہتا ہے اور ہانی خالہ۔۔" جائی یانہ کی بات عزاہ نے کاٹی۔

"میں جانتی ہوں ہانی خالہ زیادہ اچھی نہیں ہیں۔ وہ ہر چیز میں نقص نکالتی ہیں۔ ساتھ ساتھ ان کے طنز بھی ختم نہیں ہوتے لیکن دیکھو اس مشکل گھڑی میں وہ تم لوگوں کے ساتھ کھڑے ہیں اور جہاں تک تم عیسیٰ کے بارے میں بتا رہی ہو، تو مجھے وہ ایسا نہیں لگتا اور اگر وہ واقعی میں ایسا لڑکا ہے تو بھی تمہیں برداشت کرنا ہو گا۔" عزاہ نے اسے سمجھانا چاہا۔ "ہمارے گھر میں جو کچھ ہوا ہے، ان سب کے بعد عیسیٰ کا رشتہ آنا نعمت سے کم نہیں ہے۔ تم نے مجھے نہیں دیکھا تھا میں کس طرح لوگوں کے سامنے پیش ہوتی تھی اور لوگوں کے تنقیدی نگاہوں سے گزرتی تھی۔ ہمارے حالات بہتر ہونے کے باوجود مجھے رد کر دیا جاتا تھا۔ مجھے تو لگتا تھا عالیہ

کے جانے کے بعد تمہارے لیے رشتے آنا ناممکن ہے اور اگر کوئی آ بھی گیا تو وہ بھی نامناسب ہو گا۔ عالیہ کا گھر سے بھاگنا ہمارے لیے سب سے بڑا دھبہ ہے اور اگر کوئی اچھا رشتہ اسے نظر انداز کر بھی دے تو بھی اور بہت سے مسائل ہیں۔ اگر ہم نے عالیہ کے گھر چھوڑ کر جانے کی بات تمہارے لیے رشتے والوں سے رشتہ جوڑتے وقت چھپائی تو پھر بھی یہ بات کسی نا کسی طرح ان لوگوں تک پہنچ جائے گی اور سوچو اگر یہ باتیں تمہاری شادی کے بعد کھلی تو کیا ہو گا؟ وہ لوگ تمہارا جینا دو بھر کر دیں گے۔ تمہیں اٹھتے بیٹھتے عالیہ کے نام پر طعنے دیں گے۔ تمہاری سسرال میں عزت نہ ہونے کے برابر ہو گی۔ اس لیے عیسیٰ ایک بہتر آپشن ہے۔ اس کو سب پتہ ہے گھر میں کیا ہوا تھا۔ ویسے بھی تم اپنوں میں جاؤ گی۔ اپنے اگر مارتے ہیں تو مرہم بھی لگاتے ہیں۔ اور تم نے کہا ہے نا کہ عیسیٰ تمہیں جھکانا چاہتا ہے تو جھک جاؤ۔ مردوں کو جھکی ہوئی عورت ہی تسکین دیتی ہے۔ اماں بابا کی شادی بھی اسی لیے کامیاب چلی کیونکہ اماں نے خود سے زیادہ بابا کو ترجیح دی اور ان کی ساری باتیں مانتی

چلی گئیں۔ تم بھی یہی کرو۔" اسی وقت عزاہ کو کمرے کی طرف قدموں کی آہٹ بڑھتی سنائی دی۔

"اچھا میں اب بعد میں بات کرتی ہوں۔" عزاہ نے عجلت میں کہہ کر فون رکھ دیا۔ اسی وقت شایان کمرے کے اندر آیا۔

"کس سے اتنی دیر سے بات کر رہی تھی؟" عزاہ کو فون رکھتا دیکھ کر شایان نے شکی نگاہوں سے عزاہ کو دیکھا۔

"جائی یانہ سے۔ آپ خود دیکھ لیں۔" عزاہ نے اپنا فون شایان کی جانب بڑھایا۔

"کیوں کی تھی کال؟" شایان نے عزاہ کا موبائل نہیں پکڑا۔

"بس یونہی!" عزاہ نے موبائل ایک طرف رکھ دیا۔

"اچھا!" یہ کہہ کر شایان صوفے پر رکھی اپنی ضروری فائل اٹھا کر باہر چلا گیا اور عزاہ نے سکون کا سانس لیا۔

"جائی یا نہ بھی نا! اتنی چھوٹی سی بات پر پریشان ہو گئی۔ عیسیٰ تو کافی اچھا انسان ہے جائی یا نہ ہی کسی چھوٹی سی بات کو پکڑے ہوئے ہو گی۔"

یہ سوچ کر عزاہ بھی کمرے سے باہر چلی گئی۔

دوسری طرف جائی یا نہ اپنے کمرے میں سکتے میں بیٹھی تھی۔ اس کے ہاتھوں میں موبائل ابھی بھی تھا لیکن اس پر گرفت کافی ہلکی ہو گئی تھی۔ عزاہ کی باتوں نے اسے بہت بری طرح سے ہلا دیا تھا۔ اس نے عزاہ سے تسلی بخش الفاظ سننے تھے مگر عزاہ نے تو۔۔۔۔!

عزاہ کا نظریہ بالکل صحیح تھا لیکن عزاہ یہ کیوں نہ سمجھ پائی کہ عیسیٰ بھی تو شادی کے بعد ایسا ہی کرے گا۔ بس ہانی خالہ کا "اپنا ہونا" ان کے "اچھے ہونے" کی ضمانت نہیں تھی۔ جائی یا نہ نے اپنا چہرہ چھپا لیا۔ وہ اس وقت ہر چیز سے منہ موڑ لینا چاہتی تھی۔

* *

صبح سے شام ہو گئی مگر عالیہ بستر سے نہیں اٹھی۔ وہ کمبل میں منہ پر ڈال رات سے وقفے وقفے سے روئے جا رہی تھی۔ اس نے نہ ناشتہ کیا اور نہ ہی دوپہر کا کھانا کھایا۔ آریان کی باتوں نے اسے بہت برا صدمہ دیا تھا۔ وہ اس کی خاطر ہی تو سب کچھ چھوڑ کر آئی تھی اور وہ اس سے اکتا گیا تھا۔ ان چوبیس گھنٹوں کے اندر اندر اسے اپنا فیصلہ غلط لگنے لگ گیا تھا۔ اب اس کے نزدیک آریان پر بھروسہ کرنا اس کی سب سے بڑی حماقت تھی۔

مغرب کی اذان کی صدائیں جب ہر سو پھیلنے لگی، تو اسے کمرے کا دروازہ کھلنے کی آواز آئی لیکن عالیہ نے نظر انداز کر دیا۔ اس نے کمبل اپنے منہ پر سے نہیں ہٹائی۔

قدموں کی آہٹ بیڈ کے قریب بڑھتی چلی گئی۔ پھر اچانک آواز آنا بند ہو گئی۔ اگلے ہی پل کسی نے عالیہ کے اوپر سے کمبل کھینچ لی تھی۔ کمرے کی روشنی ایک دم آنکھوں میں پڑنے پر اس کی آنکھیں چندھیا گئیں۔ اس نے کمبل کھینچنے والے کے ہاتھوں سے اپنی کمبل جارحانہ انداز میں واپس لینا چاہی اور چلائی۔

"کیا مسئلہ ہے تمہیں؟ کیوں آئے ہو میرے پاس؟ مجھے تو تمہاری یا کسی کی کوئی پرواہ نہیں ہے نا، جا کر ان لوگوں سے بات کرو جن کو سب کی پرواہ ہے۔"

عالیہ کے پاس جیسے ہی کمبل آئی۔ اس نے کمبل کو اپنے اوپر اوڑھنا چاہا مگر آریان نے ایک بار پھر کمبل پکڑ لی تھی۔ اب کی بار عالیہ نے کمبل کھینچی نہیں بلکہ اٹھ کر بیٹھ گئی اور منہ دوسری طرف موڑ لیا۔ اس کے بال بری طرح سے بکھرے ہوئے تھے اور آنکھیں رونے کی وجہ سے سوجی ہوئی تھیں۔

آریان نے کمبل ہٹائی اور بیڈ پر بیٹھ گیا۔ اس نے عالیہ کو دیکھا اور اسے غور سے دیکھتا ہوا بس اتنا کہہ پایا۔

"سوری!"

عالیہ کا پارہ تیزی سے اوپر چلا گیا۔ اس نے آریان کو دیکھا اور تیکھے انداز میں جواب دیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"تم کیوں معافی مانگ رہے ہو؟معافی تو مجھے مانگنی چاہیے۔ آخر میری وجہ سے تمہاری ماں تم سے ناراض ہو گئی۔ میرے ساتھ کیا ہوا ہے؟ میں تو اپنے ماں باپ کو ناراض کر کے یہاں بڑی خوشی سے تمہارے گھر میں بیٹھی ہوں۔"

عالیہ نے دوبارہ دوسری سمت دیکھنا شروع کر دیا۔ آریان نے عالیہ کے ہاتھ پکڑ لیے۔اس نے ہاتھ چھڑوانے چاہے مگر آریان نے ایسا ہونے نہ دیا۔

"میں جانتا ہوں مجھے تم سے ایسی بات نہیں کرنی چاہیے تھی۔ میں ماما کی ناراضگی کی وجہ سے شدید ذہنی دباؤ سے گزر رہا تھا اور تمہاری باتوں نے مجھے مزید پریشان کر دیا۔ تم اس بارے میں بات کرنا بند نہیں کر سکتی ہو؟"

عالیہ کے ماتھے پر شکنیں بڑھ گئیں۔

"تمہاری ماما کی ناراضگی کا ذکر کر کے مجھے خوشی نہیں ملتی مگر تم یہ جانتے ہو میرے ماں باپ مجھ سے ناراض ہے اور تم نے ہی شادی سے پہلے مجھے صاف الفاظ میں بتایا تھا جب تک تمہاری ماما نہیں مانیں گی، ہم دونوں میں سے کوئی بھی میرے ماں باپ کے گھر نہیں

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

جائے گا۔ میں اگر اپنے ماں باپ کا ذکر نہیں کرتی، تو اس کا یہ مطلب ہر گز نہیں ہے مجھے ان کی یاد نہیں آتی ہے۔ تم تو لڑکے ہو۔ تمہاری ماں کو تمہیں معاف کرنا ہی ہو گا مگر میرے ماں باپ!؟ میرے ماں باپ مجھے زندگی بھر معاف نہیں کریں گے۔ ان کے لیے میں مر چکی ہوں مگر پھر بھی ان سے معافی مانگنا چاہتی ہوں۔ میں گلٹ سے نکل جانا چاہتی ہوں۔"

عالیہ ایک دم سے پھٹ پڑی تھی۔ جو بات وہ کھل کر خود سے بھی نہیں کر پا رہی تھی، وہ بات آج وہ آریان کو سمجھا رہی تھی۔ عالیہ اسے سمجھانا چاہتی تھی ماں باپ پر محبت کو ترجیح دینا آسان نہیں ہوتا۔ وہ مجبور تھی لیکن کیا واقعی ایسے لوگ مجبور ہوتے ہیں؟؟

آریان اسے دیکھتا رہ گیا۔ پھر اس کی نظریں ندامت سے جھک گئیں۔

"مجھے اس کا احساس نہیں ہوا۔" آریان کی شرمندہ سی آواز کمرے میں گونجی۔

"تمہیں احساس ہو بھی نہیں سکتا۔ تم اپنی ماما کو کسی نہ کسی بہانے سے بار بار دیکھ سکتے ہو۔ میں ایسا نہیں کر سکتی۔ ایسا لگتا ہے ان کا چہرہ دیکھے ہوئے صدیاں بیت گئے۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

عالیہ کا دل ہر چیز سے اچاٹ ہو گیا۔ اس نے آریان سے ہاتھ چھڑا لیا اور منہ پر ہاتھ رکھ کر رونے لگ گئی۔ وہ خود کو اس وقت کے لیے کوس رہی تھی جب اس نے آریان کے ساتھ بھاگنے کا فیصلہ کیا تھا۔

آریان نے شرمندگی سے کہا۔

"میں بہت جلد ہم دونوں کے لیے ماں باپ کے گھروں کے دروازے کھول دوں گا۔ مجھے بس کچھ وقت دے دو۔" آریان اٹھ کر باہر چلا گیا جبکہ عالیہ اندر کمرے میں بیٹھی دوبارہ رونے لگ گئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

جلد بازی کے فیصلے بعض اوقات پچھتاوے کا باعث بن جاتے ہیں لیکن عالیہ اس وقت اتنا نہیں پچھتا رہی تھی جتنا آگے آنے والے دنوں میں پچھتانے والی تھی۔

* *

کچھ دنوں بعد

اشفاق کے گھر میں نکاح کی تقریب کی تیاریاں زور و شور سے جاری تھیں۔ام ہانی نوال کو ساتھ لے کر روزانہ بازار چلی جاتیں اور ڈھیر ساری شاپنگ کر کے آتیں۔ام ہانی اپنے اکلوتے بیٹے کے نکاح میں کسی قسم کی کمی چھوڑنا نہیں چاہتی تھیں۔

آج بھی معمول کے مطابق نوال اور ام ہانی شاپنگ پر گئی تھیں۔شاپنگ کے بعد ان دونوں کا زینب کے گھر جانے کا ارادہ تھا۔جائی یا نہ دونوں بہنوں کا منصوبہ اچھے سے جانتی تھی۔اس لیے اسے اندازہ تھا آج ان دونوں کو آنے میں دیر ہو جائے گی۔

مغرب کی نماز پڑھنے کے بعد جائی یا نہ رات کے کھانے کے لیے روٹیاں پکانے لگ گئیں۔ وہ دوسری روٹی بیل رہی تھی جب اسے اپنے پیچھے قدموں کی آہٹ محسوس ہوئی۔اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو اسے عیسیٰ کچن میں موجود کرسیوں میں سے ایک پر بیٹھ رہا تھا۔اس کے

چہرے پر تمسخرانہ تاثرات تھے۔جائی یانہ کے ماتھے پر شکنوں کا جال بچھ گیا۔اس نے اپنا چہرہ آگے کی جانب موڑ لیا اور پورا دھیان روٹیاں پکانے میں لگا دیا۔

"ویسے تمہیں ابھی تک تمیز نہیں آئی ہے۔"عیسیٰ نے خود ہی گفتگو کا آغاز کیا۔جائی یانہ نے کچھ نہیں کہا۔عزاہ کی شادی کے بعد سے وہ دونوں پہلی دفعہ اکیلے میں بات کر رہے تھے۔

"تمہارا غرور ابھی تک ختم نہیں ہوا ہے۔"

جائی یانہ نے عیسیٰ کی باتوں کو نظر انداز کرنا چاہا۔وہ خاموشی سے چمٹے کی مدد سے توے پر رکھی روٹی پلٹنے لگی۔

"تمہیں کچھ اپنے بابا سے سیکھنا چاہیے۔دیکھو اتنا سب کچھ ہونے کے بعد ان کا غرور کیسے مٹی میں ملا ہے۔اپنی بیٹی کا رشتہ انہوں نے خود اپنے منہ سے مانگا ہے۔جانتی ہو وہ میری ماں کے سامنے ہاتھ جوڑ کر کیا کہہ رہے تھے۔"عیسی کے چہرے کو دیکھ کر ایسا لگ رہا تھا وہ اس منظر کو سوچ کر ہی خوب لطف اٹھا رہا تھا۔"انہوں نے کہا خدا کے لیے میری جائی یانہ کی شادی اپنے بیٹے سے کروا دو۔ہم پہلے ہی بہت مصیبتوں میں گھرے ہوئے ہیں۔میں اپنے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

سر پر سے یہ بوجھ بھی اتارنا چاہتا ہوں،ام ہانی!" عیسیٰ نے ہاتھ جوڑ کر اشفاق کی نقل اتاری۔ پھر خود ہی قہقہہ لگا کر ہنس دیا۔۔

جائی یانہ کے لب بھینچ گئے۔اس نے پیچھے مڑ کر عیسیٰ کو نہیں دیکھا۔وہ جانتی تھی اگر اس نے عیسیٰ کو دیکھا تو اس کی برداشت ختم ہو جائے گی۔

دوسری طرف عیسیٰ اس قدر ہنس رہا تھا کہ اس کی آنکھوں سے پانی نکلنے لگا۔اس نے اپنی انگلی سے آنکھوں کے کنارے صاف کیے اور اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے موضوع بدل دیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ویسے تمہاری بہن نے کتنے عاشق بنائے ہوئے تھے۔" وہ جائی یانہ کو چڑا رہا تھا۔"یہ بات تو سب جانتے ہیں شایان عالیہ سے محبت کرتا تھا لیکن عالیہ کے ارادے تو کچھ اور ہی نکلے۔شاید وہ جان گئی تھی شایان سے شادی کے بعد وہ اپنے دوسرے عاشقوں سے نہیں مل پائے گی۔ شاید اس کے عاشقوں کی جیب بھی کافی کھلی ہو گی۔"جائی یانہ کی اب بس ہو گئی۔اس نے

چمٹے کو زور سے رکھا اور پیچھے مڑ کر عیسیٰ کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھا۔ اس کا چہرہ غصے سے لال ہو چکا تھا۔

"اپنا منہ بند رکھو!" جائی یانہ زور سے چلائی۔

عیسیٰ جائی یانہ کی حالت دیکھ کر کافی محظوظ ہوا۔ اس نے دونوں ہاتھ اوپر کی طرف اٹھا لیے۔

"ٹھیک ہے! ٹھیک ہے! لگتا ہے میں نے کسی کی دم پر پاؤں رکھ دیا ہے۔ ان سب لوگوں کو چھوڑ کر اب ہم اپنی باتیں کرتے ہیں۔"

عیسیٰ کرسی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور جائی یانہ کی آنکھوں میں دیکھنے لگا۔

"اب ہم دونوں کا کچھ دنوں بعد نکاح ہو جائے گا اور ہم دونوں ایک مقدس رشتے میں بندھ جائیں گے لیکن کزنز ہونے کے باوجود ہم دونوں میں کوئی انڈرسٹینڈنگ نہیں ہے۔ آج میں اس لیے وقت نکال کر آیا ہوں تاکہ تم سے کھل کر باتیں کر سکوں۔" عیسیٰ کے لہجے میں چاشنی گھل گئی تھی۔

جائی یانہ سمجھ گئی عیسیٰ ایک لاعلاج جانور ہے۔وہ تیزی سے مڑی اور اپنا کام سمیٹنے لگ گئی۔ وہ عیسیٰ کی منحوس شکل سے جلد چھٹکارا چاہتی تھی۔

"ویسے اگر تم چاہو تو میں تمہاری پڑھائی دوبارہ شروع کرواسکتا ہوں۔"عیسیٰ نے جائی یانہ کو خاموش دیکھ کر بولا۔جائی یانہ کے روٹی بیلتے ہاتھ ایک پل کے لیے رکے لیکن اگلے ہی پل وہ سر جھٹک دوبارہ کام میں مصروف ہو گئی۔

"اب اپنی پیاری سی ہونے والی بیوی کے لیے میں ایسا کر ہی سکتا ہوں۔میں جانتا ہوں تمہیں اپنی پڑھائی کتنی عزیز ہے۔"عیسیٰ نے آخری جملے کو کافی کھینچ کر ادا کیا تھا۔"میں تمہیں کھلے دل سے پڑھائی دوبارہ شروع کرنے کی اجازت دے دوں گا بس میری ایک شرط ہے؟تم جاننا چاہو گی وہ کیا ہے؟"

جائی یانہ مڑی اور عیسیٰ کو دیکھا۔اس کی سبز آنکھوں میں ابھی بھی تمسخر چھایا ہوا تھا۔جائی یانہ نے مضبوط لہجے میں جواب دیا۔

"یہ بات تم اپنے ذہن میں اچھے سے بٹھالو، مجھے اس وقت تمہاری اجازت کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ مجھے نہ پڑھانے کا فیصلہ میرے باپ کا تھا اور اگر مجھے کسی سے اجازت مانگنی ہو گی تو ان ہی سے مانگوں گی۔ تمہاری گھٹیا شرطیں سننے میں مجھے کوئی دلچسپی نہیں ہے اور اگر زندگی میں کبھی مجھے تمہاری شرطوں پر عمل کرنا پڑا تو سمجھ جانا وہ دن، زندگی کا آخری دن ہو گا۔"

جائی یانہ مڑ کر دوبارہ کام کرنے لگ گئی۔ آخر یہ روٹیاں پکنے کا نام کیوں نہیں لے رہی تھیں!!

"چچ چچ! پھر تو شادی کے بعد تمہارا ہر دن، آخری دن ہو گا۔ تمہیں تو روز مر کر جینا پڑے گا۔" عیسیٰ نے مصنوعی تاسف سے کہا۔

"کس نے کہا کہ جس دن میں نے تمہاری شرطوں کو مانا وہ دن "میری زندگی" کا آخری دن ہو گا؟" جائی یانہ نے گردن موڑ کر عیسیٰ کو دیکھا۔ اس نے "میری زندگی" پر کافی زور ڈالا تھا۔

عیسیٰ نے ناسمجھی سے اسے دیکھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

جائی یانہ اسے یوں دیکھ کر مسکرائی۔ "عیسیٰ صاحب میرا ماننا ہے، جو آپ کی زندگی کو قابو کرنا چاہے، آپ اس شخص سے اسکی زندگی چھین لو۔"

عیسیٰ ایک قدم آگے بڑھا۔ اس کی آنکھوں میں چھایا تمسخر اب ختم ہو گیا تھا۔ اس کے لب اب سختی سے بھینچ چکے تھے۔

"یہی چیز! یہی چیز مجھے تمہاری بری لگتی ہے۔ آخر تمہیں کس بات کا گھمنڈ ہے؟"

عیسیٰ کی بات سن کر جائی یانہ دھیرے سے مسکرائی۔ اس دفعہ وہ مڑے بغیر کام کرتے ہوئے بولی۔

"میرے پاس لوگوں کی طرح سیاہ دل نہیں ہیں اور اپنے احسان کرنے والوں کو میں ساری عمر یاد رکھتی ہوں۔ بس اسی بات کا گھمنڈ ہے۔"

"تمہاری ساری اکڑ شادی کے بعد میں نکال دوں گا۔ یاد رکھنا!"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

عیسیٰ نے الفاظ چبا چبا کر ادا کیے۔ جائی یانہ نے اپنی آخری روٹی توے سے اٹھا کر ہاٹ پاٹ میں رکھی اور چولہے کی آنچ کو بجھا دی۔ اس نے مڑ کر اپنے سامنے کھڑے عیسیٰ کو پر سکون انداز میں دیکھا۔

"چلو ٹھیک ہے تو اس معاملے پر شادی کے بعد ہی دیکھیں گے۔ تب تک اپنی گھمنڈی کزن کو برداشت کرو۔" جائی یانہ نے "شادی کے بعد" کے الفاظ پر کافی زور دیا تھا اور عیسیٰ کو وہی چھوڑ کر کچن سے باہر نکل گئی۔

عیسیٰ جائی یانہ کو تب تک دیکھتا رہا جب تک وہ نظروں سے اوجھل نہیں ہو گئی۔ پھر اس نے غصے سے کرسی کو لات مار کر گرا دیا۔

"بس کچھ دن اور، پھر دیکھنا میں تمہارا کیا حال کروں گا۔" عیسیٰ نے یہ سوچ کر خود کو تسلی دی جبکہ جائی یانہ اپنے کمرے میں پہنچ چکی تھی۔ اس نے دروازے کو کنڈی لگ دی اور کمرے کا چکر کاٹنے لگی۔ کچن میں کھڑی پر سکون جائی یانہ کے مقابلے میں یہ جائی یانہ کافی بے چین تھی۔ اس نے عیسیٰ سے یہ سب کہہ تو دیا تھا لیکن اب اسے ڈر لگ رہا تھا۔ اگر عیسیٰ

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

نے اشفاق یا نوال کو جائی یا نہ کی شکایت لگادی تو وہ دونوں جائی یا نہ کو عیسیٰ سے معافی مانگنے کا کہیں گے۔ ویسے بھی آج کل عیسیٰ ان دونوں کی آنکھوں کا تارا بنا ہوا تھا۔ اب اتنا بول کر معافی مانگنے کا خیال اسے گڑھوں پانی میں ڈبو رہا تھا۔

* *

زینب کے گھر میں آج خوب رونق لگی ہوئی تھی۔ گھر میں باتوں اور قہقہوں کی صدائیں گونج رہی تھیں۔ ڈرائنگ روم میں اگر جھانکو، تو وہاں پر ام ہانی، نوال اور زینب محفل جمائے بیٹھی تھیں۔ میز پر بہت سے شاپنگ بیگز رکھے ہوئے تھے۔ نوال اور ام ہانی اپنی چیزیں نکال کر زینب کو دکھا رہی تھیں۔ زینب ان کی شاپنگ کو دیکھتیں اور اس پر تبصرہ کر دیتیں۔ آج زینب کی روایتی حریف ام ہانی کافی اچھے سے زینب سے بات کر رہی تھی لیکن یہ کوئی غیر معمولی بات نہیں تھی۔ اسے آپ رشتے داروں کا معمول کا رویہ سمجھ سکتے ہیں۔ کبھی

کبھار اتنے اچھے کے ان سے اچھا کوئی نہیں اور کبھی اتنے برے کے ان سے برا کوئی نہیں۔۔۔

اسی پل عزاہ ملازمہ کے ساتھ چائے اور دوسرے لوازمات کی ٹرے لے کر کمرے میں داخل ہوئی۔ اس نے نیلے اور نارنجی رنگ کے ملاپ کی قمیض پہنی ہوئی تھی۔ اس پر ہلکی سی کراہی بھی کی گئی تھی۔ اس نے نارنجی رنگ کی شلوار اور نیلے رنگ کا ڈوپٹہ پہنا ہوا تھا۔

کھانے کی ٹرے رکھ کر عزاہ بھی ان لوگوں کے ساتھ مل کر شاپنگ دیکھنے لگ گئی۔ کچھ دیر بعد شایان بھی گھر آ گیا۔ ڈرائنگ روم سے آتی آوازوں اور گھر میں چہل پہل دیکھ کر شایان سمجھ گیا کوئی مہمان آیا ہوا ہے۔ وہ سیدھا ڈرائنگ روم میں آ گیا۔

اس نے نوال اور ام ہانی کو دیکھ کر اونچی آواز میں سلام کیا۔

"السلام و علیکم!"

نوال اور ام ہانی نے اس کے سلام کا جواب دیا۔ شایان ان لوگوں سے کچھ دور رکھے صوفے پر بیٹھ گیا اور موبائل استعمال کرنے لگ گیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

نوال نے شایان کو خوشخبری سنانا چاہی۔

"شایان بیٹا ہم نے جائی یانہ اور عیسیٰ کی بات پکی کر دی ہے۔ اگلے مہینے کی نو تاریخ کو عیسیٰ اور جائی یانہ کا نکاح ہے۔"

"آپ کو مبارک ہو" شایان موبائل کی اسکرین کو دیکھتے ہوئے ٹھنڈے انداز میں مبارک باد دی۔ اسے جائی یانہ اور عیسیٰ میں کوئی دلچسپی نہیں تھی۔

"خیر مبارک!" نوال نے جواب دیا۔

"گھر میں تقریب ہے، تو اس لیے کام بھی بڑھ گیا ہے۔ کوئی مدد کروانے والا بھی نہیں ہے۔ اس لیے ہم لوگ چاہتے تھے اگر عزاہ کچھ دنوں کے لیے ہمارے گھر رہنے آجائے۔"

شایان نے اب اپنی نظریں موبائل سے ہٹا کر اپنی ممانی کے چہرے پر جما دی۔ نوال بولتے چلی گئیں۔

"ہم نے زینب سے بات کر لی ہے۔ اسے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ بس اب تمہاری اجازت کی ضرورت ہے۔ اگر عزاہ ہمارے گھر آجائے گی تو ہمارا بوجھ کم ہو جائے گا۔"

نوال امید بھری نگاہوں سے شایان کو دیکھ رہی تھیں۔شایان نے موبائل جیب میں رکھا اور سیدھا بیٹھ گیا۔

"دیکھیں ممانی مجھے نہیں لگتا عزاہ کو آپ کے ساتھ جانا چاہیے۔"شایان نے یہ بات چبا چبا کر کہی۔ کمرے میں ایک دم سے تناؤ چھا گیا۔ سب نے اپنے بدلے۔ نوال کا چہرہ فق ہو گیا۔ زینب نے شایان کو تادیبی نظروں سے گھورا مگر شایان ابھی اپنی ماں کی طرف متوجہ نہ تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

امہانی نے بات سنبھالنا چاہی۔

"لیکن بیٹا ہم لوگوں نے تو بس اسی لیے کہا کہ ہماری کچھ سہولت ہو جائے گی۔ ویسے بھی عزاہ شادی کے بعد ہمارے گھر رکنے نہیں آئی۔"

شایان اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"عزاہ کو اگر آپ اپنے ساتھ لے کر جانا چاہتے ہیں تو شوق سے لے جائیں لیکن پھر اسے دوبارہ یہاں بھیجنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ البتہ اگر آپ اسے دو تین گھنٹوں کے لیے لے کر

جانا چاہتے ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے اور جہاں تک بات مدد کروانے کی ہے، تو مجھے لگتا ہے جائی یانہ کی عزاہ کے علاوہ بھی ایک بڑی بہن ہے۔ آپ لوگوں کو اسے ڈھونڈ کر کام کرانے کے لیے لے آنا چاہیے۔"

شایان یہ کہہ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔ اس کی بات سن کر سب کو سانپ سونگھ گیا۔ عزاہ کو اپنی ماں اور خالہ کا اترا ہوا چہرہ بالکل بھی اچھا نہیں لگ رہا تھا لیکن وہ شایان کو کچھ کہہ بھی نہیں سکتی تھی۔ شایان اس سے مزید ناراض ہو جاتا۔ اس وقت شایان کی ناراضگی اپنے گھر والوں کی بے عزتی سے زیادہ اہمیت کی حامل تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

****

جائی یانہ کی توقع کے برعکس اس کی ماں اور خالہ کچھ جلدی آ گئے تھے۔ نوال کا چہرہ پیلا دکھائی دیتا تھا جبکہ ام ہانی معمول سے زیادہ چڑچڑی دکھائی دے رہی تھیں۔

جب جائی یا نہ ان لوگوں کے ساتھ لاؤنج میں بیٹھی تو اسے معلوم ہوا کہ شایان نے ان کے ساتھ بد تمیزی کی تھی اور ساتھ ساتھ عالیہ کے گھر چھوڑ کے جانے کا طعنہ بھی دیا تھا۔ اس لیے دونوں بہنیں خاصی اداس تھیں۔

ام ہانی اپنے دل کی بھڑاس نکال رہی تھی۔

"آخر اس کی ہمت کیسے ہوئی ہم سے بد تمیزی کرنے کی؟ آپ کو اسی وقت اس کے منہ پر تھپڑ رسید کر دینا چاہیے تھا۔ ابھی تو اس نے ہمارے سامنے اتنی بد تمیزی کی ہے، پتہ نہیں ہمارے پیچھے سے وہ عزاہ کے ساتھ کیا کیا کرتا ہو گا۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

نوال خاموشی سے اس کی باتیں سن رہی تھیں۔ ان کی نگاہیں فرش پر موجود قالین پر ٹکی تھیں۔ جائی یا نہ کو پس منظر سے اشفاق کی گاڑی کا ہارن بجتا محسوس ہوا مگر ہانی خالہ نے بات ختم کرنے کی بجائے مزید اونچی آواز میں کہنا شروع کر دی۔

"اور آپ نے زینب کو دیکھا تھا کس طرح میسنی بن کر ہماری بے عزتی ہوتی دیکھ رہی تھی۔ اس کو تو چاہیے تھا اپنے بیٹے کو اسی وقت ڈانٹ کر چپ کروا دے لیکن نہیں وہ کیوں کچھ

بولتی۔ مجھے تو لگتا ہے شایان نے اس کی شہ پر ہم سے بد تمیزی کی ہے۔ اگر اس کی جگہ میں ہوتی تو اپنے عیسیٰ کا منہ تھپڑوں سے لال کر دیتی۔ آخر اس کی ہمت کیسے ہوئی اپنی خالہ سے ایسے بات کرنے کی لیکن میرا عیسیٰ ماشاء اللہ سے خود ہی سمجھدار ہے۔" جائی یانہ نے یہ سن کر اپنی آنکھیں گھمائیں۔ اسی وقت اشفاق بھی آ گئے۔ وہ ام ہانی کی اونچی آواز سن کر خاصے پریشان دکھائی دے رہے تھے۔

"کیا ہوا ام ہانی؟ تم اتنے غصے میں دکھائی کیوں دے رہی ہو؟" اشفاق نے سنگل صوفے پر بیٹھتے ہوئے پوچھا۔ ان کے سوال نے ام ہانی کو یہ بات بتانے کا بہترین موقع دے دیا۔ ام ہانی شروع ہو گئیں اور شایان کی باتوں کو خوب نمک مرچ لگا کر اشفاق کے سامنے پیش کر دیا۔ ساری باتیں بتانے کے بعد وہ بولیں۔

"اشفاق بھائی میں تو کہتی ہوں ابھی چل کر اپنی بیٹی کو گھر لے آتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں عزاہ کا کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ آخر شایان کو بھی تو پتہ چلے ہماری بیٹی لاوارث نہیں ہے۔ وہ سوچتا کیا ہے ہم لوگ اتنے گرے پڑے ہیں جو اپنی بیٹی کا بوجھ اٹھا نہیں پائیں گے؟"

امہانی کی بات سن کر اشفاق نے دھیمی مگر اٹل آواز میں جواب دیا۔

"نہیں امہانی میں عزاہ کو واپس نہیں لاؤں گا۔"امہانی نے یہ سن کر اشفاق کو آنکھیں پھاڑ کر دیکھا جبکہ نوال نے سیدھے ہاتھ کے انگوٹھے اور شہادت کی انگلی دونوں آنکھوں کے کناروں پر رکھ دی اور چہرہ جھکا دیا۔

"عزاہ کو وہی رہنا ہے۔ آپ لوگ بھی وہاں زیادہ نہ جایا کریں۔ وہ اس کا گھر ہے۔ وہ خود ہی ان تمام معاملات کو سنبھال لے گی اور جہاں تک بیٹیوں کا معاملہ ہے تو بیٹیاں بوجھ ہی ہوتی ہیں اور طلاق یافتہ بیٹی بوجھ ہونے کے ساتھ ساتھ دھبہ بن جاتی ہے۔"یہ کہہ کر اشفاق کھڑے ہو گئے اور باہر چلے گئے۔

جائی یانہ نے باپ کو جاتے دیکھا۔ آخر بابا کو اپنی عزت اتنی پیاری کیوں تھی۔ وہ کیوں ہر دفعہ عزت کو خونی رشتوں پر ترجیح دیتے تھے۔ انہیں اپنی بیٹی کا دکھ کیوں دکھائی نہیں دیتا تھا۔ شایان بھائی بجو کی کس طرح بے عزتی کرتے تھے،وہ جائی یانہ ان کی شادی کے پہلے دن ہی دیکھ چکی تھی۔ اس لیے اسے زینب اور نوال کی باتوں نے دھچکا نہیں دیا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

جائی یانہ کی سوچ کا تسلسل نوال کی سسکیوں نے توڑا۔اس نے دروازے سے نگاہ ہٹا کر ماں کو دیکھا تو وہ سسکیاں لے لے کر رو رہی تھیں۔ام ہانی اپنی جگہ سے کھڑی ہو کر نوال کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر انہیں حوصلہ دینے لگ گئی۔ان کی آنکھوں میں بھی نمی اتر آئی تھی۔

"جائی یانہ جا کر ماں کے لیے پانی لے کر آؤ۔"ام ہانی نے نم آواز میں جائی یانہ کو حکم دیا۔

جائی یانہ نے گردن اثبات میں ہلائی اور پانی لینے کے لیے چل دی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

* *

"شایان اب تمہیں گھر آئے مہمانوں سے بات کرنے کی تمیز بھی بھول گئی ہے۔"

زینب اپنے کمرے میں موجود، اپنے سامنے کھڑے شایان پر چلا رہی تھیں جو کوئی اثر لیے بنا ڈھٹائی سے کھڑا تھا۔

"تم نے دیکھا تھا بھابھی کا چہرہ کتنا اتر گیا تھا۔ کیا سوچتی ہو گی وہ میں نے تمہاری ایسی تربیت کی ہے؟" زینب نے تیز چلاتی آواز میں کہا۔

"مجھے لگتا ہے شاید اب وہ سمجھ گئی ہونگی اپنی بیٹی کسی پر زبردستی تھوپنے کا کیا انجام ہوتا ہے۔" شایان نے کان کھجاتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر ندامت کے آثار دور دور تک دکھائی نہیں دیتے تھے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

شایان کی ہٹ دھرمی دیکھ کر زینب کا غصہ پریشانی میں بدل گیا۔ وہ اپنے کمرے میں رکھے صوفے پر بیٹھ گئیں اور سر پکڑ لیا۔

"شایان تم عالیہ کو بھول کیوں نہیں جاتے ہو؟" زینب کے لہجے میں اب تھکن اتر چکی تھی۔ وہ شایان کو ہر صورت عالیہ سے دور رکھنا چاہتی تھی مگر شایان کو دیکھ کر ایسا لگتا تھا عالیہ کی

محبت اس کے دل میں مزید بڑھ چکی تھی۔ شایان کے چہرے پر چھائی لاپرواہی یک دم ہوا ہو گئی۔ اس کے اعصاب اب تن گئے۔

"عالیہ کا تو یہاں پر کوئی ذکر ہی نہیں ہے۔" اس نے تھوڑے سے غصے میں جواب دیا۔

"اس کا ذکر ہو یا نہ ہو لیکن وہ تمہارے دماغ پر ہر وقت چھائی رہتی ہے۔ اسی کی وجہ سے تم اتنے تلخ ہو گئے ہو۔ اس کے پیار نے تمہیں غلط اور صحیح کی تمیز بھلا دی ہے۔ اس کی وجہ سے تم نے آج بھابھی سے اتنی بدتمیزی کی۔ اسی کی وجہ سے تم اپنے اور عزاہ کے رشتے کو قبول نہیں کر پا رہے۔" زینب نے درشتگی سے کہا۔ پھر انہوں نے شایان کو سمجھانا چاہا۔ "بیٹا وہ اپنی زندگی میں آگے بڑھ چکی ہے۔ تم اس کے پیچھے کیوں خوار ہو رہے ہو؟ تمہیں عزاہ پر دھیان دینا چاہیے۔ دیکھو تو صحیح وہ کتنی پیاری ہے۔ وہ عالیہ سے کئی گنا سگھڑ ہے۔ وہ کسی کے لیے بھی آئیڈیل بیوی ثابت ہو سکتی ہے۔ وہ اب تک تمہاری تمام بدتمیزی برداشت کر رہی ہے۔"

زینب کی بات پر شایان نے غصے میں جواب دیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا وہ کتنی پیاری ہے اور کیسی بیوی ہے۔ آپ نے صحیح کہا میں واقعی میں عالیہ کو دل سے نکال نہیں پایا ہوں۔ عزاہ عالیہ نہیں ہے اور نہ میرے لیے کبھی بن سکتی ہے۔ اگر عالیہ ایک اچھی بیوی نہ بھی بنتی پھر بھی مجھے وہی چاہیے تھی، اور عزاہ اگر میری بدتمیزی برداشت کر رہی ہے تو یہ اس کے باپ کا قصور ہے۔ اگر اس کا باپ اس کو میرے پلے نہ باندھتا، تو اسے یہ سب برداشت نہیں کرنا پڑتا۔ وہ میری محبت میں نہیں بلکہ طلاق کے ڈر سے یہ سب برداشت کر رہی ہے۔" شایان نے دو ٹوک لہجے میں اپنا نکتہ پیش کر دیا۔ زینب نے تاسف سے سر نفی میں ہلایا۔

"تمہیں واقعی میں ایسا لگتا ہے۔ تم ایک بے وفا کے لیے باوفا انسان کو ٹھکرا رہے ہو۔ دنیا ترستی ہے وفا کے لیے اور خدا نے بن مانگے تمہاری جھولی میں وفادار انسان ڈال دیا۔ اس کی قدر کرو شایان!" زینب کی آنکھیں اب سرخ اور نم پڑ چکی تھیں۔ ایک بار پھر ماضی کی ایک جھلک ان کی آنکھوں سے گزری۔ زینب نے فوراً سر کو جھٹکا۔ اس وقت شایان کو

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

سمجھانا زیادہ ضروری تھا۔ انہوں نے شایان کو دیکھا جس کے چہرے پر ناگواری کے بادل چھائے ہوئے تھے۔

"اگر عزاہ دودھ سے نہا کر بھی میرے سامنے کھڑی ہو جائے، تب بھی وہ میرے دل کو نہیں بھائے گی۔ مجھے اس سے اتنی ہی نفرت ہے، جتنی عالیہ سے محبت ہے۔" شایان کا لہجہ دو ٹوک تھا۔

"سنو تم نے جو عزاہ پر میکے آنے جانے کی پابندی لگائی ہے اسے فوری طور پر ہٹاؤ۔" زینب نے بات بدل دی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"میرے خیال سے آپ نے سنا نہیں۔ میں نے عزاہ کو وہاں رکنے کی اجازت نہیں دی ہے۔ اپنے گھر والوں سے ملنے وہ جا سکتی ہے مگر ایک گھنٹے سے زیادہ نہیں!"

شایان کی بات سن کر زینب نے مزید کچھ بولنا چاہا مگر شایان نے یہ کہہ کر زینب کو چپ کروا دیا۔

"ماما عزاہ میری بیوی ہے۔ میں اسے یہاں اپنی مرضی کے مطابق رکھوں گا۔ اگر آپ نے کوئی اعتراض کیا، تو میں آپ کی چہیتی بھتیجی کو طلاق نامہ دے کر ہمیشہ کے لیے میکے چھوڑ آؤں گا۔"

زینب نے بے بسی سے اپنے لب کاٹے۔ وہ شایان کو جانتی تھیں۔ اگر وہ یہ کہہ رہا تھا تو کر بھی سکتا تھا۔ شایان کمرے سے نکلنے لگا۔ شایان کو کمرے سے نکلتا دیکھ کر سنہری آنکھوں والی لڑکی جو کمرے کے باہر ہی کھڑی تھی دروازے کی اوٹ میں چھپ گئی اور شایان کے جانے کا انتظار کرنے لگ گئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

شایان تیزی سے کمرے سے باہر نکل گیا اور راہداری میں گم ہو گیا۔ عزاہ باہر نکلی اور زینب کو دیکھا جو اب کافی تھکی ہوئی معلوم ہوتی تھیں۔

عزاہ چھوٹے چھوٹے قدم لیتی وہاں سے جانے لگ گئی۔ عالیہ میں آخر ایسا کیا تھا کہ اس کی بے وفائی بھی اسے شایان کے دل سے بے دخل نہیں کر پائی تھی۔ اس کی محبت میں آخر اتنا دم کیوں نہیں تھا؟ شایان سوچتا تھا عزاہ طلاق کے ڈر سے یہ سب کر رہی تھی۔ کیا واقعی میں

اسے یہ کوششیں طلاق کے ڈر کا سبب لگتی تھیں؟ کیا وہ عالیہ کی محبت میں اس قدر اندھا ہو چکا تھا؟

چلتے چلتے وہ اپنے کمرے کے سامنے رک گئی۔ کمرے میں اندھیرا پھیل گیا تھا یعنی شایان سونے کے لیے لیٹ گیا تھا۔

اس نے اندر جاتے ہوئے ٹھان لیا تھا وہ کسی نہ کسی دن شایان پر ثابت کر کے دکھائے گی وہ یہ سب کسی کے ڈر سے نہیں بلکہ اپنی محبت کی وجہ سے برداشت کر رہی تھی۔ عزاہ یہ نہیں جانتی تھی کہ وہ دن اس کی زندگی کا سب سے تاریک دن ہو گا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

* *

گرمیوں کی آمد ہو چکی تھی۔ موسم اب گرم رہنے لگا تھا۔ جائی یانہ اور عیسیٰ کے نکاح میں اب بس ایک ہفتہ رہ گیا تھا۔ بازاروں کے چکر ابھی تک ختم نہیں ہوئے تھے۔ ام ہانی اپنے بیٹے کا نکاح کافی دھوم دھام سے کرنا چاہتی تھی۔ ان کی خواہش تھی کہ نکاح میں وہ پورے خاندان کو جمع کریں مگر اشفاق نے انہیں ایسا کرنا سے سختی سے منع کر دیا۔ انہوں نے یہ بات صاف الفاظ میں ام ہانی کو بتادی کہ شادی پر صرف قریبی رشتے دار ہونگے۔ ان کے علاوہ کوئی غیر ضروری شخص نہیں ہو گا۔ ام ہانی کو یہ بات بہت بری لگی۔ انہون نے اکثر ڈھکے چھپے لہجے میں نوال گلہ کیا تھا۔ عیسیٰ کے ابو رضوان صاحب بھی آگئے تھے۔ اب بس ایک ہفتے کی بات رہ گئی تھی۔

دوسری طرف نکاح کی تاریخ جتنی قریب آتی جارہی تھی، جائی یانہ کے ذہنی تناؤ میں بھی اضافہ ہوتا جارہا تھا۔ اسی ذہنی دباؤ نے اس کی معمول کی زندگی کو بہت بری طرح سے متاثر کر دیا تھا۔ وہ زیادہ تر وقت اپنے کمرے میں رہنے لگی تھی۔ اس کے کھانا کھانے کا معمول بھی بگڑ ہو چکا تھا۔ وہ کھانا تب ہی کھاتی تھی جب اسے شدید بھوک لگ رہی ہوتی تھی ورنہ

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

یونہی بھوکی پیاسی بیٹھی رہتی۔اس وجہ سے اس کا وزن بھی کافی گر گیا تھا۔سب لوگ تقریب کے لیے اتنے پر جوش تھے کہ کسی نے جائی یانہ کی طرف دھیان نہیں دیا۔

اس وقت جائی یانہ اپنے کمرے میں موجود، کال پر نائلہ کو ساری داستان سنا رہی تھی۔اتنے دنوں سے خود تک یہ بات رکھ کر وہ تھک چکی تھی۔وہ جانتی تھی نائلہ عزاہ کے مقابلے میں اس کی بات اچھے سے سمجھے گی۔وہ بیڈ پر ترچھی لیٹی تھی اور چہرے پر زمانے بھر کی بیزاری چھائی تھی۔نائلہ کو سب کچھ بات کر جائی یانہ اپنا آپ کافی ہلکا محسوس ہو رہا تھا۔

نائلہ ساری بات سن کر بس اتنا بولی۔"اچھا اسی لیے تم اتنے دنوں سے یونیورسٹی نہیں آئی۔"

"ہمممم!"جائی یانہ نے ہنکارا بھرا۔

"ویسے تمہیں مجھے پہلے بتانا چاہیے تھا۔میں اتنے دنوں سے پریشان تھی۔تمہیں کالز بھی کی مگر تم نے کوئی رسپانس نہیں دیا۔"نائلہ نے شکوہ کیا۔

"اب بتا دیا نا۔"جائی یانہ نے بیزاری سے کہا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"تو کیا سوچا ہے اس مصیبت سے کیسے نپٹو گی؟"نائلہ کے سوال پر جائی یانہ نے جواب دیا۔

"پتہ نہیں۔۔مجھے تو کوئی راستہ دکھائی نہیں دے رہا ہے۔"جائی یانہ نے آنکھیں موندلی۔

"پلیز یہ مت کہنا تم اس عیسیٰ سے شادی کر لو گی۔"نائلہ کی آواز اب تیکھی ہو گئی تھی۔

"تو اس ساری صورتحال میں تمہیں اس کے علاوہ کوئی اور آپشن دکھائی دیتا ہے؟"جائی یانہ نے تلخی سے پوچھا۔

"تم پہلے اس دنیا مافیا سے بیزار موڈ سے باہر نکلو۔"نائلہ نے اس دفعہ اسے غصے سے جھڑکا۔

پھر وہ کچھ دیر سوچتی رہی۔پھر نائلہ پر جوش انداز میں بولی۔

"ایسا کرو تم اپنے بابا کو عیسیٰ کی ساری حقیقت بتادو۔"

"میرے خیال سے میں تمہیں یہ بتا چکی ہوں کہ سب سے پہلے میں ان ہی کے پاس گئی تھی۔"جائی یانہ اس کی تجویز سن کر دانت پیستے بولی۔

"ہاں تم انکل کے پاس گئی تھی مگر انہیں کچھ بتایا تو نہیں تھا نا!" نائلہ ابھی بھی اسی قدر پر جوش تھی۔

جائی یانہ اب اٹھ کر بیٹھ گئی اور موبائل دوسرے کان سے لگالیا۔

"تمہارا مشورا ہے تو صحیح مگر بابا اب کسی صورت نہیں مانیں گے۔ انہیں اپنی عزت بہت پیاری ہے۔ انہیں جب بھی خونی رشتوں اور عزت میں سے کسی ایک کو چننا ہوتا ہے، وہ ہمیشہ عزت کو چنتے ہیں۔" جائی یانہ نے تلخی سے کہا۔ اس کی بات سن کر نائلہ تھوڑی دیر کے لیے خاموش ہو گئی۔ پھر اس نے موضوع ہی بدل ڈالا۔

"اچھا ان سب کو چھوڑو۔ مجھے ذرا اپنے کزن عیسیٰ کی تصویر تو بھیجو۔"

"کیوں؟" جائی یانہ کی بھنویں سکڑ گئیں۔

"میں دیکھنا چاہتی ہوں مصیبتیں انسانی صورت میں کیسی دکھائی دیتی ہیں۔" جائی یانہ کو محسوس ہوا تھا نائلہ شروع میں گڑبڑائی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اچھا!!"

"تو پھر تم کب بھیجو گی؟"نائلہ کی عجلت دیکھ کر جائی یانہ نے غصے میں کہا۔

"تم فون رکھو گی تو ہی تصویر بھیجوں گی ناں!"جائی یانہ کی بات سن کر نائلہ شرمندہ ہو کر بولی۔

"اوہ سوری سوری!میں فون رکھ رہی ہوں۔تم مجھے جلدی سے تصویر بھیجو۔پھر ہم دونوں رات کو بات کریں گے۔"یہ کہہ کر نائلہ نے کال کاٹ دی۔جائی یانہ نے اپنے موبائل میں موجود عیسیٰ کی واحد تصویر نائلہ کو سینڈ کر دی۔یہ تصویر اسے واٹس ایپ پر ان کے فیملی گروپ سے موصول ہوئی تھی ورنہ جائی یانہ عیسیٰ کی منحوس شکل کبھی بھی اپنے موبائل میں نہ رکھتی۔

تصویر بھیجنے کے بعد اس نے اپنا موبائل بیڈ پر رکھ دیا اور اٹھ کھڑی ہوئی۔اپنا ڈوپٹہ شانوں پر اچھے سے پھیلائے وہ نیچے چلی گئی۔جب جائی یانہ نیچے پہنچی تو اسے ڈارننگ روم سے آوازیں آتی سنائی دی۔

جائی یانہ نے ڈرائنگ روم میں جھانکا تو اسے سب وہی بیٹھے دکھائی دیے۔اس نے دیکھا کہ عیسیٰ،ام ہانی اور رضوان ایک ہی صوفے بیٹھے ہوئے تھے جبکہ ان کے سامنے نوال اور اشفاق ایک ساتھ صوفے پر بیٹھے تھے۔ کمرے کے تناؤ اچھے سے محسوس کیا جاسکتا تھا۔کسی نے بھی اسے نہیں دیکھا تھا۔سب کے چہروں پر سنجیدگی نمایاں تھی۔

"ہمارا مطالبہ اتنا بھی غلط نہیں ہے اشفاق؟"یہ بات رضوان صاحب نے کہی تھی۔جائی یانہ نے ان کے چہرے پر نظر ڈالی۔ان کے مغربی نقوش اور گندمی رنگت والے چہرے پر تیوریاں چڑھی ہوئی تھی۔ان کی سبز آنکھیں بالکل عیسیٰ جیسی تھی۔ام ہانی نے انہیں بتایا تھا رضوان انکل کی ماں امریکی تھی۔انہوں نے اپنی سبز آنکھیں اور مغربی نقوش ان ہی سے لیے تھے۔ان کے منہ سے صاف اردو سن کر جائی یانہ کو شروع میں خوب ہنسی آتی تھی۔اس وقت رضوان اشفاق کو اپنی سبز آنکھوں سے گھور رہے تھے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"دیکھو ہم تمہاری بیٹی کو اس وقت لے رہے ہیں جب تمہارے گھر پر ہر کوئی انگلیاں اٹھا رہا ہے۔ مجھے تو میرا یہ مطالبہ کہیں سے غلط نہیں لگ رہا ہے۔" رضوان کی بات کی ام ہانی نے بھی تائید کی۔

"اشفاق بھائی مجھے بھی رضوان کی باتیں صحیح لگ رہی ہیں۔" اس کی نظر عیسیٰ پر گئی جو ان سب سے بیگانہ موبائل پر مصروف تھا۔ جائیانہ نے ناگواری سے اپنا چہرہ اپنے ماں باپ کی جانب کر لیا۔ آخر خالہ خالو اس کے ماں باپ سے کس بات کا مطالبہ کر رہے تھے۔ اشفاق گہری سوچ میں گم تھے جبکہ نوال بے چین دکھائی دے رہی تھیں۔

"لیکن ام ہانی ہمارے باقی بچے بھی تو ہیں۔ اگر ہم نے یہ گھر عیسیٰ کے نام کر دیا تو ہم اپنے باقی بچوں کو کیا دیں گے۔" نوال نے ان کو سمجھانا چاہا مگر رضوان اور ام ہانی کے چہروں پر ناگواری چھا گئیں۔ جائیانہ کا دماغ الٹ گیا۔ تو سارا چکر اس گھر کا تھا۔

"کیا آپ لوگ عالیہ کو بھی حصہ دیں گے۔ جو کچھ اس نے کیا ہے اس کے بعد تو آپ لوگوں کو اسے اپنی جائیداد سے بے دخل کر دینا چاہیے۔" رضوان نے عالیہ کا نام اتنی حقارت سے لیا

کہ جائی یانہ کو تپ چڑھ گئی۔ہانی خالہ نے بات آگے بڑھائی۔"اور جہاں تک عزاہ کا تعلق ہے تو آپ اسے کاروبار میں سے کچھ حصہ دے دینا۔اس کا حق پورا ہو جائے گا۔"

"امہانی تم بات کو سمجھو۔۔۔"نوال نے سمجھانا چاہا مگر اشفاق نے انہیں چپ کروادیا۔

"اگر تم لوگوں کو ضمانت کے لیے یہ گھر چاہیے تو ٹھیک ہے یہ گھر میں جائی یانہ کے نام کر دیتا ہوں۔"اشفاق حتمی انداز میں بولے۔

رضوان صاحب نے اعتراض کرنے کے لیے لب کھولے مگر امہانی نے ان کا ہاتھ دبا کر انہیں خاموش کروادیا۔

"ٹھیک ہے آپ یہ گھر جائی یانہ کے نام کر دیں۔ویسے بھی میاں بیوی کی چیز تو ایک ہی ہوتی ہے۔ ہمیں تو بس ضمانت ہی چاہیے تھی۔"امہانی نے میاں بیوی کے الفاظ چبا چبا کر ادا کیے تھے۔جائی یانہ نے ان کی بات کا مطلب اگلے ہی پل نکال لیا تھا۔اب ان کا منصوبہ نکاح کے بعد گھر عیسیٰ کے نام کروانا ہو گا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

جائی یانہ اپنے باپ کی بات پر خوب مشتعل ہوئی۔ آخر وہ ایسے مطالبے کو کیسے مان سکتے تھے۔ غصے کی زیادتی کی وجہ سے اس کے ہاتھ کانپنے لگے۔ ٹھیک اسی وقت نوال کی نظر چوکھٹ پر کھڑی جائی یانہ پر پڑی۔ وہ جائی یانہ کو دیکھ کر سمجھ گئیں اس کے ارادے صحیح نہیں ہے۔ اس لیے پہلے انہوں نے جائی یانہ کو گھورا۔ پھر فوراً سے اٹھ کھڑی ہوئیں۔

"میں دیکھ کر آتی ہوں چائے ابھی تک تیار کیوں نہیں ہوئی؟" سب کو یہ تاثر دے کر نوال کمرے سے باہر نکل گئیں۔ انہوں نے جائی یانہ کا ہاتھ تھاما اور ڈرائنگ روم سے دور لے آئیں۔۔ دور آتے ہی نوال کی جائی یانہ کے ہاتھ پر گرفت ہلکی ہوئی۔ جائی یانہ نے اپنا ہاتھ چھڑوایا۔

"یہ کیا بکواس کر رہے تھے رضوان انکل؟ آپ لوگ تو میرا سودا کر رہے ہیں!" جائی یانہ تیز آواز میں چلائی۔

نوال نے جائی یانہ کا بازو دبایا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"دھیمی آواز میں بات کرو۔ یہ بات اگر کمرے میں بیٹھے کسی شخص کے کان میں پہنچی، تو تمہارے لیے مزید مشکلات کھڑی ہو جائیں گی۔" نوال دھیمی آواز میں جائیانہ پر غرائیں۔

جائیانہ نے اپنا بازو ماں کے ہاتھ سے چھڑوایا۔

"جاتی ہے، تو جاتی رہے۔ جب انہیں یوں سودا کرتے ہوئے شرم نہیں آتی، تو میں کیوں شرم کروں۔ اتنے نیچ لوگ میں نے اپنی زندگی میں نہیں دیکھے ہیں۔"

نوال نے جائیانہ کے منہ پر تھپڑ مار دیا۔ تھپڑ اس قدر زور کا تھا کہ جائیانہ کا چہرہ ایک طرف جھک گیا۔

"اپنی حد میں رہا کرو۔ وہ لوگ تمہارے خالہ اور خالو ہے۔ ان کی کوئی غلطی نہیں ہے۔ جو داغ تم لڑکیوں نے ہمارے اوپر لگایا ہے اس کے بعد لوگ شیر بن کر ہی ہم سے بات کریں گے۔"

جائیانہ نے چہرہ اٹھا کر اپنی ماں کو دیکھا۔ جائیانہ کی آنکھوں میں نمی تیر رہی تھی۔ دوسری طرف نوال بھی ہانپ رہی تھیں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اپنے کمرے میں جاؤ جائی یانہ!" نوال نے تحکمانہ انداز میں کہا۔ "اور جب تک تمہارا نکاح نہیں ہو جاتا اپنا زیادہ وقت کمرے میں ہی گزارنا۔ مجھے تم گھر میں گھومتی دکھائی نہ دو۔"

جائی یانہ اپنی جگہ پر کھڑی رہی۔ اس کا ہاتھ ابھی بھی گال پر تھا۔ اب اس کی بھوری آنکھوں میں پانی آنسو بن کر پلکوں پر لڑکھتا دکھائی دیے۔

"تم نے سنا نہیں میں نے کیا کہا ہے۔" نوال نے غصے سے کہا۔ "میں نے کہا جاؤ۔"

نوال کی دھتکار سن کر جائی یانہ تیزی سے زینے چڑھنے لگی۔ نیچے کھڑی نوال تاسف سے اپنی بیٹی کو جاتے ہوئے دیکھتی رہی۔ وہ اپنی اولاد پر ہاتھ نہیں اٹھانا چاہتی تھی مگر اس وقت انہیں جو صحیح لگا انہوں نے کیا۔ وہ نہیں چاہتی تھیں امہانی یہ باتیں سن کر ان کی بیٹی کو مزید تکلیف دے۔

دوسری طرف جائی یانہ نے دروازہ زور سے بند کیا اور بیڈ پر اوندھے منہ لیٹ گئی۔

* *

نکاح سے ایک دن پہلے

یونیورسٹی کی راہداریوں میں اس وقت خوب چہل پہل تھی۔ سب لوگ اپنے اپنے کاموں میں مشغول تھے۔ ایسے میں گھنگھرالے بالوں والا لڑکا سیڑھیوں کے زینے پر بیٹھا تھا۔ وہ اپنا دایاں پاؤں اضطراب سے ہلا رہا تھا اور بار بار گھڑی پر نظر ڈال رہا تھا۔ شاید اسے کسی کے آنے کا انتظار تھا۔ کچھ دیر بعد اسے راہداری سے سیاہ چادر اوڑھے لڑکی آتی دکھائی دی۔ اس نے اپنی چادر سے اپنا جسم ڈھانپا ہوا تھا۔ وہ گھنگھرالے بالوں والے لڑکے کی جانب جا رہی تھی۔ وہ لڑکے کے پاس آ کر رکی۔

"تم نے اتنی رش والی جگہ کیوں منتخب کی؟" لڑکے نے ادر گرد کا جائزہ لیتے ہوئے کہا۔

"کیونکہ میں کسی بھی لڑکے سے تنہا نہیں ملتی ہوں۔"لڑکی نے دو ٹوک انداز میں کہا۔

"ایک تو پتہ نہیں ہر عورت کو میں ہی مشکوک کیوں لگتا ہوں؟"لڑکے نے چڑ کر کہا۔ پھر وہ کام کی بات پر آیا۔

"تم نے ان سے تصویر مانگی؟"

"ہاں میں نے اس سے اسی دن مانگ لی تھی۔ تم ہی آج آئے ہو ورنہ میں کب کی دکھا دیتی۔"لڑکی نے اکڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اچھا دکھاؤ مجھے تصویر!"لڑکے نے اپنا ہاتھ بڑھایا۔

لڑکی نے اپنے موبائل میں تصویر نکال کر لڑکے کو دکھائی۔ تصویر دیکھ کر لڑکے کے لب سختی سے بھینچ گئے۔

"یعنی میرا شک صحیح تھا۔"لڑکے نے دبی دبی غراہٹ سے کہا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اس کا مطلب وہ واقعی میں وہی ہے جس کا تم نے مجھے بتایا تھا۔" لڑکی نے پریشان لہجے میں کہا۔ پھر اس نے لڑکے سے پوچھا۔

"تمہیں ویسے کس نے بتایا اس لڑکے کی منگنی اس سے ہو۔رہی ہے؟"

"میرے کزن نے بتایا تھا کہ اس کی منگنی ہو گئی ہے۔اس نے اس کی منگیتر کا نام بھی مجھے بتا دیا تھا جس سے یہ کمینہ شادی کرنے والا ہے۔اس نے مجھے یہ بھی بتایا کہ وہ لڑکی اسی یونیورسٹی میں پڑھتی ہے اور بی بی اے کی اسٹوڈنٹ ہے۔تم جانتی ہو ان کا نام کتنا یونیک ہے اور ایسے نام کی ہمارے یونیورسٹی میں بہت کم لڑکیاں ہے یا شاید ہے ہی نہیں۔اس لیے مجھے سب سے پہلے ان ہی پر شک ہوا تھا۔"

"پھر تو مجھے یہ بات اسے ابھی بتانی ہو گی" لڑکی پہلے سے زیادہ پریشان ہو گئی تھی۔

"نہیں ابھی نہیں۔" لڑکے نے دو ٹوک انداز میں لڑکی کو انکار کیا۔پھر لڑکی سے پوچھا۔

"اس کا نکاح کل ہے نا!!"

لڑکی نے سر اثبات میں گھمایا۔ لڑکے نے فیصلہ کر لیا۔ "تو ہمیں کل جا کر اس کی اصلیت سب کے سامنے کھولنی ہے۔"

"لیکن کل ہی کیوں؟" کالی چادر والی لڑکی نے سوال کیا۔

"کیوں کے کچھ ثبوت مجھے کل ہی ملیں گے۔"

لیکن لڑکی کے دل میں خدشات جنم لینے لگ گئے تھے۔

"مگر تم یہ بھی تو سوچو اگر ہمیں دیر ہو گئی تو کیا ہو گا؟ ایسا نہ ہو ہماری دیری سے میری دوست کا نکاح اس سے ہو جائے۔"

Clubb of Quality Content

لڑکی کے خدشات پر لڑکے کے چہرے پر سایہ چھایا۔

"میں جانتا ہوں اس کام میں بہت رسک ہے مگر ہمیں یہ جوا کھیلنا ہی ہو گا۔" دونوں کے چہروں پر پریشانی عیاں تھیں۔

ایسا کیا تھا جو ابھی صرف ان دونوں کو ہی معلوم تھا۔

* *

باب نمبر آٹھ

نکاح سے تین دن پہلے

تپتی دوپہر گزر جانے کے بعد گرمی کا زور تھوڑا کم ہوا تھا۔ سنہرے اور ہلکے نارنجی آسمان پر پرندے اڑتے دکھائی دے رہے تھے۔ آسمان پر بادل نہ ہونے کے برابر تھے۔

ایسے میں اشفاق کے گھر کے گیٹ کے بالکل سامنے ایک سیاہ رنگ کی گاڑی رکی اور پچھلی طرف کا دروازہ کھلا۔ سنہرے رنگ کی سینڈل میں مقید پاؤں سڑک پر اترا۔ پھر نووارد کا پورا سراپا گاڑی سے نکلتا دکھائی دیا۔ اس نے ہلکے بھورے رنگ کی شلوار قمیض پہنی ہوئی تھی۔

اس کی آنکھیں سنہری اور رنگت گندمی تھی۔ وہ قدم قدم چلتی گیٹ کی جانب بڑھنے لگی۔ اس کے کندھوں پر لٹکا پرس اس کے چلنے کی وجہ سے لہرا رہا تھا۔

گیٹ پر کھڑے چوکیدار نے اسے آتا دیکھا تو فوراً گیٹ کھولا۔ وہ سنجیدہ انداز میں اندر آ گئی۔ اس کی رفتار ابھی بھی ایسی ہی تھی۔ اس نے چلتے ہوئے ارد گرد کا جائزہ لیا۔ اس کے گھر کا لان ابھی بھی اسی حالت میں تھا جس حالت میں وہ اسے چھوڑ کر گئی تھی۔ گھر کی عمارت بھی ویسی ہی دکھائی دے رہی تھی۔ اس گھر کے رہنے والوں کی زندگیوں کے علاوہ کچھ بھی نہیں بدلا تھا۔۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اس نے گھر کا داخلی دروازہ کھولا اور اندر آ گئی۔ دروازہ کھولتے ہی اس کی نگاہ سیڑھیوں پر سے اترتی جائی یانہ پر پڑی۔ جائی یانہ بھی دروازہ کھلنے کی وجہ سے آنے والے کی طرف متوجہ تھی۔ کچھ پل کے لیے جائی یانہ کی بھوری آنکھوں میں حیرت پھیلی، پھر وہ دوڑتی ہوئی آنے والے کے گلے لگ گئی۔

"آپ آ گئی بجو!" جائی یانہ نے الگ ہوتے ہوئے عزاہ سے کہا۔

"ہاں میں آ گئی۔"ان دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا۔

عزاہ کے چہرے پر ہلکا میک اپ اسے ہشاش بشاش دکھا رہا تھا۔اس کے چہرے پر پھیلی رہنے والی سنجیدگی شادی کے بعد سے مزید واضح دکھائی دیتی تھی جبکہ دوسری طرف عزاہ کو جائی یانہ کا چہرہ ویران سا لگا۔اس کی آنکھوں میں چھائی شوخی اب دکھائی نہیں دیتی تھی۔وہ کافی کمزور دکھائی دے رہی تھی ایسا لگتا تھا اس نے کئی دنوں سے ٹھیک سے کھانا نہیں کھایا تھا۔

"تمہیں کیا ہوا ہے؟"عزاہ نے جائی یانہ کی حالت کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"مجھے کیا ہونا ہے؟"اس نے عام سے لہجے میں کہا۔

"تم مجھے۔۔۔"عزاہ کے الفاظ اس کے لبوں پر ہی رہ گئے کیونکہ اسے جائی یانہ کے پیچھے سے نوال آتی دکھائی دیں۔

"عزاہ تم کب آئی؟"نوال حیرانگی کا شکار تھیں۔عزاہ شادی کے بعد پہلی دفعہ ان کے گھر آئی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"بس ابھی ابھی!" عزاہ نے زبردستی مسکرانے کی کوشش کی۔

"خیر سے آئی ہو نا؟ شایان نے تمہارے یہاں آنے پر برا تو نہیں منایا؟" نوال نے اپنے خدشے کا اظہار کیا۔ انہیں ابھی بھی یاد تھا جب پچھلی دفعہ انہوں نے شایان سے عزاہ کو اپنے ساتھ گھر لے جانے کی اجازت مانگی تھی، تو اس نے کتنی بدتمیزی کی تھی۔

"جی خیر سے ہی آئی ہوں۔ مجھے پھپھو نے بھیجا ہے تاکہ آپ لوگوں سے پوچھ سکوں آپ کو ہماری مدد کی تو کوئی ضرورت نہیں ہے اور شایان سے بھی پوچھ لیا تھا۔ انہیں میرے یہاں آنے پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔" عزاہ نے وضاحت دے کر ماں کے خدشوں کو دور کیا۔

"اچھا!" نوال نے سمجھتے ہوئے سر ہلایا۔ پھر انہیں اچانک کچھ یاد آیا۔

"تم ابھی تک یہاں کیوں کھڑی ہو؟ چلو اندر آؤ۔"

یہ کہہ کر وہ سب اندر کی جانب چل پڑے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

* *

زینب لاؤنج میں بیٹھی تین سالہ شایان کو ناشتہ کھلانے میں مصروف تھی۔ اس وقت صبح کے دس بج رہے تھے۔ شایان ابھی ابھی جاگا تھا۔ اسی لیے وہ ناشتہ کرتے ہوئے خاصا چڑ چڑا دکھائی دے رہا تھا۔

"چلو شایان اب بس یہ آخری نوالہ ہے۔ اسے جلدی سے ختم کرو۔" زینب نے شایان کو پچکارتے ہوئے کہا۔

شایان نے چڑ چڑے تاثرات کے ساتھ خاموشی سے نوالہ منہ میں ڈال لیا۔ زینب نے شایان کے بالوں پر پیار سے ہاتھ پھیرا اور اسے صوفے پر بیٹھا چھوڑ کر خالی پیالی کچن کے سنک میں رکھ آئی۔ پھر زینب اپنے کمرے میں گئی اور بیڈ کے ساتھ موجود دراز میں سے دوائیوں کا ڈبا نکالا۔ کچھ دیر ڈبے میں دوائیاں الٹ پلٹ کر لینے کے بعد زینب کو مطلوبہ

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

گولیاں مل گئیں۔اس نے گولیاں ہاتھ میں نکالی اور جگ سے پانی نکال کر گولیاں پھانک لی۔

اس کے بعد وہ بیڈ پر سے اٹھی اور آئینے کے سامنے کھڑے ہو کر خود کو دیکھنے لگ گئی۔اس کا ہاتھ اپنے معدے کے نیچے چلا گیا تھا۔اپنا عکس دیکھتے ہوئے ایک عجیب سی خوشی اس کے سراپے میں سرایت کر گئی۔وہ دوسری دفعہ امید سے تھی۔اس کی پریگننسی کو سات مہینے ہو گئے تھے۔وہ اپنے آٹھویں مہینے پر تھی۔اس دفعہ وہ اور عمر چاہتے تھے ان کے گھر بیٹی ہو۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

عمر کا نام ذہن میں آتے ہی اس کی مسکراہٹ پھیکی پڑ گئی اور چہرے پر پریشانی چھا گئی۔

زینب پچھلے دو تین مہینوں سے عمر کے رویے پر خاصی پریشان تھی۔رات کو وہ دیر سے گھر آتا تھا۔چھٹی کا دن بھی وہ گھر سے باہر گزارتا تھا۔عمر نے اس سے بات کرنا بھی بند کر دیا تھا۔گھر میں زیادہ تر وقت وہ اپنے موبائل پر کالز اٹینڈ کرتے ہوئے گزارتا تھا۔زینب

نے کئی بار عمر سے اس کے عجیب رویے کے بارے میں پوچھا مگر عمر ہر بار کام کی زیادتی کو وجہ بنا کر بات ٹال دیا کرتا تھا۔

وہ شکی بیویوں کی طرح عمر پر شک نہیں کر رہی تھی مگر دور کہیں وہ جانتی تھی عمر اس سے کچھ چھپا رہا تھا کیونکہ عمر پہلے بھی کئی بار کام کی زیادتی کا شکار ہوئے تھے لیکن اس نے کبھی بھی زینب اور شایان کو یوں نظر انداز نہیں کیا تھا، جس طرح اب کر رہا تھا۔ آج بھی عمر ناشتہ کیے بغیر آفس چلا گیا تھا۔ زینب نے عمر کو ناشتہ کھلانے کے لیے روکنے کی بہت کوشش کی مگر عمر یہ کہتا چلا گیا آج صبح اس کی بہت ضروری میٹنگ ہے اور وہ دیر نہیں کر سکتا تھا۔

وہ آئینے کے سامنے عکس کو یونہی بے مقصد گھور رہی تھی جب گھر کا لینڈ لائن نمبر بجا۔ وہ اپنے کمرے سے باہر نکلی اور گھر کے چھوٹے سے برآمدے میں آ گئی جس میں لکڑی کے چھوٹے سے شیلف پر نارنجی رنگ کا ٹیلی فون رکھا ہوا تھا۔ فون تیزی سے تھرتھرا رہا تھا۔

زینب نے ٹیلی فون کا رسیور کان پر لگایا۔ شایان بھی چھوٹے چھوٹے قدم لیتا برآمدے میں کھڑی اپنی ماں کو دیکھنے آ گیا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ہیلو!"

شایان نے دیکھا یہ کہنے کے بعد اس کی ماں کے تاثرات بدل گئے تھے جو وہ اس عمر میں سمجھنے سے قاصر تھا۔

* *

اشفاق کے لاؤنج میں اس وقت عزاہ کی خاطر تواضع کی جا رہی تھی۔ اس کے سامنے میز پر نمکو، بسکٹ، چائے اور بھی دیگر لوازمات رکھے ہوئے تھے۔ عزاہ کے منع کرنے کے باوجود نوال نے میزبانی میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔ ان کی بیٹی اتنے دنوں بعد گھر آئی تھی۔ اتنا سب کچھ کرنا تو بنتا تھا۔

عزاہ جائی یانہ کو اپنے معمول کے بارے میں بتا رہی تھی۔ اسی وقت گھر کا بیرونی دروازہ کھلنے کی آواز آئی۔ اگلے پل انہوں نے اشفاق کو لاؤنج میں داخل ہوتے دیکھا۔ ان کے ہاتھ میں آفس کا بیگ تھا اور وہ خاصا تھکے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔ آج وہ عام دنوں کی نسبت جلدی گھر آ گئے تھے۔

انہوں نے سامنے صوفے پر بیٹھی عزاہ کو دیکھا تو ٹھٹھک کر رک گئے۔ ان کے چہرے پر چھائی تھکن اڑ گئی۔ اب چہرے پر سنجیدگی پھیل چکی تھی۔

"پندرہ منٹ بعد میرے کمرے میں آجانا۔" سنجیدگی سے کہتے ہوئے اشفاق واپس مڑ گئے۔ جائی یانہ اور عزاہ نے ناسمجھی سے ایک دوسرے کو دیکھا۔ پندرہ منٹ گزرنے تک ان دونوں کے درمیان کوئی بات نہیں ہوئی۔

پندرہ منٹ بعد عزاہ اشفاق کے کمرے میں چلی گئی۔ اسے اشفاق سامنے بیڈ پر بیٹھے دکھائی دیئے۔ انہوں نے دفتری لباس اتار کر سادہ شلوار قمیض پہن لی تھی۔ اس وقت وہ کلائی میں بندھی اپنی گھڑی اتار رہے تھے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"دروازہ بند کرو اور ادھر بیٹھ جاؤ!" اشفاق نے عزاہ کی طرف دیکھے بنا تحکمانہ انداز میں کہا۔

عزاہ نے ویسا ہی کیا جیسا اشفاق نے اسے کہا تھا۔ وہ خاموشی سے اشفاق کے پہلو میں آ کر بیٹھ گئی۔ اس کی نظریں اپنی گود پر تھی۔

"تم شایان کی مرضی سے یہاں آئی ہو؟" بیٹی کی خیر خیریت پوچھنا اشفاق کو یاد نہیں رہا تھا۔

"جی!" عزاہ نے نظریں جھکائے جواب دیا۔

"شایان کو تم سے کوئی شکایت تو نہیں ہے نا؟" اشفاق عزاہ کو ٹٹولتی نگاہوں سے گھور رہے تھے۔

Clubb of Quality Content

عزاہ سمجھ نہیں پائی اسے کیا کہنا چاہیے۔ اشفاق کے سامنے سچ وہ کہنا نہیں چاہتی تھی اور جھوٹ بولنے کا اس کا من نہیں تھا۔ اس کے جواب نہ دینے پر اشفاق کے چہرے پر مایوسی اتر آئی۔

"میں جانتا تھا تم نے ابھی تک اس رشتے کو قبول نہیں کیا ہے۔" اشفاق نے تاسف سے کہا جبکہ عزاہ نے حیرت سے سر اٹھا کر اشفاق کو دیکھا۔ یہ سچ نہیں تھا۔ وہ سچائی بتانے کے لیے لب کھولتی، اس سے پہلے ہی اشفاق نے ہاتھ اوپر اٹھا کر اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔

"تم جانتی ہو روز میں جب لوگوں کی سوال کرتی نظریں، خود پر دیکھتا ہوں تو کیسا محسوس ہوتا ہوں۔ مجھے اپنے آپ سے نفرت ہونے لگ جاتی ہے۔ اس بد بخت کا نام دنیا والوں نے میرے لیے گالی بنا دی ہے۔ تم یہ چاہتی ہو تمہارا نام بھی میرے لیے گالی بن جائے۔" اشفاق نے ڈانٹتے ہوئے عزاہ سے پوچھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"نہیں بابا آپ۔۔۔" عزاہ کی صفائی کو اشفاق نے دوبارہ سننے کے قابل نہ سمجھا۔

"بس مجھے کچھ نہیں سننا ہے۔ تمہارا گھر تمہارا سسرال ہے۔ وہی رہا کرو۔ میرے گھر آنے اور یہاں رہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا شایان تمہارے ساتھ کیسا سلوک رکھتا ہے۔ وہ اگر تمہیں مارے پیٹے تو بھی اس گھر میں آنے کی ضرورت نہیں

ہے۔"اشفاق کے چہرے پر سفاکیت پھیل گئی تھی۔وہ کچھ دیر کے لیے خاموش ہوئے۔

عزاہ کے دل کا بوجھ مزید بھاری ہو گیا۔اشفاق کچھ دیر بعد مدھم آواز میں بولیں۔

"کوشش کرنا شایان تمہیں طلاق نہ دے اور اگر اس نے تمہیں طلاق دے دی تو اس گھر میں قدم مت رکھنا۔زینب سے ہمارے گھر کے راستے میں جو قبرستان آتا ہے وہاں جا کر تم خود کو دفن کر لینا۔"اشفاق نے اپنی بات مکمل کی اور عزاہ کو دیکھا۔

"اب تمہیں چلے جانا چاہیے۔"عزاہ کے چہرا اپھیکا پڑ گیا تھا۔وہ خاموشی سے اٹھی اور بوجھل قدم کے ساتھ کمرے سے جانے لگی۔عزاہ کو جاتا دیکھ کر اشفاق کے تاثرات ڈھیلے ہو گئے۔انہیں دیکھ کر ایسا لگ رہا تھا جیسے انہوں نے اپنی زندگی کی جمع پونجی ہار دی ہو۔وہ اولاد کے لیے اتنا تلخ نہیں ہونا چاہتے تھے مگر وہ مجبور تھے لیکن کیا وہ واقعی میں مجبور تھے؟؟؟

* *

"آپ کا کیا مطلب ہے؟ عمر آفس پہنچے ہی نہیں ہیں؟" زینب نے حیرت سے پوچھا۔ "لیکن وہ تو صبح سویرے آفس کے لیے نکل گئے تھے۔"

"وہ آفس نہیں پہنچے ہیں۔ اگر آپ کا ان سے رابطہ ہو تو انہیں بتا دیجیے گا ان کی ایک کلائنٹ سے میٹنگ ہے۔ اس لیے جلد از جلد آفس پہنچیں۔" دوسری طرف سے مردانہ آواز آئی۔ وہ آواز جذبات سے عاری تھی۔

"اچھا!" زینب نے غائب دماغی سے کہہ کر کال کاٹ دی۔

زینب کچھ دیر ٹیلیفون کو گھورتی رہی۔ پھر اس پر موجود بٹن دبانے لگ گئی۔ اس نے ریسیور دوبارہ کان پر لگالیا۔ دوسری طرف سے کال نہیں اٹھائی گئی۔ زینب بار بار اسی فون نمبر پر کال کرتی رہی۔ آخر کار اس کی کال اٹھالی گئی۔

عمر کی جھنجھلائی آواز اس کی سماعتوں میں گونجی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"یار کیا ہے؟ میں میٹنگ میں تھا۔ بولو کیا آفت ٹوٹ پڑی ہے؟"

"تم کہاں ہو؟" زینب نے کھوئی ہوئی آواز میں کہا۔

"میں نے کہاں ہونا ہے؟ آفس میں ہی ہونگا۔" عمر نے چڑ چڑے اندر میں جواب دیا۔ پھر پوچھا۔ "صاف صاف بتاؤ کال کیوں کی ہے؟"

زینب کا سر گھومنے لگا۔

"آفس سے کال آئی تھی۔ وہ تمہیں بلا رہے رہیں۔" دوسری طرف موت کا سناٹا چھا گیا۔ یہ سناٹا زینب کے دل میں وہم اور وسوسوں کا طوفان جنم دینے لگ گیا۔

"زینب میری بات سنو تم جو سمجھ رہی ہو ایسا۔۔۔" زینب نے کال کاٹ دی اور زمیں پر بیٹھ گئی۔ اس کی آنکھیں خشک تھیں مگر اسے اپنے انگ انگ میں خوف اترتا محسوس ہو رہا تھا۔ اس نے خود کو سمیٹ لیا۔ شایان آہستہ آہستہ چھوٹے چھوٹے قدم لیتا ماں کے پاس آیا اور ماں کے پاؤں سے لگ گیا۔ زینب نے شایان کو پکڑا اور سینے سے لگا لیا۔ اسے اس وقت اپنے مستقبل سے خوف آرہا تھا۔

* *

اشفاق کے کمرے سے نکل جانے کے بعد وہ گھر واپس چلی گئی۔ اماں اور جائی یانہ نے روکا مگر اس نے نہیں سنی۔ اس نے ڈرائیور کو بلایا اور اس کے ساتھ واپس زینب کے گھر چلی گئی۔

اس نے جیسے ہی گھر کا دروازہ کھولا، اس کا زینب سے سامنا ہوا۔ وہ اسے دیکھ کر حیران ہوئیں۔ عزاہ کا چہرہ ابھی تک اترا ہوا تھا۔

"تم اتنی جلدی کیوں آگئی؟" زینب نے حیرت سے پوچھا۔

"ان لوگوں کو شاپنگ پر جانا تھا۔ میری وجہ سے انہیں دیر ہو رہی تھی، اس لیے جلدی آگئی۔" عزاہ نے بہانہ بنایا۔

"اچھا!"زینب نے سمجھتے ہوئے سر ہلایا۔ پھر پوچھا۔

"تم نے آج جو گھر میں ہوا اس کے بارے میں تو کسی کو کچھ نہیں بتایا ناں؟"

"نہیں!"

نفی میں سر ہلانے کے بعد، پھپھو کو وہی کھڑا چھوڑ کر، عزاہ سیڑھیاں چڑھ کر اپنے کمرے میں پہنچ گئی۔ اس نے دروازہ بند کر دیا اور صوفے پر اپنا پرس رکھ کر خود بھی وہی بیٹھ گئی۔

اس کی آنکھوں کے سامنے صبح کا منظر گھوما۔

(پورا گھر ڈائننگ ہال میں بیٹھا ناشتہ کرنے میں مصروف تھا۔ اسی وقت عزاہ کو کھانا کھاتے ہوئے کھانسی آ گئی۔ زینب نے جلدی سے عزاہ کو پانی کا گلاس دیا۔ کچھ دیر میں عزاہ سنبھل گئی۔

"تمہاری طبیعت ٹھیک ہے عزاہ؟"زینب نے اسے متفکر نگاہوں سے دیکھا۔

"جی بس گلے میں خراش ہے۔"عزاہ نے گلے کو مسلتے ہوئے کہا۔

"امم ہمم اچھا!"زینب نے سمجھتے ہوئے سر ہلایا۔

"بھائی آپ عزاہ کا خیال نہیں رکھتے۔"نمرہ کا ہاتھ عزاہ کے کندھے پر تھا۔

"اتنا آرام تو اسے دیا ہوا ہے۔اب اسے خود ہی مظلوم بننے کی عادت ہے تو میں کیا کروں؟" شایان نے ناگواری سے کہا۔

"شایان تمیز سے بات کرو۔بیوی ہے تمہاری!"زینب نے شایان کو ٹوکا۔

"جی سارے ادب و آداب کے لیکچر تو میرے لیے ہی لکھے ہیں۔باقی سب تو یہاں بہت تمیز دار ہیں۔"شایان اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور ڈائننگ ہال سے باہر نکل گیا۔

"جا کر اسے روکو!"زینب نے عزاہ کو کہا۔عزاہ یہ سن کر کشمکش کا شکار ہو گئی۔وہ جانا نہیں چاہتی تھی لیکن پھپھو کو منع کیسے کرتی۔

آخر کار ہمت کر کے وہ اٹھی اور شایان کو بلانے کے لیے چلی گئی۔اس نے شایان کو سیڑھیوں پر سے اترتے دیکھا۔وہ آفس کا بیگ اور فائلز اٹھانے کمرے میں گیا تھا۔

وہ شایان کے پاس گئی۔

"شایان پھپھو نے آپ کو بلایا۔۔"شایان نے عزاہ کی بات مکمل نہ ہونے دی۔

"اوہ پلیز اپنی ڈرامے بازی ماما کو دکھایا کرو۔وہ ہی یہ سب برداشت کر سکتی ہیں۔میرے پاس اتنا حوصلہ نہیں کہ تمہاری شکل بار بار دیکھوں۔"شایان کا چہرہ غصے سے تمتمارہا تھا۔"تم نے میری زندگی خراب کر دی ہے۔پہلے میری زندگی کی خوشیاں تمہاری بد کردار بہن کھا گئی اور اب تم میرے گھر والوں کو مجھ سے بد گمان کرنے لگ گئی ہو۔آخر میں نے تم لوگوں کا بگاڑا کیا تھا۔"شایان کی آواز اتنی اونچی تھی کہ زینب اور نمرہ بھی ڈائننگ ہال سے باہر نکل آئے۔

"کاش تم میری زندگی میں آئی ہی نہ ہوتی۔پتہ نہیں کونسی منحوس گھڑی تھی جب تمہارے باپ نے تمہیں میرے سر پر مسلط کر دیا تھا۔اتنی ذلت سہنے کے بعد بھی تم اپنے گھر واپس نہیں جاتی۔پتہ نہیں کیسی عورت ہو تم!"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

آخری بات شایان نے حد درجہ حقارت سے کہی تھی۔ اس کے بعد وہ کسی کو دیکھے بنا گھر کے داخلی دروازے کی جانب بڑھ گیا۔ زینب نے شایان کو روکنے کے لیے لب کھولیں مگر پھر دوبارہ بند کر دیے۔ نمرہ پریشانی اور کسی قدر خوف سے سارا منظر دیکھ رہی تھی۔ شایان نے گھر کا بیرونی دروازہ زور سے بند کر دیا۔ عزاہ کو اپنی بصارت دھندلی ہوتی دکھائی دی۔ کچھ دیر تک عزاہ دروازے کو تکتی رہی۔ اسے ہوش تب آیا جب کسی نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکا۔ عزاہ کو کرنٹ لگا۔ اس نے مڑ کر دیکھا تو اسے پھپھو اپنے پاس کھڑی ملیں جبکہ نمرہ ماں کے پیچھے کھڑی تھی۔ اسے ملازم بھی دکھائی دینے لگے جنہوں نے یہ تماشا کان لگا کر سنا تھا۔

عزاہ کو بے تحاشا ہتک محسوس ہوئی۔ اس نے زینب کا ہاتھ نرمی سے اپنے کندھے سے ہٹایا اور کسی کو دیکھے بغیر اپنے کمرے میں چلی گئی۔)

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

منظر ابھر کر معدوم ہوا اور عزاہ اپنے حال میں واپس آ گئی۔ صبح ہوئے واقع کی وجہ سے اس کا دل کافی بوجھل تھا۔ اس نے سوچا تھا اپنی ماں یا بہن سے بات کر کے اپنا دل ہلکا کر لے گی مگر وہاں بھی اس کی کوئی گنجائش نہیں تھی۔

شوہر کے نزدیک باپ کا گھر اس کا گھر تھا اور باپ کے نزدیک شوہر کا گھر اس کا گھر تھا لیکن دونوں گھر ہی اس کے گھر نہیں تھے۔ دونوں مرد اس کے محرم تھے مگر دونوں اس کے محرم نہیں بن پائے۔ شوہر اور باپ دونوں کے دلوں پر وہ کبھی راج ہی نہیں کر پائی۔ دونوں میں سے وہ کسی کی ذمہ داری نہیں تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

****

نکاح کا دن

اشفاق کے گھر پر آج کا دن کافی حبس زدہ اترا تھا۔ جائی یا نہ کا ذہنی تناؤ عروج پر تھا۔ اس نے ناشتہ اور دوپہر کا کھانا بھی نہیں کھایا تھا۔ اس کا کمرہ اس وقت تاریکی کا شکار تھا۔ اس نے بیڈ کے اوپر موجود کھڑکی کے پردے نہیں ہٹائے تھے۔ وہ کچھ دیر کے لیے اس اندھیرے میں گم ہو جانا چاہتی تھی۔ اسے نچلی منزل کی گہما گہمی اپنے کمرے میں بیٹھے ہوئے محسوس ہو رہی تھی۔ اس نے ایک نظر دیوار پر لگی گھڑی کو دیکھا جو دوپہر کے دو بجنے کا عندیہ اسے سنا رہی تھی۔ پانچ بجے میک اپ آرٹسٹ نے اسے تیار کرنے پہنچ جانا تھا۔ اس کے پاس اس تنہائی میں زندگی گزارنے کے صرف کچھ گھنٹے باقی تھے۔ اس کے بعد اس کی زندگی تہس نہس ہونے کی تیاریاں شروع ہو جائیں گی۔ اس کا دماغ سن ہوئے جا رہا تھا۔

اس نے نائلہ سے بھی کوئی بات نہیں کی تھی۔ نوال کی ہدایت کے مطابق اس نے سات دن زیادہ تر کمرے میں بند رہ کر کاٹے تھے۔ اس نے نوال اور اشفاق سے کوئی بات نہیں کی تھی۔ بس چلتے ہوئے وہ لوگ سرسرے انداز میں اس کی طرف دیکھ لیتے تھے۔

وہ نوال کے تھپڑ مارنے پر اب غصہ نہیں تھی لیکن اسے ابھی بھی دکھ تھا کہ اس کی ماں نے ام ہانی کو اس پر ترجیح دی تھی۔ خالہ کی لالچ دیکھ کر بھی اس کی ماں نے ان کی طرف داری کی۔ اسے عالیہ کے بھاگنے پر اس طرح مجرم سمجھا جا رہا تھا جیسے جائی یا نہ نے عالیہ کی بھاگنے میں مدد کی ہو۔ اس ایک ہفتے میں اس کا دل عالیہ کے نام تک سے نفرت کرنے لگ گیا تھا۔ عالیہ کی خود غرضی اس کی دونوں بہنوں پر عذاب بن گئی تھی۔ کیا ہوتا اگر وہ خاموشی سے شایان سے نکاح کر لیتی؟ ان دونوں کی جان تو یوں عذاب میں نہ آتی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

* *

اب اگر ہم آپارٹمنٹ میں عالیہ کو دیکھنے آئیں، تو وہ اس وقت ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑی تھی۔ اس نے کالے رنگ کی اسٹائلش فراک پر کالے رنگ کا پاجامہ پہنا ہوا تھا۔ اس نے

لال رنگ کا ٹنٹ اپنے گالوں اور ہونٹوں پر بلینڈ کر لینے کے بعد اپنا چہرہ دیکھا۔ اس نے آج بہت ہلکا میک اپ کیا تھا۔ وہ جانے کے لیے بالکل تیار تھی۔

آج اسے اپنی دوست فاطمہ سے ملنا تھا۔ وہ اسے کل ہی شاپنگ مال میں ملی تھی جب آریان اور عالیہ شاپنگ کر رہے تھے۔ فاطمہ کو عالیہ کے گھر چھوڑ کر چلے جانے کا پتہ تھا اور اسی سلسلے میں وہ اس سے تفصیل پوچھنا چاہتی تھی۔ آریان اس وقت عالیہ کے پاس نہیں موجود نہیں تھا بلکہ کال پر بات کر رہا تھا۔ وہ نہیں جانتا تھا عالیہ فاطمہ سے بات کر رہی تھی۔ عالیہ نے آریان کو دیکھتے ہوئے اسے کل ریستوران میں ملنے کا کہہ دیا تھا۔ وہ اس سے اکیلے میں بات کرنا چاہتی تھی۔

جہاں تک معاملہ عالیہ اور آریان کی لڑائی کا تھا تو دونوں نے دو دن بعد ہی دوبارہ بات چیت کرنا شروع کر دی تھی۔ ان دونوں نے اس دفعہ ایک دوسرے سے معافی نہیں مانگی تھی بلکہ خاموشی سے ایک ساتھ پہلے کی طرح رہنے لگ گئے تھے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

آریان اپنے کسی دفتری کام کے سلسلے میں آج کراچی گیا تھا۔اس کی واپسی شام تک متوقع تھی۔عالیہ کو یہ وقت باہر جانے کے لیے بہت اچھا لگا تھا۔ویسے بھی اب اسے آریان کو بتانا نہیں پڑے گا وہ فاطمہ سے ملنے گئی تھی ورنہ وہ اسے پرانی دوستوں سے ملنے پر ضرور منع کرتا۔

عالیہ نے اپنا بیگ اٹھایا اور اپنے بالوں کو کمر پر گرنے کے لیے کھلا چھوڑ دیا۔وہ جیسے ہی اپارٹمنٹ سے باہر نکلی،اسے تیز گرم لو اپنے انتظار میں کھڑی ملی۔وہ گرمی کو برداشت کرتی اپنی دوست سے ملنے کے لیے جانے لگی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

****

عزاہ اس وقت الماری کے سامنے کھڑی تھی۔الماری میں کپڑے سلیقے سے رکھے ہوئے تھے۔عزاہ مایوس نگاہوں سے کپڑوں کو دیکھ رہی تھی۔اس کے پاس کہنے کو تو بہت سے

کپڑے تھے مگر آج جائی یا نہ کے نکاح کی تقریب میں پہننے کے لیے کوئی بھی لباس اسے مناسب نہیں لگ رہا تھا۔ اسے خود پر غصہ بھی آرہا تھا کہ کاش یہ کام وہ کل یا پرسوں کر لیتی تاکہ کوئی ڈھنگ کا جاڑا خرید لاتی۔

جب پوری الماری کا جائزہ کر لینے کے بعد کچھ بھی آج کی تقریب میں پہننے کے لیے موزوں نہ لگا تو اس نے بیزاری سے الماری کا پٹ بند کر دیا۔

وہ بیڈ کے پاس آئی اور دھم سے بیٹھ گئی۔ دوپہر کے دو بج رہے تھے۔ پانچ بجے تک اسے اپنے ماں باپ کے گھر جانا تھا۔ آخر کو اس کی بہن کا نکاح تھا۔ اب اتنی سی دیر میں وہ اپنے ناپ کے کپڑے کہاں سے ڈھونڈیں گی۔

وہ کسی سے مانگ بھی نہیں سکتی تھی۔ ایک سیکنڈ۔۔۔!

عزاہ کے دماغ کی سوئی اس پر اٹک گئی۔ وہ ایک شخص سے مانگ سکتی تھی۔ وہ فوراً سے بیڈ پر سے اٹھی۔ کچھ دیر پہلے والی بیزاری غائب ہو گئی تھی۔ وہ تیزی سے کمرے سے باہر نکلی۔ کمرے کے باہر راہداری میں ملازمہ اس کی مخالف سمت سے آرہی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"سنو! نمرہ کہاں پر ہے؟" عزاہ رک گئی اور ملازمہ سے پوچھا۔ ملازمہ بھی بات کا جواب دینے کے لیے رک گئی۔

"بی بی جی! نمرہ بی بی تو صبح سے باہر گئی ہوئی ہیں!" عزاہ کا چہرہ تھوڑا سا اتر گیا۔

"اس نے بتایا تھا وہ کتنی دیر میں آئے گی؟" عزاہ نے پوچھا۔

"نہیں بی بی جی! یہ تو نہیں بتایا۔" ملازمہ کا نفی میں ہلتا سر دیکھ کر عزاہ کا چہرہ مزید اتر گیا۔

"اچھا تم جاؤ، اپنا کام کرو اور نمرہ جیسے ہی گھر آئے مجھے فوراً بتانا۔" ملازمہ سر ہلاتے ہوئے اس کے پاس سے ہو کر آگے چلی گئی جبکہ عزاہ منہ بناتی اپنے کمرے میں چلی گئی۔

* *

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

عالیہ اسی ریسٹوران کے سامنے کھڑی تھی جہاں آریان اور عالیہ شادی سے پہلے ایک دوسرے سے ملا کرتے تھے۔ اس نے فاطمہ کو بھی اسی ریسٹوران میں آنے کا کہا تھا۔ عالیہ جیسے ہی ریسٹوران میں داخل ہوئی بھوری دیواروں والے ریسٹوران نے اے سی کی ٹھنڈی ہوا سے اس کا استقبال کیا۔ ریسٹوران میں آج ضرورت سے زیادہ رش تھا۔ وہ آگے بڑھ کر اپنے لیے ایک خالی میز تلاش کرنے لگ گئی۔ آخر کار اسے بالکل آخر میں ایک میز مل گئی۔ اس کے پیچھے والی میز بھی اس وقت خالی تھی۔ عالیہ کونے والی میز پر بیٹھ گئی اور ادھر ادھر جھانکا۔ عالیہ جس میز پر بیٹھی تھی یہاں سے ریسٹوران میں آتا ہوا کوئی بھی شخص اسے دیکھ نہیں سکتا تھا۔ یہاں تک کہ قریب والی میز پر بھی جب تک کوئی اس پر غور نہیں کرتا اسے دیکھ نہیں سکتا تھا مگر وہ یہاں پر آرام سے سب کو دیکھ سکتی تھی۔ کچھ دیر انتظار کرنے کے بعد عالیہ کے موبائل پر میسج آیا جسے دیکھ کر عالیہ کا منہ بن گیا۔

"عالیہ مجھے ایک ضروری کام ہے۔ میں آج نہیں آپاؤں گی۔"

اس کا اتنی گرمی میں یہاں آنے کا کیا فائدہ ہوا۔عالیہ نے بیزاری سے فون پرس میں ڈالا اور جانے لگی۔ تبھی اس کی پچھلی میز کی کرسیاں پیچھے کھسکتی سنائی دی اور شناسا آوازیں کانوں میں گونجی۔عالیہ کی اس میز کی جانب پشت تھی۔اس لیے وہ انہیں دیکھ نہیں سکتی تھی لیکن یہ دونوں آوازیں شناسا تھیں۔

"اسے کیا بول کر آئے ہو تم؟"زنانہ آواز اس کی سماعت میں گونجی۔

"اسے بتایا ہے میں کام سے کراچی گیا ہوں۔"مردانہ آواز سن کر عالیہ کی آنکھیں حیرت سے کھل گئیں۔

"تم نے صحیح کیا۔اس طرح تم آج امی جان کے ساتھ رہو گے۔"زنانہ آواز نے امی جان کافی تعظیم سے کہا تھا۔

"شام کو واپس اس مصیبت کے پاس جانا ہے۔"مردانہ آواز میں اب بیزاری پھیل گئی تھی۔"ویسے اس کی دوسری بہن کا تم کیا کرو گی؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ہاں اس کو میں دوسرے نمبر سے کچھ ایسے میسجز کروں گی جس سے اس کے شوہر کو لگے گا، اس کا کسی لڑکے کے ساتھ افیئر ہے۔ میری پوری کوشش کروں گی میرے میسجز اس کے شوہر کی موجودگی میں اس تک پہنچیں اور اس کا شوہر دیکھ پائے لیکن اگر وہ نہ بھی دیکھ پایا تو بھی اس کے شوہر کو میسجز دکھانے کا موقع میں کسی طرح ڈھونڈ ہی لوں گی۔" زنانہ آواز میں اب ایک عزم تھا۔ "اب تم بتاؤ، تم نے اپنے اس کزن کو شیشے میں اتار لیا ہے؟ وہ ہمارا کام تو کر دے گا ناں؟"

"ہاں وہ کر دے گا۔ تم بے فکر ہو جاؤ۔" اس دفعہ مرد نے سامنے موجود لڑکی کو تسلی دی۔

"تمہیں یقین تو ہے نا؟ ایسا نہ ہو وہ اپنی بہن کو سب پہلے سے بتا دے اور تقریب میں جائے بغیر ہی اس کی بہن اس کی باتوں پر یقین کر بیٹھے۔"

"فکر نہ کرو۔ اس کی بہن پیار میں اندھی اور اول درجے کی بیوقوف ہے۔ وہ اس سے ثبوت ضرور مانگے گی اور میں نے اسے بول دیا ہے ثبوت اسے تب ہی ملیں گے جب وہ ہماری بات مانے گا۔" اس کا لہجہ پر اعتماد تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اچھا!"زنانہ آواز ابھی بھی تذبذب کا شکار تھی۔ پھر اس نے موضوع بدل دیا۔

"اور تمہاری بیوی؟اس کا بتاؤ۔اسے تو شک نہیں ہوا نا؟ایسا نہ ہو وہ ہمارا بنایا کھیل بگاڑ دے۔"عورت کی بات سن کر مرد نے تیز آواز میں قہقہہ لگایا۔اس قہقہے میں موجود تضحیک کسی بھی سننے والے کو محسوس ہو سکتی تھی۔عالیہ کے ہاتھ پاؤں ٹھنڈے پڑنے لگے۔

"اس پاگل عورت کو کبھی مجھ پر شک نہیں ہو سکتا۔اس کی سوئی تو بس اسی پر اٹکی رہتی ہے ماما کو منا لو!ماما کو منا لو!"اس آدمی نے ایک زنانہ آواز کی نقل اتاری۔

"اس کی سوئی اس پر سے ہٹے گی تو وہ اپنی ناک کے نیچے ہوتے تماشے دیکھ پائے گی؟"

"چلو اچھی بات ہے۔اسے اسی بات پر الجھا رہنے دو۔وہ ویسے بھی چھوٹی چھوٹی چیزوں کو لے کر زیادہ پریشان ہو جاتی ہے۔اس کے لیے یہی بہتر ہے۔"لڑکی کی آواز بھی اب بے فکر تھی۔

"ویسے کام ہونے کے بعد تم اسے اپنے ساتھ رکھو گے؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"بس رہنے دو۔ اتنا عرصہ رہ لیا یہی بہت ہے۔" اس دفعہ آدمی نے کچھ اکتائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تم تو کہتے تھے تمہیں اس سے محبت ہے۔ تم نے تو اس کے حسن پر غزلیں پڑھی ہیں۔" اس دفعہ لڑکی کی آواز میں شوخی تھی۔ صاف ظاہر تھا وہ سامنے موجود شخص کو چڑا رہی تھی۔

"میں نے بس لفظوں کے ذریعے اسے شیشے میں اتارا ہے۔ عورتیں بہت بیوقوف ہوتی ہیں۔ وہ زبانی وعدوں اور تھوڑی سی توجہ کو محبت مان بیٹھتی ہیں۔ ایسی عورتوں کو پگھلانے کے لیے بس مرد کے پاس اچھے اور خوبصورت الفاظ ہونے چاہیے۔ مرد کے پاس جتنے اچھے الفاظ، عورت کے نزدیک اتنی سچی محبت!" لہجے میں تضحیک ہی تضحیک تھی۔ "میں ایسی عورت سے کیوں محبت کروں جو محبت کو گھر والوں کی عزت پر ترجیح دیتی ہو؟"

عالیہ کا دماغ گھوم گیا۔ اب پچھلی میز پر سے کیا آوازیں آ رہی تھی۔ وہ لوگ کیا باتیں کر رہے تھے۔ اسے کچھ سنائی نہیں دے پا رہا تھا۔ اس کا دماغ الٹ رہا تھا۔

"امی جان ہم دونوں سے بہت خوش ہیں۔ اشفاق کا خاندان تباہ کر کے ہی ان کا بدلہ پورا ہو گا۔"

"ویسے یہ سب تمہاری وجہ سے ہوا ہے۔ میں نے کبھی نہیں سوچا تھا میری کوئی بہن ہو گی اور وہ اتنی چالاک ہو گی۔"

ایک سیکنڈ کیا اس مرد نے اپنے ساتھ موجود لڑکی کو بہن کہا تھا۔ عالیہ نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ اسے لگا شاید یہ سب اس کے کانوں کا دھوکا ہو۔ اسے اپنے پیچھے وہ دونوں دکھائی دیئے۔ ایک وجیہہ مرد اور اس کے سامنے بیٹھی لڑکی جو لڑکے کو بھائی پکار کر کوئی بات کر رہی تھی۔ یہ سب کیا تھا۔ مطلب یہ سب کیسے ہو سکتا تھا۔ وہ میز پر سے کھڑی ہو گئی مگر دماغ ابھی تک سن تھا۔

اس کے دماغ میں بس بیوقوف لفظ گونج رہا تھا۔ وہ غائب دماغی سے چلنے لگی۔ وہ کب ریستوران سے نکلی، کب اس نے سڑک پار کی، کس طرح وہ پارک میں پہنچی اور کب اس نے بنچ پر بیٹھنے کا سوچا اسے کچھ معلوم نہیں تھا۔

گرم دوپہر اب کہیں بھی نہیں تھی۔ بینچ پر چاروں طرف دھوپ کی روشنی تھی مگر اسے ہر طرف اندھیرا چھاتا دکھائی دے رہا تھا۔ اپنے ہاتھ میں جگمگاتی انگوٹھی کو دیکھ کر اس کے دل میں ضربیں لگنا شروع ہو گئیں۔

اسے یقین نہیں آرہا تھا یہ سب اس کے ساتھ ہو سکتا ہے۔ اس نے ایسا تو کبھی بھی نہیں سوچا تھا۔ اس مرد تک تو یہ بات ٹھیک تھی مگر وہ لڑکی!

وہ لڑکی۔۔۔۔!

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

* *

حبس زدہ دن کی حبس زدہ شام آسمان پر اتر آئی تھی۔ پورا ماحول گھٹن کا شکار تھا۔ ہر ذی روح کی جان نڈھال ہو رہی تھی۔

تقریب گھر کے لان میں ہونی تھی۔ دولہا دلہن کے لیے اسٹیج بھی بنایا گیا تھا جسے لال رنگ کے قالین نے ڈھانپ دیا تھا۔ اسٹیج کے پچھلی طرف لکڑی کے ایک بڑے تختے سے دیوار بنا دی گئی تھی اور اس کے کناروں کو لال اور سنہری پھولوں سے بھر دیا تھا۔ اس کے بالکل درمیان میں "نکاح مبارک" کے الفاظ سنہرے رنگ میں لکھے گئے تھے۔ سفید شلوار قمیض پہنے اشفاق اور بلیک تھری پیس سوٹ پہنے رضوان اپنی زیر نگرانی ملازمین سے کام کروا رہے تھے۔ مہمان اب بس آنے ہی والے تھے۔

گھر کے اندر آتے جائی یا نہ اپنے کمرے میں بند، میک اپ آرٹسٹ سے تیار ہو رہی تھی بلکہ اب تو ہو بھی چکی تھی۔ اس نے اسکن رنگ کا لہنگا پہنا ہوا تھا جس پر مختلف رنگوں سے کڑاہی ہوئی تھی۔ میک اپ عام دنوں کے لحاظ سے کچھ زیادہ تھا۔ بالوں کو عجیب طرح سے اسٹائل دے کر کھلا چھوڑا ہوا تھا۔ میک اپ آرٹسٹ اس کے سر پر ڈوپٹہ سیٹ کر رہی تھی۔ سر پر ڈوپٹہ سیٹ کرنے کے بعد، میک اپ آرٹسٹ اپنا سامان سمیٹنے لگ گئی۔ اسی وقت اماں کمرے میں آئیں۔ انہوں نے لان کا برینڈڈ تھری پیس سوٹ پہنا ہوا تھا۔ لباس کا

رنگ سفید تھا۔ سر پر ڈوپٹہ اچھے سے جما تھا اور چہرا بے تاثر تھا۔ انہوں نے پہلے جائی یانہ کو، پھر سامان سمیٹتی میک اپ آرٹسٹ کو دیکھا۔ پھر وہ کچھ دیر کے لیے خاموش رہیں اور میک اپ آرٹسٹ کے جانے کا انتظار کرنے لگیں۔

جیسے ہی میک اپ آرٹسٹ کمرے سے باہر گئی، جائی یانہ کھڑی ہو گئی۔ ہیل پہننے کی وجہ سے وہ کافی دراز قد دکھائی دیتی تھی۔ وہ قدم قدم بڑھی اور ماں کے سامنے کھڑی ہو گئی۔

نوال اپنی سنہری آنکھوں سے سانولی رنگت والی لڑکی کو دیکھے گئیں۔

"اب تمہاری شادی عیسیٰ سے ہو جائے گی رخصتی بھلے ابھی نہیں ہو رہی ہے مگر اب وہ تمہارا شوہر ہے۔ تم نے اس کی ہر۔۔۔"

جائی یانہ نے سپاٹ انداز میں ماں کی بات کاٹی۔

"جانتی ہوں! اس کی ہر بات مانتی ہے۔ وہ اگر مارے تو اسے اس کا احسان سمجھوں۔ اپنی خواہشات، اپنے خواب قبول ہے کہہ کر دفن کر دوں۔ عیسیٰ کو اپنا سب کچھ تسلیم کر لوں۔ جانتی ہوں!"

نوال نے تاسف سے بیٹی کو دیکھا۔

"تم بلاوجہ بیچارے بچے سے بد گمان ہو۔"

جائی یانہ یہ بات سن کر طنزیہ مسکرائی۔

"خدا کرے آپ کو کبھی پتہ چلے اس سب صورتحال میں بیچارا کون تھا۔"

اس کے بعد جائی یانہ دوبارہ سنگھار میز کے سامنے رکھے اسٹول پر بیٹھ گئی۔ نوال کچھ دیر تک اسے دیکھتی رہیں۔ پھر کمرے سے چلی گئیں۔

جائی یانہ نے دیکھا چھ بج رہے تھے۔ بس اب شاید ایک گھنٹے کی مہلت باقی تھی۔ اس کے بعد سب کچھ بدل جائے گا۔ جائی یانہ بالکل صحیح تھی کیونکہ اس کی زندگی واقعی میں بدلنے والی تھی۔

* *

سنہرے رنگ کی بندیا ماتھے پر سجاتے ہوئے اس نے اپنے آپ کو دیکھا۔ سنہری آنکھوں پر لگے لائنر اور مسکارے نے آنکھوں کی خوبصورتی کو مزید بڑھا دیا تھا۔ ہونٹوں پر لگے شوخ لال رنگ کی لپ اسٹک، گالوں پر لگا بلش آن اپنی جگہ پر جما ہوا تھا۔ سیاہ رنگ کے بال بیچ کی مانگ نکال کر کھلے چھوڑے تھے۔ عزاہ اپنا چہرہ دیکھ لینے کے بعد میز پر رکھی اپنی چوڑیاں پہننے لگ گئی۔

اس نے لال رنگ کی انارکلی فراک پہنی ہوئی تھی۔ وہ بالکل تیار تھی۔ اس نے گردن موڑ کر وقت دیکھا۔ چھ بج چکے تھے۔ اب اسے نکل جانا چاہیے تھا مگر شایان ابھی تک گھر نہیں پہنچا تھا۔ آفس سے آنے کے بعد شایان تیار ہونے میں بھی دیر لگائے گا۔ یوں تو وہ بہت دیر ہو جائے گی۔ اس کا موڈ خراب ہونے لگا تھا۔ اسی وقت نمرہ کمرے میں داخل ہوئی۔ اس نے نیلے رنگ کی ریشمی شلوار قمیض پہنی ہوئی تھی۔ اس نے آڑھی مانگ نکال کر کرلز کیے ہوئے تھے اور چہرے پر ہلکا میک اپ کیا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تمہیں فراک فٹ آ گئی؟" نمرہ نے عزاہ کی فراک کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں تمہارا شکریہ!" عزاہ کی بات سن کر نمرہ مسکرائی۔

"کوئی بات نہیں!" اس کے بعد نمرہ بولی۔ "ماما اور میں تو جا رہے ہیں۔ ہم تمہیں بھی ساتھ لے کر جانا چاہتے تھے مگر بھائی کی ابھی ابھی کال آئی ہے۔ انہوں نے کہا ہے انہیں دیر ہو جائے گی مگر تم ان ہی کے ساتھ جاؤ گی۔ ماما نے تو انہیں بہت سمجھایا مگر انہوں نے ایک نہیں سنی اور کال کاٹ دی۔"

عزاہ کا چہرہ یہ سن کر اتر گیا۔ نمرہ نے اس کے تاثرات دیکھے تو بولی۔

"اگر تم چاہو تو ماما تمہیں ساتھ لے جائیں گی۔ بعد میں ہم لوگ شایان بھائی سے خود بات کر لیں گے۔"

عزاہ نے نمرہ کی پیشکش ٹھکرا دی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"نہیں تم لوگ چلے جاؤ۔ شایان بہت غصہ ہونگے اور ویسے بھی اگر میں شایان کے بغیر گئی تو سب باتیں بنائیں گے۔"

"اچھا ٹھیک ہے۔" نمرہ یہ کہہ کر کمرے سے باہر چلی گئی۔ عزاہ اپنی جگہ پر گم سم کھڑی رہی۔

کچھ دیر بعد وہ کمرے کی کھڑکی کے سامنے کھڑی نمرہ اور زینب کی گاڑی کو پورچ میں سے باہر جاتا دیکھ رہی تھی۔ اس کا دل بہت بھاری ہونے لگا۔ وہ جتنا جلدی جانا چاہتی تھی، اتنی ہی اسے پہنچنے میں دیر ہو رہی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

* *

تقریب کا آغاز ہو گیا تھا۔ گھر میں مہمانوں کی آمد شروع ہو گئی۔ مہمانوں کو بٹھانے کے لیے لان میں میز اور کرسیاں لگائی گئی تھیں۔ ام ہانی کے اصرار کے باوجود اشفاق نے زیادہ لوگوں کو مدعو نہیں کیا تھا۔

اسی پل زینب اور نمرہ بھی دور سے آتی دکھائی دیں۔ نوال زینب کو آتا دیکھ کر ان کے پاس گئیں اور سلام کیا۔ حال احوال پوچھ لینے کے بعد نوال نے زینب کے پیچھے جھانکتے ہوئے پوچھا۔

"عزاہ نہیں آئی؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"نہیں بھابھی وہ شایان کے ساتھ آئے گی۔" زینب نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "شایان تو پتہ نہیں کب آتا، اس لیے ہم لوگ جلدی نکل گئے۔"

"تم نے اچھا کیا۔" نوال یہ کہہ کر دوسرے مہمانوں کی جانب متوجہ ہو گئیں۔

****

سات بج گئے تھے اور شایان ابھی تک نہیں آیا تھا۔عام دنوں میں شایان سات بجے سے پہلے آ جایا کرتا تھا مگر شاید آج وہ جان بوجھ کر دیر کر رہا تھا۔عزاہ کمرے میں چکر کاٹ رہی تھی۔

بیڈ پر رکھا اس کا موبائل تھرتھرایا۔وہ فوراً سے موبائل کی جانب لپکی۔شایان اسے کال کر رہا تھا۔اس کے دل کو تسلی ہوئی۔

اس نے کال اٹھائی اور "آپ کہاں ہیں؟" بولنا چاہا لیکن اس سے پہلے شایان درشتگی سے بولا۔

"اپنے کپڑے تبدیل کر لو۔"

عزاہ نے ناسمجھی سے موبائل کو دیکھا پھر اسے دوبارہ کانوں میں لگایا۔

"جی؟؟"

"میں نے کہا اپنے کپڑے تبدیل کر لو، جیولری اتارو اور میک اپ صاف کرو۔" شایان نے چبا چبا کر کہا۔

"آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ ہمیں پہلے ہی دیر ہو رہی ہے، اب میں کپڑے تبدیل کیوں کروں؟" عزاہ کے لہجے میں ہلکا سا غصہ جھلکا۔

"پہلی بات تو یہ ہے تم مجھ سے ایسے میں بات نہیں کر سکتی اور دوسری بات ہم کہیں نہیں جا رہے۔"

"کیا مطلب؟" عزاہ کا چہرہ اس وقت دیکھنے لائق تھا۔

"مطلب صاف ہے ہم دونوں میں سے کوئی بھی تمہاری بہن کے نکاح پر نہیں جا رہا۔ میں دس منٹ میں گھر آجاؤں گا۔ میں گھر آؤں تو تم مجھے عام حلیے میں دکھائی دو اور اگر تم نے میری اجازت کے بغیر گھر سے باہر قدم بھی رکھا، تو پھر میرے گھر دوبارہ آنے کی غلطی نہ کرنا۔" شایان نے سرد لہجے میں کہا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

عزاہ نے کچھ کہنے کے لیے لب کھولے مگر شایان کال کاٹ چکا تھا۔ عزاہ نے موبائل بیڈ پر پھینک دیا۔ اس کو شدید غصہ آرہا تھا۔ اس کا چہرہ لال تھا اور آنکھوں میں نمی اتر آئی۔ وہ سنگھار کے سامنے کھڑی ہوئی اور اپنی جیولری اتار کر اس پر پٹکنے لگی۔ اس کی آنکھوں سے آنسو نکلا جس نے اس کے مسکارے کو پھیلا دیا تھا لیکن عزاہ کو اب کوئی پروا نہیں تھی۔ اس کی زندگی سہی برباد ہوئی تھی۔ وہ جائی یانہ کے نکاح میں جانے کے لیے اتنا پر جوش تھی مگر شایان نے اس کی ساری خوشی خراب کر دی۔ جیولری اتار دینے کے بعد وہ پیر پٹختی ہوئی واش روم میں چلی گئی۔ آج وہ شایان سے دو ٹوک بات کر کے ہی رہے گی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

* *

عالیہ عمارت کی سیڑھیاں چڑھتی ہوئی اپارٹمنٹ کے دروازے تک پہنچی۔ اس نے غائب دماغی سے اپارٹمنٹ کی چابیاں اپنے پرس سے نکالی مگر جیسے ہی اس نے کی ہول میں چابی

ڈالی،دروازہ خود آگے کی طرف بڑھ گیا۔عالیہ نے سپاٹ چہرے سے دروازہ کھولا اور اندر پہنچی۔اندر آکر وہ سیدھا چلتی ہوئی کمرے کی جانب بڑھی۔ کمرے میں اسے اپنا شوہر ادھر ادھر اضطراب سے چلتا دکھائی دیا۔اسے دیکھ کر وہ پہلے چونکا اور پھر غصے سے بولا۔

"یار حد ہوتی ہے۔بندہ کہیں جاتا ہے تو کال تو اٹھاتا ہے۔ایک گھنٹے سے میں یہاں پر تمہارا انتظار کر رہا ہوں مگر تمہارا کوئی اتہ پتہ ہی نہیں ہے۔"

آریان ابھی بھی اسے بہت کچھ کہہ رہا تھا مگر عالیہ سن نہیں پا رہی تھی۔عالیہ نے آریان کو غور سے دیکھا۔عالیہ کو لگا اس نے پہلی بار اس شخص کو دیکھا تھا۔اس شخص کے وجیہہ نقوش جو بہت سی عورتوں کو اپنی جانب کھینچتے تھے،آج عالیہ کو بھیانک لگ رہے تھے۔

"تم کہاں تھے؟"عالیہ نے سپاٹ انداز میں پوچھا۔

آریان جو اسے ڈانٹ رہا تھا،ایک دم چونکا۔عالیہ کے سوال سے زیادہ اس کے انداز نے آریان کو ٹھٹھکایا تھا۔

"کیا مطلب ہے؟میں کراچی گیا تھا تمہیں بتایا تو تھا۔"آریان نے گڑبڑا کر کہا۔

ساری امیدیں اب ختم ہو گئی تھی۔ سب کچھ ختم ہو گیا تھا۔ آریان کے جھوٹ نے ان سب باتوں پر مہر لگادی تھی جو وہ سن کر آئی تھی۔

عالیہ تلخی سے مسکرائی۔

"اچھا مگر میں نے تو تمہیں ریستوران میں تمہاری بہن سے باتیں کرتے سنا ہے۔" عالیہ کی بات سن کر آریان کی آنکھیں حیرت سے کھل گئیں۔ اس نے عالیہ کو ایسے دیکھا جیسے اس کے سامنے موجود لڑکی کوئی بھی ہو سکتی ہے مگر عالیہ نہیں۔

"تم تم یہ کیسے۔۔۔" آریان نے فوراً اپنی بات بدلی۔ یوں تو وہ کھلے عام تصدیق کر رہا تھا مگر عالیہ اس کا سوال پورا ہونے سے پہلے سمجھ چکی تھی۔

"تم یہ کیسی باتیں کر رہی ہو؟" اس نے نظریں چراتے ہوئے کہا۔ عالیہ نے اس کے چہرے کو دیکھا جس پر چوری پکڑے جانے کا صاف صاف اعلان تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

عالیہ خاموشی سے اس کے سامنے سے ہٹی اور الماری کے اوپر رکھے بیگ کو بمشکل اٹھایا۔ بیگ کو اس نے بیڈ پر رکھا اور زپ کھولی۔ اس کے بعد وہ آگے بڑھی اور الماری سے کپڑے نکالنے لگی۔ آریان نے عالیہ کو یوں بیگ میں کپڑے ڈالتے دیکھا تو بوکھلا گیا۔

"عالیہ! عالیہ! تم یہ سب کیا کر رہی ہو؟ یار تم نے پتہ نہیں کس کی باتیں سن لی ہے اور اسے مجھ سے ملا لیا ہے۔"

"میں وہی کر رہی ہوں جو مجھے بہت پہلے کرنا چاہیے تھا۔ میں جان چکی ہوں تم نے مجھے اپنے لفظوں سے بہت بیوقوف بنایا ہے مگر اب میں تمہیں کوئی موقع نہیں دوں گی۔" عالیہ اپنے کپڑے، بیگ میں بغیر کسی سلیقے کے ڈال رہی تھی۔

"عالیہ تم کہیں نہیں جاؤ گی۔" آریان نے عالیہ کا بازو زور سے پکڑا۔ عالیہ نے جھٹکے سے اپنا بازو چھڑوایا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میرے جو دل میں آئے گا میں وہی کروں گی۔ میں تمہاری غلام نہیں ہوں۔" یہ کہہ کر عالیہ نے ایک فائل پکڑی جس میں اس کے ضروری ڈاکیومنٹس تھے۔ اسے بیگ میں ڈال کر بیگ کی زپ بند کری۔ آریان کو دیکھے بنا اس نے بیگ پکڑا اور جانے لگی۔

آریان نے پیچھے سے آواز دی۔

"تم کیا سمجھتی ہو تمہارا باپ تمہیں گھر میں گھسنے دے گا؟ وہ تمہیں جان سے مار دے گا۔"

عالیہ رکی اور مڑ کر آریان کو دیکھا۔ اس کے چہرے پر تمسخرانہ تاثرات چھائے ہوئے تھے۔

"تمہیں کس نے کہا میں اپنے باپ کے گھر جاؤں گی؟ میری وجہ سے پہلے ہی ان کی بہت بدنامی ہو گئی ہے۔ میں اب ان لوگوں کے ساتھ رہنے کے قابل نہیں ہوں مگر اپنے گھر والوں کو تم لوگوں کی اصلیت ضرور بتاؤں گی۔ میں سب کے سامنے تم لوگوں کے چہرے بے نقاب کروں گی۔" عالیہ کے انداز میں عزم تھا۔

وہ یہ کہہ کر اپارٹمنٹ سے باہر نکلنے لگی۔ آریان کسی صورت اسے باہر جانے نہیں دے سکتا تھا۔ عالیہ کے نکلنے کا مطلب سارا کھیل چوپٹ ہو جانا تھا۔ آریان الماری کی طرف بڑھا اور

الماری کی دراز میں اپنا ہاتھ مارا۔ اس کے ہاتھ میں ایک چیز آئی۔ اس نے اسے فوراً پکڑا اور باہر بھاگا۔

وہ باہر نکلا تو اسے عالیہ گھر کا داخلی دروازہ کھولتی دکھائی دی۔ آریان بھاگتا ہوا اس کے پاس آیا اور عالیہ کے بالوں کو پکڑا۔ عالیہ اس اچانک حملے کے لیے تیار نہیں تھی۔ اس کا توازن بگڑ گیا۔ عین اسی وقت اسے اپنی گردن پر سوئی چبھتی محسوس ہوئی۔ اسے سامنے کا منظر دھندلاتا دکھائی دیا۔ اس کی پلکیں بوجھل ہونے لگیں۔ ایک دو لمحے بعد کر طرف اندھیرا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

****

"شایان یہ کیا بکواس ہے؟ اس کی بہن کا نکاح ہے۔ ابھی اسی وقت اسے لے کر آؤ۔"

زینب لان کے کونے میں کھڑی غصے سے غرائیں۔

"شایان!شایان!"اور کال دوسری طرف سے کٹ چکی تھی۔زینب کا دل چاہا موبائل زمین پر پھینک کر مارے۔

"کیا ہوا زینب؟"نوال کی آواز سن کر وہ جھٹکے سے مڑیں اور مسکرانے کی کوشش کی۔

"کچھ نہیں ہوا۔"زینب نے زبردستی مسکرانے کی کوشش کی۔

"اچھا!"نوال کو دیکھ کر ایسا لگتا تھا ان کی ابھی بھی تسلی نہیں ہوئی تھی مگر انہوں نے زیادہ اصرار نہیں کیا۔

"زینب تم نے شایان کو کال کی۔وہ دونوں کب تک پہنچ رہے ہیں؟امہانی اور رضوان بھائی بار بار نکاح کا بول رہے ہیں۔"

زینب کے اندر دبا غصہ اب پریشانی میں بدل گیا۔

"امم بھابھی مجھے لگتا ہے ہمیں نکاح ان دونوں کے بغیر ہی شروع کروا دینا چاہیے۔"

"کیا مطلب؟"نوال کے پوچھنے پر زینب نے ہمت اکھٹا کی۔

"بھابھی شایان کہہ رہا ہے وہ اور عزاہ تقریب میں شرکت نہیں کر پائیں گے۔" زینب نے کسی ہارے ہوئے شخص کی طرح کہا۔

"کیا مطلب ہے زینب؟ مہمان اکھٹا ہی۔ وہ لوگ کیا سوچیں گے؟"

"بھابھی میں خود بھی مجبور ہوں۔ مجھے تو اب شایان اور عزاہ کا نکاح غلطی لگنے لگا ہے۔"

اس سے پہلے نوال کچھ کہہ پاتیں ام ہانی آ گئیں۔

"زینب رضوان اب بہت غصہ ہو رہے ہیں۔ وہ کہہ رہے ہیں بہت لیٹ ہو گیا ہے۔ مولوی صاحب بھی بار بار پوچھ رہے ہیں۔"

زینب نے نوال کو ایک نظر دیکھ کر ام ہانی کو جواب دیا۔

"اگر رضوان بھائی غصہ کر رہے ہیں، تو مجھے لگتا ہے ہمیں نکاح شروع کروا دینا چاہیے۔ ویسے بھی پتہ نہیں عزاہ اور شایان کو آنے میں کتنی دیر لگے گی۔ اور انتظار نہیں کر سکتے ہیں۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ام ہانی کو تو جیسے اسی جواب کی امید تھی،وہ فوراً ان کے درمیان میں سے نکلیں اور لان میں لوگوں کے ہجوم میں غائب ہو گئی۔سامنے کھڑی نوال نے زینب کو عجیب نگاہوں سے دیکھا،تو زینب نظریں چرا کر وہاں سے چلی گئیں۔

نوال نے دور جاتی زینب کو دیکھا اور پھر اسٹیج کے پاس کھڑے اشفاق صاحب کو دیکھا۔

"زینب صرف تم نے عزاہ اور شایان کی شادی کروا کر غلطی نہیں کی۔میرے ماں باپ نے بھی میری اور اشفاق کی شادی کروا کر یہ غلطی کی تھی اور اس غلطی کی قیمت میں نے ساری عمر چکائی ہے۔"

("ابو یوں نہ کریں۔میں مر جاؤں گی۔"سنہری آنکھوں والی لڑکی صحن کی زمین پر بیٹھی، چارپائی پر بیٹھے اپنے باپ سے بھیک مانگ رہی تھی۔اس کا باپ اسے یوں روتا دیکھ کر بھی پتھر کا بنا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"نوال! شکر ادا کرو اشفاق تمہیں اس داغ سمیت قبول کر رہا ہے ورنہ کوئی اور ہوتا تو اسی وقت اپنی منگیتر کو زندہ درگور کر دیتا!" چارپائی پر بیٹھے اس کے باپ کی آنکھیں خشک تھیں، جیسے انہیں اپنے سامنے بیٹی کے رونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔

سنہری آنکھوں والی لڑکی نے گردن موڑ کر اپنی ماں کو دیکھا جو گردن جھکائے کھڑی تھیں۔

"امی آپ ہی سمجھائیں نہ ابو کو۔۔"

"بس بہت ہو گیا۔ اگر تم خاموش نہ ہوئی تو میں تمہارا گلا گھونٹ دوں گی۔" چارپائی پر بیٹھا مرد کھڑا ہوا اور گھر کے اندر چلا گیا۔

نوال بمشکل کھڑی ہوئی اور ماں کا ہاتھ پکڑ کر بولی۔

"امی میں اس سے پیار کر۔۔" اس کی ماں نے اس سے اپنا ہاتھ چھڑوایا۔

"بے شرم کہیں ڈوب مر! اللہ تجھ جیسی اولاد کسی کو نہ دے!"

وہ عورت خود بھی پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی۔ نوال اپنی ماں کو روتا دیکھتی رہی۔)

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

نوال کی سوچیں ان پر حاوی ہو گئی تھیں۔اسی پل انہیں کسی مہمان نے بلایا۔انہوں نے چہرے پر چھائے تاثرات کو چھپایا اور مصنوعی مسکراہٹ سجا کر مہمان کی جانب بڑھ گئیں۔

* *

شایان جب اپنے کمرے کے دروازے تک پہنچا، تو اسے کمرہ خالی ملا۔ پھر اس نے باتھ روم کے دروازے کی جانب دیکھا جو بند تھا یقیناً عزاہ باتھ روم میں ہو گی۔اتنے دن ساتھ رہنے کے بعد،شایان یہ تو اچھے سے جانتا تھا اس کے منع کرنے کے بعد عزاہ اشفاق کے گھر نہیں جائے گی۔وہ کمرے کے اندر آیا اور گلے میں لپٹی ٹائی کو ڈھیلا کیا۔اپنے آفس کا بیگ اور فائلز جگہ پر رکھ کر وہ بیڈ پر بیٹھ گیا۔اس نے ٹائی اتار دی اور اسے اپنے ہاتھ پر لپیٹنے لگ گیا۔

بیڈ پر پڑے موبائل پر نوٹیفکیشن آیا۔اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو عزاہ کا موبائل اس سے کچھ دور پڑا تھا۔شایان نے نظر انداز کر کے آگے دیکھنا چاہا۔اسی وقت تین چار بار میسجز آنے کے نوٹیفکیشن سنائی دیے۔شایان نے بھنویں سکیڑ کر موبائل کو دیکھا اور تھوڑا سا پیچھے کی جانب جھک کر موبائل اٹھالیا۔اس نے موبائل چلایا تو اسکرین جگمگا گئی۔اس پر میسج آنے کا نوٹیفکیشن تھا۔شایان نے نوٹیفکیشن سے میسج پڑھنا شروع کیے۔

"ہیلو!"

"تم ابھی تک آئی کیوں نہیں ہو؟"

"کیا تمہارے شوہر نے تمہیں آنے سے منع کر دیا ہے؟"

"پتہ نہیں تمہارے باپ نے اس سائیکو سے تمہاری شادی کیوں کروادی۔ہم دونوں ایک دوسرے کو کتنا چاہتے تھے مگر تمہارا باپ اس منحوس آدمی کو لے آیا۔"

"اگر تم نہیں آرہی تو اپنی تصویر سینڈ کر دو۔میں تمہیں دیکھنے کے لیے بے تاب ہوں۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

شایان کے کان تک لال ہونے لگے۔اس نے دیکھنا چاہا کہ کس نے یہ میسجز عزاہ کو بھیج تھے۔اس نمبر کو"Unlimited love" کے نام سے سیو کیا ہوا دکھائی دیا۔شایان کا پارہ ہائی ہو گیا۔اس نے میسج بھیجنے والے کو کال کی مگر اس نے کال نہیں اٹھائی۔وہ بار بار کال کرنے لگ گیا۔ مشینی نسوانی آواز بار بار دوسری طرف کے صارف کو مصروف کہہ کر تھوڑی دیر بعد کال کرنے کا کہہ رہی تھی۔

اسی وقت عزاہ باتھ روم سے باہر نکلی۔اس نے کپڑے تبدیل کر کے گلابی رنگ کی عام سی شلوار قمیض پہن لی تھی۔چہرہ میک اپ سے صاف تھا اور سیاہ بال آبشار کی مانند کمر پر گر رہے تھے۔اس نے شایان کو نظر انداز کیا اور سنگھار میز کے سامنے کھڑے ہو کر بالوں پر کنگا پھیرنے لگی۔

شایان نے عزاہ کو دیکھا تو اس کا خون کھول گیا۔وہ تیزی سے اس کی جانب بڑھا اور اسے کندھے سے پکڑ کر اپنی جانب کیا۔عزاہ نے آنکھیں پھاڑ کر شایان کو دیکھا۔وہ اس سب کے لیے تیار نہیں تھی۔شایان کے چہرے پر چڑھی تیوریاں اسے الجھن میں ڈال رہی تھی۔

"آپ کو۔۔۔!"اس سے پہلے وہ کچھ کہتی،شایان تیز آواز میں بول اٹھا۔

"تمہیں شرم نہیں آتی شادی شدہ ہو کر دوسرے مردوں سے تعلقات قائم رکھتے ہوئے؟"

شایان کی بات سن کر عزاہ کا دماغ بھک سے اڑا۔

"کیا؟؟؟"عزاہ نے نا سمجھی سے شایان کو دیکھا۔

"بھولی بننے کی اداکاری بند کرو۔میں اچھے سے جانتا ہوں تم میرے پیٹھ پیچھے کیا گل کھلا رہی ہو۔"شایان نے اس کے بازو پر گرفت بڑھا دی۔

"کیا کہے جا رہے ہیں آپ؟"عزاہ نے اپنے بازو چھڑانے کی جدوجہد کی۔

"میں کیا کہہ رہا ہوں؟! سمجھ نہیں آ رہی تمہیں!"شایان نے اس کا بازو چھوڑا اور دوسرے ہاتھ سے موبائل پر کھلے میسجز عزاہ کے سامنے کیے۔

"اب سمجھ میں آیا؟"شایان نے طنزاً کہا۔

عزاہ نے جب یہ سارے میسجز دیکھے، تو اس کے چہرے پر چھائی نا سمجھی مزید بڑھ گئی۔

شایان نے جب اس کے چہرے کے تاثرات دیکھے تو طنز کرتے ہوئے بولا۔

"کہہ دو تمہارا تمہارے اس ان لمیٹڈ لو سے کوئی تعلق نہیں ہے۔" عزاہ نے شایان کی گرفت سے موبائل نکالا اور تیزی سے سیو کنٹیکٹ کی جانب بڑھی۔ اس نے ان لمیٹڈ لو کے نام سے سیو اس نمبر پر انگلی دبائی۔ اس کا نمبر اس کے سامنے کھلا۔ اس نے یہ نمبر پہلے کبھی بھی اپنے موبائل پر نہیں دیکھا تھا۔ اس نے فون نمبر کی ڈیٹیلز پر انگلی رکھی تو اس کے فون پر ساری معلومات کھل گئی۔ اس پر لکھا تھا اس فون نمبر سے آخری دفعہ کال pm3:43 پر کی گئی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ اس بارے میں کچھ سوچ پاتی، اس سے پہلے ہی شایان نے اس کے ہاتھوں سے موبائل چھینا اور عزاہ کے دونوں بازوؤں کو دبوچ لیا۔

"یہ ڈرامے بازی میرے سامنے نہیں چلے گی۔ سچ سچ بتاؤ کون ہے یہ شخص؟ میں اسے زندہ نہیں چھوڑوں گا۔"

"میں نہیں جانتی یہ شخص کون ہے۔ میں نے تو آج پہلی دفعہ اس فون نمبر کو اپنی کانٹیکٹ لسٹ میں دیکھا ہے۔" عزاہ روہانسی آواز میں بولی۔

"جھوٹ بولنا بند کرو۔ میں آخری دفعہ پوچھ رہا ہوں۔ مجھے سچ سچ بتا دو ورنہ میں تمہارے ساتھ بہت برا سلوک۔۔۔" عزاہ نے شایان کی بات کاٹی۔

"میں عالیہ نہیں ہوں جو ایسی حرکتیں کروں گی۔"

شایان کے چہرے کی رنگت متغیر ہوئی۔ اسے عالیہ کا نام گالی لگا تھا۔ پھر اگلے ہی لمحے طیش نے دوبارہ سر اٹھایا۔ اس نے لڑکی کو جھٹکے سے چھوڑا اور اس کے منہ پر تھپڑ دے مارا۔

لڑکی کا چہرہ دوسری جانب مڑ گیا۔ اس کا ہاتھ اپنے گال پر لگا ہوا تھا۔ کچھ دیر بعد اسے ناک گیلی ہوتی محسوس ہوئی۔ اس نے ہاتھ لگا کر دیکھا تو اس کی ناک سے خون بہہ رہا تھا۔ اس نے شایان کو بے یقینی سے دیکھا۔ شایان ابھی بھی اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ اس کے بعد شایان نے ایک نظر اپنے ہاتھ میں پکڑے موبائل کو دیکھا۔ پھر اسے زور سے دیوار پر دے مارا۔

موبائل کی کرچیاں فرش پر گر گئیں۔شایان نے غصے سے ہانپتے ہوئے موبائل کو دیکھا اور پھر سامنے کھڑی عزاہ کو دیکھا۔وہ غصے سے کمرے سے باہر نکل گیا۔

عزاہ نے شایان کو جاتے دیکھا اور پھر فرش پر پڑی موبائل کی کرچیوں کو دیکھا۔

یہ سب آخر کیا تھا؟!

****

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

جائی یانہ کو اس کے کمرے سے لا کر اسٹیج پر بٹھا دیا گیا تھا۔اسے دور سے عیسیٰ آتا دکھائی دے رہا تھا۔اس نے سفید رنگ کی شلوار قمیض پہنی ہوئی تھی۔وہ بھی اسٹیج پر چڑھ گیا اور جائی یانہ کے ساتھ بیٹھ گیا۔جائی یانہ نے اسے اپنے ساتھ بیٹھا دیکھ کر نامحسوس انداز میں خود کو سمیٹا۔

جائی یانہ کا دل چاہا آنکھیں بند کر کے اور کانوں میں انگلیاں ڈال کر بھاگ جائے۔ وہ ہر کسی کی نظروں سے اوجھل ہو جائے۔ جائی یانہ نے اشفاق اور رضوان کے درمیان میں ایک شخص کو اسٹیج کی طرف آتے دیکھا۔ وہ شخص حلیے سے مولوی معلوم ہوتا تھا۔ اس شخص کے بائیں ہاتھ میں کچھ کاغذات بھی تھے جو نکاح نامہ معلوم ہوتے تھے۔

جائی یانہ نے کراہ کر آنکھیں میچ لیں۔ اسے بہت خوف آرہا تھا۔ اس نے خواب میں بھی یہ سب نہیں سوچا تھا۔ کاش کچھ ایسا ہوتا یہ سب ختم ہو جائے۔ کاش!!

اشفاق، رضوان اور مولوی صاحب اسٹیج پر چڑھ چکے تھے۔ اشفاق نے مولوی صاحب کو دولہا دلہن کے صوفے کے ساتھ رکھے سنگل صوفے پر بٹھا دیا۔ مولوی صاحب صوفے پر بیٹھ کر کاغذات ترتیب دینے لگ گئے۔ جب کاغذات ترتیب دے دیے گئے تو مولوی صاحب نے چہرہ اٹھا کر ساتھ کھڑے اشفاق کو دیکھا۔

"اشفاق صاحب اجازت ہے؟!" جائی یانہ نے دعا کی کاش اس کے بابا انکار کر دے مگر ایسا کیسے ہو سکتا تھا۔

"جی مولوی صاحب بسمہ اللہ کریں۔"

نکاح شروع ہو چکا تھا۔جائی یانہ کو سب کچھ تھمتا محسوس ہوا۔

"کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے؟"

مولوی صاحب اب اس سے پوچھ رہے تھے مگر وہ کیا بولتی۔اس کی آنکھیں بند تھیں مگر وہ پھر بھی سب کی نگاہیں خود پر محسوس کر سکتی تھی۔

"کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے؟؟"

ایک دفعہ دوبارہ دولہے کا پورا نام اور حق مہر بتا کر مولوی صاحب نے اس سے پوچھا۔اس کی نگاہوں کے سامنے وہ منظر دوڑ رہے تھے جس میں اشفاق نوال پر اپنی حاکمیت جتا رہے تھے،ان کی غلطی پر بچوں کے سامنے انہیں ڈانٹ رہے تھے۔اس کی ماں کو ایک نوکرانی سے بڑھ کر کوئی درجہ نہیں ملا تھا،شاید آنے والی زندگی اس کی بھی نوال جیسی ہو گی،شاید وہ بھی اپنی ماں کی طرح کمزور ہو گی۔

اشفاق جائی یانہ کے پاس آئے اور اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر بولیں۔

"گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہے بیٹا۔ قبول ہے بولو!" جائی یانہ نے آنکھیں کھولیں اور نم آنکھوں سے اشفاق کا چہرہ دیکھا جن کے چہرے پر اس وقت باپ جیسی شفقت دکھائی دے رہی تھی۔ جائی یانہ نے ہمیشہ اپنے لیے اپنے باپ کے چہرے پر ایسی ہی محبت دیکھی تھی مگر آج اس محبت میں خود غرضی بھی جھلک رہی تھی۔ جائی یانہ نے اشفاق کے چہرے سے نظر ہٹائی اور ایک گہری سانس لی۔ اس نے اقرار کرنے کے لیے لب کھولے، اسی وقت اس کی کانوں میں تیکھی زنانہ آواز گونجی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"یہ کیا ہے عیسیٰ؟"

ہر شخص کی توجہ اسٹیج کے سامنے کھڑی اس عورت پر گئی جس کی تیوریاں چڑھی ہوئی تھیں۔

اس کی رنگت صاف تھی، بال ہلکے بھورے اور جسم کسی قدر فربہ تھا۔ اس نے ہلکے ہرے رنگ کا سادہ لباس پہنا ہوا تھا۔ وہ عیسیٰ کو گھور رہی تھی۔

جائی یانہ نے عیسیٰ کو دیکھا تو اسے پتہ چلا وہ کب کا کھڑا ہو چکا تھا۔ اس کا چہرہ لٹھے کی مانند سفید پڑ چکا تھا۔ اسے دیکھ کر ایسا لگتا تھا، اس کی چوری صاف پکڑی گئی ہو۔

"جھوٹے! دھوکے باز! فریبی انسان!" وہ عورت اسٹیج پر چڑھی اور عیسیٰ کا گریبان پکڑ لیا۔ عیسیٰ نے کوئی بھی مزاحمت نہیں کی۔ وہ ابھی تک صدمے کا شکار دکھائی دیتا تھا۔

"یہ سب کیا ہو رہا ہے؟ تم کون ہو اور میرے بیٹے کے ساتھ کیا کر رہی ہو؟"

ام ہانی نے ان سب سے پہلے ہوش سنبھالا تھا۔ وہ عیسیٰ کو بچانے کے لیے آگے بڑھیں

"میں تمہارے بیٹے کے ساتھ کیا کر رہی ہوں؟" اس دفعہ اس عورت نے عیسیٰ کو جھٹکے سے چھوڑا۔ عیسیٰ گرتا ہوا صوفے پر بیٹھ گیا۔ اس کے بعد عورت نے انگلی اپنے سینے پر رکھی۔

"تمہارا بیٹا مجھے دھوکا دے رہا ہے۔ پہلے اس نے مجھ سے نکاح کیا اور اب اپنی کزن سے نکاح کر رہا ہے۔" اس نے جائی یانہ کی طرف اشارہ کیا۔ پھر جائی یانہ کی طرف مڑی۔

"میں جانتی ہوں لڑکی تم بھی میری طرح بے خبر ہو۔یہ شخص جس سے تم نکاح کرنے جا رہی تھی،"اس عورت نے شعلہ بار نگاہوں سے سامنے بیٹھے عیسیٰ کو دیکھا۔"یہ پہلے سے ہی میرا شوہر ہے۔اس نے کچھ مہینوں پہلے مجھ سے نکاح کیا تھا۔پھر سارے رابطے توڑ کر دوسرے ملک چلا گیا۔مجھے آج میرے بھائی نے بتایا یہ کمینہ انسان پاکستان میں ہی ہے اور نکاح کر رہا ہے۔شاید میں اپنے بھائی کی بات کا یقین نہ کرتی،اگر میں یہاں خود موجود نہ ہوتی۔اس گھٹیا انسان نے مجھے کہیں کا نہیں چھوڑا۔"

اس کے بعد عورت نے اس کا ہاتھ نرمی سے پکڑا اور اسے ملال سے دیکھا۔

"تم بہت خوش قسمت ہو جو اس فریبی انسان سے بچ گئی۔"جائی یا نہ منہ کھول کر سامنے کھڑی اس عورت کو دیکھ رہی تھی۔یہ سب یہاں پر کیا ہو رہا تھا؟یہ تو کسی فلم کا سین لگ رہا تھا۔عیسیٰ اب سنبھل چکا تھا۔وہ کھڑا ہوا اور عورت کو کہنی سے پکڑ کر اپنی جانب موڑا۔

"ابھی اسی وقت یہاں سے نکل جاؤ ورنہ میں تمہیں سب کے سامنے طلاق دے دوں گا۔"عیسیٰ نے سرگوشی کے انداز میں ایک ایک لفظ چبا کر کہا جسے صرف پاس کھڑی جائی یا نہ ہی سن

پائی تھی۔ حالانکہ جائی یانہ کو اس عورت کی بات پر یقین تھا مگر عیسیٰ کے منہ سے خود اقرار سن کر اسے تھوڑا بہت جھٹکا لگا تھا۔

وہ عورت جو پہلے عیسیٰ سے اپنی کہنی چھڑوا رہی تھی، اس کی بات سن کر کچھ پل کے لیے ساکت ہوئی۔ پھر عیسیٰ کے منہ پر تھپڑ دے مارا۔ تھپڑ اس قدر زور کا تھا کہ عیسیٰ کو سنبھلنے کے لیے صوفہ پکڑنا پڑا۔

" گھٹیا انسان تم مجھے سب کے سامنے طلاق دو گے۔ تمہاری اتنی اوقات نہیں ہے تم سب کے سامنے مجھ جیسی عورت سے رشتے کا اظہار کرو۔ تمہیں کل تک خلع کے کاغذات مل جائیں گے۔"

" کتیا۔۔۔" عیسیٰ نے گردن موڑی اور عورت کو نقصان پہچانے کی غرض سے اس پر جھپٹا۔ اسی وقت کوئی اور شخص عورت کے سامنے ڈھال بن کر کھڑا ہو گیا۔

جائی یانہ کا منہ حیرت سے مزید کھلا رہ گیا تھا کیونکہ سامنے کھڑا شخص کوئی اور نہیں زید تھا۔ اگلے لمحے وہ اپنے کندھے پر کسی کا ہاتھ دیکھ کر چونکی۔ اس نے مڑ کر دیکھا تو نائلہ کھڑی

تھی۔ نائلہ نے جائی یانہ کو مضبوطی سے پکڑا ہوا تھا۔ اسے ڈر تھا کہیں جائی یانہ اس سب تماشے میں غش کھا کر بے ہوش نہ ہو جائے۔ دوسری طرف زید نے عیسیٰ کا ہاتھ پکڑ کر اس کی کمر پر لگایا اور پیچھے لے جا کر اسے اس دیوار پر لگا دیا جہاں پر نکاح مبارک لکھا ہوا تھا۔ زید کی آنکھیں اس وقت خون آشام دکھائی دے رہی تھیں۔

"خبردار جو میری بہن پر اپنا گندا ہاتھ اٹھایا۔ میں قسم کھا رہا ہوں تمہیں اسی وقت قبر میں گاڑ دوں گا۔"

اسی وقت اشفاق آگے بڑھیں اور دونوں کو ایک دوسرے سے جدا کیا۔

"یہ آخر کیا ہو رہا ہے عیسیٰ؟ یہ لوگ کون ہیں؟"

اس سے پہلے عیسیٰ کچھ کہہ پاتا زید بول پڑا۔

"یہ عورت جس نے ابھی عیسیٰ کو تھپڑ مارا ہے، یہ اس کی بیوی ہے اور میں اس عورت کا بھائی ہوں۔ کچھ مہینے پہلے آپ کے بھانجے نے پاکستان آ کر میری بہن سے نکاح کیا اور واپس

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

باہر ملک چلا گیا تھا۔اس نے ہم سے رابطہ بالکل ختم کر دیا۔مجھے تو اب جا کر پتہ چلا ہے یہ موصوف اپنی کزن کے ساتھ شادی کرنے میں مصروف تھے۔"

زید جیسے ہی رکا، عیسیٰ کے ذہن میں فوراً خیال آٹپکا۔

"اگر تم اتنے ہی سچے ہو تو نکاح نامہ دکھاؤ۔"

"ہاں لڑکے میرے بیٹے پر الزام لگانے سے پہلے کوئی ثبوت تو دکھاؤ۔"امہانی نے بھی عیسیٰ کی حمایت کی۔نوال امہانی کے بالکل پیچھے کھڑی تھیں۔انہیں ابھی تک سمجھ نہیں آرہا تھا کہ دونوں میں سے کس کا ساتھ دیں۔

زید یہ بات سن کر تلخی سے مسکرایا۔

"میں جانتا تھا آپ میں سے کسی کو مجھ پر یقین نہیں آئے گا۔اسی لیے۔۔۔"زید نے اپنا ہاتھ جائی یانہ کے ساتھ کھڑی نائلہ کی جانب بڑھایا۔نائلہ نے سر اثبات میں ہلایا۔جائی یانہ نے اس کے لال رنگ کے ہینڈ بیگ پر اب غور کیا تھا۔نائلہ نے اس میں ہاتھ مارتے ہوئے خاکی کاغذ میں موجود دستاویزات نکالے اور زید کو دے دیے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

زید نے دستاویزات کو نکالا اور اشفاق کے ہاتھ میں تھما دیے۔ اشفاق غور سے اسے پڑھنے لگے۔ کچھ دیر بعد ان کے ہاتھ کانپ گئے۔ انہوں نے طیش سے عیسیٰ کی جانب دیکھا۔

"یہ لڑکا سچ کہہ رہا ہے۔ عیسیٰ پہلے سے شادی شدہ ہے۔" اشفاق نے اسٹیج پر موجود سب لوگوں کو جیسے اعلانیہ بتایا تھا۔

"نہیں ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟" عیسیٰ نے لپک کر اشفاق کے ہاتھ سے کاغذات کھینچیں۔ "یہ اسے کیسے مل گئے؟ میں نے تو اسے اپنے دوست کے پاس رکھوایا تھا۔" عیسیٰ ہڑبڑاہٹ میں کیا کچھ کہہ گیا تھا، اسے بالکل بھی اندازہ نہیں تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ام ہانی اور رضوان عیسیٰ کا چہرہ بے یقینی سے دیکھنے لگے۔ عیسیٰ نے نادانستہ طور پر نکاح کی تصدیق کر دی تھی۔

"عیسیٰ تمہارا کیا مطلب ہے تم نے یہ اپنے دوست کے پاس رکھوائے تھے؟" ام ہانی نے تیز آواز میں کہا۔

عیسیٰ کو فوراً اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ اس نے بات کو گھمانا چاہا مگر اب بہت دیر ہو چکی تھی۔

"نہیں نہیں آپ غلط سمجھ رہی ہیں۔یہ میرے دوست کا نکاح نامہ۔۔۔"اس سے پہلے وہ کچھ اور کہہ پاتا جائی یانہ عیسیٰ کے سامنے آئی اور اس کے منہ پر تھپڑ دے مارا۔

"گھٹیا انسان!میں پہلے سے جانتی تھی تم ایک نمبر کے غلیظ انسان ہو مگر مجھے امید نہیں تھی کہ تم اتنے گرے ہوئے ہو گے۔"

جائی یانہ نے جیسے ہی عیسیٰ کو تھپڑ مارا،رضوان صاحب عیسیٰ کی حمایت کے لیے سامنے آگئے۔

"اتھ سنبھال کر رکھو لڑکی!یہ مت بھولو تم لوگ خود کیا ہو۔"جائی یانہ نے رضوان کو گھورا مگر بولا کچھ نہیں۔"تمہاری بہن گھر سے بھاگی ہے۔تمہارا اپنا کردار بھی مشکوک لگتا ہے۔کہیں یہ تماشا تم نے تو نہیں رچایا ہے۔"

جائی یانہ رضوان صاحب کو دیکھتی رہ گئی۔

"کیا مطلب ہے آپ کا؟اپنے بیٹے کے کرتوت مجھ پر کیوں تھوپ رہے ہیں؟"

رضوان صاحب دھیرے سے مسکرائین۔

"میرے بیٹے نے اگر نکاح کیا ہے تو بھی کوئی گناہ نہیں کیا۔ وہ مرد ہے۔ وہ چار شادیاں کر سکتا ہے۔ اس کی اپنی مرضی ہے۔ اسے یہ حق اللہ نے دیا ہے لیکن تم!!"

انہوں نے ہاتھ اٹھا کر جائی یانہ کی طرف اشارہ کیا۔

"تم عورت ہو۔ ایک عورت کا کسی غیر مرد سے تعلق ہونا گناہ ہے بلکہ گناہ کبیرہ ہے۔ کیا تم یہ نہیں جانتی؟"

"آپ مجھ پر بہتان لگا رہے ہیں۔" جائی یانہ نے چیخ کر کہا۔

"یہ بہتان نہیں حقیقت ہے۔ تمہارا اس لڑکے کے ساتھ چکر ہے۔" رضوان نے زید کی طرف اشارہ کیا۔ جائی یانہ پر ایک ساتھ سب کی نظریں اٹھیں مگر جائی یانہ رضوان صاحب کا مکار چہرہ ہی دیکھتی رہی۔

"ثبوت کے طور پر تم سب یہ تصویر دیکھو۔ دیکھو اشفاق تمہاری بیٹی یونیورسٹی کے میدان میں غیر مرد کے ساتھ بیٹھی ہے۔" رضوان نے موبائل اشفاق کو دیا۔ اشفاق کی آنکھیں تصویر

دیکھ کر سرخ ہو گئیں۔انہوں نے موبائل کی اسکرین جائی یانہ کی طرف کر دی اور غصے میں پوچھا۔

"یہ سب کیا ہے جائی یانہ؟"جائی یانہ نے تصویر پر غور کیا۔یہ تب کی تصویر تھی،جب اس نے زید کو اس مشکوک آدمی کے متلعق پوچھنے کے لیے بلایا تھا۔کسی نے ان دونوں کی دور سے تصویر کھینچی تھی۔اس نے مڑ کر زید کو دیکھا۔اس کے چہرے کے تاثر بھی جائی یانہ سے الگ نہیں تھے۔

"بابا یہ سب جھوٹ ہے۔زید میرا بس کلاس فیلو ہے۔اسے بس نوٹس کے بارے میں پوچھنا تھا۔اگر آپ کو یقین نہیں ہے تو آپ میری دوست نائلہ سے بھی پوچھ سکتے ہیں۔"جائی یانہ نے نائلہ کی طرف اشارہ کیا۔نائلہ جائی یانہ کی حمایت میں کچھ کہہ پاتی اس سے پہلے ہی رضوان نے ہاتھ اٹھا کر سب کو خاموش کروادیا۔

"بس!ہمیں کسی سے کچھ پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے۔تمہارے اور اس لڑکے کے بارے میں ہم سب اچھے سے جانتے ہیں۔تم دونوں کا کوئی تعلق تو ضرور ہے۔لگتا ہے اس لڑکی کو

بھی تم دونوں نے خریدا ہے تاکہ یہ میرے عیسیٰ پر الزام لگا دیں۔ ورنہ اتنے سارے اتفاقات تھوڑی ہو جاتے ہیں کہ وہ لڑکا جو تمہارا "صرف" کلاس فیلو ہے، وہ تمہاری شادی والے دن اپنی بہن کو لے کر آجائے اور اپنی بہن کو میرے بیٹے کی بیوی بنا کر تماشہ لگائے۔" اس کے بعد انہوں نے اشفاق کو دیکھا۔ "میں اپنے بیٹے کی شادی ایسی لڑکی سے نہیں کروں گا جس کا کردار مشکوک ہو۔"

اس کے بعد وہ مڑیں اور عیسیٰ اور ام ہانی کی جانب دیکھا۔ عیسیٰ کا چہرہ ایسا تھا جیسے ڈوبتے کو تنکے کا سہارا مل گیا ہو جبکہ ام ہانی کا چہرہ ابھی بھی سفید پڑا تھا۔

"چلو یہاں سے۔۔۔" رضوان جیسے ہی اسٹیج پر سے اترے ام ہانی اور عیسیٰ بھی ان کے پیچھے چل دیے۔

اشفاق سر پکڑ کر اسٹیج پر رکھے صوفے پر بیٹھ گئے۔ مولوی صاحب اشفاق کے پاس آ کر کھڑے ہوئے اور انہیں حوصلہ دیا۔ زینب نوال کو سہارا دیے کھڑی تھیں جبکہ نائلہ، زید اور

عیسیٰ کی بیوی وہی تماشائی بنے کھڑے تھے۔جائی یانہ نے اپنے باپ کے پاس آنا چاہا مگر انہوں نے اسے روک دیا۔

"میرے پاس مت آنا!"جائی یانہ کے قدم اسی وقت رک گئے۔"تمہاری وجہ سے آج میں اتنا ذلیل ہوا ہوں۔"

"بابا آپ میرا یقین کیوں نہیں کر رہے ہیں؟ آپ کو رضوان انکل کی سیاست سمجھ نہیں آئی۔ وہ تو بس اپنے بیٹے کو بری الذمہ کروا کر یہاں سے چلے گئے ہیں۔"جائی یانہ نے روہانسی آواز میں کہا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"میں رضوان کو جانتا ہوں۔ بچہ نہیں ہوں جو یہ سب سمجھ نہ سکوں مگر اسے اس بات کا موقع بھی تم نے دیا ہے۔ کیا ضرورت تھی اس لڑکے سے بات کرنے کی؟"اشفاق نے زید کی طرف انگلی اٹھا کر کہا۔

"بابا۔۔"اس سے پہلے جائی یانہ کچھ کہہ پاتی زید بولا۔

"انکل میری یا آپ کی بیٹی کی ان سب میں کوئی قصور نہیں ہے۔ میں بس آپ کی بیٹی سے نوٹس کا پوچھنے آیا تھا۔ میں نہیں جانتا کس نے میری اور ان کی تصویر کھینچی۔ ہم دونوں کے درمیان ایسا کچھ نہیں ہے۔ آپ کی بیٹی کا کردار صاف ہے۔ میں ان کے کردار کی گواہی دیتا ہوں۔"

"مجھے بس ایک شرط پر تم دونوں پر یقین آئے گا۔" اشفاق نے حتمی انداز میں کہا۔ زید اور جائی یا نہ ان کی بات سننے کے لیے بے قرار ہوئے۔

"تم دونوں کو نکاح کرنا ہو گا۔ ابھی اسی وقت!"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

یہ بات سن کر سب کو سانپ سونگھ گیا۔ وہاں کھڑے ہر شخص کو اشفاق کا ذہنی توازن بگڑتا محسوس ہوا۔

"بھائی یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ ہم تو انہیں جانتے ہی نہیں ہیں۔ ایسے کیسے ہم اپنی بیٹی انہیں دے دیں؟" زینب نے سمجھانے کی کوشش کی۔

"یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں میرا بھائی کیوں اس فراڈ گھرانے میں شادی کرے گا؟" عیسیٰ کی بہن نے تنک کر کہا۔

"میں نے تم میں سے کسی سے نہیں پوچھا۔ مجھے زید اور جائی یانہ کے منہ سے سننا ہے۔ کیا یہ دونوں تیار ہیں؟" زید اور جائی یانہ نے ایک دوسرے کو دیکھا۔ جائی یانہ نے اشفاق کو سمجھانے کی کوشش کی۔

"بابا آپ یہ سب کیوں کر رہے ہیں؟ آخر آپ کو ملے گا کیا یہ سب کروا کر؟ ہم لوگ ان کی فیملی کو نہیں جانتے، یہ لوگ ہماری فیملی کو نہیں جانتے۔ یہ سب ایسے کیسے ہو سکتا ہے۔ کیا پتہ زید کو کوئی اور۔۔۔" اس سے پہلے وہ اپنی بات جاری رکھ پاتی زید فوراً بولا۔

"مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔" جائی یانہ نے بے یقینی سے زید کو دیکھا۔ زید کا چہرہ سنجیدہ تھا۔ اس کے ساتھ کھڑی اس کی بہن نے اسے کھینچ کر اپنی جانب متوجہ کیا۔

"تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے۔ جذباتی مت بنو۔ ساری زندگی کا معاملہ ہے۔ تم۔۔" اس سے پہلے وہ اور کچھ کہہ پاتی، زید نے سپاٹ انداز میں اس کی بات کاٹی۔

"میں جذباتی نہیں بن رہا ہوں عائشہ! مجھے اپنے فیصلے لینے کا پورا حق ہے۔ جب میں تمہاری عیسیٰ سے شادی کی مخالفت کر رہا تھا تب تو تمہیں میری کوئی پروا نہیں تھی۔ پھر اب تمہیں کیا مسئلہ ہے؟"

عائشہ نامی وہ لڑکی خاموشی سے پیچھے ہٹ گئی۔ اشفاق نے جائی یانہ کی جانب دیکھا۔ جائی یانہ نے منت کرتے ہوئے کہا۔

"بابا یہ مت کریں۔"

"جائی یانہ تمہیں یہ شادی قبول ہے یا نہیں؟ اور اگر تمہیں یہ قبول نہیں ہے تو کچھ نہیں ہوتا۔ یہ شادی نہیں ہوگی۔ تمہیں بس اپنے باپ کا مرا ہوا منہ دیکھنا ہوگا۔"

جائی یانہ ان کی یہ بات سن کر تڑپ گئی۔ اس نے اپنا چہرہ نیچے جھکا لیا اور بے آواز آنسو بہانے لگی۔ اشفاق نے مولوی صاحب کو کہا۔

"مولوی صاحب نکاح کی تیاری کریں۔"

پھر آگے جو ہوا جائی یا نہ کو وہ سب بھیانک خواب لگا۔ وہ صوفے پر بیٹھی ہوئی تھی۔ مولوی صاحب اس سے کچھ پوچھ رہے تھے۔ اسے اپنے لب ہلتے ہوئے محسوس ہوئے لیکن وہ یہ نہ سن پائی کہ اس نے ابھی کیا کہا۔ اس کے بعد اس کے سامنے قلم اور کاغذات رکھے گئے تھے۔ اس نے کاغذات پر دستخط کیا۔ پھر خاموشی سے کسی کو دیکھے بغیر کھڑی ہو گئی۔ گھر کے اندر جا کر اس کی رفتار تیز ہو گئی تھی۔ وہ بھاگتے ہوئے کمرے میں گئی اور دروازہ بند کر دیا۔ اس نے جوتیاں اتار کر پھینک دی۔ پھر بیڈ پر دھرم سے گر گئی۔ اس نے اپنی آنکھوں پر بازو رکھ دیے۔ وہ کچھ دیر خاموشی سے رو لینا چاہتی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

* *

عمر آج دیر سے گھر پہنچا۔ گھر میں داخل ہوتے ہی اس کی نظر لاؤنج کے صوفے پر بیٹھی زینب اور اس کی گود میں سوئے ہوئے شایان پر پڑی۔ زینب کا چہرہ بے تاثر تھا۔ وہ عمر کو دیکھنے کی بجائے خلا میں گھورے جا رہی تھی۔

عمر سر جھکائے لاؤنج میں داخل ہوا۔ وہ اسی لیے دیر سے آیا تھا تاکہ زینب اس کا انتظار کرتے ہوئے سو جائے اور وہ دونوں اس بارے میں کل بات کریں مگر اسے اندازہ نہیں تھا کہ زینب اس بات کو اس قدر سنجیدہ لے لیں گی۔

"تم سوئی نہیں؟" عمر نے اپنا لہجہ ہلکا پھلکا رکھنا چاہا۔

"تم کہاں تھے؟" زینب نے عمر کا سوال نظر انداز کیا۔

"کھانے میں کیا پکا ہے۔ بہت بھوک لگ رہی ہے۔" عمر نے بات بدلنے کی کوشش کی۔ اس نے ابھی تک زینب سے نظریں نہیں ملائی تھیں۔

"میں نے پوچھا ہے تم کہاں تھے؟" زینب نے شایان کو احتیاط سے گود سے صوفے پر لٹایا اور عمر کے عین سامنے کھڑی ہو گئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

عمر نے گہری سانس خارج کی۔

"زینب میں جانتا ہوں تم نے کھانا نہیں کھایا ہے اور نہ ہی اپنی دوائیاں لی ہیں۔ اس لیے پہلے تم کھانا اور دوائیاں کھاؤ۔ اس کے بعد ہم اس موضوع پر کھل کر بات کریں گے۔"

زینب اس بات پر راضی نہیں تھی مگر خاموش ہو گئی۔ وہ جانتی تھی مزید بحث کرنے کا مطلب لڑائی تھی اور لڑائی کر کے وہ کبھی بھی عمر سے مدعے پر بات نہیں کر پائے گی۔ عمر اسے وہی چھوڑ کر کچن میں گیا اور اس کے لیے کھانا گرم کرنے لگ گیا۔ کچھ لمحات بعد اگر ہم ڈائننگ ٹیبل میں آؤ، تو زینب کے سامنے پلیٹیں پڑی ہوئی تھیں جس پر چکنائی لگی تھی۔ اس کے ہاتھ میں گولیاں تھی جسے اس نے منہ میں ڈالا اور پھر پانی کا گھونٹ بھر کر نگل لیا۔

اس کے سامنے بیٹھا عمر متفکر نگاہوں سے زینب کو دیکھ رہا تھا۔ اس نے کھانا نہیں کھایا تھا۔ زینب نے اصرار بھی نہیں کیا۔ وہ جلد از جلد عمر سے بات کر لینا چاہتی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

دوائیاں لے لینے کے بعد زینب نے سوالیہ نظروں سے عمر کو دیکھا۔ عمر نے چہرہ جھکایا جیسے فیصلہ کر رہا ہو زینب کو ابھی بتانا چاہیے یا نہیں۔ کچھ دیر بعد جب اس نے فیصلہ لے لیا تو چہرہ اٹھایا۔ اس نے زینب کے ہاتھوں کو پکڑ لیا۔

"زینب پلیز جو بات میں تم سے کرنے جا رہا ہوں۔ اسے پر سکون ہو کر سننا۔"

زینب کے چہرے کا رنگ اڑتا جا رہا تھا۔ وہ جانتی تھی عمر کچھ ایسا کہنے جا رہا تھا جو اسے نہیں سننا چاہیے۔ اس کے دل کی دھڑکن تیز ہو رہی تھی۔ عمر نے کہنے کے لیے لب کھولے۔ زینب کا دل چاہا وہ عمر کو چپ کروا دے۔

"میں نے دوسری شادی کر لی ہے زینب!" عمر نے نظریں جھکا کر تیزی سے اپنی بات کہی۔ اس نے تمہید نہیں باندھی تھی۔ وہ جانتا تھا تمہید باندھنے سے بات لمبی ہو گی اور اس کا ارادہ بھی بدل جائے گا۔

زینب کو لگا اس نے کچھ غلط سنا ہے۔ عمر ضرور مذاق کر رہا ہو گا مگر یہ مذاق نہیں لگ رہا تھا۔ زینب نے اپنے ہاتھ عمر کے ہاتھوں سے کھینچ لیے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

عمر نے اسے یوں ہاتھ چھڑاتے دیکھا تو دوبارہ اس کے ہاتھوں کو مضبوطی سے پکڑ کر کہنے لگا۔

"زینب دیکھو میں جانتا ہوں تمہیں بہت برا لگا ہو گا لیکن میں کچھ نہیں کر سکتا۔ میں اسے بچپن سے چاہتا تھا۔ اتنے سالوں بعد وہ خود میرے پاس چل کر آئی اور اس نے مجھ سے نکاح کرنے کا کہا۔ میں اسے کیسے منع کر سکتا تھا لیکن میں تمہیں یقین دلاتا ہوں تمہارے ساتھ کوئی زیادتی نہیں ہو گی۔ تم، شایان اور یہ بچہ تینوں میری ذمہ داری ہیں۔ اسے بھی کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ تم اب زیادہ ناراض نہ ہو۔ یہ بس۔۔۔"

عمر بولے جا رہا تھا۔ زینب اسے دیکھتی جا رہی تھی۔ اسے لگا تھا شاید عمر اس کی یہ حالت دیکھ کر ہنس دے گا اور کہے گا میں مذاق کر رہا ہوں مگر یہاں پر زینب کو خود اپنا آپ، عمر اور اس تیسرے کے درمیان مزاق لگ رہا تھا۔ وہ دونوں بھی کیا سوچتے ہونگے زینب کتنی بیوقوف تھی کہ سمجھ نہیں پائی۔ وہ تیسرا۔۔۔!

ایک منٹ! زینب کی آنکھوں میں الجھن سی آئی۔ وہ تیسرا۔۔۔ وہ تیسرا کہیں!

عمر ابھی بھی بہت کچھ بولے جا رہا تھا لیکن اسے اس سب سے کوئی مطلب نہیں تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"عمر تمہاری دوسری بیوی کا کیا نام ہے؟"

عمر چونک گیا۔اس نے زینب کے چہرے کو دیکھا۔اسے لگا تھا زینب طیش میں آجائے گی اور پتہ نہیں کیا کچھ کرے گی مگر زینب کا رد عمل بالکل مختلف تھا۔

"زینب میں۔۔"عمر کی بات کو زینب نے کاٹا۔

"عمر،اس کا کیا نام ہے؟"زینب نے سپاٹ انداز میں کہا۔

عمر تھوڑی دیر کے لیے جھجھکا،پھر اس نے کچھ کہنے کے لیے لب کھولے۔

زینب کو اپنے دل کے خدشات پورے ہوتے دکھائی دیئے۔وہ اندر ہی اندر دعا مانگنے لگی یہ وہ شخص نہ ہو جس کے بارے میں وہ سوچ رہی تھی۔

"اس کا نام۔۔۔"

* *

زید نے بھی مولوی صاحب کے پوچھنے پر مثبت جواب دیا۔ نکاح کے بعد دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے گئے۔ دعا مانگ لینے کے بعد سب لوگ اشفاق کا چہرہ دیکھنے لگ گئے۔ ان کا چہرہ اس وقت سپاٹ تھا۔ اشفاق نے زید کو دیکھا جو ان ہی کو دیکھ رہا تھا۔

"میں آج ہی رخصتی چاہتا ہوں۔" اشفاق کے اٹل لہجے پر زید نے جواب دیا۔

"مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔" زید کے ساتھ بیٹھی عائشہ نے پہلو بدلا۔ وہ جانتی تھی زید اس وقت اس کی کوئی بات نہیں سنے گا مگر جو کچھ زید کر رہا تھا وہ اسے بالکل بھی اچھا نہیں لگ رہا تھا۔

"جاؤ نوال! جائی یا نہ کو بلا لاؤ۔" سب کی نظریں اب نوال کے گیلے چہرے پر گئی۔ اشفاق کی بات سن کر وہ اپنی جگہ سے کھڑی ہوئیں اور غصے سے بولیں۔

"جیسے کسی بھی راہ چلتے سے میری بیٹی کا نکاح کروادیا ہے۔ اسی طرح اس کے ساتھ رخصت بھی آپ خود ہی کروادیں۔"

نوال یہ کہہ کر پیر پٹختی ہوئی وہاں سے چلی گئیں۔ اشفاق کو نوال کی بات ناگوار گزری تھی مگر ابھی ان سب کا وقت نہیں تھا۔ ان کی نظر نائلہ کی طرف گئی۔ وہ جانتے تھے نائلہ جائی یانہ کی دوست ہے۔ اس لیے انہوں نے نائلہ کو انگلی سے اشارہ کر کے بلایا۔

"سنو بیٹا!"

"جی؟" نائلہ محتاط ہو گئی تھی۔

"تم جا کر اپنی دوست کو لے آؤ۔ اس کا کمرہ تو تم جانتی ہو نا؟"

"جی!" یہ کہہ کر نائلہ گھر کے اندر چلی گئی۔ وہ ایک دفعہ جائی یانہ کے گھر آئی تھی۔ اس نے جائی یانہ کے کمرے کا دروازہ کھٹکھٹایا مگر کوئی جواب نہیں آیا۔ اس نے تین چار بار تیزی سے دروازہ کھٹکھٹایا۔ پھر کہیں جا کر دروازہ کھلا۔ نائلہ نے جب جائی یانہ کو دیکھا تو چونک گئی۔

جائی یانہ کا سارا میک اپ خراب ہو چکا تھا۔ اس کے بال بھی الجھے ہوئے تھے۔ اس کا حلیہ بے حد خراب تھا۔ نائلہ جائی یانہ کو اس حلیے میں باہر لے کر نہیں جا سکتی تھی۔ وہ اسے فوراً اندر لے کر گئی اور اس کے کمرے کے واش روم کے بیسن پر کھڑے ہو کر اس کا منہ

دھلانے لگ گئی۔ جب اس کا چہرہ میک اپ سے صاف ہو گیا تو نائلہ نے کنگے سے اس کے بالوں کو سلجھا کر پونی میں باندھ دیا۔ پھر اس نے جائی یانہ کو بیڈ پر بٹھادیا اور جگ میں سے پانی نکال کر دیا۔

جائی یانہ خاموشی سے پانی پینے لگ گئی۔ اس سب کاروائی میں جائی یانہ نے کوئی مزاحمت نہیں کی تھی۔

"جائی یانہ!" نائلہ نے اسے پکارا تو وہ چونک گئی جیسے اسے نائلہ کی موجودگی کا علم ہی نہ ہو۔

"انکل تمہاری رخصتی کروانا چاہتے ہیں۔" نائلہ کی بات سن کر اسے کچھ ہوش آیا۔ اس نے ارد گرد دیکھا۔ پھر وہ اپنی الماری کے پاس گئی اور اپنا بیگ نکال کر اس میں سامان ڈالنے لگ گئی۔

"جائی یانہ یہ کام تم کل آکر کر لینا۔ وہ لوگ تمہارا نیچے انتظار کر رہے ہی۔" نائلہ کی بات سن کر جائی یانہ نے سپاٹ انداز میں کہا۔

"میں دوبارہ اس گھر میں نہیں آنا چاہتی۔ میں آج ہی اپنا ضروری سامان لے جاؤں گی تا کہ مجھے دوبارہ نہ آنا پڑے۔"

جائی یانہ نے اپنا سارا ضروری سامان جمع کر لیا۔ پھر وہ بیگ اٹھا کر باہر نکل گئی۔ نیچے لان میں سب اسے آتا ہوا دیکھ رہے تھے۔ وہ سپاٹ انداز میں چل رہی تھی۔

جیسے ہی وہ ان سب کے قریب آئی، اشفاق اپنی جگہ سے کھڑے ہوئے اور جائی یانہ کے سر پر ہاتھ رکھ دیا۔ جائی یانہ انہیں دیکھنے کی بجائے سامنے دیکھ رہی تھی۔

"اپنا خیال رکھنا اور۔۔۔"

"واپس کبھی نہ آنا، ہے نا؟" جائی یانہ نے اشفاق کی طرف دیکھ کر ان کی بات کو مکمل کیا۔ اس کے ہر انداز میں تلخی تھی۔ اشفاق کا جائی یانہ کے سر پر سے ہاتھ اٹھ گیا۔

"فکر نہ کریں۔ اب میں کبھی بھی آپ کے پاس نہیں آؤں گی۔" اس کے بعد اس نے اپنی نظریں زید کی جانب کی جیسے پوچھ رہی ہو "چلیں؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

زید نے سمجھتے ہوئے سر ہلایا اور آگے بڑھ کر جائی یانہ کا بیگ اٹھانا چاہا۔ جائی یانہ نے بیگ پیچھے کی طرف کیا۔ زید نے ایک نظر جائی یانہ کو دیکھا۔

"مجھے دے دیں۔"

"نہیں میں اٹھالوں گی۔" جائی یانہ نے منع کیا۔

زید نے اس کا بیگ اس کے ہاتھوں سے کھینچا اور اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں اٹھا سکتا ہوں۔" اس کے بعد زید جائی یانہ کو وہی چھوڑ کر آگے بڑھ گیا۔

جائی یانہ سر جھٹک کر اس کے پیچھے چل دی۔ ان دونوں کے پیچھے پیچھے عائشہ اور نائلہ بھی آنے لگیں۔

وہ دونوں جب گھر کا گیٹ پار کر کے باہر نکلیں تو زید بائیک کے پاس پہنچ گیا۔ اس نے مڑ کر اپنے پیچھے آتی تینوں عورتوں کو دیکھا۔

"اس بائیک پر تین لوگ بیٹھ سکتے ہیں اور ہم لوگ چار ہیں۔" زید نے سر کھجاتے ہوئے کہا۔

"تم فکر نہ کرو میں جس طرح کیب سے آئی تھی، ویسے ہی چلی جاؤں گی۔" نائلہ نے آرام سے کہا۔

"نہیں رات بہت ہو چکی ہے۔ تمہارا اس طرح اکیلے جانا ٹھیک نہیں ہے۔" زید نے اس کی بات پر اختلاف کیا۔

"میں کوئی چھوٹی بچی۔۔" اس سے پہلے نائلہ کچھ کہہ پاتی عائشہ نے کہا۔

"میں اس کے ساتھ چلی جاؤں گی۔" پھر زید سے طنزیہ پوچھا۔

"مجھے امید ہے تم نے ہیرو بننے سے پہلے یہ سوچا ہو گا، اسے کہاں رکھنا ہے کیونکہ یہ تمہارے ساتھ بوائز ہاسٹل میں تو رہ نہیں سکتی۔" عائشہ کا اشارہ جائی یانہ کی طرف تھا۔

زید اس کی بات سن کر پریشان ہو گیا۔ جائی یانہ سمجھ گئی زید نے جذبات میں آ کر یہ فیصلہ لیا تھا۔

"ایسا کرو تم انہیں اپنے ساتھ بھائی جان کے گھر رکھ لو۔ تین چار دن میں، میں کوئی کرائے کا گھر ڈھونڈ لوں گا۔ پھر انہیں اپنے ساتھ رکھوں گا۔"

عائشہ کے چہرے پر ناگواری چھا گئی۔

"تم جانتے ہو بھابھی کیسی ہیں؟ وہ اسے بالکل بھی۔۔۔"

اس سے پہلے عائشہ مزید کچھ کہتی، جائیانہ نے اس کی بات کاٹی۔

"بس مجھے آج کی رات آپ کے گھر گزارنی ہے۔ کل صبح میں چلی جاؤں گی۔"

عائشہ کے چہرے پر ناگواری ابھی تک قائم تھی مگر اس نے کچھ نہیں کہا۔ وہ خاموشی سے دوسری طرف دیکھنے لگ گئی۔

"تو کیا انہیں میں تمہارے ساتھ کیب میں بھیجوں؟" زید نے جھجھکتے ہوئے پوچھا۔

"تم اسے خود بھائی بھابھی کے گھر چھوڑ دینا اور انہیں سب بتا دینا۔ میں ان دونوں کو اس متعلق خود کچھ نہیں بتاؤں گی۔"

اسی اثناء میں انہیں ایک گاڑی دور سے آتی دکھائی دی۔ نائلہ نے عائشہ کی طرف دیکھ کر کہا۔

"ہماری رائیڈ آچکی ہے۔" وہ اپنے ہاتھ میں موجود موبائل کو دیکھنے لگی۔ جب وہ دونوں بہن بھائی باتوں میں مصروف تھے، تب اس نے وقت ضائع کیے بغیر کیب بک کروالی تھی۔

جیسے ہی کیب ان کے سامنے رکی، نائلہ اور عائشہ دونوں کیب میں بیٹھ گئے اور دروازہ بند کر دیا۔

گاڑی تیز رفتاری سے چلنا شروع ہو گئی۔ جائی یانہ گاڑی کو تب تک جاتا دیکھتی رہی جب تک وہ اس کی نگاہوں سے اوجھل نہیں ہو گئی۔

"ہم بھی چلیں؟" زید کی آواز پر وہ فوراً مڑی۔ زید بائیک پر بیٹھ چکا تھا۔ اس نے جائی یانہ کا بیگ بائیک کی پیٹرول کی ٹینکی پر رکھ دیا تھا۔ جائی یانہ بائیک کے سامنے آکر رکی اور پریشان سے انداز میں اسے دیکھنے لگ گئی۔ اس نے زندگی میں کبھی بھی بائیک پر سفر نہیں کیا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اس نے لہنگا پہنا ہوا تھا۔ اسے ڈر لگا کہیں اس کا لہنگا بائیک کے ٹائر میں پھنس نہ جائے۔ اب جائی یانہ کو افسوس ہو رہا تھا کاش وہ اپنے کپڑے بھی تبدیل کر لیتی۔

"کیا ہوا؟" زید نے جب جائی یانہ کو یوں پریشانی سے بائیک کو دیکھتا پایا، تو پوچھ لیا۔ لمحے بعد اسے سمجھ آ گیا آخر معاملہ کیا ہے۔

"آپ کبھی بائیک پر نہیں بیٹھیں؟" زید نے اس سے پوچھا۔

جائی یانہ کا سر نفی میں ہلا۔ اس کے بعد زید جائی یانہ کو بائیک پر بیٹھنے کی ہدایات دینے لگ گیا۔ کچھ دیر بعد جب جائی یانہ بیٹھ گئی، تو زید بولا۔

"آپ میرے کندھے پر ہاتھ رکھ لیں۔" زید کی بات سن کر جائی یانہ کو عجیب سا لگا۔ اس نے کبھی بھی ایسا نہیں کیا تھا۔ مانا زید سے اس کا نکاح ہو چکا تھا مگر ابھی وہ اس سے اتنی بے تکلف نہیں ہوئی تھی۔

Clubb of Quality Content

زید نے اسے دوبارہ کچھ نہیں کہا۔اس نے خاموشی سے بائیک چلانی شروع کر دی۔حالانکہ زید کم رفتار میں بائیک چلا رہا تھا مگر جائی یانہ کو پھر بھی گرنے سے ڈر لگ رہا تھا۔اس نے بائیک کے پیچھے موجود اسٹینڈ پر ایک ہاتھ جما کر رکھ دیا جبکہ دوسرے ہاتھ سے لہنگا سنبھالا۔

تقریباً پندرہ منٹ بعد جائی یانہ اور زید کی بائیک ایک گھر کے سامنے رکی۔جائی یانہ نے ارد گرد جھانکا۔یہ متوسط طبقے کا علاقہ تھا۔زید نے جس گھر کے سامنے بائیک روکی تھی،وہ کچھ زیادہ بڑا نہیں تھا۔گھر کو دیکھ کر لگتا تھا اسے بنے ہوئے کافی سال گزر گئے تھے۔

زید نے جائی یانہ کا بیگ پکڑا اور آگے چل دیا۔اس سے پہلے زید دروازہ کھٹکھٹاپاتا جائی یانہ نے اسے فوراً کہا۔

"سنو مجھے بس آج کی رات یہاں رکنا ہے۔کل میں یونیورسٹی کے پاس موجود ہاسٹل میں شفٹ ہو جاؤں گی۔"

زید نے اختلاف کے لیے لب کھولے مگر پھر دوبارہ بند کر دیے۔اس نے سامنے موجود لکڑی کا دروازہ کھٹکھٹایا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کچھ دیر بعد دروازہ کھل گیا۔

****

اگر اسلام آباد کے مہنگے ہوٹل میں ہم داخل ہو کر اس کے ایک پر تعیش کمرے کے اندر آئیں تو رضوان صاحب کمرے میں رکھے آرام دہ صوفے پر بیٹھے دکھائی دیتے۔ وہ ابھی تک تقریب والے حلیے میں تھے۔ ان کے ہاتھوں میں موبائل تھا۔ وہ بار بار ایک نمبر پر کال ملا رہے تھے مگر دوسری طرف سے کوئی کال اٹھا نہیں رہا تھا۔ تقریباً اٹھارویں کوشش میں ان کی کال اٹھائی گئی۔

"کیا مسئلہ ہے؟" ایک مردانہ بیزار آواز گونجی۔

"تم کون ہو اور تم نے میری بھانجی کی تصویر مجھے کیوں بھیجی تھی؟"رضوان فوراً سے بولیں۔ انہیں ڈر تھا کہیں کال کاٹ نہ دی جائے۔

"میں نے تمہیں شاید تصویر کے ساتھ میسج بھی کیا تھا کہ۔۔۔"

"اپنی عزت کو اس تصویر سے سنبھال لو اور سارے کا سارا ملبہ اشفاق کی بیٹی پر ڈال دو۔"

رضوان نے اس کی بات مکمل کی۔"لیکن تم نے میری مدد کی کیوں؟"

"میں تمہاری مدد کیوں کروں گا؟"دوبارہ سے مردانہ بیزار آواز گونجی۔

"کیا مطلب؟"رضوان نے ناسمجھی سے پوچھا۔

"رضوان! تمہیں میرے مطلب سے کوئی مطلب نہیں ہونا چاہیے۔اب بالکل خاموش ہو جاؤ اور واپس جانے کی تیاری کرو۔مجھے بالکل بھول جاؤ،ورنہ جس طرح میں نے تمہاری عزت بچائی ہے اسی طرح تمہیں بیچ بازار میں رسوا بھی کر سکتا ہوں۔"

اس کے بعد کال کٹ گئی مگر رضوان کان پر موبائل لگائے بیٹھے رہے۔ کچھ دیر بعد کمرے میں موجود باتھ روم کا دروازہ کھلا اور امہانی کمرے کے اندر داخل ہوئیں۔ انہوں نے سادہ سا جوڑا پہنا ہوا تھا اور تقریب میں پہنا ان کا لباس ہاتھ میں تھا۔ وہ چلتے چلتے لباس کو سمیٹ رہی تھی۔

"رضوان! اب بتا بھی دیں آپ کے پاس وہ تصویر کہاں سے آئی؟" امہانی، اشفاق کے گھر سے نکلنے سے یہاں آنے تک یہ سوال ہزار بار پوچھ چکی تھی۔

"تم تصویر کو چھوڑو اور اپنے بیٹے کو سنبھالو۔ اس سے کہو جلد از جلد اس لڑکی سے اپنا پیچھا چھڑوائے۔" رضوان خلا میں گھورتے ہوئے بولیں۔

"آپ کو لگتا ہے وہ لڑکی سچ بول رہی ہے۔" امہانی نے بے یقینی سے رضوان کو دیکھا۔

رضوان صوفے پر تھوڑے پیچھے کو ہوئے اور سکون سے امہانی کا چہرہ دیکھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میں بیٹے کی محبت میں تمہاری طرح اندھا نہیں ہوں اور اپنی اولاد کو اچھے سے جانتا ہوں۔ تم شاید بھول گئی ہو عیسیٰ نے خود کہا تھا یہ نکاح نامہ اس نے اپنے دوست کے پاس رکھوایا تھا۔"

وہ اپنے ہاتھوں کی انگلیاں باہم ملاتے ہوئے بولیں۔

"کل ہم لوگ جا رہے ہیں۔ اپنے بیٹے سے کہو کل ہی اس مصیبت سے جان چھڑوا لے ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔"

امہانی پریشانی سے بیڈ پر بیٹھ گئی۔ یہ عجیب مصیبت گلے پڑ گئی تھی۔ ان کے ساتھ والے کمرے میں آؤ تو وہاں عیسیٰ اضطراب سے ادھر ادھر ٹہل رہا تھا۔ وہ بار بار ایک نمبر پر کال کیے جا رہا تھا مگر دوسری طرف سے کوئی کال اٹھانے کے لیے تیار ہی نہیں تھا۔

"میری کال اٹھاؤ! میری کال اٹھاؤ!" وہ بار بار اس جملے کو دہرا رہا تھا۔ وہ ایک پل کے لیے رکا اور گہرا سانس لے کر دوبارہ نمبر ملایا۔ اس نے جیسے ہی فون کان سے لگایا، دوسری طرف سے نسوانی آواز آئی۔

"آپ کا ملایا ہوا نمبر اس وقت بند ہے۔" عیسیٰ نے لب سختی سے بھینچے اور پھر موبائل بیڈ پر پھینک دیا۔

پھر خود بھی بیڈ پر بیٹھ گیا اور اپنے بالوں پر اضطراب سے ہاتھ پھیرنے لگ گیا۔

"تم نے زید کو نکاح نامہ دے کر اچھا نہیں کیا۔ میں نے تمہیں اپنا دوست سمجھا تھا لیکن تم۔۔۔!"

عیسیٰ نے غصے سے کہا۔ اسے اس وقت ہر چیز پر غصہ آرہا تھا۔ کاش زید اور عائشہ کچھ دیر بعد آتے، تب تک جائی یا نہ اور اس کا نکاح ہو جاتا لیکن عائشہ نے وہاں آکر بنا بنایا کھیل خراب کر دیا تھا۔ سب کو ساری حقیقت پتہ چل گئی تھی۔ اب عائشہ اس کے ساتھ نہیں رہے گی۔ اسے بہت زیادہ دکھ تھا۔

* *

عزاہ کو جب تھوڑا بہت ہوش آیا تو اس نے خود کو کمرے کے واش روم میں پایا۔ اس کے ہاتھ میں ٹوٹے ہوئے موبائل کا ٹکڑا موجود تھا۔ اس نے موبائل کا ٹکڑا وہی پھینک دیا اور بیسن کے پاس آ کر نلکے کا پانی چلا دیا۔ اس نے منہ پر پانی کے چھینٹے مارے۔ کچھ دیر بعد وہ نلکا بند کر کے باہر نکل گئی۔ اس کے چہرے سے ابھی تک پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے۔ اس نے اپنا چہرہ تولیے سے صاف کیا۔

کچھ لمحات بعد وہ بیڈ کے تاج سے ٹیک لگائے بیٹھی تھی۔ ایسا لگ رہا تھا شایان کو اسے تھپڑ مارے کافی وقت گزر گیا تھا۔ اب وہ صدمے سے باہر نکل آئی تھی اور ان سب باتوں پر غور کر رہی تھی جو اس وقت ہوئی تھا۔ ان لمیٹڈ لو سے محفوظ نمبر آخر اس کے فون میں آیا کہاں سے؟

اس نے کبھی بھی فون نمبر کو اس طرح ذو معنی ناموں سے محفوظ نہیں کیا تھا۔ وہ ہمیشہ فون نمبر کے مالک کے نام سے، فون نمبر اپنے موبائل میں محفوظ کرتی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

پھر اسے یاد آیا اس نے فون نمبر کی ہسٹری بھی دیکھی تھی جس میں اس نمبر پر ساڑھے تین بجے سے چار بجے کے درمیان میں کہیں کال کی تھی۔ اس وقت وہ موبائل پر کیا کر رہی تھی۔

پھر ایک دم اسے کچھ یاد آیا۔ وہ سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔ نہیں ایسا نہیں ہو سکتا مگر پھر؟

اس کا دماغ مخمصے کا شکار ہو گیا تھا۔ پھر اس نے جیسے ٹھان لیا۔ وہ بیڈ پر سے کھڑی ہوئی اور اپنے کمرے سے باہر نکل گئی۔ شایان کا ابھی تک کوئی اتہ پتہ نہیں تھا مگر اسے شایان کی فکر نہیں تھی۔ کمرے سے باہر نکل کر وہ راہداری میں چلنے لگی۔

(دوپہر کے تین بجے ملازمہ نے عزاہ کو نمرہ کے آنے کی اطلاع دی۔ عزاہ یہ سنتے ہی نمرہ کے کمرے میں چلی گئی۔)

اس کے پاؤں چل رہے تھے. وہ اس وقت ماضی کی یادوں میں کھوئی ہوئی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

(وہ نمرہ کے کمرے میں موجود تھی۔ نمرہ اس کے سامنے کھڑی تھی۔ وہ اس سے پہننے کے لیے لباس مانگ رہی تھی اور نمرہ نے خوش اخلاقی سے اسے اپنے کپڑے دینے کی حامی بھر لی۔ کچھ دیر بعد وہ دونوں نمرہ کی الماری میں جھکیں، کپڑے دیکھ رہی تھیں۔)

اس کے پاؤں اپنے آپ مڑیں۔ اسے کچھ دور سے کمرے کا بند دروازہ دکھائی دینے لگ گیا۔

("تمہارا شکریہ!" عزاہ نے خوش دلی سے شکریہ ادا کیا۔ اس کے ہاتھ میں فراک موجود تھی۔

"کوئی بات نہیں!" نمرہ نے مسکرا دی۔ عزاہ جانے لگی تو نمرہ نے اسے پیچھے سے روکا۔

"عزاہ!"

عزاہ نے مڑ کر پیچھے دیکھا۔ "یار تم مجھے اپنا موبائل دو گی۔ مجھے ایک کال کرنی ہے مگر میرا بیلنس ختم ہو گیا ہے۔"

عزاہ نے بغیر سوچے سمجھے اپنا موبائل اس کے حوالے کر دیا۔)

اب عزاہ کمرے کے بند دروازے کے آگے کھڑی تھی۔

(گھڑی کی سوئیوں نے جیسے ہی پانچ بجایا، عزاہ کپڑے تبدیل کرنے واش روم چلی گئی۔ جب وہ واپس آئی تو اسے اپنا موبائل بیڈ پر پڑا ملا۔ ضرور نمرہ نے رکھا ہو گا۔ اس کے ذہن میں یہی خیال آیا۔ موبائل کو ہاتھ لگائے بغیر اس نے میک اپ کرنا شروع کر دیا۔)

****

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ نمرہ کے کمرے کے بالکل سامنے کھڑی تھی۔ اسے یہ تک ہوش نہیں تھا کہ آدھی رات ہو رہی تھی۔ ابھی اسے بس شایان کی نظروں میں سرخرو ہونا تھا۔ اس کو نمرہ کے کردار پر کوئی شک نہیں تھا مگر ہو سکتا تھا نمرہ نے ان لمیٹڈ لو نام سے اپنی کسی دوست کا نمبر محفوظ کیا ہو۔ ویسے بھی عالیہ اور نمرہ کی یونیورسٹی میں بہت سی دوستیں تھیں۔

اس نے کمرے کے دروازے پر ہاتھ رکھا تو وہ کھلتا چلا گیا۔ عزاہ نے کمرے کے باہر سے اندر جھانکا تو اسے نمرہ اپنے کمرے کی کھڑکی کے سامنے کھڑی دکھائی دی۔ اس کے ہاتھ میں موبائل تھا اور وہ بہت آہستہ آواز میں بات کر رہی تھی۔ عزاہ آہٹ کیے بغیر کمرے کے اندر آ گئی اور آہستہ آہستہ قدم لیتی نمرہ کے پاس جانے لگی۔ جیسے ہی اس کی کانوں میں نمرہ کی آواز گئی، اس کے قدم تھم سے گئے۔

"تم نے بالکل ٹھیک کیا جو عالیہ کو بے ہوش کر دیا۔ وہ سب کچھ جان چکی ہے۔ اسے اب کمرے میں بند رکھنا ہی ٹھیک ہے۔"

عزاہ سکتے میں آ گئی۔ کیا نمرہ اس کی بہن عالیہ کے بارے میں بات کر رہی تھی۔

"بالکل! ویسے آج اشفاق کے خاندان پر بڑی بھاری رات گزر رہی ہے۔" نمرہ نے کھلکھلاتے ہوئے کہا۔ "عالیہ پر سچائی کھل گئی ہے اور اب وہ بے وفائی کا روگ لیے ہوئے ہے۔ شایان گھر پر نہیں ہے یقیناً اس نے عزاہ کے میسجز پڑھ لیے ہونگے۔ عزاہ کی یقیناً

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

خوب شامت آئی ہو گی اور جہاں تک بات جائی یانہ کی ہے، تو وہ دربدر ہو چکی ہے۔ بیچاری کے پاس رہنے کو چھت بھی نہیں ہے۔"

پھر نمرہ کی آواز میں دکھ اتر آیا۔

"لیکن مجھے ہمیشہ افسوس رہے گا اس کی شادی ہمارے کسی بندے سے نہیں ہوئی مگر جتنا تم مجھے اپنے کزن کے بارے میں بتا چکے ہو، مجھے یقین ہے جائی یانہ کا اس گھر میں رہنا مشکل ہے۔ جائی یانہ نے ساری زندگی عیش و آرام دیکھا ہے۔ یہ مفلسی اسے مار ڈالے گی۔"

"اچھا مجھے شایان آتا دکھائی دے رہا ہے۔" اس نے کھڑکی سے دیکھا۔

"اس کی شکل تو اتنی دور سے بھی اتری ہوئی دکھائی دے رہی ہے۔ ہائے کاش میں اس وقت موجود ہوتی جب اسے پتہ چلا تھا اس کی بیوی کا کسی اور کے ساتھ چکر ہے۔ خیر میں تمہیں اور امی جان کو بھی میسجز کے اسکرین شاٹ سینڈ کروں گی۔ ان میسجز نے تو شایان کو ایک بار پھر ناکام عاشق بنا دیا ہے۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

بات کرتے ہوئے وہ جیسے ہی مڑی، اسے اپنے پیچھے عزاہ دکھائی دی جو ہونقوں کی طرح نمرہ کو دیکھ رہی تھی۔

نمرہ کے چہرے پر موجود مسکراہٹ ایک دم سے غائب ہوئی لیکن پھر اگلے لمحے دوبارہ چہرے پر شیطانی مسکراہٹ چھا گئی۔ اسے اسی پل کا تو انتظار تھا۔

"سنو، میں تم سے بعد میں بات کروں گی!" اس کی نظریں ابھی بھی عزاہ پر تھی۔ موبائل والا ہاتھ اس کے پہلو میں آ گیا۔ کچھ پل کے لیے سناٹا چھا گیا۔ اس خاموشی میں ماتم شامل تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

* *

اس نے اپنے ارد گرد کے ماحول کو جانچا۔ اس نے غور کیا تو معلوم ہوا وہ ایک اندھیر کمرے میں تھی اور اس وقت بیڈ پر لیٹی تھی۔ اس نے اٹھنے کی ہمت کی مگر ایسا لگا اس کی

ساری توانائی چوس لی گئی تھی۔اس نے بڑی مشکل سے ہاتھوں کا سہارا لے کر خود کو بیڈ پر بٹھایا۔اسے اپنا سر بھاری محسوس ہو رہا تھا اور آنکھیں اپنے آپ بند ہو رہی تھیں۔وہ اس کمرے میں آخر آئی کیسے تھی۔اسے اپنا دماغ سن ہوتا محسوس ہوا۔اس نے تھوڑا زور لگایا تو اس کے سامنے منظر چھایا۔

وہ شاید کسی ریستوران میں بیٹھی تھی۔۔۔اسے ایک میز دکھائی دی۔ایک کرسی پر اس کا شوہر بیٹھا تھا جبکہ دوسری پر اس کی کزن اور بہترین دوست بیٹھی تھی۔

وہ نمرہ تھی!!!

لیکن ان کی آوازیں مبہم تھیں۔ اس نے دماغ پر ذرا زور دیا تو اسے کچھ کچھ یاد آنے لگا۔

بہن بھائی۔۔۔۔عزاہ۔۔۔۔اس کا شوہر اس کا مذاق اڑا رہا تھا۔۔۔نمرہ کچھ بول رہی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

یہ ساری باتیں اس کے ذہن میں گھومنے لگی۔ کمرے کا دروازہ کھلا۔ اس نے سر اٹھا کر دیکھا تو کمرے کے باہر آنکھ چندھیا دینے والا اجالا تھا۔ اندر آنے والا نفوس تاریکی میں ڈوبا ہیولا دکھائی دیتا تھا۔ وہ نفوس چلتا ہوا اس کے سامنے کھڑا ہو گیا۔

اس نے غور کیا تو وہ ایک ادھیڑ عمر عورت تھی۔ اس عورت کی چال ڈھال اور حلیہ خاصا امیروں جیسا تھا۔ اس کی نظریں عالیہ پر تھی۔ اس کے چہرے کو دیکھ کر ایسا لگتا تھا جیسے وہ عالیہ کے حلیے پر خاصا محظوظ ہو رہی ہو۔

وہ تھوڑا سا جھکی اور عالیہ سے رازداری سے پوچھا۔

"تم مجھے جانتی ہو؟" عالیہ نے سر نفی میں ہلا دیا۔

عورت واپس سیدھی ہوئی اور قہقہہ لگا کر ہنسنے لگ گئی۔ عالیہ نے سوچا آخر اس میں ہنسنے والی کونسی بات تھی۔ کچھ دیر بعد جب وہ سنبھلیں، تو تمسخرانہ لہجے میں بولیں۔

"تم مجھے نہیں جان سکتی مگر میں!" انہوں نے انگلی سے سینے پر دستک دی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"میں تمہیں بہت اچھے سے جانتی ہوں۔ تمہارے خاندان میں کوئی ایسا نہیں ہے جس کے راز مجھے معلوم نہ ہو۔ میں تمہارے خاندان پر عتاب ہوں۔"

عالیہ نے ان کی ساری بات غور سے سنی، پھر پوچھا۔

"مگر آپ ہے کون؟"

اس عورت نے کچھ دیر کے لیے اپنی انگلی چہرے سے لگا کر سوچنے کی اداکاری کی۔

"میرے پاس لاکھوں تعارف ہے۔ سمجھ نہیں آتا کس تعارف کو اس وقت استعمال کروں؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

پھر ایک دم انہوں نے چٹکی بجائی۔

"مل گیا تعارف! میں تمہارے شوہر کی ماں ہوں۔ تم مجھے اب سے مسز جہانگیر بلاؤ گی۔"

عالیہ نے آنکھیں پھاڑ کر اس عورت کو دیکھا۔

* *

"تم کون ہو نمرہ؟"

عزاہ واقعی اس لڑکی کو نہیں جانتی تھی یا پھر وہ پہلی دفعہ اس لڑکی کو جان پائی تھی۔

"میں نمرہ ہوں!"

نمرہ نے اس کی جانب قدم بڑھائیں۔

"زینب اور عمر کی بیٹی!"

وہ قدم قدم چلتی عزاہ کے بالکل سامنے کھڑی ہوئی۔

"شایان کی بہن، تمہاری نند اور۔۔!" سنہری آنکھوں نے سیاہ آنکھوں کو دیکھا۔ سیاہ آنکھیں شر سے بھری دکھائی دے رہی تھیں۔ ان سیاہ آنکھوں سے عزاہ کو ایک سحر نکلتا دکھائی دیا۔

"اور؟" عزاہ کو اپنا آپ خواب میں کھویا دکھائی دیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اور تمہاری بہن عالیہ کی جان سے پیاری دوست اور نند!"

عزاہ کی آنکھیں نا سمجھی سے پھیل گئیں۔

* *

باب نمبر نو

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"کیا مطلب ہے تمہارا؟"

سنہری آنکھوں نے الجھن سے سیاہ آنکھوں کو دیکھا

سیاہ آنکھوں والی لڑکی نے جب سنہری آنکھوں میں الجھن دیکھی تو قہقہہ لگا کر ہنس دی۔ ہنستے ہنستے اس کی آنکھوں میں پانی بھر آیا۔

"تم کچھ نہیں سمجھ سکتی ہو عزاہ! کچھ بھی نہیں!" نمرہ نے اب کچھ سنبھلتے ہوئے کہا۔ پھر چہرے پر چھایا تمسخر غائب ہو گیا۔ اس کی جگہ سفاکیت نے لے لی۔

"اور تمہارے لیے یہی بہتر ہے تم ان چیزوں کو نا سمجھو، ورنہ تمہارا وہ حشر کروں گی کہ کوئی تم پر تھوکے گا بھی نہیں!" نمرہ کا سرد لہجہ ریڑھ کی ہڈی سنسنا سکتا تھا مگر مقابل کو اس وقت ڈر نہیں لگ رہا تھا۔ وہ ابھی بھی بے یقینی کا شکار تھی۔

"تو اس کا مطلب ہے عالیہ اور میرے ساتھ جو کچھ بھی ہوا ہے وہ تمہاری چال تھی؟"

"تمہیں ابھی تو کہا ہے اپنی عقل اب استعمال نہ کرو لیکن تم بہنیں بھی عادت سے مجبور ہو۔ جس چیز سے منع کرو، اسی چیز میں گھستی ہو۔ ویسے تم نے نامکمل سوال کیا ہے۔" نمرہ اب عام لہجے میں بات کرنے لگی۔ "تمہیں پوچھنا چاہیے تھا کہ کیا یہ تم ہی ہو جس نے اشفاق کی تینوں بیٹیوں عالیہ، عزاہ اور جائی یانہ کو برباد کر دیا ہے؟" جائی یانہ کا نام سن کر عزاہ نے چیخ کر پوچھا۔

"تم نے جائی یانہ کے ساتھ کیا کیا ہے؟"

"جو کیا ہے وہ تمہیں کل صبح تک پتہ چل جائے گا۔ ویسے تمہیں خود پتہ ہونا چاہیے تھا تمہاری بہن کے ساتھ آج کیا ہوا ہے۔ اپنے میکے سے اتنی بے خبری۔۔! چچ سو بیڈ!" نمرہ کا مصنوعی ملامتی انداز عزاہ کو طیش جگا گیا۔

"تم نے اگر میری بہن کا بال بھی بانکا کیا تو میں بتا رہی ہوں، میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گی!" عزاہ کی دھمکی سن کر نمرہ ایک بار پھر تمسخر سے ہنس دی۔ وہ آہستہ آہستہ چلتی کھڑکی کے پاس جانے لگی۔

"اسے کہتے ہیں چونٹی کو پر لگ جانا۔ بھابھی جی ابھی اپنی بہنوں کو چھوڑ کر خود کی فکر کرو کیونکہ۔۔" نمرہ نے کھڑکی سے باہر جھانکا۔ "مجھے ابھی اپنے بھائی کے ارادے ٹھیک نہیں لگ رہے ہیں۔"

نمرہ کی بات سن کر عزاہ نے پر اعتماد انداز میں جواب دیا۔ "ایسا کچھ نہیں ہو گا۔ تم خود اپنے بھائی کے پاس جا کر اسے ساری اصلیت بتاؤ گی!"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

نمرہ کا ایک ابرو اوپر کو اٹھا۔ چہرے پر ایسے تاثرات چھائے جیسے وہ عزاہ کی بات سے محظوظ ہوئی ہو۔

"اوہ واقعی! مگر میں اپنے بھائی کو یہ سچ کیوں بتاؤں گی؟" نمرہ کے لیے یہ گفتگو خاصی دلچسپ ہوتی جا رہی تھی۔

"کیونکہ اگر تم نے خود نہیں بتایا تو میں بتاؤں گی اور پھر جو آگے تمہارے ساتھ ہو گا، کیا وہ مجھے بتانے کی ضرورت ہے؟" عزاہ نے اعتماد سے کہا۔

"تمہیں آگے بتانے کی ضرورت نہیں ہو گی مگر مجھے ہے۔ میں بتاتی ہوں پھر آگے کیا ہو گا! پہلی بات میرے بھائی کو تمہاری باتوں پر یقین نہیں آئے گا مگر ہاں! اسے شک ضرور ہو گا۔ اس شک کو دور کرنے کے لیے وہ میرے پاس آئے گا اور پھر میں اسے۔۔۔" اس نے اپنے قدم سنگھار میز کی جانب بڑھائے اور اس کی دراز میں ہاتھ مار کر کچھ تصاویر نکال کر عزاہ کی طرف بڑھائی۔

"یہ دکھا دوں گی!"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

عزاہ نے جب ان تصاویر کو دیکھا تو اسے کے پاؤں سے زمین نکل گئی۔ وہ اس کی تصویریں تھیں۔ اس میں عزاہ نے نازیبا لباس پہنا ہوا تھا لیکن بات یہی پر ختم نہیں ہوتی تھی۔ ان تصویروں میں ایک مرد بھی دکھائی دے رہا تھا جس کا چہرہ واضح نہیں تھا۔ وہ دونوں خاصی بے تکلفی کے ساتھ کھڑے تھے۔ ان فوٹوز میں عزاہ اور اس مرد کی بے تکلفی، خود عزاہ کو شرم سے پانی پانی کر رہی تھی۔

نمرہ عزاہ کے تاثرات سے محظوظ ہوئی۔

"یہ ہوگی تابوت میں آخری کیل! بھائی یہ دیکھنے کے بعد تمہیں جان سے مار دیں گے اور اگر نہ بھی مارا تو طلاق تو تمہیں یقینی مل جائے گی اور یوں میرا پتہ کٹواتے ہوئے تمہارا اپنا پتہ اس گھر سے کٹ جائے گا۔"

"یہ جعلی ہیں!" عزاہ نے کھوکھلی آواز میں کہا۔

"اور اس پر کون یقین کرے گا؟" نمرہ سابقہ لہجے میں بولی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

عزاہ نے ایک نظر نمرہ کے بے حس چہرے کو، پھر ان تصاویر کو دیکھا۔ ایک پل لگا اسے فیصلہ کرنے میں، اس نے اگلے ہی لمحے تصویریں پھاڑ دیں۔ نمرہ کے چہرے پر چھایا سکون ابھی تک غائب نہیں ہوا تھا۔ وہ بڑے آرام سے عزاہ کی کاروائی دیکھ رہی تھی۔ جب عزاہ نے تصویریں پھاڑ دیں، تو نمرہ نے پوچھا۔

"سکون مل گیا؟ اگر نہیں! تو کہو تو میں تمہاری اور بھی فوٹوز پکڑا دیتی ہوں۔ کیا پتہ تمہیں سکون مل جائے؟"

"تم آخر یہ سب کیوں کر رہی ہو؟" عزاہ کے لہجے میں نہ چاہتے ہوئے بھی بے بسی اتر آئی تھی۔

"اس بات کا جواب ابھی دے دیا تو کھیل میں مزا نہیں آئے گا۔" نمرہ نے چہرے پر آئے بالوں کو ہٹایا۔ "جہاں تک بات ان تصاویر کی ہے، تو فکر نہ کرو۔ تم جب تک بھائی کو میری اصلیت بتانے کی کوشش نہیں کرو گی تب تک، یہ فوٹوز کسی کی نظروں میں نہیں آئے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

گی۔ میں خود بھی تمہیں اتنی جلدی اس کھیل سے نکالنا نہیں چاہتی لیکن یہ ساری بساط جو ہم نے اتنی مشکل سے بچھائی ہے اسے کسی کو الٹنے نہیں دیں گے!"

"ہم سے تمہارا کیا مطلب ہے؟" عزاہ نے ایک اور سوال کیا۔

"میں نے کہا نا ابھی یہ سب بتانے کا صحیح وقت نہیں ہے۔ جب تک اشفاق کا خاندان پوری طرح سے برباد نہیں ہو گا ہم کسی سے کچھ نہیں کہہ سکتے!" نمرہ نے مڑ کر کھڑکی کی طرف دیکھا۔

"تمہیں اب چلے جانا چاہیے!" لیکن عزاہ نہیں گئی۔

"تم ہمارے خاندان کے ساتھ ساتھ اپنے بھائی کو بھی برباد کر رہی ہو!" عزاہ نے اسے یاد دلانا چاہا۔

"وہ برباد ہوتا ہے، تو ہوتا رہے۔ بدلہ بڑا اندھا ہوتا ہے۔ بدلہ لینے کے لیے انسان کو اپنا آپ فنا کرنا پڑتا ہے، تم بھائی کی بات کر رہی ہو!؟" عزاہ کو نمرہ کے لہجے میں نمی گھلتی محسوس ہوئی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اب یہ نہ پوچھنا ہمیں تم لوگوں سے کونسا بدلہ لینا ہیں۔ میں تمہیں نہیں بتاؤں گی!" نمرہ یہ کہتے ہوئے واش روم میں چلی گئی۔ عزاہ کمرے میں تنہا رہ گئی۔

* *

"آپ آریان کی ماما ہے؟"

عالیہ نے اب کی بار بہت غور سے اس عورت کو دیکھا۔ وہ عورت خوبصورت تھی مگر اس میں اور آریان میں زمین آسمان کا فرق تھا۔ دونوں ہی ایک دوسرے سے بہت مختلف تھے۔

"ماما نہیں، آریان کی امی جان!"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس عورت کے نرم لہجے میں کاٹ محسوس ہوتی تھی۔ عالیہ کچھ پل کے لیے خاموش رہی۔ اسے سمجھ نہیں آیا سامنے کھڑی عورت سے کیا بات کرے۔ اس کی یہ مشکل مسز جہانگیر نے آسان کر دی۔

"تمہیں حیرت نہیں ہوئی؟ پہلے جس لڑکی کو میں اپنی بہو ماننے پر تیار نہیں تھی، اب میں نے اسی لڑکی کو اپنے گھر میں رکھا ہوا ہے؟"

"نہیں!" اب کی دفعہ عالیہ کے چہرے پر سختی در آئی تھی۔ اسے بہت سی باتیں یاد آئیں۔

"میں نے آپ کے بیٹے اور اپنی کزن کی ساری باتیں ریستوران میں سن لی تھی۔ آپ شاید کسی وجہ سے میرے گھر والوں سے بدلہ لینا چاہتی ہیں۔"

عالیہ کی بات سن کر مسز جہانگیر نے سر اثبات میں ہلایا۔

"شاید نہیں، یقیناً!"

"لیکن کیوں؟ ہم نے آپ کے ساتھ کیا کیا ہے؟" عالیہ نے پوچھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تم لوگوں نے میرے ساتھ کچھ نہیں کیا لیکن تمہارے گھر کے ایک فرد نے مجھے دھوکا دیا ہے اور تم لوگوں کو وجہ بنا کر دیا ہے۔"

"آپ کھل کر نہیں بتا سکتیں؟"اب کی بار عالیہ ان ڈھکی چھپی باتوں سے بری طرح چڑ گئی۔

"کھل کر بتانے کا ابھی وقت نہیں ہے۔اگر جاننا چاہتی ہو تو ان ہی باتوں میں اپنا مطلب ڈھونڈو"مسز جہانگیر یہ کہہ کر جانے لگی۔عالیہ فوراً سے ہمت کر کے کھڑی ہوئی۔

"رکیں!مجھے یہاں نہیں رہنا۔مجھے میرے گھر جانا ہے!"اس کی بات سن کر مسز جہانگر رکیں اور مڑ کر اپنی بہو کو دیکھا۔

"تم کہیں نہیں جا سکتی۔تمہیں یہیں ساری عمر رہنا ہو گا یا پھر تب تک جب تک ہمارا مقصد پورا نہیں ہو جاتا۔"

یہ کہہ کر وہ کمرے سے باہر نکل گئیں اور دروازہ بند کرنے لگ گئیں۔عالیہ اس دروازے کو بند ہونے سے روکنا چاہتی تھی۔وہ بھاگنا چاہتی تھی مگر ابھی اس کے جسم میں اتنی توانائی نہیں تھی۔وہ جب تک دروازے تک پہنچی،دروازہ بند ہو گیا تھا۔وہ مایوسی سے دروازے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کے سامنے کھڑی تھی جب اسے باہر سے آوازیں سنائی دینے لگی آوازیں مبہم تھیں اس لیے وہ کچھ سمجھ نہیں پا رہی تھی۔ اسے لگ رہا تھا باہر آریان مسز جہانگیر سے بات کر رہا تھا۔ وہ دروازہ کھٹکھٹاتے ہوئے اسے بلانے لگی۔

"آریان! آریان! دروازہ کھولو! مجھے باہر جانا ہے۔ خدا کے لیے مجھے یہاں سے نکال دو۔" وہ بولتی جا رہی تھی لیکن باہر سے قدموں کی آہٹ کمرے سے دور جاتی سنائی دی۔ کچھ دیر بعد باہر مکمل خاموشی چھا گئی تھی مگر عالیہ چیختی چلّاتی رہی۔ اسے امید تھی آریان کو اس پر رحم آ جائے گا لیکن چیختے چلاتے اس کا اپنا گلا ہی بیٹھ گیا۔ دروازہ بدستور بند رہا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

****

اشفاق صاحب اپنے کمرے میں آئے تو انہیں نوال بیگم کمرے کے ایک کونے میں جائے نماز پر بیٹھی دکھائی دیں۔ہاتھ میں تسبیح پکڑے وہ سامنے والی دیوار کو گھورے جا رہی تھیں۔

"آپ کو پتہ ہے آج آپ نے کیا کیا ہے؟"اشفاق نے نوال کو ان کی بد تمیزی کے بارے میں یاد دلانا چاہا۔

نوال یونہی چہرہ سامنے کیے بیٹھی رہیں۔

"ہماری سب سے پہلی اولاد عالیہ تھی!"نوال نے شاید اشفاق کی بات سنی ہی نہیں تھی۔

اشفاق نے ان کی پشت کو اچھنبے سے دیکھا۔

"وہ جب پیدا ہوئی تو آپ پریشان رہنے لگے۔ آپ کو ڈر تھا کہیں وہ میری جیسی نہ بن جائے۔ آپ نے زبان سے یہ نہیں بولا تھا مگر آپ کا چہرہ اس وقت صاف صاف بتا رہا تھا۔اولاد کو دیکھتے ہوئے آپ کے چہرے پر خوشی نہیں بس پریشانی ہی پریشانی دکھائی دیتی تھی!"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ان سب باتوں کا مقصد؟"اشفاق کے پوچھنے پر نوال نے کوئی جواب نہیں دیا۔وہ آج اپنی ہی کہنا چاہتی تھیں۔

"اس کے بعد ہمارے گھر عزاہ آئی۔ایک اور بیٹی!آپ کے نزدیک ایک اور بوجھ!عزاہ کے آنے کے بعد آپ مجھے کھلے اور صاف الفاظ میں کہنے لگ گئے آپ کو ایک اور بیٹی نہیں چاہیے تھی۔عالیہ اور عزاہ سے بھی آپ کا تعلق اچھا نہیں تھا۔دونوں بچیاں آپ سے خوف کھایا کرتی تھیں۔آپ جیسے ہی گھر میں آتے،ہسنا چہچہانا بند ہو جاتا۔ایسا لگتا تھا گھر میں کوئی جلاد آگیا ہو جو ایک ہلکی سی غلطی پر ہم تینوں ماں بیٹیوں میں سے کسی کا بھی سر تن سے جدا کر دے گا۔"

نوال کھوئے ہوئے لہجے میں کہہ رہی تھیں۔اب اشفاق کافی غور سے نوال کی باتیں سننے لگ گئے تھے۔

"پھر میں تیسری دفعہ امید سے ہوئی۔اس دفعہ آپ بچے کی پیدائش سے پہلے ہی پریشان رہنے لگ گئے۔آپ دل سے چاہتے تھے آپ کی تیسری بیٹی نہ ہو۔اس دفعہ آپ نے پہلی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

دفعہ میری الٹرا ساؤنڈ کروائی۔اس میں بچی کی پیش گوئی ہوئی۔ڈاکٹر کے کلینک سے واپس گھر آنے تک آپ نے مجھ پر کتنا غصہ،کتنے طعنے دیے،مجھے سب یاد ہیں۔ آپ کو لگتا تھا ماں کے اختیار میں ہوتا ہے اپنی جس اولاد کو چاہے لڑکا بنا دے اور جس کو چاہے لڑکی بنا دے۔ آپ کے لیے میں مجرم تھی۔ خود مجھے بھی احساس جرم نے گھیرا ہوا تھا لیکن اس وقت میں آپ کی نہیں بلکہ اس بچی کی مجرم تھی۔"

نوال کی آنکھوں سے آنسو کا قطرہ گرا جو گال سے ہو کر نیچے زمین پر گر گیا۔

"میری ایک چھوٹی سی غلطی کی سزا میری اولاد پر آ گئی تھی۔ آپ چاہتے تھے میں اس تیسری بیٹی کو پیدا ہونے سے پہلے مار دوں۔ میں خود بھی ایسا چاہتی تھی۔اسے آپ جیسا باپ نہیں دینا چاہتی تھی جو پیدا ہونے سے پہلے اپنی اولاد سے نفرت کرنے لگ گیا تھا۔ میں اسے ختم کر دینا چاہتی تھی مگر میں کیا کرتی؟ میرے پاس آپ جیسا جگرا تھوڑی تھا جو اولاد کو قتل کرنے سے بالکل نہ ڈرے۔"

اشفاق نوال کو دیکھے جا رہے تھے۔ زندگی میں پہلی دفعہ وہ ان کے سامنے یوں بولی تھیں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"پھر اس بچی کی پیدائش کا وقت بھی آ گیا۔ آپ جانتے ہیں ایک نئی جان پیدا کرنے کے لیے ایک عورت کتنی اذیت سے گزرتی ہے۔ اس وقت عورت کے جسم کا ٹکڑا ٹکڑا اس درد سے نجات کی دعا مانگ رہا ہوتا ہے مگر میں نے اس اذیت میں ہوتے ہوئے بھی اس بچی کی عافیت مانگی۔"

"میں نے اللہ سے آپ کے دل میں اس بچی کی محبت مانگی۔ اس وقت مجھے یہ سب بس ایک معجزہ لگ رہا تھا۔ ایسا کیسے ہو سکتا تھا انسان کسی کے وجود کو دنیا میں آنے سے پہلے اس سے اتنی نفرت کرے اور اس وجود کے دنیا میں آجانے سے اس سے محبت کرنے لگ جائے۔ مجھے اپنی دعا نا ممکنات میں سے لگ رہی تھی مگر اس ذات کے لیے نہیں تھی جس سے میں مانگ رہی تھی۔ دلوں میں محبت تو بس اللہ ہی ڈالتا ہے۔"

نوال اشفاق کو بھی ماضی میں لے گئی تھیں۔

"بچی کی پیدائش کے بعد جب میں نے ہوش سنبھالا تو میں نے اپنی بچی کو آپ کے ہاتھوں میں دیکھا۔ آپ کی نظروں میں میری بچی کے لیے کوئی نفرت نہیں تھی بلکہ آپ اسے محبت

سے دیکھ رہے تھے۔ میری ماں میری بیٹی کو آپ کی مرحوم ماں سے ملا رہی تھی۔ یہ باتیں سنتے ہوئے، آپ کے چہرے پر محبت اور شفقت کے ساتھ ساتھ عقیدت کا جذبہ بھی جھلکنے لگا۔ اس وقت مجھے اللہ کی قدرت پر یقین آ گیا۔ وہ اگر چاہے تو کیا کچھ نہیں ہو سکتا۔ صرف تائی جان سے میری بچی کی مشابہت پر آپ کا سخت دل اس بچی کی محبت میں موم ہو گیا۔"

نوال کے آنسو بہے جا رہے تھے۔

"آپ نے اس بچی کا نام خود رکھا۔ اسے جائی یا نہ کا نام دیا۔ اسے تینوں بیٹیوں میں سب سے زیادہ قریب کر لیا۔ اسے تینوں میں سب سے زیادہ فوقیت ملنے لگی۔ وہ آپ کی لاڈلی بیٹی بن گئی۔ اس کی شوخی، اس کا چنچل پن ہمارے گھر کی رونق بن گیا۔ پہلے آپ کے آنے پر بچے سہم کر بیٹھ جایا کرتے تھے۔ اسی بچی نے وہ ماحول ختم کروایا۔ مجھے لگا سب کچھ ٹھیک ہو گیا ہے۔ آپ کا دل اب اپنی اولاد کے لیے نرم پڑ گیا ہے مگر میں غلط تھی!"

نوال نے اب کی بار چہرہ موڑ کر اشفاق کو دیکھا جو ابھی بھی ان کے پیچھے کھڑے تھے۔

"آپ نے بغیر کسی تصدیق کے عالیہ کو اپنی زندگی سے دستبردار کر دیا۔ عزاہ کو آپ نے نری جہنم میں دھکا دے دیا اور جائی یا نہ!"

"جائی یانہ کو تو آپ نے ایک ایسے شخص کے ساتھ روانہ کر دیا جو اس پوری محفل میں مشکوک تھا۔ آپ نے ایک بار بھی نہیں سوچا وہ انسان کیسا ہو گا اور میری بیٹی کا کیا کرے گا۔ آپ نے ان تینوں میں سے کسی کے بارے میں نہیں سوچا کیونکہ اس وقت اشفاق صاحب کی عزت، داؤ پر لگی تھی۔ آپ کو زندگی میں بس عزت پیاری ہے۔"

"تم کیا جانو عزت کیا ہوتی ہے؟ عزت کا عین بھی تم جیسی عورتوں کے لیے نہیں بنا!" اشفاق نے حقارت سے کہا۔

"بالکل میں اس عزت کے بارے میں کچھ نہیں جانتی اور نہ جاننا چاہتی ہوں جس کی آپ پوجا کرتے ہیں!" نوال نے تلخ لہجے میں جواب دیا۔ پھر وہ چہرہ موڑ کر سامنے دیکھنے لگیں۔

"اب میری بیٹیاں اللہ کے سپرد ہیں۔ میں آج رات اپنی بیٹیوں کی حفاظت کی دعا مانگوں گی۔ بس دنیا میری بیٹیوں سے ان کے باپ جیسا سلوک نہ کرے!"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس کے بعد ایک مکمل خاموشی چھا گئی۔ اشفاق کچھ دیر تک کھڑے رہے۔ پھر سر جھٹک کر کمرے سے باہر نکل گئے۔

* *

سورج کی کرنیں کھڑکی سے گزرتی ہوئی کمرے کو منور کر رہی تھی۔ اس کمرے کے اگر اندر آؤ، تو وہ کمرا کاٹھ کباڑ سے بھرا ہوا تھا۔ ایسا لگتا تھا وہ کمرہ اسٹور روم کے طور پر استعمال ہوتا تھا۔ اسٹور روم کے درمیان میں بمشکل تھوڑی سی جگہ بچی ہوئی تھی جس پر بوسیدہ چٹائی بچھائے وہ لیٹی ہوئی تھی۔ گرمی سے اس کا برا حال ہو رہا تھا۔ وہ بڑی حسرت سے چھت پر لگے پنکھے کو دیکھ رہی تھی جو بند تھا۔ بند ہونے کی وجہ یہ نہیں تھی کہ بجلی گئی تھی بلکہ اسے چلانے سے سختی سے منع کر دیا گیا تھا۔ اے سی کے عادی جسم کو آج پنکھے کی ہوا نصیب نہیں تھی۔

سخت فرش پر زندگی میں پہلی دفعہ لیٹنے کی وجہ سے اس کا سارا جسم درد کر رہا تھا۔ ابھی وہ اپنے درد کرتے جسم پر کراہ رہی تھی، جب اسے چھینک آ گئی۔ وہ رات سے وقتاً فوقتاً چھینک رہی تھی اور وجہ ڈسٹ الرجی تھی۔ کمرے کی سالوں سے جھاڑ پونچھ نہیں ہوئی تھی۔

اسے ان حالات میں نیند نہیں آئی تھی۔

اسے ابھی بھی یاد تھا جب وہ اس گھر میں زید کے ساتھ آئی تو اس گھر کا دروازہ عائشہ نے کھولا تھا۔ عائشہ کا چہرہ اسے دیکھتے ساتھ بگڑ گیا۔ اس نے دروازہ کھلا چھوڑ دیا اور واپس اندر چلی گئی۔ وہ زید کے ساتھ اندر آئی تو چھوٹے سے برآمدے میں قدم رکھ کر وہ حیران ہوئی۔ برآمدے میں کم از کم چھ سات بچے اکھٹے کھیل رہے تھے۔ برآمدے کی ایک طرف چولہا اور کچن کا سامان رکھا تھا جو یہ بتا رہا تھا برآمدے کا یہ حصہ کچن کے لیے مختص تھا۔ پورے گھر میں گھٹن اور حبس چھایا ہوا تھا۔ برآمدے کے ایک طرف دو کمروں کے دروازے تھے۔ شاید نچلی منزل یہی دو کمرے بنے تھے۔ جائی یا نہ نے اپنی زندگی میں اتنا چھوٹا گھر

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

نہیں دیکھا تھا۔ اسے ایک عورت چولہے کے سامنے بیٹھی روٹی بناتی دکھائی دی۔ اس عورت کی نظر جیسے ہی زید اور اس کے ساتھ کھڑی سانولی لڑکی پر پڑی تو وہ طنزاً بولی۔

"اوہ تو زید صاحب اپنی بیگم کو لے کر واپس آ گئے!" یہ کہہ کر وہ عورت کھڑی ہو گئی۔ وہ عورت خاصی فربہ تھی۔ اس کے چہرے کو دیکھو تو گندمی رنگت کے چہرے پر دور سے بھی کھلے مسام اور لٹکی جلد دکھائی دیتی تھی۔ عام سے نین نقش کی وہ عورت اپنی عمر سے کئی گنا بڑی دکھائی دیتی تھی۔ اس کے کپڑے گھسے ہوئے تھے۔ وہ قدم قدم چلتی جائی یا نہ اور زید کے سامنے کھڑی ہو گئی۔

"کہہ کر تو ایسے گئے تھے کہ میں مر جاؤں گا مگر اس گھر میں واپس نہیں آؤں گا اور دیکھو کس طرح ڈھیٹوں کی طرح اپنی بیوی کے ساتھ میرے سامنے کھڑے ہو!"

عورت کے لہجے کے ساتھ اس کے لفظوں کی کڑواہٹ بھی جائی یا نہ بآسانی محسوس کر سکتی تھی۔ زید کا چہرہ بے تاثر تھا۔

"بھائی جان کہاں ہیں بھابھی؟" زید شاید اپنی بھابھی سے بات ہی نہیں کرنا چاہتا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اندر ہیں۔اب انہوں نے کہاں جانا ہے؟اپنے بچوں کے نوالے حلق سے کھینچ کھینچ کر تم دونوں بہن بھائی کو کھلانے کے بعد اب وہ اور کر ہی کیا سکتے ہیں؟"یہ کہہ کر وہ عورت چولہے کے جانب بڑھ گئی۔زید گھر کے اندر ایک کمرے کی جانب بڑھا اور اسے بھی ساتھ آنے کا اشارہ کیا۔

وہ دونوں جب اندر آئے تو اسے ایک فربہہ مرد سنگل صوفے پر ٹی وی دیکھتا دکھائی دیا۔ اس چھوٹے سے کمرے میں بیڈ،صوفے،سنگھار میز،الغرض ہر طرح کا فرنیچر گھسایا ہوا تھا۔ کمرے میں ہر چیز پھنسی ہوئی سی لگتی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"بھائی جان!"زید کے بھائی جان بولنے پر اس مرد نے سر اٹھا کر زید اور جائی یانہ کی جانب دیکھا۔پھر دوبارہ سے ٹی وی کی طرف دیکھتے ہوئے بولیں۔

"بیٹھ جاؤ!"

زید اور جائی یانہ بیڈ پر بیٹھ گئے۔زید کے بھائی نے ٹی وی بند کر دیا اور ان دونوں کو دیکھا۔

"تم دونوں بہن بھائی نے آخر شادی بیاہ کو سمجھ کیا رکھا ہے؟ پہلے بہن کسی انجان انسان سے عین وقت پر نکاح کا بتا کر نکاح کر لیتی ہے اور پھر آج ہی خلع کی خبر ہمیں سناتی ہے۔ اس کے ساتھ تمہارے نکاح کا بھی بتاتی ہے۔ تم لوگ آخر سمجھتے کیا ہو؟ یہ گھر ہے یا کوئی سرایا جہاں کوئی بھی آئے گا اور کسی کو بھی ٹھہرا دیا جائے گا۔ عائشہ میری چھوٹی بہن ہے۔ اس کی ہزاروں بد تمیزیوں اور غلطیوں کے باوجود بھی میں اسے گھر سے نہیں نکال سکتا مگر یہ لڑکی! میں اسے اپنے گھر میں کیوں رکھوں؟" بھائی جان کے ترش لہجے پر جائی یا نہ کو یہاں سے بھاگ جانے کا دل چاہا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"بھائی جان پہلی بات تو یہ گھر صرف آپ کا نہیں، ہم تینوں بہن بھائیوں کا ہے۔ جس طرح بھابھی یہاں رہ سکتی ہیں، اسے بھی یہاں رہنے کا مکمل حق ہے مگر میں اسے یہاں نہیں رکھوں گا۔ کل صبح ہوتے ہی میں اسے ہاسٹل میں داخل کروا آؤں گا۔ یہ بس آج رات یہاں رہے گی۔"

اس سے پہلے کے سامنے موجود مرد کچھ کہہ پاتا، زید کی بھابھی نمودار ہوئی اور اونچی آواز میں بولی۔

"کیوں بھئی؟ یہ گھر اس لڑکی کے باپ نے دیا ہے جو آج رات یہ یہاں ٹھہرے گی؟" جائی یانہ کے کان تک اس بدتمیزی پر لال ہو گئے مگر وہ ابھی کچھ کہہ نہیں سکتی تھی۔ اسے آج کی رات ہر صورت یہی گزارنی تھی۔

"گھر تو خیر یہ آپ کے باپ کا بھی نہیں ہے بھابھی جو آپ حق جتا رہی ہیں!" زید نے بھی اس کی بھابھی سے اسی انداز میں بات کی۔ اس کی بھابھی اور بڑے بھائی کا پارہ ہائی ہو گیا۔

"اپنی حد میں رہو زید! بھابھی ہیں تمہاری۔۔۔" بھائی جان نے مشتعل انداز میں کہا۔

"اور یہ بھی بیوی ہے میری۔۔۔ اس لیے بھابھی کو چاہیے اس سے تمیز سے بات کریں۔" زید نے کھڑے ہو کر کہا۔ پھر ایک نظر سب پر ڈال لینے کے بعد جائی یانہ کا ہاتھ پکڑا اور باہر برآمدے میں آ گیا۔ وہ جائی یانہ کو ساتھ والے کمرے کے سامنے لے گیا جس کا دروازہ بند

تھا۔ زید نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ اگلے ہی لمحے دروازہ کھل گیا اور عائشہ باہر نکلی۔ اس کی آنکھیں لال اور نم تھیں۔ اس کے گال بھی گیلے تھے۔

"کیا ہے؟" عائشہ نے نخوت سے پوچھا۔

"آج تم انہیں اپنے ساتھ سلا لو گی؟" زید نے اب کی بار بہت نرم اور محتاط انداز میں عائشہ سے پوچھا۔

"میں آج کسی کو بھی اپنے کمرے کے پاس پھٹکنے نہیں دوں گی۔" یہ کہہ کر عائشہ نے دروازہ ان دونوں کے منہ پر بند کر دیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

زید اور جائی یانہ نے ایک دوسرے کو دیکھا۔ پھر زید جائی یانہ کا ہاتھ پکڑ کر اسے سیڑھیوں کی طرف لے گیا۔ زینے چڑھ کر وہ دونوں گھر کی چھت پر پہنچ گئے۔ چھوٹی سی چھت پر ایک کمرہ تھا۔ زید نے اس کا دروازہ کھولا اور اندر آ گیا۔ جائی یانہ جیسے ہی اندر آئی اسے فوراً سے چھینک آئی۔ اس نے غور سے دیکھا تو وہ اسٹور روم تھا۔ اس کے اندر موجود سارا سامان گرد آلود تھا۔ جائی یانہ کو کچھ دیر بعد دوبارہ چھینک آئی۔ زید اسے وہی چھوڑ کر کمرے کے اندر

گھس گیا اور سامان ادھر ادھر کرنے لگ گیا۔ کچھ دیر بعد اس نے سامان کے ڈھیر سے ایک بوسیدہ چٹائی نکالی۔ اس نے چٹائی کو اسٹور روم کے درمیان میں خالی حصے پر بچھا دیا۔ جائی یانہ چوکھٹ پر کھڑی، اسے دیکھ رہی تھی۔ چٹائی بچھانے کے بعد جائی یانہ نے زید کو اپنی طرف آتے دیکھا۔ زید اس کی طرف آتے ہوئے تھوڑا مڑا اور جائی یانہ کے بالکل پاس موجود سوئچ بورڈ سے پنکھا چلا دیا۔

پھر اس نے ایک نظر کمرے کو دیکھا۔ زید کو جائی یانہ کا چہرہ شرمندہ سا لگا۔

"میں جانتا ہوں آپ کو اس ماحول کی عادت نہیں ہے مگر میں اس سے زیادہ کچھ نہیں کر سکتا ہوں۔ میں صبح ہی آپ کا کسی ہاسٹل میں داخلہ کروا دوں گا۔"

یہ کہہ کر زید جانے لگا، پھر اسے یاد آیا

"آپ نے کھانا تو کھایا نہیں ہو گا۔ میں بازار۔۔۔!"

جائی یانہ نے فوراً منع کیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"نہیں رہنے دو۔اس وقت مجھ سے کچھ نہیں کھایا جائے گا۔"اس سب تماشے کے بعد جائی یانہ کو بالکل بھی بھوک نہیں تھی۔

"اچھا اگر رات کو آپ کو بھوک لگے یا کوئی بھی مسئلہ ہو تو مجھے فوراً کال کر دینا۔آپ کے پاس میرا موبائل نمبر تو ہے نا؟"

جائی یانہ نے سر اثبات میں ہلایا۔

زید تھوڑا سا مطمئن ہو کر چلا گیا۔جائی یانہ چٹائی پر بیٹھ گئی اور اپنے بیگ کے پاس پہنچ گئی جسے زید نے آتے ہی اسٹور روم کے کونے میں رکھ دیا تھا۔وہ دیکھنا چاہتی تھی جلد بازی میں وہ کتنا سامان لائی ہے۔اسی وقت اسٹور روم کا دروازہ ایک بار پھر کھلا اور زید کی بھابھی تن فن کرتی اندر آئی۔اس نے پہلے جائی یانہ کو اور پھر چھت پر چلتے پنکھے کو گھورا۔اس کے بعد سوئچ بورڈ کے بٹن پر ہاتھ رکھ کر پنکھا بند کر دیا۔

"بی بی!میرے شوہر کی حرام کی کمائی نہیں ہے جو تم یوں اڑا رہی ہو۔خبردار جو تم نے اب پنکھا چلایا۔پتہ نہیں کیسے گھر والے ہیں تمہارے؟!کسی کے بھی ساتھ جوان لڑکی کو بھیج دیا مگر

ہم خاندانی اور شریف لوگ ہیں۔ محلے میں ہماری عزت ہے۔ آج رات کے لیے برداشت کر لیا ہے مگر صبح ہوتے ہی یہاں سے نکل جانا۔"

یہ کہہ کر اس کی بھابھی رکی نہیں بلکہ باہر چلی گئی۔ جائی یانہ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ تذلیل کا احساس اس پر حاوی ہوا۔

کاش زید آج وہاں نہ آتا اور اس کی شادی عیسیٰ سے ہو جاتی مگر عیسیٰ نے کونسی اسے عزت دینی تھی۔ وہاں پر بھی اسے یونہی ذلیل ہونا تھا۔ لیکن وہ اس طرح دربدر تو نہ ہوتی۔ اس کے آنسو زمین پر گرنے لگے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

حال میں وہ یونہی چت لیٹے چھت کو گھور رہی تھی۔ دروازے پر دستک دی گئی، تو وہ فوراً سے اٹھ کر بیٹھی اور اپنا ڈوپٹہ صحیح سے لیا۔

"دروازہ کھلا ہے!" جائی یانہ کی بات سن کر زید اندر آ گیا۔ اس کی حالت کافی ملگجی تھی۔ وہ جیسے ہی آیا فوراً بولا۔

"پنکھا کیوں بند ہے؟" اس نے پنکھا چلایا۔

"تمہاری بھابھی بند کر کے گئی تھیں!"جائیانہ کے بتانے پر زید نے سختی سے لب بھینچے مگر کہا کچھ نہیں۔ وہ جائیانہ کے بالکل سامنے بیٹھ گیا۔ جائیانہ کی نظر اس کے ہاتھ میں موجود تھیلے پر گئی۔

"میں ناشتہ لے آیا ہوں۔ آپ نیچے جا کر منہ ہاتھ دھو کر آجائیں۔"زید یہ کہہ کر تھیلے سے سامان باہر نکالنے لگ گیا۔

"لیکن میں۔۔"جائیانہ تذبذب کا شکار ہو گئی۔

"فکر نہ کریں۔ بھابھی سو رہی ہیں۔ آپ کو کوئی کچھ نہیں کہے گا۔"جائیانہ نے گردن اثبات میں ہلائی۔ بیگ سے اپنے کپڑے نکال کر نیچے چلی گئی۔ اس نے ابھی تک لہنگا ہی پہنا ہوا تھا۔

کچھ پل بعد جب وہ اوپر آئی تو اس نے نارنجی رنگ کی سادہ سی شلوار قمیض پہنی تھی۔ بالوں کو سلیقے سے پونی میں باندھے، وہ بالکل ہشاش بشاش تھی۔ وہ جیسے ہی کمرے میں آئی، اسے زید دیوار سے ٹیک لگا کر سویا ہوا ملا۔ جائیانہ خاموشی سے اندر آئی اور چٹائی پر بیٹھ گئی۔ وہ بھی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اپنے پیچھے پڑے صندوق سے سہارا لے کر بیٹھی تھی۔ وہ دونوں اس وقت ایک دوسرے کے بالکل آمنے سامنے تھے۔ ان کے درمیان میں زید کا لایا ہوا ناشتہ تھا۔ زید کو سوتا دیکھ کر جائی یانہ پر بھی غنودگی چھانے لگی۔ وہ بھی سونے کے بالکل قریب تھی لیکن تبھی زید کی بھابھی نے اپنے کسی بچے کو اونچی آواز میں ڈانٹا۔

زید کی نیند بھی ٹوٹ گئی تھی۔ اس نے ہڑبڑا کر ارد گرد دیکھا۔ کچھ دیر میں وجہ سمجھ جانے کے بعد وہ بیزاری سے سر پیچھے کر کے بیٹھ گیا اور منہ پر ہاتھ پھیرا۔

"بھابھی نے تو زندگی کا سکون چھین لیا ہے۔" بیزاری سے بولتا ہوا اس نے جائی یانہ کو ناشتہ دیا۔

ناشتے کے طور پر وہ بسکٹ اور جوس کے ڈبے لایا تھا۔ اس نے ایک بسکٹ کا پیکٹ اور جوس کا ڈبہ جائی یانہ کی طرف بڑھایا جبکہ دوسرا بسکٹ کا پیکٹ اور جوس کا ڈبہ خود اپنے پاس رکھ لیا۔ دونوں خاموشی سے ناشتہ کرنے لگ گئے۔

جائی یانہ بسکٹ کھا لینے کے بعد جوس اسٹرا لگا کر پی رہی تھی جب زید بولا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میں نے سوچا ہے آج آپ یونیورسٹی چلی جائیے گا۔ یونیورسٹی سے تین بجے فارغ ہو کر آپ نائلہ کی طرف چلی جائیے گا۔ میں نے نائلہ سے بات کر لی ہے۔ اسے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ اتنی دیر میں آپ کے لیے کوئی اچھا ہاسٹل ڈھونڈ لوں گا۔"

اس کی بات سن کر جائی یانہ بولی۔

"تمہیں میرے لیے اتنا سب کچھ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم نے پہلے ہی جو کچھ کیا، تمہیں نہیں کرنا چاہیے تھا۔ اب جو آگے کرنا ہے میں خود کر لوں گی۔"

جائی یانہ کی بات سن کر زید نے اسے دیکھا۔

"میں آپ پر کوئی احسان نہیں کر رہا ہوں۔ میں اچھے سے جانتا تھا آپ سے نکاح کے بعد یہ مشکلات مجھ پر آنی تھی اور یہ میرا فرض ہے۔ ہم نے نکاح کیا ہے۔ نکاح کا مطلب سمجھتی ہیں آپ؟ یہ کوئی کاروباری معاملہ نہیں جو ایک مخصوص مدت کے لیے رہے یا اس میں نفع نقصان دیکھا جائے۔ نکاح ساری زندگی کا ساتھ ہے۔ اب ہم دونوں کے درمیان "تمہارا یا میرا" نہیں رہا بلکہ صرف "ہمارا" ہو گیا ہے۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

زید کی بات سن کر جائی یانہ نے کہا۔

"دیکھو زید! تم اس نکاح کو لے کر کچھ زیادہ ہی سنجیدہ ہو گئے ہو مگر میں نہیں ہوں۔ میں تمہیں جانتی نہیں ہوں۔ ایسے کیسے تمہارے ساتھ زندگی گزار لوں گی؟"

جائی یانہ کی بات سن کر زید مسکرایا۔

"جانتی تو آپ عیسیٰ کو بھی اچھے سے نہیں تھیں؟"

"تم مجھے طعنہ دے رہے ہو؟" جائی یانہ کے ابرو اوپر کو اٹھے۔

"نہیں! بس یہ سمجھنا چاہ رہا ہوں اگر آپ عیسیٰ کو یہ موقع دے سکتی ہیں، تو مجھے کیوں نہیں؟ کیا میں اس لائق نہیں ہوں کہ مجھے موقع دیا جائے؟" زید کے سوال نے جائی یانہ کو واقعی میں لاجواب کر دیا تھا۔ اس نے تھوڑی دیر بعد بات بدل دی۔

"تمہیں کیسے پتہ چلا عیسیٰ میرا کزن ہے؟"

"میرے کزن نے بتایا!" عیسیٰ شاید سمجھ گیا تھا جائی یانہ اس موضوع پر بات کرنے کے لیے تیار نہیں تھی۔

"وہی کزن جس کے بارے میں، میں نے تم سے پوچھا تھا؟" جائی یانہ کا تجسس اب بیدار ہو گیا تھا۔

"ہاں وہی!" زید نے تصدیق کی۔

"تمہارے اس کزن کو آخر ان سب کے بارے میں کیسے پتہ چلا؟ مجھے اور تمہاری بہن کو بچا کر آخر اسے ملا کیا؟" جائی یانہ نے زید سے پوچھا۔ پہلے اسے بس اس شخص پر شک تھا مگر اب پورا یقین تھا یہ آدمی ٹھیک نہیں تھا۔ اس کا ان سب میں کوئی نہ کوئی ہاتھ ضرور تھا۔

"مجھے خود نہیں پتہ لیکن میں اسے جہاں تک جانتا ہوں وہ بہت مفاد پرست ہے۔ اپنے فائدے کے لیے وہ لوگوں کو استعمال کرتا ہے۔ میں آپ کو اور عائشہ کو اس تقریب سے پہلے ہی سب کچھ بتا دینا چاہتا تھا مگر میرے پاس کوئی ثبوت نہیں تھا۔ میری بہن اور آپ کے گھر والے ثبوت کے بغیر میرا یقین نہ کرتے۔ میرے کزن کے پاس ثبوت کے طور

پر عائشہ اور عیسیٰ کا نکاح نامہ موجود تھا مگر اس کی شرط تھی وہ نکاح نامہ مجھے تب ہی دے گا، اگر میں یہ راز تقریب میں سب کے سامنے فاش کروں۔"

زید نیچے نظریں کیے سب کچھ بتا رہا تھا اور جائی یا نہ پلک جھپکے بغیر زید کو دیکھ رہی تھی۔

"میں جانتا ہوں آپ کو مجھ سے اس بات کا گلہ ضرور ہو گا مگر میں مجبور تھا۔"

جائی یا نہ کچھ بھی نہ کہہ سکی۔ اس کے دل میں واقعی میں یہ بات تھی۔ اسے زید کا عین نکاح کے وقت آنا برا لگا تھا۔ اگر وہ آ ہی گیا تھا تو سب گھر والوں کو اندر لے جا کر بھی بات کر سکتا تھا مگر وہ شکوہ زید کے احسانوں تلے کہیں دب سا گیا تھا۔ زید اس کی کیفیت سے بے نیاز کہے جا رہا تھا۔

"میں بھی یہ سب نہیں چاہتا تھا۔ آپ کے ساتھ ساتھ میری بہن کا بھی بھرے مجمعے میں تماشا لگا مگر میں آپ دونوں کو ایک فراڈ شخص کے ہاتھوں برباد نہیں ہونے دے سکتا تھا۔ اس لیے مجھے اپنے کزن کی بات ماننی پڑی۔"

"تم چاہتے تو ثبوت کو لے کر کہیں اکیلے میں بات کر لیتے!" جائی یانہ نے نہ چاہتے ہوئے بھی شکایت کی۔

زید کے لبوں پر ایک سوگوار مسکراہٹ سج گئی۔

"میں یہ کر سکتا تھا مگر میرے کزن کی شرط تھی سب کے سامنے یہ تماشا ہو۔ آپ اسے نہیں جانتی لیکن میں جانتا ہوں۔ وہ آپ کی سوچ سے بھی کئی گنا خطرناک ہے۔ اس کی آپ سے یا پھر عیسیٰ سے کوئی دشمنی ضرور ہے۔ اگر میں اس کی بات نہ مانتا تو وہ عین وقت پر مجھے جھوٹا بنا سکتا تھا اور اگر میں جھوٹا ثابت ہو جاتا تو تین زندگیاں برباد ہو جاتیں!"

زید کی وضاحت پر جائی یانہ خاموش رہی۔ پھر چپ چاپ اپنے بیگ کے پاس آئی اور اپنی ضروری کتابیں باہر نکالنے لگی۔ وہ اس کام میں مصروف تھی جب ایک بار پھر زید نے خاموشی توڑی۔

"میں نے آپ سے غلط بیانی بھی کی تھی!" زید نے جیسے اس پر انکشاف کرنا چاہا مگر وہ اپنے کام میں مگن رہی۔ زید نے بات جاری رکھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میرا کزن ہمارے پہلے سمیسٹر کے پیپر میں آپ کا پتہ لگانے آیا تھا۔اسے آپ کے بارے میں معلومات نکالنی تھی۔اسے یہ کام جلدی کرنا تھا۔اس نے آپ کو دیکھا نہیں تھا۔وہ بس نام اور تھوڑی سی معلومات کے ذریعے آپ کا پتہ نکالنا چاہتا تھا۔اس نے مجھے یہ نہیں بتایا تھا وہ آپ کو کیوں ڈھونڈنا چاہتا ہے۔شاید وہ بتا بھی دیتا اگر میں شروع میں ہی اس کی امیدوں پر پانی نہ پھیرتا۔اس نے سوچا تھا میں آپ کے بارے میں ضرور پتہ لگالوں گا مگر میرے شروع میں انکار کرنے پر وہ مجھے اس کام کے لیے رضامند کرتا رہا۔اس کی وجہ نہیں بتا سکا۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

زید چپ ہو گیا۔ایک دفعہ پھر ان دونوں کے درمیان سناٹا چھا گیا تھا۔

"تمہارے کزن کا کیا نام ہے؟"جائی یانہ نے پوچھا۔

"آریان!"زید نے آرام سے کہا لیکن جائی یانہ نے حیرانگی سے زید کو دیکھا۔

"آریان؟"جائی یانہ نے نام دوبارہ دہرایا۔

"جی اس کا نام آریان ہی ہے۔کیا آپ اسے جانتی ہیں؟"زید کچھ آگے کو ہوا۔

"آریان نام تو میں نے عالیہ آپی کے نکاح نامے میں بھی دیکھا تھا۔ اوہ اللہ میں نے اسی دن زید سے نام کیوں نہیں پوچھا۔ اس کی تصویر۔۔۔"جائی یانہ نے سوچا۔ جائی یانہ کڑیوں سے کڑیاں ملانے لگی۔ کچھ دیر بعد اسے جب اپنی بات پر پورا یقین ہو گیا تو زید کو دیکھا۔ کیا وہ زید پر اعتبار کر سکتی تھی؟ زید نے اس کی مدد کی تھی تو کیا اسے بھی اس پر اعتبار کرنا چاہیے۔ نہیں ابھی نہیں!

"آپ اسے جانتی ہیں؟"زید کے دوبارہ پوچھنے پر اس نے کہا۔

"زید میں پورے یقین سے نہیں کہہ سکتی ہوں کہ وہ وہی آریان ہے جسے میں جانتی ہوں۔ اس لیے ابھی کچھ بھی کہنا بے معنی ہے۔"جائی یانہ کو پورا یقین تھا کہ یہ وہی آریان ہے مگر وہ اس سے بہتر انداز میں زید کو انکار نہیں کر سکتی تھی۔

"آپ کہیں تو میں آپ کو آریان سے ملا دوں؟"زید نے اسے پیشکش کی جس کو اس نے فوراً ٹھکرا دیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"نہیں نہیں ابھی نہیں!" وہ ہاتھ ہلاتے ہوئے منع کرنے لگ گئی۔ یہ بات پکی تھی آریان جائی یانہ کے خاندان کا دشمن تھا۔ اگر اسے پتہ چلا جائی یانہ اس کے بارے میں بہت کچھ جانتی ہے تو پتہ نہیں کیا ہو گا؟

اس سے پہلے زید کچھ اور کہہ پاتا جائی یانہ کتابیں پکڑ کر کھڑی ہو گئی اور بولی۔

"ہمیں یونیورسٹی چلنا چاہیے۔" جائی یانہ کو کھڑا ہوتا دیکھ کر زید بھی کھڑا ہو گیا۔ اس نے موبائل سے وقت دیکھا۔

"ہمم وقت تو ہو گیا ہے!" یہ کہہ کر وہ باہر جانے لگا جب جائی یانہ نے اس سے پوچھا۔

"میں یہ بیگ یونیورسٹی تو ساتھ لے کر نہیں جا سکتی۔ اسے کہاں رکھیں؟" جائی یانہ کی بات سن کر زید نے بھی اپنے بالوں پر ہاتھ پھیرا۔

"میرا تو بوائز ہاسٹل ہے اور اس بیگ میں زنانہ کپڑے اور چیزیں ہیں۔ میں اگر اسے اپنے ساتھ لے کر گیا تو خاصا بدنام ہو جاؤں گا۔" زید سوچتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ "یہاں پر رکھا تو

بھابھی اسے پھینک دیں گی۔ میں اسے کہاں چھوڑوں؟"وہ یہی سوچ رہا تھا جب اسے خیال آیا۔

"آپ نائلہ کو کال کر کے پوچھیں؟"

جائی یانہ نے سر ہلایا اور نائلہ کو کال کرنے لگی۔

****

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

عزاہ کو لگا کل کی رات بہت لمبی تھی۔ وہ بیڈ پر لیٹی تھی۔ شایان اس کے ساتھ ہی سویا ہوا تھا۔ شایان نے نیند کی گولیاں کھائی تھیں،اس لیے اسے کمرے میں عزاہ کی موجودگی کا احساس نہیں ہوا۔ رات کو جب تک شایان واپس اپنے کمرے میں نہیں آیا،عزاہ کمرے میں نہیں گئی۔ شایان کے کمرے میں جانے کے بہت دیر بعد وہ کمرے میں گئی تو شایان سو چکا تھا۔

عزاہ ساری رات سو نہیں سکی۔ شایان کی ناراضگی، عزاہ کے لیے اب ثانوی حیثیت اختیار کر گئی تھی۔ ابھی اسے اپنی دونوں بہنوں کی فکر تھی۔ ساڑھے سات بجے عزاہ فوراً سے اٹھی اور منہ ہاتھ دھو کر نیچے چلی گئی۔۔ کچھ دیر بعد زینب بھی اپنے کمرے سے نکل کر نیچے آ گئیں۔ عزاہ کو دیکھ کر زینب کا چہرہ سنجیدہ ہو گیا۔

وہ اتر کر ڈائننگ ہال کی جانب بڑھ گئیں۔ عزاہ بھی ان کے پیچھے پیچھے ڈائننگ ہال آ گئی۔ کرسی پر بیٹھتے ہی زینب نے عزاہ سے کہا۔

"مجھے تمہیں کچھ بتانا ہے۔" اسی پل نمرہ بھی ڈائننگ ہال میں آئی اور کرسی کھینچ کر عزاہ کے ساتھ بیٹھ گئی۔ عزا آج تک کو کسی سے بھی نفرت نہیں ہوئی تھی جتنی اس وقت اپنے ساتھ بیٹھی اس لڑکی سے ہو رہی تھی۔

زینب نے اسے کل کا سارا واقعہ سنایا عزاہ کو سمجھ نہیں آیا وہ کیسا ردعمل دے۔ اس وقت ان تینوں بہنوں کی کشتیاں بھنور میں پھنسی تھیں۔

"مجھے تو ویسے بہت برا لگا۔ پتہ نہیں وہ شخص کیسا ہو گا اور جائی یانہ کے ساتھ کیا سلوک کرے ہو گا؟" یہ تبصرہ دینے والی نمرہ تھی۔ اس کے لہجے میں ایسا دکھ تھا جیسے واقعی میں وہ ساری رات جائی یانہ کے لیے پریشان رہی ہو۔ عزاہ کا نمرہ کی منافقت پر خون کھول گیا۔

"فکر تو مجھے بھی ہے مگر اب ہم کیا کر سکتے ہیں؟ اب تو بس دعا ہے اللہ اسے ہر بلا سے محفوظ رکھے۔" زینب نے ٹی پاٹ سے چائے کے کپ میں ڈالتے ہوئے بولا۔

"آمین!" نمرہ نے جتاتی نگاہوں سے عزاہ کو دیکھا۔ اسی وقت شایان بھی ڈائننگ ہال میں آ گیا۔ اس کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔ اس کے بال بکھرے ہوئے تھے۔ ملجگا لباس پہنے وہ ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھ گیا۔ زینب اسے دیکھ کر فکر مند ہوئیں۔

"تمہاری طبیعت ٹھیک ہے؟"

"ہاں بس بخار ہو رہا ہے!" زید نے بھاری آواز میں کہا۔

"دوائی لے لینا اور آج آفس نہ جانا۔ مجھے تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں لگ رہی۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"آفس مجھے جانا ہی ہے، میں گھر نہیں بیٹھ سکتا ہوں۔" یہ کہہ کر شایان ناشتہ کرنے لگ گیا۔

اسی وقت نمرہ بولی۔

"بھائی آپ کو پتہ ہے کل کیا ہوا؟"

عزاہ کا دل چاہا وہ نمرہ کی زبان نکال دے۔ ایک تو وہ اس کے اتنے پاس بیٹھی تھی کہ عزاہ سے خود پر قابو نہیں پایا جا رہا تھا۔ نمرہ نے کل کی ساری باتیں شایان کو بتا دی۔ شایان نے یہ بات سن کر کچھ نہیں کہا بلکہ خاموشی سے کھانا کھاتا رہا۔

"آپ کو حیرت نہیں ہوئی؟ ماموں نے جائی یا نہ کی شادی کسی اجنبی سے کر کیسے دی؟ مجھے تو یہی سمجھ نہیں آ رہا۔"

"ماموں جانتے ہیں ان کی بیٹیوں کے کیا کرتوت ہیں، اس لیے وہ انہیں کسی پر بھی تھوپ دیتے ہیں۔ ویسے بھی ماموں نے یہ پہلی دفعہ تو نہیں کیا۔ میری مثال تو تمہارے سامنے ہی ہے۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

شایان کے چہرے پر تلخ مسکراہٹ سج گئی۔ زینب ضرور اسے ٹوکتیں اگر وہ ابھی بیمار نہ ہوتا۔ عزاہ کو اپنا آپ بے بس لگا۔ وہ کیا کرے کہ وہ شایان کی بد گمانی ختم ہو جائے۔

* *

عالیہ اسی حالت میں بیڈ پر بیٹھی تھی۔ کمرے میں کوئی بھی کھڑکی یا گھڑی نہیں تھی جو اسے بتا سکتی کہ ابھی دن ہو رہا ہے یا رات۔ وہ یونہی بیٹھی دیوار پر نظریں جمائے بیٹھی تھی جب ملازمہ کمرے کے اندر آئی۔ اس کے ہاتھوں میں کھانے کی ٹرے تھی۔ اس نے عالیہ کو دیکھے بنا ٹرے میز پر رکھ دی اور واپس جانے لگی۔ تبھی عالیہ نے اسے پیچھے سے آواز دی۔

"مجھے آریان سے ملنا ہے۔ مسز جہانگیر تک میرا پیغام پہنچا دینا!" عالیہ کی بات سن کر وہ واپس چلی گئی۔ عالیہ بیڈ پر سے اٹھی اور میز کے پاس رکھے صوفے پر بیٹھ گئی۔

عالیہ نے کھانے کی ٹرے کو دیکھا۔ ٹرے میں انڈے، ٹوسٹ اور جیم رکھا ہوا تھا۔ یہ ساری لوازمات ناشتے کے لیے استعمال ہوتے تھے یعنی ابھی صبح کا وقت تھا۔ وہ کھانے کو دیکھتی رہی۔ اسے بہت تیز بھوک لگ رہی تھی مگر اسے اس کی انا کچھ کھانے نہیں دے رہی تھی۔ بلآخر اپنی انا پر پاؤں رکھ کر کھانا کھانے کے لیے ہاتھ بڑھائے اسی وقت کمرے کی طرف قدموں کی آہٹ بڑھتی محسوس ہوئی۔ اس نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا اور واپس بیڈ پر بیٹھ گئی۔

دروازہ کھلا اور نوادر اندر آیا۔ عالیہ نے اسے دیکھا۔ کبھی وہ اسے اپنا کہتی تھی مگر آج تو وہ غیروں سے بھی بدتر دکھائی دے رہا تھا۔

"کیوں بلایا ہے؟" آریان نے بیزاری سے کہا۔

عالیہ نے کچھ نہیں کہا بس اسے دیکھتی رہی۔ آریان چڑ گیا۔

"کیا دیکھ رہی ہو تم؟ میرے پاس اور بھی کام ہے۔" آریان کی بات سن کر بھی عالیہ کچھ نہ بولی۔ آریان چڑ کر جانے لگا جب عالیہ کی آواز اسے سنائی دی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تم نے یہ سب کیوں کیا؟" وہ ایک ایسی جواری تھی جس نے اپنا سب کچھ اس بازی میں لگا دیا تھا مگر ہار ہی اس کے نصیب میں آئی تھی۔

"میں نے تمہیں مجبور نہیں کیا تھا۔ تم نے خود مجھے بھاگ کر شادی کرنے کا کہا تھا!"

آریان مڑا اور استہزایہ تاثرات سے اسے دیکھنے لگ گیا۔

"ڈالا تو وہ خیال تمہاری بہن ہی نے تھا!" عالیہ اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔

"تم دودھ پیتی بچی تو تھی نہیں، جو اس کی باتوں میں آ گئی۔ ایک عقل و شعور رکھنے والی لڑکی تھی۔ تمہیں کس نے کہا تھا یوں سب کچھ لٹا کر میرے پاس آجاؤ؟"

عالیہ چلتی ہوئی اس کے سامنے آ گئی۔

اپنی سنہری آنکھوں سے اس شخص کو دیکھ رہی تھی جس کا چہرہ بہت خوبصورت تھا لیکن اس کا اندر بہت ڈراؤنا تھا۔

"میں نے تم سے پیار کیا تھا!" کیا کچھ نہیں تھا لہجے میں۔۔۔

"میں نہیں کر پایا!" بے رخی کی انتہا تھی اس لہجے میں۔۔۔

"یک طرح سے اگر دیکھا جائے تو پیار تو تم نے بھی نہیں کیا تھا۔ تمہیں تو بس اپنے منگیتر سے ضد تھی۔" تم اسے پسند نہیں کرتی تھی۔ ایسے میں میرا آجانا تمہیں گولڈن چانس لگا اور تم نے اس چانس کا فائدہ اٹھایا مگر افسوس وہ گولڈن چانس تو تمہارے لیے گڑھا نکلا جس میں تم آنکھیں بند کر کے گر گئی۔"

عالیہ نے اسے دیکھا۔ کیا واقعی میں وہ اس سب کو بس ضد سمجھتا تھا۔ کیا اسے پتہ نہیں تھا عورت کسی کی ضد میں اپنی عزت نہیں روندتی۔ اس نے جب جب اپنی عزت خود مٹی میں ملائی ہے تو اس کی وجہ بس محبت ہوتی ہے۔ وہ آریان کو یہ بات نہیں سمجھا سکتی تھی۔ اس لیے اس نے موضوع بدل ڈالا۔

"ٹھیک ہے۔ تم مجھ سے پیار نہیں کرتے تو نہ کرو لیکن بیوی تو ہوں نا میں تمہاری؟ اسی بات کا لحاظ کر لو۔" عالیہ نے اسے یاد دلانا چاہا۔

"اشفاق بھی تو تمہارا باپ تھا۔ باپ کی دہلیز پار کرتے ہوئے اسی بات کا لحاظ کر لیتی۔ جب تم نے کسی کا لحاظ نہیں کیا، تو کوئی تمہارا لحاظ کیوں کرے گا۔" عالیہ کی بات اس پر ہی الٹ دی گئی۔ اس کے الفاظ عالیہ کو خنجر کی طرح چبھے تھے۔

"تم مجھ سے آخر چاہتے کیا ہو؟ میں نے تمہارا کیا بگاڑا ہے؟" عالیہ نے بے بسی سے پوچھا۔

"تم نے میرا کچھ نہیں بگاڑا لیکن تمہارے گھر والوں نے میری ماں کا بہت کچھ بگاڑا ہے۔ ہم لوگ اس کا بدلہ لے رہے ہیں۔ اس سے زیادہ میں کچھ نہیں کہہ سکتا ہوں۔" یہ کہہ کر آریان واپس چلا گیا اور عالیہ خالی ہاتھ وہی بیٹھی رہ گئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

* *

ناشتے کے بعد جب عزاہ اپنے کمرے میں آئی، تو اسے شایان آفس کے لیے تیار ہوتا دکھائی دیا۔ شایان نے رات والے واقعے کے بعد سے اب تک اس سے کوئی بات نہیں کی تھی یہاں تک کہ اسے دیکھا بھی نہیں تھا۔

"شایان آپ مجھے غلط سمجھ رہے ہیں!" عزاہ اس کے پاس آئی اور اپنی صفائی میں کچھ کہنا چاہا۔ شایان نے اس کی طرف دیکھا۔ آج شایان کی آنکھوں میں کچھ بھی نہیں تھا۔ نفرت بھی نہیں! اس کی آنکھوں میں بس اجنبیت کا تاثر تھا۔

"نہیں! میں نے صحیح سوچا تھا اور تم نے مجھے صحیح ثابت کیا ہے۔" اس کی آنکھیں ہی نہیں اس کا لہجہ بھی اجنبی تھا۔ شایان نے دوبارہ نظریں آئینے پر جما دی۔

"شایان آپ میری بات تو سنیں!" عزاہ نے بے بسی سے کہا۔

"مجھے کسی کی بات نہیں سننی۔ مجھے پتہ چل گیا ہے میری زندگی میں باکردار عورت کا ساتھ لکھا ہی نہیں تھا۔ اگر تم نہ ہوتی تو عالیہ کی صورت میں مجھے بدچلن عورت مل جاتی۔" عالیہ کا نام لیتے ہی شایان کے دل میں کچھ ہوا۔ اس کی نظریں ابھی بھی آئینے پر تھی۔ "تم دونوں ایک

جیسی ہو۔ میں نے کبھی کسی عورت کو گندی نظروں سے نہیں دیکھا۔ جب بھی کسی عورت سے بات کی تو ہمیشہ عزت کی نگاہوں سے دیکھا، پھر مجھے بد کردار عورت کیوں ملی؟"

اس نے عزاہ کو دیکھا۔ وہ جواب نہیں مانگ رہا تھا۔ اس کے لہجے میں اس قدر کرب تھا کہ عزاہ کچھ کہہ نہ سکی۔

"پہلے عالیہ مجھے یوں بیچ راستے میں چھوڑ گئی۔ مجھے اس سے اب شکوہ نہیں ہے کیونکہ وہ میری بیوی نہیں تھی۔ لیکن تم! تم تو میری بیوی تھی۔ تم نے کیوں غیر مردوں سے تعلقات بنائے؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"میں نے کوئی تعلق نہیں بنایا۔" عزاہ نے چلا کر کہا۔

"اونچا بولنے سے حقیقت نہیں بدل جاتی۔ تم آخر کو اشفاق کی بیٹی ہو۔ اس اشفاق کی جس نے ساری عمر میری ماں کو کمتر سمجھا۔ ہم لوگ تم لوگوں اپنا سمجھتے تھے مگر تم لوگ تو غیروں سے بدتر نکلے۔" شایان کی بات سن کر عزاہ کا پارہ ہائی ہو گیا۔ وہ کہنا چاہتی تھی اس کی اصل خوشیوں کی دشمن عزاہ کا خاندان نہیں بلکہ اس کی سگی بہن ہے۔

"تم یہ مت سمجھنا میں تمہیں طلاق دے دوں گا۔ تم اسے میری ضد سمجھو یا انا، مگر میں تمہیں کبھی طلاق نہیں دوں گا۔ ساری عمر میں تمہیں اپنے پاس رکھوں گا۔ ابھی تک تو میں نے اپنا کوئی حق استعمال نہیں کیا لیکن!" شایان ایک دم ٹھٹھکا۔ ایسے جیسے اسے ابھی ہی کوئی بات یاد آئی ہو۔ "اب میں اپنا ہر حق استعمال کروں گا۔"

وہ عزاہ کی جانب مڑا۔

"اور مرد پر یہ فرض ہے جب اس کی عورت غیر مردوں سے تعلقات بنائے تو اس کو سیدھی راہ دکھائے۔ اس پر مار پیٹ کا حکم تو ہمیں ہمارے دین نے بھی دیا ہے۔" شایان اب بھول چکا تھا کہ اسے آفس جانا ہے۔ عزاہ خوف کے ساتھ اسے اپنے جانب بڑھتا دیکھ رہی تھی۔ آج کا دن عزاہ کی زندگی کے سیاہ دنوں میں سے ایک دن تھا۔

* *

نائلہ سے بات کر کے ان دونوں نے جائی یانہ کا بیگ نائلہ کے گھر میں رکھوا دیا۔ وہ نائلہ ہی کے ساتھ یونیورسٹی چلی گئی کیونکہ زید نے آج یونیورسٹی جانے کے بجائے اپنی نوکری پر جانا تھا۔

جائی یانہ کو آج پتہ چلا تھا زید اپنی پڑھائی اور دیگر اخراجات کو پورا کرنے کے لیے نوکری کرتا تھا۔ اسی لیے وہ روزانہ یونیورسٹی نہیں آیا کرتا تھا۔ آج کا دن جائی یانہ کے لیے خاصا مصروف تھا۔ عزاہ کی شادی کے بعد شاید وہ ایک دو دن ہی وہ یونیورسٹی گئی تھی۔ اتنی زیادہ غیر حاضری کی وجہ سے وہ اپنی کلاس سے بہت پیچھے رہ گئی تھی۔ اب اسے اپنے روزانہ کے کام کے ساتھ ساتھ پچھلا کام بھی پورا کرنا تھا۔

زید کی ہدایت کے مطابق وہ یونیورسٹی کے بعد نائلہ کے گھر ہی آ گئی تھی۔ نائلہ کے گھر والوں نے اس کا پر جوشی سے استقبال کیا۔ نائلہ نے تو اسے یہ تک کہہ دیا تھا اگر وہ چاہے تو ایک ہفتے تک اس کے گھر رہ سکتی تھی مگر اسے یوں کسی کے گھر ٹھہرنا اچھا نہیں لگ رہا تھا۔ اس نے نائلہ کے ساتھ بیٹھ کر سارا دن پڑھائی میں گزارا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

شام کو وعدے کے مطابق زید اسے نائلہ کے گھر سے لینے آ گیا۔ جائی یانہ اپنا بیگ اٹھائے باہر نکلی تو اسے زید بائیک پر بیٹھا دکھائی دیا۔ زید کافی تھکا ہوا تھا۔ ظاہر سی بات تھی بیچارا نوکری کے ساتھ، آج اس کے رہنے کا انتظام بھی کر رہا تھا۔ جائی یانہ کو شرمندگی نے گھیر لیا۔ زید نے بلاوجہ اس کی ذمہ داریاں اپنے اوپر لے لی تھی۔

وہ جیسے ہی اس کے پاس پہنچی فوراً بولی۔ "ہاسٹل مل گیا؟"

"جی مل گیا۔" اس نے مختصر سا جواب دیا۔

جائی یانہ اس کے پیچھے بیٹھ گئی۔ کچھ دیر بعد وہ دونوں ایک بھورے رنگ کی عمارت کے سامنے کھڑے تھے۔ اس کے گیٹ کے اوپر گرلز ہاسٹل کی تختی لگی تھی۔ وہ دونوں اندر آ گئے اور سب سے پہلے ہاسٹل کے دفتر میں گئے۔ جائی یانہ کا ہاسٹل میں داخلہ ہو گیا۔ کچھ دیر بعد ایک عورت کے ساتھ جا کر جائی یانہ نے اپنا کمرہ دیکھا۔ سب کچھ بالکل ٹھیک تھا۔ جائی یانہ جانتی تھی وہ ایک اچھا ہاسٹل تھا اور اس ہاسٹل میں داخلے کی فیس اور اس کے اخراجات بہت زیادہ تھے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

سب چیزیں دیکھ لینے کے بعد جائی یانہ وزیٹنگ روم میں آئی۔ اسے زید کرسی پر بیٹھا ملا۔ زید کی نظریں اس وقت فرش پر تھی۔

"آپ کو ہاسٹل صحیح لگا؟" زید نے اسے آتا دیکھا تو اٹھتے ہوئے پوچھا۔

"تمہیں اتنا مہنگا ہاسٹل چننے کیا ضرورت تھی؟" جائی یانہ نے اسے گھر کا۔

"یہ ہاسٹل ہماری یونیورسٹی کے بالکل پاس ہے اور سب سے اچھی بات یہ ہے، یہاں کا ماحول محفوظ ہے۔ میں پیسوں کے چکر میں آپ کو کسی گھٹیا ہاسٹل میں تو ٹھہرا نہیں سکتا تھا۔" زید نے آخری بات غصے میں کہی۔

"اور وہ جو اس پر اخراجات ہونگے، اس کا کیا؟ تم نے ضرور اس مہینے کی فیس دے دی ہوگی۔" جائی یانہ نے اسے باریک بینی سے دیکھا۔

"ایک نہیں، دو مہینے کی!" زید نے بہت آرام سے اس کی تصیح کی۔ جائی یانہ کا دماغ بھک سے اڑا۔

"زید تم پاگل ہو گئے ہو؟ تم نے اپنی ساری جمع پونجی ان سب میں خرچ کر دی ہے۔ میں جتنا چاہتی ہوں تمہارا احسان مجھ پر سے کم ہو، تم اتنا مجھے احسانوں تلے دبا رہے ہو۔"

زید سینے پر ہاتھ باندھے اس کی بات سنتا رہا، پھر آرام سے بولا۔

"ہو گیا یا اور بولنا ہے؟" زید کی بات سن کر جائی یانہ نے کاٹ دار نظروں سے اسے دیکھا۔ زید جائی یانہ کی نظروں سے خاصا محظوظ ہوا۔

"میں نے آپ کے لیے کچھ نہیں کیا ہے۔ میں جو کچھ کر رہا ہوں اپنے محسن کے لیے کر رہا ہوں، جس نے میری زندگی بچائی تھی۔"

جائی یانہ نے کچھ کہنے کے لیے لب کھولے مگر زید نے ہاتھ اٹھا کر جائی یانہ کو خاموش رہنے کا اشارہ دیا۔

"میں جانتا ہوں آپ یہی کہیں گی یہ کوئی بڑی بات نہیں تھی لیکن یہ صرف آپ کے نزدیک ہے۔ میرے نزدیک آپ نے مجھ پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔ آپ نے میری زندگی بچائی ہے۔ اگر زندگی نہ ہو تو انسان کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ میں نے ابھی تک ایسا کوئی کام نہیں کیا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کہ آپ کا احسان اتار سکوں۔ میں نے آپ سے نکاح کیا، بھائی کے گھر رات کے لیے رکوانا یا ہاسٹل ڈھونڈنا اور اس کے واجبات دینا، یہ سب بہت چھوٹی بات ہیں۔ آپ کا احسان ابھی بھی اوپر ہے اور جہاں تک بات اس ہاسٹل کے واجبات ادا کرنے کی ہے تو!" زید نے رک کر اسے دیکھا۔ جائی یانہ اسے ہی غور سے دیکھ رہی تھی۔

"تو وہ سب آپ کے خود کے مطابق میری سیونگز تھیں۔ انسان ہمیشہ اپنی سیونگز فیملی کے لیے ہی رکھتا ہے تاکہ اپنی فیملی کے لیے صحیح وقت پر خرچ کر سکے اور آپ کل رات میری فیملی میں شامل ہوئی تھیں۔" زید کیا کہہ رہا تھا، جائی یانہ کو اچھے سے سمجھ آرہا تھا۔ "میں جا رہا ہوں اگر آپ کو کسی چیز کی ضرورت ہو یا کوئی بھی پریشانی ہو تو مجھے کال کر دینا۔"

وہ یہ کہہ کر جانے لگا۔ جائی یانہ نے اسے روک کر پوچھا۔

"زید تم نے اپنے بھائی کے گھر کہا تھا اگر عیسیٰ سے میری شادی ہو جاتی تو تین لوگوں کی زندگی خراب ہو جاتی۔ ایک تو میں ہوں اور دوسری عائشہ لیکن تیسرا کون تھا؟" وہ کب سے اسی الجھن کا شکار تھی۔

زید نے پیچھے مڑ کر جائی یانہ کو دیکھا۔اس نے کہا کچھ بھی نہیں مگر اس کے چہرے پر پھیلتی مسکراہٹ اور آنکھوں کی چمک نے جائی یانہ کو مزید الجھادیا۔وہ جائی یانہ کو یونہی دیکھتا رہا، پھر چلا گیا۔جائی یانہ وہی کھڑی رہ گئی۔

* *

زینب کو یاد نہیں پڑتا تھا عمر کے اس انکشاف کو کتنے دن بیت گئے تھے۔اس کی طبیعت اس دن کے بعد سے کافی نڈھال رہنے لگی تھی۔عمر جو آدھی رات سے پہلے آجایا کرتا تھا،اب آدھی رات کے بعد آیا کرتا تھا۔اس کی زندگی ایک عجیب دوراہے پر کھڑی تھی۔یہ باتیں کسی کو بتا کر وہ اپنا دل بھی ہلکا نہیں کر سکتی تھی کیونکہ اس کا تھا ہی کون؟

اپنے میکے میں بتانا خود اپنا مذاق اڑانے کے مترادف تھا۔ سسرال میں یہ بات کسی سے کر بھی لیتی لیکن عمر نے اسے اس دن صاف بتا دیا تھا اگر اس نے یہ بات عمر کے گھر والوں کو بتائی، تو وہ اسے کھڑے کھڑے طلاق دے دے گا۔

عمر نے کہا تھا وہ اس کے ساتھ کبھی زیادتی نہیں کرے گا مگر اس نے سب سے بڑی زیادتی کسی تیسرے کو ان دونوں کے درمیاں لا کر کر دی تھی۔

عمر پر قابو پا لینا اس تیسرے کے لیے کافی آسان تھا کیونکہ وہ تیسرا زینب اور عمر کو کافی اچھے سے جانتا تھا یا پھر شاید وہی ان دونوں کو جانتا تھا۔ زینب کو اب اس تیسرے سے بے تحاشا نفرت ہو گئی تھی۔

اب زینب کو خود اپنے گھر کو بچانے کے لیے کچھ کرنا تھا۔ وہ فوراً سے اٹھی اور کچن میں چلی گئی۔ اس نے عمر کے پسندیدہ کھانے بنائے۔ کھانا بنا لینے کے بعد وہ کمرے میں گئی اور تیار ہونے لگ گئی۔ اس نے اپنے فون سے عمر کو میسج کیا کہ وہ آج جلدی سے گھر واپس آجائے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

زینب کو لگ رہا تھا کہ وہ تیسرا یہی آ کر بس کر دے گا مگر زینب اس بات سے انجان تھی وہ تیسر اجتنا اچھا زینب کو جانتا تھا، زینب اتنا اسے کبھی بھی جان نہیں سکتی تھی۔

* *

جائی یانہ نے اپنا کمرہ ایک دفعہ پھر غور سے دیکھا۔ کمرے میں دو سنگل بیڈ تھے۔ کمرے کے ایک کونے میں رائٹنگ ٹیبل تھی۔ کمرے کی سفید دیواروں پر بہت سے اداکاروں اور موسیقاروں کے پوسٹر لگے ہوئے تھے جو یقیناً اس کی روم میٹ نے لگائے ہونگے۔ کمرہ کافی صاف ستھرا تھا۔ بے شک وہ رہنے کے لیے کافی اچھا تھا۔

جائی یانہ نے اپنا بیگ اٹھایا اور الماری میں اپنا سامان سیٹ کرنے لگی۔ جب اس نے اپنا سامان سیٹ کر لیا تو کمرے کا دروازہ کھلا۔ اس نے مڑ کر دیکھا تو ایک لڑکی کمرے میں آ رہی تھی۔ اس نے شوخ جامنی رنگ پر کالے رنگ کی پینٹ پہنی ہوئی تھی۔ اس نے باب

کٹنگ کروائی تھی۔ کانوں میں ہیڈ فونز لگائے جب وہ رائٹنگ ٹیبل پر اپنا کوئی سامان اٹھانے آئی تو اس کی نظر جائی یانہ پر پڑی۔ اس نے اپنے ہیڈ فونز کان سے ہٹا کر گلے میں ڈالے اور اس سے پوچھا۔

"تم میری نئی روم میٹ ہو نا؟"

جائی یانہ کی گردن اثبات میں ہلی۔

"اوہ ہیلو! میں جے ٹی ہوں۔ میرا نام سن کر تم نے ضرور سوچا ہو گا یہ کیسا نام ہے؟ دراصل میں پنجاب سے آئی ہوں اور ہماری ذات جٹ ہے۔ میرا اصلی نام مجھے اچھا نہیں لگتا۔ اس لیے میں نے اپنا نام اپنی ذات سے لے کر "جے ٹی" رکھ لیا۔ میں اپنا اصلی نام کسی کو بھی نہیں بتاتی، تو تم بھی مت پوچھنا۔ ویسے تمہارا نام کیا ہے؟"

اپنے نام کی اتنی لمبی وضاحت دے دینے کے بعد اسے جائی یانہ کا نام پوچھنا یاد آ گیا۔

"میں جائی یانہ ہوں!" جائی یانہ کا نام سن کر جے ٹی نے ستائش سے کہا۔

"اچھا نام ہے۔ امید کرتی ہوں تم مجھے میری پچھلی روم میٹس کی طرح تنگ نہیں کرو گی۔ ویسے تم ہاسٹل رہنے کیوں آئی ہو؟ تمہیں دیکھ کر لگتا ہے تم ابھی اسٹوڈنٹ ہی ہو۔ کیا تم یہاں پڑھنے آئی ہو؟" یہ ایک ہی سانس میں کتنی باتیں بول جاتی ہے۔ جائی یانہ نے دل میں سوچا۔

"ہاں ایسا ہی سمجھ لو۔" جائی یانہ نے مبہم سا جواب دیا۔ جائی یانہ اپنے پاس والے بیڈ پر جبکہ جے ٹی دوسرے بیڈ پر بیٹھ گئی۔

"چلو اچھی بات ہے۔ یہ رائٹنگ ٹیبل تمہارے کام آجائے گی کیونکہ میری پڑھائی کو تو ختم ہوئے عرصہ ہو گیا ہے۔" اس کی عمر اتنی نہیں لگتی تھی کہ اس نے اپنی پڑھائی مکمل کر لی ہو۔

"آپ نے کتنا پڑھا ہوا ہے؟" جائی یانہ نے اسی تجسس میں پوچھا۔

"انٹر کیا تھا۔ وہ بھی رو دھو کر!" جے ٹی نے ڈھٹائی سے مسکراتے ہوئے کہا۔ "اب ایک ڈی جے کے طور پر پارٹیز وغیرہ اٹینڈ کرتی ہوں ورنہ زیادہ تر کلبز میں اپنی ڈی جے سروسز

سے لوگوں کو انجوائے کرواتی ہوں۔اگر تمہارے ہاں کبھی کوئی پارٹی وغیرہ ہو تو مجھے بھولنا مت!"

"اچھا!"جائی یانہ بس اتنا ہی کہہ سکی۔

اسی وقت جائی یانہ کے موبائل پر زید کی کال آئی۔جائی یانہ نے موبائل اٹھایا اور کال اٹینڈ کی۔

"ہیلو!"جائی یانہ کے بولنے پر زید نے کہا۔

"ہاسٹل میں سب ٹھیک ہے نا؟"زید کے پوچھنے پر جائی یانہ بولی۔

"ہاں یہاں سب ٹھیک ہے۔تم پریشان نہ ہو۔اگر کچھ ہوا تو تمہیں کال کر دوں گی۔"

"ذچھا چلو بس یہی پوچھنا تھا!"پھر زید نے کال کاٹ دی۔جے ٹی نے فون پر زید کا نام دیکھ لیا تھا۔جب جائی یانہ نے فون رکھا تو جے ٹی بولی۔

"یہ زید کون ہے،تمہارا بوائے فرینڈ؟"

"نہیں تو!"

"ہمم میں بھی یہی سوچ رہی تھی۔ تم کہیں سے بھی گرل فرینڈ میٹیریل نہیں ہو۔" جے ٹی نے آرام سے اس کے اوپر تبصرہ کیا۔ جائی یانہ کو اس کی یہ بے ہودہ بات ایک آنکھ نہیں بھائی۔

"وہ میرا شوہر ہے!" جائی یانہ نے جتاتے ہوئے کہا تو جے ٹی نے آنکھیں پھاڑ کر جائی یانہ کی طرف دیکھا۔

"کیا کہا تم نے؟ تمہارا شوہر؟" وہ اب گھور کر جائی یانہ کو ایسے دیکھنے لگی جیسے وہ کوئی اور مخلوق ہو۔

"تم اس عمر میں شادی شدہ ہو۔ کیا پاکستان میں ابھی بھی چھوٹی عمر کی شادیاں رائج ہیں؟ پلیز یہ نا کہنا تمہارا شوہر تم سے بڑی عمر کا ہے یا تمہارے سات آٹھ بچے بھی ہیں۔" جے ٹی دوبارہ شروع ہو چکی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میری عمر اٹھارہ سال ہے اور میرا پرسوں ہی نکاح ہوا ہے۔ میرے شوہر کی عمر بھی لگ بھگ میرے جتنی ہے۔ ہماری کوئی چھوٹی عمر میں شادی نہیں ہوئی۔" جائی یانہ نے چڑ کر کہا اور وہاں سے کھڑے ہو کر دوسرے کام کرنے لگ گئی۔ اس نے سوچ لیا تھا اب وہ جے ٹی نامی اس مخلوق کو مکمل طور پر نظر انداز کرے گی۔ ایسا کرنے سے شاید وہ باز آ جائے۔ جے ٹی نے جائی یانہ سے اس موضوع پر مزید بات کرنا چاہی مگر جائی یانہ نے مختصر اور مبہم جواب دے کر اس کی حوصلہ شکنی کی۔ رات کے کھانے پر جب ڈائننگ ہال میں سب لڑکیاں کھانے کے لیے اکھٹا ہوئیں تو اس کی ہاسٹل کی سربراہ نے جائی یانہ کا تعارف کروایا تو جے ٹی نے بیچ میں لقمہ دینا ضرور سمجھا۔

"ساتھ ساتھ اس کا ایک عدد شوہر بھی ہے جو ہر گھنٹے بعد اس کی خیریت پوچھ رہا ہے۔ مجھے تو خاصا loyal بندہ لگتا ہے۔" سب نے جائی یانہ کو آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھا۔

"امم ہمم جے ٹی!" ہاسٹل کی سربراہ نے اس کی سرزنش کی۔

"کیا میں نے کیا کیا ہے؟" جے ٹی نے معصوم بن کر پوچھا۔

اس کے بعد سب نے خاموشی سے کھانا کھایا۔ہاسٹل کا یہ اصول بھی تھا کہ کھانا سب ایک ساتھ ڈائننگ ہال میں کھاتے تھے۔ کسی کے لیے الگ سے کھانا کمرے میں نہیں جاتا تھا۔ ہاسٹل میں کوئی بھی رات کے گیارہ بجے کے بعد باہر نہیں جاسکتا تھا اور جتنے بھی قواعد و ضوابط تھے،ہاسٹل کی انتظامیہ سختی سے ان پر عمل کرواتی تھی۔

* *

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اگر ہم بوائز ہاسٹل کی تیسری منزل میں آکر ایک کمرے میں داخل ہو تو تو اس کمرا بکھرہ ہوا تھا۔ کمرے کی حالت دیکھ کر ایسا لگتا تھا جیسے یہاں پر کوئی طوفان آیا ہو مگر یہ حالت صرف کمرے کے آدھے حصے تک محدود تھی۔باقی کا آدھا حصہ سمٹا اور سنوار کر رکھا ہوا تھا۔ایسا لگتا تھا کمرہ بٹا ہوا تھا۔ بکھرے ہوئے حصے میں رکھے سنگل بیڈ پر بس کپڑے اور جوتے

رکھے ہوئے تھے جبکہ صاف ستھرے حصے میں رکھے سنگل بیڈ پر لیٹا گھنگھرالے بالوں والا لڑکا چھت کو تک رہا تھا۔

زید تھکا ہوا تھا۔ پرسوں سے وہ بے سکون تھا۔ اس کے اوپر اس وقت قرض کا انبار لگا ہوا تھا۔ جائی یانہ کو لگ رہا تھا زید کے پاس سیونگز تھی جس کی وجہ سے اس نے ہاسٹل کے دو مہینے کی فیس ادا کی تھی جبکہ حقیقت مختلف تھی۔ اس نے وہ ہاسٹل کے فیس قرض لے کر ادا کی تھی۔ اس کی آمدنی تو اتنی تھوڑی تھی کہ بچانے کی نوبت ہی نہیں آپاتی تھی۔ زید یہ بات جانتا تھا اب اسے اور زیادہ محنت کر کے اپنے ساتھ ساتھ جائی یانہ کے اخراجات اٹھانے تھے۔ یہ بات نہیں تھی وہ جائی یانہ کو اپنی زندگی میں شامل کر کے پچھتا رہا تھا۔ اس کے لیے اپنا یہ فیصلہ زندگی کا سب سے اچھا فیصلہ لگتا تھا۔ اسے پریشانی اخراجات کی تھی۔ اگر زید کے ماضی پر نظر ڈالیں، تو وہ بالکل کھلی کتاب کی طرح تھا۔

ماں باپ کا انتقال ایک عرصہ پہلے ہو گیا تھا۔ زاہد سب سے بڑا تھا، عائشہ دوسرے نمبر پر جبکہ زید سب سے چھوٹا تھا۔ زاہد نے ہی باپ بن کر اپنے بہن بھائی کو پالا تھا۔ ان تینوں

بہن بھائیوں میں بہت پیار تھا۔عائشہ اور زید اپنے بڑے بھائی کے احسانوں اور قربانیوں کا تہہ دل سے شکر گزار تھے۔حالات تب خراب ہوئے جب زید نویں جماعت میں پہنچا۔ان ہی دنوں زاہد کی شادی ان کے محلے داروں نے ایک یتیم لڑکی سے کرادی جس کے آگے پیچھے کوئی نہیں تھا اور وہ اسی محلے میں اپنے دور کے رشتے داروں کے پاس رہا کرتی تھی۔

شروع شروع میں اس کی بھابھی ان سے کافی اچھے سے پیش آتی تھیں مگر پھر اہستہ آہستہ زید کو محسوس ہونے لگا زاہد کی توجہ اپنے بہن بھائی سے ہٹتی جا رہی ہے مگر اس نے نظر انداز کیا۔وہ جانتا تھا اب اس کے بڑے بھائی کی توجہ کی حقدار ان سے زیادہ ان کی بھابھی تھی۔

پھر آہستہ آہستہ گھر کا ماحول بدلنے لگا۔جیسے ہی بھائی جان کی پہلی اولاد ہوئی،عائشہ اور زید کے لیے زندگی دوبھر ہو گئی۔بھابھی خود کو اس گھر کی مالکن سمجھ کر اپنے اصول لاگو کرنے لگ گئیں۔زاہد نے بھی اپنی بیوی پر اس معاملے میں کوئی روک ٹوک نہیں کی۔جس پر ان کی بھابھی کو اور شہہ مل گئی۔اب وہ گھر،زید کے لیے گھر نہیں بلکہ اکھاڑا بن گیا تھا۔بھابھی اور عائشہ کے جھگڑے روز کا معمول بن گئے کیونکہ عائشہ اپنی بھابھی کی کسی غلط بات کو

برداشت نہیں کرتی تھی اور اس کی بھابھی ان دونوں بہن بھائی پر اپنا احسان جتائے بغیر رہتی نہیں تھیں۔ دوسری طرف زید بھابھی کی کڑوی کسیلی باتوں کو نظر انداز کرنے کی بھرپور کوشش کرتا تھا۔

شروع میں تو بھائی جان نے ان لڑائیوں میں کھل کر کسی کی حمایت نہیں می مگر آہستہ آہستہ وہ بھابھی کی طرف داری کرنے لگے۔ وہ عائشہ اور زید کو گنوانے لگے ان کی خاطر انہوں نے کتنی قربانیاں دی ہیں، اس لیے انہیں چاہیے کہ اپنی حد میں رہیں۔ جو باتیں پہلے بس بھابھی کی زبان پر ہوتی تھی، وہ اب ان کے بڑے بھائی نے بھی کہنا شروع کر دی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ایک دن عائشہ اور بھابھی کی لڑائی ہمیشہ کی طرح جاری تھی۔ زید ان کی لڑائی میں نہ بولتا، اگر بھابھی اس کے مرے ہوئے ماں باپ کو برا بھلا نہ کہتیں۔

"بھابھی پلیز لڑائی آپ کی اور عائشہ کی ہے، اماں ابا کو بیچ میں نہ لائیں!" زید نے چلاتے ہوئے کہا۔

"کیوں نہ لاؤں میں ان کو؟ان ہی کی وجہ سے تو تم دونوں بہن بھائی ہمارے سر پر بیٹھے ناچ رہے ہو۔"

یوں زید اور اس کی بھابھی کی تلخ کلامی بڑھنے لگی۔اسی وقت زاہد بھی گھر آ گیا۔وہ دیور بھابھی کو لڑتا دیکھ کر گھر کی چوکھٹ پر کھڑا حیران رہ گیا۔اپنے بڑے بھائی کو دیکھ کر زید نے بھابھی کی شکایت لگائی۔

"دیکھیں بھائی جان، بھابھی کیسی باتی۔۔"اس سے پہلے بات مکمل ہو پاتی،زاہد نے زید کے منہ پر تھپڑ مار دیا۔

"بے شرم!بے غیرت!تمہیں شرم نہیں آتی اپنی بھابھی سے بد تمیزی کرتے ہوئے۔ تمہاری بھابھی بولتی تھی تم اس سے بد تمیزی کرتے ہو مگر میں نے اس کا کبھی یقین نہیں کیا۔ہمیشہ اپنی بیوی کو جھوٹا مان کر تمہارا یقین کیا۔مجھے ساری زندگی کی ریاضتوں کا یہ صلہ ملا ہے۔"زاہد طیش کے عالم میں کانپ رہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"میں تو پہلے سے بولتی تھی آپ نے آستین کے سانپ پالے ہوئے ہیں۔ آپ نے ہی یقین نہیں کیا۔ اب دیکھیں انہیں!" بھابھی نے جلے پر نمک چھڑکا۔ "میں تو کہتی ہوں اسے نکال باہر کریں۔ ایسے ہی ہمارے گھر میں پڑا ہوا ہے۔"

"آپ کا گھر؟ یہ گھر آپ کا گھر کیسے ہو گیا؟" عائشہ نے تنک کر کہا۔ "یہ ہم تینوں بہن بھائیوں کا گھر ہے۔ یہ ہم سب کا گھر ہے۔ اکیلی آپ ہی اس گھر کی مالکن نہیں ہیں۔"

"بس عائشہ!" زاہد نے چلاتے ہوئے کہا۔ "آج مجھے یقین ہو گیا ہے میرے بہن بھائی مجھے بس نوچ نوچ کر کھانا چاہتے ہیں۔ اب تم یہی کھڑی ہو کر میرے سامنے میرے گھر کا بٹوارہ کر رہی ہو۔ صحیح کہتی ہے تمہاری بھابھی! اگر مجھے کچھ ہو گیا تو تم دونوں تو اسے اور میرے بچوں کو نکال باہر کرو گے۔"

یہ کہہ کر زاہد بھائی، بھابھی کو لے کر کمرے کے اندر چلے گئے۔ زید پوری رات روتا رہا اور عائشہ اسے چپ کروانے میں لگی رہی۔

کچھ دنوں بعد عائشہ کے منہ سے اسے خبر ملی کہ اس کے بھائی جان نے یہ گھر اپنے نام کروا لیا ہے۔ اس دن زندگی میں پہلی دفعہ زید کو اپنا آپ لاوارث لگا۔ اب بس ایک غلطی پر اس کی بھابھی اسے گھر سے باہر نکال سکتی تھی۔ بھائی نے اس کی پڑھائی کے اخراجات دینا بند کر دیے تھے۔ پیسوں کی خاطر، وہ ریستوران میں ویٹر کی جاب کرنے لگ گیا۔ انٹر میں بمشکل پاس ہو جانے کے بعد اس نے بی بی اے کا سوچا۔

اس نے بڑی مشکل سے پیسے اکٹھا کیے اور یونیورسٹی میں داخلہ لیا۔ زاہد اور عائشہ نے بارہ جماعتیں پڑھنگ کے بعد پڑھائی ختم کر دی تھی۔ زید کو آگے پڑھتا دیکھ کر بھابھی نے واویلا مچا دیا۔

یونیورسٹی کا پہلا دن اسے بہت خوشگوار لگا حالانکہ اس خوشگوار دن کی صبح بہت بری تھی۔ وجہ ہمیشہ کی طرح بھابھی تھی۔

بھابھی کے طعنوں اور بدتمیزی سے تنگ آیا زید، جب یونیورسٹی میں آیا اور اپنا پہلے لیکچر سننے کے لیے کلاس میں آیا، تو اسے دور سے ایک سانولی لڑکی آتی دکھائی دی۔ بھابھی کی باتیں، جو

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کب سے اس کے دماغ میں گردش کر رہی تھیں،اس کے ذہن سے غائب ہو گئی۔اس کی نظریں اس لڑکی پر جم گئی تھی۔اس لڑکی کو شاید کہیں بیٹھنے کی جگہ نہیں مل رہی تھی۔حالانکہ بہت سے بینچ ایسے تھے جس میں لڑکے اکیلے بیٹھے تھے مگر اس لڑکی نے ان میں سے کسی بھی بینچ کا انتخاب نہیں کیا۔

آخر کار اس لڑکی کو ایک بینچ مل گئی۔اس پر سیاہ چادر والی لڑکی بیٹھی تھی۔وہ اس پر بیٹھ گئی۔ لیکچر کب شروع ہوا اور کب ختم ہوا زید کو پتہ ہی نہیں چلا۔اس کو پروفیسر کے جانے کی خبر تب ہوئی،جب وہ لڑکی بینچ پر سے اٹھی۔زید نے اسے جاتا دیکھا پھر واپس اس کے بینچ پر دیکھا۔اس کے بینچ پر موبائل پڑا تھا۔وہ فوراً سے کھڑا ہوا اور موبائل اٹھایا۔وہ یقیناً اسی لڑکی کا تھا۔اس لڑکی کی بے پرواہی پر زید کو غصہ آیا۔ بھلا کوئی موبائل بھی یوں رکھ کر بھولتا ہے۔

اس نے لڑکی کو پوری یونیورسٹی میں ڈھونڈا۔بہت دیر بعد وہ اسے میدان میں دھوپ میں بیٹھی دکھائی دی۔ گرمی ابھی گئی نہیں تھی مگر وہ لڑکی آرام سے گرم دھوپ میں بیٹھی کتاب

پڑھ رہی تھی۔اس نے لڑکی کا موبائل اسے واپس دیا اور جاتے جاتے اس کا دھیان دھوپ اور گرمی پر دلایا۔

اس دن وہ اس لڑکی کے بارے میں لاشعوری طور پر سوچتا رہا۔وہ دن زید کو کافی اچھا لگا تھا لیکن اس اچھے دن کی رات زید کے لیے کافی بری ثابت ہوئی کیونکہ زید جس ریستوران میں کام کرتا تھا اسی رات اسے نوکری سے نکال دیا گیا۔اس کی وجہ چار بگڑی ہوئی امیر زادیاں تھیں۔وہ کافی کے کپ کی ٹرے اٹھائے ایک میز پر لے کر جا رہا تھا، تبھی ایک لڑکی اسے کے پاس سے گزرا۔اس لڑکی نے اپنا پاؤں زید کے سامنے کر دیا۔زید اس کے پاؤں کو دیکھ نہیں پایا اور پاؤں سے الجھ کر گرنے لگا۔اس کے ہاتھ میں موجود کافی سامنے سے آتی لڑکی پر گر گئی۔وہ لڑکی موبائل پر لگی ہوئی تھی۔گرم مائع ہاتھ پر گرنے سے بدحواس ہو گئی۔اس کے بعد کیا ہونا تھا؟

اس لڑکی کی تینوں دوستوں،اس میں پاؤں آگے کرنے والی لڑکی بھی شامل تھی،نے قہرام برپا کر دیا۔کسی نے زید کی صفائی نہیں سنی اور اسے ریستوران سے نکال دیا گیا۔گھر میں جب

یہ خبر پہنچی تو گھر میں اس کی قدر دوبارہ بھکاری جیسی ہو گئی۔اس نے نئی ملازمت ڈھونڈنے کی کوشش کی مگر ہر جگہ ناکامی کا سامنا ہوا۔ان دنوں وہ کافی پریشان رہنے لگ گیا تھا۔یونیورسٹی روزانہ جانے کے باوجود وہ اپنی پڑھائی پر دھیان نہیں دے پا رہا تھا۔

****

ان دنوں وہ اس لڑکی کو بالکل بھول گیا تھا،جب ایک بار پھر وہ اس سے ملی۔یہ وہ دن تھا جب اس کا ذہنی تناؤ عروج پر تھا۔وہ نوکری کے حصول میں خوار ہو رہا تھا۔گھر کا ماحول اب اسے مزید برا لگنے لگ گیا تھا۔بھابھی اسے بے روزگار اور بھکاری جیسے القابات سے پکارتی تھیں۔یونیورسٹی کی چھٹی ہو گئی تھی مگر اس کا گھر جانے کا دل نہیں تھا۔اس کا سر درد سے پھٹ رہا تھا۔

اسی ذہنی تناؤ میں وہ خالی کلاس میں آیا اور بینچ کو زمین پر زور سے پٹکنے لگا۔ بس یہی ایک چیز تھی جس پر وہ اپنا غصہ نکال سکتا تھا۔ اچانک اسے محسوس ہوا کوئی کلاس کے باہر کھڑا اسے دیکھ رہا تھا۔ اس نے جیسے ہی مڑ کر دیکھا دروازے سامنے کھڑا وجود ہٹ گیا۔ اگر وہ کوئی مرد ہوتا تو اس کے ہاتھوں بہت پٹتا۔ وہ باہر نکلا تو اسے ایک لڑکی وہاں سے بھاگتی دکھائی دی۔ لڑکی کی اس کی طرف پشت تھی۔ اسے لڑکی کو روکنا تھا۔ ایسا نہ ہو وہ اس کی یونیورسٹی انتظامیہ سے شکایت لگا دے۔

اس نے لڑکی کو روکا تو خلاف توقع وہ رک گئی۔ وہ لڑکی کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ وہ چونک گیا۔ یہ تو وہی لڑکی تھی۔ اگر کوئی اور لڑکی ہوتی تو وہ شاید اس سے سختی سے بات کر لیتا مگر اب شاید یہ ممکن نہیں تھا۔ اس لڑکی نے ڈرتے ہوئے جب آنکھیں کھولیں گو اسے دیکھ کر چونک گئی۔ شاید وہ اسے پہچان گئی تھی۔

زید نے بڑی بے تکلفی سے پوچھا وہ یہاں کیا کر رہی ہے۔ سوال پوچھنے کے بعد اس نے خود سوچا یہ اس کا مسئلہ تھوڑی تھا؟ لڑکی کا جواب بھی یہی تھا۔ وہ بڑے تیکھے انداز میں

اس سے بات کرنے لگی۔اس نے گفتگو کے دوران کسی بڑے کی طرح لڑکی کو نصیحت کی کہ اسے یہاں نہیں آنا چاہیے۔یہ حصہ تھوڑا سا سنسان تھا۔

لڑکی اس کی نصیحت کا برا مان گئی اور زید کو اس کے راستے سے ہٹنے کا کہا۔زید بغیر کچھ کہے ہٹ گیا۔اس نے لڑکی کا اس کے ڈوپٹے پر دھیان دلایا جو اس کے سر پر سے اتر گیا تھا۔وہ دن اسے اچھا لگا۔اس دن بھابھی کے طعنے بھی اسے برے نہیں لگے۔

تین چار ہفتے گزر گئے مگر زید کو کوئی نوکری نہیں ملی۔وہ اپنے اخراجات کے پیسے عائشہ سے لے رہا تھا جو اسکول اور ٹیوشن میں پڑھایا کرتی تھی۔اس کی زندگی کی گاڑی بہت مشکل سے رواں دواں تھی۔

* *

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ایک دن جب وہ نوکری کی تلاش میں خاصا ذلیل ہو کر گھر واپس آیا تو گھر میں طوفان مچا ہوا تھا۔ بھابھی، بھائی اور عائشہ تینوں لڑ رہے تھے۔ زید نے جب ان لوگوں سے لڑنے کی وجہ پوچھی تو پتہ چلا عائشہ ایک لڑکے کو پسند کرتی تھی اور اس سے شادی کرنا چاہتی تھی جبکہ بھائی بھابھی عائشہ کی خودسری پر ملامت کر رہے تھے۔ عائشہ نے سرعام اعلان کیا وہ اس لڑکے سے اسی ہفتے نکاح کرے گی۔ پھر وہ اپنے کمرے میں چلی گئی۔ زید کو عائشہ کی یہ بات بری لگی۔ عائشہ کو کم از کم اپنے بھائیوں کو اعتماد میں لینا چاہیے تھا۔ اس نے خود سے ہی اتنا بڑا فیصلہ لے لیا۔ آخر اتنی جلدی کس بات کی تھی۔ رات کو جب اس نے عائشہ کو تھوڑا صبر رکھنے کا کہا، تو وہ جواب میں بولی۔

"میں بھائی کی اجازت ملنے کا انتظار نہیں کر سکتی زید! عیسیٰ باہر ملک سے آیا ہے۔ وہ کچھ دنوں میں واپس چلا جائے گا۔ میرے پاس بالکل بھی وقت نہیں ہے۔"

"لیکن پھر بھی یہ بہت جلدی ہے۔ تم اتنی جلدی کسی پر کیسے بھروسہ کر سکتی ہو؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

زید نے عائشہ کو منانے کی کوشش کی مگر اس کی بہن کسی صورت ماننے کو تیار نہیں تھی۔

تھک ہار کر زید نے عائشہ کو بول دیا وہ ان دونوں کی شادی سے پہلے عیسیٰ سے ملنا چاہتا ہے۔

عائشہ یہ بات سن کر بہت خوش ہوئی۔ وہ اگلے دن زید کو لے کر ایک ریستوران میں چلی گئی۔ وہاں پر زید عیسیٰ سے ملا۔

اسے پہلی نظر میں عیسیٰ صحیح نہیں لگا۔ اس سے باتیں کر کے اور اس کے نظریات جان کر زید کی مایوسی مزید بڑھ گئی۔ گھر پہنچتے ساتھ ہی زید اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کر دیا اور اسے عیسیٰ سے شادی کرنے پر منع کیا۔ عائشہ عیسیٰ کے خلاف ایک لفظ نہیں سن سکتی تھی۔ یوں ان دونوں میں بحث چھڑ گئی۔ کچھ دیر بعد بحث نے لڑائی کا روپ لے لیا۔ اب عیسیٰ سے شادی کرنا عائشہ کی ضد تھی جبکہ عائشہ کو عیسیٰ سے شادی کرنے سے روکنا زید کی ضد تھی۔ عائشہ نے سب کو اطلاع دے دی کل اس کا نکاح ہے، جس نے آنا ہو شوق سے آئے۔

زید نے یہ بات سنی تو عائشہ کو دھمکی دی۔

"اگر تم نے عیسیٰ سے شادی کی تو میں خودکشی کر لوں گا۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

عائشہ کا چہرہ بے تاثر رہا۔

"تو کر لو مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا۔"

یہ سن کر زید کو دھچکا لگا۔ کیا اس کی بہن کو اس کا اتنا سا بھی احساس نہیں تھا؟ اس سے بہتر تو موت تھی۔

جس دن عیسیٰ اور عائشہ کا نکاح تھا، زید نے اسی دن بلیڈ سے اپنی کلائی کاٹ لی۔ اسے لگتا تھا مرنا بہت آسان ہے مگر کلائی کٹتے ہی وہ تڑپ اٹھا۔ درد کی شدت اس کی رگ رگ سے سرایت کرنے لگی۔ وہ کراہنے لگا، درد سے سسکیاں بھرنے لگا۔ اس نے مدد کے لیے کسی کو بلایا۔ اس کے جسم کی جان نکلنے لگی۔ اس کی آنکھیں بند ہو رہی تھیں۔ اسے قدموں کی آہٹ اپنے قریب آتی سنائی دی۔ اسے کوئی اپنے پاس کھڑا محسوس ہوا۔ زید نے آنکھیں کھول کر دیکھا تو اسے وہی لڑکی دکھائی دی۔

اس نے آنکھیں بند ہونے لگی تو لڑکی نے اسے ڈانٹا۔ زید نے اسے واپس جانے کو بولا تو اس نے جواب میں اسے کچھ کہا۔ کیا کہا وہ ٹھیک سن نہیں لایا۔ اس لڑکی نے اپنا رومال بھی

اس کی کلائی پر باندھ دیا تھا۔اس نے اسے منع بھی کیا مگر وہ نہیں مانی۔ پھر لڑکی نے اس سے،اس کا نام پوچھا۔زید نے بڑی مشکل سے اپنا نام بتایا۔کچھ دیر بعد ایمبولینس آگئی جس نے اسے ہسپتال پہنچا دیا۔کوئی ڈاکٹر اس کا علاج کرنے پر راضی نہیں تھا مگر لڑکی نے لڑ جھگڑ کر وہاں کے ڈاکٹروں کو اس کے علاج پر رضامند کیا۔

****

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ہسپتال میں جب اس کی آنکھ کھلی،تو اس نے عائشہ کو اپنے پاس روتے ہوئے دیکھا۔اس نے زید کا ہاتھ مضبوطی سے تھاما ہوا تھا۔زید نے اپنا ہاتھ چھڑوانا چاہا مگر درد کی ایک لہر اس کے جسم سے گزری۔

"تم نے ایسا کیوں کیا زید؟"عائشہ نے روتے ہوئے پوچھا۔

"تم ہی نے تو کہا تھا میں مر جاؤں!"زید نے نقاہت بھری آواز میں کہا۔

"میں نے اس وقت جو بھی کہا،غصے میں کہا تھا۔اس کا مطلب یہ تھوڑی تھا تم خودکشی ہی کر لو۔"

"تم نے اس سے شادی کر لی؟"زید نے پوچھا۔

"میں ڈاکٹر سے پوچھ کر آتی ہوں تمہیں کھانا دے سکتے ہیں یا نہیں!"وہ اس کی بات کا جواب دیے بغیر چلی گئی مگر زید کو اپنا جواب مل گیا تھا۔

وہ آنکھیں موند کر لیٹ گیا۔کچھ دیر بعد عائشہ ادھیڑ عمر ڈاکٹر کو اپنے ساتھ لائی۔زید نے ان سے پوچھا۔

"مجھے جو لے کر آئی تھیں،وہ چلی گئیں؟"زید کے پوچھنے پر ڈاکٹر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"ہاں وہ چلی گئی ہے۔ میرے دوست کی بیٹی آپ کو یہاں لے کر آئی تھی۔ آپ کو اس کا احسان مند ہونا چاہیے۔ اگر ابھی آپ جی رہے ہیں تو یہ سب اس کی کرم نوازی ہے۔ اگر وہ ہسپتال انتظامیہ سے آپ کے لیے نہ لڑتی تو آپ یہاں نہ ہوتے۔"

ڈاکٹر یہ کہہ کر چلا گیا جبکہ زید کافی دیر تک اس لڑکی کے بارے میں سوچتا رہا۔ اس نے بے ہوشی میں اس لڑکی کی تھوڑی بہت بحث سنی تھی۔ آخر وہ لڑکی کیا تھی؟ کیوں اس کے لیے اتنا سب کر کے گئی تھی؟ اس کے دل میں اس لڑکی کے لیے بنا نرم گوشہ، مزید گہرا ہو گیا۔

رات کو ہی وہ ڈسچارج ہو کر گھر آ گیا۔ کچھ دنوں کے لیے وہ گھر پر ہی رہا۔ عائشہ نکاح کے بعد بھی ان کے گھر میں تھی۔ زاہد بھائی کے پوچھنے پر اس نے بتایا عیسیٰ غیر ملکی تھا۔ اس سے نکاح کرنے کے بعد وہ واپس اپنے ملک چلا گیا تھا۔ اب وہ کچھ مہینے بعد اپنے ماں باپ کے ساتھ اسے گھر سے رخصت کر کے لے جائے گا۔ بھابھی نے تو عائشہ کو کافی سنائی لیکن بھائی جان کچھ نہ بولیں۔ زید کو لگا شاید وہ عائشہ کو بہن ہونے کی وجہ سے برداشت کر رہے تھے۔ ویسے بھی اگر وہ اپنی بہن کو گھر سے نکال بھی دیتے تو ان کی اپنی ہی بدنامی ہوتی۔

نکاح کی بات جو ابھی سب سے چھپی ہوئی تھی،عائشہ کو نکال دینے سے جنگل میں آگ کی طرح پھیل جاتی۔البتہ عائشہ اور زید کے رشتے کے درمیان ایک دیوار حائل ہو گئی تھی۔ دونوں کے درمیان پہلے جیسا کچھ نہیں رہا تھا۔

****

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

کچھ دنوں بعد زید کے مڈ ٹرمز شروع ہو گئے۔مڈ ٹرمز میں شرکت کرنے کے لیے اسے یونیورسٹی جانا ہی تھا۔ویسے بھی اس کی طبیعت کافی سنبھل گئی تھی۔

یونیورسٹی پہنچ کر اس نے اپنا پیپر دیا اور پیپر ختم کرنے کے بعد یونہی پوری یونیورسٹی میں گھومنے لگ گیا۔ وہ سر آفتاب کے آفس کے باہر سے گزر رہا تھا جب سر آفتاب کی بات سن کر چونک گیا۔

سر آفتاب کسی لڑکی کو دھمکی دے رہے تھے۔ لڑکی کی آواز تو نہیں آ رہی تھی مگر وہ پھر بھی اس کی بے بسی محسوس کر سکتا تھا۔ اس کی آنکھوں کے سامنے عائشہ کا چہرہ آیا۔ اگر کوئی اس کی بہن کے ساتھ یوں کرتا تو؟

اسے فیصلہ لینے میں ایک منٹ لگا۔ وہ فوراً سے اندر آیا۔ وہ اندر آیا تو اپنے سامنے اس لڑکی کو دیکھ کر حیران ہوا۔ دوبارہ سے وہ لڑکی اس کے سامنے کھڑی تھی۔

زید کو آفتاب کی گندی نظریں اس لڑکی پر دیکھ کر غصہ آنے لگا۔ اس نے خود کو بہت مشکل سے سنبھالا ہوا تھا۔ اس نے آفتاب سے جھوٹ بولا کہ اسے پرنسپل میم بلا رہی ہیں۔ آفتاب جانا نہیں چاہتا تھا مگر اسے مجبوراً جانا پڑا۔ جاتے جاتے وہ لڑکی کو دھمکی دینا نہیں بھولا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ لڑکی آفتاب کے جانے کے بعد ایک پل کے لیے بھی نہیں رکی اور باہر چلی گئی۔ وہ آفتاب کے آفس سے دور جانا چاہتی تھی۔ زید نے بھی اس کا پیچھا کیا۔ آخر کار وہ سیڑھیوں کے زینوں پر بیٹھ گئی۔ زید اس کے پاس کھڑا ہو گیا۔

وہ بار بار آفتاب کو لڑکی کی موجودگی میں گالی دینے سے روک رہا تھا۔ زید نے اس سے پوچھا یہ سلسلہ کب سے چل رہا تھا تو اس نے بتایا ایسا پہلی بار ہوا تھا۔ زید نے اسے تسلی دی لیکن لڑکی نے فیصلہ کر لیا تھا اب وہ یونیورسٹی نہیں آئے گی۔ اس کے بعد دونوں خاموش ہو گئے۔ چھٹی کے وقت تک زید یونہی اس لڑکی کے پاس کھڑا رہا، جس کی وجہ سے اس کی ٹانگیں بھی درد کرنے لگ گئیں۔ اس نے لڑکی کو وقت کا احساس دلایا تو وہ جانے کے لیے اٹھ کھڑی ہوئی۔

دونوں ایک ساتھ یونیورسٹی سے باہر گئے۔ چلتے ہوئے لڑکی نے اس کی طبیعت پوچھی۔ اس کے ساتھ خودکشی کی وجہ پوچھی۔ اس نے مختصر الفاظ میں اسے باور کروادیا کہ وہ اس موضوع پر بات نہیں کرنا چاہتا تھا۔

اس کے بعد زید اس لڑکی کا حوصلہ بڑھانے لگ گیا۔ وہ چاہتا تھا یہ لڑکی اپنا فیصلہ بدل لے اور فرار کی بجائے ڈٹ کر اپنی جنگ لڑے لیکن اس کی اتنی حوصلہ افزا باتوں کے جواب میں وہ لڑکا لڑکی کا فرق درمیان میں لے آئی۔

زید رک گیا۔ اس کے ذہن میں وہ ہزاروں باتیں آئیں، جن سب سے وہ گزرا تھا۔ اس کے ماں باپ کا چلے جانا، بھائی کی بے رخی، بھابھی کے طعنے، کما نہ پانے کی وجہ سے خود کو نکما ماننا، بہن کا اس پر ایک دوسرے مرد کو ترجیح دینا مگر وہ یہ سب کسی کو نہیں کہہ سکتا تھا کیونکہ وہ ایک لڑکا تھا۔ اس کی زبان میں تلخی گھل گئی اور اسی تلخی میں اس لڑکی کو جواب دیا۔

Clubb of Quality Content

کچھ دیر کے لیے وہ خاموش ہوا۔ پھر دوبارہ لڑکی کا حوصلہ بڑھانے لگا۔ اس سے باتیں کرتے ہوئے اس نے لڑکی کا نام بھی پوچھا۔ پہلی دفعہ سننے پر اسے وہ نام سمجھ نہیں آیا۔ اس نے یونہی لڑکی کے سامنے وہ نام لے لیا جو اس نے سمجھا تھا مگر وہ غلط تھا۔ لڑکی نے غصے میں دوبارہ دہرایا۔

"جائی یا نہ!"

اس دفعہ زید نام سمجھ گیا تھا۔ کچھ دیر بعد وہ دونوں سڑک تک پہنچ گئے۔ لڑکی نے ٹیکسی لی اور اپنے گھر چلی گئی جبکہ وہ وہی کھڑا اسے جاتا دیکھتا رہا۔

* *

اپنے اگلے پیپر کے دن وہ صبح جلدی ہی یونیورسٹی کے لیے نکل گیا تھا۔ یونیورسٹی پہنچ کر اسے دور سے ہی سر آفتاب دکھائی دیئے۔ وہ لب بھینچ کر اس کی طرف دیکھے بغیر آگے چل دیا۔ کچھ دور جانے کے بعد وہ جس سے ٹکرایا تو اسے حیرت اور غصہ دونوں آیا۔ اس نے اسی غصے میں جائی یانہ کو ڈانٹ بھی دیا۔ وہ اس وقت آخر یونیورسٹی میں کر کیا رہی تھی۔ اس کے لہجے میں پتہ نہیں کیوں رعب بھی تھا جو جائی یانہ پر ناگوار گزرا اور وہ ایک طرح سے ٹھیک تھی؟ آخر وہ ہوتا کون تھا جو اس پر رعب جھاڑے۔ زید سر جھٹک کر جانے لگا جب جائی یانہ نے اسے دوبارہ روکا اور بتایا وہ آفتاب کو سبق سیکھانے کا منصوبہ بنا چکی ہے۔ زید کو اندازہ نہیں

تھا جائی یانہ اتنے جلدی منصوبہ بنا سکتی ہے۔ جب اس نے جائی یانہ کا منصوبہ سنا تو اسے سخت مایوسی ہوئی۔

وہ اپنی اور آفتاب کی ویڈیو بنا کر انٹرنیٹ میں وائرل کرنا چاہتی تھی۔ زید جائی یانہ کی عقل پر ماتم کرنے لگا۔ کیا اسے یہ پتہ نہیں تھا کہ آفتاب کی ویڈیو ڈال کر سب سے پہلے وہ خود کو بدنام کرے گی۔ زید نے اس منصوبے کے نقائص جائی یانہ کو بتا دیے اور اس کا ساتھ دینے سے انکار کر دیا۔

کچھ دیر بعد اسے جائی یانہ تب دکھائی دی جب وہ اپنے کچھ دوستوں سے بات کر رہا تھا۔ جائی یانہ نے اسے دور سے آواز دی۔

اس کے دوستوں پہلے اسے اور جائی یانہ کو معنی خیز نگاہوں سے دیکھا۔ زید کا دل چاہا زمین پھٹ جائے اور وہ اس میں سما جائے۔ جائی یانہ بھی سمجھ گئی تھی اس نے کافی بے تکلفی سے سب کے سامنے اس کا نام لے لیا ہے۔ اس لیے کسی پروفیسر کے بلانے کا بہانہ بنا کر اسے اپنے ساتھ لے گئی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

جیسے ہی وہ کچھ دور پہنچیں تو زید نے جائی یانہ کو اس کی غلطی کا احساس دلایا مگر جائی یانہ کو اس کا سمجھانا برا لگ گیا۔ زید نے جائی یانہ کو مزید اس بارے میں سمجھانا چاہا مگر وہ بات بدل کر اپنا وہی پلان سنانے کی کوشش کرنے لگ گئی۔ زید نے چڑ کر اس کی بات کاٹ دی جس پر جائی یانہ نے اسے جانے کا کہہ دیا۔ وہ جائی یانہ کے کہنے پر واپس چلا گیا تھا۔

اس نے غائب دماغی سے پیپر دیا اور جلدی گھر چلا گیا۔ اس رات اس نے جائی یانہ کے بارے میں بہت سوچا۔ اس نے خود سے پوچھا۔

جائی یانہ کے لیے فکر مند کیوں ہوتا تھا؟ پتہ نہیں۔۔

کیا وہ اسے اچھی لگتی تھی؟ بہت!

کیا وہ اس سے محبت کرتا تھا؟ شاید

اگر اسے جائی یانہ سے محبت تھی تو کیا وہ یہ محبت نبھا سکتا تھا؟ اس کے بارے میں سوچنا پڑے گا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اس نے غیر جانبدار ہو کر حالات کا جائزہ لیا۔ جائی یانہ کو دیکھ کر لگتا تھا وہ کسی اچھے کھاتے پیتے گھرانے سے تعلق رکھتی تھی۔

اگر کبھی اس کے جذبات جائی یانہ کے لیے واضح ہو گئے اور اس نے جائی یانے کے سامنے ان کا اظہار بھی کر دیا اور کسی معجزے سے جائی یانہ نے بھی مثبت جواب دے دیا تو آگے کیا ہو گا؟ زید ذہن میں ایک نقشہ کھینچنے لگ گیا۔

جائی یانہ کی فیملی یقیناً کسی ایسے لڑکے سے اپنی بیٹی کی شادی نہیں کریں گے جو بے روزگار ہو۔ زید کا مستقبل بہت مبہم تھا۔ پڑھائی کر لینے کے بعد بھی وہ اچھے سے جانتا تھا بغیر کسی سفارش کے اسے کوئی اچھی نوکری نہیں مل سکتی تھی اور کاروبار کرنے کے لیے اس کے پاس سرمایہ اور تجربہ دونوں ہی نہیں تھا۔ جائی یانہ کے گھر والے کبھی نہیں مانیں گے اور اگر جائی یانہ کی اس سے شادی ہو بھی گئی، تو بھی اس کی ساری زندگی اس غربت کی جہنم میں گزر جائے گی۔ وہ کم از کم جائی یانہ کو اس جہنم میں نہیں جھونک سکتا تھا۔ وہ اس سے پیار کرتا تھا۔ وہ اسے کبھی بھی اس ذہنی اذیت سے نہیں گزارے گا جس سے وہ روز گزرتا تھا۔ اس

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

دن اس نے ٹھان لیا وہ اب جائی یانہ کے آس پاس بھی نہیں بھٹکے گا لیکن اگلے ہی دن اس کا ارادہ متزلزل ہو گیا جب پوری یونیورسٹی میں زیر گردش خبر اس کے کانوں میں پہنچی۔ پوری یونیورسٹی آفتاب کے یونیورسٹی سے نکال دیے جانے سے واقف تھی۔ سب یہ کہہ رہے تھے مس صبا نے سر آفتاب کو نکالا تھا لیکن وجہ کسی کو معلوم نہیں تھی۔ زید سمجھ گیا ان سب کے پیچھے جائی یانہ کا ہاتھ تھا۔

وہ جائی یانہ کے پاس گیا اور اس سے کہیں الگ بات کرنے کا کہا مگر وہ نہیں مانی۔ زید کو یہ سن کر دھچکا لگا کہ اسے زید پر شک تھا۔ زید نے پھر بھی ہمت نہ ہاری اور اس سے اپنی بات پوچھی جس کا جائی یانہ نے مبہم جواب دیا۔ جب جائی یانہ نے صاف انداز میں بات نہ کی تو زید ہار مان کر چلا گیا۔ اس کے بعد ایک عرصے تک دونوں نے ایک دوسرے کو نظر انداز کیا۔

* *

اپنی یونیورسٹی میں اپنے کزن آریان کو دیکھ کر زید کو بہت بڑا جھٹکا لگا۔ وہ اس کا تایا زاد کزن تھا۔ اس کے تایا اور ان کے درمیان تب سے بول چال بند تھی، جب زید کے ماں باپ زندہ تھے۔ زید کے باپ رحیم اور اس کے تایا جہانگیر دونوں کے درمیان وراثت کا تنازعہ تھا۔ جہانگیر نے اپنے باپ کی ساری جائیداد اپنے نام کروا کر اپنے بھائی کو گھر سے باہر نکال دیا تھا۔ زید کے والد رحیم اس بات پر خاصے دل برداشتہ ہوئے۔

انہون نے اپنے بھائی کے خلاف کوئی قانونی کاروائی نہیں کی مگر ان سے سارے رشتے ناطے بھی توڑ لیے۔ رحیم صاحب نے اس کے بعد بہت مشکل وقت دیکھا۔ اس نے اپنی جمع پونجی سے بہت مشکل سے ایک چھوٹے سے علاقے میں گھر خریدا۔ وہ رحیم صاحب جنہوں نے ساری زندگی عیش و آرام سے گزاری تھی، ان پر اب یہ حالات آگئے تھے کہ گدھے گھوڑے کی طرح کام کر کے بمشکل دو وقت کی روٹی اپنے لیے اور اپنے بیوی بچوں کے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

لیے لاپاتے تھے۔زندگی اتنی مشکل چل رہی تھی جب ایک حادثے میں رحیم اور ان کی بیوی دنیا سے چل بسے۔

ماں باپ کے مرجانے کے بعد جہانگیر اپنے بیٹے آریان کے ساتھ اکثر ان کی مدد کرنے کی پیشکش کرنے گھر آیا کرتا تھا، جس کو زاہد منع کر دیتا۔زاہد کو اپنے تایا سے حد درجہ نفرت تھی۔جہانگیر کے دھوکے کے بعد رحیم پر گزرے دنوں کا زاہد خود عینی شاہد تھا کیونکہ عائشہ اور زید کے مقابلے میں وہ بڑا تھا اور بہت کچھ سمجھنے لگا تھا۔اس نے اکثر زید اور عائشہ کو وہ زیادتیاں بتائی تھیں جو اس کے تایا نے ان کے باپ پر کی تھی۔زید کے دل میں بھی اپنے باپ کے دشمن کے لیے کوئی جگہ نہیں تھی۔

کچھ عرصے بعد جہانگیر تایا نے آنا چھوڑ دیا۔وہ شاید میٹرک میں تھا جب اسے یہ خبر ملی اس کے تایا کا انتقال ہو گیا ہے۔ان کے گھر سے کوئی بھی تعزیت کے لیے نہیں گیا بلکہ سب کے دلوں میں ان کے مرنے کی خوشی تھی۔اس نے آریان کی تصاویر فیس بک پر اسکرول

کرتے ہوئے دیکھی ہوئی تھی۔اس لیے اسے آریان کو پہچاننے میں کوئی دشواری نہیں ہوئی۔

اب اتنے عرصے غائب رہنے کے بعد آریان کا یوں اچانک یونیورسٹی آجانا اس کے لیے تعجب کی بات تھی۔

وہ اس کے پاس آیا اور اس سے پوچھا۔

"

اور سناؤ زید کیا حال چال ہے؟" آریان اس سے ایسے بات کر رہا تھا جیسے ان کے درمیان کافی خوشگوار تعلقات تھے۔

"ٹھیک ہوں!" زید نے مروتاً کہا۔

"پڑھائی کیسی جا رہی ہے؟" اس نے ہلکے پھلکے لہجے میں پوچھا۔

"اچھی!" ایک بار پھر اسے جواب دینا پڑا۔ آخر یہ آیا کیوں تھا؟

"یار مجھے تم سے ایک کام تھا!" آریان نے اپنا بازو زید کے کندھوں پر رکھ کر بے تکلفی سے کہا۔ زید نے سکھ کا سانس لیا۔ شکر وہ مدعے پر تو آیا۔

"بولو!" زید نے بہت آرام سے کہا۔

"مجھے ناں ایک لڑکی کے بارے میں معلومات نکلوانی تھی۔ تمہاری طرح بی بی اے کی ہی اسٹوڈنٹ ہے۔ تصویر تو میرے پاس نہیں ہے لیکن اس کا نام مجھے پتہ ہے۔ اس کا نام جائی یا نہ اشفاق نام ہے۔ تم میرے لیے تھوڑی بہت معلومات نکلوا سکتے ہو۔" زید جائی یا نہ کا نام سنتے ہی جان گیا کس کی بات کی جا رہی تھی۔ اس نے اسکا بازو اپنے کندھے سے ہٹایا۔

"میں فارغ نہیں ہوں کہ تمہارے لیے کسی لڑکی کی معلومات نکلواتا پھروں۔" اس نے سہولت سے کہا اور جانے لگا، جب ایک بار پھر اسے روکا گیا۔

"یار! تم سمجھے نہیں۔ میں جانتا ہوں تم ان دنوں کافی مشکل میں ہو۔ میں تو تمہاری مدد کرنا چاہتا ہوں۔ تم میرا کام کرو میں تمہارا مسئلہ حل کر دوں گا۔ تمہیں جتنے بھی فائیننشل ایشو ہے میں سب حل کر دوں گا۔" زید اس کی بات سن کر آپے سے باہر ہو گیا۔

"کیا مطلب ہے تمہارا؟ تم مجھے بھکاری سمجھتے ہو؟" زید نے غصے سے اس سے پوچھا۔

"یار تم غلط سمجھ رہے ہو۔ میری بات کا ایسا کوئی مطلب نہیں تھا۔" آریان نے اسے ٹھنڈا کروانا چاہا مگر زید اب اس کی ایک نہیں سن رہا تھا۔

"اگر تمہیں لگتا ہے مجھے تمہارے پیسوں کی ضرورت ہے تو ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ تمہارا تو ایمان ہی بس پیسہ ہے لیکن جس پیسے پر تم اتنا اتراتے ہو، سب جانتے ہیں وہ صرف تمہارا نہیں ہے۔ اس میں میرے باپ کا بھی حصہ ہے۔ اگر ہم بھائی خاموش ہیں تو اسے ہماری کمزوری نہ سمجھو۔ ہم اپنے باپ کے فیصلے کا احترام کرتے ہیں۔ اس لیے تمہارے لیے بہتر ہو گا ہمارے سامنے کم آیا کرو ورنہ ہم سب لحاظ بھول جائیں گے۔"

یہ کہہ کر وہ وہاں سے چلا گیا۔

* *

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وقت گزرتا گیا اور اس کی زندگی روٹین پر آ گئی تھی۔ اسے ایک اچھی نوکری مل گئی تھی۔ ہفتے کے پانچ دن بشمول اتوار اسے صبح نو بجے سے رات آٹھ بجے تک ایک دوکان میں سیلز مین کے طور پر کام کرنا ہوتا تھا۔ جمعہ اور ہفتہ وہ دوکان بند رہتی تھی۔ اس دوکان کا اتنا عجیب شیڈول کیوں تھا اسے خود نہیں پتہ تھا مگر اس کے لیے اچھا تھا۔ اس طرح وہ ہفتے میں دو دفعہ یونیورسٹی جا سکتا تھا۔ اس کی یونیورسٹی ہفتے والے دن بھی کھلی ہوتی تھی۔ اس کا پہلا سمیسٹر کلیئر ہو گیا تھا۔ بھابھی کی روز کی جھک جھک سے تنگ آ کر وہ بوائز ہاسٹل شفٹ ہو گیا تھا۔

زید کو اپنی زندگی خاصی مشینی لگنے لگتی تھی مگر وہ اسی پر خوش تھا۔ اس کی زندگی میں دوبارہ تبدیلیاں آنا تب شروع ہوئی جب ایک رات جائی یانہ نے اسے میسج کیا۔ وہ اس سے ملنا چاہتی تھی۔ زید نے اسے جمعے کے دن ملنے کا وعدہ کر لیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

یونیورسٹی پہنچ کر وہ اپنی کلاسز لینے میں مصروف رہا۔اس نے سوچا ہوا تھا فارغ ہو کر جائی جانہ سے ملے گا۔اپنے لیکچر لینے کے بعد وہ یونیورسٹی کے میدان میں آیا تو اسے جائی یانہ دور سے بیٹھی دکھائی دی۔

زید اس کے پاس آ کر بیٹھ گیا اور اس سے باتیں کرنے لگا۔جائی یانہ اس سے آریان کے بارے میں پوچھ رہی تھی۔زید نے جب وجہ پوچھی تو جائی یانہ نے ہچکچاتے ہوئے بتایا اس کی بہن اپنی شادی کے دن سے گم ہے اور وہ اسے تلاش کر رہی تھی۔اسے آریان پر شک تھا۔

زید کو جو کچھ پتہ تھا،اس نے بتا دیا سوائے اس کے کہ اس دن آریان جائی یانہ کا پتہ لگانے یونیورسٹی آیا تھا۔زید نے جان کر یہ بات گھمائی تھی۔اسے ڈر تھا کہیں جائی یانہ یہ نہ سمجھے وہ بھی آریان کے ساتھ ملا ہوا ہے۔مختصر سی ملاقات کے بعد وہ اٹھ کر چلا گیا۔

* *

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ آرام سے اپنے ہاسٹل کے کمرے میں سو رہا تھا جب اس کا فون بجا۔اس نے تکیے کے پاس ادھر ادھر ہاتھ مار کر اپنا فون پکڑا۔کچھ دیر بعد اس نے کال اٹھائی۔

"ہیلو!"اس کی آواز گہری نیند سے اٹھنے کی وجہ سے بھاری تھی۔

"کیسے ہو زید؟"دوسری طرف سے شناسا سی آواز گونجی۔

"کون بات کر رہا ہے؟"

"میں آریان بات کر رہا ہوں۔"یہ نام سنتے ہی زید کی آنکھیں پٹ سے کھل گئیں۔

"کیوں کال کی ہے؟"زید نے سختی سے پوچھا۔

"ارے یار تمہارے بھلے کے لیے کال کی ہے بلکہ تمہاری بہن کے بھلے کے لیے۔۔۔"زید اٹھ کر بیٹھ گیا۔عائشہ کو موضوع کا حصہ بنتا دیکھ کر اسے غصہ آنے لگا۔

"میری بہن کا اس میں کہاں سے ذکر آیا؟"زید نے غصے سے پوچھا۔

"تمہاری بہن ہی کا تو سارا ذکر ہے اور ساتھ ساتھ اس کے شوہر کا! کیا نام ہے اس کا؟" آریان نے سوچنے کی اداکاری کی۔

"عیسیٰ!" زید نے اسے بتایا۔

"ارے ہاں عیسیٰ!" آریان نے عیسیٰ کا نام کافی کھینچ کر بولا۔ "تم جانتے ہو تمہارا بہنوئی ایک بار پھر شادی کر رہا ہے؟"

یہ بات سن کر زید کا دماغ بھک سے اڑ گیا۔

"کیا بکواس کر رہے ہو تم؟" زید نے دبی دبی غراہٹ سے کہا۔

"صحیح کہہ رہا ہوں۔ یقین نہیں آتا تو اپنی کلاس فیلو جائی یانہ سے خود پوچھ لینا۔ ویسے بھی عیسیٰ اس کا کزن ہے اور عیسیٰ سے ہی تو اس کی شادی ہو رہی ہے۔" آریان خاصے محظوظ انداز میں بول رہا تھا۔

"میں دیکھتا ہوں اور اگر یہ جھوٹ نکلا تو تمہاری خیر نہیں ہوگی۔"زید نے یہ کہہ کر کال بند کر دی۔

اس رات اسے بالکل بھی نیند نہیں آئی۔اس کی اور جائی یانہ کی ملاقات کو کافی دن گزر گئے تھے۔اسے اس دن کے بعد سے جائی یانہ یونیورسٹی میں دکھائی نہیں دی تھی۔جیسے ہی فجر کی اذانوں کی صدائیں پھیلی زید نے مسجد میں جا کر باجماعت نماز ادا کی اور دعا مانگ کر ان دونوں عورتوں کی بہتری مانگی۔مسجد سے واپس ہاسٹل آ کر اس نے عائشہ کو کال کر دی۔ کچھ دیر بعد کال اٹھالی گئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"خیریت؟"عائشہ کی آواز میں بھی نیند کا خمار چھایا ہوا تھا۔

"تمہاری عیسیٰ سے کوئی بات ہوئی ہے۔"اس نے سیدھا کام کی بات کی۔

"نہیں!جب سے وہ واپس اپنے ملک گیا ہے،بس ایک بار بات ہوئی ہے۔میں خود پریشان ہوں مگر تم اس وقت اس کا کیوں پوچھ رہے ہو؟"

"اس نے آخری بار کب بات کی تھی؟"زید نے اس کے سوال کو نظر انداز کیا۔

"جب وہ اپنے گھر پہنچا تھا۔"زید نے اس کی بات سن کر کوئی جواب نہ دیا اور کال کاٹ دی۔

صبح اس نے دوکان سے تین گھنٹے کی چھٹی لی اور یونیورسٹی پہنچ گیا۔یونیورسٹی پہنچ کر اس نے جائی یانہ کو بہت تلاش کیا مگر وہ کہیں نہیں ملی۔ تبھی اس کی نظر کالی چادر والی لڑکی پر گئی۔یہ لڑکی اکثر جائی یانہ کے ساتھ رہا کرتی تھی۔یہ ضرور جائی یانہ کے متعلق کچھ بتا سکتی تھی۔

زید اس کے پاس گیا اور اسے بلایا۔

"سنو؟"

"جی!"لڑکی نے چہرہ اٹھا کر اسے دیکھا۔

"تمہاری دوست جائی یانہ کہاں ہے؟"زید کے پوچھنے پر لڑکی نے بتایا۔

"وہ آج نہیں آئی بلکہ وہ تو بہت دنوں سے نہیں آ رہی۔میں بھی پریشان ہوں مگر!"لڑکی نے آنکھیں سکیڑ لیں۔"تم کیوں پوچھ رہے ہو؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"دیکھو میرا ان سے بات کرنا بہت ضروری ہے۔ کیا تم کسی طرح ان سے رابطہ کر سکتی ہو۔ تم بس یہ سمجھ لو یہ بات جاننا تمہاری دوست کے لیے بھی اتنا ہی اہم ہے، جتنا میرے لیے ہے۔" زید کے لہجے اور چہرے پر پریشانی دیکھ کر شاید سامنے کھڑی لڑکی کو اس پر یقین آ گیا تھا۔

"لیکن آخر بات کیا ہے؟" لڑکی بولی۔ "تم اگر مجھے بتا دو، تو میں تمہاری مدد کر سکتی ہوں۔"

"دیکھو مجھے پکا نہیں پتہ مگر کسی نے مجھے بتایا ہے کہ میری بہن کا شوہر عیسیٰ، جائی یانہ سے شادی کرنے جا رہا ہے۔ میں اسی وجہ سے پریشان ہوں۔ اگر ایسا ہو گیا تو تمہاری دوست اور میری بہن دونوں کی زندگی خراب ہو جائے گی۔" اس کی بات سن کر اس لڑکی نے بے یقینی سے کہا۔

"ایسا نہیں ہو سکتا۔ اگر ایسا کچھ ہوتا تو جائی یانہ مجھے خود بتاتی!" لڑکی کی بات سن کر زید نے پوچھا۔

"تم نے ان سے آخری دفعہ بات کب کی تھی؟" اس کی یہ بات سن کر نائلہ سوچ میں پڑ گئی۔

"مجھے یاد نہیں ہے۔ بہت دن ہو گئے ہیں۔ میں اسے کال بھی کر رہی ہوں مگر کوئی ریسپانس نہیں آرہا۔"

"یعنی کوئی نا کوئی بات ضرور ہے جس کی وجہ سے تمہاری دوست کا تم سے رابطہ کٹ گیا ہے۔ تم پلیز کسی طرح اسے کال کر کے معلومات نکالنے کی کوشش کرو اور اگر وہ کہے اس کی شادی کسی سے ہو رہی ہے تو اس کا نام اور تصویر ضرور لے لینا۔ ویسے تمہارا نام کیا ہے؟"

زید نے بات کرتے ہوئے اس کا نام پوچھا۔

"میں نائلہ ہوں۔ تم فکر نہ کرو۔ اگر تم واقعی میں سچے ہو تو میں تمہاری مدد ضرور کروں گی!" زید نے نائلہ کو اپنا فون نمبر دے دیا۔

"شکریہ!" یہ کہہ کر زید چلا گیا۔

* *

وہ یونیورسٹی میں بیٹھا نائلہ کا انتظار کر رہا تھا۔ اس نے نائلہ کو جو کام دیا تھا وہ اس نے کر لیا تھا۔ نائلہ نے میسج کر کے اسے بتا دیا تھا مگر دوکان کا مالک اسے کسی بھی صورت چھٹی دینے پر آمادہ نہیں تھا۔ اس لیے وہ اسی دن اس کے پاس نہیں پہنچ سکا۔ اس بات کو کوئی چار پانچ دن گزر گئے تھے۔ ابھی وہ آرام سے نائلہ کا انتظار کر رہا تھا جب آریان کی کال آئی۔

"یار میں تمہاری منت کرتا ہوں۔ تم پلیز مجھے وہ ثبوت ابھی دے دو!" زید نے کال اٹھاتے ساتھ ہی منت کی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"زید میں نے تمہیں بتایا ہے، میں تمہیں وہ ثبوت کل دوں گا اور وہ بھی تب، جب تم تقریب میں جا کر ہنگامہ کرو گے۔" دوسری طرف سے آریان کی سرد آواز گونجی۔

"لیکن!" اس سے پہلے زید کچھ کہہ پاتا آریان فون بند کر چکا تھا۔ وہ آریان کی کئی دفعہ منت کر چکا تھا۔ اس کے مطابق اس کے پاس ثبوت تھے جو وہ تب ہی دکھائے گا جب زید، عیسیٰ

اور جائی یانہ کے نکاح میں تماشا لگائے گا۔ زید جانتا تھا اس طرح وہ صرف عائشہ اور جائی یانہ کا ہی تماشا دنیا کے سامنے لگائے گا اور وہ ایسا قطعاً نہیں کرنا چاہتا تھا۔

کچھ ہی دیر بعد اسے دور سے نائلہ آتی دکھائی دی۔ اس نے نائلہ سے تصدیق کے لیے جو تصویر منگوائی تھی اسے دیکھ کر یقین ہو گیا یہ وہی عیسیٰ تھا۔ اب شک کی کوئی گنجائش نہیں رہی تھی۔ اس نے ساتھ ساتھ نائلہ سے یہ تصدیق بھی کروائی کہ جائی یانہ کا نکاح کل ہے جس کے جواب میں نائلہ نے سر اثبات میں ہلا دیا۔ اب کل ہر حالت میں اسے جائی یانہ اور عائشہ کو عیسیٰ کا مکروہ چہرہ دکھانا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

****

"زید آخر تم مجھے کہاں لے کر جا رہے ہو؟"

عائشہ نے جھنجھلا کر زید سے پوچھا، جو شام کو گھر آ کر عائشہ کا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنے ساتھ لے کر جا رہا تھا۔

"تم بس چلو!" اس نے دو ٹوک انداز میں کہا۔

"لیکن زید۔۔!" اس سے پہلے وہ مزید کچھ کہہ پاتی، زید نے اسے دیکھا۔ پھر بلیک میل کیا۔

"عائشہ اب تم میرے ساتھ کہیں جاتے ہوئے سو سوال کرو گی؟ تمہیں تو مجھ پر بھروسہ ہی نہیں ہے۔" اس کی یہ ترکیب کام آ گئی۔ عائشہ منع کرتے ہوئے بولی۔

"توبہ ہے زید! تم پتہ نہیں کیا کیا سمجھ لیتے ہو؟ میں نے تو بس ایسے ہی پوچھا۔" یہ کہنے کے بعد زید عائشہ کو بائیک پر بٹھا کر اسے آریان کی بتائی ہوئی جگہ یعنی اشفاق کے گھر کے باہر لے آیا۔ وہ گھر کے بالکل سامنے کھڑے تھے۔ عائشہ نے گھر کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا

"شاید اس گھر میں کوئی تقریب ہے۔ کیا ہم یہاں آئے ہیں؟"

زید خاموشی سے بائیک پر سے اترا۔اسی وقت ایک کیب بھی ان کے پاس رکی اور نائلہ باہر نکلی۔

"چلیں؟"نائلہ کے پوچھنے پر اس نے انکار کیا۔

"نہیں ابھی ثبوت نہیں ملا۔"اسی وقت زید کا موبائل بجا۔

زید نے فوراً کال اٹھائی۔

"زید! کچرے کے ڈرم کے پاس خاکی رنگ کے لفافے میں کاغذات پڑے ہیں۔وہ عائشہ اور عیسیٰ کا نکاح نامہ ہے۔اس کے ذریعے تم محفل میں اپنی بات منوا سکتے ہو۔اب آگے جو ہونا ہے،وہ تم پر ہے مگر یہ ساری بات محفل میں ہونی چاہیے!"

یہ کہہ کر کال کاٹ دی گئی۔زید نے ادھر ادھر نظر دوڑائی تو اسے ایک کچرے کا ڈرم ملا۔ زید ان دونوں کو چھوڑتا ہوا بھاگ کر اس کے پاس گیا اور اس کے ارد گرد جھانکنے لگا۔اسے ڈرم کے پیچھے سے خاکی رنگ کا لفافہ ملا۔اس نے لفافے میں سے کاغذات نکالے اور پڑھا۔ وہ واقعی میں نکاح نامہ تھا۔

جب وہ واپس آیا اس وقت نائلہ،عائشہ کو اپنے بارے میں بتا رہی تھی جبکہ عائشہ عجیب نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

اس نے عائشہ کو اپنی جانب متوجہ کیا۔

"عائشہ میں تمہیں یہاں کچھ دکھانے آیا ہوں؟"

"کیا؟"عائشہ نے پوچھا۔

زید نے ہمت اکھٹا کی اور بولنے لگا۔

"یہ گھر،جس میں تقریب ہو رہی ہے،تمہارے شوہر عیسیٰ کی کزن کا گھر ہے۔عیسیٰ وہاں بیٹھا اپنی کزن سے شادی کر رہا ہے۔تمہیں یقین نہیں آتا تو تم خود دیکھ لو۔"

عائشہ نے بے یقینی سے زید کو دیکھا۔

"ناممکن!"

پھر عائشہ اندر چلی گئی۔ زید اور نائلہ نے ایک دوسرے کو دیکھا اور اندر چلے گئے۔ وہ دونوں اندر پہنچ کر عائشہ کو ڈھونڈ رہے تھے جب دور اسٹیج پر سے عائشہ کی آواز آئی۔ عائشہ وہی پر شروع ہو چکی تھی۔

زید نے کاغذات نائلہ کو پکڑائے تاکہ وہ اسے اپنے بیگ میں سنبھال لے۔ نائلہ نے لال بیگ کے اندر کاغذات رکھ لیے۔

پھر وہ دونوں اسٹیج کی جانب بڑھے۔ وہ اسٹیج کے قریب تب پہنچے، جب عیسیٰ عائشہ کو نقصان پہنچانے کی غرض سے اس کے قریب آرہا تھا۔ وہ فوراً عائشہ کے دفاع کے لیے آگے بڑھا۔ اگر ایک صاحب ان کے درمیان میں نہ آتے تو وہ یقیناً عیسیٰ کا سر پھاڑ دیتا۔ اس نے سب کو ساری حقیقت بتادی۔

جب وہاں موجود لوگوں نے اس سے ثبوت مانگا تو جائی یانہ کے ساتھ کھڑی نائلہ سے کاغذات لے کر اس نے انہی صاحب کے ہاتھ میں پکڑا دیے جنہوں نے عیسیٰ اور اسے علیحدہ کیا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

جب انہوں نے پڑھ لیا تو انہوں نے اعلانیہ زید کی سچائی کی تصدیق کی۔ جائی یانہ کو پتہ نہیں کیا ہوا کہ وہ عیسیٰ کے پاس آئی اور زور سے اس کے منہ پر تھپڑ مار دیا اور برا بھلا کہنے لگ گئی۔ زید کو اپنے اندر تک سکون اترتا محسوس ہوا لیکن تبھی ایک ادھیڑ عمر شخص جو عیسیٰ کا باپ تھا، اس نے ساری بساط پلٹ دی۔

اس نے اپنے بچے کو بچانے کے لیے جائی یانہ اور زید پر الزام لگا دیا اور جانے کہاں سے اس کی اور جائی یانہ کی تصویر اپنے موبائل سے نکال کر ان ہی کو دکھا دی جنہوں نے عیسیٰ اور عائشہ کا نکاح نامہ پڑھا تھا۔ اسے تب پتہ چلا کہ یہ صاحب، جائی یانہ کے باپ تھے۔

انہوں نے بھی اس تصویر پر یقین کر لیا۔ جائی یانہ نے صفائی دینا چاہی مگر رضوان صاحب نے جائی یانہ کو آگے نہ آنے دیا اور عیسیٰ کو لے کر وہاں سے چلے گئے۔

جائی یانہ نے اپنے باپ کو وضاحت دینا چاہی مگر وہ اس کی ایک بات نہ مانے۔ زید نے بھی اپنی اور جائی یانہ کی بے گناہی ثابت کرنے کی کوشش کی مگر انہوں نے ایک شرط رکھ دی۔

وہ ان دونوں کا نکاح کروانا چاہتے تھے۔ وہ جائی یانہ سے اس کا نکاح کروانا چاہتے تھے۔ اس جائی یانہ سے جس کے بارے میں وہ خواب میں بھی سوچنے سے ڈرتا تھا۔

جائی یانہ نے اس شرط پر اعتراض کیا اور اپنے بابا کو سمجھاتے ہوئے اس نے اپنا یہ گمان بھی ظاہر کیا شاید زید کسی اور میں انٹرسٹڈ ہو مگر زید نے مثبت جواب دے کر اس کی غلط فہمی دور کر دی۔

عائشہ نے اسے روکنا چاہا مگر اس نے اسے اپنے طریقے ہینڈل کر لیا۔ دوسری طرف جائی یانہ کے باپ نے بھی جائی یانہ کو ایموشنلی بلیک میل کر کے نکاح کے لیے تیار کر لیا تھا۔

آگے جو کچھ بھی ہوا وہ زید کے لیے ایک خواب تھا! حسین ترین خواب! جس لڑکی کو اس نے دل سے چاہا تھا، وہ اسے مل رہی تھی۔ جائی یانہ نے جب مولوی صاحب کو اپنی رضامندی بتا دی تو وہ اٹھ کر چلی گئی۔ اس وقت زید کو پریشانی ہوئی کہیں اس نے کوئی غلط فیصلہ تو نہیں کر لیا۔ اگر وہ جائی یانہ کی قدر نہ کر پایا جیسی کرنی چاہیے تو؟

لیکن اب یہ سب بعد کی باتیں تھی۔ ابھی اسے ان سب لوگوں کے سامنے اسے جائی یانہ کو اپنانا تھا۔

* *

نکاح اور رخصتی کے بعد جو سب سے بڑی مشکل تھی وہ جائی یانہ کو آج رات بھائی بھابھی کے گھر ٹھہرانا تھا۔ اس نے بڑی مشکل سے جائی یانہ کو اسٹور روم میں رات گزارنے کا فیصلہ کیا۔ جائی یانہ کو اسٹور روم میں ٹھہرا دینے کے بعد وہ واپس ہاسٹل نہیں گیا بلکہ گھر کے باہر بائیک پر بیٹھ کر رات گزاری۔ اسے ڈر تھا بھابھی کہیں جائی یانہ کو اس کے جانے کے بعد گھر سے باہر نہ نکال دیں مگر ایسا کچھ نہیں ہوا۔

صبح ناشتے کے بعد وہ،جائی یانہ کو نائلہ کے گھر چھوڑ کر جاب پر چلا گیا۔جلدی چھٹی لے کر اس نے یونیورسٹی سے قریب پڑتے دو تین ہاسٹل دیکھیں اور جس ہاسٹل میں سختی زیادہ تھی وہاں پر جائی یانہ کو داخل کروانے کا سوچا۔

اس نے دوکان کے مالک سے کچھ رقم ادھار لی اور جائی یانہ کی دو مہینے کی فیس جمع کروادی۔

اب حال میں واپس آئے تو زید لیٹا ہوا ابھی جائی یانہ کے بارے میں ہی سوچ رہا تھا۔کیا وہ اس کے ساتھ رہنا چاہے گی؟ابھی تک تو جو حالات جا رہے تھے اور جس طرح کی باتیں جائی یانہ کر رہی تھی،اس سے تو صاف ظاہر تھا وہ اس کے ساتھ نہیں رہنا چاہتی تھی۔اگر جائی یانہ نے اس سے طلاق کا مطالبہ کر لیا تو وہ کیا کرے گا؟

کیا وہ اسے چھوڑ دے گا؟کیا وہ اسے چھوڑ سکتا تھا؟یہ سوالات اسے اندر تک ہلا رہے تھے۔

* *

جب دوپہر اپنے عروج پر پہنچی تو عزاہ کو کمرے کی طرف قدم بڑھتے سنائی دیے۔ وہ اسی طرح سر جھکائے آنسو بہاتی رہی۔ دروازہ کھول کر کوئی اندر آیا۔ کوئی آہستہ آہستہ اس کی طرف بڑھ رہا تھا۔ پھر عزاہ کو کوئی اپنے بالکل سامنے کھڑا محسوس ہوا۔

"چچ چچچ! میرے بھائی نے تمہارے ساتھ کیا کر دیا!" آواز میں مصنوعی تاسف تھا۔

عزاہ جو گھٹنوں سے سر لگائے رو رہی تھی، یہ آواز سن کر اس کی آنکھوں سے آنسو رک گئے۔ اس نے سر اٹھا کر اوپر دیکھا۔ عزاہ کا چہرہ ویسا ہی تھا۔ بس دائیں آنکھ پر نیل بندھی ہوئی تھی جبکہ اس کا نچلا ہونٹ پھٹا ہوا تھا۔ وہ بیڈ پر سے اٹھ گئی اور نمرہ کے سامنے کھڑی ہو گئی۔

"کیوں آئی ہو تم؟ میرا تماشہ دیکھنے؟" عزاہ نے غصے سے پوچھا۔

"بالکل!" نمرہ آرام سے بیڈ پر ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر بیٹھ گئی۔ "اسی لیے تو تمہاری شایان بھائی سے شادی کروائی ہے۔ میرے کہنے پر ہی تو میرا بھائی تم سے شادی پر مانا تھا ورنہ میں پاگل تھوڑی تھی جو یونہی تمہیں گھر میں گھسا لیتی!"

"تم نے شایان کو منایا مگر کیسے؟" عزاہ ایک پل کے لیے رک کر سامنے بیٹھی اس لڑکی کو دیکھا۔ وہ لڑکی آخر تھی کیا چیز؟ نمرہ نے بھی عزاہ کی سنہری آنکھوں میں دیکھا۔

"وہ ایسے جب میرا پیارا بھائی اپنی شادی کے دن عالیہ کی بے وفائی پر دلبرداشتہ ہو کر واپس جانے لگا، تو میں نے اسے روکا۔" وہ بیڈ پر سے اٹھ کر کھڑی ہوئی۔ "میں نے اسے روک کر تم سے شادی پر اکسایا، اسے بتایا کہ تم سے شادی کے بعد وہ کس طرح اشفاق اور اس کے گھر والوں سے اپنی بے عزتی کا بدلہ لے سکتا ہے۔" نمرہ عزاہ کے تاثرات جانچتے ہوئے کہتی گئی۔ "ویسے ایک بات بتاؤں تم ہمارے منصوبے میں اس وقت شامل نہیں تھی۔ ہم نے سوچا تھا تمہارا بندوبست بعد میں کریں گے، ہمیں پہلے عالیہ کو ٹھکانے لگانا تھا لیکن قسمت ہم پر بڑی مہربان تھی۔ اشفاق نے شاید خود اپنے دشمنوں کی مشکل کو آسان کرنے کا سوچا تھا۔ قسمت نا صرف عالیہ کو ہمارے پاس لائی بلکہ شایان کے ذریعے تمہیں بھی ان سب میں گھسا دیا۔ اشفاق واقعی میں بہت بے وقوف ہے۔"

نمرہ کے چہرے پر اب سرد مسکراہٹ تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تمہیں آخر میرے خاندان سے مسئلہ کیا ہے؟" عزاہ نے بے بسی سے کہا۔

"میں نے کہا ہے نا میں نہیں بتاؤں گی!" وہ یونہی چل رہی تھی۔

"ویسے مجھے تم سے سمجھداری کی امید نہیں تھی۔" نمرہ نے سنگھار میز پر پڑی پرفیوم کی بوتلیں چھیڑ چھاڑ کرتے ہوئے کہا۔ "مجھے تو لگا تھا تم سب کو بتا دو گی اور ہمیں تمہیں اس کھیل سے باہر کرنا پڑے گا مگر تم تو کھلاڑی بن کر شاید مقابلہ کرنا چاہتی ہو۔" اس نے سر اٹھا کر عزاہ کو دیکھا۔ اس کی سرد مسکراہٹ اب گہری ہوتی چلی جا رہی تھی۔ "لیکن میں یہ بات ابھی سے بتا دوں، خود کو میرے مقابل سمجھنا تمہاری بیوقوفی ہے۔"

"میں تمہاری مقابل نہیں ہوں نمرہ!" عزاہ نے شکستہ لہجے میں کہا۔ نمرہ نے چونک کر اسے دیکھا۔ عزاہ تھکی ہوئی سی بیڈ پر بیٹھ رہی تھی۔ "مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا تمہیں کس کے ساتھ کیا کرنا ہے؟ مجھے اگر ابھی فکر ہے تو بس اپنی ہی ہے۔ میرے پاس کوئی ٹھکانہ نہیں ہے۔ شایان کو سب سچ بتانا اپنے پیروں پر کلہاڑی مارنے کے مترادف ہے۔ شایان مجھے گھر سے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

باہر نکال دے گا اور میرا باپ مجھے اپنے گھر میں گھسنے نہیں دے گا۔ یوں میں بے آسرا پتہ نہیں کہاں جاؤں گی؟ ایسے میں تم سے دشمنی مول لے کر مجھے ملے گا کیا؟ کچھ بھی نہیں!"

عزاہ کی آنکھوں سے آنسو گرا جو اس کی قمیض کے دامن میں جذب ہو گیا۔

"میں بس تم سے ڈیل کرنا چاہتی ہوں۔ جب تک تمہارا بدلہ ختم نہیں ہو جاتا تم مجھے یہی رہنے دو۔ بدلے میں، میں تمہارے راستے میں ٹانگ نہیں اڑاؤں گی۔ ویسے بھی اب تم مجھ سے اور کیا لو گی؟ سب کچھ تو ختم ہو گیا ہے۔"

نمرہ آہستہ آہستہ قدم لیتی عزاہ کے پاس آئی۔ عزاہ کے پورے جسم پر تھکاوٹ اتری محسوس ہوتی تھی۔ ایسا لگتا تھا اس نے میلوں سفر پیدل طے کر لیا ہو۔

"مجھے ڈیل منظور ہے۔ تمہارے لیے بہتر بھی یہی ہو گا۔ میرے کام میں دخل دینے کی بجائے اگر تم خاموشی سے یہ سب دیکھتی رہو گی تو شاید امی جان تمہیں بخش بھی دیں!"

عزاہ نے چہرہ نیچے کیے رکھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تم پوچھو گی نہیں امی جان کون ہے؟" نمرہ نے اکساتے ہوئے پوچھا۔

"تم نے پہلے ہی بتا دیا ہے تم نہیں بتاؤ گی۔" عزاہ نے سابقہ لہجے میں جواب دیا۔

"گڈ! میری باتوں پر عمل کرو۔ یہی اس وقت سب سے بیسٹ آپشن ہے۔" یہ کہتے ہوئے نمرہ کمرے سے باہر

جانے لگی۔ دروازے کی چوکھٹ پر پہنچ کر اس نے ایک بار عزاہ کو مڑ کر دیکھا جو یونہی بیٹھی ہوئی تھی۔

"بیوقوف!" نمرہ زیر لب بڑبڑاتی وہاں سے چلی گئی۔

نمرہ کے جانے کے بعد عزاہ کھڑی ہو گئی اور آئینے کے پاس جا کر خود کو دیکھا۔ اس کے چہرے پر نشانات اور آنکھوں میں نمی تھیں۔ عزاہ نے اپنی آنکھوں کی نمی کو ہاتھوں سے صاف کیا۔ اب اس کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ عزاہ اب فیصلہ کر چکی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

* *

صبح کے آٹھ بجے ہاسٹل کے باہر موجود سڑک پر سانولی رنگ کی لڑکی کندھے پر بیگ ڈالے اور ہاتھ میں کتابیں لیے یونیورسٹی جا رہی تھی۔ اسے دور سے ایک بائیک اپنی طرف آتی دکھائی دی۔ بائیک والے کو دیکھ کر اس کی بھنویں سکڑ گئیں۔ وہ اپنی جگہ پر رک گئی۔ بائیک سوار نے بائیک اس کے سامنے روک دی۔

"بیٹھ جائیں!" گھنگھرالے بالوں والے لڑکے نے اس سے کہا۔

"تمہیں مجھے پک اینڈ ڈراپ سروس دینے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ تمہارے اپنے بھی بہت سے کام ہیں۔ تم انہیں کرو۔ میری فکر مت کرو۔" جائیانہ نے تیکھے لہجے میں کہا۔

"باقی باتیں آپ بائیک پر بیٹھ کر بھی کر سکتی ہیں۔ اگر آپ نے تھوڑی دیر اور بحث کی تو آس پاس کے مرد مجھے کوئی لفنگا سمجھ کر مارنے آجائیں گے۔" زید کی بات سن کر جائیانہ

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

منہ بنا کر بائیک پر اس کے پیچھے بیٹھ گئی۔ زید نے خاموشی سے بائیک چلا دی۔ کچھ دیر بعد جائی یا نہ دوبارہ شروع ہو گئی۔

"دیکھو میں جانتی ہوں پٹرول کتنا مہنگا ہے اور تم جاب کرتے ہو۔ میری وجہ سے تمہارا وقت اور پیسہ دونوں خراب ہو رہا ہے۔ تم خود پر ترس کھاؤ۔ میری ہمدردی میں آخر تم کیا کیا کرو گے اور کتنا کرو گے؟ خدا کے لیے میری بات سمجھو۔۔۔!"

"پہلی دفعہ آپ کو اتنا بولتے ہوئے سنا ہے۔ ناشتے میں کوے تو کھا کر نہیں آئیں۔" زید نے بات دوبارہ مزاق میں اڑانا چاہی۔

"زید میں سنجیدہ ہوں۔ میری باتوں پر غور کرو!"

"ٹھیک ہے اگر آپ سنجیدہ جواب سننا چاہتی ہیں تو سنیں! مجھے آپ کی یہ باتیں ہرٹ کر رہی ہیں۔" پہلے والی شوخی اب زید کے لہجے سے خارج ہو گئی تھی۔

"آپ میری حیثیت اور اوقات یاد دلا رہی ہیں۔ اگر آپ کو لگ رہا ہے میں آپ پر ترس کھا کر یہ سب کر رہا ہوں اور اس ہمدردی میں اپنے پیسے اور وقت جھونک رہا ہوں تو آپ غلط

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ہیں۔ یہ سب میں اس لیے کر رہا ہوں کیونکہ یہ میرا فرض ہے۔ میں تو اور بھی بہت کچھ کرنا چاہتا ہوں مگر میں مجبور ہوں۔ میں آپ کو وہ سب نہیں دے پا رہا ہوں جس کی آپ حقدار ہیں۔ آپ جانتی نہیں ہے آپ کتنا کچھ ڈیزرو کرتی ہے مگر میری یہ منحوس غربت اور خالی جیب آپ کے لیے کچھ نہیں کر سکتی۔ آپ جانتی نہیں مجھے اپنا آپ کتنا بے کار لگ رہا ہے۔ میری وجہ سے آپ یوں دربدر کے دھکے کھا رہی ہیں۔" جائی یانہ کو اس کی آواز بھرائی ہوئی محسوس ہوئی۔ "اگر میں یہ چھوٹے چھوٹے کام کر کے خود کو اس گلٹ سے نکالنے کی تھوڑی سی کوشش کر رہا ہوں تو پلیز مجھے کرنے دیں!"

اس کی بات سن کر جائی یانہ بالکل خاموش ہو گئی تھی۔ اس کے پاس کہنے کو کچھ نہیں تھا۔ زید اس رشتے کو قبول کر چکا تھا۔ بس وہ ہی ابھی تک نہیں کر پائی تھی۔ کیا اسے بھی یہ رشتہ قبول کر لینا چاہیے تھا؟

باقی کا سارا راستہ اسی بات کو سوچتے گزرا۔ جب بائیک یونیورسٹی کے سامنے رکی تو زید نے اس سے پوچھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"آپ یونیورسٹی کے بعد ہاسٹل جائیں گی یا نائلہ کے گھر؟ اگر ہاسٹل جائیں گی تو مجھے کال کر لیجیے گا۔ میں آجاؤں گا!"

"نہیں تم نہ آنا۔ میں نے ایک دو جگہ نوکری کے سلسلے میں جانا ہے۔ یونیورسٹی کے بعد وہی جاؤں گی۔" جائی یانہ یہ بات کہہ کر بائیک سے اتری تو زید نے گردن گھما کر اسے دیکھا۔ اس کے چہرے پر غصہ ظاہر تھا۔

"آپ کہاں جائیں گی؟" زید شاید تصدیق چاہتا تھا جو کچھ اس نے جائی یانہ کے منہ سے سنا تھا۔ کیا وہ سچ تھا؟

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"نوکری کی تلاش میں!" جائی یانہ نے ابھی بھی آرام سے کہا۔

"لیکن کیوں؟" زید نے اس دفعہ بے بسی سے پوچھا۔

"کیوں کا کیا مطلب؟ نوکری اپنی ضروریات پوری کرنے کے لیے کی جاتی ہے۔"

"میں ہوں نا! میں کروں گا تمام ضروریات پوری۔۔"

"تمہارے اوپر پہلے ہی پڑھائی اور نوکری کا بوجھ ہے۔ایسے میں تم میری ضروریات کیسے پوری کروگے؟اور اگر کروگے بھی تو کتنا کروگے؟کرتے کرتے تم تھک جاؤ گے۔"

"میں کرلوں گا!"

"نہیں کرپاؤ گے!"جائیانہ نے جیسے پیش گوئی کی۔

"اچھا پھر میں پڑھائی چھوڑ دیتا ہوں۔تب تو یہ سب آسان ہو گانا!"زید کا حل سن کر جائیانہ کو جھٹکا لگا۔وہ غصے سے بولی۔

"خبردار جو تم نے ایسا کیا۔اگر تم نے پڑھائی چھوڑی تو میں صاف بتا رہی ہوں میں ابھی کورٹ میں جا کر خلع کا کیس دائر کردوں گی۔"اس کی بات سن کر زید نے بے بسی سے کہا۔

"تو میں کیا کروں؟"

"کچھ بھی نہ کرو۔آرام سے جا کر کام کرو۔"جائیانہ اب جانے لگی تو زید نے ایک اور بات پر اختلاف کرنا چاہا۔

"آپ اچھے سے جانتی ہیں حالات کیسے ہیں؟ ایسے میں، میں کیسے آرام سے اپنا کام کر لوں اور آپ کو جاب پر جانے دوں۔ اگر وہاں آپ کو خدانخواستہ کوئی آفتاب جیسا شخص مل گیا تو؟ نہیں بالکل نہیں! میں زندہ ہوں اور اپنی بیوی کا بوجھ اٹھا سکتا ہوں۔"

جائی یانہ کو اس کا "اپنی بیوی" کہنا خاصا عجیب لگا۔

"تم پرانی فلموں کے ہیرو مت بنو۔ میں ٹیوشن سینٹر میں پڑھاؤں گی۔ وہاں کا ماحول میں خود اچھے سے دیکھوں گی۔ اگر میں مطمئن ہوئی تو جاب کروں گی۔ تم پریشان مت ہو۔"

"اچھا!" زید ابھی بھی تذبذب کا شکار تھا۔ "مجھ سے وعدہ کریں آپ جس جگہ نوکری کریں گی مجھے بھی وہ جگہ ایک بار دکھائیں گی۔ اگر مجھے وہ جگہ اچھی لگی تو پھر وہاں جائیں گی۔ وعدہ کریں!" اس نے ہاتھ آگے بڑھا کر وعدہ لینا چاہا۔

زید اس وقت اسے ایک چھوٹا بچہ لگ رہا تھا۔ جائی یانہ کے چہرے پر بے ساختہ مسکراہٹ پھیل گئی۔

"ٹھیک ہے، وعدہ!" اس نے اس کا بڑھا ہاتھ تھام لیا۔ دونوں نے ایک ساتھ اپنے بندھے ہاتھ ہلائیں۔

دور سے کوئی بھی انہیں دیکھتا تو پرفیکٹ کپل کہنا نا بھولتا۔

"اب میں جاؤں؟" جائی یانہ نے زید سے ہاتھ چھڑاتے ہوئے پوچھا۔

"جی!" اس نے اجازت دے دی۔

وہ مسکراتی ہوئی اندر چلی گئی جبکہ زید فکرمندی سے اسے جاتا دیکھتا رہا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

* *

وسیع رقبے میں پھیلا یہ عظیم اور پر تعیش بنگلہ آنے جانے والوں کی نگاہوں کا مرکز تھا۔ یہ بنگلہ کچی بستی میں بنا تھا۔ جھونپڑیوں اور کچے مکانوں کی بستی میں یہ بنگلہ محل لگتا تھا۔

اس بنگلے کے اندر آ کر اس کے لیونگ روم میں آؤ، تو ایک پل کے لیے آنکھیں چندھیا جاتی تھیں۔ ہلکے اسکن رنگ سے رنگی دیواروں پر نامور مصوروں کی تصویریں ٹنگی ہوئی تھیں۔ ڈیکوریشن کے نام پر ایک سے بڑھ کر ایک چیز یہاں رکھی ہوئی تھی۔ ایسے میں ہم اس کے آرام دہ صوفوں پر بیٹھے مرد اور عورت کو دیکھیں، تو وہ ایک دوسرے سے باتوں میں مصروف تھے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اشفاق کی چھوٹی بیٹی ہاسٹل میں داخل ہوئی ہے۔ زید کے پاس اس کو رکھنے کے لیے کوئی ٹھکانہ نہیں ہے۔ بیچاری دربدر کے دھکے کھاتی پھر رہی ہے۔" آریان عام سے لہجے میں بتا رہا تھا۔ پھر اس نے پوچھا۔ "اب آگے اس کے ساتھ کیا کرنا ہے؟"

"ابھی اسے یونہی رہنے دو۔ ابھی اسے سیٹل ہونے میں وقت لگے گا۔ کچھ دیر بعد جب وہ سیٹل ہو جائے گی تو ہم اسے دوبارہ دربدر کریں گے۔ اسے ہاسٹل یا یونیورسٹی سے نکال دیں

گے لیکن میں نے کہا نا یہ سب بعد کی باتیں ہیں۔ ابھی ہمیں اشفاق کی بڑی بیٹیوں پر دھیان دینا ہے۔ ان دونوں کو ہمارے منصوبوں کے بارے میں پتہ چلتا جا رہا ہے۔" مسز جہانگیر نے کہا۔

"ایک تو ہمارے پاس ہی قید میں ہے۔ دوسری کا نمرہ خود کوئی بندوبست کر لے گی۔"

"مجھے اس کا کوئی بندوبست کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔" لیونگ روم کے اندر آتی نمرہ نے کہا۔ جینز پر آرتشی رنگ کی فراک پہنے اور بیگ اپنے کندھے پر لٹکائے وہ مسز جہانگیر کے ساتھ بیٹھ گئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

مسز جہانگیر نے اسے پیار سے اپنے ساتھ لگایا۔

"ابھی تم نے کیا کہا نمرہ؟" آریان کو نمرہ کی بات سمجھ نہیں آئی تھی۔

"میں نے ابھی کہا آریان، ہمیں عزاہ کا بندوبست کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ وہ خود ہی ہار مان گئی۔" نمرہ نے ہلکے پھلکے لہجے میں ان دونوں کو خبر دی۔

مسز جہانگیر اور آریان ایک دوسرے کا چہرہ دیکھتے رہ گئے۔

"تمہیں کیسے پتہ؟" آریان نے پوچھا۔

"وہ خود مجھ سے منت کر رہی تھی۔ میرے پاس رہنے کو ٹھکانہ نہیں ہے۔ میں کہاں جاؤں گی۔ مجھ سے ڈیل کر لو۔ تم اپنا کام کرنا بس مجھے یہاں رہنے دینا۔ تم ویسے بھی مجھ سے کونسا بدلہ لوگی؟" نمرہ نے عزاہ کی نقل اتاری

"بڑی بیوقوف لڑکی ہے۔ ابھی تک نہیں سمجھ پائی۔ ہمیں اشفاق اور اس کے پورے خاندان سے بدلہ لینا ہے اور اس کے پاس ابھی بھی بہت کچھ ہے۔ اس کے گھر والے ابھی زندہ ہے، مرے تھوڑی نا ہے۔" آریان کو واقعی میں عزاہ کی عقل پر افسوس ہوا۔

نمرہ نے بھی اس کی ہاں میں ہاں ملائی لیکن مسز جہانگیز خاموش رہیں۔ نمرہ نے ان کی خاموشی کو جب محسوس کیا تو پوچھا۔

"کیا ہوا امی جان؟ آپ کسی بات کو لے کر پریشان ہیں؟" نمرہ کے بلانے پر مسز جہانگیر چونک گئیں۔

"ہاں! مجھے لگتا ہے ہم اس لڑکی کو ہلکا سمجھ کر غلطی کر رہے ہیں۔ ہو سکتا وہ لڑکی ہم سب پر بھاری ہو۔" مسز جہانگیر نے الجھن سے کہا۔

نمرہ نے ان کی بات پر زوردار قہقہہ لگایا۔

"امی جان! آپ اسے نہیں جانتی مگر میں اسے اچھے سے جانتی ہوں۔ وہ ایک نمبر کی پاگل لڑکی ہے۔ وہ ہمارے سامنے بس ایک چیونٹی ہے جسے ہم جب چاہیں مسل سکتے ہیں۔"

"لیکن پھر بھی۔۔۔" اس سے پہلے مسز جہانگیر کچھ اور کہہ پاتیں، نمرہ نے ان کی بات کاٹی۔

"آپ اس عزاہ کو چھوڑیں اور اشفاق پر دھیان دیں۔ آپ کا سب سے بڑا اثاثہ گٹ اب بالکل اکیلا ہے۔ مجھے لگتا ہے اسے اس کے برے وقت کی جھلک دکھانے کا یہ سب سے صحیح وقت ہے۔"

"تم صحیح کہہ رہی ہو۔ اب وقت آ گیا ہے اشفاق کو برباد کرنے کا!"

اب پورے ماحول میں سفاکیت چھا گئی تھی۔

* *

ایک ہفتے بعد

گھڑی میں جیسے ہی صبح کے آٹھ بجے،جائی یانہ اپنے کمرے سے تیار ہو کر یونیورسٹی جانے کے لیے نکل گئی۔ وہ دن ابھی اسے معمول کے مطابق ہی لگ رہا تھا لیکن تبھی راہداری سے گزرتے ہوئے ملازمہ نے اسے اطلاع دی۔

"بی بی جی! آپ سے ملنے کوئی آیا ہے۔" یہ کہہ کر ملازمہ چلی گئی مگر جائی یانہ الجھ گئی۔ آخر اس سے ملنے کون آیا تھا۔

اس کے ذہن میں پہلے زید آیا لیکن نہیں وہ تو ہمیشہ اسے ہاسٹل سے باہر پک کرنے آتا تھا۔

پھر آخر کون آیا تھا اس سے ملنے؟

وہ اسی الجھن میں وزیٹنگ روم پہنچی۔اس نے جیسے ہی ادھر موجود شخص کو دیکھا تو اس کی آنکھیں حیرت کے مارے پھیل گئیں۔

"بجو آپ!"اس کے منہ سے بے ساختہ نکلا۔

عزاہ جو کرسی پر بیٹھی اس کا انتظار کر رہی تھی۔اسے وہاں دیکھ کر کھڑی ہو گئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

* *

ہاسپٹل اس وقت کافی سرد معلوم ہوتا تھا۔ایسے میں دو نرسیں آپریشن تھیٹر سے باہر نکلیں۔

"اس عورت کی بچی کتنی پیاری ہوئی ہے۔بالکل اسی پر گئی ہے۔"ایک نرس نے تبصرہ کیا۔

"ہاں مگر بچاری بچی کی قسمت تو دیکھو۔کل رات ہی اس کا باپ مر گیا۔"دوسری نرس کے لہجے میں افسوس تھا۔

"آپریشن کرتے ہوئے مجھے نہیں لگ رہا تھا کہ بچی صحت مند ہو گی۔قبل از وقت جو پیدائش ہوئی ہے لیکن ماشاءاللہ سے بچی صحت مند ہے۔یہ سب اللہ کے کام ہے۔"پہلی نرس ابھی بھی بچی کے سحر میں مبتلا تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اس کی ماں بیچاری کا بھی رات کو کتنا برا حال تھا۔اپنے شوہر کو زخمی حالت میں لے کر آئی تھی مگر ہسپتال پہنچ کر ہی اس کا شوہر مر گیا۔"دوسری نرس کا ابھی بس بچی اور اس کی ماں کی بدقسمتی پر غور تھا۔

"اس کا شوہر مرا کیسے؟"پہلی نرس نے تجسس سے پوچھا۔

"سر کی پچھلی طرف گہری چوٹیں لگی تھی۔ عورت کا کہنا تھا سیڑھیوں پر سے گرا ہے، اس لیے زخمی ہوا۔ خون زیادہ بہہ گیا تھا اور بروقت علاج نہ ہونے پر مر گیا۔" دوسری نرس نے وضاحت کی۔

"ہمم! بیچاری کو صدمہ بہت برا لگا ہے۔" پہلی نرس نے تاسف سے کہا۔ پھر وہ بولی۔

"ویسے تم نے دیکھا تھا وہ عورت بے ہوشی میں بھی بار بار عمر عمر کا نام لے رہی تھی۔ اللہ جانے یہ عمر کون ہے؟"

"اس کے مرے ہوئے شوہر کا نام ہے عمر!" دوسری نرس نے اسے بتایا۔

وہ دونوں باتیں کرتی ہوئی ہسپتال کی راہداریوں سے چلتی ہوئی نگاہوں سے اوجھل ہو گئیں۔

* *

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

باب نمبر دس

ہسپتال کی سفید راہداریوں میں ایک نرس گزر رہی تھی۔ اس وقت وہ ڈیوٹی پر تھی۔ باری باری مریضوں کو وقت پر دوا دینے اور دیکھ بھال کر لینے کے بعد جب وہ اپنے اگلے مریض کو دیکھنے کے لیے اس کے کمرے کی جانب بڑھی، تو اسی وقت ایک عورت اس کمرے سے باہر نکلی۔ وہ دونوں ایک دوسرے کے آمنے سامنے کھڑی تھیں۔ نرس نے اس عورت کو گزرنے کے لیے راستہ دیا۔

وہ عورت خاصے صدمے کا شکار لگتی تھی اور اس کی آنکھیں سرخ تھیں۔ نرس نے نگاہیں ہٹا لیں۔ اس کے لیے ایسے مناظر عام سی بات تھی۔ روز اسی حال میں یا اس سے بھی کئی گنا بدتر حالت میں لاکھوں لوگ اپنے مریض کی عیادت کرنے آتے تھے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

عورت کے جانے کے بعد نرس کمرے کے اندر آئی۔اس نے اپنی مریض کو بیڈ پر بیٹھا دیکھا۔اس نے دیوار سے ٹیک لگائہ تھی۔اس کے پاؤں آرام سے پھیلے ہوئے تھے۔اس کی رنگت زرد اور آنکھوں کے نیچے سیاہ حلقے ہو گئے تھے۔

"آپ کی طبیعت اب کیسی ہے؟"نرس نے مشینی انداز میں پوچھا۔

"صحیح!"اس کی مریضہ نے بس ایک ہی لفظ پر اکتفا کیا۔نرس اس کے پاس آ گئی۔

"گڈ!آپ کی ڈیلیوری بھلے قبل از وقت تھی لیکن آپ کی بچی ماشاءاللہ سے صحت مند ہوئی ہے۔وہ اس وقت نرسری میں ہے۔کچھ دیر بعد ہم اسے آپ کے کمرے میں شفٹ کر دیں گے۔آپ کے شوہر کی ڈیڈ باڈی کو ہم نے مردہ خانے میں شفٹ کیا ہے۔آپ اپنے کسی رشتہ دار یا جاننے والے کو بلا لیں تا کہ آپ کے شوہر کی ڈیڈ باڈی ہم ان کے حوالے کر دیں!"

"ہمم!میرے رشتہ دار اسلام آباد میں رہتے ہیں۔ان کا فون نمبر میں آپ کو دے دیتی ہوں۔آپ انہیں کال کر دیں۔"انتہائی نحیف آواز مریضہ کے حلق سے بر آمد ہوئی۔

اس نے نرس کو نمبر بتا دیا۔ نرس واپس جانے لگی تو زینب نے اسے روکا۔

"مجھے یقین ہے آپ لوگوں نے میرے بیٹے کو سنبھال لیا ہو گا۔"

"جی وہ ہمارے پاس ہی ہے اور ابھی سو رہا ہے۔ جیسے ہی اٹھتا ہے میں اسے آپ کے پاس لے آؤں گی۔" یہ کہہ کر نرس چلی گئی جب کہ مریضہ نے سر دیوار پر ٹکا کر آنکھیں بند کر لیں۔

جو ہونا تھا وہ تو ہو گیا تھا مگر اب جو آگے ہونا تھا وہ اس سے بھی ڈراؤنا تھا مگر پتہ نہیں کیوں اب اسے آگے کی فکر نہیں تھی۔ وہ سوچ چکی تھی اس نے آگے کیا کرنا تھا۔ وہ ایک ماں تھی۔ بچوں کے سر سے باپ کا سایہ ہٹ گیا تھا لیکن اب ان کے سروں پر چھت قائم رکھنا اس کی ذمہ داری بن گئی تھی۔

****

"عزاہ بجو! آپ یہاں؟ کیسے؟"

جائی یانہ حیران و پریشان کھڑی رہ گئی۔ اس نے عزاہ کو دیکھا جس کی دائیں آنکھ کی نیل اب کافی مند مل ہو گئی تھی اور ہونٹ پر زخم کا نشان رہ گیا تھا۔

"کیوں میں یہاں نہیں آسکتی؟"

عزاہ کے سوال کا جائی یانہ کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔ اسے یاد تھا عزاہ اس کے نکاح کی تقریب میں نہیں آئی تھی اور شادی ہو جانے کے بعد بھی عزاہ کی طرف سے کوئی کال میسج نہیں آیا تھا۔ اب اس کا یوں آنا جائی یانہ کے لیے تعجب کی بات تھی۔

عزاہ نے اسے یوں حیران دیکھا تو مسکرانے لگی۔

"میں جانتی ہوں تمہیں مجھے یہاں دیکھ کر خاصا شاک لگا ہے لیکن میں تمہیں کچھ ایسا بتانے آئی ہوں جسے جاننا تمہارے لیے بہت ضروری ہے۔ میں ایک بہت بڑا کام کرنے جا رہی ہوں اور اس میں تمہارا ساتھ چاہتی ہوں۔"

"کیسا کام؟" جائی یانہ نے الجھن سے پوچھا۔

"بتاتی ہوں، سب بتاتی ہوں۔ تم ادھر بیٹھ جاؤ۔" عزاہ نے جائی یانہ کو اپنے ساتھ بیٹھنے کی دعوت دی اور خود بھی کرسی پر بیٹھ گئی۔ جائی یانہ خاموشی سے عزاہ کے ساتھ بیٹھ گئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

* *

ملاقات سے سات دن پہلے

شام ہر سو پھیل گئی تھی۔ گرمی کی یہ شام ہوا چلنے کی وجہ سے خاصی خوشگوار محسوس ہوتی تھی۔ نارنجی آسمان پر پرندے اپنے گھونسلوں کی جانب رواں دواں تھے۔ ایسے میں سانولی رنگت والی لڑکی ایک ٹیوشن سینٹر سے باہر نکل رہی تھی۔ اس کے چہرے پر مدھم سی مسکراہٹ تھی۔ اس مسکراہٹ کی وجہ اس کے انٹرویو کی کامیابی تھی۔

ٹیوشن سینٹر سے باہر نکل کر فٹ پاتھ پر چلتے ہوئے وہ بس اسٹاپ پر پہنچ گئی۔ بس آنے میں ابھی کافی دیر تھی۔ وہ بس اسٹاپ میں موجود بینچ پر بیٹھ کر بس کا انتظار کرنے لگی۔

اسی وقت اس کے موبائل پر میسج آیا۔ جائیانہ نے میسج دیکھا تو وہ زید کی طرف سے آیا ہوا تھا۔

"آپ کہاں ہیں؟ اگر ہاسٹل سے باہر ہیں، تو اپنی لوکیشن بتا دیں۔ میں آپ کو لینے آرہا ہوں۔"

جائیانہ نے میسج پڑھا تو پہلے سوچا منع کر دے مگر پھر اس نے اپنی لوکیشن بھیج دی۔

تقریباً دس منٹ بعد وہ جائیانہ کے سامنے بائیک پر بیٹھے حاضر تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تمہارا مالک بڑا اچھا ہے، جو تمہارے بار بار دوکان سے باہر جانے پر اعتراض نہیں کرتا!" جائی یانہ نے طنزاً کہا اور زید کے پیچھے بیٹھنے لگی۔

"جی! کم از کم ایک ہفتے کے لیے میرا مالک مجھے کچھ نہیں کہے گا۔" زید کی بات سن کر جائی یانہ نے حیرانگی سے پوچھا۔

"کیوں؟ ایک ہفتے کے لیے وہ کچھ کیوں نہیں کہے گا؟"

زید نے بائیک چلانی شروع کی۔

"کیونکہ ابھی دوپہر کو ہی میرے پیارے سے مالک کی والدہ ماجدہ کا انتقال ہو گیا ہے۔ ایک ہفتے کے لیے ہمیں چھٹی دے دی گئی ہے۔"

"اوہ اچھا!" جائی یانہ اس کی بات کو سمجھتے ہوئے بولی۔

"ویسے بڑی نیک عورت تھی۔ میں نے کل دل سے دعا مانگی تھی اللہ مجھے کچھ دنوں کی چھٹی مل جائے اور دیکھو مجھے مل بھی گئیں۔" زید کے لہجے میں خوشی ہی خوشی تھی۔

"اللہ کا خوف کرو۔ ایک انسان مر گیا ہے اور تم خوش ہو رہے ہو۔" جائی یانہ نے زید کو ٹوکا۔

"ایسے تو نہ بولیں، مجھے بھی دکھ ہے۔" حالانکہ اس کے لہجے سے کہیں بھی دکھ دکھائی نہیں دیتا تھا۔ "میں ان خاتون کے لیے روز فاتحہ پڑھوں گا۔ آخر انہوں نے میری اتنی بڑی خواہش جو پوری کی ہے۔"

"زید تم جانتے ہو مجھے ایک ٹیوشن سینٹر میں نوکری مل گئی ہے!" جائی یانہ کے بتاتے ہی بائیک جھٹکے سے رکی۔ زید نے پیچھے مڑ کر جائی یانہ کو دیکھا۔

"آپ نے کہا تھا آپ مجھے وہ جگہ دکھائیں گی پھر نوکری کنفرم ہو گی!" زید نے خفگی سے اسے اس کا وعدہ یاد دلایا۔

"ہاں تو منع کس نے کیا ہے؟ میں رمہیں ابھی ٹیوشن سینٹر دکھا دیتی ہوں۔ مجھے تو وہاں کا ماحول سمجھ میں آیا ہے۔ زیادہ تر عورتیں پڑھاتی ہیں۔ بس ایک دو مرد ہی ہیں۔" جائی یانہ کام کی نوعیت اور تنخواہ بھی زید کو تفصیلاً بتائی۔ تنخواہ سنتے ساتھ ہی زید بولا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"دیکھیں وہ آپ کو کتنی کم تنخواہ دے رہے ہیں۔اس میں تو آپ کی ہاسٹل کے ڈیوز ہی کلیئر نہیں ہو پائیں گے۔ کیا فائدہ پھر اتنی خواری کرنے کا؟"

"کچھ نہ ہونے سے کچھ ہونا بہتر ہے اور ویسے بھی میں یونیورسٹی کے بعد پہلے نائلہ کے گھر جا کر اس کے بھائی بھابھی کے بچوں کو پڑھایا کروں گی اس کے بعد ٹیوشن سینٹر کا وقت ہو جائے گا،وہاں پر اپنے تین گھنٹے دوں گی۔اس کے بعد آدھا گھنٹے میں نویں جماعت کے طالب علم کو میتھ سمجھاؤں گی۔یوں کل ملا کر میرا خرچہ نکل ہی آیا کرے گا۔"جائی یانہ نے سارا پلان بنایا ہوا تھا۔زید اس کی منصوبہ بندی سے متاثر ہوا مگر جائی یانہ کی فکر بھی ہوئی۔

"اور آپ کی پڑھائی؟اس کا کیا کریں گی؟"

"پڑھائی کے لیے مجھے یونیورسٹی میں اتنا وقت تو ملتا ہے اور جو صبح پڑھا ہو گا وہ رات کو ایک نظر دیکھ لیا کروں گی۔پڑھائی اس طرح ہو ہی جایا کرے گی۔"

"آپ جانتی ہے نا آپ اپنی زندگی کو کافی مشکل بنا رہی ہیں؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ہاں میں جانتی ہوں مگر میرے پاس کوئی اور آپشن نہیں ہے۔ مجھے میرے اخراجات خود ہی اٹھانے ہونگے۔" جائی یانہ کی بات سن کر زید نے فوراً کہا۔

"حالانکہ آپ کو اس کی بالکل بھی ضرورت نہیں ہے۔ میں آپ کو کہہ چکا ہوں میں آپ کے اخراجات اٹھا سکتا ہوں۔"

اس نے زید کو دیکھا۔ وہ اب جانتی تھی زید یہ سب ہمدردی میں نہیں بلکہ فرض سمجھ کر کر رہا تھا مگر وہ پہلے سے ہی بہت کام کرتا تھا، اس پر مزید بوجھ ڈالنا ٹھیک نہیں ہو گا۔

"تم نے کہا تھا اب ہم دونوں کے درمیان میں صرف "ہمارا" ہو گیا ہے تو پھر سارا کام تمہیں دے کر، آرام میری طرف کرنا ناانصافی ہو گی۔ تم صحیح کہتے ہو میں تمہاری ذمہ داری ہوں اور تم اپنی ذمہ داری بخوبی نبھا رہے ہو۔ جب تک میری اور تمہاری پڑھائی چل رہی ہے تب تک مجھے جاب کرنے دو۔ پڑھائی کے بعد ہم دونوں ایک دوسرے کا اچھے سے تجزیہ لیں گے اور سوچیں گے کیا ہم دونوں ایک ساتھ رہ سکتے ہیں۔ اگر جواب ہاں میں آیا تو پھر تم میری ذمہ داری اٹھا لینا۔ میں جاب چھوڑ دوں گی۔"

جائی یانہ کی بات سن کر زید کچھ نہیں بولا

"تو تم اب میرے ساتھ ٹیوشن سینٹر دیکھنے جاؤ گے؟"جائی یانہ کے پوچھنے پر زید نے سر ہلایا۔

جائی یانہ اسے راستہ بتانے لگ گئی۔

* *

ناولز کلب
Clubbe Quality Content

کھانے کی خوشبوؤں سے مہکتے کچن میں داخل ہو تو سنہری آنکھوں والی لڑکی ایپرن پہنے لب شیریں بنا رہی تھی۔اس کے آنکھ کی طرف نیل اور پھٹا ہونٹ واضح دکھائی دے رہا تھا۔

اتنے دنوں بعد وہ اپنا پسندیدہ کام کر رہی تھی۔وہ چھڑی سے بادام کو کاٹ کر ریزہ ریزہ کر رہی تھی۔عزاہ کے نزدیک کھانا پکانا تھیراپی تھا۔

وہ بادام کاٹنے میں اتنا گم تھی کہ اسے پتہ ہی نہیں چلا زینب کب کچن میں داخل ہوئیں۔

"ارے عزاہ یہ تمہارے چہرے پر کیا ہوا ہے؟"زینب کی آواز اچانک سن کر وہ سہم گئی۔ اس کے ہاتھ میں چھڑی نیچے گر گئی تھی۔ زینب فوراً اس کے پاس آئیں اور اس کے چہرے پر نرمی سے اپنی انگلیاں پھیرنے لگ گئیں۔

"وہ پھپھو میں سیڑھیوں سے گر گئی تھی۔"عزاہ نے یہ کہتے ہوئے نظریں چرائیں۔ اسے ڈر تھا پھپھو اس کی آنکھوں سے اس کا جھوٹ نہ پکڑ لے مگر وہ یہ جانتی نہیں تھی زینب کو چہرے پڑھنا بخوبی آتا تھا۔

"اچھا تو اس میں نظریں چرانے والی کونسی بات ہے؟"زینب نے تھوڑے سے سخت لہجے میں کہا۔"سچ سچ بتاؤ یہ چوٹ خود لگی ہے یا کسی اور نے دی ہے؟"

اس بار عزاہ نے کچھ نہیں کہا۔ زینب اب ساری بات جان گئیں۔

"یہ سب شایان کے کام ہے نا! اس لڑکے کو بھی پتہ نہیں کیا ہو گیا ہے۔ پاگل بن گیا ہے۔ آج اسے گھر آنے دو، اچھے سے اس کی کلاس لیتی ہوں۔"زینب اپنی رو میں بولے جا رہی تھیں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"نہیں پھپھو آپ شایان کو کچھ نہیں کہیں گی۔" عزاہ نے زینب کو منع کر دیا۔

"کیوں؟ کیوں نہ کہوں؟ یوں تو اسے شہ مل جائے گی اور وہ یونہی اپنی من مانیاں کرتا پھرے گا۔" عزاہ کی بات سن کر زینب کو مزید غصہ آیا۔

"پھپھو یوں بھی تو آپ انہیں سمجھاتی رہتی ہیں مگر کیا کوئی نتیجہ نکل پایا ہے؟ الٹا وہ مجھ پر مزید غصہ کریں گے۔ آپ ان سے بحث کریں گی تو تماشا لگ جائے گا۔ آپ جانتی ہیں گھر کے نوکر ایسی باتیں کان لگا کر سنتے ہیں اور فارغ وقت میں مذاق اڑاتے ہیں۔ ان سب میں مذاق بنے گا تو صرف میرا ہی بنے گا۔"

زینب خاموش ہو گئیں۔ وہ جانتی تھیں عزاہ جو کچھ بھی کہہ رہی تھی، وہ سچ تھا مگر شایان کو یونہی اس کے حال پر تو نہیں چھوڑا جا سکتا تھا۔

"بیٹا مگر مجھے تھوڑا بہت تو اسے سمجھانا ہو گا۔ تم میرے بھائی کی بیٹی ہو۔ میرا خون ہو۔ اپنی ہی بچی کو میں یوں پٹتے ہوئے تھوڑی دیکھ سکتی ہوں۔ تمہارے اوپر ان ظلم و ستم کو دیکھ

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کر میں اگر چپ رہی تو تمہارے ماں باپ کو کیا منہ دکھاؤں گی؟"زینب کی بات سن کر عزاہ کے چہرے پر تلخ مسکراہٹ پھیل گئی۔

"فکر نہ کریں پھپھو! میرے ماں باپ آپ سے کوئی شکوہ نہیں کریں گے بلکہ وہ تو اسی بات پر خوش ہونگے کہ مار پیٹ کر ہی سہی، شایان نے مجھے اپنے گھر میں پناہ تو دی ہوئی ہے۔ آپ میری عجہ سے شایان سے کوئی بات مت کیجئیے گا۔ آپ اس معاملے کو بس ہم دونوں تک محدود رہنے دیں۔"

عزاہ کی بات سن کر زینب خاموش ہو گئیں۔ ان کی اپنی بہو انہیں اپنے بیٹے کو سمجھانے سے منع کر رہی تھیں اور انہیں اس معاملے سے باہر نکال رہی تھی۔ اب وہ اور کیا کر سکتی تھیں؟

* *

ملاقات سے چھ دن پہلے

صبح کے وقت کی ٹھنڈی ہوا ماحول کو خوشگوار کر رہی تھی۔ گرمیوں کے موسم کی یہ ایک خوشگوار صبح تھی۔ اسی صبح میں ہم اگر یونیورسٹی کی جانب بڑھو تو تمہیں گھنگھرالے بالوں والا لڑکا اور سانولی رنگت والی لڑکی ایک ساتھ یونیورسٹی میں داخل ہو رہے تھے۔

"جلدی چلو زید! کلاس شروع ہونے والی ہوگی۔" جائی یانہ کافی تیز چل رہی تھی۔

"چل تو رہا ہوں۔" وہ بھی اس کے قدموں کا ساتھ دیتے ہوئے بولا۔ دونوں جب کلاس میں پہنچیں، تو توقع کے عین مطابق لیکچر شروع ہو گیا تھا۔

دونوں نے پہلے پروفیسر سے کلاس میں آنے اجازت لی، پھر پیچھے کی جانب جگہ ڈھونڈنے لگ گئے۔ ایک خالی بینچ جیسے ہی جائی یانہ کو دکھائی دیا، وہ اس پر بیٹھ گئی۔ بیٹھنے کے بعد اپنا بیگ اپنے ساتھ رکھ کر جب اس نے مڑ کر دیکھا تو اسے جھٹکا لگا۔ زید اس کے ساتھ بیٹھ رہا تھا۔

"تم میرے ساتھ کیوں بیٹھ رہے ہو؟"جائی یانہ نے دھیمی آواز میں زید سے پوچھا۔

"شوہر ہوں آپ کا!اپنی بیوی کے ساتھ بیٹھنے کا پورا حق رکھتا ہوں۔"زید نے آرام سے کہا۔

"یہ بات تمہیں،مجھے اور نائلہ کو پتا ہے۔یونیورسٹی میں باقی سب اس بات سے بے خبر ہے۔ میں نہیں چاہتی یونیورسٹی میں ہم دونوں کو ساتھ دیکھ کر کوئی غلط فہمی ہو اور لوگ مجھے تمہاری گرل فرینڈ کا لقب دیں۔"

یہ بات سن کر زید ایک پل کے لیے سنجیدہ ہوا۔پھر اگلے لمحے اس کی آنکھیں چمکی جیسے اس کے ذہن میں کوئی خیال آیا ہو۔وہ اس کے ساتھ ہی بینچ پر بیٹھ گیا۔

جائی یانہ چاہتے ہوئے بھی کچھ نہ کر پائی۔

پورا لیکچر زید نے اس سے کوئی بات نہیں کی بلکہ اسے دیکھ کر تو لگتا تھا وہ لیکچر پر بھی توجہ نہیں دے رہا تھا۔جب لیکچر ختم ہوا تو زید نے اٹھتے ہوئے بولا۔

"میں آپ سے کچھ دیر بعد ملتا ہوں۔"یہ کہہ کر وہ باہر چلا گیا۔

اگلے دونوں لیکچر میں زید اسے دکھائی نہیں دیا۔ وہ فارغ ہو کر جب لائبریری میں جانے لگی، تو ایک لڑکا اسے سلام کرتا گزرا۔

"السلام علیکم بھابھی!"

"وعلیکم السلام!"

جائیہ اس کے پاس سے گزر گئی۔ تھوڑی دور جانے کے بعد جائیہ نے لڑکے کی بات پر غور کیا۔ وہ وہی کھڑی ہو گئی اور گردن موڑ کر لڑکے کو دیکھا جو اس سے اب بہت دور جا چکا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"بھابھی؟" اس نے الجھن سے یہ لفظ دوبارہ دہرایا۔

وہ اپنا سر جھٹک کر دوبارہ چلنے لگی۔ تبھی کچھ لڑکیاں، جو اس کی کلاس فیلوز تھیں، اس کے پاس آئیں اور اسے گلے لگایا

"مبارک ہو جائیہ!"

سب ایک ساتھ کہہ رہی تھیں جبکہ جائی یانہ حیران و پریشاں انہیں دیکھ رہی تھی۔

"کس بات کی مبارک باد؟" جائی یانہ ان لڑکیوں سے دو قدم پیچھے ہٹی۔ اس کے پوچھنے پر ان سب لڑکیوں نے معنی خیز نظروں سے ایک دوسرے کو دیکھا۔ پھر ایک ساتھ قہقہہ بلند ہوا۔

"اتنی بھولی مت بنو۔ ہم تمہیں تمہارے نکاح پر مبارک باد دے رہے ہیں۔" ایک لڑکی نے ہنستے ہوئے بتایا تو جائی یانہ کو زوردار جھٹکا لگا۔

"تمہیں یہ کس نے بتایا؟"

"زید نے!" دوسری لڑکی نے آرام سے بتایا۔ "ویسے بڑا کنجوس ہے تمہارا میاں! نکاح کی خوشی میں پورے ڈیپارٹمنٹ میں ٹافیاں بانٹ رہا ہے۔ ہم نے کہا مٹھائی سے منہ میٹھا کرواؤ تو کہنے لگا ہم جیسے ندیدے لوگ مٹھائی کے قابل نہیں ہیں۔ اس لیے ٹافیوں سے ہی منہ میٹھا کر لو۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

لڑکی کی بات سن کر جائی یانہ کو سب سمجھ میں آ گیا۔ جائی یانہ نے بڑی مشکل سے ان لڑکیوں سے جان چھڑائی اور زید کو ڈھونڈنے لگی۔ جائی یانہ کو اب محسوس ہو رہا تھا وہ جہاں سے بھی گزر رہی تھی، وہاں موجود لوگ اسے دیکھ کر دبی دبی آواز میں سرگوشیاں کر رہے تھے۔ اسے زید پر شدید غصہ آ رہا تھا۔ اگر وہ اس کے سامنے ہوتا، تو وہ اس کا منہ یقیناً توڑ دیتی۔

چلتے چلتے زید اسے ایک راہداری کے اختتام پر سیڑھیوں پر بیٹھا ملا۔ وہ اس وقت اکیلا نہیں تھا بلکہ اس کے دوست بھی اس کے ساتھ سیڑھیوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ سب لڑکے اسے مبارک باد دے رہے تھے اور ساتھ میں چھیڑ رہے تھے جب کہ زید مسکراتے ہوئے ان سب کی مبارک باد قبول کر رہا تھا۔

"زید! مجھے تم سے بات کرنی ہے۔" وہ اس کی آواز سن کر فوراً سے کھڑا ہو گیا۔ اس کے ساتھ بیٹھے لڑکے جائی یانہ کو دیکھ کر خوش اخلاقی سے بولیں۔

"مبارک ہو بھابھی!" جائی یانہ کا خون کھولنے لگ گیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"زید تم آرہے ہو میرے ساتھ یا نہیں؟"اس نے لڑکوں کی باتوں کو نظر انداز کرتے ہوئے رعب سے پوچھا۔

"میں آرہا ہوں!"

جائی یانہ اسے آتا دیکھ کر مڑ گئی اور وہاں سے کچھ دور جانے لگ گئی۔زید کافی تابع داری سے جائی یانہ کے پیچھے جانے لگا۔

سب سے اوپر والے زینے پر بیٹھے لڑکے نے ان دونوں کو جاتے دیکھا تو اپنا تجزیہ پیش کیا۔

"یار ویسے بیوی کا بھی ایک الگ ہی رعب ہوتا ہے۔بندہ لاکھ شیر ہو لیکن بیوی کے سامنے نہ کرنے کی ہمت کسی شوہر میں نہیں ہوتی۔"

اس کی بات سن کر سب قہقہہ لگ کر ہنس دیے۔

دوسری طرف جیسے ہی جائی یانہ اور زید کچھ دور آئے،وہ زید پر برس پڑی۔

"تم پاگل ہو؟ پورے ڈیپارٹمنٹ میں ٹافیاں بانٹتے تم کیا بکواس کر رہے ہو کہ میں تمہاری بیوی ہوں؟"

"تو کیا آپ نہیں ہیں؟" زید نے آرام سے اپنے جوتے فرش پر رگڑتے ہوئے پوچھا۔ اس کے سوال نے جائی یانہ کو مزید تپ چڑھا دی۔

"ہو بالکل ہو! لیکن تم جانتے ہو یونیورسٹی میں ایسی باتیں جنگل میں آگ کی طرح پھیلتی ہیں۔ اب کچھ دنوں تک میں کہیں بھی جاؤں گی، سب مجھے معنی خیز نگاہوں سے دیکھیں گے اور جملے کسیں گے۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"پہلے آپ کو مسئلہ تھا لوگ آپ کو میرے ساتھ دیکھ کر آپ کو میری گرل فرینڈ سمجھیں گے اور اب جب میں نے سب کے سامنے اعلانیہ آپ کو اپنی حق حلال کی بیوی مان لیا ہے، تب بھی آپ کو مسئلہ ہے۔"

"میں یہ۔۔۔" اس سے پہلے جائی یانہ کچھ کہہ پاتی زید نے اس کی بات کاٹ دی۔

"آپ لوگوں سے اتنا ڈرتی کیوں ہیں؟ان کا کام ہی باتیں کرنا ہے۔ویسے بھی ہم نے کوئی گناہ نہیں کیا ہے جو ڈرتے پھرے۔یونیورسٹی میں ہر جگہ کوئی نا کوئی کپل باہوں میں باہیں ڈالیں گھوم رہا ہوتا ہے۔وہ تو،کوئی کیا کہہ رہا ہے؟کیوں کہہ رہا ہے؟اور کس لیے کہہ رہا ہے؟سوچ کر اپنا خون ضائع نہیں کرتے کیونکہ ان دونوں کے لیے ایک دوسرے کا ساتھ ہی کافی ہوتا ہے۔ہم تو پھر حلال طریقے سے ایک دوسرے کے ساتھ ہیں۔لوگ اگر حرام اعلانیہ اور نڈر انداز سے کرتے ہیں تو ہم اپنے حلال کو کیوں چھپائیں؟"

زید کی بات سن کر جائی یانہ لاجواب ہو گئی۔کچھ لمحات دونوں کے درمیان خاموشی سے گزرے،پھر زید نے بات بدلنے کے لیے جیب میں سے ٹافی نکالی اور جائی یانہ کی جانب بڑھائی۔

"یہ لے منہ میٹھا کریں۔ہم دونوں کی شادی کی خوشی میں!"

"پوری یونیورسٹی میں ٹافیاں بانٹنے کے بعد میرا منہ میٹھا کروانا یاد آیا۔"جائی یانہ نے نڑوٹھے انداز میں ٹافی پکڑلی۔زید کی باتوں نے اس پر اثر کیا تھا۔

"آپ ہی غصے میں مجھے ڈانٹے جا رہی تھیں ورنہ میں تو کب سے آپ کو یہ دینے کی کوشش کر رہا تھا۔" زید نے بھی ایک ٹافی اپنی جیب میں سے نکالی۔

جائی یانہ نے ٹافی جیسے ہی منہ میں ڈالی، منہ میں مٹھاس گھول گئی۔

"ٹافی کہاں سے لی؟" جائی یانہ نے ٹافی چباتے ہوئے پوچھا۔ اب وہ دونوں ایک ساتھ چہل قدمی کرنے لگ گئے تھے۔ آس پاس جاتے لوگ ابھی بھی انہیں معنی خیز نظروں سے دیکھ رہے تھے مگر اب جائی یانہ کا ان پر دھیان ہی نہیں تھا۔

"کینٹین سے۔"

"کتنے کی؟"

"میں نے بس کینٹین والے سے ٹافی کا ڈبا مانگا اور اپنی شادی کا بتایا۔ کینٹین والا میرا دوست تھا۔ اس نے انتہائی عجیب فلیور والی ٹافیاں مجھے تحفے میں دے دیں۔ پورے تین مہینے سے بیچارے کی ٹافی کا ڈبہ نہیں بکا تھا۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"لیکن ہم نے جو ٹافی کھائی، وہ تو کیریمل فلیور کی تھی اور ان کا ذائقہ بھی اچھا تھا۔" جائی یانہ نے اس کی بات سن کر کہا اور ریپر دیکھ کر بھی تصدیق کرنا چاہی۔

"تو آپ کو کیا لگتا ہے اس یونیورسٹی کی بھکاری عوام نے ٹافیوں سے بھرا ڈبا ہمارے لیے چھوڑ دینا تھا۔ سب ایسے ٹافیاں اٹھا کر لے گئے جیسے ہماری ان سے سالوں کی رشتہ داری ہو۔ یہ والی تو میں نے بعد میں خاص طور پر میرے اور آپ کے لیے خریدی ہیں۔"

"اوہ اچھا!" جائی یانہ ساری بات بول کر بس اتنا کہہ پائی، پھر اچانک اسے کچھ یاد آیا۔ "میں نے تو لائبریری میں جانا تھا۔"

اس نے اپنے گھڑی پر وقت دیکھا تو اگلے لیکچر ہونے میں بس کچھ دیر باقی تھی۔

"سارا وقت ہی ختم ہو گیا ہے۔ اب تو اگلا لیکچر شروع ہونے والا ہے۔" جائی یانہ نے کہا۔ اس کے قدم اب کلاس کی جانب بڑھ رہے تھے۔

"بیگم صاحبہ! کیا اب آپ کا شوہر آپ کے ساتھ بیٹھ سکتا ہے؟" زید نے خاصی تابع داری سے پوچھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"بول تو ایسے رہے ہو جیسے سارے کام مجھ سے پوچھ کر کرتے ہو۔"

"ایک بات کہوں اب آپ سے دیسی بیوی والی وائبز آ رہی ہیں۔"

"تمہارا کچھ نہیں ہو سکتا۔"جائی یانہ نے نفی میں سر ہلایا اور زید سے آگے چلنے لگ گئی۔

"جلدی سمجھ گئیں آپ!"زید شوخ مسکراہٹ کے ساتھ کہتا اس کے پیچھے چلنے لگ گیا۔

دونوں راہداری میں چلتے نظروں سے اوجھل ہو گئے تھے۔

ناولز کلب
Novels Club

****

عالیہ اس بند کمرے میں بیٹھے بیٹھے اکتا گئی تھی۔اسی اکتاہٹ نے اسے چڑچڑا بنا دیا تھا۔وہ کسی چیز پر توجہ نہیں دے پا رہی تھی۔اس کا چہرہ مرجھا گیا تھا۔

اسے بعض اوقات اس قدر گھٹن ہوتی تھی کہ دل چاہتا سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر کہی بہت دور چلی جائے۔ اسی حالت میں ایک دن اس کی نگاہ کونے میں رکھے ٹی وی کی جانب گئی۔ پہلے تو وہ بہت دیر تک غائب دماغی سے اسے تکتی رہی۔ پھر اس نے سوچا کیوں نہ ٹی وی چلا ہی لیا جائے۔ اس طرح اس کا کچھ دماغ بھی بٹ جائے گا ورنہ اگر وہ یونہی بیٹھی سوچتی رہی تو اس کے دماغ کی رگ پھٹ جائے گی۔

ٹی وی آن کرنے کے بعد اس نے ٹی وی کا ریموٹ ڈھونڈنا چاہا مگر وک اسے کہیں نہیں ملا۔ ٹی وی کی روشن اسکرین اور آوازوں کو نظر انداز کرتے ہوئے وہ کچھ دیر تک ریموٹ کو ڈھونڈتی رہی۔ جب اسے یقین آ گیا کہ ریموٹ کمرے میں نہیں ہے تو وہ خاموشی سے ٹی وی کے سامنے بیٹھ گئی۔ ریمورٹ نہ ہونے کی وجہ سے وہ بس ایک یہی چینل دیکھ سکتی تھی۔ یہ ایک ڈاکیومنٹری چینل تھا اور اس وقت کشمیر کی ایک ڈاکیومنٹری اس کے سامنے چل رہی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

عالیہ کو جیسے ہی ڈاکیومنٹری کا موضوع پتہ چلا اس کے چہرے پر ناگواری چھا گئی۔ اس کی قسمت کیا اتنی بری تھی کہ ٹی وی میسر ہوتے ہوئے بھی اسے اس موضوع پر ڈاکیومنٹری دیکھنی پڑے جو اس کے نزدیک سب سے زیادہ بکواس تھا۔

پہلے پہلے وہ ناراض چہرے کے ساتھ ٹی وی دیکھتی رہی لیکن پھر اس کی توجہ بڑھتی چلی گئی

اس وقت ڈاکیومنٹری میں بتایا جا رہا تھا کہ کس طرح تقسیم برصغیر کے موقع پر انگریزوں اور ہندوؤں نے عیاری سے کشمیر اور بہت سے علاقے جن میں مسلمانوں کی اکثریت تھی، بھارت میں رہنے دیے۔ بنانے والے نے بڑے اچھے سے ڈاکیومنٹری بنائی تھی۔

بھارتی حکومت نے ان کشمیریوں کا جینا دو بھر کیا ہوا تھا۔ ایک منظر ایسا بھی آیا جس میں ان مظالم کے خلاف احتجاج کرتے لوگوں پر بھارتی فوج ٹوٹ پڑی۔ تشدد جو بس فلموں ڈراموں میں اس نے دیکھا تھا، وہ اس ڈاکیومنٹری میں بھرا پڑا تھا۔

ایک منظر میں ایک ماں اپنے جوان بیٹے کی لاش لیے اس سے باتیں کر رہی تھی۔ کسی منظر میں ایک بیوی اپنے شوہر کے مرنے پر ماتم کر رہی تھی۔ بچے اپنے ماں باپ سے بچھڑ کر

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

تنہا رہ رہے تھے۔ان کی سسکیاں، آہ و بکا پتھر کو بھی پگھلا سکتی تھی۔عالیہ کے پاس تو پھر ایک دل تھا۔اس کی آنکھوں میں پانی بھر گیا۔ان بچوں کو اپنے خاندان کے لیے تڑپتا دیکھ کر اسے اپنا خاندان یاد آیا۔وہ ماضی میں کھو گئی۔

اس نے اپنے آپ کو اشفاق کے گھر کے لاؤنج میں بیٹھا پایا۔اس کا سارا خاندان آرام سے ایک ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ایسا بہت ہی کم ہوتا تھا۔عالیہ اکتائی ہوئی بیٹھی تھی۔وہ اپنے کمرے میں جا کر اپنی ویب سیریز مکمل کرنا چاہتی تھی۔اسے عزاہ کا چہرہ دیکھ کر غصہ آرہا تھا۔وہ جلد از جلد اس ماحول میں نکل جانا چاہتی تھی،اور اس کی قسمت دیکھو اس نے اپنے آپ کو ان سب سے نکال بھی لیا تھا۔

ٹی وی کی اسکرین پر ابھی بھی روتے ہوئے بچوں کو دکھایا جا رہا تھا۔وہ روتے ہوئے مدد مانگ رہے تھے۔عالیہ کا دل کہہ رہا تھا انہیں مدد ملنی چاہیے۔وہ لوگ اس قابل تھے کہ ان کی مدد کی جائے۔وہ لوگ ظلم کے خلاف ڈٹ کر کھڑے تھے۔وہ لوگ ہماری طرح ضمیر بیچ کر اپنے بھائیوں کو مرتے ہوئے نہیں دیکھ رہے تھے بلکہ وہ بھارتی فوج کے خلاف ڈٹ کر

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کھڑے تھے۔ڈاکیومنٹری اب ختم ہو گئی تھی مگر عالیہ کے دلوں دماغ پر اپنے گہرے نقش چھوڑ گئی تھی۔وہ اس وقت خود قید میں تھی اس لیے اپنے گھروں میں قید مسلمان بہن بھائیوں کا درد سمجھ پا رہی تھی۔اگر یہ کوئی عام دن ہوتا اور عالیہ یونہی اسے دیکھ رہی ہوتی تو یقیناً یہ ڈاکیومنٹری اس کے دل پر اتنا گہرا اثر نہیں چھوڑ سکتی تھی۔

جب تک انسان کے اپنے اوپر ظلم نہیں ہوتا اسے ہر مظلوم کا درد بس دکھاوا لگتا ہے۔قید ہونے کی اذیت، بھلا دیے جانے کا روگ، ظلم و ستم پر صبر کرنا اور اس سب کے بعد بھی دنیا میں بدنام ہونا کیا ہوتا ہے،وہ ان مسلمانوں سے اچھے سے سیکھا جا سکتا ہے۔

آج کے دن ایک غلط فہمی کا پردہ عالیہ کی آنکھوں پر سے اٹھ چکا تھا۔

* *

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

شام کے وقت تھا۔ نمرہ لان میں کرسی پر بیٹھی آریان سے بات کر رہی تھی۔ زینب اس وقت گھر پر نہیں تھیں، اس لیے وہ یہاں بیٹھی آرام سے بات کر رہی تھی۔ اس کے کانوں میں ہینڈ فری لگی تھی۔

"میں نے کہا نا تم ایسا کچھ نہیں کرو گے۔ اسے مارنا مسئلے کا حل نہیں ہے۔ ابھی اسے مار دیا تو امی جان کو بالکل بھی مزا نہیں آئے گا۔ وہ انہیں اذیت میں مبتلا دیکھنا چاہتی ہیں!"

"یار وہ ہر وقت دروازہ کھٹکھٹاتی رہتی ہے اور "مجھے نکالو!" کا کلمہ پڑھتی رہتی ہے۔" آریان بری طرح اکتا گیا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"وہ بس شور ہی مچاتی ہے ناں، تو مچانے دو۔ آخر کب تک مچاتی رہے گی۔ کبھی نہ کبھی تو تھکے گی۔ ہم اسے بعد میں ماریں گے۔ جب اس کا باپ بستر پر پڑا اپنی بیٹی کی لاش دیکھے گا تو یہ منظر کتنا دلکش ہو گا۔ اگر اسے یونہی مار دیا تو مزا نہیں آئے گا۔"

وہ ابھی اور بات کرتی اسی وقت ایک مردانہ ہاتھ نے نمرہ کے کانوں میں لگی ہینڈ فری کو نکالا۔

"کس کی موت کی بات کر رہی ہو تم؟"

شایان کب اس کے سر پر کب کھڑا ہوا نمرہ کو پتہ ہی نہیں چلا۔ وہ تو اس کی آواز سن کر اچھل پڑی۔

"بھائی آپ کب آئے؟" اس نے کانپتے ہاتھوں سے انتہائی عجلت میں کال کاٹ دی۔

شایان نیلی شرٹ پر کالی پینٹ پہنے اور کوٹ کو بازو پر لٹکائے، اسے سوالیہ نظروں سے گھور رہا تھا۔

"میں نے جو پوچھا ہے، اس کا جواب دو۔ بتاؤ کس کی موت کے بارے میں بات کر رہی تھی؟" شایان سخت لہجے میں پوچھ رہا تھا۔ نمرہ کو لگا اس کے جسم سے خون نچڑ رہا تھا۔ اگر شایان بھائی کو سب سچ پتا چل گیا تو؟

"نمرہ تم نے یونیورسٹی کے اسٹیج ڈرامے کی تیاری کر لی ہے؟"

اسی وقت عزاہ پتہ نہیں کہاں سے نمودار ہوئی اور نمرہ کے پاس آ کر کھڑی ہو گئی۔ اس کے چہرے کی نیل اور ہونٹ کے زخم کی تازگی اب ختم ہو رہی تھی۔ اس نے چونک کر شایان کو دیکھا۔

"آپ کب آئے؟"عزاہ کے پوچھنے پر شایان نے ناگواری سے کہا۔

"تم سے مسئلہ؟اپنے کام سے کام رکھو اور تم ابھی کس اسٹیج ڈرامے کے بارے میں بات کر رہی تھی؟"اب شایان عزاہ سے پوچھنے لگا۔

"وہ ہماری یونیورسٹی میں ایک پارٹی ہے۔اس میں اسٹیج ڈارمے کے لیے ان اسٹوڈنٹس کو بلایا ہے جو اپنی ڈگری مکمل کر کے چلے گئے ہیں۔مجھے اور نمرہ کو بھی اسی لیے بلایا ہے۔نمرہ ابھی اپنی لائینز ہی ڈرامے کے رائٹر سے ڈسکس کر رہی تھی،ہے نا؟"

عزاہ نے نمرہ کی جانب دیکھا۔اس کی سنہری آنکھیں سیاہ آنکھوں کو کچھ باور کروا رہی تھیں۔

نمرہ نے بے ساختہ گردن ہلا دی۔

"جی بھائی!یہ ٹھیک کہہ رہی ہے۔ہم دونوں اسی ڈرامے کے لیے تیاریاں کر رہے ہیں۔"

"ہمم!نمرہ اگر ماما تمہیں اجازت دیں،تو تم چلی جانا مگر عزاہ تمہیں کوئی ضرورت نہیں ہے کہیں جانے کی۔چپ چاپ گھر میں بیٹھو۔"شایان نے اسی وقت اپنا فیصلہ صادر کر دیا۔

"شایان لیکن۔۔!"

"بس میں نے جو کہہ دیا،وہ کہہ دیا۔اب میں اس سے آگے کچھ نہیں سنوں گا۔"یہ کہہ کر شایان اندر چلا گیا۔

عزاہ نے جتاتی نظروں سے نمرہ کو دیکھا اور اندر چلی گئی۔نمرہ حیران و پریشان کھڑی رہ گئی۔

کونسا سٹیج ڈرامہ؟کونسا رائیٹر؟

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

****

ملاقات سے پانچ دن پہلے

اشفاق کے گھر میں موت سا سناٹا چھایا ہوا تھا۔ وہ گھر جس میں قہقہوں کی آوازیں نہیں تھمتی تھیں، اب وہاں ہر بس ایک طویل خاموشی تھی۔

پورے گھر میں آدم زاد دکھائی نہیں دیتا تھا سوائے راہداری میں ٹہلتی ایک عورت کے!

راہداریوں میں بھٹکتی ہوئی وہ عورت جانے کس چیز کی متلاشی تھی۔ جو کان "اماں! اماں!" کی آوازیں سننے کے عادی تھے اب ان کانوں کو بس گھڑیال کی ٹک ٹک ہی سنائی دیتی تھیں۔ گھڑی کی آواز انتظار کی آواز معلوم ہوتی تھی۔ ایک نا ختم ہونے والے انتظار کی!

اس عورت کو دیکھو تو اب اس پر بڑھاپے کے اثرات نمایاں ہو گئے تھے۔ چہرہ نحیف ہو گیا تھا۔ فربہہ جسم پہلے کے مقابلے میں کافی کمزور دکھائی دیتا تھا۔

اشفاق آفس گئے ہوئے تھے اور ویسے بھی وہ گھر میں بہت کم رکا کرتے تھے۔ وہ بس رات گزارنے کے لیے گھر آتے تھے ورنہ اپنا سارا دن وہ باہر گزارتے تھے۔

ااشفاق صاحب نے اپنی زندگی کام کی الجھنوں میں مصروف کر لی تھی مگر نوال۔۔۔۔ان کی زندگی تو رک سی گئی تھی۔ کیا تھا ان کے پاس جس کے ذریعے وہ اپنی زندگی مصروف کر

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

سکتی تھیں؟ کھانا بنا لیتیں مگر صرف دو لوگوں کے لیے وہ کتنا کھانا بنا سکتی تھیں؟ صفائی کر لیتیں مگر اس محل جیسے گھر کو وہ کس کے لیے اتنا صاف کرتیں؟ آخر بس ان کے علاوہ اس گھر میں رہتا ہی کون تھا؟ کوئی اور کام کر لیتیں، لیکن نہیں! کچھ کرنے کا دل نہیں چاہتا تھا؟

چلتے چلتے ان کا گزر لانڈری روم سے ہوا۔ وہاں ٹوکری میں کپڑوں کا ڈھیر پڑا دیکھ کر، دل انہیں ماضی کی ایک خوشگوار مگر تلخ یاد میں لے گیا۔

(پرانے محلے کے گھر کی چھت پر نوال سکھے ہوئے کپڑے، رسی پر سے اتار کر ٹوکری میں ڈال رہی تھی۔ اسی وقت اس کی نگاہ چھت کی دیوار کو پھلانگتے ایک نوجوان پر پڑی۔ وہ ایک پل کے لیے چونکی مگر دوسرے ہی پل اس نے آنکھیں سکیڑ لی۔ وہ ایک جھلک میں پہچان گئی۔ یہ وہی شخص تھا جسے اشفاق نے زینب کے ساتھ پکڑا تھا۔

اس لڑکے نے جیسے ہی اس کی طرف ہاتھ لہرایا نوال نے گھبرا کر ادھر ادھر دیکھا اور سیڑھیوں کی طرف بھاگی۔

"رکو! بس یہ بتاتی جاؤ تمہاری کزن کہاں ہے؟ وہ اب باہر کیوں نہیں نکلتی ہے؟" اس لڑکے نے پوچھا۔

نوال رک گئی مگر اس نے مڑ کر دیکھا نہیں تھا۔

"اس کی شادی ہو گئی ہے۔ تمہیں نہیں پتہ کیا؟" آخری بات میں نوال کے لہجے میں طنز شامل تھا۔

"کیا؟" اس کے لہجے میں بے یقینی تھی۔ پھر بے یقینی، طیش میں بدلی۔

"تمہارے کزن نے مجھے تھانے میں بند کروایا ہی اس لیے تھا تاکہ وہ اسے مجھ سے دور کر دے۔" لڑکے نے اپنے ہاتھ کو مٹھی بنا کر دیوار پر زور سے مارا۔

نوال اس کی بات سن کر مڑی اور اس لڑکے کو دیکھا جس کے چہرے پر ملال اور طیش دونوں تھا۔ جانے کیوں اسے جو دیکھ کر نوال کا دل پسیج گیا۔

"تمہیں اشفاق نے جیل میں بند کروایا تھا؟" نوال نے اس بار نرم لہجے میں پوچھا۔

"ہاں یہ اسی کی کارستانی ہے۔اسی نے اپنے کسی تھانے دار دوست سے مجھے بند کروادیا تا کہ اپنی بہن کو مجھ سے دور کر دے۔"اب کی بار اس کے لہجے میں نمی گھل گئی تھی۔

وہ مڑ کر جانے لگا۔

"تم جا رہے ہو؟"وہ لڑکے کو اداس جاتا نہیں دیکھ سکتی تھی۔۔

"جس کے لیے آیا تھا وہ تو اب یہاں ہے نہیں! تو اب یہاں آنے کا کیا مقصد؟"اس لڑکے کا لہجہ بلا کا دکھی تھا۔

وہ یہ کہہ کر چھت کی دیوار پر چڑھنے لگا۔جب وہ دیوار کے اوپر چڑھ گیا اور دوسرے گھر کی چھت پر چھلانگ لگانے لگا تبھی نوال بولی۔

"تمہارا نام کیا ہے؟"

لڑکے نے چھلانگ لگادی اور اپنا نام اونچی آواز میں بولا۔

"روفی!!!")

"روفی!!"

نوال کے منہ سے برسوں بعد یہ نام نکلا تھا۔ اسی نام، اسی شخص اور اسی ماضی کی وجہ سے نوال آج یہاں تھیں۔ اسی نام، اسی شخص اور اسی ماضی کی وجہ سے وہ کبھی بھی اشفاق کی نہیں ہو پائی تھیں اور اسی نام، اسی شخص اور اسی ماضی کی وجہ سے اشفاق انہیں کبھی اپنا نہیں پائیں تھے۔

اب بس دل ماضی میں اٹک گیا تھا۔ وہ ماضی جو زندگی کی دوڑ میں کہیں پیچھے چھوٹ گیا تھا، وہ ایک بار پھر پورے استحقاق سے کھڑا ہو گیا تھا۔ جو محبت اس وقت محبت تھی دنیا والوں نے ان کے لیے وہ گناہ بن گئی۔ اس گناہ کی معافی انہوں نے کس کس سے نہیں مانگی؟ اللہ سے، ماں باپ سے، اشفاق سے، خود اپنے آپ سے مگر کسی نے بھی معاف نہیں کیا۔ شاید اللہ نے معاف کر دیا ہو مگر بندوں نے معاف نہیں کیا تھا۔ بندوں کو کیا الزام دیتیں انہوں نے تو خود اپنے آپ کو معاف نہیں کیا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کچھ لمحات رونی اور اپنی پہلی ملاقات کو سوچنے کے بعد نوال راہداریوں میں دوبارہ بے مقصد چلنے لگ گئیں۔

* *

صبح کو باسی ہوئے بہت وقت گزر گیا تھا۔ایسے میں زینب کے گھر آؤ، تو عزاہ کمرے میں موجود اپنے اور شایان کے کپڑے سمیٹ رہی تھی۔اسی وقت اسے اپنے پیچھے قدموں کی آہٹ محسوس ہوئی لیکن وہ مڑی نہیں اور اپنا کام کرتی رہی۔

"تم نے کل میری مدد کیوں کی؟"انتہائی روکھے اور خشک لہجے میں پوچھا گیا۔

عزاہ نے مڑ کر دیکھا تو توقع کے مطابق سیاہ آنکھوں والی لڑکی عزاہ کو مسلسل گھورے جا رہی تھی۔اس نے ایک خاموش نظر نمرہ پر ڈال کر چہرہ آگے کر لیا۔

"میں نے تم سے کچھ پوچھا ہے؟"نمرہ نے غصے میں کہا۔

وہ کل شام سے موقع کی تلاش میں تھی۔وہ عزاہ سے یہ بات پوچھ لینا چاہتی تھی مگر اسے موقع نہیں مل پا رہا تھا۔آخر عزاہ کونسی گیم کھیل رہی تھی۔

"میں نے تمہاری مدد اس لیے کی کیونکہ میری مدد تم ہی کر سکتی ہو،ہے ناں؟"عزاہ نے آرام سے کہا۔

"کیا مطلب؟"نمرہ مزید الجھی۔

"شایان چاہتا ہے وہ مجھے میرے ماں باپ کے گھر مستقل چھوڑ دے تاکہ میں اپنے ماں باپ کے لیے سزا کا نمونہ بن جاؤں۔ضرور تم نے ہی اسے مشورہ دیا ہو گا۔"اب کی بار وہ پوری مڑ کر نمرہ کو دیکھنے لگ گئی۔نمرہ کے چہرے پر ایک پل میں کئی رنگ بدلے۔

"ہاں یہ مشورہ دیا تو میں نے ہی ہے اور کون یہ مشورہ دے سکتا ہے؟شایان کا دماغ تو بس اسی پر رہتا ہے کہ وہ کس موقع پر،کس طرح،کس پر اور کیسے غصہ کر سکتا ہے۔اس نے

تمہیں ویسے کب کہا؟ میں نے تو اسے بتانے سے منع کیا تھا۔" نمرہ نے ہڑبڑاتے ہوئے وضاحت کی۔

"میں اس کے ساتھ ایک کمرے میں رہتی ہوں نمرہ اور تم جانتی ہو تمہارا بھائی کیسا ہے؟ ہلکے سے غصے میں وہ تمام باتیں اگل دیتا ہے جو اس کے ذہن میں ہو یا ذہن میں ڈالی گئی ہو۔ آج کل تو اسے ویسے بھی بات بے بات غصہ آجاتا ہے۔" عزاہ کی بات سن کر نمرہ بولی۔

"تو تم چاہتی ہو اس مدد کے بدلے میں میرا بھائی تمہیں نہ نکالے۔" اب کی بار نمرہ سب سمجھ گئی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"بالکل! بدلے لینا اور دینا تو تم کبھی نہیں بھولتی ہو۔ اگر تباہ کرنا ہی ہے تو اپنی نظروں کے سامنے کرو۔ باقی سب کو تم براہ راست تڑپتا نہیں دیکھ سکتی لیکن مجھے کر سکتی ہو۔ کیا اپنا یہ موقع تم خود ضائع کرنا چاہتی ہو؟"

"میں ایسا کوئی موقع ضائع کیسے ہونے دے سکتی ہوں عزاہ؟ میں نے بس اپنے بھائی کو اس لیے کہا تا کہ وہ تمہیں پریشان کر سکے۔ جب تک تمہارا پورا خاندان ختم نہیں ہو جاتا، تمہیں کوئی اس گھر سے نہیں نکالے گا!"

یہ کہہ کر نمرہ کمرے سے نکل گئی۔ کمرے سے نکلتے ہی اس کے چہرے پر اضطراب پھیل گیا۔

"شایان کے دماغ میں عزاہ کو گھر بھیجنے کا آئیڈیا کہاں سے آیا؟" وہ یہی سوچتے ہوئے کمرے سے دور جانے لگی جبکہ کمرے میں موجود سنہری آنکھیں مسکراہٹ کا شکار تھیں۔ ایک تلخ مسکراہٹ کا!

"بیوقوف!" وہ زیر لب بڑبڑائی۔

تھوڑی دیر بعد عزاہ زینب کے کمرے میں ان کے سامنے کھڑی تھی۔

"پھپھو میں امی سے ملنے جانا چاہتی ہوں؟" اس کی پھپھو ٹانگ پر ٹانگ رکھے موبائل پر چلاتے ہوئے بولیں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ٹھیک ہے بیٹا چلی جاؤ۔اپنی امی کو میرا اسلام بھی کہنا۔"

"مگر پھپھو۔۔۔بات یہ ہے شایان مجھے گھر جانے کی اجازت نہیں دیں گے۔"

"شایان کا تو دماغ خراب ہے فکر نہ کرو میں اسے خود سمجھادوں گی۔"زینب کی نظریں ابھی بھی موبائل پر سے ہٹی نہیں تھیں۔

"پھپھو کیا ایسا نہیں ہو سکتا آپ شایان کو یہ بتائے ہی نہیں کہ میں امی کے گھر جا رہی ہون۔ آپ جانتی ہے آپ انہیں لاکھ سمجھالیں مگر وہ مجھے ڈانٹے بغیر نہیں رہیں گے۔"

اس گفتگو میں یہ پہلی بار تھا جب زینب نے موبائل پر سے نظریں ہٹا کر سامنے کھڑی اپنی بہو کو دیکھا تھا۔

"ادھر بیٹھو!"زینب نے موبائل میز پر رکھ دیا اور اسے پاس والے صوفے پر بیٹھنے کو کہا۔

عزاہ چپ چاپ بیٹھ گئی۔

"تم جانتی ہو نا تم کیا کہہ رہی ہو؟ اگر شایان کے علم میں لائے بغیر کہیں جاؤ گی تو اسے بہت برا لگے گا۔"

"پھپھو میں نے آپ سے تو پوچھ لیا ہے ناں۔ ویسے بھی اتنے دن ہو گئے ہیں میں نے اپنی امی کو نہیں دیکھا۔ میں بس ایک دو گھنٹے میں واپس آجاؤں گی۔ آپ گھر میں نمرہ اور ملازم سب کے سامنے یہی کہنا میں شاپنگ پر گئی ہوں تاکہ یہ راز صرف ہم دونوں کے درمیان رہے۔"

"ہمم!" زینب سوچ میں پڑ گئی تھیں۔

"پلیز پھپھو!" عزاہ صوفے پر سے اٹھ کر فرش پر بیٹھ گئی اور زینب کے گھٹنے پکڑ لیے۔

"عزاہ یہ کیا کر رہی ہو تم؟" زینب نے عزاہ کو اٹھانا چاہا مگر عزاہ نہیں اٹھی۔

"نہیں پھپھو آپ کو ماننا ہی پڑے گا۔" عزاہ نے کسی ضدی بچے کی طرح کہا تھا۔

"ٹھیک ہے!" زینب نے ہار مان لی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

عزاہ خوشی خوشی اٹھ گئی اور صوفے پر بیٹھی زینب کو اپنے ساتھ لگا لیا۔

"آپ کا بہت شکریہ پھپھو!" یہ کہہ کر وہ کمرے سے باہر چلی گئی۔

* *

ملاقات سے چار دن پہلے

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اسلام آباد میں آج اتوار کی تعطیل تھی۔ دوپہر اب شام میں ڈھل رہی تھی۔ دو کانیں اور مارکیٹ بند تھیں مگر ایک مارکیٹ ابھی بھی کھلی تھی۔ یہاں سے متوسط طبقے کے لوگ خریداری کرتے دکھائی دیے رہے تھے۔

یہ اتوار بازار تھا۔ یہاں پر لوگوں کا ایک ہجوم تھا۔ کوئی اپنی فیملی کے ساتھ، تو کوئی اکیلے خریداری کرتا دکھائی دیتا تھا۔ ہر طرف چیزوں کی قیمت لگاتے دوکاندار اور ان سے بحث کرتے خریداروں کی آوازیں گونج رہی تھی۔ بھانت بھانت کی بولیاں پورے علاقے میں پھیلی ہوئی تھی۔

سینکڑوں لوگوں کے درمیان میں ہمیں ایک گھنگھرالے بالوں والا لڑکا ملتا جو مردانہ جوتوں کے اسٹال کے سامنے کھڑا اپنے سائز کی جوتے پہن رہا تھا۔

"کتنے کا ہے؟" اس نے اپنے پاؤں میں پہنے نفیس سے جوتے کو دیکھا جو سفید رنگ کا تھا اور اس پر فیروزی رنگ کی دھاریاں بنی ہوئی تھیں۔ وہ اسے فٹ آیا تھا۔

"ہزار روپے!" اسٹال کے مالک نے جب جوتوں کی قیمت بتائی تو زید کا دماغ بھک سے اڑ گیا۔

"کیا؟ تمہارا دماغ تو درست ہے؟ ان جوتوں کے ہزار روپے۔۔" زید نے بے یقینی سے جوتوں کو دیکھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"بھائی یہ تو ہم پھر سستے میں دے رہے ہیں، نارمل مارکیٹ میں ان جوتوں کی قیمت آسمان سے بات کر رہی ہیں۔"

"لیکن پھر بھی یار یہ بہت زیادہ ہے۔"

"آپ کی مرضی ہے بھائی! قیمت تو کم نہیں ہو سکتی۔ ہم پہلے ہی انہیں سستا بیچ رہے ہیں۔" یہ کہہ کر اسٹال کا مالک دوسرے گاہکوں سے بات کرنے لگ گیا۔

زید تاسف سے انہیں دیکھنے لگ گیا۔ اس نے ہزار روپے سیونگ کے نام پر بچائے ہوئے تھے۔ کیا وہ ان سب کو بس ان جوتوں پر خرچ کر سکتا تھا۔ اس کا دماغ اسے منع کر رہا تھا مگر وہ اسے پسند آئے تھے۔ ویسے بھی اتنی محنت کرنے کے بعد تھوڑی سی فضول خرچی تو کر ہی سکتا تھا۔ تھوڑی دیر اپنے بچت کی طرف راغب کرتے دماغ کو پچھاڑ کر اس نے جوتے خریدنے کے بارے میں سوچ لیا۔

اس سے پہلے وہ اسٹال والے کو یہ پیک کرنے کا کہتا، اسی وقت اس کے سامنے سے آرٹیفیشل اور لوکل جیولری کا ٹھیلا گزرا۔ ٹھیلے پر پڑی ان چیزوں کو دیکھ کر یک دم اسے

جائی یا نہ کا خیال آیا۔ پہلے اس نے ٹھیلے والے کو دیکھا پھر اسٹال کو۔ اگلے ہی لمحے خود کو کہتے سنا۔

"پانچ سو کی رینج کے جوتے دکھا سکتے ہو!"

* *

زندگی بالکل ساکن ہو گئی تھی۔ ایسا لگتا تھا عالیہ اپنی زندگی یادوں کے سہارے پر گزار رہی تھی۔ ہر اگلے پل اسے کچھ یاد آجاتا۔ آج بھی ماضی کے جھروکوں میں نگاہیں دوڑا رہی تھی جب کمرے کا دروازہ کھلا اور مسز جہانگیر اندر آئیں۔

"کیسی ہو تم؟" مسز جہانگیر نے بہت پیار سے پوچھا۔

عالیہ نے سوال کا جواب نہیں دیا بلکہ مسز جہانگیر کو دیکھتی رہی۔عالیہ کے بال سلجھائے نہ جانے کی وجہ سے بری طرح الجھ چکے تھے۔اس نے ابھی تک اپنی کالی فراک ہی پہنی ہوئی تھی جو اتنے دنوں پہننے کی وجہ سے میلی ہو گئی تھی۔چہرہ بھی دن میں بمشکل ایک دفعہ دھوتی تھی۔

"چچ چچ!تم تو اپنا بالکل بھی دھیان نہیں رکھتی ہو۔لگتا ہی نہیں ہے تم وہ پہلے والی عالیہ ہو جو اپنی ناک پر مکھی برداشت نہیں کرتی تھی!"مسز جہانگیر طنزیہ انداز میں کہتی،بیڈ پر بیٹھ گئیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"نمرہ آپ کو امی جان کہتی ہے مگر وہ تو پھپھو کی بیٹی ہے۔پھر آپ کو ماں کہنے کا مقصد؟"

عالیہ نے مسز جہانگیر کے طنز کو بالکل نظر انداز کیا۔

"آریان صحیح کہتا ہے تم اپنا دماغ بہت غلط جگہ استعمال کرتی ہو۔تم پوچھ بھی کس سے رہی ہو،جو تمہیں مر کر بھی نہیں بتائے گی۔"مسز جہانگیر کی بات سن کر عالیہ کے چہرے پر تلخ مسکراہٹ سج گئی۔

"سمجھ گئی میں!"مسز جہانگیر کے ابرو اوپر کو اٹھیں۔

"کیا؟"

"آپ مجھ سے ڈرتی ہیں۔"

مسز جہانگیر کچھ دیر عالیہ کا چہرہ دیکھتی رہیں۔ پھر قہقہہ لگا کر پاگلوں کی طرح ہسنے لگ گئیں۔

"اف!!"زیادہ ہسنے کی وجہ سے ان کی آنکھوں میں پانی بھر آیا تھا۔

"تم واقعی میں بہت بیوقوف ہو۔ بھلا میں تم سے کیوں ڈرنے لگ گئی؟اب کیا ڈرنے کے لیے وہی لڑکی رہ گئی ہے جو ابھی میری قید میں ہے۔"

"آپ مجھ سے ڈرتی ہیں!"اس نے ایک ایک لفظ چبا کر ادا کیا۔وہ مسز جیانگیر کی آنکھوں میں دیکھنے لگی۔ مسز جہانگیر نے سنہری آنکھوں میں اپنا عکس بنتا دیکھا۔

"تو میں تم سے کیوں ڈروں گی؟"مسز جہانگیر نے طنزاً پوچھا۔

"اپنے راز کی وجہ سے!"

"کیا مطلب؟" لہجے میں نا سمجھی اتر آئی۔

"انسان اپنے راز اسی سے چھپاتا ہے، جس سے وہ ڈرتا ہے۔ آپ بھی مجھ سے ڈرتی ہے۔ اس لیے تو اپنی قید میں رکھنے کے باجود آپ مجھ پر اپنا ماضی نہیں کھولنا چاہتیں۔ اگر میں بھاگ گئی تو آپ کے راز کھل جائیں گے؟" عالیہ جو کھیل کھیل رہی تھی، مسز جہانگیر منٹوں میں سمجھ گئیں۔ مسز جہانگیر اپنی جگہ سے اٹھ کر کھڑی ہو گئیں۔

"میں جانتی ہوں تم مجھے اکسا رہی ہو۔" مسز جہانگیر یہ کہہ کر جانے لگیں۔ عالیہ نے مڑ کر مسز جہانگیر کو جاتا دیکھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"دیکھا میں سچ بول رہی ہوں۔ اس لیے تو آپ ڈر کر بھاگ رہی ہیں۔" اس نے ہمت نہیں ہاری تھی۔ مسز جہانگیر کے کمرے سے باہر جاتے قدم رک گئے۔ "آپ دراصل میرا سامنا نہیں کر سکتیں۔ آپ جانتی ہیں میں بھاگ جاؤں گی اور اگر آپ نے مجھے اپنا راز بتا دیا تو باہر نکل کر میں وہ فاش کر دوں گی۔ آپ مجھ سے خوفزدہ ہیں۔"

"میں کسی سے خوفزدہ نہیں ہوں۔"اب کی بار مسز جہانگیر چڑ گئی تھیں۔عالیہ کو اپنا پلان کامیاب ہوتا دکھائی دیا۔

"آپ ہیں اور اگر نہیں ہیں ثابت کریں!"

"میں پاگل نہیں ہوں جو تم جیسی بیوقوف لڑکی کو کچھ بتاؤں!"

"جی کیونکہ آپ تو مجھ سے ڈرتی ہے نا۔"

مسز جہانگیر مڑیں اور عالیہ کے سامنے کھڑی ہو گئیں۔

"میں نے کہانا میں تم سے نہیں ڈرتی ہوں۔"مسز جہانگیر نے چبا چبا کر کہا۔

"میں نے بھی کہانا ہمت ہے تو ثابت کر کے دکھائیں۔"عالیہ نے اسی لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے سننا چاہتی ہو نا تو سنو!"

مسز جہانگیر نے اپنا ماضی عالیہ کے سامنے رکھ دیا۔ عالیہ خاموشی سے سب کچھ سنے گئی۔ جو انکشافات مسز جہانگیر نے کیے وہ کمرے کی دیواروں نے ان دونوں کے درمیان میں ہی رہنے دیے۔ ان دونوں کے علاوہ ابھی کوئی بھی ان رازوں کا امین نہیں تھا۔

* *

جائی یانہ اپنے بیڈ پر کتابیں کھولے بیٹھی تھی۔ چھٹی کا دن ہونے کی وجہ سے اس نے اپنا سارا دن اپنی پڑھائی پر وقف کیا تھا۔ وہ صبح آٹھ بجے سے پڑھائی کر رہی تھی۔ دوپہر کے کھانے کے وقفے کے علاوہ وہ سارا وقت پڑھتی ہی رہی تھی۔ اب وہ بس ایک آخری دفعہ اپنا سبق دہرا رہی تھی۔ اس کے ساتھ والے بیڈ پر لیٹی جے ٹی سونے کے مزے لے رہی تھی۔ اس کے دھیمے دھیمے خراٹے ماحول میں سستی پھیلا رہے تھے مگر جائی یانہ پھر بھی پڑھ رہی

تھی۔شام کے چھے بجے جا کر اس کا کام مکمل ہوا۔وہ اپنی کتابیں بیگ میں رکھ کر اپنا بیڈ ٹھیک کرنے لگ گئی۔تبھی اسے زید کی کال آئی۔

"ہیلو!"بیڈ شیٹ ٹھیک کرتے ہوئے اس نے اپنا موبائل کان اور کندھے کے درمیان اٹکایا۔

"ہیلو!آپ باہر آسکتی ہیں؟"زید نے عجلت سے پوچھا۔

"کوئی ضروری کام ہے؟"جائی یانہ نے پوچھا۔

"نہیں ضروری تو نہیں ہے۔میں بس آپ سے ملنا چاہتا ہوں۔"

"اچھا!"بیڈ شیٹ ٹھیک کرنے کے بعد اس نے فون ہاتھ میں لے لیا اور سیدھی کھڑی ہو گئی۔

"میں آتی ہوں مگر تمہیں پندرہ منٹ انتظار کرنا پڑے گا میں اپنا حلیہ درست کر کے کمرے سے باہر نکلوں گی۔"

"کوئی بات نہیں!

یوں تو صدیوں انتظار کر سکتے ہیں ہم

شرط یہ ہے منتظر ہم صرف تمہارے ہو!"

"ہو گیا؟!ایسا ٹھنڈا شعر سن کر تو غالب کی روح بھی تڑپ گئی ہو گی۔میں اب فون رکھ رہی ہوں۔"

"اچھا!"

تقریباً بیس منٹ بعد جائی یانہ ویٹنگ روم میں داخل ہوئی۔

"جلدی نہیں آ گئیں آپ؟پندرہ منٹ کا کہہ کر کال رکھی تھی ویسے!"وہ کرسی پر سے کھڑا ہوتا جل کر بولا۔

"یوں تو صدیوں انتظار کرنے کی باتیں کر رہے تھے اور اب پانچ منٹ کی دیری پر عورتوں کی طرح طعنے دینے لگ گئے ہو۔"جائی یانہ بھی اپنے نام کی ایک تھی۔

"دیکھ لیں اب آپ خود اپنے جینڈر کو طعنے باز کہہ رہی ہیں۔ میں نے کچھ نہیں کہا۔" زید نے دونوں ہاتھ اٹھاتے کہا۔

"تم۔۔۔!" اس سے پہلے جائی یانہ کوئی کرارا جواب دیتی، زید نے اس کی بات کاٹ دی۔

"اچھا اچھا لڑائی جھگڑا چھوڑیں۔ دیکھیں میں آپ کے لیے کیا لایا ہوں!"

اس کے بعد وہ مڑا اور ایک بھرا ہوا تھیلا جائی یانہ کی طرف بڑھایا۔

"یہ کیا ہے؟" جائی یانہ نے کھولتے ہوئے پوچھا۔

"خود ہی دیکھ لیں!" اس نے آرام سے کہا۔

جائی یانہ کرسی پر بیٹھ گئی اور تھیلے سے سامان باہر نکالنے لگ گئی۔ اس نے دیکھا تھیلے میں پونیاں، کیچڑ، کلپ، پنز، ہیئر بینڈ الغرض بالوں کی آرائش کے لیے طرح طرح کا سامان تھا۔ وہ چیزیں تھیں تو پیاری مگر بچوں کے اوپر زیادہ اچھی لگتی تھی۔ جائی یانہ جتنی عمر کی لڑکیوں کے لیے یہ چیزیں بچکانہ تھی۔

"کیسی لگیں؟"زید نے اشتیاق سے پوچھا۔

جائی یانہ نے پہلے سامان کو دیکھا اور پھر زید کو۔

وہ چیزیں اس کی عمر جتنی لڑکیوں کے لیے حالانکہ نہیں تھی مگر وہ زید کو یہ بات بتا کر اداس نہیں کر سکتی تھی۔

"امم۔۔۔اچھی ہے!یہ بہت کلرفل ہے۔"واقعی میں ساری چیزیں ہی مختلف رنگوں میں رنگی تھی۔

"اچھا مجھے لگا تھا آپ کو اچھی نہیں لگیں گی،اتوار بازار سے جو خریدی تھی۔آپ تو شاپنگ مال سے خریداری کرتی ہونگی۔میں جوتے خرید رہا تھا تب مجھے یہ ٹھیلے سے ملیں۔مجھے یہ بہت پیاری لگ رہی تھیں۔اس لیے میں نے انہیں خرید لایا۔مجھے لڑکیوں کے فیشن کے بارے میں پتہ نہیں ہے اس لیے مجھے نہیں پتہ یہ کیسی ہیں!"

"نہیں یہ بہت پیاری ہے۔بہت کیوٹ!"اس دفعہ جائی یانہ نے دل سے تعریف کی تھی۔

بچوں جیسی ہی سہی مگر تھی تو بہت پیاری!

یہ بات سن کر زید کے لبوں پر مسکراہٹ ڈھل گئی۔جائیانہ کو وہ یوں مسکراتا ہوا بہت اچھا لگا تھا۔

"ہم لوگ باہر چلیں؟"زید کے پوچھنے پر جائیانہ بولی۔

"ایک دن میں اتنی فضول خرچی اچھی بات نہیں ہے!"

"اچھا ناں!اب آپ ایسی باتیں کر کے میرا دل دکھا رہی ہیں!"زید نے نروٹھے انداز میں کہا۔

"اچھا ٹھیک ہے۔لیکن صرف ساڑھے سات بجے تک!"

"اوکے!"یہ کہہ کر زید اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے ساتھ لے جانے لگا۔

"ایک سیکنڈ رکو زید!مجھے یہ سامان تو کمرے میں رکھنے دو۔"جائیانہ اس کی عجلت دیکھ کر بولی۔

"اچھا ٹھیک ہے!"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

جائی یا نہ وہ تھیلا لے کر چلی گئی۔

****

کمرے کی دیواروں اور سنہری آنکھوں نے اس ادھیڑ عمر عورت کا ماضی سنا۔ وہ عورت اب بیڈ پر بیٹھی ہوئی تھیں جبکہ عالیہ اس کے سامنے کھڑی تھی۔

"اب جان گئی میں کیوں تمہارے گھر والوں کی دشمن ہوں؟" اس عورت نے چہرہ اٹھا کر اپنے سامنے کھڑی لڑکی سے پوچھا۔

"آپ کے ساتھ جو بھی ہوا غلط ہوا مگر ان سب میں ہمارا کوئی قصور نہیں تھا۔" عالیہ نے اپنے گھر والوں کا دفاع کیا۔

"تو تمہارے گھر کے فرد کو کیا ضرورت تھی میرے راستے میں آنے کی؟اس نے سالوں پہلے میری بچھائی بساط مجھ پر کیوں الٹ دی؟"

مسز جہانگیر زخمی تاثر کے ساتھ عالیہ سے سوال کر رہی تھیں۔عالیہ کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔اس نے تو خواب میں بھی نہیں سوچا تھا مسز جہانگیر سے اس کا اس قسم کا بھی کوئی رشتہ نکل سکتا ہے۔سب کچھ واضح ہوتے ہوئے بھی پیچیدہ تھا۔

"نہیں ہے نا تمہارے پاس کوئی جواب!"مسز جہانگیر نے اسے یوں سوچ میں ڈوبا دیکھ کر کہا۔"میں اس پورے قصے میں وکٹم تھی۔"

"مسز جہانگیر!میں آپ کو کچھ نہیں کہہ سکتی کیونکہ میرے سمجھانے پر بھی آپ نہیں سمجھیں گی۔آپ کے لیے اپنا آپ وکٹم ہے اور ساری دنیا ولن!آپ اپنی خود ترسی سے باہر نکلیں،تو آپ کو پتہ چلے گا آپ کیا کچھ کر چکی ہیں!"

عالیہ نے تاسف سے کہا۔مسز جہانگیر نفی میں سر ہلاتے ہوئے کھڑی ہو گئیں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تم سمجھ ہی نہیں سکتی ہو۔ تمہارے خاندان جیسے ظالم لوگوں کو کیا پتہ کسی دوسرے کا درد کیا ہوتا ہے؟!" یہ کہہ کر مسز جہانگیر کمرے سے باہر چلی گئیں جبکہ عالیہ اپنی جگہ کھڑی رہ گئی۔

* *

غروب ہوتے سورج کا منظر، ہریالی سے بھرے اس پارک میں خاصا دلفریب لگ رہا تھا۔ پارک میں لوگوں کا رش معمول کے مطابق تھا۔ ایسے میں وہ دونوں سبز گھاس پر چل رہے تھے۔ ان دونوں کا رخ ڈوبتے سورج کی جانب تھا۔

گھنگھرالے بالوں والا لڑکا بار بار اپنے ساتھ چلتی سانولی لڑکی کو دیکھ رہا تھا۔ وہ کچھ کہنے کے لیے لب کھولتا مگر دوبارہ بند کر کے آگے کی جانب بڑھ جاتا۔

سانولی رنگت والی لڑکی نے جامنی رنگ کی قمیض پر اسکن رنگ کی شلوار اور ڈوپٹہ پہنا ہوا تھا۔اس پر اس نے بالوں کو کھلا چھوڑ کر اسکن رنگ کا ہیئر بینڈ پہنا ہوا تھا۔جب لڑکی نے لڑکے کی حرکت محسوس کی تو پوچھا۔

"تم کچھ کہنا چاہتے ہو؟"اس کی نگاہیں ابھی بھی ڈھلتے سورج پر تھی۔سورج کی ڈھلتی کرنیں ان دونوں کی بھوری آنکھوں میں چمک ڈال رہی تھی۔

"جی؟!ہاں وہ میں نے کہنا تھا۔"زید نے جھجھکتے ہوئے بولنا شروع کیا۔"آپ پر یہ بینڈ بہت پیارا لگ رہا ہے۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

جائی یانہ نے جیسے ہی زید کی تعریف سنی،اس کی طرف دیکھا۔زید نے چہرہ دوسری جانب کر لیا۔اس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔

"تم شرما رہے ہو؟"جائی یانہ نے جھک کر زید کی طرف دیکھا۔زید نے کچھ نہیں کہا۔اس کا لال چہرہ مزید لال ہونے لگا۔زید کی یہ حرکت دیکھ کر وہ بے اختیار ہنس دی۔

"سیریسلی! تعریف بھی تم نے کی ہے اور شرما بھی تم ہی رہے ہو۔ حالانکہ شرمانا تو مجھے چاہیے۔"

"اچھا بس کریں! آپ تو بات کو کھینچ ہی لیتی ہیں۔" زید کے چہرے سے سرخی آہستہ آہستہ ہٹنے لگ گئی۔ اس کے بعد دونوں خاموشی سے چلتے رہے۔ جب وہ کچھ آگے پہنچ گئے تو جائی یانہ بولی۔

"تمہارا ان ہیئر اکسیسریز کے لیے شکریہ!"

"میں یہ شکریہ اسی وقت قبول کروں گا جب آپ روزانہیں اپنے بالوں پر لگایا کریں گی۔" زید کے کہنے پر جائی یانہ نے اسے دیکھا۔

"ٹھیک ہے!" جائی یانہ کے لہجے سے صاف پتہ چلتا تھا اس کا ایسا کوئی ارادہ نہیں تھا۔

"وعدہ کریں مجھ سے آپ روزانہیں اپنے بالوں پر لگائیں گی۔" زید نے اپنا ہاتھ جائی یانہ کی طرف بڑھایا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

جائی یانہ کو بے اختیار ہنسی آ گئی۔

"ٹھیک ہے وعدہ!" جائی یانہ نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔

دونوں نے ایک ساتھ بندھے ہوئے ہاتھوں کو ہلایا۔ اس کے بعد جائی یانہ نے نرمی سے اپنا ہاتھ زید کے ہاتھ سے ہٹایا۔

وہ دونوں دوبارہ چلنے لگ گئے۔ جب سورج مکمل غروب ہو گیا اور اندھیرا چھانے لگا تو دونوں پارک سے باہر نکل گئے۔

پارک کے گیٹ کے بالکل ساتھ ایک شخص آئسکریم کی سائیکل لیے کھڑا تھا۔ زید نے جائی یانہ کو ایک منٹ کے لیے وہی رکنے کو کہا اور آئسکریم والے کے پاس چلا گیا۔ جائی یانہ ناگواری سے زید کو دیکھتی رہی۔ کچھ دیر بعد زید دونوں ہاتھوں میں آئسکریم پکڑے اسی کی جانب بڑھا۔

"زید تم پاگل ہو گئے ہو۔" جب زید نے اسے آئسکریم پکڑائی تو جائی یانہ نے ڈانٹا۔ "مجھے لگ رہا ہے اگلے کچھ دن تم نے فاقے کرنے ہیں۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ میرے پاس ہزار روپے پڑے تھے جو میری بچت کے تھے۔ پانچ سو روپے کے میں نے اپنے جوتے خریدے، تین سو پچاس کی آپ کی جیولری اور باقی کے ڈیڑھ سو کی یہ آئسکریم!اس میں میرے روزانہ خرچ کے کوئی پیسے نہیں لگے۔"

زید کی وضاحت پر جائی یانہ کا دل چاہا کچھ بولے مگر پھر خاموش ہو گئی۔

ان دونوں نے آئسکریم کھائی اور پھر بائیک پر بیٹھ کر جائی یانہ کے ہاسٹل کے جانب بڑھ گئے۔ کچھ لمحات بعد زید ہاسٹل کے گیٹ کے باہر بائیک پر بیٹھا تھا جبکہ جائی یانہ بائیک پر سے اتر رہی تھی۔

"گڈ بائے!"زید نے کہا۔

"بائے بائے!"جائی یانہ نے جواب دیا اور جانے لگی۔ اسی پل اسے زید کی آواز سنائی دی۔

"ایک بات ہمیشہ یاد رکھیے گا۔ زید رحیم کے لیے جائی یانہ اشفاق بہت خاص ہے۔ زید رحیم کے بس میں ہو تو وہ لاکھوں کروڑوں روپے جائی یانہ اشفاق پر لٹا سکتا ہے۔ وہ جیولری تو

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

بس میری محبت کا چھوٹا سا نذرانہ تھی اگر دنیا جہاں کے خزانے میرے پاس ہو تو انہیں بھی میں آپ پر وار دوں۔"

جائی یانہ نے مڑ کر زید کو دیکھا۔ زید یونہی مسکرا رہا تھا۔ اس نے جائی یانہ کو دیکھتے ہوئے بائیک اسٹارٹ کی۔ پھر چلا گیا۔

جائی یانہ زید کو دور جاتا دیکھتی رہی۔ کیا زید ابھی کچھ دیر پہلے اظہارِ محبت کر کے گیا تھا؟

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

****

رات کے بارہ بجنے والے تھے مگر جائی یانہ کروٹیں بدلتے بدلتے نہیں تھک رہی تھی۔ اس کے ساتھ والا بیڈ ابھی خالی تھا۔ جے ٹی اس وقت کسی پارٹی میں گئی تھی۔ وہ سب کی نگاہوں سے بچ کر نکل جایا کرتی تھی۔ جائی یانہ اکثر سوچتی وہ ایسا کیسے کرتی تھی۔

مگر اس وقت اسے جے ٹی کی کوئی پروا نہیں تھی۔ ابھی تو اسے زید کی باتوں نے بے چین کیا ہوا تھا۔ اس کی یہ غلط فہمی کہ زید اس پر ترس کھا کر یہ سب کر رہا تھا وہ تو بہت پہلے ختم ہو گئی تھی مگر آج اس نے کچھ ایسی باتیں کی تھیں جو اسے بہت سی خوش فہمیوں میں ڈال سکتی تھیں۔ وہ اس وقت کسی بھی غلط فہمی کا شکار نہیں ہونا چاہتی تھی۔

"زید کیسا انسان ہے؟ کیا اس کے ساتھ رہا جا سکتا ہے؟" اس کے دماغ نے یہ سوال اٹھائے۔

جواب جاننے کے لیے اس نے ایک ایک کر کے زید کی خوبیاں گننا شروع کی۔ زید ایک اچھا لڑکا تھا، وہ اس کی عزت کرتا تھا، اس کی ہر ضرورت کا دھیان رکھتا تھا، وہ اسے ہر وقت پروٹیکیٹ کرنا چاہتا تھا، وہ۔۔ وہ!

جائی یانہ کے ذہن میں لاکھوں باتیں گردش کرنے لگی۔ اس میں کچھ خامیاں بھی تھیں۔ جیسے وہ چاہتا تھا ہر چیز میں اس کی چلے، اسے غریب ہونے پر تھوڑی بہت احساسِ کمتری

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

تھی،وہ اس پر کبھی کبھار رعب جماتا تھا،اور بھی چند ایک خامیاں تھیں مگر انہیں نظر انداز کیا جاسکتا تھا۔

اس نے کروٹ بدلی۔اگر زید واقعی میں اس سے محبت کرتا تھا تو کیا وہ اس سے محبت کرتی تھی؟اس کا جواب اسے معلوم نہیں تھا۔اسے زید اچھا لگتا تھا،اسے زید کی فکر بھی ہوتی تھی، زید کے ساتھ اسے وقت کا اندازہ نہیں ہوتا تھا لیکن کیا یہ سب چیزیں ایسی تھی جن سے پتہ چلتا ہو اسے زید سے محبت تھی؟

اس نے ڈراموں فلموں میں جب بھی دیکھا تھا تو ان میں جب لڑکیوں کو محبت ہوتی تھی تو ان کی نیندیں اڑ جایا کرتی تھیں،وہ ہر وقت اپنے محبوب کے نام کی تسبیح پڑھتی تھیں اور اگر ان کا محبوب رات کو دن کہہ دیتا تو وہ اپنے محبوب کو صحیح ثابت کرنے لگ جاتیں۔یہ سب کچھ اس کے ساتھ تو نہیں ہوا تھا۔زید کی یادیں اسے بے چین نہیں کرتی تھی بلکہ سکون دیتی تھیں۔

وہ کچھ دیر مزید اس بات کو سوچتی رہی پھر اس نے یہ سوال ملتوی کر دیا۔ وہ دوبارہ زید کے بارے میں سوچنے لگ گئی۔

کچھ دنوں پہلے اسے عیسیٰ جیسا شخص ملنے جا رہا تھا لیکن لمحوں میں اللہ نے اسے زید سے نواز دیا جو اس کی قدر اور عزت دونوں کرتا تھا، جو شاید اس سے محبت کرتا تھا۔

بھلے وہ زید سے محبت کرتی ہو یا نہیں مگر اس نے کچھ دیر بعد سوچ لیا اگر اس کے نصیب میں زید کے ساتھ ہوا تو وہ اس کی محبت اور عزت کی قدر ضرور کرے گی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

* *

ملاقات سے تین دن پہلے

عالیہ کا دماغ کل سے سن تھا۔ کیا کیا ہو گیا تھا اس کے خاندان میں جس کی اسے کبھی خبر ہی نہیں ہوئی۔ وہ ہمیشہ سوچتی تھی اس کے بابا زینب پھپھو سے کیوں اتنے اکھڑے رہتے ہیں؟ پہلے تو وہ مزاجاً یہ سب سمجھتی تھی مگر کہانی تو کچھ اور تھی۔ زینب پھپھو شادی سے پہلے ایک لڑکے کے ساتھ چھت پر پکڑی گئی تھی۔ یہ اسے ناممکن سا لگتا تھا اور کہانی یہی پر ختم نہیں ہو رہی تھی۔ مسز جہانگیر کے مطابق زینب پھپھو کا ماضی سیاہ تھا۔

پورے خاندان میں عمر انکل کی موت بھی پراسرار تھی۔ اس نے پہلے کبھی ان باتوں پر غور نہیں کیا مگر مسز جہانگیر کا سچ جان کر اسے سب سمجھ آ رہا تھا اور یہ بات تو کبھی کسی نے بتائی ہی نہیں کہ عمر انکل نے دو شادیاں کی تھیں۔ شاید زینب پھپھو اور عمر انکل نے یہ بات کسی کو نہ بتائی ہو مگر زینب پھپھو نے یہ بات کیوں چھپائی؟ عورتیں تو جب بھی شوہروں کی بے وفائی کا انکشاف سنتی ہیں، آپے سے باہر ہو جاتی ہیں اور میکے آ کر بیٹھ جاتی ہیں مگر زینب پھپھو نے تو کسی کو کانوں کان خبر نہ لگنے دی۔ اس کے بڑوں کے ماضی میں بہت کچھ عجیب تھا۔ بہت کچھ!

عالیہ نے مسز جہانگیر سے راز اسی لیے اگلوایا تھا تاکہ اس کے ذہن میں موجود تمام الجھنیں ختم ہو جائے مگر یہ الجھنیں ختم ہونے کی بجائے مزید بڑھ گئی تھیں۔

وہ کس الجھن کو ختم کرے، جس الجھن کو ختم کرنے لیے چنتی، وہی دوسری پہیلیاں لیے سامنے کھڑی ہو جاتی تھیں!

عالیہ غائب دماغی سے کچھ دیر پہلے کمرے میں لائے گئے ناشتے کو کھاتے ہوئے یہ سب سوچ رہی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

* *

آج سورج پورے آب و تاب سے چمک رہا تھا۔ صبح کے دس بجے یونیورسٹی میں طلبہ کی تعداد معمول کے مطابق تھی۔ ساری کلاسز معمول کے مطابق ہو رہی تھیں۔ ایسے میں

یونیورسٹی کے میدان میں آؤ، تو سانولی رنگت والی لڑکی میدان میں آ کر گھنگھرالے بالوں والے لڑکے کو ڈھونڈ رہی تھی۔ اس نے آج بھی کل والے کپڑے پہنے ہوئے تھے البتہ اس نے سیدھی مانگ نکال کر جامنی رنگ پنز دونوں طرف لگائی تھیں۔ کچھ دیر ڈھونڈنے کے بعد اس کی تلاش میدان کے ایک کونے میں ختم ہوئی۔ اسے دور سے ہی زید کے گھنگھرالے بال دکھائی دیے۔ وہ میدان کے کونے میں لگے درخت کے سایے میں بیٹھا تھا۔

جائی یانہ اسی سمت میں چلنے لگی۔ کچھ قریب آنے پر اسے زید کے ساتھ ایک لڑکی بیٹھی دکھائی دی۔ جائی یانہ ٹھٹھک کر رکی۔ زید اور وہ لڑکی باتیں کر رہے تھے۔

جائی یانہ کے چہرے پر پھیلی مسکراہٹ سمٹ گئی۔ پورے چہرے پر ناگواری پھیل گئی۔ وہ پاؤں پٹکتے ہوئے وہاں پہنچی۔ وہ دونوں نوٹس پکڑے ایک دوسرے سے بات کرنے میں مگن تھے۔ اس نے زید کے ساتھ بیٹھی لڑکی کو غور سے دیکھا۔ وہ ایک دبلی پتلی، گندمی رنگت اور صاف نقوش والی لڑکی تھی۔ دور سے بھی اس کا میک اپ دکھائی دیتا تھا۔ اس نے اپنے

لمبے کالے بالوں کو اچھے سے تراشا ہوا تھا۔اس کا لباس بھی تراش خراش والا تھا۔وہ اس دور کی ماڈرن لڑکی کے اصولوں پر پورا اتر رہی تھی۔

جیسے ہی جائی یانہ ان دونوں کے سروں کے اوپر پہنچی،زید نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔جائی یانہ کو دیکھ کر اس کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"نور!دیکھو یہ میری بیوی جائی یانہ ہے اور جائی یانہ یہ ہماری کلاس فیلو نور ہے۔"زید نے دونوں کا تعارف کروایا۔

"اسلام علیکم!"لڑکی نے چہرہ اٹھا کر جائی یانہ کو خوشدلی سے سلام کیا۔

"وعلیکم السلام!"جائی یانہ نے قدرے ناگواری سے جواب دیا۔زید نے چونک کر جائی یانہ کو دیکھا۔جائی یانہ کے لہجے نے اسے چونکا دیا تھا۔

"کیا کر رہے ہو تم؟"وہ زید کے ساتھ بیٹھ گئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"وہ نور کو مجھ سے کچھ سمجھنا تھا، بس اسے کچھ پوائنٹس سمجھا رہا ہوں۔" زید نے اسے وضاحت دی۔ پھر نور کو سمجھانے میں مصروف ہو گیا۔

جائی یانہ خاموشی سے ان دونوں کو دیکھ رہی تھی۔ اس کی نظروں میں نور نامی اس مخلوق کے لیے صرف کاٹ تھی۔ دوسری طرف زید نور کو سمجھا رہا تھا۔ سمجھاتے ہوئے وہ لاشعوری طور پر اپنے ہاتھوں کے اشاروں کا استعمال بھی کر رہا تھا جبکہ نور غور سے صرف زید کو دیکھ رہی تھی۔ صاف ظاہر تھا اس لڑکی کا پڑھائی کی طرف کوئی دھیان نہیں تھا۔ وہ بس زید کو ہی دیکھے جا رہی تھی۔ جائی یانہ گھور کر اس لڑکی کو دیکھ رہی تھی۔ اسے شرم نہیں آ رہی تھی کسی شادی شدہ مرد کو اس کی بیوی کے سامنے ایسے دیکھتے ہوئے۔ اگر زید یہاں نہ ہوتا تو جائی یانہ اس لڑکی سے نپٹ بھی لیتی۔ اسے یہ لڑکی پہلی ہی ملاقات میں بری لگنے لگ گئی تھی۔

کچھ لمحات بعد جیسے ہی کلاس کا وقت ہوا جائی یانہ کھڑی ہو گئی اور زید سے بولی۔

"کلاس کا وقت ہو گیا ہے۔ چلنا نہیں ہے تم نے؟" جائی یانہ کے کہنے پر زید نے بھی موبائل پر وقت دیکھا اور اپنی کتابیں سمیٹتا کھڑا ہو گیا۔

"زید تم مجھے کچھ اور نوٹس بھی کلاس کے بعد دکھا دینا۔"

اس سے پہلے زید کچھ بول پاتا،جائی یانہ فوراً سے زید سے بولی۔

"زید تمہیں یاد ہے نا کلاس کے بعد ہم دونوں نے کینٹین میں جا کر چائے پینی ہے۔"

"کیا؟؟"زید نے حیرت سے جائی یانہ کو دیکھا۔جائی یانہ نے گھورتے ہوئے زید کو آنکھوں کے اشاروں سے کچھ سمجھانا چاہا،وہ سمجھے بغیر بھی بولنے لگا۔"اوہ ہاں ہاں!میں بھول گیا تھا۔"

"یعنی تم بعد میں فارغ نہیں ہو گے۔"نور نے تاسف سے کہا۔

"ہاں میں تم سے معذرت کرتی ہوں مگر میرا شوہر تمہیں پڑھانے کے لیے کلاس کے بعد فارغ نہیں ہو گا۔"

زید نے جائی یانہ کو غور سے دیکھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ تینوں یونہی باتیں کرتے ہوئے کلاس میں پہنچ گئے تھے۔ زید ایک بنچ پر بیٹھ گیا۔ جائیانہ بھی اس کے ساتھ بیٹھنے لگی تو نور دوبارہ بولی۔

"سنیں آپ کیا پلیز کسی اور بینچ پر بیٹھ سکتی ہیں؟ میں سوچ رہی ہوں کلاس کے بعد تو زید مصروف ہو گا، اس لیے کلاس کے دوران ہی ان سے کچھ ضروری پوائنٹس سمجھ لوں!"

جائیانہ کے ابرو اوپر کو اٹھیں۔

"معذرت مگر یہ میری جگہ ہے۔ میں اپنی جگہ کسی کے لیے نہیں چھوڑتی ہوں۔" جائیانہ نے ایک ادا سے کہا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

زید منہ پھاڑے یہ سب دیکھ رہا تھا۔ جائیانہ کو آخر ہو کیا گیا تھا۔ زید نے گردن موڑ کر اپنے پیچھے بیٹھی نائلہ کی طرف دیکھا جو اسی کو منہ کھولے دیکھ رہی تھی۔ زید نے آنکھوں کے اشارے سے نائلہ سے مدد مانگی۔

"سنیں آپ میرے ساتھ بیٹھ جائیں۔ میں آپ کو سمجھا دوں گی جو آپ نے سمجھنا ہے۔" نائلہ نے نور سے کہا۔

"لو مسئلہ ہی حل ہو گیا۔ تمہارا شکریہ نائلہ!"نائلہ کی بات سنتے ہی جائی یانہ دھرام سے بینچ پر بیٹھ گئی۔ نور ابھی بھی اپنی جگہ کھڑی تھی اور جائی یانہ کو غصے سے گھور رہی تھی۔

"آپ کی مدد کا شکریہ مگر میں زید سے ہی سمجھوں گی۔"نور نے چبا چبا کر جائی یانہ کو باور کروایا۔

"میرے خیال سے انسان کو اپنا موضوع سمجھنے سے غرض ہونی چاہیے، سمجھانے والے سے نہیں!"

لڑکی اب کی بار غصے میں کوئی جواب دینے ہی لگی تھی جب پروفیسر کلاس میں داخل ہو گئے۔ نور نے کاٹ دار نظروں سے جائی یانہ کو دیکھا، پھر پیچھے کسی بینچ پر بیٹھنے کے لیے چلی گئی۔

زید ابھی بھی حیرت سے جائی یانہ کو دیکھ رہا تھا جو زید کی طرف کوئی توجہ کیے بغیر پروفیسر کی باتیں غور سے سن رہی تھی یا غور سے سننے کی کوشش کر رہی تھی۔

* *

"کیا؟امی جان کی طبیعت خراب ہے؟"

زینب کے گھر آ کر نمرہ کے کمرے میں داخل ہو، تو وہ کال پر بات کرتے ہوئے خاصی مضطرب دکھائی دے رہی تھی۔

"انہیں کیا ہوا ہے؟"

"پتہ نہیں کل تک تو ٹھیک تھیں مگر جب سے عالیہ کے کمرے سے نکلی ہیں، عجیب سی کیفیت میں ہے۔ مجھے اور ملازموں کو کمرے میں آنے سے بھی منع کر دیا ہے۔"دوسری طرف سے مردانہ آواز گونجی۔

"اوہ نہیں! تم کہو تو میں ان سے ملنے آؤں؟"نمرہ نے فکر مندی سے پوچھا۔

"نہیں تمہیں آنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم جس علاقے میں رہتے ہیں وہ خاصا پسماندہ ہے۔ اگر تم یہاں آؤ گی اور کسی جاننے والے نے تمہیں دیکھ لیا تو تمہارے لیے مسئلہ ہو جائے گا۔" آریان کی بات میں وزن تھا۔

"تم لوگوں نے اس کچی اور غربت زدہ بستی میں مکان ہی کیوں لیا ہوا ہے۔ کسی ایلیٹ کلاس علاقے میں شفٹ ہو جاؤ، تاکہ اگر پکڑی جاؤں تو میرے پاس بہانے بھی ہو۔۔"

"میرا بھی یہی خیال ہے مگر امی جان کو تو تم جانتی ہو۔ وہ کہاں مانتی ہیں؟"

"تم صحیح کہہ رہے ہو۔ پتہ نہیں امی جان اس جگہ میں کیوں چھپی بیٹھی ہیں؟ مانا وہ گھر ان کے مرحوم شوہر نے ان کے لیے بنایا تھا مگر یہ بھی تو دیکھیں وہاں کتنی گندگی ہے۔ ان جھونپڑیوں اور جھگیوں میں رہنے والے لوگوں خاص طور پر ان کے بچے، جو تقریباً بے لباس ہوتے ہے، کو دیکھ کر میرا تو دل خراب ہوتا ہے۔ جہاں گند کا ڈھیر دیکھا، وہاں یہ بچے بیٹھ کر کھانا کھانے بیٹھ جاتے ہیں۔"

نمرہ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اب ایسی بھی بات نہیں ہے۔ تم اچھے علاقے میں پلی بڑھی ہو اس لیے تمہیں ایسا لگتا ہے۔ میرا سارا بچپن اسی گھر میں گزرا ہے اس لیے مجھے اس ماحول سے اتنی کراہیت نہیں ہوتی۔"

"خیر جو بھی ہے، تم امی جان کا خیال رکھنا اور عالیہ کا بھی! امی جان تو ابھی بیمار ہیں، اب تمہیں اس پر ڈبل نگرانی رکھنی ہوگی۔" نمرہ نے موضوع بدلتے ہوئے کہا۔

"تم بھول رہی ہو امی جان بھلے بیمار ہو مگر ان کی نظر گھر کے کونے کونے پر ہوتی ہے۔" آریان نے اسے جتایا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ہمم! میں جانتی ہوں امی جان کے ہوتے ہوئے وہ اس کمرے سے قدم بھی نہیں نکال سکتی ہے مگر پھر بھی، تم خیال رکھنا!"

کچھ دیر اور بات کر کے نمرہ نے کال رکھ دی۔ نمرہ کے کال رکھتے ہی عزاہ اندر آئی۔

"کیا ہے اب تمہیں؟" نمرہ نے اکتاہٹ سے پوچھا۔

"وہ شایان کو جس ڈرامے کے بارے میں بتایا تھا، وہ اسی کا پوچھ رہے تھے۔"

"کیا پوچھ رہا تھا اب میرا بھائی؟" نمرہ کے لہجے میں بیزاری ہی بیزاری تھی۔ وہ اب بیڈ پر بیٹھ گئی تھی۔

"وہ پوچھ رہے تھے تم جاؤ گی یا نہیں؟"

نمرہ نے اپنی آنکھیں ناگواری سے گھمائیں۔

"ایک تو میرا بھائی! شوق ہے اسے میرے معاملات میں دخل دینے کا۔ اسے کہہ دینا میں نے بھی منع کر دیا ہے کیونکہ تم نہیں جا رہی ہو۔"

عزاہ نے سر ہلایا اور کمرے سے باہر چلی گئی۔ جاتے جاتے اس کی آنکھوں میں تاثر ابھرا، جو ابھی سمجھا نہیں جا سکتا تھا۔

* *

جائی یانہ کینٹین میں بیٹھی خاموشی سے چائے کے گھونٹ بھر رہی تھی جبکہ زید ابھی بھی اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ جائی یانہ کچھ دیر تک برداشت کرتی رہی، پھر اس نے تنگ آ کر پوچھ ہی لیا۔

"تم مجھے ایسے کیوں دیکھ رہے ہو؟"

جائی یانہ کے پوچھنے پر زید بولا۔

"دیکھ رہا ہوں کیا یہ کچھ دیر پہلے والی جائی یانہ ہے!"

"کیوں کچھ دیر پہلے میرے سر پر سینگ نکلے ہوئے تھے؟"

جائی یانہ جانتی تھی زید کا اشارہ کس طرف تھا مگر اب وہ اس بارے میں بات نہیں کرنا چاہتی تھی۔ نور سے اتنی بدتمیزی کرنے کے بعد اب اسے پچھتاوا ہو رہا تھا۔

"سینگ کا تو پتہ نہیں مگر آپ کسی اور روپ میں تھیں۔ میں نے پہلی دفعہ آپ کو ایسے دیکھا ہے۔" زید نے تبصرہ کیا۔ جائی یانہ نے زید کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا اور خاموشی سے چائے پیتی رہی۔

"کیا آپ پہلے بھی نور سے کہیں مل چکی ہیں؟" زید نے کچھ دیر بعد اس سے سوال کیا۔

"نہیں تو! میں تو اس سے پہلی بار ملی ہوں اور یاد کرو تم ہی نے ہم دونوں کا تعارف کروایا تھا۔"

"اچھا!" زید سر کھجانے لگ گیا۔ "تو پھر آپ اس سے اتنا اکھڑی ہوئی کیوں تھیں؟" جائی یانہ کو ایک دم سے آگ لگی۔ نور سے بد تمیزی کرنے کا پچھتاوا ایک دم دب گیا۔

"اگر میں نے تمہاری سہیلی کو کچھ کہہ دیا، تو تمہیں برا لگ گیا؟"

"نہیں نہیں!" زید جائی یانہ کو بھڑکتا دیکھ کر وہ اسے ٹھنڈا کروانے لگ گیا۔ "مجھے کیا آپ کسی لڑکی سے بد تمیزی کریں یا اس کے بال نوچ لیں۔ ویسے وہ میری سہیلی نہیں، بلکہ عام سی کلاس فیلو ہے۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"گڈ تم دونوں کے درمیان یہی تعلق رہنا چاہیے۔"

جائی یانہ اس کے بعد سکون سے چائے کے گھونٹ پینے لگ گئی جبکہ زید جائی یانہ کے رویے کا تجزیہ نکالنے بیٹھ گیا، کچھ دیر بعد جو نتیجہ اس کے سامنے آیا وہ بہت چونکا دینے والا تھا۔

"ایک سیکنڈ کہیں آپ نور سے جیلس تو نہیں ہیں!" یہ کہہ کر اس نے اپنے پاؤں پر خود کلہاڑی ماری تھی۔

"میں اس چھوئی موئی سے کیوں جیلس ہونے لگی؟" جائی یانہ نے تنک کر کہا۔

"اس لیے کیونکہ وہ مجھ سے بات کر رہی تھی۔" اب کی دفعہ زید نے کلہاڑی پر دوسرا پاؤں مارا تھا۔ جائی یانہ بھڑک گئی۔

"تمہارا مطلب کیا ہے؟ تمہیں لگتا ہے میں اس دو ٹکے کی فیشن کی دوکان سے اس لیے جیلس ہونگی کیونکہ وہ میرے شوہر سے بات کر رہی ہے۔ تمہیں میں پاگل دکھائی دیتی ہوں۔ میں ایسی لڑکیوں کو اچھی طرح جانتی ہوں۔ ایسی لڑکیاں بس دوسروں کے شوہروں کو پھنسانا

جانتی ہے۔ جیلس تو اسے مجھ سے ہونا چاہیے کیونکہ میں تمہاری بیوی ہوں۔ تم سے لاکھوں عورتیں بات کریں گی مگر سب جانتے ہیں قانونی اور شرعی طور پر تم میرے ہو۔"

جائی یانہ نے گرم گرم چائے اپنے حلق میں انڈیل دی، پھر سامان اٹھاتے ہوئے اونچی آواز میں بولی۔

"اگر اتنا ہی اس فیشن کے ہینگر سے ملنے کا شوق ہے تو جاؤ اس سے ملو مگر آئیندہ مجھے اپنی شکل مت دکھانا۔ ورنہ میں تم پر اور اس لو کلاس کے فیشن پر تیزاب پھینک دوں گی۔"

یہ کہہ کر جائی یانہ پیر پٹختی کینٹین سے چلی گئی۔ کینٹین میں موجود سب اسٹوڈنٹس نے پہلے غصے سے جاتی جائی یانہ کو دیکھا، پھر کرسی پر بیٹھے زید کو۔۔۔۔ اس کے بعد سب لوگ سرگوشیوں میں بات کرنے لگے۔ یونیورسٹی میں کپلز کی لڑائی معمول کی بات تھی مگر نوبیاہتا جوڑے کو یوں لڑتا دیکھنا ان سب کے لیے نیا تھا۔ زید نے گردن نیچے کر لی۔ اس کا چہرہ خفت کے مارے لال ہو رہا تھا۔

* *

ایک بیڈ روم میں اگر داخل ہو، تو اس کی دیواریں تصویروں سے بھری ہوئی تھیں۔ ہر طرف کسی نہ کسی کا چہرہ دکھائی دیتا تھا۔ کمرے کے درمیان میں ایک وسیع بیڈ تھا اور سجاوٹ کے لیے آرائشی سامان بھی موجود تھا۔ ان تصاویر میں سے ایک تصویر میں اشفاق، نوال اور ان کی تینوں بیٹیاں تھیں۔ ان لوگوں کے پیچھے پیچھے غروب آفتاب کا منظر تھا اور ہر طرف ہریالی کا راج تھا۔ صاف پتہ چلتا تھا یہ تصویر کسی پکنک کی تھی۔ اس تصویر میں اشفاق کا خاندان ہنستا مسکراتا دکھائی دیتا تھا۔ مسز جہانگیر اس تصویر کو بے تاثر چہرے سے دیکھ رہی تھیں۔

"ایک وقت تھا اشفاق جب تم نے مجھ سے میری دوست چھینی تھی، اب دیکھو میں تم سے تمہاری جان سے پیاری چیز، تمہاری عزت چھینی ہے مگر!"

مسز جہانگیر بولتے ہوئے لمحے بھر کے لیے رکیں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"معاملہ یہی پر نہیں رکا ہے۔ ابھی تو تم اپنی بیٹیوں کی وجہ سے بے عزت ہوئے ہو۔ خود اپنی وجہ سے بدنام ہونا ابھی باقی ہے۔"

ان کی نظریں اشفاق کے چہرے پر ٹھہری ہوئی تھیں۔ دروازے پر کسی نے دستک دے کر مسز جہانگیر کی نظریں اس تصویر سے ہٹائی۔

"آجاؤ!" مسز جہانگیر نے بند دروازے کی طرف مڑ کر کہا۔ باہر کھڑا شخص اجازت ملتے ہی اندر آ گیا۔ انہوں نے اپنے سامنے کھڑے اپنے اس بیٹے کو دیکھا جو ان کا خاصا فرمان بردار تھا۔ وہ بالکل اپنے باپ پر گیا تھا دونوں باپ بیٹا مردانہ حسن کی منہ بولتی تصویر تھے۔ مسز جہانگیر چلتی ہوئے کمرے میں رکھے صوفے پر بیٹھ گئیں۔

"امی جان آپ نے بلایا؟" آریان نے پوچھا۔

"ہاں میں نے تمہیں بلایا تھا۔ میں نے پوچھنا تھا جو منصوبہ ہم نے بنایا تھا، اس کی تیاری مکمل ہے؟"

"جی امی جان! کل کا دن اشفاق پر بہت بھاری گزرے گا۔ مجھے تو لگتا ہے اتنی ذلت وہ سہہ ہی نہیں پائے گا۔"

"نہیں نہیں آریان!" مسز جہانگیر کی انگلی نفی میں ہلائی۔ "میں نہیں چاہتی اشفاق اتنی آسانی سے مر جائے۔ اسے بھی تو ذلت محسوس ہونی چاہیے۔ وہ سمجھتا ہے وہ عزتوں کا خدا ہے، میں چاہتی ہوں اس کا غرور ٹوٹ جائے اور ایسا ٹوٹے کہ وہ موت مانگے مگر اسے موت نصیب نہ ہو۔"

اپنی ماں کی بات سن کر آریان نے جھجھکتے ہوئے کہا۔ "ویسے امی جان اشفاق کا اتنا بھی قصور نہیں تھا، جتنا آپ کی اپنی دوست کا تھا۔ آپ۔۔"

"آج جانے کیوں مجھے تمہارے باپ جہانگیر کی بہت یاد آ رہی ہے۔" مسز جہانگیر نے نرمی سے آریان کی بات کاٹی۔ یہ بات سننے میں موقع محل سے الگ لگتی تھی مگر آریان کے لیے بالکل بھی نہیں تھی۔ پل بھر میں اس کا چہرہ تاریک ہوا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کتنا اچھا، سلجھا ہوا انسان تھا۔ میری زندگی میں آ کر اس نے کیا کیا نہیں کیا۔ میرا پیارا شوہر!"

"آہ! لیکن بیچارہ چھوٹی عمر لے کر آیا یا پھر اس کی عمر۔۔۔"

اس سے پہلے مسز جہانگیر کچھ اور کہہ پاتیں آریان عجلت میں بولا۔

"امی جان آپ کا کام ہو جائے گا۔" یہ کہہ کر وہ جلدی سے کمرے سے باہر چلا آیا۔ مسز جہانگیر صوفے کی پشت پر سر ٹکا کر آنکھیں موند لیں۔ بہت سے راز اس گھر کی دیواروں میں پوشیدہ تھے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

* *

ملاقات سے دو دن پہلے

اسلام آباد کے اس علاقے میں ہر طرف بلند اور پر وقار عمارتیں کھڑی دکھائی دیتی تھیں۔ اس جگہ ٹریفک کا رش زیادہ رہتا تھا۔ یہاں پر بڑے بڑے کاروباری افراد اپنے دفاتر کھولے بیٹھے تھے۔ ان ہی عمارت میں سے ایک عمارت جس کی سامنے کی دیوار کھڑکیوں سے ڈھکی ہوئی تھی، ہماری کہانی کا حصہ بننے جا رہی تھی۔

اس عمارت میں داخل ہو کر سیدھا اس کمپنی کے باس کے آفس میں جاؤ، تو اس وقت آپ کو راکنگ چیئر پر ایک تھکا ہارا ادھیڑ مرد دکھائی دیتا۔ آفس کا مختصر سا دورہ کرواؤں، تو اس کی دیواریں اور فرش سفید رنگ سے رنگے تھے۔ اس کی ایک جانب شیشے کی دیوار تھی جو عمارت سے باہر کا منظر پیش کرتی تھی۔ اس آفس میں استعمال کیے ہلکے رنگ اور پر تعیش سامان اسے پر کشش بناتا تھا۔ اس آدمی کا کوٹ اس کی کرسی کے پیچھے لٹکا ہوا تھا۔ وہ اپنا سر پکڑے افسوس بیٹھا تھا۔ اس کی ٹائی کی ناٹ بھی ڈھیلی ہو گئی تھی۔ وہ اشفاق صاحب تھے۔ وہ اس وقت حال میں نہیں بلکہ اپنے ماضی میں کھوئے ہوئے تھے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

(یہ عزاہ کی شادی سے بھی پہلے کی بات ہے۔اشفاق اسی راکنگ چیئر پر بیٹھے اپنے ایک کلائنٹ سے فون پر بات کر رہے تھے۔ان کے چہرے پر غیر آرام دہ تاثر تھا۔

"آپ اس طرح کیسے کر سکتے ہیں؟آپ کا آرڈر بالکل تیار ہے۔اب آپ آرڈر کینسل کر رہے ہیں۔ایسے کیسے ہو سکتا ہے؟"اشفاق بار بار اپنا ضبط کھو رہے تھے۔

"پلیز سر میرے باس نے یہی حکم دیا ہے آپ کو بتا دوں ہم اپنا آرڈر کینسل کروا رہے ہیں۔ معاہدے سے بھی یہی طے پایا تھا ہمیں مکمل آزادی ہو گی ہم جب چاہیں گے اپنا آرڈر کینسل کروا سکتے ہیں۔"زنانہ مشینی آواز اشفاق کے کانوں سے ٹکرائی اور اگلے ہی لمحے کال کاٹ دی گئی۔

اشفاق سر پکڑ کر بیٹھ گئے۔یہ بہت بڑا نقصان تھا مگر ناقابلِ تلافی نہیں تھا۔)

اب ایک اور منظر اشفاق کے سامنے لہرایا۔

(اس دن کے بعد سے آرڈرز لگاتار کینسل ہو رہے تھے۔مال بنانے میں جتنا سرمایہ خرچ ہو رہا تھا،اس کی وصولی ملنے کا کہیں سے کوئی امکان نہیں تھا۔کلائنٹس آنے کی بجائے جا رہے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

تھے۔اشفاق کو یہی فکر کھائے جا رہی تھی۔اسی وقت ان کا ایک امپلائی ہاتھ میں فائلز لیے آیا۔اشفاق نے اپنا سر اٹھایا۔

"سر یہ اکاؤنٹس کی فائلز ہیں جو آپ نے مجھے لانے کو کہی تھیں۔" گلابی رنگ کی شرٹ پر پر کالی پینٹ پہنا وہ شخص مؤدب انداز میں اشفاق کی میز کی دوسری جانب کھڑا تھا۔

"اچھا جاؤ!"اشفاق نے بے چینی سے فائل پکڑی۔

فائلز میں نمبرز اور ان کی ڈیٹیلز دیکھ کر اشفاق سر پکڑ کر بیٹھ گئے۔

"اوہ گاڈ یعنی اب مجھے قرضہ لینا ہی پڑے گا۔"اشفاق کو بینک سے قرضہ لینا بالکل بھی اچھا نہیں لگتا تھا مگر کمپنی کے حالات بتا رہے تھے انہیں ایک بہت بڑے اور اچھے قرضے کی ضرورت تھی۔ایمپلائز کی سیلری بھی رکی ہوئی تھی۔اگر تھوڑی سی بھی تاخیر کی تو ان کے ماتحت ان کے منہ کو آجاتے۔اشفاق نے بے بسی سے فائل کو دیکھا پھر ساتھ پڑے سفید انٹر کام کو اٹھا کر بولیں۔

"فائنینس ڈیپارٹمنٹ کے تمام ممبران کو بلاؤ۔ یہ ایک ارجنٹ میٹینگ ہے۔" خاصے پروفیشنل اور رعب دار لہجے میں اشفاق بولیں۔

اتنا کہہ کر انہوں نے انٹر کام کا ریسیور رکھ دیا اور پریشانی سے دوبارہ سر پکڑ لیا۔ اب کچھ نہیں ہو سکتا تھا)

حال میں واپس آؤ تو اشفاق ابھی بھی پریشان ہی تھے۔ انہوں نے لون لے تو لیا تھا مگر کمپنی ابھی بھی سنبھل نہیں پائی تھی۔ مارکیٹ میں ان کی کمپنی کی ساکھ بری طرح متاثر ہوئی تھی۔ ابھی کچھ ہی دیر پہلے انہیں پتہ چلا تھا کارخانے میں موجود مشینیں خراب ہو گئی ہیں اور مرمت مانگ رہی ہیں۔ اس نئے خرچے کو برداشت کرنا اشفاق کی استطاعت سے باہر تھا۔

جانے کیا ہو گیا تھا کہ جو کمپنی سالوں سے اچھے سے کام کر رہی تھی، اس پر اب زوال آ گیا تھا۔ ابھی بھی وہ مشینوں کی مرمت کے لیے کمپنی کے اخراجات اور آمدنی کا جائزہ کر رہے تھے۔

ایک دم سے کوئی بھاگتا ہوا اندر آیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"سر! سر! بینک والے آئے ہیں۔ ساتھ پولیس والوں کو بھی لے کر آئے ہیں۔"اس شخص نے ہانپتے ہوئے کہا۔

پولیس کا نام سن کر اشفاق کے چودہ طبق روشن ہو گئے۔

"کیا کہہ رہے ہو؟ وہ لوگ کیوں آئے ہی؟ اس مہینے کا منافع ہم نے انہیں ادا کر دیا تھا"

وہ کھڑے ہو گئے اور تیز تیز قدم اٹھاتے سیڑھیوں سے اترتے ہوئے نچلی منزل جانے لگے۔ ان کے ذہن میں ہر برا خیال گھر بنا رہا تھا۔

نچلی منزل پر انہیں بینک کے چند نمائیندے اور تین چار وردی میں ملبوس پولیس والے دکھائی دیے۔

"آپ پولیس کیوں لے کر آئے ہیں؟ معاہدے کے مطابق ہم نے آپ کو انٹرسٹ پے کر تو دیا تھا ناں!"اشفاق نے ایک اکھڑے خشک مرد سے کہا جس کی ناک خاصی خمدار تھی۔

"ہم معذرت خواہ ہیں لیکن ہمیں آپ کی طرف سے کوئی پیمنٹ نہیں ملی،اشفاق صاحب!" اس آدمی نے مشینی انداز میں کہا۔

"کیا کہہ رہے ہیں آپ؟ہماری کمپنی نے خود آپ کو منافع ادا کیا ہے!"اشفاق نے خاصے تند ہی لہجے میں کہا۔

اسی وقت فائیننس ڈیپارٹمنٹ کے ایک ملازم نے ان کے کان میں کہا۔

"سر یہ صحیح کہہ رہے ہیں۔ہم نے واقعی میں انہیں انٹرسٹ نہیں ادا کیا۔"

"کیا مطلب؟ کیوں نہیں ادا کیا؟۔میں نے تو خود ارشد کو کہا تھا وہ ہر مہینے انٹرسٹ پے کرتا رہے۔"اشفاق نے اسی ملازم کو آڑے ہاتھوں لیا۔وہ اپنے مینیجر ارشد کو اس بارے میں بہت پہلے ہی آرڈر دے چکے تھے۔

"سر مجھے آپ کو پہلے ہی بتا دینا چاہیے تھا مگر ارشد صاحب نے منع کیا تھا۔جو رقم آپ بینک میں جمع کروانے کے لیے انہیں دیتے تھے،وہ رقم وہ اپنے کاؤنٹ میں ٹرانسفر کروا دیتے اور جعلی رسید بنا کر آپ کو دکھا دیتے حالانکہ ایسا بالکل بھی نہیں تھا۔"

اشفاق کو آج پہلی بار پتہ چلا تھا پیروں تلے زمین کھینچنا کیسا ہوتا ہے۔ انہیں سچ پتہ چلا بھی تو کب جب بینک کے نمائندے ان کے سامنے کھڑے رقم کا مطالبہ کر رہے تھے۔

"ارشد ہے کہاں؟"

"سر ارشد صاحب تو ابھی کچھ دیر پہلے نکلے ہیں۔" ریسپشن پر کھڑی لڑکی نے انہیں بتایا۔ بینک کے نمائندے بغیر کسی تاثر کے یہ سب دیکھ رہے تھے۔ یہ سب ان کے لے معمولات کا ہی حصہ تھا۔ خمدار ناک والا وہ شخص بولا۔

"سر! کیونکہ آپ کی کمپنی کے حالات جب آپ نے ہم سے قرض لیا تھا اس وقت خراب تھے۔ اس لیے ہم نے اپنی پالیسی کے تحت آپ کے قرضے پر سخت شرائط رکھی تھیں۔ آپ نے ہمارے قرضے کا پرافٹ صحیح طرح سے نہیں دیا تو ہم نے آپ کو وارننگ لیٹر بھی بھیجا لیکن شاید آپ نے اسے سنجیدہ نہیں لیا۔ اس لیے اب معاہدے کے مطابق ہم آپ کی کمپنی ضبط کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ آپ قانونی کارروائی بھی ہو گی۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

یہ کہنے کے بعد بینک کے لوگوں نے پولیس والوں کی مدد سے کمپنی کو عارضی طور پر بند کرنے لگ گئے۔ اشفاق کو زمین آسمان ہلتا محسوس ہوا۔ آج انہیں پتہ چلا تھا بیچ چوراہے میں ذلیل ہونا کسے کہتے ہیں۔ جو شخص ہمیشہ دوسروں کا تماشا بناتا آیا تھا، آج خود اپنی برسوں سے بنائی کمپنی سے دھکے کھانے جا رہا تھا۔

ایک دم سے اشفاق کے بائیں جانب شدید درد کی لہر گزری۔ اس ایک لہر نے ہی اشفاق کے جسم کی جان نکال دی۔ اشفاق کو اپنا آپ گھٹنوں کے بل نیچے گرتا محسوس ہوا۔ انہوں دایاں ہاتھ، بائیں جانب سینے پر زور سے لگا لیا۔ لوگ بھاگتے ہوئے ان کے پاس آ رہے تھے اور ان سے کچھ پوچھ رہے تھے۔ وہ آوازیں اشفاق کو گڈمڈ ہوتی محسوس ہو رہی تھیں۔ اشفاق کی آنکھوں پر اندھیرا چھا رہا تھا۔ سامنے کا منظر دھندلا ہوا مکمل تاریک ہو گیا۔

* *

سورج غروب ہونے کے قریب تھا۔ سب کچھ معمول کے مطابق تھا۔ کچھ بھی نہیں بدلا تھا مگر ٹیوشن سینٹر سے باہر نکلتی جائی یانہ کو آج کا دن معمولی نہیں لگ رہا تھا حالانکہ آج جو کچھ بھی ہوا وہ غیر معمولی نہیں تھا۔ بس آج صبح اٹھتے ساتھ ہی جائی کے سر میں درد ہونے لگا تھا۔ اسی سر درد کی وجہ سے وہ یونیورسٹی نہیں گئی اور ہاسٹل کے بیڈ پر لیٹی آرام کرتی رہی۔

دوپہر کو وہ اپنا دل بہلانے کے لیے ٹیوشن سینٹر میں آ گئی اور اب وہ پڑھا کر واپس ہاسٹل جا رہی تھی۔ سارے دن میں کوئی ایسی خاص بات نہیں تھی مگر پھر بھی جائی یانہ کو گھبراہٹ ہو رہی تھی۔ جانے کیوں اندیشے جنم لے رہے تھے۔ جیسے کچھ بہت غلط ہونے والا تھا یا ہو چکا تھا۔

وہ فٹ پاتھ پر چل رہی تھی جب بائیک سوار نے بائیک اس کے پاس روکی۔ وہ سوچوں میں اتنا گم تھی کہ بائیک کو اپنے پاس رکتا دیکھ کر ڈر گئی اور دو قدم پیچھے کو ہوئی۔ اس کی نگاہ جیسے

ہی بائیک سوار کے چہرے پر گئی وہ سنبھل گئی۔ زید اس کی طرف دیکھے بغیر سے پریشانی سے بولا۔

"آپ صبح یونیورسٹی کیوں نہیں آئیں؟ میں بہت دیر تک ہاسٹل کے باہر آپ کا انتظار کرتا رہا۔ جب آپ نہیں آئی تو مجھے لگا آپ کل والی بات پر ناراض ہیں اور خود ہی یونیورسٹی چلی گئی ہیں۔ یونیورسٹی جا کر میں نے آپ کو بہت ڈھونڈا لیکن آپ مجھے وہاں بھی نہیں ملی۔ میں نے اور نائلہ نے آپ کو کال بھی کی لیکن آپ نے ہماری کال کا جواب نہیں دیا۔ آپ نائلہ کے گھر اس کے بھائی کے بچوں کو پڑھانے بھی نہیں گئیں۔ یونیورسٹی کے بعد ہاسٹل گیا تو پتہ چلا آپ کچھ دیر پہلے ٹیوشن سینٹر کے لیے نکل گئی ہیں۔ میں وہاں سے سیدھا ٹیوشن سینٹر پہنچا اور تب سے آپ کا انتظار کر رہا ہوں۔ ابھی کچھ دیر پہلے آپ جیسے ہی نکلیں میں نے آپ کی طرف ہاتھ لہرایا مگر آپ میری طرف دیکھے بغیر آگے چلتی رہیں۔ کیا کسی لڑکی سے بات کرنا اتنا بڑا جرم ہے کہ اب آپ مجھے اس طرح انظر انداز کریں گی۔" زید جائی یا نہ کے چہرے کے تاثرات کو جانچے بغیر اپنی رو میں بولے جا رہا تھا۔

"زید!"جائی یانہ نے اسے روکنا چاہا۔

"نہیں آپ مجھے صفائی دینے کا موقع تو دیں۔ قسم سے میں اسے اپنی بہن سمجھا تھا،ابھی بھی سمجھتا ہوں اور آئیندہ بھی سمجھتا رہو گا بلکہ۔۔"

"زید!"

"میرے لیے اس دنیا میں آپ کے سوا تمام لڑکیاں میری بہنیں ہیں۔ آپ کے علاوہ کسی کو سوچنا بھی میرے لیے گناہ ہے۔میں اب لڑکیوں سے سو فٹ کے فاصلوں پر رہوں گا۔ اگر آپ کہیں تو۔۔۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"زید!!"اس دفعہ جائی یانہ نے اونچی آواز میں کہا تو زید کی چلتی زبان رکی۔

"میں تم سے ناراض ہو کر تمہیں اگنور نہیں کر رہی ہوں۔ میں نے واقعی میں تمہیں ٹیوشن سینٹر کے باہر نہیں دیکھا اور صبح بھی میرے سر میں درد تھا اس لیے میں یونیورسٹی اور نائلہ کے گھر نہیں گئی۔ میرے دل میں واقعی میں نور والی کوئی بات نہیں ہے بلکہ میں اپنے کل کے رد عمل پر خاصی شرمندہ ہوں۔"

جائی یانہ نے خاصی شرمندگی سے اعتراف کیا مگر زید نے وہ آخری بات غور سے سنی ہی نہیں تھی۔

"کیا ہوا ہے آپ کو؟ مجھے کیوں نہیں بتایا؟ ایک سیکنڈ مجھے دیکھ لینے دیں۔" زید نے اپنا ہاتھ جائی یانہ کے ماتھے پر رکھا۔ اس کے چہرے پر اب فکرمندی ہی فکرمندی تھی۔

"آپ کو تو بخار ہو رہا ہے۔" اس نے پریشانی سے کہا۔

"اتنا تیز نہیں ہو رہا ہے۔ میں ہاسٹل جا کر دوائی لے لوں گی اور سو جاؤں گی۔ کل تک سب صحیح ہو جائے گا۔" جائی یانہ نے کہا۔

"لیکن!" زید دوبارہ کچھ کہتا جائی یانہ نے اکتاتے ہوئے اس کی بات کاٹ دی۔

"پلیز زید میں پہلے ہی بہت ڈسٹرب ہوں مجھے مزید تنگ نہ کرو۔"

"آخر ہوا کیا ہے؟ آپ کھل کر کچھ بتا کیوں نہیں رہی ہیں؟" زید نے بے چینی سے پوچھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"مجھے خود نہیں پتہ کیا ہوا ہے۔"جائی یانہ یہ کہتے ہوئے فٹ پاتھ پر بیٹھ گئی۔زید نے جائی یانہ کو یوں بیٹھا دیکھا تو اپنی بائیک پر اسٹینڈ لگا کر خود بھی جائی یانہ کے ساتھ فٹ پاتھ پر بیٹھ گیا۔

کچھ لمحات ان کے درمیان خاموشی سے گزرے۔زید نے اس سے کچھ نہیں پوچھا بس فکر مندی سے جائی یانہ کے چہرے کو تکتا رہا جو خاصا پریشان دکھائی دے رہا تھا۔جائی یانہ نے تھوڑی دیر بعد بولنا شروع کیا۔

"مجھے خود نہیں پتہ مجھے کیا ہوا ہے۔عجیب و غریب وہم و اندیشے دل میں سر اٹھا رہے ہیں۔ایسا لگ رہا ہے کچھ غلط ہو گیا ہے۔کچھ ایسا جو ناقابل تلافی ہے۔ایسا لگ رہا ہے میرے گھر والے کسی مشکل میں ہیں۔میں ان سے بات کرنا چاہتی ہوں مگر کیا وہ لوگ مجھ سے رابطہ رکھنا چاہتے ہیں؟تم بتاؤ زید میں کیا کروں؟"آخری بات پر اس نے اپنی آنکھیں ہاتھوں سے چھپا لیں۔وہ اپنی آنکھوں کی نمی زید کو نہیں دکھا سکتی تھی۔

"آپ زیادہ سوچ رہی ہیں۔"زید نے اپنی جیب میں ہاتھ مارا اور کچھ ڈھونڈنے لگا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ہاں میں بھی خود کو یہی کہہ کر تسلی دے رہی ہوں مگر اب یہ بھی کام نہیں کر رہا۔ کچھ کام نہیں کر رہا، کچھ کام کر ہی نہیں سکتا ہے۔ میرا دل ہمیشہ مجھے سچ بتاتا ہے۔" اس نے رندھی آواز میں کہا۔

زید کچھ دیر تک جائی یانہ کو منہ چھپائے دیکھتا رہا۔ پھر اس نے نرمی سے جائی یانہ کی آنکھوں پر سے اس کے ہاتھ ہٹائے اور دوسرا ہاتھ بڑھا کر اسے ٹشو دیا۔

جائی یانہ کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔ جائی یانہ نے بغیر کسی ہچکچاہٹ کے ٹشو تھام لیا اور نمی صاف کرنے لگ گئی۔

"آپ نے خود کہا وہ چیز ہونی ہی ہے۔ اگر اس چیز کو ہونا ہے اور آپ اسے روک نہیں سکتی ہیں، تو خود کو اس کے لیے تیار کریں۔ ایسے رو دھو کر پریشان ہو کر کچھ نہیں ہو گا بلکہ آپ خود کو حالات کا سامنا کرنے کے لیے مزید کمزور کر لیں گی۔"

زید اسے سمجھا رہا تھا اور وہ پلک جھپکے بغیر اسے دیکھ رہی تھی۔ ایک فسوں سا ماحول میں طاری ہوتا دکھائی دے رہا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"آپ اب تک حالات سے اچھی طرح نپٹتی آئی ہیں۔ آپ کو اتنی محنت کی عادت نہیں تھی مگر دیکھیں آپ کس طرح اپنے لیے یہ سب کر رہی ہیں۔ آپ کسی کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلانا چاہتیں، میرے سامنے بھی نہیں۔۔۔۔ آپ کی خودداری، عزت نفس، مضبوط کردار، بہادری یہ سب آپ کی خوبیاں ہے۔ یہ آپ کی طاقت ہیں۔ میں نے زندگی میں آپ جیسی عورت نہیں دیکھی۔ آپ کی یہ خوبیاں آپ کو تمام عورتوں سے ممتاز بناتی ہے۔"

"میرا دل مت بہلاؤ! اگر میں اتنی اچھی ہوتی تو ہانی خالہ اور عیسیٰ، مجھے بات بات پر ذلیل نہ کرتے۔ مجھے میری خامی کا بار بار احساس نہ دلاتے۔" جائی یا نہ نے نم آواز میں کہا اور گیلی سانس کھینچی۔ اس کی نظریں اب سڑک پر تھی۔ اس وقت اسے کیا یاد آیا تھا! زید اس کو دیکھتے ہوئے مسکرایا۔

"عیسیٰ کبھی آپ کی قدر نہیں کر پایا اس لیے تو اسے آپ نہیں ملی۔ عیسیٰ جیسے انسان کے ہاتھ میں اگر سونا بھی آجائے، تو وہ اپنی ناقدری سے اسے مٹی بنا سکتا ہے۔ آپ کو تو کوئی بہت پیار اور کوئی بہت قدر کرنے والا ہی ڈیزرو کرتا ہے۔ شاید صرف میں ہی آپ کو ڈیزرو کرتا

ہوں کیونکہ مجھے آپ کی قیمت معلوم ہے۔ میں جانتا ہوں آپ انمول ہیں۔ جب آپ میری زندگی میں نہیں تھی تو مجھے میری قسمت اچھی نہیں لگتی تھی مگر جب سے آپ ملی ہیں میں شکر ادا کرتا ہوں کہ میری تقدیر ایسی ہے۔ بھلا جس کی قسمت میں جائی یانہ لکھی گئی ہو وہ بد قسمت ہو سکتا ہے؟"

جائی یانہ نے سر اٹھا کر زید کو دیکھا۔ دونوں کی بھوری آنکھیں ایک دوسرے سے جا ملی تھیں۔

"آپ نعمت ہے۔ کوئی آپ کو رو رو کر بھی مانگتا تو آپ اسے نہیں مل سکتی تھیں۔ مجھے تو آپ پھر بن مانگے ملی ہیں۔ میرا بخت واقعی میں بہت بلند ہے۔"

اس پل میں جانے ایسا کیا تھا دونوں مسحور ہو گئے تھے۔ دونوں ایک دوسرے کو دیکھتے رہے۔ کچھ دیر بعد جب دونوں کو ہوش آیا تو ایک ساتھ فٹ پاتھ پر سے اٹھے۔

"آئیں اپ کو ہاسٹل چھوڑ آؤں۔" دونوں نے اس کے بعد کچھ نہیں بولا۔ بائیک سڑک پر خاموشی سے چلنے لگ گئی۔

* *

رات کے اندھیرے میں اشفاق کا گھر کچھ زیادہ ہی ڈراؤنا لگتا تھا۔ نوال گھر کے لاؤنج کے چکر کاٹ رہی تھیں اور وقفے وقفے سے گھڑی پر وقت دیکھ رہی تھیں۔

"آج اتنی دیر ہو گئی۔ اشفاق ابھی تک گھر کیوں نہیں آئیں؟" نوال نے خود کلامی کی۔

"انہیں ہمیشہ مجھے تنگ کرنا ضروری ہے۔ جانے کیوں آج اتنا انتظار کروا رہے ہیں؟" نوال اپنی بات پر خود ہی ٹھٹھکیں۔

"انتظار کروا رہے ہیں!" نوال رک کر دوبارہ الفاظ دہرانے لگ گئیں۔ یہ الفاظ انہیں ماضی کی سیر کروانے لگے۔

("جانے کیوں وہ مجھے انتظار کروا رہا ہے؟"

اندھیری رات میں چھت کی منڈیر پر بیٹھی نوال نے کہا۔ وہ بار بار چھت کی دیواروں کو جھانک رہی تھی۔

کچھ دیر بعد ایک وجود چھت کی دیوار سے چھلانگ لگا کر چھت پر اترا۔ نوال جو کچھ دور تھی، آنے والے وجود کو دیکھ کر مسکرائی اور اس کے پاس آ گئی۔

"تم آ گئے! مجھے لگا تھا تم نہیں آؤ گے۔" نوال نے مسکراتے ہوئے اپنے سامنے کھڑے روفی کو دیکھا۔

"یہ چھوڑو تم نے مجھے اس خط میں کیوں بلایا تھا؟ اور محلے میں سب کے سامنے خط پھینکنا ضروری تھا؟

اگر کسی نے دیکھا ہو گا، تو ابھی کیا سوچ رہا ہو گا؟"

روفی کی بات سن کر نوال نے جواب دیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"میں نے یہ بہت احتیاط سے کیا ہے۔ کسی کو شک بھی نہیں گزرا ہو گا میں نے جان بوجھ کر ایک خط، جو بظاہر کٹا پھٹا کاغذ دکھائی دیتا تھا، تمہارے سامنے پھینکا ہے۔"

"اچھا تو پھر تم نے مجھے کیوں بلایا؟" روفی نے تنک کر پوچھا۔

نوال یہ بات سن کر تھوڑی دیر کے لیے خاموش رہی۔ وہ الفاظ ڈھونڈنے لگ گئی کہ کس طرح وہ روفی کو بتائے۔

"وہ میں نے تمہیں اکثر اداس دیکھا ہے۔ مجھے تمہارا یوں اداس ہونا اچھا نہیں لگتا۔ مجھے لگتا ہے میں بھی تمہاری مجرم ہوں۔ تم یوں اداس نہ رہا کرو۔"

"تو سیدھا سیدھا زینب کا پتہ بتا دو۔ میں یوں اداس نہیں رہا کروں گا۔" نوال کے کہنے پر روفی بے تاثر سا بولا۔ روفی کی اس بات پر نوال کے دل کو کچھ ہوا۔

"وہ شادی شدہ ہے اور اس شہر سے باہر چلی گئی ہے۔ ویسے بھی وہ تمہاری اداسی کو سمجھ نہیں سکتی ہے۔ اگر اسے تمہاری فکر ہوتی تو تمہیں چھوڑ کر نہ جاتی۔ پچھلی دفعہ جب تم یوں

مایوس گئے تھے نا تو تم جانتے نہیں ہو مجھے کتنا برا لگا تھا۔ زینب کو تو یہ جان کر ذرا برابر فرق نہیں پڑے گا۔"

"نہ پڑنے دو۔ مجھے تو بس وہ میرے پاس چاہیے۔" روفی نے اسی لہجے میں کہا۔ پھر نوال سے پوچھا۔ "اگر تم نے یہی کہنا تھا تو اب میں جاؤں؟"

"وہ میں نے۔۔۔۔" نوال ان الفاظ کو بار بار دہرانے لگ گئی۔ وہ کوئی بات بنا کر روفی کو روکنا چاہتی تھی مگر روفی سمجھ گیا نوال کے پاس اب کہنے کو کچھ نہیں ہے۔

"یعنی کوئی بات نہیں ہے۔ میں چلتا ہوں۔" روفی دیوار کی جانب بڑھنے لگا۔

"رکو! کیا تم نہیں چاہتے کوئی ایسا ہو جس سے تم دل کی باتیں کر سکو؟ جس سے تم زینب کی باتیں کر سکو؟" نوال نے روفی کو روکنے کے لیے بہانہ ڈھونڈا۔ حالانکہ یہ کہنے کے بعد وہ پچھتائی بھی تھی مگر اسے خبر نہیں تھی یہ تیر سیدھا نشانے پر لگا ہے۔

"ہر شخص کو اپنا درد سنانے کے لیے کوئی نہ کوئی چاہیے ہوتا ہے۔" روفی نے درد سے کہا۔

"تو پھر تم مجھے سنایا کرو۔ زینب نے اپنی آدھی زندگی ہمارے ساتھ گزاری ہے۔ مجھ سے بہتر کون اس کے بارے میں تمہارے ساتھ باتیں کر سکتا ہے؟"

روفی نے مڑ کر نوال کو دیکھا۔

"تم واقعی میں سچ کہہ رہی ہو؟ کہیں یہ تمہارے کزن کا تو کوئی منصوبہ تو نہیں ہے، مجھے دوبارہ کسی معاملے میں پھنسانے کا؟" روفی کے انداز میں شک بھرا ہوا تھا۔

"میرا یقین مانو۔ میں بس تمہاری ہمدردی میں کہہ رہی ہوں کیونکہ مجھے تمہارا دکھ دکھائی دیتا ہے۔ میں جانتی ہوں تم ابھی اذیت سے گزر رہے ہو۔ میں تمہارا دکھ تو کم نہیں کر سکتی ہوں مگر اسے بانٹ تو سکتی ہوں۔"

روفی دیوار کو پکڑے ہوئے نوال کو دیکھتا رہا۔ پھر اس نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں روز اسی وقت تمہارے پاس آیا کروں گا۔ میرا انتظار کرنا!"

یہ کہہ کر روفی چلا گیا اور انتظار کی گھڑی ابھی سے نوال کے لیے شروع ہو گئی تھی۔)

نوال نے بمشکل خود کو ماضی سے نکالا۔جانے کیوں موقع محل دیکھے بغیر آج کل ماضی ان کے سامنے آنے لگا تھا۔شوہر کی فرمان برداری کرتے ہوئے اور ان کی بے اعتنائی سہتے ہوئے نوال کو پتہ ہی نہ چل سکا جس محبت کو وہ بھلا چکی تھیں،وہ تو ابھی بھی دل میں موجود تھی۔اسی وقت لاؤنج کی میز پر رکھے موبائل کی گھنٹی بجی۔نوال نے آگے بڑھ کر فون اٹھایا۔

"ہیلو کون؟"نوال نے کال اٹھاتے ہوئے پوچھا۔

دوسری طرف سے جو باتیں کہیں گئیں انہوں نے نوال کے اوسان خطا کر دیے۔

"کیا؟؟میں ابھی آرہی ہوں۔کون سا ہسپتال ہے؟"

****

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"عزاہ! عزاہ!"

رات کے اندھیرے میں اگر زینب کے گھر میں آؤ تو زینب شایان کے کمرے کی جانب بھاگتی ہوئی آئیں اور زور دروازہ کھٹکھٹانے لگ گئیں۔

عزاہ، جو کمرے کے فرش پر بیٹھی اپنے پاؤں پر ویزلین لگا رہی تھی، پھپھو کی آواز سن کر اٹھی اور دروازہ کھولا۔ زینب ہڑبڑاتی ہوئی اندر آئیں۔

"عزاہ! بھائی کو ہارٹ اٹیک ہو گیا ہے۔ بھابھی کی ابھی ابھی کال آئی ہے۔ وہ خود بھی ہسپتال جا رہی ہیں اور ہمیں بھی بلایا ہے۔"

زینب کی بات سن کر عزاہ کے پیروں تلے سے زمین نکل گئی۔

"کیا؟؟"

"ہاں عزاہ! ہمارے پاس وقت نہیں ہے۔ ہمیں جلدی نکلنا ہو گا۔"

Clubb of Quality Content

پھر انہوں نے مڑ کر بیڈ پر لیپ ٹاپ پر کام کرتے شایان کی جانب دیکھا جو اپنے آپ کو خاصا مصروف دکھا رہا تھا۔

"شایان! تمہیں الگ سے پیغام دینا ہو گا؟ جلدی سے گاڑی باہر نکالو۔ ہمیں جانا ہے۔" زینب نے شایان سے کچھ سخت لہجے میں کہا۔

"ماما آپ ڈرائیور کو ساتھ لے جائیں۔ مجھے یہ کام ختم کرنا ہے۔" شایان نے لیپ ٹاپ کی اسکرین پر دیکھتے ہوئے اکتا کر کہا۔

"شایان! تم کھڑے ہو رہے ہو یا نہیں؟" زینب نے اب مزید سختی سے پوچھا۔ شایان نے اپنی ماں کو بے بسی سے، پھر ان کے ساتھ کھڑی عزاہ کو غصے سے دیکھا۔ پھر مجبور ہو کر بیڈ پر سے کھڑا ہوا اور کمرے سے باہر چلا گیا۔

"میں اپنا بیگ کمرے سے لے کر آتی ہوں۔" زینب بھی کمرے سے باہر چلی گئیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

عزاہ بھی اپنے کمرے سے باہر نکل کر سیڑھیاں اترنے لگ گئی۔ تبھی اسے سیڑھیوں کے عین نیچے نمرہ کھڑی دکھائی دی۔ عزاہ کے سیڑھیاں اترتے قدم رک گئے۔ نمرہ نے اپنے دونوں ہاتھ سینے سے باندھے ہوئے تھے اور چہرے پر استہزایہ مسکراہٹ تھی۔

"کیا ہوا میرے پیارے ماموں جان کو؟" نمرہ کے لہجے میں مٹھاس تھی۔ عزاہ آہستہ آہستہ زینے اترنے لگ گئی اور نمرہ کے عین سامنے کھڑی ہو گئی۔

"ہارٹ اٹیک ہوا ہے تمہارے پیارے ماموں جان کو!" عزاہ نے الفاظ چبا چبا کر ادا کیے۔

"اوہ! بہت افسوس ہوا۔" نمرہ نے مصنوعی تاسف سے کہا۔

عزاہ کچھ سخت بول پاتی، اس سے پہلے ہی زینب تیزی سے سیڑھیاں اترتی نیچے آنے لگیں عزاہ اور نمرہ نے بیک وقت سیڑھیوں کی جانب دیکھا۔

"ماموں جان کو کیا ہوا ہے ماما؟" نمرہ کے لہجے میں زمانے بھر کی فکر مندی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"انہیں ہارٹ اٹیک ہوا ہے!" زینب عجلت سے کہتے ہوئے ان دونوں کے درمیان سے گزری۔

"میں بھی چلوں آپ لوگوں کے ساتھ ماموں جان کو دیکھنے؟" نمرہ نے پوچھا۔

"نہیں تم گھر پر رکو!" زینب یہ کہتی ہوئی گھر سے باہر نکل گئی۔

عزاہ اور نمرہ نے ایک دوسرے کو دیکھا۔ عزاہ کی نظروں میں کاٹ تھی جبکہ نمرہ کی نظروں میں تمسخر۔

عزاہ نمرہ کو یونہی دیکھتی ہوئی گھر سے باہر نکل گئی۔ گھر سے نکلتے ہوئے اسے نمرہ کا تمسخر بھرا قہقہہ بھی سننے کو ملا تھا۔

* *

عالیہ اپنے کمرے میں غنودگی کی حالت میں لیٹی تھی جب اسے دروازہ کھلنے کی آواز آئی۔اس کی آنکھیں پٹ سے کھولیں۔ آریان کمرے کے اندر آرہا تھا۔عالیہ نے اسے دیکھ کر کروٹ بدل لی اور چہرہ دوسری جانب موڑ لیا۔

"اوہ! تو محترمہ کو نیند آرہی ہے۔" آریان نے تمسخر سے کہا۔عالیہ نے کوئی رد عمل نہیں دیا۔وہ آریان کو نظر انداز کرنا چاہتی تھی۔

"اچھا تو نظر انداز بھی کیا جارہا ہے۔ویسے میرے پاس تمہارے لیے ایسی خبر ہے جسے سن کر تم یقیناً خوش ہو گی۔"عالیہ نے ابھی بھی مڑ کر نہیں دیکھا۔

آریان قدم قدم چلتا بیڈ کی اس طرف پہنچ گیا جہاں عالیہ کا چہرہ تھا۔عالیہ آنکھیں بند کیے لیٹی رہی۔اس نے ایک نظر مسکرا کر عالیہ کو دیکھا۔ پھر وہ تھوڑا سا نیچے جھکا اور سرگوشی جیسی آواز میں بولا۔

"بہت بہت مبارک ہو! تمہارے باپ کو ہارٹ اٹیک ہو گیا ہے۔"

آریان کی بات سن کر عالیہ فوراً اٹھ کر بیٹھی۔

"کیا بکواس کر رہے ہو تم؟!"عالیہ غصے سے بولی۔

آریان عالیہ کو یوں دیکھ کر استہزایہ مسکرایا۔

"وہی جو سچ ہے۔"

"لیکن۔۔۔"اس سے پہلے عالیہ کچھ کہہ پاتی۔

آریان یہ کہتے ہوئے باہر چلا گیا۔

"ہیپی سلیپنگ!"

پیچھے عالیہ اپنا سر پکڑ کر بیٹھی تھی۔یہ سب کیا ہو رہا تھا آخر؟؟؟

* *

ناولز کلب
Clubbing Quality Collection

نویں جماعت کے اسٹوڈنٹ کو ریاضی کی مشق سمجھا دینے کے بعد اس نے اپنے سامنے رکھے لیپ ٹاپ کی اسکرین ڈھال دی اور بیڈ کے ایک طرف رکھ دیا۔

جو وہم صبح سے اسے تنگ کر رہے تھے ایک بار پھر سر اٹھا چکے تھے۔ اس کے دل کی گھبراہٹ بڑھتی جا رہی تھی۔ کچھ ہو چکا تھا؟ لیکن وہ تھا کیا؟

وہ اسی سوچ میں ڈوبی تھی جب اس نے جے ٹی کو باتھ روم سے باہر نکلتے دیکھا۔ اس کا حلیہ خاصا شوخ تھا۔ اس کی تیاری صاف صاف بتاتی تھی وہ کسی پارٹی میں جانے والی تھی۔

جائی یانہ نے گھڑی پر وقت دیکھا۔ اس وقت رات کے نو بج رہے تھے۔ پارٹی یقیناً رات کو دیر تک جاری رہنی تھی اور ہاسٹل میں گیارہ بجے تک پہنچنا لازمی تھا۔ جے ٹی اتنا وقت باہر گزار کر آتی تھی تو کوئی اسے پوچھتا کیوں نہیں تھا۔

"سنو جے ٹی!" جائی یانہ نے اسے مخاطب کیا۔

"ہاں بولو!" اس نے خاصے مصروف انداز میں کہا۔ جے ٹی میک اپ کے ڈبے پر جھکی اپنی پسندیدہ لپ اسٹک تلاش کر رہی تھی۔

"تم اتنی دیر باہر گزار کر آتی ہو لیکن رات گیارہ بجے تک تو ہاسٹل پہنچنا ہوتا ہے، تمہیں اتنی چھوٹ کیوں ہے؟"

جے ٹی مسکرائی۔ اسے وہ لپ اسٹک مل گئی تھی جس کے لیے اس نے اپنے میک اپ کا پورا ڈبہ کھنگال لیا تھا۔

"وہ اس لیے سوئیٹ ہارٹ، میں نے اس ہاسٹل کے بڑے اچھے بندے سے بنا کر رکھی ہے۔ میں اسے فیورز دیتی ہوں اور وہ مجھے فیورز دیتا ہے۔"

"اچھا کس سے؟" جائی یانہ کچھ آگے کو ہوئی۔ اس کے ذہن میں ہاسٹل انتظامیہ کے ہر اہم شخص کا نام آیا مگر جے ٹی کا جواب جائی یانہ کی سوچ سے بہت مختلف تھا۔

"ہاسٹل کے چوکیدار سے!"

جائی یانہ کا دماغ بھک سے اڑا۔

"کیا؟"

"ہاں!" جے ٹی نے لپ اسٹک کا ڈھکن کھولا۔ شوخ لال رنگ کی لپ اسٹک اب اس کے سامنے تھی۔ "چھوٹے چھوٹے عہدوں کے لوگوں سے ہمیشہ بنا کر رکھنی چاہیے کیونکہ ان کے پاس بااختیار لوگوں سے زیادہ اختیار ہوتے ہیں۔ میں چوکیدار کو ہمیشہ کچھ پیسے قرض کے طور پر دے دیتی ہوں اور وہ اس قرض کے بوجھ تلے مجھے ہاسٹل اپنے مرضی کے وقت پر آنے جانے دیتا ہے۔ اگر کبھی مجھے کوئی پکڑ بھی لے تو چوکیدار ہمیشہ کوئی نا کوئی جھوٹ بول کر مجھے بچا لیتا ہے کیونکہ اگر میں پکڑی گئی تو نوکری سے تو وہ بھی جائے گا۔"

اب لال رنگ کی لپ اسٹک وہ اپنے ہونٹوں پر لگانے لگی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ویسے تمہارا تمہارے بوائے۔۔۔ میرا مطلب ہے شوہر سے کوئی جھگڑا ہوا ہے، اس نے آج تمہیں کال نہیں کی۔" لپ اسٹک لگانے کے بعد اس نے پوچھا۔

"تمہیں میرے شوہر میں بڑا انٹرسٹ ہے؟" جائی یانہ نے تنک کر پوچھا۔

"مجھے اس میں یا تم میں نہیں بلکہ تمہارے اس کیوٹ سے کپل میں انٹرسٹ ہے۔ تم دونوں ایک ساتھ خاصے کیوٹ لگتے ہو۔"

جائی یانہ نے اس کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ لیٹ گئی اور چادر سر تک اوڑھ لی۔ اسے پھر سے گھبراہٹ محسوس ہونے لگ گئی۔ ایسا لگتا تھا سانس بند ہو جائے گی۔

"جے ٹی!" اس نے چادر سر پر اوڑھے ہوئے جے ٹی کو بلایا۔

"ہمم!" جے ٹی اب اپنے بیڈ پر بیٹھی سینڈل پہن رہی تھی۔ اس نے سینڈل کی اسٹریپ بند کرتے ہوئے ہنکارا بھرا۔

"مجھے بے چینی ہو رہی ہے۔ عجیب عجیب طرح کے خیالات آ رہے ہیں۔ کیا تمہارے پاس کوئی حل ہے؟"

جے ٹی نے ایک نظر بیڈ پر لیٹی اپنی روم میٹ کو دیکھنا چاہا مگر اس نے اپنا پورا وجود چادر سے چھپایا ہوا تھا۔

"مجھے پتہ ہے تمہارے ساتھ کیا ہوا ہے؟!" جے ٹی نے دونوں پاؤں میں سینڈلز پہن لیے تھے۔ اس لیے جب وہ اپنے بیڈ پر سے اٹھ کر جائی یانہ کے بیڈ پر بیٹھنے کے لیے آئی، تو ہیل کی ٹک ٹک کی آواز پورے کمرے میں گونجی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کیا؟"جائی یانہ اٹھ کر بیٹھ گئی۔اس کے چہرے پر بے بسی صاف ظاہر تھی۔اس نے جے ٹی کے بیٹھنے کے لیے اپنے پاؤں سمیٹ لیے تھے۔جے ٹی جائی یانہ کے بالکل سامنے بیٹھ گئی اور جائی یانہ کے ہاتھوں کو پکڑ کر اپنے ہاتھ میں لیا۔

"تم نے اپنے شوہر کو ناراض کیا ہے ناں۔اس لیے تم اتنی بے چین ہو۔میری ماں کہتی تھی شوہر کی نافرمان عورت کو مرتے دم تک چین نہیں ملتا۔"

"کیا؟؟؟"جائی یانہ نے منہ پھاڑ کر جے ٹی کو دیکھا۔جے ٹی کی سوئی ابھی تک زید پر اٹکی ہوئی تھی۔

"ہاں نا!تم بھلے نہ بتاؤ مگر میں جانتی ہوں تم دونوں کے درمیان لڑائی ہوئی ہے۔اس لیے تو آج اس کی ایک بھی کال نہیں آئی۔میں تو کہتی ہوں ابھی اسے کال کرو اور منالو۔"

جائی یانہ جے ٹی کی بات سن کر اپنے ہاتھ چھڑائے اور دھم سے لیٹ گئی۔

"جے ٹی مجھے لگ رہا ہے تمہیں پارٹی میں جانے میں دیر ہو رہی ہے۔"جائی یانہ نے چادر منہ پر اوڑھ لی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"بس دیکھا! یعنی میں صحیح سوچ رہی تھی۔ تمہیں شادی نہیں کرنی چاہیے تھی اور اب اگر کر لی ہے تو اپنے شوہر کو خوش رکھو۔ مجھے دیکھو میری عمر کی لڑکیاں شادی تو کیا میری ماں کے مطابق چار بچوں کی ماں بھی بن جاتی ہیں مگر میں نے نہیں کی، پوچھو کیوں؟ کیونکہ مجھے پتہ ہے میں اپنے شوہر کا حق پورا نہیں کر پاؤں گی۔ اس لیے میں ابھی اپنی زندگی سنگل ہی انجوائے کر رہی ہوں۔"

"تمہارے مشورے کا بے حد شکریہ جے ٹی! میں تمہارے دیے ہوئے مشورے پر ضرور عمل کروں گی۔" جائی یانہ نے جل کر کہا۔

"شکریہ کی کیا بات؟ انسان ہی انسان کے کام آتا ہے۔" جے ٹی نے خاصی عاجزی سے کہا اور اپنا بیگ پکڑ کر کمرے سے باہر چلی گئی۔

جیسے ہی جائی یانہ کو کمرے کا دروازہ بند ہونے کی آواز آئی۔ اس نے چہرے پر سے چادر اٹھائی اور خود کلامی کی۔

"اس عورت سے مشورہ لینے سے بہتر ہے میں اپنا سر دیوار پر مار لوں۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

* *

ہسپتال کی راہداریوں میں چلتے ہوئے جیسے ہی زینب کی نظر راہداری میں رکھی کرسی پر بیٹھی نوال پر پڑی تو زینب بھاگ کر ان کے پاس چلی گئیں۔ نوال بھی زینب کو اپنے پاس آتا دیکھ کر کھڑی ہوئیں اور زینب کے گلے لگ گئیں۔

"بھابھی یہ کیا ہو گیا؟" زینب نے رندھی آواز میں کہا۔

"پتہ نہیں کس منحوس کی نظر کھا گئی ہمارے گھر کو!" نوال کی آواز جب زینب کے پیچھے کھڑی عزاہ کے کانوں میں گئیں تو اس کے ذہن میں ایک دم نمرہ کا چہرہ بنا۔ وہ بے بسی سے اپنی ماں کو روتا ہوا دیکھ رہی تھی۔

"ہسپتال والے تو بتا رہے ہیں اشفاق ماموں شام کے وقت ایڈمٹ ہوئے تھے۔ آپ نے ہمیں کچھ جلدی نہیں بلا لیا۔" شایان نے اس وقت بھی طنز کرنا نہیں چھوڑا۔

"بیٹا مجھے تو خود ابھی کچھ دیر پہلے پتا چلا ہے۔ اشفاق کا موبائل نہیں مل رہا تھا۔ اس لیے اتنی دیری ہو گئی۔ یہ کال بھی مجھے اشفاق کے دوست ڈاکٹر حفیظ نے کی ہے جو اسی ہسپتال میں کام کرتے ہیں۔"

"اچھا!" شایان نے اتنی لمبی وضاحت پر ایک لفظی جواب دیا اور کرسی پر بیٹھ گیا۔ وہ جانتا تھا اب ان خواتین کے رونے دھونے اور ایک دوسرے کو تسلی دینے کا پروگرام تھا اور اسے ان سب سے سخت قسم کی چڑ تھی۔

زینب نے نوال کو بھی کرسی پر بٹھایا اور خود بھی ان کے بیٹھ کر اپنی بھابھی کو حوصلہ دینے لگ گئیں۔ عزاہ فرش کو گھور رہی تھی۔ وہ انگلی میں موجود اپنی ویزلین کو مسل رہی تھی۔ اس کا دماغ حال کی بجائے مستقبل میں لگا ہوا تھا۔ وہ جاننا چاہتی تھی کہ آگے کیا ہونا تھا اور اس نے کیا کرنا تھا۔۔۔

* *

ملاقات سے ایک دن پہلے

عالیہ کی پوری رات کانٹوں پر گزری تھی۔ آریان کے کمرے سے جانے کے بعد وہ ایک ہی حالت میں بیڈ پر بیٹھی رہی۔ وہ ساری رات یہ سوچتی رہی تھی کہ آریان نے جو کہا تھا، کیا وہ سچ ہے اور اگر یہ واقعی میں سچ تھا تو اب آگے کیا ہو گا؟

اس کا باپ ٹھیک ہو گا یا پھر ابھی بھی زندگی اور موت کی کشمکش میں گھرا ہو گا؟ اگر اشفاق اس جنگ میں ہار گئے تو؟

اس سے آگے عالیہ سوچنا نہیں چاہتی تھی۔ اسے بے اختیار اپنی دونوں بہنوں کی زندگیوں پر رشک آیا۔ بھلے ہی نمرہ اور مسز جہانگیر نے ان کی زندگیاں خراب کر دی ہونگی مگر وہ پھر بھی اپنے باپ سے ملنے تو جا سکتی تھیں۔ وہ اپنی ماں کا حوصلہ بڑھا رہی ہونگی لیکن اس میں کسی کا قصور نہیں تھا۔ عالیہ نے تو خود ان رشتوں کو دور کیا تھا۔ اب وہ شکوہ کر سکتی تھی نہ شکایت۔ اب بس جو اس کے پاس رہ گیا تھا وہ پچھتاوا تھا جو وہ بہت اچھے سے کر رہی تھی۔

بکھرے ہوئے بالوں کے ساتھ اس نے بیڈ کے تاج سے سر ٹکایا اور دعا مانگی۔

"یا اللہ میرے باپ کو صحت دے۔ ان کا سایہ ہمارے سر پر سلامت رکھنا۔ یا اللہ مجھے اتنی مہلت دے دینا میں اپنے باپ سے اپنے کیے گناہوں کی معافی مانگ سکوں۔"

دعا مانگنے کے بعد اس نے آنکھیں موند لیں۔ اس کی بند آنکھوں سے آنسوں کا قطرہ نکلا جو اس کے گال سے لڑھکتا ہوا نیچے گر گیا۔ اسی وقت ملازمہ ناشتے کی ٹرے لیے اندر آئی اور ناشتہ میز پر رکھ دیا۔ عالیہ نے آنکھیں پٹ سے کھولیں اور ملازمہ کی جانب رخ کیا۔

"سنو!! مسز جہانگیر یا آریان کو تو بلا دو۔" عالیہ کے لہجے میں التجا تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ان لوگوں نے کہا ہے وہ ابھی آپ سے ملنے نہیں آسکتے۔" یہ کہہ کر ملازمہ واپس چلی گئی۔

عالیہ نے سر پکڑ لیا۔

* *

"آپ کے پیشنٹ اب خطرے سے باہر ہے۔ ہم کچھ دیر بعد انہیں کمرے میں شفٹ کر دیں گے۔ پھر آپ لوگ ان سے مل سکتے ہیں۔"

پوری رات آنکھوں پر کاٹنے کے بعد انہیں یہ خوشخبری ملی تھی۔ ڈاکٹر حفیظ شایان کو بتا رہے تھے جو سینے پر ہاتھ باندھے بڑے غور سے ان کی بات سن رہا تھا۔

شایان کے پیچھے کھڑی نوال اور زینب نے ایک ساتھ رب کا شکر ادا کیا لیکن عزاہ کا چہرہ ابھی تک سنجیدہ تھا۔ ڈاکٹر کے جاتے ساتھ ہی شایان مڑا اور اپنی ماں کو بتایا۔

"میں آفس جا رہا ہوں۔ اگر ضرورت ہو، تو بلائیے گا۔ خدا حافظ!" یہ کہہ کر شایان زینب کو کچھ کہنے کا موقع دیے بغیر چلا گیا۔

"میں ذرا شکرانے کے نوافل ادا کر آؤں۔" نوال زینب سے علیحدہ ہوتے ہوئے بولیں اور راہداری میں لوگوں کے ہجوم میں گم ہو گئیں جبکہ عزاہ ابھی تک فرش کو یونہی گھور رہی تھی۔ اس کے چہرے پر ایک غیر آرام دہ تاثر تھا۔

زینب نے اپنی بہو کو دیکھا اور پھر اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے حوصلہ دینا چاہا۔

"تم فکر نہ کرو ڈاکٹر کہہ کر گئے ہیں خطرے کی کوئی بات نہیں رہی ہے۔"

زینب کی بات سن کر عزاہ تھکی تھکی سی مسکرائی۔

"میں تو کہتی ہوں تم گھر چلی جاؤ۔ کچھ دیر کے لیے سو آؤ، تم فریش ہو جاؤ گی۔"

"نہیں پھپھو میں ابھی یہی پر ہوں۔ میں تو کہتی ہوں آپ گھر جا کر آرام کر آئیں۔ پھر رات کو آپ ہسپتال رک جایے گا اور میں گھر چلی جاؤں گی۔"

"ہمم! چلو ٹھیک ہے۔"

زینب کو اس کی تجویز کافی اچھی لگی تھی۔ اس لیے انہوں نے اس کی بات مان لی۔ زینب کے جانے کے بعد عزاہ کرسی پر بیٹھ گئی اور سر ہاتھوں میں رکھ دیا۔ آج رات اسے گھر پر رکنا ہی رکنا تھا۔

****

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

حال

"ایک سیکنڈ! ایک سیکنڈ!"

جائی یانہ نے عزاہ کی بات سنتے ہوئے اسے ٹوکا۔

"آپ کہہ رہی ہیں نمرہ ہم لوگوں سے بدلہ لینا چاہتی ہے مگر کس بات کا؟ ہم نے اس کے ساتھ کیا کیا ہے؟"

جائی یانہ کے سوال پر عزاہ تھوڑی سی دیر کے لیے رکی۔

"یہ میں خود بھی نہیں جانتی لیکن میرا یقین کرو میں سچ کہہ رہی ہوں۔ ہمارے ساتھ جو کچھ بھی ہو رہا ہے، اس میں نمرہ کا ہاتھ ہے۔ اسی نے عالیہ کو ایک لڑکے کے ساتھ بھاگنے پر اکسایا تھا، اسی نے شایان کو مجھ سے شادی پر رضامند کیا تھا اور اسی کی وجہ سے تمہارے نکاح والے دن اتنا تماشا لگا۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"مجھے یقین نہیں آرہا!" جائی یانہ نے بے یقینی سے نفی میں گردن ہلائی۔ "کہیں زید بھی تو ان سب میں شامل نہیں ہے؟"

"نہیں مجھے نہیں لگتا تمہارا شوہر ان سب میں شامل ہے۔" عزاہ نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"آپ کو کیسے پتہ؟" جائی یانہ نے ابرو اٹھا کر عزاہ سے سوال کیا۔

"کیونکہ جس دن تمہاری شادی زید کے ساتھ ہوئی تھی اسی دن میں نے نمرہ کو عالیہ کے شوہر سے بات کرتے سنا تھا۔ عالیہ کا شوہر تمہارے شوہر کا کزن ہے۔ نمرہ کو پچھتاوا تھا تمہاری شادی زید سے کیوں ہوئی۔ وہ اپنے کسی بندے سے تمہاری شادی کروانا چاہتی تھی۔"

"اوہ!"

"اور آپ کو کیسے پتہ چلا میں یہاں پر ہوں؟"

عزاہ یہ بات سن کر مسکرائی۔

"کیونکہ میری پیاری بہن میں پانچ دن پہلے تمہاری یونیورسٹی آئی تھی اور تمہاری دوست نائلہ سے ملی تھی۔"

"کیا؟؟" آج کا دن جائی یانہ کو انکشافات کا دن لگ رہا تھا۔ "آپ نائلہ سے ملی تھیں تو اس نے مجھے کیوں نہیں بتایا؟"

"میں نے ہی اسے منع کیا تھا۔ میں نہیں چاہتی تھی اس وقت تمہیں یا کسی اور کو پتہ چلے۔ ویسے میں نے تمہیں ایک لڑکے کے ساتھ بیٹھے دیکھا تھا۔ نائلہ سے پوچھا تو اس نے بتایا یہ لڑکا تمہارا شوہر ہے تم دونوں دور بیٹھے ہوئے، کسی بات پر ہنس رہے تھے۔ خاصے کیوٹ لگتے ہو تم دونوں!"

یہ بات سن کر جائی یانہ کے گال ایک دم سے لال ہو گئے۔

"آپ مجھ سے ملنے یونیورسٹی آئیں اور کسی کو شک بھی نہیں ہوا؟" جائی یانہ نے موضوع جلدی سے بدلا۔

"نہیں میں نے پھپھو کو بتایا تھا میں امی کے گھر جا رہی ہوں۔" عزاہ نے اسے آرام سے بتایا۔

"اور آپ اس وقت یہاں کیسے پہنچ گئیں؟ اگر نمرہ واقعی میں اتنی چالاک ہے تو اسے ڈبل کراس کرنا تو کافی مشکل ہو گا!"

"یہ ایک لمبی کہانی ہے!" عزاہ کی نظروں کے سامنے منظر ابھرا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

(صبح کے اجالے میں سنہری آنکھوں والی لڑکی پورچ میں کھڑی گاڑی کو گھور رہی تھی۔اس کی نظریں گاڑی کے اوپری دھر سے ہوتی ہوئی ٹائر تک پہنچی۔لڑکی کی آنکھیں جگمگا گئیں۔

کچھ دیر کے لیے وہ اندر گئی اور پھر دوبارہ پورچ میں واپس آ گئی۔اس کے ہاتھ میں اس دفعہ کیل تھی۔اس نے گاڑی کی پچھلی طرف کے دونوں ٹائروں میں کیل چبھادی۔دونوں ٹائر پنکچر ہو گئے۔

اس کے بعد وہ اندر آئی اور ملازمہ سے نمرہ کا پوچھا۔اس نے بتایا نمرہ صبح گئی تھی اور ابھی تک واپس نہیں آئی۔سنہری آنکھوں والی لڑکی کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی۔اس کا پلان کافی اچھے سے آگے بڑھ رہا تھا۔پھر وہ دبے پاؤں اپنے کمرے میں گئی۔اس کے کمرے کا دروازہ ڈھلا ہوا تھا۔لڑکی نے باہر سے ہی ڈھلے ہوئے دروازے سے جھانکا۔ایک مرد بستر پر لیٹا آرام سے سو رہا تھا۔وہ جانتی تھی وہ مرد رات دیر سے گھر آیا تھا تو ابھی اس کا اٹھنا تھوڑا مشکل ہے۔وہ دبے پاؤں کمرے سے واپس چلی گئی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کچھ دیر بعد اس نے ڈرائیور کو بلایا اور گاڑی ٹھیک کروانے کے لیے مکینک کے پاس بھیج دیا۔ پھر وہ خود ملازمہ کو ہسپتال جانے کا بتا کر ٹیکسی لی اور نائلہ کے بتائے ہوئے ایڈریس پر ہاسٹل پہنچ گئی۔)

"پھر کسی دن بتاؤں گی، ابھی میرے پاس بالکل بھی وقت نہیں ہے۔ اس وقت میں تمہیں ایک اہم کام بتانے جا رہی ہوں۔" عزاہ کے چہرے سے اب مسکراہٹ جا چکی تھی اس کی جگہ سنجیدگی نے لے لی تھی۔

"میں نے پورے ایک ہفتے نمرہ کے سامنے بے بسی کا ناٹک رچایا ہے۔ اس کا فائدہ مجھے یہ ہوا میں پورا ہفتہ اس پر نظر رکھ پائی ہوں۔ تمہاری شادی کے دن مجھے پتہ چل گیا تھا عالیہ کو نمرہ، اور عالیہ کے شوہر نے قید میں رکھا ہوا ہے۔ اگر مجھے یہ پتہ نہ ہوتا کہ عالیہ ان کی قید میں ہے، تو میں شاید اسی دن پھپھو کا گھر چھوڑ کر بھاگ جاتی۔ وہاں رہنا پہلے ہی میرے لیے مشکل تھا اور نمرہ کی اصلیت جان کر تو ایک پل کے لیے ناممکن لگا مگر عالیہ کے بارے میں سن کر۔۔۔۔!"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس سے آگے عزاہ کچھ بول نہ پائی۔اس کی سنہری آنکھوں میں نمی بھر آئی۔جائی یا نہ کو اس بار بھی نہ چاہتے ہوئے بھی حیرت کا اور جھٹکا لگا تھا۔

* *

آریان واقعی میں اپنی بات کا سچا تھا۔وہ اور مسز جہانگیر اس کے کمرے میں نہیں آئے تھے۔پرسوں رات سے اب تک وہ دعائیں مانگ رہی تھی۔

کھانے کی ٹرے ان چھوئی میز پر پڑی تھی۔حلق سے ایک نوالہ بھی اترنا اس کے لیے مشکل ہو گیا تھا۔

اسے بس ایک ہی فکر لگی تھی اگر اس کے باپ کو کچھ ہو گیا تو پھر اس کا کیا ہو گا؟ وہ تو ایک بار بھی اپنے بابا سے معافی نہیں مانگ پائی تھی۔ اگر اس کے بابا اس سے ناراض ہی دنیا سے چلے گئے، تو وہ شاید کبھی بھی خود کو معاف نہیں کر پائے گی۔ وہ آخر کرے کیا؟!

اسی وقت کمرہ کھلنے کی آواز آئی۔ وہ کب سے اسی آواز کا انتظار کر رہی تھی۔ وہ فوراً سے بیڈ پر سے اتری اور نووارد کو دیکھنا چاہا۔

آنے والے کو دیکھ کر اس کی سنہری آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

* *

"مجھے سمجھ نہیں آرہا آخر تم ہمارے ساتھ کیوں نہیں آرہی؟"

نگینہ آنٹی سر پر ڈوپٹہ اوڑھے، صوفے پر بیٹھی تھیں۔ ان کے پاس ہی شایان بیٹھا ہوا تھا جس کی کمر نگینہ بیگم وقفے وقفے سے سہلا رہی تھیں جبکہ زینب سر تانے کھڑی تھی۔ اس نے کندھے سے اپنی بیٹی کو لگایا ہوا تھا۔ اس نے سفید رنگ کا لباس پہنا ہوا تھا۔ نیٹ کا سفید ڈوپٹہ اس کے بالوں کو چھپانے کی ناکام کوشش کر رہا تھا۔ نگینہ بیگم اپنی بہو کو تیکھی نگاہوں سے گھور رہی تھیں۔

"تم چاہتی تھی تم عدت اسی گھر میں گزارو۔ ہم نے یہ بات مان لی مگر تم ابھی بھی یہاں رہنے پر بضد ہو۔ جب میرا بڑا بیٹا جب تم لوگوں کا کفیل بننا چاہتا ہے، تو تم اس بات کی کیوں مخالفت کر رہی ہو؟" نگینہ بیگم آج بہت تلخ لہجے میں تھیں۔

"ان دونوں کو دیکھ رہی ہیں آپ؟" زینب ان ہی کے انداز میں بولی۔ "یہ جو کچھ بھی کر رہی ہوں، اپنے ان ہی دونوں بچوں کے لیے کر رہی ہوں۔ ان کا باپ ضرور مرا ہے مگر ان کی ماں ابھی زندہ ہے اور اس میں اتنی طاقت ہے وہ اپنے بچوں کی روٹی خود کما سکے اور کسی دوسرے پر انحصار نا کرے۔"

"وہ کوئی دوسرا نہیں ہے ان بچوں کا تایا ہے۔ وہ ان کا اپنا ہے۔" نگینہ بیگم نے غصے سے زینب موبآور کروایا۔

"جی میں اچھے سے جانتی ہوں وہ بچوں کا تایا ہے مگر وہ میرے بچوں کے ساتھ مخلص نہیں ہے۔" زینب نے آج کسی قسم کا لحاظ نہیں رکھا تھا۔

"زبان سنبھال کر بات کرو لڑکی!" نگینہ بیگم طیش میں اس قدر اونچا بولیں کہ ان کے پاس بیٹھا ننھا شایان, سہم کر ان کے پاس سے اٹھ کر اپنی ماں کی ٹانگوں سے لگ گیا۔

"جی میں زبان سنبھالی رکھوں اور آپ کا بیٹا! وہ میرے شوہر کا پورا کاروبار سنبھال چکا ہے۔ اس نے میرے اور عمر کے سارے شیئرز اپنے نام کروالیے ہیں اور آپ کہتی ہیں میں اپنے بچوں کا مستقبل ایسے دھوکے باز شخص کو دوں!"

"تو بی بی تم نے عدت میں بھی اپنے شوہر کے دفتر میں جانا تھا۔ ایک تو میرے بیٹے نے تمہارا لحاظ کرتے ہوئے اپنی نوکری چھوڑ کر بھائی کا کاروبار سنبھالا اور تم ہو میرے بیٹے کو

ہی برا بھلا کہے جا رہی ہو۔ یہ مت بھولو تم ابھی کھڑی میرے مرے بیٹے کے گھر میں کھڑی ہو اور اگر میں چاہوں تو دھکے دے کر نکال سکتی ہوں!"

نگینہ بیگم نے گردن اکڑا کر کہا۔ زینب نے اگلے ہی پل ان کی یہ خوش فہمی دور کر دی۔

"کس بیٹے کا مکان؟ یہ گھر میرے نام ہے۔"

یہ بات سن کر نگینہ بیگم کو جھٹکا لگا۔

"تمہارا دماغ تو درست ہے؟"

"جی میرا دماغ بالکل ٹھیک ہے۔ کیا آپ کے بیٹے نے آپ کو بتایا نہیں وہ یہ گھر کب کا میرے نام کر چکا ہے؟" زینب نے اس بار ابرو اٹھا کر تیکھی مسکراہٹ کے ساتھ پوچھا۔

"ناممکن! ایسا ہو ہی نہیں سکتا۔ میرا بیٹا ایسا کچھ بھی کرنے سے پہلے مجھ سے ضرور پوچھتا۔" نگینہ بیگم نے بے یقینی سے کہا۔

"آپ کے بیٹے نے تو اور بھی بہت کچھ آپ سے پوچھے بغیر کیا ہے۔ لیکن خیر!" زینب نے سنسنی انداز میں بات ادھوری چھوڑی۔ "اب آپ مجھے اس گھر سے نہیں نکال سکتیں۔"

نگینہ بیگم کچھ پل کے گنگ ہو گئیں۔ ان کی نظر زینب کے ساتھ کھڑے شایان پر گئی۔

"تم میرے ساتھ نہیں جا سکتی تو ٹھیک ہے لیکن میں اپنے بیٹے کی نشانی کو تمہارے پاس نہیں چھوڑوں گی۔" نگینہ بیگم نے اب کی بار بازی پلٹی اور اپنی جگہ سے کھڑے ہو کر شایان کو پکڑنا چاہا۔

شایان اپنی دادی کے ارادے بھانپ گیا تھا، اسی لیے اپنی ماں کی ٹانگوں کو مضبوطی سے پکڑ لیا۔ زینب نے اپنا ایک ہاتھ شایان کی کمر پر رکھا اور غرا کر بولی۔

"خبردار جو آپ نے میرے بچے کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی دیکھا، میں بتا رہی ہوں میں آپ کی عمر کا لحاظ نہیں کروں گی۔"

"تو تم کیا سوچتی ہو میں اپنے خون کو تمہارے اور تمہاری منحوس بیٹی کے پاس چھوڑوں گی جو آتے ساتھ ہی اپنے باپ کو کھا گئی!"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اب زینب کی بس ہو گئی تھی۔ وہ قدم قدم چلتی نگینہ بیگم کے پاس آئی اور ان کی آنکھوں میں دیکھا۔ زینب کی سیاہ آنکھوں میں اس قدر سفاکیت دکھائی دے رہی تھی کہ نگینہ بیگم ایک قدم پیچھے ہوئیں۔

"میری بیٹی کو منحوس مت بولیں۔ میں نے کہا نا میں بس آپ کی عمر کا لحاظ کر رہی ہوں۔ بہتر ہو گا آپ خود میرے گھر سے باہر نکل جائیے کیونکہ اس عمر میں آپ کو دھکے دیتے ہوئے مجھے اچھا نہیں لگے گا۔"

"میرا بیٹا ہی دیکھے گا اب تمہیں!" نگینہ بیگم کو اس سے خوف آرہا تھا۔ نگینہ بیگم اس کے سامنے سے ہٹتی ہوئیں، اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئیں۔ وہ اپنا سامان سمیٹنے جا رہی تھیں۔

"آپ کا بیٹا مجھے دیکھنے نہ ہی آئے تو بہتر ہے۔ اس کے خلاف فراڈ کا تگڑا کیس تیار ہے۔ میرے پاس ثبوت اور گواہ دونوں ہیں۔ اور قانون یہی دونوں چیزیں مانگتا ہیں۔"

زینب کی آواز نگینہ بیگم کے کمرے تک پہنچ گئی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

* *

"کیسی ہو پیاری دوست؟"

نمرہ کے چہرے پر تپاد ینے والی مسکراہٹ تھی۔ وہ قدم قدم چلتی عالیہ کے بالکل سامنے کھڑی ہو گئی۔ عالیہ کے چہرے پر اس وقت بس حیرانگی تھی۔

کیا کوئی شخص دوست کو اس قدر دھوکا دے دینے کے بعد بھی یوں ڈھٹائی سے کھڑا ہو سکتا تھا؟ وہ جانتی تھی نمرہ نے اسے دھوکا دیا تھا مگر اپنا دھوکا کھل جانے کے بعد بھی دھوکے باز کو شرم نہیں آتی ہے؟ نمرہ کو کیا بالکل بھی احساس نہیں تھا وہ دوستی جیسے رشتے کو کس طرح استعمال کر چکی تھی۔

"نمرہ!"

عالیہ نے اسے پکارا۔ آج یہ نام کسی اجنبی کا نام لگتا تھا۔

"ہاں!"

"کیا ہم دونوں کے درمیان اتنے سالوں سے کبھی کچھ نہیں تھا؟"عالیہ کی آنکھوں میں نمی بھرنے لگ گئی۔ وہ دوست جو اس کے نزدیک بہت بیوقوف تھی، آج پتہ چلا تھا وہ کتنی سمجھدار تھی۔ اگر ان سب میں کوئی بیوقوف تھا، تو وہ بس عالیہ ہی تھی۔

"نہیں تو، ہمارے درمیان ایک بہت انوکھا رشتہ تھا عالیہ!"سیاہ آنکھیں سرد تھیں، جو سنہری آنکھوں کی نمی کو بھی جما رہی تھیں۔"ہم دونوں نے یک طرفہ جذبات سے ایک انوکھا رشتہ بنا ہے۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

سنہری آنکھیں اب اپنی جگہ جامد تھیں۔

"تم نے اس جذبے میں یک طرفہ محبت ڈالی اور میں نے یک طرفہ نفرت! میں تم سے شروع سے ہی نفرت کرتی آئی ہوں۔"

"تم جب کراچی سے اسلام آباد آئی تھی؟"عالیہ نے پوچھا۔

"ہاں! جب میں نے تمہارے گھر میں پہلا قدم رکھا تھا اور تمہیں دیکھا تھا تب سے مجھے تم بری لگنے لگی تھی۔"

"اس کا مطلب ہے عزاہ...!"

"ہاں تم بالکل ٹھیک سوچ رہی ہو۔ وہ ہمیشہ سے صحیح تھی۔ اگر کوئی بیوقوف تھا تو وہ تم تھی۔" نمرہ نے عالیہ کی بات کاٹی۔ اس کے چہرے پر شیطانی مسکراہٹ تھی۔

"واقعی میں ان سب میں اگر کوئی بیوقوف تھا تو وہ میں ہی تھی!"

عالیہ نے دھیمے لہجے میں کھلے عام اعتراف کیا تھا۔

* *

"آپ دونوں کے درمیان تو کبھی بنتی نہیں تھی ناں!"جائی یانہ کا اشارہ عزاہ اور عالیہ کے گزشتہ تعلقات پر تھا۔اس کے بولنے پر عزاہ تلخی سے مسکرائی۔

"ایک دوسرے کو ناپسند کرنے کا یہ مطلب تھوڑی ہے میں اس سے نفرت کرتی ہوں۔ہم لوگوں نے ایک لمبا عرصہ ساتھ گزارا ہے۔ہم دونوں کے درمیان ایک وقت میں بہت محبت تھی۔بس ایک لڑائی نے ہم دونوں کو دور کر دیا۔وہ لڑائی جو ہم دونوں کے درمیان ہوئی تھی یا پھر اب اگر دیکھوں تو ایسا لگتا ہے یہ لڑائی ہم دونوں کے درمیان کروائی گئی تھی۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

جائی یانہ عزاہ کو غور سے دیکھنے لگ گئی۔آج پہلی بار وہ یہ بات کسی کو بتانے جا رہی تھی۔

کیا تم اس کے لیے تیار ہو؟

* *

باب نمبر گیارہ

"یہ اس وقت کی بات ہے، جب ہم دونوں ایک دوسرے کے بہت قریب ہوا کرتے تھے۔"

سنہری آنکھیں اپنے سامنے اپنا ماضی ایک بار پھر دہرا رہی تھیں۔

("یہ اس وقت کی بات ہے جب تم دونوں ایک دوسرے کے بہت قریب ہوا کرتے تھے۔" سیاہ آنکھوں والی لڑکی کے چہرے پر استہزاء تھا۔ اس نے اپنے جملے کے آخری دو الفاظ "قریب تھے" خاصے زور لگا کر کہے تھے۔

اس کے سامنے کھڑی سنہری آنکھوں والی لڑکی، سیاہ آنکھوں کا طنز بخوبی محسوس کر چکی تھی۔)

"ہمارے درمیان سب کچھ ٹھیک تھا۔ ہم دونوں ایک دوسرے سے لڑتے نہیں تھے۔ جو بھی کام کرنا ہوتا تھا، ہم ساتھ کرتے تھے۔ اگر کوئی بات بری لگ جاتی تو پھر زیادہ دیر تک ایک دوسرے سے ناراض نہیں رہ پاتے۔ کوئی دوسرا ہمیں دیکھتا تو اسے ہم بہنیں کم، دوستیں زیادہ لگتی تھیں۔" یہ باتیں بتاتے ہوئے اس کے چہرے پر دلکش مسکراہٹ سج گئی تھی۔ سنہری آنکھوں والی لڑکی اپنی کہانی بتاتے ہوئے ایک پل کے لیے رکی۔

"لیکن پھر!" مسکراہٹ سمٹ گئی۔

("حالات تب خراب ہوئے جب میں، نمرہ عمر تم دونوں کی زندگیوں میں آئی۔"

نمرہ کے لہجے میں ایسا فخر غرور تھا، ایسے جیسے اس نے دنیا فتح کی ہو۔)

"پھپھو اور ان کے بچے پہلے کراچی میں رہا کرتے تھے۔ ہم دونوں کو تو اس بات کا علم بھی نہیں تھا ہماری کوئی پھپھو بھی ہے۔ جب میں سات سال کی تھی، تب پھپھو اپنے بچوں کے ساتھ، کراچی چھوڑ کر ہمیشہ کے لیے اسلام آباد آ گئیں۔ پھپھو کے خاندان کے ساتھ ایک حادثہ ہوا تھا شاید وہ اسی وجہ سے آ رہے تھے۔"

"کیسا حادثہ؟ کیا عمر انکل کی ڈیتھ اس وقت ہوئی تھی؟"سانولی رنگت والی لڑکی نے درمیان میں سوال داغا۔

"نہیں نہیں!عمر انکل کی ڈیتھ تو بہت پہلے ہی ہو گئی تھی۔ میرے پاس ابھی وقت نہیں ہے اس حادثے کے بارے میں بتانے کا، تو اس لیے ابھی تم حادثے کو چھوڑو اور ضروری باتیں سنو۔"

("جب وہ بدترین حادثہ پیش آیا تو ہم سب بری طرح ڈر گئے۔ اس وقت میری ماں نے سوچا کیوں نا وہ واپس اپنے اس بھائی کے پاس چلی جائے۔ وہ بھائی جو اپنی بہن سے نفرت تو کرتا تھا مگر اس کی ایک فون کال پر مدد کے لیے آسکتا تھا۔"

نمرہ کی مسکراہٹ استہزاء سے تلخ ہو گئی۔)

"مجھے آج بھی اچھے سے وہ دن یاد ہے جب پھپھو اور ان کے بچے پہلی دفعہ ہمارے گھر آئے تھے۔ میں، اماں اور عالیہ ان کے استقبال کے لیے پورچ میں موجود تھے۔ ویسے تو تم بھی تھی مگر تم اس وقت اماں کی گود میں تھی، اس لیے تمہیں یقیناً کچھ بھی یاد نہیں ہو گا۔"

اور سانولی رنگت والی لڑکی کو واقعی میں یہ بات یاد نہیں تھی۔

"جیسے ہی ان کی گاڑی ہماری پورچ میں رکی تو اماں آگے بڑھیں اور زینب پھپھو کے لیے دروازہ کھولا۔ زینب پھپھو جیسے ہی باہر نکلیں، فوراً ہی اماں کے گلے لگ گئیں۔ اس کے بعد ان کا بیٹا شایان نکلا۔ شایان خاصا چڑ چڑا اور ناخوش دکھائی دیتا تھا۔ ایسا لگتا تھا وہ یہاں آنا ہی نہیں چاہتا تھا۔ وہ عمر میں ہم دونوں سے بڑا تھا۔ ہمیں یہ دیکھ کر مایوسی ہوئی۔ ہم چاہتے تھے پھپھو کے بچے ہمارے جتنے ہوں تاکہ ہم ان کے ساتھ مل کر کھیلا کریں۔ شایان تو دکھنے سے سڑیل لگتا تھا۔ ہم دونوں مایوس ہو کر جانے لگے تھے تبھی گاڑی کی پچھلی طرف کا دروازہ ایک بار پھر کھلا۔ اس بار جو باہر نکلا اسے دیکھ کر ہم دونوں بہنوں کے چہرے خوشی سے کھل اٹھے۔ ہمیں لگا تھا ہمیں دوست بنانے کے لیے ایک شخص مل گیا ہے لیکن ہمیں کیا پتہ تھا ہم دوست کے آنے پر نہیں بلکہ آستین کے سانپ کے آنے پر خوش ہو رہے ہیں۔"

سنہری آنکھوں والی لڑکی کے لہجے میں تلخی ہی تلخی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

)"جب میں نے تمہیں اور عزاہ کو پورچ میں ایک ساتھ کھڑا دیکھا، تو مجھے تم دونوں پہلی نظر میں ہی بری لگیں۔"

سیاہ آنکھوں میں اب نمی بھر رہی تھیں۔)

"ہم دونوں اس کے پاس گئے اور اس سے بات کرنے کی کوشش کی مگر وہ ہم دونوں سے بالکل بھی بات نہیں کر رہی تھی۔ ہمیں لگا وہ ہم سے پہلی بار مل رہی ہے، شاید اس لیے شرما رہی ہے۔"

("میرا تم دونوں سے بات کرنے کا بالکل بھی دل نہیں تھا مگر میں تمہارے گھر آئی تھی، اس لیے مجھے مجبوراً تمہارے سوالوں کے جوابات دینے پڑے۔")

"وہ لوگ ہمارے گھر بس ایک دن ہی رکے۔ پھر زینب پھپھو اپنے بچوں کو اپنے گھر لے گئیں، جو انہوں نے اسلام آباد آنے سے پہلے خرید لیا تھا۔"

("ایک مہینے بعد میری ماں نے مجھے تم لوگوں کے اسکول میں داخل کروادیا۔")

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"نمرہ ہماری کلاس میں ہی داخل ہوئی تھی۔ میں نے اور عالیہ نے ہی اس کا تعارف پوری کلاس سے کروایا تھا اور تم جانتی ہو جائی یا نہ وہ پہلے دن کس کے ساتھ بیٹھی تھی؟"

سانولی رنگت والی لڑکی کے پاس اس سوال کا کوئی جواب نہیں تھا۔ سامنے والی کو چاہیے بھی نہیں تھا۔

"وہ عالیہ کے ساتھ بیٹھی تھی۔" وہ ایک پل کے لیے رکی۔ "ہمیشہ سے میں اور عالیہ ساتھ بیٹھتے آئے تھے۔ اس دن بھی میں عالیہ کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی مگر نمرہ نے مجھے یہ کہہ کر اٹھا دیا وہ عالیہ کے ساتھ بیٹھنا چاہتی ہے۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"آپ کو برا لگا؟"

"بالکل! مجھے برا لگنا ہی چاہیے تھا۔ میں چھوٹی تھی مگر یہ پہلا موقع تھا جب مجھے اندر سے کوئی کہہ رہا تھا کہ عالیہ اور میرے درمیان اب ایک تیسرا آ گیا ہے۔"

("تم مجھے عزاہ کے مقابلے میں زیادہ بیوقوف لگتی تھی۔اس لیے میں نے سوچ لیا تم ہی میری چمچی بنو گی۔اس دن عزاہ کو اٹھا کر خود تمہارے ساتھ بیٹھنا،ایک کھلم کھلا اعلان تھا کہ دو محبت کرنے والی بہنوں کے درمیان میں آ گئی ہوں۔")

"شروع کے ایک ہفتے میں ہی عالیہ کا رویہ میرے ساتھ بدلنا شروع ہو گیا۔پہلے ہم لوگ ہوم ورک ساتھ کرتے تھے پھر وہ اپنا ہوم ورک اپنے کمرے میں کرنے لگ گئی۔پہلے میں نے اس سے پوچھا تب تو اس نے کچھ نہیں بتایا اور بات گھما دی مگر ایک دن جب ٹیچر نے اس کی بجائے میرے ہوم ورک کی تعریف کی،تو گھر آ کر وہ مجھ سے لڑنے لگی۔اس نے کہا ٹیچر نے میری تعریف کیا کر دی ہے،میں اس بات پر اترانے لگی ہوں۔میں خود موالئق جبکہ عالیہ کو نالاو بولتی ہوں۔اس نے مجھے گھمنڈی بولا اور بھی پتہ نہیں کیا کیا باتیں کی۔اس کے لہجے میں پہلی دفعہ میرے لیے نفرت تھی۔میں اس قدر صدمے میں تھی کہ اس کے الزامات کا جواب بھی نہیں دے پائی اور وہ پاگل سمجھ رہی تھی میری چوری پکڑی گئی ہے،شاید اسی لیے میں چپ ہوں۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

("تمہارے دماغ میں عزاہ کے لیے زہر بھرنا، میرے لیے کوئی اتنا مشکل کام نہیں تھا۔ تمہیں بس میں ایک بات کہتی تھی اور تم اس پر یقین کرنے لگتی تھی۔ میں نے تو بس اتنا ہی کہا تھا عزاہ اور تم ساتھ بیٹھ کر نہ پڑھا کرو، ایسا نہ ہو وہ تمہارا کام کاپی کر کے ٹیچر کی نظروں میں اچھی بن جائے۔ تمہارے دل میں اسی وقت شک بیٹھ گیا اور قسمت دیکھو ٹیچر نے بھی کچھ دنوں بعد عزاہ کے ہوم ورک کو پوری کلاس میں بیسٹ کہہ کر تمہارے شک کو یقین میں بدل دیا۔")

"باتیں یہی پر نہیں رکی۔ عالیہ کے دل میں یہ باتیں بھی جڑ پکڑنے لگ گئی تھی کہ اماں مجھ سے زیادہ پیار کرتی ہیں۔ بابا کا میں جب بھی کوئی کام کرتی ہوں تو وہ بس مجھے ہی شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اسے نہیں! اسے لگنے لگ گیا تھا میں اس کا حق کھا رہی ہوں۔ میں نے اس کے ماں باپ کو اس سے چھین لیا ہے۔ مجھے شروع میں شک ہوا بھی تھا کہ کہیں یہ سب نمرہ تو نہیں اسے سکھا رہی، میں نے ایک دن اس کے کمرے میں جا کر یہ بات کی تو۔۔۔"

("وہ میرے کمرے میں مجھے سمجھانے آئی تھی۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

سیاہ آنکھوں کے سامنے کھڑی سنہری آنکھوں والی لڑکی شاید کسی خواب کے زیر اثر تھی۔ وہ اچانک سے بولی تو سیاہ آنکھوں والی لڑکی کچھ وقت کے لیے خاموش ہوئی۔

"وہ میرے دل سے بد گمانی نکالنے آئی تھی۔ وہ مجھے اپنی صفائی دے رہی تھی مگر میں نے اس کی نہیں سنی۔ باتوں باتوں میں اس نے مجھ سے یہ کہا تھا جب سے تم نمرہ کے ساتھ رہنے لگی ہو، مجھے بھولتی جا رہی ہو۔ اس نے بس ایک بات ہی کی تھی مگر میرے جسم میں تو بجلی دوڑا اٹھی!")

"عالیہ نے بہت بد تمیزی سے کہا میں نمرہ اور عالیہ کی دوستی سے جلتی ہوں، اس لیے میں ان دونوں کی دوستی تڑوا رہی ہوں۔ اس نے مجھے حاسد کہا۔ میں نے آج تک کوئی دوست نہیں بنایا ہے، اس لیے میں نمرہ اور عالیہ کی دوستی کو برداشت نہیں کر پا رہی ہوں۔"

("مجھے اس وقت یہ سب نہیں کہنا چاہیے تھا۔ مجھے عزاہ کی بات سننی چاہیے تھی۔ وہ مجھے سمجھانے آئی تھی مگر میں نے۔۔۔۔۔ میں نے کچھ نہیں سنا۔ میری بد گمانی نے میرے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کانوں پر غلاف چڑھا دیا تھا۔"وہ دونوں کانوں کو تھامے بے یقینی سے کہہ رہی تھی۔اس کے پاس اب بس پچھتاوا تھا۔)

"میرے پاس بھی عزت نفس تھی۔اس کی دھتکار میں نہیں سہہ سکتی تھی۔میں نے اسے اس کے حال پر چھوڑ دیا۔اس کے بعد ہم دونوں ایک دوسرے سے بس لڑتے ہی رہے۔۔پھر وقت کے ساتھ ساتھ ہماری لڑائیاں بھی کم ہونے لگ گئیں۔ہم دونوں اپنی بد گمانی دلوں میں پالنے لگ گئے۔ہم دونوں ایک دوسرے سے دور ہوتے چلے گئے۔ان سب کے بعد جو ہوا نتیجہ تمہارے سامنے ہے۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

****

کمرے کی دیواریں سرد ہو گئی تھیں۔سیاہ آنکھوں میں استہزاء کے ساتھ نمی تھیں جبکہ سنہری آنکھوں میں پچھتاوا تھا۔

"تم نے ہم دونوں کو جدا کر دیا۔ ہم دونوں ایک اچھا وقت ساتھ گزار سکتے تھے۔ تم نے ایسا کیوں کیا نمرہ؟"

عالیہ نے رندھی آواز میں اس سے پوچھا۔ اس کی سنہری آنکھیں جواب مانگ رہی تھیں۔

"میں نے۔۔ میں نے کچھ نہیں کیا۔ جو کچھ کیا ہے، تم نے کیا ہے۔ تم دونوں ہمیشہ مجھے احساس دلاتے تھے کہ جتنی محبت تم دونوں میں ہے، اتنی محبت میرے اور شایان کے درمیان کبھی نہیں ہو سکتی تھی۔ تم دونوں کو بہت غرور تھا اپنی محبت پر، دیکھو تمہارا رشتہ بھی بد گمانی کی نذر ہوا۔ میں نے تو بس چھوٹی چھوٹی بد گمانیوں سے تم دونوں کے درمیان پھوٹ پڑوائی تھی۔ کیا تمہیں اپنی بہن پر ذرا سا بھی بھروسہ نہیں تھا؟ اگر ایک رشتہ کسی دوسرے کی ذرا سی بھی نفرت سے ٹوٹ سکتا ہے، تو پھر اسے توڑ ہی دینا چاہیے۔"

سیاہ آنکھیں بری الذمہ تھیں۔

"تم دونوں کے ساتھ جو ہوا، بالکل ٹھیک ہوا۔ اگر زندگی میں پھر کبھی ایسا کرنے کا موقع ملے گا، تو میں خوشی خوشی یہ سب کروں گی۔"

عالیہ اور نمرہ ایک دوسرے کے بالکل سامنے کھڑے تھے۔عالیہ کو نمرہ کی بات صحیح لگ رہی تھی۔وہ صحیح کہہ رہی تھی نمرہ نے تو کچھ نہیں کیا تھا۔جو کچھ کیا وہ عالیہ کے دل میں پنپتے اس چھوٹے سے شک نے کیا تھا،جو نمرہ کے آنے سے پہلے بھی شاید دل میں کہیں موجود تھا۔نمرہ نے تو بس شک کے بیج کو پانی دے دے کر تناور درخت کیا تھا۔

کچھ دیر یونہی بے مقصد کھڑے رہنے کے بعد نمرہ خاموشی سے مڑ کر جانے لگ گئی۔

"میرے بابا کیسے ہیں؟"نمرہ،جس نے جانے کے لیے کمرے کا دروازہ کھول لیا تھا۔اس کے ہاتھ ہوا میں معلق ہو گئے۔

"تمہارا باپ زندہ ہے!حالانکہ جتنا ذلیل ہوا ہے،اسے زندہ تو رہنا نہیں چاہیے تھا۔"پھر وہ دروازے سے باہر چلی گئی۔

اب پیچھے عالیہ رہ گئی تھی اور اس کا افسوس!

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

****

ہاسٹل کی جانب بڑھیں، تو وہاں ابھی خاموشی چھائی تھی۔ جائی یانہ اور عزاہ کچھ پل کے لیے خاموش ہو گئے تھے۔

تھوڑی دیر بعد جب عزاہ اپنی جگہ سے کھڑی ہوئی، تو جائی یانہ بھی اس کے ساتھ کھڑی ہو گئی۔

"یہاں آنے کا مقصد بس اتنا ہے کہ تم زید سے عالیہ کے شوہر کی تمام تفصیلات نکالو۔ جہاں تک مجھے پتہ چل پایا ہے، ان لوگوں نے عالیہ کو کسی کچی بستی میں قید کیا ہوا ہے۔ وہ علاقہ بہت پسماندہ ہے لیکن تم جانتی ہو یہاں پر ایسے بہت سے علاقے ہیں۔ اس لیے ہمیں زید سے معلومات نکلوانی ہو گی۔ ایک دفعہ ہم عالیہ کو نکال لیں، پھر نمرہ کا راز میں سب کے سامنے فاش کروں گی۔"

عزاہ کے قدم اب باہر کی جانب بڑھ رہے تھے۔

"زید سے تو میں معلومات نکلوالوں گی مگر آپ مجھے بتائیں شایان بھائی نے آپ کو مارا ہے؟"

عزاہ ایک پل کے لیے گڑبڑا گئی۔

"تمہیں اس سے مطلب نہیں ہونا چاہیے!" عزاہ نے اس بار قطع تعلقی سے کہا۔ جائی یانہ اپنی جگہ پر رک گئی۔ عزاہ بھی اسے یوں کھڑا دیکھ کر رک گئی۔ وہ دونوں ہاسٹل کے صدر دروازے کے عین سامنے تھے۔

"آپ کیوں یہ ظلم برداشت کر رہی ہیں؟" جائی یانہ نے تاسف سے پوچھا۔

"دیکھو مجھے عالیہ کو نمرہ کے چنگل سے نکالنا ہے اور ویسے بھی اگر عالیہ کا معاملہ نہ بھی ہوتا تو بھی میں شایان کے مارنے پر ایسا ہی رد عمل دیتی۔ میں شایان سے محبت کرتی ہوں۔ اس نے مجھے بس ایک بار مارا ہے اور وہ بھی اس لیے کیونکہ وہ مجھ سے بد گمان تھا۔ کسی بھی مرد کو جب پتہ چلتا ہے اس کی بیوی اسے دھوکا دے رہی ہے تو وہ وہی کرے گا جو شایان نے کیا ہے بلکہ میرے خیال سے اس سے بھی برا! شایان نے تو پھر میرے ساتھ اتنا کچھ نہیں کیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

میں اس تعلق کو جوڑے رکھنا چاہتی ہوں،اس لیے اس کی طرف سے تھوڑی بہت زیادتی پر صبر کر سکتی ہوں۔"

"بجو یہ صبر نہیں، ظلم ہے۔ وہ ظلم جو آپ خود پر کر رہی ہیں۔ اگر اس وقت آپ شایان بھائی کو نہیں چھوڑنا چاہتیں تو آپ کو ہمت دکھا کر ان سے بات کرنی ہوگی،ورنہ آپ کی زندگی اماں سے بھی بدتر ہو جائے گی۔"

"تم ان سب باتوں کو چھوڑ دو جائی یا نہ! میں نے جو کام دیا ہے اس پر غور کرو۔"

عزاہ اب دوبارہ چلنے لگ گئی۔ جائی یا نہ نہ چاہتے ہوئے بھی خاموش ہو گئی۔ جب عزاہ ہاسٹل کے باہر کھڑے ہو کر رکشہ روکنے کے لیے کھڑی ہوئی تو جائی یا نہ بولی۔

"میں بابا سے ملنے ہسپتال آنا چاہتی ہوں۔"

"میں نے تمہیں بتایا ہے ناں وہ ٹھیک ہیں۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میں پھر بھی ایک نظر انہیں دیکھنا چاہتی ہوں۔" جائی یانہ بضد تھی۔ عزاہ نے مڑ کر جائی یانہ کو دیکھا اور اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ دیا۔

"دیکھو جائی یانہ! میں تمہیں بابا سے ملنے پر منع نہیں کر رہی ہوں لیکن تم خود بتاؤ جب تم ہسپتال بابا سے ملنے آؤ گی تو سب یہی پوچھیں گے تمہیں کیسے پتہ چلا۔ تم لاکھ چھپاؤ لیکن کسی نا کسی کو مجھ پر شک تو ہو گا۔ اس کے ساتھ ابھی نمرہ تمہیں بالکل بھلائے ہوئے ہے۔ اگر تم دوبارہ منظر عام پر آ گئی تو ایک بار پھر وہ لوگ تمہارے خلاف سازشیں کرنا شروع کر دیں گے۔ عالیہ کو میں نہیں نکال سکتی کیونکہ میں نمرہ کی نظروں کے بالکل سامنے رہتی ہوں مگر تم!"

وہ ایک پل کے لیے ٹھہری۔

"تم اسے بآسانی نکال سکتی ہو۔ تمہارے اوپر ان کی اتنی نگرانی نہیں ہے۔"

جائی یانہ نے سمجھتے ہوئے سر ہلا دیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اسی وقت عزاہ کے سامنے رکشہ رکا۔ عزاہ نے چہرے کا رخ رکشے والے کی جانب کر لیا اور اسے ہسپتال کا ایڈریس سمجھانے لگ گئی۔ سورج اب پوری رفتار سے صبح کی انتہا تک پہنچ کر اب زوال کی جانب رواں دواں تھا۔

* *

یہ منظر ایک اسکول کے میدان کا تھا۔ موسم سرما کی دوپہر میں سورج کی دھوپ، انسانی جسم کے لیے راحت کا سامان لیے ہوئے تھی۔ میدان کے بالکل اختتام اور اسکول کے گیٹ کے بالکل پاس ایک عورت گود میں بچی لیے کھڑی تھی۔ اس عورت نے ہلکے رنگ کی شلوار قمیص پہنی تھی۔ اس نے اپنے کندھوں پر شال بھی ڈالی ہوئی تھی جو اس کی سردیکی خنک ہواؤں سے حفاظت کر رہی تھی۔

گود میں موجود بچی نے بھی موسم کے حساب سے گرم کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ وہ بچی کبھی اپنی ماں کے چہرے پر ہاتھ مار رہی تھی، تو کبھی اپنی ٹانگیں ہلا رہی تھی۔

ماں بچی کی حرکتوں سے بے نیاز میدان کو دیکھ رہی تھی جس میں اس وقت چند بچے ہی دکھائی دے رہے تھے۔ عورت نے اپنے کلائی میں جکڑی گھڑی کو دیکھا جو ڈیڑھ بجا رہی تھی۔

عورت نے وقت دیکھنے کے بعد ایک گہری سانس خارج کی۔ اسی وقت گھنٹی بجی۔ اگلے ہی پل بچوں کا شور اٹھا اور میدان بچوں سے بھر گیا۔ عورت ان بچوں میں اپنا بچہ تلاش کرنے لگ گئی۔ کچھ دیر بعد اسے اپنا بیٹا دکھائی دیا۔ وہ ماں کو دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔ اس نے دور سے ہاتھ ہلایا، پھر بھاگ کر اپنی ماں کے پاس جانے لگا۔ ماں گھٹنوں کے بل نیچے بیٹھ گئی اور ایک ہاتھ سامنے پھیلا لیا۔ بچہ بھاگتا ہوا ماں کے گلے لگ گیا۔

"کیسا گیا آج کا دن؟" زینب نے شایان کو الگ کرتے ہوئے پوچھا۔

"بہت اچھا!"شایان نے ہنستے ہوئے کہا۔زینب نے ایک پل کے لیے اپنے بیٹے کے چہرے کو دیکھا۔ بچپن کی معصومیت سے بھرپور یہ چہرہ ہر ایک کو بہت پیارا لگتا تھا۔اس کی سیاہ آنکھوں میں ایک الگ ہی جوش اور چمک دکھائی دیتی تھی۔زینب کھڑی ہو گئی اور شایان کے کندھے سے بیگ اتار کر اپنے ہاتھ میں پکڑ لیا۔

وہ تینوں اسکول سے باہر نکل آئے۔شایان اسے بہت کچھ سنا رہا تھا اور وہ خاموشی سے سنے جا رہی تھی۔وہ اسکول کے گیٹ کے پاس کھڑی گاڑی کی طرف بڑھ گئے۔زینب نے کار کا لاک کھولا اور پیچھے کی سیٹ پر نمرہ کو بیلٹ پہنا کر بٹھا دیا۔پھر وہ آگے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گئی۔شایان کب کا فرنٹ سیٹ پر بیٹھ چکا تھا۔

زینب نے کار کا انجن اسٹارٹ کیا اور گاڑی آہستہ رفتار میں آگے بڑھا دی۔

وہ لوگ گھر کی جانب جا رہے تھے جب زینب کے موبائل پر کال آئی۔سڑک پر نظر جمائے زینب نے کال اٹینڈ کر لی۔ایک ہاتھ سے ڈرائیو کرتے ہوئے،اس نے دوسرا ہاتھ کان سے لگایا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اسلام علیکم! زینب بات کر رہی ہوں۔" اب اس کا انداز بالکل پروفیشنل ہو گیا تھا۔

دوسری طرف کی بات سن کر اس نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"آپ اپنے ایونٹس کی ڈیٹیلز مجھے سینڈ کر دیں۔ ڈیٹیلز دیکھنے کے بعد ہی میں اپنے چارجز آپ کو بتاپاؤں گی۔" شایان اپنی ماں کو بالکل خاموشی سے بات کرتا دیکھ رہا تھا۔

زینب عمر کی موت کے بعد سے ایک پروفیشنل فوٹو گرافر بن گئی تھی۔ وہ شادی بیاہ اور اسی قسم کے فیملی فنکشن کی تصاویر اور ویڈیو بناتی تھی۔ عمر کی موت کے بعد سے اس کا اپنے اور عمر کے خاندان سے تعلق کٹ گیا تھا۔ سب لوگ اس کو برا بھلا کہتے تھے مگر زینب جانتی تھی اسنے کچھ برا نہیں کیا تھا۔ اس نے جو کچھ بھی کیا، اپنے بچوں کے لیے کیا۔ عمر کے بھائی کی اصلیت اس نے عدت کے دوران ہی دیکھ لی تھی اور اپنے بھائی کے گھر پناہ لینا، بچوں کی زندگی تباہ کرنے کے مترادف تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس نے تھوڑی سی ہٹ دھرمی دکھا کر یہاں رکنے کا جو فیصلہ کیا تھا،اان دو سالوں نے اسے بہت اچھا ثابت کیا تھا۔شایان اور نمرہ ابھی بہت چھوٹے تھے۔اس لیے باپ کی کمی کو اتنا محسوس نہیں کرتے تھے۔بڑے ہونے تک انہیں عادت ہو ہی جانی تھی۔

اس کی نوکری سے اس کا گزر بسر بہت اچھا ہوتا تھا۔اس نے کچھ مہینے پہلے ہی ایک سیکنڈ ہینڈ پرانے ماڈل کی چھوٹی سی کار بھی خرید لی تھی۔زندگی کی ڈگر معمول کے مطابق آ گئی تھی۔

اشفاق کے گھر کی اگر اسے کچھ خبر تھی تو وہ بھی بس اتنی تھی کہ کچھ عرصہ بے اولاد رہنے کے بعد اب اشفاق کی دو بیٹیاں ہو گئی تھیں۔ایک نمرہ سے کچھ مہینے بڑی،تو دوسری نمرہ سے کچھ مہینے چھوٹی تھی۔اشفاق کی دونوں بیٹیوں کے درمیان بس ایک سال کا ہی فرق تھا اور بس!

اس سے زیادہ وہ کچھ نہیں جانتی تھی اور نہ ہی جاننا چاہتی تھی۔اس کے لیے اس کے بچے ہی بہت تھے۔وہ ان کے ساتھ ہنسی خوشی زندگی گزار رہی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

زینب کی زندگی میں ٹھہراؤ آ گیا تھا مگر ایسے ٹھہراؤ زیادہ عرصے کے لیے قائم نہیں رہتے۔ بہت جلد زندگی ایسے موڑ پر مڑتی ہے کہ ایک پل کو منزل لاپتہ ہو جاتی ہے۔ ایسا ہی ایک موڑ زینب کی زندگی میں آنا ابھی باقی تھا جو زینب کے ساتھ اس کے بچوں کو بھی اندھیرے کنویں میں گرا دینے والا تھا۔ وہ دونوں بچے اپنی زندگی اسی چوٹ پر گزار دینے والے تھے جو وقت نے انہیں چھوٹی عمر میں دینی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

****

"امی جان! امی جان!"

نمرہ گھر کی راہ داریوں سے گزرتی ایک ایک کمرے میں جھانک رہی تھی۔ اسے مسز جہانگیر کہیں دکھائی نہیں دے رہی تھیں۔ نمرہ جب گھر آئی، تو سیدھا عالیہ کے کمرے میں گھس گئی۔ اب واپس جانے سے پہلے وہ مسز جہانگیر سے مل لینا چاہتی تھی۔

"امی جان!"

"میں ادھر ہوں!"اس بار نمرہ کی صداؤں کا جواب دیا گیا تھا۔ نمرہ نے آواز کا تعاقب کیا تو وہ دوسری منزل کے بالکل کونے میں بنے کمرے سے آئی تھی۔ نمرہ سیدھا کمرے میں داخل ہو گئی۔ وہ جیسے ہی کمرے میں داخل ہوئی،اس نے ایک زوردار چھینک ماری۔

اس نے ادھر ادھر دیکھا تو وہ اس وقت اسٹور روم میں تھی۔ ادھر جگہ جگہ سامان پڑا تھا مگر مسز جہانگیر اسے وہاں دکھائی نہیں دیں۔

"امی جان!"اس بار نمرہ کی آواز کافی دھیمی اور محتاط تھی۔

"آجاؤ نمرہ!"اب اسے آواز بڑے ڈبوں کے پیچھے سے آئی تھی۔ نمرہ اپنے بیگ کے اسٹریپ پر دونوں ہاتھ جمائے قدم قدم آگے بڑھی، تو اسے مسز جہانگیر ایک پرانی الماری بند کرتی دکھائی دیں۔

"آپ یہاں کیا کر رہی ہیں امی جان؟"نمرہ نے ان سے پوچھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"کچھ نہیں۔۔۔۔بس کچھ فالتو سامان یہاں رکھنا تھا۔"مسز جہانگیر نے الماری پر تالا لگاتے ہوئے کہا۔

"تو یہ آپ ملازموں کو کہہ دیتیں۔یہاں آنے کی کیا ضرورت تھی؟ویسے بھی آریان نے مجھے آپ کی طبیعت کا بتایا تھا۔اب آپ ٹھیک ہیں؟"

آخری بات نمرہ نے کافی فکر مندی سے پوچھی۔

"ہاں ٹھیک ہوں!"مسز جہانگیر نے نمرہ کے سوال کا مختصر سا جواب دیا۔

"چلو باہر چلتے ہیں۔"مسز جہانگیر نے کہا اور آگے بڑھ گئیں۔نمرہ ان کے قدموں کی تقلید کرنا چاہتی تھی مگر تبھی اسے ایک ادھ کھلے صندوق میں سے ایک چیز چمکتی دکھائی دی۔

اس کے قدم بے اختیار صندوق کی طرف بڑھیں۔اس نے صندوق میں ہاتھ مار کر وہ چیز نکالی تو وہ ایک فوٹو فریم تھا۔اس پر تصویر بھی لگی ہوئی تھی تصویر دیکھ کر اس نے مسز جہانگیر کو آواز دی۔

"امی جان!"

"ہاں!" مسز جہانگیر نے جب مڑ کر اسے دیکھا تو ان کے چہرے کے تاثرات تن گئے۔ وہ جلدی سے نمرہ کے پاس آئی اور تصویر دیکھی۔ تصویر دیکھ کر انہوں نے سکھ کا سانس بھرا۔

"یہ آپ اور ماما ہیں نا؟" نمرہ کی نگاہیں ابھی تک تصویر پر تھی۔ وہ مسز جہانگیر کے چہرے کے اتار چڑھاؤ سے بالکل انجان تھی۔

تصویر میں اگر جھانکے ء تو دو لڑکیاں سفید وردی میں ملبوس گھاس کے میدان پر بیٹھی ہوئی تھیں۔ دونوں کی نگاہیں کیمرے کی جانب تھی۔ پہلی لڑکی نے ساتھ بیٹھی سیاہ آنکھوں والی لڑکی کے کندھے پر ہاتھ رکھا ہوا تھا جبکہ سیاہ آنکھوں والی لڑکی نے اپنی دو انگلیوں سے وکٹری کا وی بنایا ہوا تھا۔

"ہاں! یہ ہم دونوں ہی ہیں۔" مسز جہانگیر نے کھوئے ہوئے لہجے میں کہا۔ ان کی نگاہیں بھلے تصویر پر تھی مگر ایسا لگتا تھا وہ ماضی دیکھ رہی تھیں۔

کچھ دیر بعد جب انہوں نے خود کو سنبھال لیا، تو نرمی سے نمرہ کے ہاتھ سے تصویر کھینچی۔

"چلو باہر چلتے ہیں۔" انہوں نے فوٹو فریم صندوق کے اندر پھینک دیا اور باہر چلی گئیں۔ نمرہ نے ایک نظر صندوق پر ڈالی۔ پھر وہ بھی خاموشی سے باہر چلی گئی۔

* *

ہسپتال کی راہداریوں کو پار کرتے ہوئے آخر کار اسے اپنا مطلوبہ کمرہ مل ہی گیا۔ اس نے دروازہ کھولا تو اسے زینب صوفے پر لیٹی آرام کرتی دکھائی دی۔ زینب نے جب دروازہ کھلنے کی آواز سنی تو ہڑبڑاتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئیں مگر جب عزاہ کو دیکھا تو ان کے کندھے ڈھیلے پڑ گئے۔ وہ آرام سے صوفے پر ٹیک لگا کر بیٹھ گئیں۔

"کب سے تمہارا انتظار کر رہی تھی، اتنی لیٹ کیسے ہو گئی؟" پھپھو نے بہت ہلکے پھلکے لہجے میں پوچھا لیکن پھر بھی عزاہ کے دل کی بیٹ مس کر گئی۔

"وہ گاڑی کا ٹائر پنکچر ہو گیا تھا۔ ٹیکسی منگوائی تو وہ بھی بیچ راستے میں خراب ہو گئی۔ پہلے تو ٹیکسی ڈرائیور خود ہی اپنی کاروائی کرتا رہا مگر جب اسے پتہ چل گیا یہ اس کے بس کا کام نہیں ہے تو وہ مجھے وہی چھوڑ کر چلا گیا۔ بڑی مشکل سے رکشے سے آئی ہوں۔"

عزاہ نے بہت ہلکے پھلکے لہجے میں کہا۔ وہ قدم قدم چلتی کمرے کے عین وسط میں رکھے بیڈ کے پاس آئی جس پر اشفاق لیٹے ہوئے تھے۔ اس نے ان کے ماتھے پر ہاتھ رکھا۔

"ڈاکٹر ان کو دوائی دے کر گئے ہیں۔ اسی لیے گہری نیند سو رہے ہیں۔ بھائی جس ذہنی تناؤ سے گزر رہے ہیں، ڈاکٹر کا کہنا ہے ابھی نیند ہی ان کے لیے بہتر ہے۔"

زینب نے اس کے پوچھنے سے پہلے ہی ساری بات بتا دی۔

اشفاق کو کل ہی ہوش آ گیا تھا مگر کاروبار ہاتھ سے جانے کا دکھ اور آفس سے اتنی بے عزتی سے نکالے جانے کا صدمہ انہیں بھول نہیں پا رہا تھا۔ وہ اگر ہوش میں ہوتے، تو کسی کو بھی کمرے میں رکنے نہیں دے رہے تھے۔ انہیں لگ رہا تھا سب یہاں ان کی بے بسی کا تماشا

دیکھنے آئے تھے۔ وہ اس وقت جس ذہنی حالت سے گزر رہے تھے، اسی کے پیش نظر سب ان سے بات کرنے میں کترا رہے تھے۔

"اماں کہاں ہیں؟" عزاہ اب زینب کے ساتھ آ کر ہی بیٹھ گئی تھی۔

"گھر گئی ہیں۔ تمہارے بابا اور ہمارے لیے کھانا لینے۔"

"اچھا!" عزاہ اب بالکل خاموش ہو گئی تھی۔ بات کرنے کے لیے سب کچھ ختم ہو گیا تھا۔

ناولز کلب
Novels Quality Content

****

"تم ٹھیک ہو، جائی یا نہ؟"

صوفے پر بیٹھی نائلہ بہت غور سے سامنے بیٹھی اپنی دوست کو دیکھ رہی تھی جو بظاہر تو بچوں کو پڑھاتی دکھائی دے رہی تھی مگر دور کہیں کسی سوچ میں گم تھی۔

"ہاں مجھے کیا ہونا ہے؟"جائی یانہ نے مصروف لہجے میں کہا۔اس کی نظر اپنی گود میں رکھی کتاب پر تھی جبکہ اس کے ساتھ بیٹھے دونوں بچے پینسل سے نوٹ بک پر کچھ لکھ رہے تھے۔ دونوں ہی لڑکے تھے۔ایک کی عمر دس سال جبکہ دوسرے کی عمر بارہ سال تھی۔ان دونوں بچوں کو نظر انداز کرتے ہوئے نائلہ نے دوبارہ جائی یانہ سے سوال کیا۔

"تمہیں کچھ تو ہوا ہے۔آج تم خاصی پریشان دکھائی دے رہی ہو۔"نائلہ نے بڑی باریک بینی سے جائی یانہ کا مطالعہ کیا۔

"ہاں پریشان تو میں ہوں۔"جائی یانہ نے اس کی بات کی تصدیق کر دی۔

"کیوں؟"

"وہ میں ابھی نہیں بتا سکتی۔مجھے امید ہے تم مجھے سمجھو گی۔"جائی یانہ نے اب کی بار نظریں اٹھا کر نائلہ کو دیکھا۔

"تم فکر نہ کرو۔تمہیں جب سہولت ہو بتا دینا۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"شکریہ!"

اس کے بعد نائلہ نے بات بدل دی۔

"تم اور زید آج یونیورسٹی کیوں نہیں آئے؟"

"زید کو تو اس کے دوکان کے مالک نے بلا لیا تھا۔ اس کی چھٹیاں اب ختم ہو گئی ہیں جبکہ آج صبح مجھ سے ملنے عزاہ بجو آئی تھیں۔" بات بتاتے ہوئے اس نے اپنی توجہ کتاب پر لکھے الفاظ پر دینا چاہی۔

"اچھا! تمہاری بہن کچھ دنوں پہلے یونیورسٹی بھی آئی تھی۔ میں تمہیں بتانا چاہتی تھی مگر انہوں نے منع کر دیا"

"ہنہہ!" نائلہ کی اتنی لمبی وضاحت پر جائی یانہ نے ہنکارا بھرا۔

اس سے پہلے نائلہ کچھ اور کہہ پاتی، کمرے سے باہر ایک زنانہ آواز کمرے میں بیٹھے تمام نفوس کے کانوں سے ٹکرائی۔

"نائلہ!"

"آتی ہوں، بھابھی!" کہہ کر نائلہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

پیچھے جائی یا نہ کتاب کو دیکھ رہی تھی مگر کتاب کے ساتھ ساتھ اس کا دماغ ہزاروں باتوں میں الجھا ہوا تھا۔ پھر یکدم اس نے ایک فیصلہ لیا۔ اپنا موبائل بیگ میں سے نکال کر اس نے جلدی سے اس کی اسکرین پر انگلیاں چلانی شروع کر دی۔

اس کے بعد موبائل اپنے کانوں تک لے گئی۔ دو تین سیکنڈ بعد ایک مردانہ آواز اس کے کانوں میں گونجی۔

"خیریت، اس وقت کال کی؟"

"ہاں! دوکان کے بعد تم مصروف تو نہیں ہو؟"

"نہیں، میں بالکل فارغ ہوں۔ ویسے آپ کیوں پوچھ رہی ہیں؟"

"پرفیکٹ! رات کو تم مجھ سے مل سکتے ہو؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"جی،اگر زیادہ ضروری بات کرنی ہے تو ٹیوشن سینٹر کے بعد جب میں آپ کو لینے آ۔۔۔"

"زید تم دکان پر ہی رہنا۔مجھے لینے مت آنا۔تم بھلے مجھے یونیورسٹی چھوڑ دیا کرو،مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے مگر تم یوں بار بار کام کے دوران مجھے پک اینڈ ڈراپ کیا کرو گے تو تمہارے مالک کو اعتراض ہو گا۔پلیز میری بات مان جاؤ۔"

"لیکن!"

"لیکن ویکن کچھ نہیں۔باقی باتیں ہم رات کو ساڑھے آٹھ بجے کریں گے۔خدا حافظ!"

یہ کہہ کر جائی یانہ نے کال کاٹ دی اور موبائل بیگ میں رکھ دیا۔ابھی وہ مزید کچھ کرتی اس سے پہلے ہی اسے کسی نے بلایا۔

"مس جائی یانہ!"

بڑے لڑکے نے جائی یانہ کو بلایا۔

"جی؟"جائی یانہ نے اس سے سنجیدگی سے پوچھا۔

"یہ اس سوال کا کیا حل ہے۔ ذرا آپ سمجھائیے گا۔" اس نے نوٹ بک پر ایک پریشان نگاہ ڈالی تھی۔

"ادھر دکھاؤ۔" جائی یانہ نے ہاتھ بڑھا کر اس سے پینسل اور نوٹ بک مانگی۔ اس نے اسے نوٹ بک دے دی۔

اب وہ دونوں سوال کو حل کرنے میں لگے ہوئے تھے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

****

سورج کا سفر کہاں سے کہاں تک پہنچا تھا، کمرے میں قید لڑکی کو کوئی اندازہ نہیں تھا۔ کمرے کی دیواریں اپنے قیدی کو زمین پر بے بسی سے بیٹھا دیکھ رہی تھیں۔ سنہری

آنکھوں والی اس قیدی کے آنسو لکیر کی مانند بہے جا رہے تھے۔ کیا کچھ نہیں تھا ان آنسوؤں میں!

دکھ، رنجش، دھوکا، ملال، پچھتاوا اور ہر وہ جذبہ جو بندے کو اداس کرنے کے لیے بنایا گیا تھا۔

اس نے ساری عمر ایک غیر کو اپنی سگی بہن پر فوقیت دی اور اس کو آخر میں کیا ملا؟ صرف دھوکا!

ان چھوٹی چھوٹی بدگمانیوں سے نفرت کی دیوار اتنی اونچی ہو گئی کہ اس کے لیے دوسری طرف جھانکنا کافی مشکل بن گیا تھا۔

کسی سے بدظن ہونے میں ہر بار کوئی بڑی وجہ نہیں چاہیے ہوتی ہے بلکہ بعض اوقات نفرت قطرہ قطرہ کسی انسان کے دل میں گھر کر جاتی ہے۔ ایک چھوٹی سی بات جو بظاہر معمولی دکھائی دیتی ہے، کبھی کبھار دو دلوں کو جدا کرنے کا سبب بن جاتی ہے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کمال ہمیشہ نبھانے والے کا ہوتا ہے۔ اگر کسی نے ساتھ نبھانا ہو تو ساری دنیا بھی اگر اس کے خلاف ہو جائے تو نبھانے والا ساتھ دے گا اور کسی نے ہاتھ چھڑوانا ہو تو بندہ اس کے پیروں پر ہی کیوں نہ گر جائے، سوائے ذلت کے کچھ نہیں ملے گا۔

وہ بچپن تھا۔ اس میں عالیہ نے اتنی بچکانہ باتوں پر یقین کر لیا تھا۔ وقت نے ان باتوں پر یقین کا غلاف مزید پختہ کر ڈالا۔ اس نے کبھی فرصت سے اپنے اور عزاہ کے تعلقات کے بارے میں سوچا ہی نہیں تھا۔ اس نے سوچا ہی نہیں نمرہ کا اصل چہرہ اتنا بھیانک ہو سکتا ہے۔ اس نے شاید خود تو کبھی سوچا ہی نہیں تھا، بس ہر دفعہ نمرہ کی سوچوں پر ہی عمل کرتی آئی تھی۔ اس نے کبھی اپنی سوچ کا استعمال کرنے کی ضرورت ہی محسوس نہیں کی۔ یہ انکشاف اس کے لیے بہت بڑا تھا۔

بظاہر بیوقوف دکھائی دیتی اس کی دوست کتنا کچھ کر چکی تھی اور کتنا کچھ کرنے والی تھی، وہ عالیہ جیسی بیوقوف لڑکی کی سوچ سے بالاتر تھا۔ وہ آج مکمل طور پر ہار گئی تھی۔ آج پہلی دفعہ اس کا اس قید میں دم نہیں گھٹ رہا تھا۔

تاریخ گواہ ہے جب جب کسی اپنے نے بے وفائی کی ہے، تو انسان جیتی ہوئی جنگیں بھی میدان جنگ سے ہار کر آتا ہے۔

عالیہ نے گھٹنے سینے سے لگائے۔ پھر ایک بار اس نے اپنا دل ٹٹولا۔ وہ حیران ہو گئی جو نفرت سالوں سے عزاہ کے لیے دل میں پنپ رہی تھی اب وہ کہیں بھی نہیں تھی۔ بد گمانی دور ہونے سے کیا نفرتیں پل بھر میں غائب ہو جاتی ہیں؟ لیکن!

اس کے دل میں بھلے نفرت نہیں تھی مگر پچھتاوا! وہ اس وقت پورے دل پر تسلط جمائے ہوئے تھا۔

آج اس نے سارا دن اپنی بہن سے جدائی کا غم منانا تھا۔

* *

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ آئینے کے سامنے کھڑی اپنے بالوں کو پونی میں باندھ رہی تھی، جب دروازہ کھول کر جے ٹی کمرے میں داخل ہوئی۔ اس نے پہلے آئینے کے سامنے کھڑی جائی یانہ کو، پھر دیوار پر لگی گھڑی کو دیکھا

آٹھ بج کر ایک منٹ ہو رہا تھا۔

"تم کہیں جا رہی ہو؟" جے ٹی ہلکے پھلکے لہجے میں بولتی ہوئی اپنے بیڈ پر دھرام سے گر گئی۔

"ہاں! زید کے ساتھ باہر جا رہی ہوں۔" جائی یانہ نے ہلکے پھلکے لہجے میں کہا جبکہ جے ٹی جو بیڈ پر لیٹ گئی تھی، فوراً سے کھڑی ہوئی۔

"اس حلیے میں؟!" جے ٹی نے کافی تنقیدی نظروں سے اسے گھورا۔

"کیوں میرے حلیے میں کیا خرابی ہے؟ صحیح تو ہے۔" جائی یانہ کے لہجے میں اعتماد تھا۔

"تمہارا حلیہ عام روٹین کے لیے تو بالکل صحیح ہے مگر اپنے شوہر کے ساتھ باہر جانے کے لیے بالکل بھی فٹ نہیں ہے۔"

Clubb of Quality Content

"میں اپنے شوہر کے ساتھ گھومنے نہیں جا رہی ہوں میں تو بس یونہی۔۔"

"جا تو پھر بھی شوہر کے ساتھ ہی رہی ہو نا۔" جے ٹی نے جائی یانہ کی بات کاٹی۔

اس کے بعد وہ الماری کی طرف بڑھی اور اپنے کپڑے کھنگالنے لگی۔ پھر اس نے لال رنگ کی قمیض نکالی اور جائی یانہ کے پاس آئی۔

"یہ لو یہ پہن کر جاؤ۔" اس نے جیسے ہی جائی یانہ کے پاس ہینگر میں لٹکا لباس بڑھایا، وہ فوراً منع کرنے لگی۔

"نہیں نہیں جے ٹی! میں تمہیں بتا رہی ہوں نا ہم دونوں یونہی بس پارک تک جا رہے ہیں۔ اتنا ہیوی سوٹ میں نہیں پہن سکتی۔"

"بیوقوفہ مت کرو اور جو میں کہہ رہی ہوں وہ کرو۔ تمہارے پاس کوئی بڑا سمجھانے کے لیے نہیں ہے تو میں تمہیں یوں تھوڑی نا چھوڑ سکتی ہوں۔ جاؤ اور یہ پہن کر جلدی سے باہر نکلو۔"

"مگر!"

"میں نے مزید کچھ بھی نہیں سننا۔ اب اگر تم نے مزید کچھ کہا تو دیکھ لینا میں کسی طرح تمہارا جانا ہی کینسل کروادوں گی اور تم جانتی ہو میں ایسا کر سکتی ہوں۔"

جائی یا نہ عجیب کشمکش کا شکار تھی۔ آج اسے زید سے ہر صورت ملنا تھا اور جے ٹی نے عجیب ضد باندھ لی تھی۔ تھوڑی دیر بعد جب اس نے دیکھ لیا جے ٹی کسی صورت نہیں مان رہی، تو وہ خود ہی ہار مان کر باتھ روم میں چلی گئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

* *

ہاسٹل کی باہر کی سڑک کو دیکھو، تو وہ پر رونق تھی۔ ایسے میں وہ ہاسٹل کی دیوار کے بالکل ساتھ بائیک کھڑی کیے ہوئے اس پر بیٹھا تھا۔

وہ دو کان سے فارغ ہونے کے بعد اپنے ہاسٹل جا کر فریش ہو کر بھی آ گیا تھا۔اس نے کالے رنگ کی شرٹ پہنی ہوئی تھی۔اس کے کالرز گردن کو تھوڑے بہت چبھتے تھے۔ کالے رنگ کی ہی پینٹ پر اس نے کالے رنگ کے جوتے پہنے تھے۔پرفیوم کی خوشبو اس کے جسم کو معطر کیے ہوئی تھی۔وہ بالکل تیار تھا۔اس کے روم میٹ نے اسے اتنا تیار ہونے پر اصرار کیا تھا۔اس کا کہنا تھا بیوی کے ساتھ تیار شیار ہر کر جانا چاہیے۔

جائی یانہ نے اسے ساڑھے آٹھ کا کہا تھا مگر اب آٹھ پینتیس ہو گئے تھے۔اس نے جائی یانہ کو کال بھی کی تھی مگر اس نے اٹھائی نہیں۔جب دو تین منٹ مزید گزر گئے تو اس نے ہاسٹل کے اندر جانے کا سوچا۔وہ اس سے پہلے بائیک پر سے اترتا،اسے گیٹ سے لال رنگ کی قمیض پہنے ایک لڑکی نکلتی دکھائی دی۔اس لڑکی نے رک کر پہلے ارد گرد جھانکا پھر اسے دیکھ کر وہ اسی کی جانب بڑھ گئی۔

جبکہ زید ایک پل کے لیے سانس لینا بھول گیا۔لال رنگ کا لباس پہنے،کھلے بال جو چلنے پر پیچھے کی طرف جاتے تھے،سانولی رنگت پر ہلکا سا میک اپ اور ڈوپٹہ ایک طرف اوڑھے وہ

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس کی جانب بڑھ رہی تھی۔اس نے کلائی میں سنہری چوڑیاں پہنی تھیں۔وہ جیسے جیسے قدم لیتی، چھن چھن کی آواز ہر سو پھیلتی۔

زید کچھ بھی بولے بغیر اسے دیکھے جارہا تھا۔کیا وہ اس سے ملنے کے لیے اتنا تیار ہوئی تھی؟اور اگر جواب ہاں میں تھا تو زید یہ بات سوچ کر ہی خوش ہو گیا تھا۔

وہ کچھ بھی بولے بغیر جائیانہ کو مسلسل گھورتا رہا۔

"وہ۔۔۔چلیں؟"بہت دیر بعد جائیانہ نے خاموشی توڑی۔

"ہمم!"زید نے ہنکارا بھرا۔نگاہیں ہنوز جائیانہ پر ٹکی ہوئی تھیں۔

جائیانہ اس کی نگاہوں سے نروس ہو رہی تھی۔اسے اپنا آپ قربانی کے بکرے جیسا لگ رہا تھا جسے منڈی میں بیچنے سے پہلے سجایا جاتا ہے۔اس نے لاکھ کوششیں کی جے ٹی کو باز رکھنے کی مگر وہ نہیں مانی۔جائیانہ کے کپڑے تبدیل کروا کر اس نے اس کا میک اپ کیا،بال کھول دیے،ہاتھوں میں چوڑیاں پہنا دی اور پھر اسے روانہ کیا۔

زید جب مسلسل اسے دیکھتا رہا تو اس نے دوسری دفعہ اسے ہوش دلایا۔

"چلنا نہیں ہے کیا؟"اس بار اس نے تھوڑے غصے سے کہا۔زید جانے کیا سوچ رہا ہو گا کہ وہ آج اتنا تیار کیوں ہوئی ہے۔

"ہاں!!"اس بار وہ گڑبڑا کر سیدھا ہوا۔وہ بائیک پر سے اتر کر صحیح سے بیٹھا۔جائی یا نہ بھی اس کے پیچھے بیٹھ گئی۔

سڑک پر بائیک اب رواں دواں تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

* *

کچھ لمحات بعد

یہ منظر ہے ایک پارک کا۔ اندھیرے میں ڈوبے پارک لائٹ پولز سے روشن کیا گیا تھا۔ ان ہی لائٹ پولز میں سے ایک کے پاس بینچ تھا۔ بینچ پر وہ دونوں بالکل کناروں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ ان دونوں کے ہاتھ میں برگر تھے جسے وہ دونوں دانتوں سے کتر رہے تھے۔

"کیسا لگا آپ کو؟" گھنگھرالے بالوں والے لڑکے نے برگر ہاتھ میں پکڑے ہوئے پوچھا۔

"اچھا!" لڑکی نے برگر کھاتے ہوئے فقط اتنا کہا۔ اس سے پہلے لڑکا کوئی اور موضوع چھیڑتا لڑکی نے پہلے ہی مدعے کی بات چھیڑ دی۔

"تمہاری تمہارے کزن آریان سے کوئی بات ہوئی ہے؟"

زید کو اس وقت آریان کا ذکر سن کر حیرت کا جھٹکا لگا۔ اس میں کچھ کچھ ناگواری بھی شامل تھی۔

"نہیں! میری اس سے کوئی بات نہیں ہوئی ہے۔ ویسے اس کا اس وقت ذکر چھیڑنے کا کوئی خاص مقصد ہے؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

زید کی بھنویں سکڑی تھیں۔

"ہاں مقصد تو ہے۔"جائی یانہ نے دھیمی آواز میں کہا۔

"کیا؟"زید نے نا سمجھی سے جائی یانہ کو دیکھا۔جانے کیوں جائی یانہ کا انداز اس کی دل کی دھڑکن کچھ تیز کر رہا تھا۔

"وہ دراصل مجھے آریان کے متعلق تمام معلومات چاہیے۔"

"کیوں؟"زید نے فوراً پوچھا۔

"میری بڑی بہن عالیہ نے تمہارے کزن آریان سے شادی کر لی ہے اور اب شاید اس نے میری بہن کو زبردستی اپنے پاس رکھا ہوا ہے۔"زید کے دل میں مچنے والی بے چینی ایک پل میں تھم گئی۔

"آپ کو یہ سب کس نے بتایا؟"اب وہ پُرسکون تھا۔

"میری دوسری بڑی بہن عزاہ نے۔۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"آپ اپنے گھر والوں سے ملیں اور مجھے بتایا بھی نہیں؟"زید کے لہجے میں شکوہ بھر آیا۔

"وہ آج صبح ہی آئی تھیں۔اس لیے تو میں نے تمہیں آج ملنے کو کہا تھا تاکہ ملاقات کی تفصیل بتا پاؤں۔"جائی یانہ نے جیسے صفائی پیش کی تھی۔

"اچھا اسی لیے آپ نے مجھے میسج کر کے یونورسٹی چھوڑنے آنے سے منع کیا تھا۔"زید اب کچھ کچھ سمجھ رہا تھا۔

"ہاں!"جائی یانہ اب اسے موضوع کی طرف دوبارہ کھینچنے لگی۔"اب تم یہ سب چھوڑو اور مجھے یہ پتہ کر کے دو آریان ان دنوں رہ کہاں رہا ہے؟ میری بہن کو پورا یقین ہے اس نے ہماری بڑی بہن کو اسی گھر میں رکھا ہوا ہے جہاں وہ خود رہتا ہے اور وہ علاقہ خاصا پسماندہ ہے۔"

"ہمم!"زید گہری سوچ میں ڈوب گیا تھا۔پھر وہ اسی طرح سوچ میں ڈوبا رہا۔دونوں نے برگر کھانا چھوڑ دیا تھا۔ان کے ہاتھوں میں پکڑے برگر بھی ٹھنڈے ہو گئے تھے۔

کچھ دیر بعد وہ اپنی سوچوں سے باہر نکلا۔اس نے جائی یانہ کی طرف دیکھا جو اسی کی جانب مضطرب انداز میں دیکھ رہی تھی۔

"آپ فکر نہ کریں۔ میں وعدہ تو نہیں کر سکتا مگر مجھ سے جتنا ہو سکے گا میں ضرور کروں گا لیکن آپ ایک دفعہ پھر سوچ لیں۔ آریان بہت خطرناک انسان ہے۔ اگر آپ اور آپ کی بہن اس کے خلاف کھڑی ہو نگی تو وہ آپ کو نقصان پہنچا سکتا ہے۔"

"میں نے سوچ لیا ہے اور سوچ سمجھ کر ہی تم سے بات کر رہی ہوں۔" جائی یانہ نے اس کی بات کو ہوا میں اڑایا۔

"پھر بھی ایک۔۔" زید نے دوبارہ سمجھانا چاہا مگر جائی یانہ نے اس کی بات شروع ہی نہیں ہونے دی۔

"زید مجھے سب پتہ ہے۔ یہ الگ بات ہے شاید تم میری مدد نہیں کرنا چاہتے ہو۔" جائی یانہ کی بات سن کر زید کو غصہ آیا مگر وہ اسے دبا گیا۔

"میں ایسا کچھ نہیں چاہتا۔ جتنا ہو سکا اتنا ضرور کروں گا۔" اس نے ضبط سے کہا۔

اس کے بعد وہ دونوں خاموشی سے اپنا کھانا مکمل کرنے لگ گئے۔ زید کو ابھی تک جائی یانہ کی بات پر غصہ تھا جبکہ جائی یانہ کو زید کے بہانے بازی پر!

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

جائی یانہ کے نزدیک خطرناک لوگ بس فلموں ڈراموں تک ہی محدود تھے۔اسے بالکل بھی یقین نہیں تھا اصل زندگی میں کوئی انسان خطرناک ہو سکتا ہے اور اگر ہو گا بھی تو کسی اور کے لیے،اس کے لیے تو کوئی خطرہ نہیں ہو گا۔

جائی یانہ یہ نہیں جانتی تھی کہ آریان واقعی میں خطرناک انسان تھا اور وہ ایک دن اس کی زندگی خطرے میں ڈال دے گا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

****

ہسپتال کی عمارت کے اندر آؤ، تو اشفاق کو جس کمرے میں داخل کروایا تھا اس میں اس وقت نوال،زینب اور عزاہ ایک ساتھ بیٹھی رات کا کھانا کھا رہی تھیں۔تینوں کھانا کھاتے ہوئے وقفے وقفے سے باتیں بھی کر رہی تھیں۔

"آج بھائی کے ساتھ آخری رات یہاں گزارنی ہے۔ کل دوپہر کو تو انہیں چھٹی مل جانی ہے۔ میں سوچ رہی ہوں آج کی رات بھی میں ادھر سو جاؤں۔" زینب نے نوالہ چباتے ہوئے کہا۔

"نہیں، زینب تم دو راتوں سے یہیں پر ہو۔ آج رات تم آرام کرنے چلی جانا۔" نوال نے زینب کو متفکر نگاہوں سے دیکھا۔

"ارے کچھ نہیں ہوتا۔ میں نے کونسا راتوں کو جاگ کر ہل چلائے ہیں۔ بھائی تو آرام سے سو رہے تھے۔ میں نے بھی صوفے پر اپنی نیند مکمل کر لی تھی۔"

زینب نے مسکراتے ہوئے کہا۔

عزاہ بالکل خاموش تھی۔

"پھر بھی زینب دیکھ لو۔ کہیں پر کتنا ہی سو لو، گھر والا آرام بس گھر میں ہی ملتا ہے۔ تم خواہ مخواہ پریشان ہو گی۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

نوال کے لہجے میں فکر جھلکتی تھی۔

"پ فکر نہ کریں بھابھی مجھے کچھ نہیں ہوتا۔" زینب نے نوال کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ دیا تھا۔

جب انہوں نے کھانا ختم کر لیا تو شایان کمرے کے اندر آیا۔ گہرے نیلے رنگ کی شرٹ پر سرمئی پینٹ پہنے، وہ خاصا تھکا ہوا اور مصروف دکھائی دے رہا تھا۔

"جس نے بھی گھر جانا ہے وہ میرے ساتھ آجائے!" عجلت سے کہتے ہوئے وہ دوبارہ باہر چلا گیا۔

عزاہ کھڑی ہو گئی جبکہ نوال اور زینب بیٹھی رہیں۔

"صبح گھر سے کچھ لے کر آنا ہے؟" ہینڈ بیگ پکڑتے ہوئے اس نے پوچھا۔ یہ زینب کا بیگ تھا جسے اس وقت کبھی زینب تو کبھی عزاہ استعمال کر رہی تھی۔

"ہاں میں سوچ رہی ہوں ناشتہ گھر سے ہی منگوا لیتے ہیں۔ سونے سے پہلے تم ملازمہ کو بتا دینا ہسپتال کے لیے ناشتہ گھر سے ہی جانا ہے تو وہ محترمہ تھوڑی جلدی جاگ کر کام شروع کر دے۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

زینب نے اسے ہدایات دی جس پر اس نے سر ہلا دیا۔

"ٹھیک ہے۔" وہ کہتے ہوئے آگے بڑھی۔ ایک دم اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھایا اور اسے اپنا دماغ پل بھر کے لیے گھومتا محسوس ہوا۔ اس نے بروقت دیوار کو تھام لیا ورنہ یقیناً گر جاتی۔ نوال اور زینب دونوں نے اس کی یہ حالت دیکھی، تو فوراً اٹھ کر اس کی جانب بھاگیں۔

"کیا ہوا عزاہ؟" زینب نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

"کچھ نہیں! بس یونہی چکر آ گیا۔" اس نے اپنی کنپٹی مسلتے ہوئے کہا۔ عزاہ اس کیفیت سے باہر آ گئی تھی مگر اسے اپنا دماغ ابھی بھی سن محسوس ہو رہا تھا۔

"ایسا تو ہونا ہی تھا۔" زینب نے ڈانٹتے ہوئے کہا۔ "کھانے پینے کا تم دھیان نہیں رکھتی ہو۔ اوپر سے ان دنوں تمہاری نیند بھی مکمل نہیں ہو رہی تھی۔ گھر جا کر تم اب بس آرام کرنا۔ طبیعت ٹھیک ہو تو ہسپتال آنا ورنہ یہاں آنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ہم دونوں بھائی کا دھیان رکھنے کے لیے کافی ہیں۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

نوال زینب کے برعکس خاموشی اور باریک بینی سے عزاہ کے چہرے کو پڑھ رہی تھی۔ عزاہ کے چہرے کی رنگت بھی پیلی پڑی ہوئی تھی جس پر نوال نے اب غور کیا تھا۔

"جی اچھا!" نوال کی نظروں سے بے نیاز عزاہ نے زینب کو جواب دیا۔ اس کے بعد وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی کمرے سے باہر نکل گئی۔

"آج کل کے بچے اپنا بالکل بھی دھیان نہیں رکھتے ہیں!" زینب سر نفی میں ہلاتے ہوئے واپس صوفے کی جانب بڑھنے لگیں جبکہ نوال ابھی تک کمرے کے دروازے کے سامنے کھڑی تھیں۔ ان کی نگاہیں بہت گہری معلوم ہوتی تھیں۔ کیا وہ جو سوچ رہی تھیں، وہ سچ تھا؟

* *

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

پارک سے نکل کر وہ دونوں ایک ساتھ چل رہے تھے۔ تھوڑی سی تلخ کلامی نے ان دونوں کے موڈ کو خراب کر دیا۔ وہ دونوں یونہی بائیک کے پاس پہنچ گئے۔ زید بائیک پر بیٹھ کر اسے اسٹارٹ کرنے لگ گیا جبکہ جائی یانہ ہاتھ باندھے دوسری جانب دیکھ رہی تھی۔ جیسے ہی بائیک کا انجن اسٹارٹ ہوا، جائی یانہ خاموشی سے زید کے پیچھے بیٹھ گئی۔

وہ دونوں خاموشی سے سفر کر رہے تھے، جب کچھ دور جانے کے بعد بائیک سڑک پر چلتے چلتے رک گئی۔ وہ سڑک خاصی سنسنان تھی اور کچھ حد تک اندھیری بھی۔

"اب اس کو کیا مسئلہ ہے؟" زید نے دوبارہ سے بائیک چلانے کی کوشش کی مگر بے سود۔ اس نے بار بار کوشش کی لیکن کوئی نتیجہ نہیں نکلا۔ جائی یانہ بائیک پر سے اتر گئی۔ زید نے تین چار بار مزید کوشش کی مگر بائیک نے آج نہ چلنے کی قسم کھالی تھی۔

"آج کا تو دن ہی خراب ہے!" زید نے بائیک کی تاروں میں ہاتھ مارتے ہوئے اکتائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہاں میرے ساتھ جو نکلے ہو، دن اچھا کیسے ہو سکتا ہے؟" جائی یانہ نے طنز کیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

زید نے ہاتھ اٹھا کر اسے روکا۔

"دیکھیں پلیز میں پہلے ہی پریشان ہوں، آپ اپنے طنز کسی اور دن استعمال کیجیے گا۔ میری زندگی عذاب بنادی ہے!"

اس کی بات سن کر جائی یانہ سیخ پا ہو گئی۔

"صحیح کہہ رہے ہو؟ واقعی میں تمہاری زندگی میں نے خراب کر دی ہے! میں جا رہی ہوں، اب جی لو اپنی زندگی۔" پیر پٹختی ہوئی وہ آگے جانے لگی۔

"ایک سیکنڈ! جائی یانہ! رک جائیں!" وہ اسے پیچھے سے آواز لگا رہا تھا مگر جائی یانہ نے مڑ کر بھی نہیں دیکھا۔ اس کی آنکھوں میں آنسو بھر گئے تھے۔ غصے سے لال چہرے کے ساتھ وہ آگے کی طرف بڑھتی جا رہی تھی۔

اچانک ایک بائیک مخالف سمت سے آتی دکھائی دی۔ وہ بغیر رکے چلتی رہی۔ بائیک والے نے اس کے آگے بائیک کھڑی کر کے اس کا راستہ روکا۔ جائی یانہ ٹھٹھک کر رکی۔ اس

بائیک پر دو آدمی بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ دونوں آدمی شیطانی مسکراہٹ کے ساتھ اسے دیکھ رہے تھے۔ جائی یانہ کو اپنے ارد گرد خطرے کی گھنٹیاں بجتی محسوس ہوئی۔

"کیا ہوا میڈم؟ اکیلی کہاں جا رہی ہیں؟" بائیک چلانے والے آدمی نے اس سے شوخ انداز میں پوچھا۔ جائی یانہ کے پسینے چھوٹ گئے۔

"آپ بولیں تو ہم چھوڑ دیتے ہیں۔" پیچھے بیٹھا شخص بائیک پر سے اتر رہا تھا۔ جائی یانہ نے پیچھے ہونا چاہا مگر خوف نے اس کے پاؤں جکڑ لیے تھے۔

"آئیں ہم آپ کو۔۔۔" اس آدمی کا ہاتھ جائی یانہ کو پکڑنے کے بہت قریب پہنچ گیا تھا جائی یانہ نے آنکھیں بند کر لیں آدمی نے اسے نہیں پکڑا بلکہ کچھ دیر بعد اس کے کراہنے کی آواز آئی۔

جائی یانہ نے جیسے ہی آنکھیں کھولیں، اسے زید بالکل اپنے سامنے دکھائی دیا۔ زید کی اس کی طرف پشت تھی۔ جائی یانہ آگے کا منظر نہیں دیکھ سکتی تھی۔ اس نے تھوڑا سا آگے بڑھ کر

دیکھا تو اسے زید دوسرے آدمی کا ہاتھ پکڑے دکھائی دیا۔ اس نے دوسرے آدمی کا ہاتھ مڑوڑا ہوا تھا۔ جائی یانہ کا حلق سکھ گیا۔ زید ان دونوں سے لڑ رہا تھا۔

"چھوڑ میرا ہاتھ! میں کہتا ہوں چھوڑ!" دوسرے آدمی نے مچلتے ہوئے زید سے چیخ کر کہا لیکن زید نے اس کے ہاتھ کو مزید مڑوڑ دیا۔

"آئندہ کے بعد کسی بھی عورت کی طرف ہاتھ بڑھانے سے پہلے یہ ضرور سوچ لینا، اگر ہاتھ روکنے والا آ گیا تو تمہارا کیا ہو گا؟" زید نے چبا چبا کر کہا۔ پھر اس نے اس آدمی کو پیٹ پر لات مار کر گرا دیا۔ تکلیف کے مارے اس آدمی کی چیخیں بلند ہو گئیں۔ بائیک پر بیٹھا شخص اپنے ساتھی کو خاموشی سے پٹتا دیکھ رہا تھا۔

وہ زید کے سامنے زمین پر گر گیا تھا۔ زید ایک آخری دفعہ لات اس کے چہرے پر مار کر واپس مڑ گیا۔ اس نے جائی یانہ کا ہاتھ مضبوطی سے پکڑ لیا اور آگے بڑھ گیا۔ وہ تقریباً جائی یانہ کو گھسیٹتے ہوئے چل رہا تھا۔ زید اس کی جانب نہیں دیکھ رہا تھا۔ اس کی آنکھیں آگے کی جانب تھیں جبکہ جائی یانہ اس کے سپاٹ چہرے کو دیکھ رہی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

پیچھے سے انہیں بائیک چلانے کی آواز آئی مگر دونوں نے مڑ کر نہیں دیکھا۔جائی یانہ کو لگا وہ لوگ واپس جا رہے ہونگے لیکن بائیک کی آواز دور جانے کی بجائے قریب آتی محسوس ہو رہی تھی۔ پھر ایسا ہوا وہ بائیک جائی یانہ کے عین عقب پر پہنچ گئی۔زید نے ایک دم سے جائی یانہ کو اپنی طرف کرنا چاہا مگر اسی وقت بائیک چلانے والے آدمی نے چاقو زید کے بازو پر گھونپ دیا۔بس ایک منٹ!ایک منٹ لگا بائیک سوار اور اس دوسرے آدمی کو فرار ہونے میں۔

اس کے بعد سڑک ایک بار پھر سنسان ہو گئی۔زید نے تکلیف سے بازو اپنے سامنے کر لیا۔ کالی شرٹ کی بازو خون سے تر ہونے لگی۔زید نے ہمت کر کے چاقو بازو سے ہٹایا۔

"زید!"وہ خوف و ہراس میں بس یہی نام لے پائی۔اس کے سامنے زید کے بازو سے خون نکل کر زمین پر گر رہا تھا۔چاقو باہر نکالنے کی کوشش میں خون بہنے کی رفتار تیز ہو گئی تھی۔جائی یانہ نے اپنے ڈوپٹے کا پلو زخم پر رکھنا چاہا مگر زید نے اس کا ہاتھ جھٹک دیا۔

"زید ہم ہسپتال چلتے ہیں۔ تمہیں بہت بری چوٹ لگی ہے۔"جائی یانہ نے اس کا بازو تھام کر کہا۔زید کا خون اس کے ہاتھوں پر بھی لگ گیا تھا۔اس بار زید نے اس کا ہاتھ نہیں جھٹکا تھا۔

"ہم کہیں نہیں جا رہے۔ آپ خاموشی سے ہاسٹل جائیں گی۔ میں آپ کو ہاسٹل چھوڑ کر ہسپتال جاؤں گا"زید نے ہر لفظ چبا کر ادا کیا تھا۔اس کے لہجے میں دبا دبا غصہ تھا۔صاف ظاہر تھا۔

جائی یانہ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے تھے۔

"نہیں نہیں!میں بھی تمہارے ساتھ چلوں گی۔ میں تمہیں یوں نہیں چھوڑوں گی۔ تمہارا بہت زیادہ خون۔۔"

"میں نے کہا نا۔۔۔۔"زید نے اتنی اونچی آواز میں کہا کہ جائی یانہ ڈر کر اس سے ایک قدم پیچھے ہوئی۔زید نے جب اسے سہم کر اسے پیچھے ہوتے دیکھا تو خود بھی چپ ہو گیا۔

جائی یانہ آنکھیں پھیلائے اسے دیکھتی رہی جبکہ وہ زمین پر دیکھتے ہوئے لمبے لمبے سانس بھرنے لگا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

پھر وہ خاموشی سے قدم لیتا ہوا بائیک پر بیٹھ گیا۔ جائی یانہ بھی مرے مرے قدموں سے چلتے ہوئے اس کے پیچھے بیٹھ گئی۔ اس نے اب کی بار بائیک کے شروع کیا تو وہ چلا پڑا اور ایسے چلا جیسے کبھی خراب ہی نہیں تھا۔

زید نے بائیک اسٹارٹ کر دی مگر اپنے بازو پر زخم لگنے کی وجہ سے وہ بائیک زیادہ رفتار میں نہیں چلا رہا تھا۔ وہ بائیک یونہی سڑکوں پر دوڑاتا رہا۔ جائی یانہ غائب دماغی سے سڑکوں کو تکتی رہی۔

پھر بائیک جھٹکے سے رکی۔ جائی یانہ کی حیرت کی انتہا نہیں رہی جب اس نے بائیک کو ہسپتال کے سامنے رکا دیکھا۔

* *

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کمرے کے باہر راہ داری میں جلتے بلب نے، کمرے کو دیکھنے کے کچھ قابل بنایا ہوا تھا۔

اگر ہم بیڈ پر جھانکیں، تو بیڈ پر لیٹا ایک نفوس بار بار کروٹیں بدل رہا تھا۔ اگر غور کرو تو اس کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں۔ کمرے میں روشنی کی کمی کے باوجود اس کی آنکھیں چمک رہی تھیں۔ جب اسے کسی کروٹ چین نہیں ملا تو وہ اٹھ کر بیٹھ گئی۔ اس نے ایک نظر گھڑی پر ڈالی جو رات کے بارہ بجا رہی تھی اور دوسری نظر بیڈ کی دوسری طرف لیٹے اپنے شوہر پر ڈالی جو آرام سے سو رہا تھا۔

عزاہ کو شدید بے چینی ہو رہی تھی۔ اس کو ایسا لگ رہا تھا ہسپتال میں کھایا رات کا کھانا اس کے سینے میں کہیں اٹک گیا ہے۔ اسے اپنا ذہن بند ہوتا محسوس کو رہا تھا۔ وہ سر ہاتھوں میں گرا کر بیٹھ گئی۔ اس کے ساتھ لیٹے شایان کی آنکھ ذرا سی کھلی تو اس نے عزاہ کو یوں بیٹھا دیکھ کر اکتائے ہوئے انداز میں پوچھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اب تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ کہیں تمہارا باپ تو۔۔"اس سے پہلے شایان کی بات پوری ہو پاتی عزاہ جھٹکے سے بیڈ پر سے کھڑی ہوئی اور بھاگتی ہوئی باتھ روم کی جانب بھاگی۔ وہ جلدی سے بیسن پر جھک گئی۔ سارا کھانا جو اس نے کھایا تھا، قے کی صورت میں باہر نکل گیا تھا۔

کچھ دیر بعد جب عزاہ باتھ روم سے واپس کمرے میں آئی تو شایان اسے گھور رہا تھا۔۔

"تم باپ بیٹی نے رات میں صحیح بیماری کا ناٹک رچایا ہوا ہے۔ سکون سے دو گھڑی سونا بھی عذاب کر دیا ہے۔ اب میں سو رہا ہوں، اگر اب تمہاری وجہ سے میری نیند ڈسٹرب ہوئی تو میں تمہیں دھکے دے کر کمرے سے نکالوں گا۔"

یہ کہتے ہوئے شایان واپس لیٹ گیا جبکہ عزاہ اپنا سر پکڑے بیڈ پر بیٹھ گئی۔ اسے اپنا آپ بہت کمزور محسوس ہو رہا تھا۔ ایسا لگتا تھا اس میں ذرا برابر بھی طاقت نہیں رہی تھی۔

* *

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ہسپتال کی راہداری میں وہ بار بار چکر لگا رہی تھی۔ ایمرجنسی وارڈ کے وہ بالکل باہر کھڑی تھی۔ زید اندر اپنی مرہم پٹی کروا رہا تھا۔

چاقو کے وار کی وجہ سے ہسپتال کے عملے کو معاملہ سنجیدہ نوعیت لگ رہا تھا اور پولیس کو مطلع کرنا چاہتے تھے۔ ان دونوں نے عملے سے بہانے بنا کر انہیں زید کے علاج کے لیے راضی کیا تھا۔ جب زید ٹریٹمنٹ کے لیے ایمرجنسی وارڈ گیا تو جائی یانہ نے باہر نکل کر ہاسٹل کال کر کے ساری صورتحال سے آگاہ کیا۔ ہاسٹل والوں نے اس کا مسئلہ سمجھتے ہوئے ہسپتال رکنے کی اجازت دے دی۔

ابھی جائی یانہ وارڈ کے باہر کھڑی تھی۔ اسے انتظار تھا زید کب باہر آئے گا۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد زید باہر آیا۔

شرٹ کی آستین چڑھی ہوئی تھی۔ بازو پر سفید پٹی بندھی ہوئی تھی۔ پٹی کے عین وسط پر مہرون رنگ کا داغ بھی تھا۔ جائی یانہ اس کے پاس گئی اور اس کا بازو دیکھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس بہت برا لگ رہا تھا۔ اس کی وجہ سے زید کو چوٹ لگی تھی۔ اب اس کے بازو پر پٹی بندھی دیکھ کر وہ مزید جذباتی ہو گئی۔

اس کی آنکھوں میں انسو بھر آئے جسے چھپانے کے لیے جائی یانہ نے جلدی سے اپنی آنکھوں کو رگڑا۔ وہ خود کو سنبھالنا چاہتی تھی۔ زید اس کی یہ حرکت دیکھ چکا تھا۔ وہ بے ساختہ بولا۔

"آپ رو کیوں رہی ہیں؟"

اور پھر بس! آنسو آنکھوں پر لگے ضبط کے بند توڑ کر بہنے لگے۔ زید نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھنا چاہا مگر وہ جھٹک کر ہسپتال سے باہر جانے لگی۔ زید اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگ گیا۔

ہسپتال سے نکل کر جب وہ دونوں بائیک کے پاس پہنچیں تو زید بائیک پر بیٹھنے کی بجائے جائی یانہ کے بالکل سامنے کھڑا ہو گیا۔ جائی یانہ نے اپنا رخ دوسری طرف کر لیا۔ زید نے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس کا کندھا پکڑ کر اس کا رخ اپنی جانب کیا اور اپنے ہاتھ اس کے کندھے پر رکھ کر نرمی سے پوچھا۔

"اس وقت میں نے آپ سے غلط طریقے سے بات کی تھی۔ آپ اسی وجہ سے ناراض ہے، ہے ناں؟"

جائی یانہ نے تر گالوں کے ساتھ نفی میں سر ہلایا۔

"پھر کیوں رو رہی ہیں آپ؟" وہ قدرے جھک کر اس کے چہرے کو دیکھ رہا تھا۔

"میرا دل کر رہا ہے۔" اس کی بات سن کر زید نے مسکراہٹ دبائی۔

"پھر تو میں منع نہیں کروں گا کیونکہ سنیں گی تو آپ بس اپنے دل کی، بھلے دوسرا اس چکر میں مر ہی جائے۔"

زید کی بات سن کر جائی یانہ مزید شرمندہ ہوئی۔

"میری وجہ سے تمہیں یہ چوٹ لگی ہے۔" وہ پوچھ رہی تھی یا بتا رہی تھی، زید سمجھ نہ سکا۔

"ہاں لگی تو خیر آپ کی ہی وجہ سے ہے۔"

"مجھے اس وقت غصہ آرہا تھا۔ میں تمہاری کوئی بات سننا نہیں چاہتی تھی مگر مجھے نہیں پتہ تھا یہ سب ہو جائے گا۔۔" یہ کہہ کر وہ زید کا بازو پکڑ کر رونے لگی۔ زید نے اسے رونے دیا۔ جب جائی یانہ کے رونے کی شدت میں کچھ کمی آئی، تو زید بولا۔

"محترمہ! آپ بھول رہی ہیں آپ اسی بازو کو زور سے پکڑے ہوئے ہیں جس پر کچھ دیر پہلے دو گنڈے چاقو مار کر گئے ہیں۔ اگر رونے کے لیے بازو چاہیے تو ماشاءاللہ سے اللہ نے مجھے دوسرا بازو بھی دیا ہے۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اس کے یہ کہنے کی دیر تھی جائی یانہ ایک پل میں اس سے دور ہوئی۔ اس نے آنسوؤں کو ڈوپٹے سے صاف کیا۔

"ویسے ایک بات بولوں! غلطی میری بھی ہے۔ میں نے بھی غصے میں آپ کو بہت کچھ کہہ دیا۔ مجھے واقعی میں آپ سے ایسے بات نہیں کرنی چاہیے تھی۔ مجھے معاف کر دیں۔"

جائی یانہ نے جواب میں کچھ نہیں کہا، بس خاموشی سے کھڑی رہی۔ زید نے اسے یوں خاموش دیکھا تو اپنا ہاتھ آگے بڑھا کر بولا۔

"فرینڈز؟" جائی یانہ نے پہلے اس کے مسکراتے چہرے کو دیکھا اور پھر اس کے بڑھے ہوئے ہاتھ کو تھام لیا۔

"فرینڈز!" ان دونوں نے ایک ساتھ ہاتھوں کو جھٹکا اور نرمی سے ایک دوسرے سے الگ کیا۔

کچھ دیر بعد ان کی بائیک ہاسٹل کے باہر کھڑی ہوئی تھی۔ جائی یانہ بائیک پر سے اتر گئی اور اس کے بالکل سامنے کھڑی ہو گئی۔

"میں نے بجو کو جواب دینا ہے، اس لیے تم مجھے صاف صاف بتا دو تم ہماری مدد کر سکتے ہو یا نہیں؟ اگر تم نہیں بھی کرنا چاہتے تو کوئی بات نہیں ہے۔ ہم تم پر زور نہیں ڈالیں گے۔ تمہیں منع کرنے کا پورا حق ہے۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"آپ فکر نہ کریں۔ میں آپ کا کام کر دوں گا، بس مجھے تھوڑا سا وقت چاہیے۔ مجھے یقین ہے آپ تھوڑا بہت انتظار تو کریں گے۔" اس کے بعد زید بھی بائیک پر سے اترنے لگا۔

"تم کہاں جا رہے ہو؟" جائی یانہ نے اسے بائیک پر اترتے دیکھا، تو پوچھا۔ زید بائیک پر لاک لگاتے ہوئے بولا۔

"اتنی رات ہو گئی ہے۔ اب آپ یوں اکیلی جائیں گی تو ہاسٹل والوں کی نظروں میں مشکوک ہو جائیں گی۔"

"میں نے بات کر لی تھی، کچھ نہیں ہوتا۔ تم جاؤ اور آرام کرو۔" جائی یانہ نے کہا۔

"نہیں پھر بھی۔۔۔۔"

یہ کہہ کر زید ہاسٹل کے گیٹ کی طرف جانے لگا۔ جائی یانہ نے کندھے اچکائے اور اس کے پیچھے ہو لی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

****

رات کے بعد صبح کا سویرا ہر سو چھا گیا۔ اسلام آباد کے رہائشی معمول کے مطابق اپنا کام کرنے میں مصروف ہو گئے تھے لیکن کچھ ایسے بھی تھے جن کی زندگی بالکل ساکن تھی۔ ان کے کرنے کو کچھ بھی نہیں تھا۔

ایسے ہی لوگوں میں ایک سنہری آنکھوں والی لڑکی بھی تھی جو اس وقت کمرے میں قید اپنے بستر پر لیٹی ہوئی تھی۔ دن ہو یا رات، اس کو کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔ اس کی زندگی میں ایک جمود طاری ہو گیا تھا۔ دروازہ کھلنے کی آواز آئی مگر وہ اٹھی نہیں۔ وہ جانتی تھی کون آیا تھا۔

"تم نے مجھے بلایا تھا؟" آواز میں چڑانے والا تاثر تھا۔

"ہاں بلایا تھا۔" وہ چت لیٹی چھت کو گھورتے ہوئے بولی۔

"کیا بات کرنی تھی؟" مردانہ آواز گفتگو طویل کر رہی تھی۔ شاید اس کے پاس آج وقت ہی وقت تھا۔

"بات کرنی تھی، اب نہیں کرنی۔" اسی انداز میں چبا چبا کر جواب دیا۔

"کیوں؟ اب کیوں نہیں؟"

"جو بات تم سے پوچھنی تھی، وہ تمہاری بہن بتا گئی ہے۔ مطلب بات سے تھا، بات بتانے والے سے نہیں۔ تم اب جا ہو تو جا سکتے ہو۔"

"تم مجھے نکال رہی ہو؟ میرے ہی گھر کے کمرے سے؟" مردانہ آواز میں کچھ ناگواری چھا چکی تھی۔

سنہری آنکھوں میں نمی کے ساتھ تلخی بھر گئی۔ وہ استہزایہ مسکرائی۔

"میں کسی کو نکالنے والی کون ہوتی ہوں؟ تم نے شاید لفظوں پر غور نہیں کیا۔ میں نے تم سے کہا ہے تم اب چاہو تو جا سکتے ہو۔ اس بات پر بھی تمہاری چاہت کو اوپر رکھی ہے میں نے آریان!"

ایک پل بھی ایسا نہیں تھا جس میں عالیہ نے آریان کی طرف دیکھا ہو۔ وہ سارا وقت چہرہ اوپر کیے ہوئے تھی۔

آریان اب اسے الجھی ہوئی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"لگ رہا ہے اتنے دن ایک ہی کمرے میں پڑے رہنے کی وجہ سے تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے۔ اسی لیے اتنی بہکی بہکی باتیں کر رہی ہو۔"

"شاید!" اس نے نہ تردید کی نہ کھل کر تصدیق۔۔

آریان اسے یونہی دیکھتا رہا اور پھر کچھ لمحات بعد باہر چلا گیا۔

جیسے ہی آریان باہر گیا عالیہ نے چہرہ موڑ کر اس دروازے کو دیکھا جس سے وہ باہر گیا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس کی آنکھوں میں نمی بھرنے لگ گئی۔ اسے بہت رونا آرہا تھا۔ بہت زیادہ!

****

ہاسٹل کے کمرے میں اگر جھانکو، تو جائی یانہ اس وقت چہرہ لٹکائے، شرمندہ نگاہوں سے جے ٹی کو دیکھ رہی تھی، جو بس خاموشی سے اپنے سرخ رنگ کے دوپٹے کو دیکھ رہی تھی۔ اس ڈوپٹے پر اگر غور کرتے تو خون کے لال دھبے مبہم سے دکھائی دے رہے تھے۔

"آئی ایم سوری جے ٹی! اس وقت صورتحال ہی کچھ ایسی تھی کہ دوپٹے پر میرا دھیان نہیں گیا۔ میں تو تمہیں منع بھی کر رہی تھی لیکن تم مانی ہی نہیں۔"

جے ٹی خاموشی سے ڈوپٹے کو تکتی رہی۔ جائی یانہ کی پریشانی میں مزید اضافہ ہو گیا۔ وہ جے ٹی کے پاس گئی اور اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

"دیکھو تم اگر کہو گی تو میں تمہیں اس سے بھی اچھا کوئی نیا برینڈڈ سا جوڑا لادوں گی۔ پلیز مان جاؤ!"

"تم بہت خوش قسمت ہو جائی یا نہ!" جے ٹی نے ایک دم بولا۔ جائی یا نہ چونک گئی۔ جے ٹی اپنی رو میں بولے گئی۔

"تمہیں بچانے کے لیے ایک شخص نے اپنی پروا نہیں کی۔ وہ چاقو تمہیں لگنے جا رہا تھا مگر اس نے بروقت تمہیں بچا لیا۔ ان سب میں اس کا اپنا بازو زخمی ہو گیا۔ وہ چاہتا تو تمہیں اس صورتحال میں چھوڑ کر جا سکتا تھا لیکن نہیں، وہ نہیں گیا۔"

جے ٹی اب اپنے ڈوپٹے کو تہہ لگانے لگ گئی۔

"پتہ ہے ایک دفعہ میں بھی ایسی صورتحال میں پھنسی تھی۔ میں اور میرا بوائے فرینڈ ایک پارٹی سے واپس آ رہے تھے۔ راستے میں چوروں نے ہمارے اوپر حملہ کر لیا۔ ہمارے پیسے، موبائل اور میرے بوائے فرینڈ کی گاڑی لے لی۔ چور چاہتے تھے کہ گاڑی میں ان لوگوں کے ساتھ میں بھی جاؤں۔ ان کا یہ ارادہ جان کر میرے اوسان خطا ہو گئے۔ میں نے چیخ چیخ

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کر اپنے بوائے فرینڈ کو میری مدد کرنے کو کہا مگر وہ کسی کی بھی بات سنیے بغیر وہاں سے بھاگ گیا۔ میری قسمت اچھی تھی کہ ایک پولیس موبائل وہاں سے گزری اور میری جان بچ گئی ورنہ آج میں یہاں تو کم از کم نہیں ہوتی۔"

جے ٹی اپنی سناتے ہوئے پورا ڈوپٹہ سمیٹ چکی تھی۔ پھر اس نے ڈوپٹہ جائی یانہ کی طرف بڑھایا۔ جائی یانہ نا سمجھی سے ڈوپٹہ دیکھتی رہی۔ اس نے اسے پکڑا نہیں۔

"تمہارا شوہر تم سے سچی محبت کرتا ہے جائی یانہ! اس کا ثبوت ڈوپٹے پر لگا اس کا خون ہے۔ مرد جب کسی عورت کو چاہتا ہے تو ایک پل کے لیے بھی اسے کسی دوسرے مرد کے ساتھ سوچ نہیں سکتا۔ وہ اپنی عورت کو انمول خزانے کی طرح سمجھتا ہے اور اس کا محافظ بنے رہتا ہے۔ مرد اپنی محبت کا اظہار تحافظ اور عزت سے کرتا ہے اور تمہارے منہ سے زید کی باتوں کو سن کر میں جان گئی ہوں وہ تمہاری عزت اور حفاظت دونوں کرتا ہے۔ تم اس کی سچی محبت ہو!"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

جائی یانہ بالکل خاموش رہی۔اس کے پاس کہنے کو کچھ نہیں تھا۔جے ٹی نے ڈوپٹہ پکڑے ہاتھ کو تھوڑااور جائی یانہ کے قریب کیا۔

"یہ تم رکھ لو۔جب جب تم اس ڈوپٹے کو دیکھو گی تمہارے دل میں اپنے شوہر کے لیے عزت ضرور بڑھے گی۔میں اپنی اس لال قمیض کے اوپر کوئی دوسرا لال ڈوپٹہ لے آؤں گی۔اب تم تیار ہو جاؤ تمہیں یونیورسٹی سے دیر ہو رہی ہے۔"جائی یانہ نے ڈوپٹہ کچھ بھی کہے بغیر تھام لیا۔

اس کے بعد جے ٹی اپنی قمیض کو سمیٹنے لگی جبکہ جائی یانہ خالی نظروں سے اس ڈوپٹے کو دیکھنے لگی۔

* *

صبح کا اجلا سورج اب شام کے ڈھلتے آفتاب میں بدل گیا ہے۔ ایسے میں اگر اشفاق کے گھر میں آؤ تو اس گھر کے مالکان واپس آ چکے تھے۔ اشفاق صاحب، نوال اور اشفاق کے مشترکہ کمرے میں، بیڈ کے تاج سے ٹیک لگائے بیٹھے تھے۔ وہ گہری سوچ میں گم تھے۔ پنکھے کی آواز ہر سو گونج رہی تھی۔ وہ نقصان اور بے عزتی کے صدمے سے باہر نکل آئے تھے۔ وہ اب آگے کا لائحہ عمل طے کر رہے تھے۔ ان کے اوپر قانونی کاروائی شروع ہونے والی تھی۔ انہیں خود کو اس سب کے لیے تیار کرنا تھا۔

اشفاق صاحب کی سوچ میں مخل کمرے میں داخل ہوتی نوال نے دیا۔ نوال، اشفاق صاحب کی سوچوں سے بے نیاز اپنے ہاتھ میں پکڑے سوپ کے پیالے کو دیکھ رہی تھی۔ گرم مائع کے اندر تیرتے گاجر، مٹر اور دیگر اجزا کے ٹکڑے، نوال پیالے میں موجود چمچ سے گھما رہی تھیں۔

"یہ لیں!" وہ اشفاق کے عین سامنے بیٹھ گئیں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اشفاق صاحب نے انہیں غور سے دیکھا۔ فربہہ جسم اب کچھ کچھ کمزور دکھائی دینے لگ گیا تھا۔ آنکھوں اور چہرے کے ارد گرد جھریاں بھی نمایاں تھیں۔ بال ہمیشہ کی طرح ڈوپٹے سے اچھے سے چھپائے ہوئے تھے اور سنہری آنکھیں اداسی کی نشاندہی کرتی تھی۔

کیا یہ سالوں پرانی وہی نوال تھی جس کے ساتھ انہوں نے اپنا بچپن اور جوانی گزار دیے تھے؟ جوانی کا تو پتہ نہیں ہاں مگر یہ نوال، بچپن سے بالکل الگ تھی۔ یہ وہ نوال نہیں تھی جو ایک زمانے میں انہیں پسند تھی، جس سے شاید انہیں کبھی محبت بھی تھی۔ یہ تو وہ نوال تھی جو ایک بوجھ تھی، جسے اس کے چچا نے اپنے احسانات کے عوض بوجھ کی طرح اس کے سر پر لادا تھا۔

بعض اوقات صدیاں گزر جاتی ہے ایک انسان کو چاہتے چاہتے اور بعض اوقات پل بھر میں ایک انسان ہمارے لیے بے معنی ہو جاتا ہے۔

نوال نے جب سوپ سے بھرا چمچ اشفاق کی جانب بڑھایا اسی وقت انہیں اشفاق کی گہری نگاہوں کا ادراک ہوا۔

نوال نے چمچ آگے بڑھاتے ہوئے آرام سے پوچھا۔

"کیا دیکھ رہے ہیں؟"

اشفاق نے سر نفی میں ہلایا اور چمچ منہ میں لے لی۔

اس کے بعد نوال اشفاق کو سوپ پلانے میں مگن ہو گئی۔ جیسے ہی سوپ کا آخری چمچ اشفاق کے منہ میں گیا، نوال اپنی جگہ پر سے کھڑی ہونے لگ گئیں۔

"تم سے بات کرنی ہے!" نوال جو اٹھنے والی تھی، اٹھتے اٹھتے دوبارہ بیٹھ گئیں۔

"جی بولیں!" نوال کا انداز بے نیاز تھا۔

"میں پرانے گھر اور چچا کی دوکان کو بیچنے کا سوچ رہا ہوں۔"

اشفاق کی بات سن کر نوال نے آنکھیں پھاڑ کر اشفاق کو دیکھا۔ ان آنکھوں میں بے یقینی ہی بے یقینی تھی۔

"آپ یہ کیا کہہ رہے ہیں اشفاق!؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"صحیح کہہ رہا ہوں۔ میری کمپنی کو بینک والوں نے ضبط کر لیا ہے۔ میرے اوپر مقدمہ چلے گا۔ میرے پاس ان سب کے لیے بالکل بھی پیسے نہیں ہے۔"

"اگر آپ کو پیسے چاہیے تو یہ گھر بیچ دیں۔ وہ ہمارا پرانا گھر ہے۔ میں نے وہاں اپنا بچپن گزارا ہے۔ میں اس گھر کے بکنے کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتی ہوں۔" نوال نے دوسرا حل پیش کیا۔ وہ ہر صورت اشفاق کو اپنے ارادے سے باز کرنا چاہتی تھیں۔

"یہ گھر جائی یا نہ کے نام ہے۔ جب تک اس کے دستخط نہیں ہونگے میں اسے بیچ نہیں سکتا اور ویسے بھی وہ پرانا گھر ہمارے کسی کام کا نہیں رہا۔ تم نے ادھر کامیابی کے جھنڈے نہیں گاڑھے تھے، جو اب گھر کو بیچنے پر تمہیں تکلیف ہو رہی ہے۔"

اشفاق نے سخت لہجے میں نوال کو باور کروادیا۔ وہ کسی صورت اپنا ارادہ نہیں بدلیں گے۔ نوال سخت قسم کے دباؤ کا شکار ہو گئی تھیں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اشفاق اپنی رو میں بولتے رہے۔"وہ تو اچھا ہوا میں نے اچھے وقتوں میں زینب اور ام ہانی کو ان کا حصہ دے دیا اور گھر اور دو کان اپنے نام کروالی۔ اگر ہمارے پاس یہ اثاثہ نہیں ہوتا تو ابھی ہم بالکل کنگال ہوتے۔"

نوال اپنی جگہ سے کھڑی ہو گئیں اور آہستہ آہستہ کمرے کے دروازے کی جانب بڑھنے لگیں۔

پھر ایک دم وہ رکی اور مڑ کر اشفاق کو دیکھا جو کافی پر سکون دکھائی دیتے تھے۔

"آپ میری ایک بات مانیں گے؟"

"بولو؟"

"گھر بیچنے سے پہلے ایک بار میں اس گھر جانا چاہتی ہوں۔ کیا میں وہاں جا سکتی ہوں؟"

اشفاق کے چہرے پر ایک دم سے ناگواری چھا گئی لیکن جب وہ بولیں تو بس اتنا ہی۔

"چلی جائیے گا۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

نوال واپس مڑ گئیں اور کمرے سے باہر چلی گئیں۔

****

زینب نے بمشکل آنکھیں کھولیں۔ کھڑکی سے آتی گہرے نیلے رنگ کی روشنی کمرے کے اندھیرے میں کچھ روشنی ڈال رہی تھی۔ زینب نے اٹھ کر موبائل اٹھایا تو اس پر شام کے سات بج رہے تھے۔ زینب نے اپنی دوبارہ بند ہوتی آنکھوں کو قابو میں لیا اور بمشکل اٹھ کر بیٹھ گئیں۔

اشفاق اور نوال کو گھر چھوڑنے کے بعد زینب خود بھی اپنے گھر آ گئیں۔ وہ دو راتوں سے بے آرام رہی تھیں۔ وہ تھکن سے چور چور تھی۔ اس لیے جیسے ہی وہ اپنے کمرے میں آ کر بیڈ پر لیٹیں، نیند فوراً ان پر آشکار ہوئی۔ اب اتنے گھنٹوں بعد جب وہ گہری نیند سے اٹھیں تو

انہیں اپنا دماغ بالکل خالی محسوس ہو رہا تھا۔ کچھ دیر یونہی بے مقصد بیڈ پر بیٹھے رہنے کے بعد زینب اٹھ کر منہ ہاتھ دھونے کی غرض سے باتھ روم کی جانب بڑھ گئیں۔

کچھ لمحات بعد زینب راہداری میں چلتی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔ دو دنوں بعد وہ اپنے گھر کا مکمل جائزہ لینے لگیں۔ چلتے چلتے جب وہ کچن میں آئی تو انہوں نے ایک ملازمہ کو کچن میں کھانا پکاتے ہوئے دیکھا۔

"عزاہ کہاں پر ہے؟"

"بی بی جی تو صبح سے کمرے میں ہیں۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ملازمہ کی بات سن کر زینب کا ہاتھ بے اختیار اپنے سر پر گیا۔ وہ کچن سے باہر نکل گئیں۔ اب ان کے قدم شایان کے کمرے کی جانب تھے۔ زینب نے کمرے کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ جب اندر سے کوئی رد عمل نہیں آیا تو زینب کی تشویش میں اضافہ ہو گیا۔ انہوں نے کمرے کا دروازہ کھولا اور اندر آ گئیں۔ کمرے میں ہر سو اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ زینب نے کمرے کی دیوار پر لگے سوئچ بورڈ پر ہاتھ مارا اور کمرے کی بتیاں جلائیں۔

کمرا دیکھنے کے کچھ قابل ہوا تو انہیں عزاہ بے ہوش لیٹی دکھائی دی۔ زینب فوراً عزاہ کے پاس آئیں۔

"عزاہ! عزاہ بیٹا!" عزاہ آنکھیں بند کیے لیٹی رہی۔

زینب نے کندھا ہلا کر اسے اٹھانا چاہا مگر وہ تب بھی نہیں اٹھی۔ زینب عزاہ سے کچھ دور ہوئی اور کچھ پل کے لیے اسے تکتی رہیں۔ پھر بھاگتے ہوئے وہ اپنے کمرے کی جانب بڑھیں۔ کمرے کی طرف جاتے ہوئے انہوں نے ملازمہ کو ڈرائیور سے گاڑی نکلوانے کا کہا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اپنے کمرے میں پہنچ کر زینب نے موبائل اٹھایا اور نمبر ڈائل کر کے موبائل کان پر لگایا۔ جیسے ہی دوسری جانب سے کال اٹھائی گئی، زینب نے اسے کوئی بات کرنے کا موقع نہیں دیا۔

"شایان جلدی سے ہسپتال پہنچو۔ عزاہ بے ہوش ہو گئی ہے۔ میں اسے ہسپتال لے کر جا رہی ہوں۔"

زینب نے یہ کہہ کر کال کاٹ دی اور موبائل اپنے پرس پر رکھ کر بھاگتی ہوئی کمرے سے باہر نکل گئیں۔ پیچھے ان کے کمرے کی دیواریں انہیں تب تک تکتی رہیں، جب تک وہ ان کی نگاہوں سے اوجھل نہیں ہو گئیں۔

* *

شام کے سایے سڑک پر بھی پھیل گئے تھے۔ سڑک کے کناروں پر لگے اسٹریٹ پولز اندھیرا بڑھتے دیکھ کر اپنے بلب جلانے پر مجبور ہو گئے۔ ایسا ہی ایک سٹریٹ پول، بس اسٹاپ کے پاس بھی تھا جس کے بینچ پر وہ بیٹھی ہوئی تھی۔

نگاہیں سڑک کے کناروں پر جمائے وہ اپنی بس کے آنے کا انتظار کر رہی تھی۔ کچھ لمحات بعد لال رنگ کی بس اس کے سامنے رک گئی۔ وہ بس پر سوار ہو گئی۔

بس میں اپنا راستہ بناتے ہوئے وہ سیٹ کے لیے ادھر ادھر دیکھ رہی تھی، جب ایک مردانہ ہاتھ نے اس کی کلائی پکڑی اور ساتھ موجود سیٹ پر اسے بٹھایا۔ جائی یانہ اس سے پہلے اس شخص کے منہ پر تھپڑ مارتی، اس شخص نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

جائی یانہ نے ٹھہر کر دیکھا، تو یہ شخص کوئی اور نہیں بلکہ زید تھا۔ پینٹ شرٹ پر گھنگھرالے بالوں کو لاپرواسا چھوڑے وہ دلفریب مسکراہٹ کے ساتھ جائی یانہ کو دیکھ رہا تھا جو ابھی تک ہکا بکا تھی۔

"تم! تم یہاں کیا کر رہے ہو؟" جائی یانہ نے دھیمی آواز میں پوچھا۔

"پبلک ٹرانسپورٹ ہے۔ کوئی بھی کہیں بھی ہو سکتا ہے۔" اس نے آرام سے اسے بتایا۔

اس کے ہاتھ میں ابھی تک جائی یانہ کی کلائی تھی مگر اس کی گرفت ہلکی ہو چکی تھی جبکہ جائی یانہ کا دوسرا ہاتھ وہ کب کا چھوڑ چکا تھا۔

"میں جانتی ہوں یہ پبلک ٹرانسپورٹ ہے مگر تمہارے پاس تو تمہاری اپنی بائیک ہے ناں؟"

"میرے بازو پر زور پڑ رہا تھا۔ اس لیے ابھی میں بائیک نہیں چلا رہا۔"

"اچھا!" جائی یانہ نے سمجھتے ہوئے سر ہلایا پھر اچانک سے اسے کچھ یاد آیا۔ "لیکن یہ تو تمہارے کام کا وقت ہے۔ تم یہاں کیا کر رہے ہو؟ تمہیں تو اپنی دوکان پر ہونا چاہیے تھا ناں؟"

"ہونا تو چاہیے تھا مگر جب میرے دوکان کے مالک کو پتہ چلا میرا بازو زخمی ہے، تو اس نے خود ہی مجھے دو دنوں کی چھٹی دے دی۔"

"دو دنوں میں تو تمہارا زخم نہیں بھرے گا!" جائی یانہ کی بات سن کر وہ مسکرایا۔

"اب وہ بیچارا انسانیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے دو دن آرام کے دے رہا ہے، تو آپ کو کیا مسئلہ ہے؟"

"مجھے کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ میں تو بس ایسے ہی بول رہی تھی۔" جائی یانہ نے اب کی بار بے نیاز انداز اپنایا۔

"اچھا جی!"

اس کے بعد کچھ دیر کے لیے وہ خاموش رہے۔ جائی یانہ اپنی گود میں رکھے ہاتھوں کو دیکھتی رہی جبکہ زید جائی یانہ کے چہرے کو۔ پھر کچھ دیر بعد جائی یانہ نے پوچھا۔

"تم ویسے جا کہاں رہے ہو؟"

"میں کہیں سے آرہا ہوں۔" زید نے تصیح کی۔

"کہاں سے؟"

"یہ نہ پوچھیں!" زید شرمانے والے انداز میں سر گھما کر، اپنی دوسری طرف موجود کھڑکی سے باہر دیکھنے لگا۔

"کیوں نہ پوچھوں؟" جائی یانہ کے بھنویں اوپر کو اٹھیں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"آپ پوچھیں گی تو مجھے بتانا پڑے گا، میں کہاں گیا تھا اور اب میں اپنی بیوی کو یہ بتاتا اچھا تھوڑی لگوں گا کہ میں ایک پیاری سی خوبصورت سی لڑکی سے مل کر آیا ہوں جو بار بار میری تعریف کر رہی تھی اور۔۔۔۔۔"

"اور اندھی تھی!" جائیانہ نے جلے کٹے انداز میں اس کا جملہ مکمل کیا۔ زید ہنسنے لگ گیا۔

"ایسا تو نہیں کہیں، میں اتنا پیارا ہوں۔ اس لیے تو آپ کا مجھ پر دل آیا تھا۔"

"تصیح کرو زید، میرا تم پر دل نہیں آیا بلکہ شاید تمہارا دل میرے اوپر آیا تھا۔" جائیانہ نے انگلی اٹھا کر کہا۔

"ہاں یہ تو ہے۔ اسی دل کے ہاتھوں مجھے مجبوراً اس غیر لڑکی کا دل توڑ کر آنا پڑا اور نہ اسے دیکھ کر لگ رہا تھا وہ مجھ سے سچا عشق کرتی ہے۔" زید کی باتیں سن کر جائیانہ نے کوئی جواب نہیں دیا اور چہرہ دوسری طرف موڑ لیا۔ زید پیچھے کی طرف ہو کر بیٹھ گیا اور دل پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"میں سوچ رہا ہوں اگر اس لڑکی کا عشق واقعی میں سچا ہوا اور اس نے مجھے بد دعا دے دی، تو کیا ہو گا؟" جائی یانہ نے اپنا چہرہ ہنوز دوسری جانب رکھا۔ "سوچیں اگر اس نے بد دعا دے دی میری محبوبہ مر جائے اور وہ پوری بھی ہو گئی تو میں تو یقیناً سڑکوں کی خاک چھانتا پھروں گا۔"

"زید اپنا منہ بند کر لو ورنہ اس کی بد دعا مجھ پر اثر کرے یا نہ کرے، تم پر ضرور ہو جائے گی۔" جائی یانہ نے دھیمی آواز میں غراتے ہوئے کہا۔ زید نے مسکراتے ہوئے اسے دیکھا۔

"میں نے تو یہ کہا ہی نہیں وہ آپ کو بد دعا دے گی، میں نے تو محبوبہ کہا تھا تو آپ یہ مان رہی ہے کہ آپ میری محبوبہ ہے۔"

جائی یانہ نے غصے سے اسے دیکھا۔

"زید سچ میں تم سے اور جے ٹی سے بات کرنا سر دیوار پر مارنے کے مترادف ہے۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

جائی یا نہ نے چہرے کا رخ دوسری جانب موڑ لیا۔ زید یونہی پیار بھرے انداز میں اسے دیکھتا رہتا اگر اس کا موبائل نہ بجتا۔ اس نے موبائل نکالا تو اسے دو میسج موصول ہوئے تھے۔

انہیں پڑھتے پڑھتے اس کے ماتھے پر شکنوں کا جال بچھنے لگا۔ کچھ دیر پہلے والی شوخی بالکل زائل ہو گئی۔ کچھ دیر بعد اس نے موبائل رکھ دیا اور کچھ سوچنے لگا۔ اس کی کیفیت سے انجان جائی یا نہ ابھی بھی چہرہ دوسری جانب کیے ہوئے تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

* *

ہسپتال کی راہداری میں زینب مضطرب سی چکر لگا رہی تھیں۔ وہ بار بار متفکر نگاہوں سے اپنے سامنے موجود کمرے کے دروازے کی جانب دیکھتیں جس کے اندر ڈاکٹر، عزاہ کا چیک اپ کر رہی تھی۔

ان کے سامنے کرسی پر بیٹھا شایان، بڑے آرام سے موبائل پر لگا ہوا تھا۔ اس کا حلیہ بتاتا تھا وہ آفس سے سیدھا یہاں آیا تھا۔ اس کے چہرے پر ہلکی سی بھی پریشانی نہیں تھی۔ وہ بے فکر، بڑے آرام سے اپنی دنیا میں مست تھا۔ کچھ دیر بعد گلابی یونیفارم پہنے نرس جیسے ہی باہر آئی، زینب لپک کر اس کے پاس گئیں۔

"سسٹر! میری بہو تو ٹھیک ہے ناں؟"

نرس کے چہرے پر شائستہ سی مسکراہٹ پھیل گئی۔

"جی، آپ کی بہو بالکل ٹھیک ہے بلکہ آپ کے لیے تو گڈ نیوز ہے۔"

شایان جو بے توجہی سے نرس کی باتیں سن رہا تھا، اس کے کان کھڑے ہو گئے۔

"آپ دادی بننے جا رہی ہیں!"

شایان صدمے سے کھڑا ہو گیا جبکہ زینب بے یقینی سے سر نفی میں ہلانے لگ گئیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"آپ سچ کہہ رہی ہیں؟"زینب کے چہرے پر بے یقینی ہنوز تھی مگر اب ایک مسکراہٹ بھی لبوں پر پھیل گئی تھی۔

"جی!ڈاکٹر صاحبہ نے انہیں چیک کر لیا ہے۔اب وہ دوائیاں لکھ رہی ہیں۔جب وہ باہر آجائیں،تو آپ لوگ اندر جا کر اپنی مریض سے مل لینا۔وہ ابھی تک بے ہوش ہے،آدھے ایک گھنٹے میں وہ جب ہوش میں آجائیں گی تو آپ انہیں لے کر جا سکتے ہیں۔"

نرس تمام تفصیلات دینے کے بعد چلی گئی جبکہ زینب خوشی سے پھولے نہیں سما رہی تھیں۔وہ شایان کے پاس آ گئیں۔وہ اس قدر خوش تھیں کہ انہوں نے شایان کے اترے ہوئے چہرے پر دھیان نہیں دیا۔

"شایان!میں دادی بننے والی ہوں۔اوہ میرے اللہ!میں نے کتنے سالوں سے اس پل کا انتظار کیا ہے۔اللہ عزاہ کو ہمیشہ خوش رکھے۔اس نے میری اتنی بڑی خواہش پوری کی ہے۔"

جب کہ شایان تاریک چہرے کے ساتھ اس دروازے کو دیکھ رہا تھا جس کے پار عزاہ تھی۔

* *

آسمان اب بلکل تاریک تھا۔ اسلام آباد کے ایک مڈل کلاس فوڈ ریستوران میں اس وقت معمول کے مطابق چہل پہل تھی۔ ایسے میں زید اس ریستوران کے بیرونی دروازے سے باہر نکل رہا تھا۔ وہ یہاں ایک شخص سے ملنے آیا تھا۔ زید کے چہرے کے تاثرات بتاتے تھے یہ ملاقات اتنی خوشگوار نہیں تھی لیکن، ابھی اس شخص اور ملاقات کو چھوڑ کر ہم آگے بڑھیں، تو زید فٹ پاتھ پر چلنے لگ گیا۔

کچھ دور جانے پر اس نے یونہی عام سے انداز میں سڑک کے کنارے پر نظر ڈالی، تو اسے ایک عورت چادر لپیٹے بیٹھی ہوئی دکھائی دی۔ زید نے نظر ہٹالی مگر جیسے ہی اس عورت کے چہرے کو زید کے دماغ نے تلاشا تو اس کے پاؤں رک گئے۔ اس نے گردن موڑ کر کچھ

دور بیٹھی اس عورت کو دیکھا۔ زید بالکل مڑ گیا اور بھاگتے ہوئے اس عورت کے پاس پہنچا۔ وہ گھٹنوں کے بل بیٹھا اور عورت کے ہاتھوں کو تھام لیا۔

"کیا ہوا ہے عائشہ؟ یہاں کیوں بیٹھی ہو؟" سڑک کے کنارے اپنی بہن کو یوں بیٹھا دیکھ کر اس کے دل میں ہزاروں وسوسے جنم لینے لگے۔

عائشہ نے نظریں اٹھا کر اپنے چھوٹے بھائی کو دیکھا۔ عائشہ کی آنکھیں زیادہ رونے کی وجہ سے سوج چکی تھیں۔ اس نے زید کی باتوں کا کوئی جواب نہیں دیا۔

"عائشہ خدا کے لیے کچھ تو بتاؤ آخر ہوا کیا ہے؟" زید نے اسے چپ دیکھا تو اس بار مزید بے چینی سے پوچھا۔

عائشہ نے گیلی سانس اندر بھری اور اپنے ہاتھ میں پکڑے موبائل کی اسکرین جلائی اور اس پر انگلیاں مار کر اسکرین زید کے سامنے کر دی۔ زید نے غور سے دیکھا تو اسے اسکرین پر ایک تصویر دکھائی دے رہی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

تصویر کسی شادی کے فنکشن کی تھی اور دولہا دلہن صوفے پر ایک ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ دلہا، دلہن کے کان میں کچھ کہہ رہا تھا جسے سن کر وہ ہنس رہی تھی۔ زید نے ذرا غور سے دولہے کا چہرہ دیکھا تو اسے کچھ شناسا لگا۔ پھر اس نے مزید غور کیا تو اسے ایک دم یاد آیا یہ تو عیسیٰ تھا۔

عیسیٰ نے شادی کر لی ہے!

اسے بے اختیار عیسیٰ کے ساتھ بیٹھی اس لڑکی پر ترس آیا۔ پتہ نہیں وہ بے چاری جانتی بھی تھی اس سے شادی سے پہلے عیسیٰ دو لڑکیوں کی زندگی برباد کر چکا تھا۔

زید نے عائشہ کے موبائل والا ہاتھ آرام سے نیچے کیا۔

"تمہیں کہاں ملی یہ تصاویر؟" زید نے دھیمے انداز میں پوچھا۔

"Blessed with best!"

عائشہ نے رندھی آواز میں کہا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

زید کچھ نا سمجھی سے اسے دیکھنے لگا۔اس بات کا کیا مطلب؟عائشہ اس کی طرف دیکھے بغیر بولنے لگی۔

"میری زندگی میں آ کر،اپنی محبت کے جال میں پھنسا کر،مجھ سے نکاح کر کے آج یہ شخص کسی اور لڑکی کو زندگی میں لا کر ایسا کیشن کیسے لکھ سکتا ہے؟"

وہ دھاڑے مار کر رونے لگ گئی۔زید نے اسے چپ نہیں کروایا بلکہ بڑے آرام سے روتی ہوئی عائشہ کو اپنے کندھے سے لگا لیا۔عائشہ اپنے دل میں موجود غبار آج نکال دینا چاہتی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"مجھے کس کس نے نہیں روکا تھا مگر میں!میں اس وقت بہری ہو گئی تھی۔ہر نصیحت مجھے بری لگنے لگ گئی تھی۔تم نے بھی مجھے کتنا روکا،مجھے کہا میں ایسا نہ کروں مگر میں نے تو اس محبت کو ضد بنا لیا۔میں پاگل ہو گئی تھی!"

عائشہ روتے ہوئے اعتراف کیا۔زید کی آنکھیں اسے یوں روتا دیکھ کر نم ہو گئیں۔

"عائشہ صرف تمہارا ہی قصور نہیں تھا۔ میں بھی قصوروار ہوں۔ ضد اگر تم نے باندھی تھی تو میں بھی اسی ضد کا شکار تھا۔ تم جانتی ہو ہم مرد اپنی عورتوں سے بہت محبت کرتے ہیں، پھر چاہے اس عورت سے ہمارا کیسا ہی رشتہ ہو، ہمارے لیے وہ عورت بہت قیمتی ہوتی ہے۔ کوئی بھی شخص اپنی قیمتی شے کو کسی ناقدرے انسان کے پاس برداشت نہیں کر سکتا۔ میں نہیں چاہتا تھا میری بہن کسی ایسے شخص سے ملے، جو مجھے ناپسند ہو۔ عیسیٰ مجھے پہلی ملاقات میں ہی ٹھیک نہیں لگا تھا۔ میں نہیں چاہتا تھا تم اس شخص کو اپنی زندگی میں شامل کرو مگر میں نے پیار کی بجائے غصے سے کام لیا۔ مجھے لگ رہا تھا میرا غصہ اور ناراضگی دیکھ کر تم میری بات مان جاؤں گی مگر اب مجھے لگتا ہے، اگر ہم مرد اپنی گھر کی عورتوں کو پیار سے سمجھائیں، تو وہ سمجھ جائیں گی۔"

وہ ایک پل کے لیے ٹھہرا۔

"شاید ہم دونوں کا وقت خراب تھا!"

عائشہ نے اپنے گیلے گالوں کو ہاتھ کی مدد سے صاف کرنا چاہا۔

"بھائی جان کی خود غرضی اور بے رخی نے میرا ہر چیز سے اعتبار اٹھا دیا ہے۔ اس وقت جب تم مجھے عیسیٰ سے شادی سے روک رہے تھے، تو مجھے لگ رہا تھا شاید تم بھی بھائی جان جیسے ہو گئے ہو اور ان ہی کی طرح تمہیں بس اپنی عزت کی پروا ہے۔ میرے احساسات اور جذبات تمہارے لیے بے معنی ہو گئے ہیں۔ ہم انسان ماضی سے ملنے والے اسباق کو بعض اوقات غلط انسان پر لاگو کر بیٹھتے ہیں۔"

"خیر جو ہوا، سو ہوا۔ چلو اب میں تمہیں گھر چھوڑ دیتا ہوں۔" زید نے عائشہ کا کندھا تھام کر اسے کھڑا کیا۔ عائشہ نے دونوں ہاتھوں سے اپنے گال صاف کیے اور جبکہ زید نے اس کے کندھے پر لٹکتی چادر کو بڑے آرام سے اس کے سر پر کیا۔ وہ دونوں چہل قدمی کرنے والے انداز میں چلنے لگ گئے۔

راستے میں ایک جگہ زید کے ذہن میں ایک سوال آیا تو اس نے فوراً پوچھا۔

"عائشہ تم نے عیسیٰ سے طلاق نہیں لی؟"

عائشہ نے سر نفی میں ہلایا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"نہیں مجھے لگتا تھا شاید وہ واپس آ کر مجھ سے معافی مانگیں گا۔ میں کب سے اسی انتظار میں تھی مگر تھینکس ٹو انسٹا گرام! دور بیٹھے انسان کی زندگی میں کیا ہو رہا ہے اور وہ کسی کو چھوڑ کر کتنا آگے بڑھ چکا ہے، آج کا سوشل میڈیا یہ سب بتا دیتا ہے۔"

زید اس سے اور بھی بہت کچھ پوچھنا چاہتا تھا مگر وہ جانتا تھا عیسیٰ کا موضوع اس وقت اسے تکلیف دے رہا ہے، اس لیے خاموش ہو گیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

****

لیمپ سے نکلتی پیلی روشنی بیڈ روم کو روشن کیے ہوئے تھے۔ کمرے کے وسط میں رکھے بیڈ پر وہ نیم دراز لیٹی ہوئی تھی۔ وہ کب سے سامنے کسی غیر مرئی نقطے کو گھور رہی تھی۔ پھپھو نے اس کی پریگننسی کی خبر اسے ہوش آتے ساتھ ہی دے دی تھی۔ پھپھو کافی پر جوش دکھائی دے رہی تھیں مگر!

شایان کا رویہ پھپھو سے بالکل متضاد تھا۔ صاف پتہ چلتا تھا اسے یہ خبر سن کوئی خوشی نہیں ہوئی۔ ہسپتال سے گھر آنے تک شایان اور وہ بالکل خاموش رہے تھے۔ اگر کوئی بولا تھا تو وہ پھپھو ہی تھیں، جو اس بچے کو لے کر مستقبل کی منصوبہ بندی بنا رہی تھی اور ساتھ ساتھ ان دونوں سے تبصرہ بھی مانگ رہی تھیں۔

وہ دونوں بس ان کی باتیں سن کر سر اثبات میں ہلا دیتے۔ اصل بات تو یہ تھی وہ دونوں ہی اتنی بڑی خبر کے لیے تیار نہیں تھے۔ ان دونوں نے ابھی تک اس بارے میں تو بالکل بھی نہیں سوچا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

عزاہ اور زینب کو گھر چھوڑ کر، شایان زینب کی ہدایات کے مطابق برے دل کے ساتھ صدقہ و خیرات کرنے چلا گیا تھا۔ اس کی واپسی ابھی تک نہیں ہوئی تھی۔

عزاہ کل ہی جائی یانہ سے مل کر آئی تھی۔ ان دونوں نے کل ہی اپنی بڑی بہن کو بچانے کا عزم لیا تھا مگر کیا ان حالات میں عزاہ اپنا یہ عزم پورا کر پائے گی؟

عزاہ آرام سے اٹھی اور الماری کی جانب بڑھی۔ اپنے کپڑوں کی الماری کھول کر اس نے اپنا ہاتھ کپڑوں کے انبار میں اندر گھسایا۔ کافی دیر ہاتھ ادھر ادھر مار کر اس نے ایک چھوٹا سا موبائل باہر نکالا۔ وہ ایک چھوٹا سا کی پیڈ موبائل تھا۔ نارنجی کی چمکتی باڈی کے ساتھ وہ نیا لگتا تھا۔ عزاہ نے موبائل کو چلایا، پھر عزاہ ایس ایم ایس کے آپشن پر گئی اور ایک نمبر پر یہ میسج لکھ کر سینڈ کیا۔

"جائی یانہ! یہ میرا نمبر ہے۔ میں اسی سے تم سے رابطہ کیا کروں گی۔ جب بھی بات کرنی ہو گی، میں ہی تمہیں کال کروں گی۔ تم نے کبھی بھی خود سے کال نہیں کرنی۔ سمجھ گئی؟"

عزاہ نے میسج بھیج کر تھوڑی دیر انتظار کیا۔ کچھ دیر بعد اسے میسج موصول ہوا۔

"اوکے، سمجھ گئی!"

عزاہ نے ایک گہرا سانس باہر نکالا اور موبائل احتیاط کے ساتھ کپڑوں کے اندر دبا دیا۔

یہ موبائل اس نے کل جائی یانہ کے ہاسٹل سے ہسپتال آتے ہوئے راستے میں لیا تھا۔ اس میں اس نے اپنی پرانی سم ڈال دی تھی۔ اب وہ جائی یانہ سے آرام سے رابطہ رکھ سکتی تھی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

لیکن اسے احتیاط بھی کرنی تھی۔ اگر شایان کو پتہ چل گیا اس نے خفیہ موبائل اپنے پاس رکھا ہوا ہے، تو وہ یقیناً غلط مطلب نکال سکتا تھا اور پھر جو ہونا تھا اس کا عزاہ تصور بھی نہیں کرنا چاہتی تھی۔

عزاہ آرام سے قدم اٹھاتی واپس، بیڈ کی طرف بڑھ رہی تھی جب دروازہ کھلنے کی آواز آئی۔ اس نے مڑ کر دیکھا تو شایان کمرے میں آیا۔ عزاہ نے چہرہ موڑ لیا اور چپ چاپ بیڈ پر بیٹھ گئی۔ شایان نے بھی کچھ نہیں کہا اور سارے بتیاں بند کر کے وہ بیڈ پر دھرام سے گر گیا۔

اس نے عزاہ سے جان بوجھ کر نگاہیں نہیں ملائی تھیں۔ عزاہ شایان کے اس رد عمل کو سمجھنے سے قاصر تھی۔

* *

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اسی اندھیری رات میں زینب کے گھر سے دور، ایک اور گھر ایسا تھا جہاں پر سنہری آنکھیں اپنی قید پر ماتم کر رہی تھیں۔ اس کمرے کی چار دیواروں میں قید یہ آنکھیں کھلے آسمان کو دیکھنے کے لیے ترس رہی تھیں۔ دھوپ کی گرمی اس کے جسم سے بہت دور تھی۔ کھلی اور ٹھنڈی ہوا کے جھونکے کمرے کی دیواروں سے ٹکرا کر واپس گزر جایا کرتے تھے۔

سنہری آنکھوں والی لڑکی اس وقت زمین پر کچھ اس طرح بیٹھی تھی کہ اس کا سر بیڈ کے گدے پر ٹکا ہوا تھا۔

وہ اداس سی کمرے کی دیواروں کو باری باری بے دھیانی میں تک رہی تھی۔ وہ کتنے دنوں سے اس جگہ بند تھی؟ اس نے حساب نہیں لگایا تھا۔ شاید ہفتہ ہو گیا، شاید مہینہ یا پھر سال ہی گزر گیا ہو۔

وقت کی لگام اب اس کے ہاتھوں میں نہیں تھی۔ اب اس کو یقین نہیں رہا تھا وہ آزاد ہو پائے گی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس نے ڈاکیومنٹری میں جس طرح مسلمانوں کو آزادی کے لیے کوششیں کرتے دیکھا تھا،وہ تو اس میں سے کچھ بھی نہیں کر رہی تھی۔وہ تو بس ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھی ہوئی تھی۔ آزادی حاصل کر کے ویسے بھی وہ کیا کر سکتی تھی؟

کچھ بھی تو نہیں!

اس کے گھر والے اب تک اس سے بری طرح بد ظن ہو چکے ہونگے بلکہ اپنی زندگی کی مصروفیات میں اسے بھول گئے ہونگے۔انہیں تو اب یاد بھی نہیں آتا ہو گا کہ ان کے درمیان کبھی عالیہ بھی ہوا کرتی تھی اور اگر بھولے سے تذکرہ چھڑ بھی جاتا ہو، تو کیا اچھے الفاظ میں اسے یاد کیا جاتا ہو گا؟

وہ تو اپنی بہنوں اور ماں باپ کی زندگیاں مشکل بنا کر یہاں آئی تھی۔شاید اب تو وہ سب ہی اسے بد دعائیں دیتے ہونگے اور وہ تو ان بد دعاؤں کی ہی حقدار تھی!

شاید اب وہ کبھی بھی اس گھر سے نکل نہیں پائے گی۔شاید یہ لوگ اسے مار کر ہی دم لیں گے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اب بس سب ختم تھا۔

یہ اس کے زندگی کے آخری ایام تھے۔

* *

سڑک پر ٹریفک کے درمیان سے ڈرائیور بڑی مہارت سے گاڑی گزار رہا تھا۔اس نے گاڑی سڑک پر موڑ کر ایک گلی میں کر دی۔۔ گلی کی چوڑائی زیادہ تھی۔اس لیے گاڑی گلی میں چلانے میں ڈرائیور کو کوئی مشکل نہیں پیش آئی۔ڈرائیور نے گاڑی ایک مکان کے سامنے روک دی۔ڈرائیور پھر گاڑی سے اترا اور پیچھے کی سیٹ کا دروازہ کھول دیا۔

ایک عورت گاڑی سے باہر نکلی اور ادھر ادھر سر گھما کر پورے محلے کا جائزہ لینے لگ گئی۔

"زینب کا میری طرف سے شکریہ ادا کر دینا۔ اس نے تمہیں بھیج کر مجھ پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔"

ڈرائیور نے سر تابع داری سے اثبات میں ہلایا مگر وہ عورت اس کی جانب نہیں دیکھ رہی تھی۔ ایسا لگتا تھا وہ اس علاقے میں آ کر کسی سحر میں کھو گئی تھی۔

"تم گھر چلے جاؤ۔ مجھے دیر لگ جائے گی۔ جب بلانا ہو گا تو تمہیں کال کر دوں گی۔" کھوئے ہوئے لہجے میں کہہ کر نوال آگے بڑھ گئیں۔ پیچھے کھڑا ڈرائیور اس عورت کو دیکھتا رہ گیا۔

نوال اس گھر کے پرانے اور بوسیدہ دروازے کے سامنے کھڑی تھیں، جس پر زنگ آلود تالا لگا ہوا تھا۔

نوال نے اپنے پرس میں ہاتھ مارا اور اس سے چابی برآمد کی۔ چابی والے ہاتھ سے انہوں نے دروازے کا تالہ کھولنا چاہا تو انہیں اپنا ہاتھ کانپتا ہوا محسوس ہوا۔

نوال نے تھوڑی جدو جہد کے بعد تالا کھول لیا اور اندر آ گئیں۔ گھر کے اندر قدم رکھتے ہی نوال کو اپنا آپ ماضی میں جاتا محسوس ہوا۔ انہوں نے دوسرا قدم بڑھایا تو ایک دم انہیں دائیں طرف سے اپنی ماں کی آواز سنائی دی۔

"نوال! تم نے صحن کی صحیح سے جھاڑو نہیں ماری۔ جانے تمہیں کب کام کرنا آئے گا؟!"

نوال نے مڑ کر آواز کی سمت میں دیکھنا چاہا مگر وہاں کوئی نہیں تھا۔

"صحیح سے تو لگائی ہے۔ آپ تو یونہی میرے کاموں میں نقص نکالتی ہیں۔" نوال یہ آواز سن کر اداس سا مسکرا دی۔ یہ ان کی اپنی آواز تھی جو تیس سال پرانی معلوم ہوتی تھی۔

وہ صحن میں قدم قدم چلتے ہوئے کمروں تک آئی۔

"دیکھیں نا ابو! میں اتنے کام کرتی ہوں، پھر بھی امی کو سمجھ نہیں آتے۔ کہتی ہیں مجھ سے کچھ نہیں ہوتا۔"

"میری بڑی بیٹی میری جان ہے مریم بیگم! اس سے اتنے کام نہ کروایا کریں۔"

"ہانی! تم میری فراک اتار دو ورنہ تمہاری آج خیر نہیں!"

"میں نے آپ جیسی عورت سے نکاح مجبوراً کیا ہے ورنہ میں آپ جیسی عورتوں کو نکاح جیسی پاک چیز کے لائق بھی نہیں سمجھتا۔"

"ابو وہ بہت اچھا ہے۔ میرا یقین مانے روفی میں کوئی برائی۔۔۔"

"میں نے تم سے کبھی پیار نہیں کیا تھا نوال!"

نوال کو ایسا لگنے لگا صحن میں لاکھوں آوازیں گونج رہی تھیں۔ مختلف وقت، مختلف صورتحال اور مختلف لوگوں کی کہیں ہوئی باتیں آج آواز کے شور میں گڈمڈ ہو رہی تھیں۔

نوال نے اسی آواز کے شور میں سرسراسا نچلی منزل کا جائزہ لیا جہاں پر ٹوٹے پھوٹے سامان اور دھول مٹی کے علاوہ اب کچھ نہیں پایا جاتا تھا۔ ایک وقت تھا جب یہ گھر کتنا آباد تھا!

پھر نوال نے اپنے قدم سیڑھیوں کے جانب بڑھائے۔ پھر وہ زینوں کے سامنے کھڑی ہو گئی تھیں۔ نوال کی دل دھڑکنے اب گڈمڈ ہونے لگ گئی تھیں۔

وہ دل کو بمشکل قابو کیے اوپر جانے لگ گئیں۔ پہلا زینہ چڑھتے ہی انہیں روفی کا چہرہ یاد آیا۔ نوال نے اسی حالت میں دوسرا زینہ چڑھا تو انہیں روفی سے پہلی ملاقات یاد آئی۔ اسی حالت میں وہ سیڑھیاں چڑھتی گئیں۔ چھت پر پہنچ کر وہ چھت کی دیوار کے پاس آئیں۔ اسی دیوار کے پاس، جہاں سے وہ ہمیشہ کود کر اس چھت پر آتا تھا۔

نوال اس دیوار کو چھونے لگ گئیں۔ ادھوری محبت کا روگ، پچھتاوا، اداسی کیا کچھ نہیں تھا ان کے دل میں!

دیوار کو چھوتے ہوئے انہیں روفی کو بھیجا کا اپنا پہلا خط یاد آیا جب انہوں نے پہلی بار اسے اپنی چھت پر بلایا تھا۔ نوال کے ہونٹوں پر تلخ مسکراہٹ رینگ گئی۔ وہ اس وقت کتنی بیوقوف تھیں۔ سمجھدار تو خیر وہ ابھی بھی خود کو نہیں مانتی تھیں!

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

نوال دیوار کے پاس سے ہٹیں اور چھت پر بچھی چارپائی پر آ کر بیٹھ گئیں۔ اج وہ تہیہ کر کے آئی تھیں آج کا سارا دن، اپنی ادھوری محبت کی یاد میں منائیں گی۔ ان یادوں میں جو ان کی زندگی کی سب تلخ یادیں تھیں۔ ان یادوں میں جس نے ان کی زندگی خراب کی تھی۔

آج کا دن محبت کے نام!

ادھوری محبت کے نام!

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

****

آسمان میں ہر سو اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ کراچی کے اس علاقے میں بھی خاموشی اور اندھیرے نے اپنا بسیرا کیا ہوا تھا، جس میں موجود گھر ہماری کہانی کا حصہ بننے جا رہا تھا۔

اس گھر میں قدم رکھو تو وہاں پر اس قدر خاموشی تھی کہ سوئی کے گرنے کی آواز بھی گونجنے کا خدشہ تھا۔ ایسے میں ایک عورت بڑے سے بیڈ پر اپنے دونوں کو بچوں کو لیے سو رہی تھی۔ وہ کچھ اس طرح سوئے ہوئے تھے کہ ماں درمیان میں تھی جبکہ ایک طرف چھ یا سات سالہ بچی اور دوسری طرف دس سالہ لڑکا لیٹا ہوا تھا۔

وہ سب گہری نیند میں سو رہے تھے، جب عورت کی نیند میں ہلکی سی چرچراہٹ نے خلل کی۔ وہ آواز دروازے کی چرچراہٹ کی تھی مگر یہ اس کمرے کے دروازے کی نہیں بلکہ ساتھ والے کمرے سے آتی محسوس ہوتی تھی۔ عورت اٹھ کر بیٹھ گئی۔ بہت دیر تک اس نے کوئی حرکت نہیں کی تھی۔ وہ بس یونہی بیٹھی رہی۔ پھر کچھ دیر بعد اپنا وہم سمجھ کر دوبارہ لیٹنے لگی تو اسے قدموں کی چاپ سنائی دی۔

وہ عورت اب حقیقی معنوں میں گھبرا گئی تھی۔ اس نے پہلے اپنے ارد گرد لیٹے اپنے دونوں بچوں کو دیکھا، پھر بہت احتیاط سے بیڈ پر سے اٹھ گئی۔ اس نے آہستہ آہستہ قدم بڑھائے اور

دروازے تک جاتے ہوئے اس نے گلدان بھی اٹھالیا۔ وہ محتاط انداز میں دروازے کے پاس کھڑی ہو گئیں اور دونوں ہاتھوں سے پکڑا گلدان اپنے سر تک اٹھالیا۔

باہر سے قدموں کی آہٹ قریب آتی جا رہی تھی۔ آہستہ آہستہ!

پھر اس عورت کو کوئی دروازے کے عین دوسری جانب کھڑا محسوس ہوا اور پھر اچانک سے دروازہ کھل گیا۔

عورت نے فوراً سے گلدن سر پر مارنا چاہا مگر مقابل نے فوراً خطرہ بھانپ کر عورت کا وار ناکام بنادیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

خوف گھبراہٹ کی وجہ اس عورت کی گلدان پر گرفت ہلکی ہی تھی۔ اس کا مقابل نے فائدہ اٹھاتے ہوئے گلدان اس عورت کے ہاتھوں سے لے لیا۔ عورت نے جب اپنے سامنے دیکھا تو اسے ایک ہیولا دکھائی دیا لیکن شاید مقابل نے سامنے والی عورت میں کچھ دیکھ لیا تھا۔ دروازے کے ساتھ لگے سوئچ بورڈ پر اس آدمی نے ہاتھ مارا تو پورا کمرہ روشنی میں نہا گیا۔

روشنی کی وجہ سے عورت کی سیاہ آنکھیں چندھیا گئیں۔وہ کچھ پل کے لیے کچھ بھی دیکھنے سے قاصر تھی جبکہ بیڈ پر لیٹے دونوں بچے بھی آنکھیں رگڑتے ہوئے بیڈ پر اٹھ کر بیٹھ گئے تھے۔

جب عورت کی آنکھیں روشنی کی عادی ہوئی تو اپنے سامنے کھڑے شخص کو دیکھ کر اس کا دل اچھل کر حلق میں آ گیا۔سامنے کھڑا شخص بھی حیرانی سے اسے دیکھ رہا تھا۔

دونوں بچے ہونقوں کی طرح اپنی ماں اور سامنے کھڑے اس شخص کو دیکھ رہے تھے۔

چھوٹی بچی نے ڈر کے مارے اپنا ہاتھ اپنے بڑے بھائی کے کندھے پر رکھ دیا تھا جبکہ اس کا بھائی بس اپنی ماں کو دیکھے جا رہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

کچھ پل کے لیے وہ سب یونہی ساکن رہے۔پھر اس شخص کے چہرے پر شیطانی مسکراہٹ رینگ گئی۔اس نے مسکراتے ہوئے اپنا پہلا قدم عورت کی جانب بڑھایا۔

"زینب!"اس نے بڑے پیار سے یہ نام ادا کیا جبکہ زینب کے ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہونے لگ گئے تھے۔

بوسیدہ قمیض کا کھلا گریبان، گردن پر لٹکی چاندی کی چین، اپنا وہی حلیہ لیے روفی اس کے سامنے کھڑا تھا۔

روفی نے اپنا دوسرا قدم زینب کی جانب بڑھایا۔ زینب بے اختیار پیچھے کو ہٹی لیکن روفی نے ہاتھ بڑھا کر زینب کے کندھوں کو مضبوطی سے تھام لیا۔ اب زینب روفی کی گرفت میں قید تھی۔

"بہت سالوں انتظار کروانے کے بعد آخر کار تم مجھے مل ہی گئی زینب!"

اس کے بچے غور سے ان دونوں کو دیکھ رہے تھے۔

"اس گھر چوری کرنے گھسا تھا مجھے کیا پتہ تھا یہاں پر اتنا بڑا ہیرا مل جائے گا۔" اس کے چہرے کے تاثرات زینب کا خون نچوڑ رہے تھے۔

پھر وہ ہوا جس نے گھر میں موجود تینوں مکینوں کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا۔ وہ کبھی بھی دوبارہ نارمل نہیں ہو پائیں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ رات ان تینوں کے لیے سیاہ ترین رات تھی۔

****

باب نمبر بارہ

چھت پر بچھی چارپائی پر نوال کچھ ایسے لیٹی تھیں کہ ان کے پاؤں چھت کی فرش کو چھو رہے تھے۔ان کی آنکھیں آسمان کی جانب تھیں، جو آج خاصا ابر آلود دکھائی دیتا تھا۔ سنہری آنکھوں میں ایک دم سے جھماکا چھایا اور بادلوں سے بھرا آسمان یک لخت غائب ہوا۔

(آسمان پر اندھیرا ہر سو چھایا ہوا تھا۔اسی چھت کی منڈیر پر دو سنہری آنکھیں تھیں، جن آنکھوں کی مالکن کی جوانی اور حسن دونوں جوبن پر تھا۔اس چھت کی منڈیر پر ایک لڑکا بیٹھا تھا جو دیکھنے سے ہی آوارہ انسان لگتا تھا۔وہ دونوں ایک دوسرے سے باتیں کر رہے تھے۔

"اور پھر زینب خوشی خوشی نکاح کے لیے مان گئی!" نوال اپنا جھوٹ اس قدر پر سکون انداز میں کہہ رہی تھی کہ روفی کو اس پر یقین آ گیا۔ نوال کا ضمیر مسلسل ملامت کر رہا تھا مگر ضمیر کی سنتا کون ہے؟ کچھ دیر یونہی خاموشی چھائی رہی پھر روفی بولا۔

"میں نے اسے پہلی بار گلی میں گزرتے ہوئے دیکھا تھا اور تبھی میرا اس پر دل آ گیا۔ وہ بہت پر کشش ہے۔ اسے دیکھ کر کوئی بھی دیوانہ ہو سکتا ہے۔"

نوال بظاہر بڑے غور سے روفی کی باتیں سن رہی تھی مگر در حقیقت اس کے حلق میں گرہیں بندھ رہی تھی۔ اپنے محبوب سے اس کے محبوب کی تعریفیں سننا بڑا حوصلہ طلب کام ہوتا ہے اور نوال یہ کام بڑی خوش اسلوبی سے کر رہی تھی۔

کچھ دیر بات کرنے کے بعد روفی چلا گیا جبکہ نوال کچھ پل کے لیے اس جگہ کو دیکھتی رہی جہاں سے وہ گیا تھا۔ آہستہ آہستہ یہ معمول بندھ گیا۔ وہ دونوں یونہی رات کو آ کر باتیں کرتے۔ منظر غائب ہو گیا۔ نوال نے جب غور کیا تو انہیں پتہ چلا وہ تو مسکرا رہی تھیں مگر کیوں؟

اس سوال نے ان کی مسکراہٹ سمیٹ دی، کیونکہ آگے جو ہوا تھا ان سب میں اس مسکراہٹ کا کوئی کام نہیں تھا۔

(وقت، جگہ، منظر وہی تھا اگر کچھ بدلا تھا تو وہ سنہری آنکھیں تھیں۔ آج یہ آنکھیں اشک بہاتی دکھائی دے رہی تھیں جبکہ سامنے بیٹھا روفی اسے فکر مندی سے دیکھ رہا تھا۔

"میرے ابو نے ہانی کی منگنی کر دی ہے۔ اب وہ چاہتے ہیں میری اور ہانی کی شادی ایک ساتھ ہی ہو جائے۔ میں کیا کروں روفی؟ مجھے اشفاق سے شادی نہیں کرنی۔"

وہ روتے ہوئے کہہ رہی تھی۔ روفی نے نگاہیں نیچے کر لیں۔

"میں سمجھ سکتا ہوں۔ اشفاق جیسے انسان سے شادی کرنا بہت مشکل ہے۔" روفی نے ہمدردی سے کہا۔

نوال مسلسل آنسو بہاتی رہی، پھر ایک پل کے لیے رکی۔ پھر اس نے جھجکتے ہوئے پوچھا۔

"کیا تم مجھ سے شادی کرو گے روفی؟"

روفی نے پہلے بے یقینی سے نوال کو دیکھا۔ اسے لگا وہ مذاق کر رہی تھی مگر نہیں! وہ بہت سنجیدہ تھی۔

"نہیں۔۔ میں ایسے کیسے۔۔۔!" اس کی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی نوال دوبارہ بولی۔

"نہیں روفی! تم مجھے مت چھوڑو۔ مجھے اشفاق پسند نہیں ہے۔ مجھے تم پسند ہو۔ پلیز مجھے اشفاق جیسے انسان کے پاس مت چھوڑو۔ میں مر جاؤں گی۔ تم مجھے اپنے ساتھ کہیں دور لے جاؤ۔"

نوال اب پھوٹ پھوٹ کر رونے لگ گئی جبکہ روفی ششدر رہ گیا تھا۔ نوال اسے پسند کرتی تھی۔ اس بات نے اسے بہت بڑا جھٹکا دیا تھا۔ پھر ایک دم روفی کے ذہن میں کچھ آیا۔ اس کی آنکھوں میں ایک چمک ابھری جس کی وجہ ابھی کسی کو سمجھ نہیں آ سکتی تھی۔

"ٹھیک ہے!" روتی ہوئی نوال ایک دم چپ ہوئی۔ اب کی بار اس نے بے یقینی سے روفی کو دیکھا جو اب پر سکون دکھائی دے رہا تھا۔

"میں تم سے شادی کرنے کے لیے تیار ہوں۔"

اس کی بات سن کر نوال مزید بے یقینی کا شکار ہو گئی۔

"تم سچ کہہ رہے ہو۔۔"اس سے پہلے وہ مزید کچھ کہہ پاتی، نچلی منزل سے ایک نسوانی آواز گونجی۔

"نوال!"

نوال نے روفی کو ایسے دیکھا جیسے اس وقت جانے کا کہہ رہی ہو، پھر بھاگتی ہوئی وہ نیچے چلی گئی۔)

منظر ختم ہو گیا تھا مگر نوال نے حال میں جانے کی بجائے، دوسرے منظر میں جانا زیادہ بہتر سمجھا۔

("تم نے جو کل کہا تھا وہ سچ تھا ناں روفی؟"وہ کل سے اسی بارے میں سوچ رہی تھی۔

"تو تمہیں کیا لگتا ہے اتنی بڑی بات میں مذاق میں کروں گا؟"روفی نے اسی کے لہجے میں کہا۔نوال گڑبڑا گئی۔

"نہیں مجھے لگا تم نہیں مانو گے۔"

"کیوں؟"روفی کے ابرو اوپر کو اٹھے۔

"مجھے لگا تم زینب سے پیار کرتے ہو،اسی لیے تم مجھ سے شادی نہیں کرو گے۔تم مجھے منع کر دو گے۔"نوال کا خدشہ سن کر روفی اس کے ایک قدم قریب آیا اور اس کا ہاتھ تھام لیا۔

نوال بس اسے تکتی رہی۔

"زینب میری زندگی سے جا چکی ہے۔میں اس تلخ حقیقت کو قبول کر چکا ہوں۔پھر میں اس کا روگ لے کر کیا کروں گا؟شادی تو مجھے ایک نا ایک دن کرنی ہی ہے تو کیوں نا ایسی لڑکی سے کروں جو مجھے اچھے سے سمجھ سکتی ہو۔تم بہت اچھی لڑکی ہو۔شاید زینب کا تو بہانہ تھا۔میں تو یہاں تم سے ملنے آتا تھا۔تمہیں دیکھنے،تم سے باتیں کرنے۔"

نوال کو اپنا آپ کسی خواب میں لگا۔

"تم....تم!"نوال سے کوئی بات بن ائی نہیں گئی۔

"ہاں میں سچ کہہ رہا ہوں۔"روفی نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

نوال اس خواب کو حقیقت سمجھنے لگی۔وہ اس میں جینے لگی لیکن وہ یہ نہیں جانتی تھی خواب عارضی ہوتے ہیں۔خوابوں کے آگے حقیقت ہوتی ہے اور خواب جتنا حسین ہوتا ہے،جاگنے کے بعد حقیقت اتنی خوفناک محسوس ہوتی ہے۔)

ایک اور دفعہ دماغ نے حال میں جانے سے انکاری کیا۔اب وہ سب سے اہم یاد میں جانے کے لیے تیار تھیں۔

(یہ منظر چھت کا نہیں تھا۔یہ منظر تھا اندھیرے میں ڈوبی سنسنان سڑک کا۔اس سڑک کو دیکھ کر ایسا لگتا تھا شاید ہی کوئی اس پر آیا ہو مگر یہ خیال منظر میں شامل ہوتے ایک رکشے نے دور کر دیا۔وہ رکشہ اپنی بتیاں جلائے اس سڑک کے کنارے پر رک گیا۔

رکشے میں سے پہلے ایک نفوس باہر آیا اور رکشے والے کے سامنے کھڑا ہو گیا جبکہ دوسرا نفوس چادر میں لپٹ کر بڑی احتیاط سے نیچے اترا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

پہلے نفوس نے رکشے والے کو پیسے دیے اور پھر دوسرے نفوس کا ہاتھ تھام کر اسے سڑک سے کچھ دور لے کر جانے لگ گیا۔ چلتے چلتے وہ سنسان جگہ کے عین وسط پر پہنچ گئے جہاں پر ایک کارخانے جیسی عمارت بنی ہوئی تھی۔ پہلے نفوس نے دوسرے نفوس کا ہاتھ چھوڑا اور اس عمارت کا دروازہ کھٹکھٹایا۔

تھوڑی ہی دیر میں دروازہ کھل گیا۔ پہلے نفوس نے اپنے پیچھے کھڑے شخص کو گردن ہلا کر اندر آنے کا اشارہ کیا اور خود بھی اندر چلا گیا۔ وہ بھی پیچھے پیچھے پہنچ گیا۔ جیسے ہی اپنے جسم اور بالوں کو چادر ڈھانپے ہوئے وہ اندر پہنچی، ایک دم سے اس کے پیچھے موجود دروازہ یکدم بند ہوا۔

اس نے ڈر کر پیچھے دیکھا۔ اسے اپنے پیچھے روفی ہی دکھائی دیا مگر یہ اس روفی سے الگ تھا جو کچھ دیر پہلے اس کے ساتھ تھا۔ وہ اس روفی کو نہیں جانتی تھی۔)

نوال نے فوراً سے اپنا دوپٹہ صحیح سے شانوں میں پھیلایا۔ یہاں پر روفی نہیں تھا مگر جانے کیوں ہمیشہ اس اذیت ناک منظر کو سوچ کر وہ یونہی عدم تحفظ کا شکار ہو جایا کرتی تھیں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

("نوال!"خاصے میٹھے لہجے میں اس نے نام ادا کیا تھا۔روفی شیطانی مسکراہٹ لیے اس کی جانب بڑھ رہا تھا جبکہ نوال اپنے قدم پیچھے ہو رہی تھی۔

"میری پیاری نوال!تم میرے ساتھ آ ہی گئی۔"روفی نے ایک اور قدم اس کی جانب بڑھایا تھا۔وہ مزید پیچھے ہونا چاہتی تھی مگر ان دونوں کے ارد گرد بہت سے لڑکے دائرہ بنائے کھڑے تھے۔

"روفی۔۔"اس نے ڈرتے ہوئے بات کرنا شروع کیا۔"روفی یہ تم کیا کر رہے ہو؟تم تو مجھے نکاح کے لیے لائے تھے ناں؟"

"کونسا نکاح نوال جان؟"روفی انجان ہو گیا۔

"تم مذاق کر رہے ہو نا؟"نوال نے مسکرانے کی انتہائی بری کوشش کی۔

"نہیں!میں بہت سنجیدہ ہوں۔دیکھو!"

اب روفی اس کے بالکل قریب آ گیا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"تم یہ سب کیوں کر رہے ہو؟" نوال کی آواز میں نمی گھل گئی۔

"تمہارے منگیتر نے بھی تو میرے ساتھ یہی کیا تھا۔" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتا بولا۔ اس کا لہجہ اور تاثرات دونوں پتھریلے ہو گئے تھے۔ "اس نے بھی میرا پیار مجھ سے چھینا تھا۔ اب اگر وہی کام میں کر رہا ہوں تو تمہیں یہ زیادتی لگ رہی ہے۔"

"تم مجھ سے اس کا بدلہ لینا چاہتے ہو؟" نوال کی گھبراہٹ اب عروج پر پہنچ گئی تھی۔

"بالکل! میں تم سے بدلہ لوں گا تاکہ اسے بتا سکوں اس نے مجھ سے کیا چھینا ہے۔ پہلے میں تمہاری وہ حالت کروں گا کہ تمہیں خود اپنے جسم سے گھن آئے گی اور پھر تمہیں تمہارے باپ کے گھر کے عین سامنے پھینکوں گا۔ ہر آتا جاتا شخص تمہیں جس حالت میں دیکھے گا وہ اپنے آپ ہی شرم سے پانی پانی ہو جائے گا اور تمہارا منگیتر جو ہمیشہ سے تم سے منسوب ہے اس کے لیے تو یہ ڈوب مرنے کا مقام ہو گا۔ لیکن بات یہی پر ختم نہیں ہو گی۔"

"وہ کیمرہ دیکھ رہی ہو ناں!" روفی نے اس کی پشت کی جانب اشارہ کیا۔ "اس میں بھی تمہارے ساتھ ہوئے ایک ایک پل کو میں محفوظ کروں گا اور پھر اسے ہر جگہ پھیلاؤں گا۔"

نوال کی زبان حلق میں پہنچ گئی تھی۔ وہ جانتی نہیں تھی روفی اس کے ساتھ ایسا کرے گا۔ اس کا دل چاہا بھاگ جائے مگر اتنے سارے مردوں میں وہ بھاگ کر جاتی بھی کہاں؟

"تم نے مجھ سے پیار کیا تھا!" نوال نے اس کی یاد دہانی کروائی۔ وہ جانتی تھی مقابل کا جواب کیا ہو گا۔

"میں نے تم سے کبھی پیار نہیں کیا تھا نوال!"

اور پھر بس، خوابوں کا محل زمین بوس ہو چکا تھا۔

"کیمرہ میرے تین گننے پر شروع کرنا!" روفی نے پیچھے کھڑے شخص کو ہدایت کی۔

"ایک!" روفی اسے پکڑ چکا تھا۔ نوال نے مزاحمت کرنا چاہی مگر وہ اسی پل دم توڑ گئی۔

"دو" اس نے اس کی چادر اتار دی تھی۔

"تین!"

دروازہ ایک دم زور سے کھلا۔ سب لوگوں نے گردن موڑ کر دیکھا۔ دروازے پر اس وقت ایک ہیولا کھڑا تھا۔ وہ تھوڑا سا آگے بڑھا تو نوال نے اس کا چہرہ دیکھا۔

اس کو بچانے کے لیے مسیحا آچکا تھا!

روفی کی گرفت کمزور پڑ گئی تھی۔ نوال نے اس کا ہاتھ جھٹکے سے اپنے بازو سے ہٹایا اور بھاگتی ہوئی اشفاق کے پاس گئی۔ اشفاق نے اس کا ہاتھ اس قدر مضبوطی سے تھاما کہ نوال کے جسم میں درد کی لہریں پیدا ہو گئیں۔ اشفاق نے اسے اپنے پیچھا کر لیا۔ ارد گرد پولیس کے سائرن کی آوازیں گونج رہی تھیں۔)

اگلی یاد میں جانے کے لیے بہت حوصلے کی ضرورت تھی۔ نوال نے ہمت جمع کی اور آخر کار اپنی زندگی کی اذیت ناک لمحات میں بھی کھو گئیں۔

) صبح صادق کا وقت تھا۔ حسن صاحب، ان کی بیگم اور ہانی، وہ تینوں صدمے سے صحن کے ایک طرف کھڑے تھے جبکہ صحن کی دوسری طرف اشفاق کھڑے تھے۔ ان کے چہرے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

پر نیل اور زخم کے نشانات تھے۔ آنکھیں شعلہ بار تھیں۔ انہوں نے اپنی آنکھیں صحن کے درمیان میں پڑی نوال پر گاڑھی ہوئی تھی جو چپ چاپ روئے جا رہی تھی۔

اشفاق جیسے ہی اسے لے کر گھر میں داخل ہوئے، انہوں نے نوال کو یونہی صحن میں دھکا دے کر پھینکا تھا اور گھر کے سب مکینوں کو باہر بلا لیا۔ وہ ان سب کو ساری کہانی سنا چکے تھے۔ صحن میں اب خاموشی چھائی تھی۔ اتنا سناٹا تو اشفاق صاحب کے والدین کے انتقال پر بھی نہیں ہوا تھا۔ شاید آج اس گھر میں انسانی جان سے بھی زیادہ کوئی قیمتی شے لٹ گئی تھی۔

حسن صاحب نے ماحول میں طاری اس جمود کو تقریباً پندرہ منٹ بعد توڑا۔ ان کے چہرے پر بے یقینی ابھی تک تھی۔ وہ آہستہ آہستہ قدم لیتے ہوئے نوال کے پاس آئے اور اسے کندھوں سے پکڑ کر کھڑا کیا۔ ان کی گرفت اشفاق کی گرفت کی طرح سخت نہیں تھی مگر اس گرفت میں اب شفقت، محبت بھی نہیں ملتی تھی۔ حسن صاحب کچھ دیر تک نوال کا چہرہ دیکھتے رہے پھر آہستہ آواز میں بولیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"کیوں گئی تھی تم روفی کے ساتھ؟" لہجہ اور الفاظ سخت نہیں تھے مگر انداز ایسا تھا کہ بندے کا اسی وقت مر جانے کو دل چاہے۔

"میں اس سے محبت کرتی ہوں، اسی لیے۔۔" نوال نے اپنی زبان دانتوں تلے دبائی۔ وہ اظہارِ محبت کر رہی تھی، اپنے باپ کے سامنے۔۔ اگر یہ حیا بھی نہ ہوتی، تو بھی جس بات نے اسے رکنے پر مجبور کیا تھا وہ اس کے اپنے الفاظ تھے۔ اس نے کہا وہ محبت کرتی ہے حالانکہ بولنا تو اسے یہ چاہیے تھا وہ محبت کرتی تھی۔ اس نے ایک پل کے لیے دل جھانکا تو اس کو اپنا وجود زلزلوں کی زد میں لگا۔ وہ ابھی تک روفی کی محبت میں گرفتار تھی۔ اس سب کے بعد بھی! اس وقت تو وہ سوچ رہی تھی وہ ہمیشہ روفی سے نفرت کرے گی لیکن انسانوں کی سوچ نے کبھی دل پر قابو پایا ہے؟

دوسری طرف حسن صاحب اپنی بیٹی کے اس قدر بے باک اظہارِ محبت پر بھڑک اٹھے۔ انہوں نے کچھ ساعت اس کا چہرہ دیکھا جو گہری سوچ میں ڈوبا ہوا تھا۔ حسن صاحب کو نوال کے چہرے پر کوئی شرمندگی دکھائی نہیں دے رہی تھی۔

حسن صاحب نے بھی دھکا دے کر اسے گرا دیا اور واپس مڑ گئے۔ وہ اپنے کمرے کی جانب بڑھ رہے تھے۔ جاتے جاتے انہوں نے ملامت بھری نظر اپنی بیگم پر ڈالی جو نظریں چرا گئیں۔

آسمان پر آہستہ آہستہ سفیدی چھا رہی تھی مگر نوال کی آنے والی زندگی میں اب کوئی سفیدی نہیں چھانے والی تھی۔)

نوال اٹھ کر بیٹھ گئیں۔ انہوں نے ساتھ والے گھر میں جھانکا۔ وہاں ایک عورت کپڑے سکھا رہی تھی۔ نوال کی نظر کچھ دور پڑے ڈوپٹے پر گئی جو سرخ رنگ کا تھا۔ اس عورت نے اسے بھی دھو کر سکھایا تھا۔ نوال کے دماغ میں ایک دم سرخ کا راج ہوا۔ وہ اسی سرخ کا پیچھا کرتی ہوئی واپس ماضی میں چلی گئیں۔

(نوال کے گھر کے بھاگنے کے یہ دو دن بعد کا ذکر ہے۔

سرخ رنگ کے گھنگھٹ میں اس کا چہرہ چھپا ہوا تھا۔ میک اپ کے نام پر اس نے صرف لال رنگ کی لپ اسٹک لگائی تھی۔ مریم نے اسے اپنی شادی کا لہنگا پہنا دیا تھا۔ سب کچھ اتنی

جلدی ہو رہا تھا کہ کسی کو بھی سمجھ نہیں آ رہی تھی کیا کرے؟ نکاح جتنا سادگی سے ہو سکتا تھا، اسے کروایا جا رہا تھا۔ چند ایک قریبی عزیز کو بلوانے کے علاوہ کوئی بھی نہیں آیا تھا۔

نوال نے بہت کوشش کی اس شادی کو رکوانے کی مگر کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ اشفاق خود بھی پہلے اس شادی کے لیے راضی نہیں تھے مگر جانے کیسے حسن صاحب نے اسے منایا تھا۔

کچھ دیر بعد حسن صاحب مولوی صاحب اور چند گواہان کو لے کر گھر میں داخل ہو گئے۔

مولوی صاحب کو عین اس کے سامنے بٹھایا گیا۔ گھنگھٹ نکلنے کی وجہ سے کوئی بھی نوال کے چہرے کو نہیں دیکھ سکتا تھا جس کا چہرہ سفید پڑ چکا تھا۔

"کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے؟" مولوی صاحب نے پوچھا۔ وہ کیا جواب دیتی؟ یہ نکاح اسے قبول ہوتا اگر نکاح نامے پر اشفاق کی بجائے روفی کا نام لکھا ہوتا لیکن ابھی!

"نوال!" حسن نے سخت تنبیہی انداز میں اس کا نام لیا۔

نوال نے ہمت جمع کی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"قبول ہے!"

اور پھر بس جو بھی تھا اب ختم ہو گیا تھا۔ اب زندگی نے اندھیروں میں ہی سفر کرنا تھا۔)

نوال نے ایک ٹھنڈی آہ بھری۔ نکاح کے بعد سے لے کر اب تک اشفاق کے رویے میں کوئی تبدیلی نہیں آئی تھی۔ ان دونوں کے درمیان بس ایک ہی رشتہ بن سکا۔ حاکم اور محکوم کا!

آج بہت برس بعد ان کے دل میں شکوہ جاگا۔

"روفی! کاش تم مجھے یوں چھوڑ کر نہ جاتے۔"

* *

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کمرے کی حالت ابتر تھی۔ بیڈ کی چادر زمین پر لگ رہی تھی۔ بیڈ پر ایک ساکن جسم تھا۔ اس کا خون نچڑا ہوا تھا جبکہ اس کے عین سامنے ایک شخص کھڑا تھا۔ اس کے چہرے پر مسکراہٹ رینگ گئی۔

"زینب! تمہارا حسن تو ان سالوں میں مزید نکھر گیا۔ یقین ہی نہیں آیا تم دو بچوں کی ماں ہو۔"

زینب کے چہرے پر کچھ بھی نہیں تھا۔ اس کی حالت چیخ چیخ کر بتا رہی تھی اس کے ساتھ کیا ہوا ہے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

روفی اب جانے کے لیے کھڑا ہو گیا تھا۔

"پھر ملیں گے زینب!" اس نے زینب کی لٹ پیچھے کی جو چہرے پر آ رہی تھی۔ زینب کے اندر اتنی بھی توانائی نہیں تھی کہ اسے روک پاتی۔

اس کے بعد روفی آہستہ آہستہ قدم لیتا ہوا کمرے کے کونے کی طرف گیا۔اس طرف دونوں بچے بندھے ہوئے تھے۔ان دونوں نے یہ سب اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھا تھا۔ اب روفی کو اپنے پاس آتا دیکھ کر نمرہ کی سیاہ آنکھیں خوف و ہراس سے پھیل گئیں۔

روفی جھکا اور شایان کے بالوں پر ہاتھ پھیرا۔شایان نے نفرت سے اپنا سر جھٹکا۔اس کی آنکھوں میں طیش تھا۔وہ روفی کو مار دینا چاہتا تھا۔

"او کے بچوں میں جا رہا ہوں!"روفی نے دوستانہ انداز میں کہا۔پھر اس نے ایک نظر نمرہ کو دیکھا۔نمرہ کی روح تک ان نظروں سے پھڑ پھڑا گئی۔

"ویسے ایک بات ماننی پڑے گی تم بھی اپنی ماں سے کم نہیں ہو۔اتنی سی عمر میں اتنی خوبصورتی!"

"میری بہن کو ہاتھ مت لگانا ورنہ!!"شایان چیخ کر بولا۔وہ فرط جذبات سے اپنی بات بھی مکمل نہیں کر پایا تھا۔

روفی نے تمسخرانہ انداز میں اس کی جانب دیکھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ورنہ کیا؟ جس طرح اپنی ماں کو میرے ساتھ دیکھ کر روئے اور چلائے تھے، بالکل اسی طرح اپنی بہن کو دیکھ کر چلاؤ گے۔ ہاں؟"

شایان کے کان کی لو تک سرخ ہو گئی۔

"میرے ہاتھ کھولو۔ پھر میں بتاؤں گا میں کیا کیا کر سکتا ہوں۔"

"تم۔۔۔"

"روفی!"

اس سے پہلے کوئی کچھ کہتا زینب خاموشی سے کھڑی ہوئی اور روفی کے عین سامنے کھڑی ہو گئی۔

"روفی، جتنا تم کرنا چاہتے تھے کر لیا۔ اب اور نہیں!" اس کی آواز مشینی اور کھوکھلی تھی۔

"اب اگر تم نے میرے بچوں کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھا ناں تو میں تمہاری آنکھیں نکال دوں گی۔" سیاہ آنکھوں میں اس قدر تپش تھی کہ وہ دنیا جلا سکتی تھیں۔

"اچھا تو کچھ دیر پہلے کیوں چپ رہی جب تمہارے ساتھ وہ سب ہو رہا تھا۔ اب بول تو ایسے رہی ہو جیسے بہت بہادر ہو!" روفی کے لہجے میں استہزاء تھا۔

زینب ایک قدم آگے بڑھی۔ اس کی آنکھیں ابھی بھی روفی پر ٹکی ہوئی تھی۔

"کیونکہ روفی تم نے جس عورت کو اپنی ہوس کا نشانہ بنایا، وہ بس ایک عورت تھی۔ بس ایک عورت! لیکن اب تم جن بچوں پر گندی نظریں ڈالے ہوئے ہو میں ان کی ماں ہوں۔ ایک عورت ظلم سہہ کر خاموش رہ سکتی ہے مگر ماں نہیں! ایک ماں اپنی اولاد کو نقصان پہنچانے والی حقیر سی شے کو بھی عبرت کا نشان بنا سکتی ہے۔"

سیاہ آنکھیں باور کراتی ایک قدم مزید آگے آئیں۔

"اس لیے بہتر ہو گا تم چلے جاؤ، ورنہ تم جانتے نہیں ہو میں کیا کروں گی۔"

ان آنکھوں میں کچھ ایسا تھا جس نے روفی کے ارادوں کو ڈگمگا دیا۔ وہ بے اختیار پیچھے ہوا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"یہ مت سوچنا میں تم سے ڈر کر جا رہا ہوں۔ مجھے بس ایک کام ہے۔ میں پھر کبھی چکر لگاؤں گا۔" یہ کہتے ہوئے وہ مڑ گیا۔

"بالکل میں بھی یہی چاہتی ہوں تم دوبارہ ادھر آؤ۔ آج تو تم بن بتائے آئے، اس لیے واپس جا رہے ہو۔ آئندہ میں تمہاری واپسی کی اچھے سے تیاری رکھوں گی۔ میں یہ یقینی بناؤں گی کہ تمہاری واپسی چار کندھوں پر ہو!"

زینب کا لہجہ برف کی حد تک سرد تھا۔ روفی کی ریڑھ کی ہڈی تک سنسنا گئی۔ وہ مڑا نہیں اور دوڑ کر باہر چلا گیا۔ کچھ دیر تک زینب، شایان اور نمرہ خاموش رہے۔ جب انہیں یقین آ گیا کہ روفی جا چکا ہے، تو زینب بے اختیار فرش پر بیٹھ گئی۔ اسے دیکھ کر ایسا لگتا تھا اس نے بہت بڑی جنگ ہار دی ہو۔ اس کی آنکھوں سے آنسو نکلنے لگ گئے۔ شایان بس اپنی ماں کو دیکھتا رہ گیا۔ شایان کے چہرے پر بے بسی کا تاثر گہرا ہوتا چلا جا رہا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

جب کہ نمرہ،وہ اپنی ماں کو یوں روتا دیکھ کر خود بھی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔اس کے ساتھ بیٹھے شایان نے اسے کوئی تسلی،کوئی دلاسہ نہیں دیا۔وہ سب اب خود سے جنگ لڑ رہے تھے۔

وہ تینوں جو دوسرے کے لیے مکمل تھے،آج روفی انہیں اپنے خود کے لیے نامکمل کر گیا تھا۔ظالم کو ظلم کرتے ہوئے ایک بار تو سوچنا چاہیے کہ کہیں اس کا ظلم کسی کی نسلیں تو تباہ نہیں کر رہا۔

کیا پتا یہ سوچ،ظالم کو ظلم سے باز رکھے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

* *

نوال جیسے ہی اپنے گھر واپس آئیں،اشفاق کے کمرے میں چلی گئیں۔ توقع کے مطابق، انہیں دونوں لوگ اسی طرح ملے، جس طرح وہ انہیں چھوڑ کر گئی تھیں۔ اشفاق نے سونے کے لیے آنکھوں پر بازو ڈالا ہوا تھا جبکہ عزاہ خاموشی سے صوفے پر بیٹھی تھی۔ اپنی ماں کو دیکھ کر وہ اٹھ گئی۔

نوال نے اسے باہر آنے کا اشارہ کیا اور خود بھی باہر چلی گئیں۔ عزاہ نے سر اثبات میں ہلایا اور قدم آگے کو بڑھائے۔ کچھ لمحات بعد ہم لوگ اشفاق کے گھر کے لاؤنج میں آؤ تو دونوں ماں بیٹی صوفے پر بیٹھی باتیں کر رہی تھیں۔

"اب تم نے اپنا بہت زیادہ خیال رکھنا ہے عزاہ۔ ہلکی سی بھی بے احتیاطی نہیں کرنی۔ سمجھ رہی ہو نا؟"

عزاہ نے سر اثبات میں ہلایا۔

"ویسے اماں آپ اس پرانے گھر کرنے کیا گئی تھیں؟"

عزاہ کا سوال سن کر وہ کچھ پل کے لیے ساکت ہوئیں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اس گھر میں میری یادیں تھی عزاہ، تمہارے ابو اسے بیچنا چاہتے ہیں لیکن میں ایسا نہیں چاہتی ہوں۔ ادھر میرا بچپن گزرا ہے۔ جوانی گزری ہے اور۔۔۔"

"اور پرانی عاشقی کے قصے بھی وہی سے جڑے ہیں۔" مردانہ آواز سننے پر ان دونوں کی نگاہیں دروازے پر کھڑے اشفاق پر گئیں، جن کی نگاہیں آج شعلہ بار تھیں۔ عزاہ نے حیرانی سے اپنے ماں کے فق چہرے کو دیکھا۔

اشفاق ایک قدم آگے بڑھے۔ ان کی چال کمزور ہو گئی تھی۔

"تم بہنوں کو تمہاری ماں پر میری سختی پر اکثر شکوہ رہا ہے۔ تو آج سنو! میری یہ سختی تم لوگوں کی بھلائی کے لیے تھی ورنہ تمہاری ماں تو جانے کب کی بھاگ جاتی اپنے عاشق کے ساتھ!"

"شفاق صاحب!" نوال تڑپ کر اٹھ کھڑی ہوئیں۔ عزاہ بھی ہونقوں کی طرح ان کے درمیان کھڑی تھی۔ ماضی کے قصے کھل اٹھے تھے۔

"کیا اشفاق صاحب؟ آواز اونچی کرنے سے تم حقیقت نہیں بدل سکتی۔ بچپن کا تو صرف بہانہ تھا میں اچھے سے جانتا ہوں اس گھر میں تم اپنے اس پرانے محبوب کی آہیں بھرنے گئی تھی۔ اتنے سال۔۔۔۔۔ اتنے سال میں خاموش رہا ہوں نوال، اس لیے نہیں کیونکہ مجھے تم سے لگاؤ تھا یا تم سے ہمدردی تھی۔ میں نے تم سے شادی تمہارے باپ کے احسانات کا قرض اتارنے کے لیے کی تھی۔"

نوال آنکھیں پھاڑے اشفاق کو دیکھنے لگیں۔

"تمہارے باپ نے ہم چچا بھتیجے کے رشتے کا ایک پل میں سودا کیا تھا نوال بیگم! جب میں تمہیں لے کر گھر واپس آیا، تو انہوں نے بعد میں مجھے بٹھا کر وہ سب احسانات گنوائے جو انہوں نے مجھ پر اور میری بہن پر کیے تھے۔ وہ سب احسانات جو حق سمجھ کر میں لیتا رہا، اس دن مجھے بتایا گیا وہ سب تو بس ایک قرض تھا۔ بس ایک قرض! اور اس دن مجھ سے ادائیگی مانگی گئی۔ میں ہمیشہ سے خوددار تھا۔ کسی کا ایک روپیہ بھی اپنے پاس نہیں رکھتا تھا۔ اسی

لیے میں نے تم سے شادی کر لی۔ سوچا تھا شروع میں تمہیں یہ سب بتا دوں گا۔ تمہیں پل پل اذیت دوں گا لیکن پھر!"

اشفاق صاحب لمحے بھر کو رکے۔

"پھر میرے دل میں رحم آ گیا۔ تمہارے ماں باپ نے مجھ سے ہمیشہ اچھا سلوک رکھا تھا، اب میں ان کی بیٹی کو کیسے اذیت دے سکتا تھا؟ اگر تمہارے ساتھ برا کرتا تو یہ قرض کبھی اتار نہیں پاتا۔ اسی سوچ نے میری زبان ہمیشہ بند کروائے رکھی۔ شادی کی پہلی رات اور عالیہ کے بھاگنے کی رات کے علاوہ میں نے کبھی تمہارے بھاگنے کا تذکرہ نہیں چھیڑا ورنہ دل تو چاہتا تھا سر راہ اس قصے کو اچھالوں۔"

"جب اتنے سال خاموش رہ ہی لیے تھے، تو پھر اب کیوں؟ اب کیوں میری اولاد کے سامنے آپ نے میرا پردہ اٹھایا؟" نوال نے شکوہ کیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کیونکہ اس سے پہلے کبھی روفی ہماری ازدواجی رشتے کے بیچ میں نہیں آیا تھا۔ کیا میں نہیں جانتا آپ آج کل کس طرح اس کی محبت کا دم بھر رہی ہیں؟ کیا میں نہیں جانتا آپ پرانے گھر جا کر سارا دن اس کا سوگ منا کر آئی ہیں؟"

اشفاق سیدھا ان کی آنکھوں میں دیکھ رہے تھے۔ نوال نے بے اختیار نظریں چرائی۔ اشفاق کے چہرے پر ایک تلخ مسکراہٹ دوڑ گئی۔

"نوال بیگم، ہم نے اپنا بچپن، اپنی جوانی اور اپنا بڑھاپا ساتھ گزارا ہے۔ آپ کے چہرے پر ابھرتے تاثرات ایک منٹ میں پڑھ لیتا ہوں۔ جیسے ہی آپ گھر واپس آئی، آپ کو دیکھ کر جان گیا آپ وہاں سے ماتم کر کے آئی ہیں۔ میں آج آپ کی بیٹی کے سامنے یہ سب ہرگز نہیں بولتا اگر آپ کے چہرے کے تاثرات نہ پڑھتا۔ پہلے آپ شرم، حیا یا جانے کس وجہ سے یہ تاثرات چھپا لیا کرتی تھیں لیکن آج تو آپ نے انہیں بھی چھپانے کی کوشش نہیں کی۔ اگر آپ اپنے جذبات چھپاتے چھپاتے تھک گئی ہیں تو میں کیوں یہ بوجھ دل میں رکھوں۔ عزاہ!"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

عزاہ جو خاموشی اور حیرانی سے یہ سب کچھ سن رہی تھی، درمیان میں اپنا نام سن کر چونک اٹھی۔

"جی بابا!"

"تم جاننا چاہو گی تمہاری ماں نے اپنی جوانی میں کیا گل کھلائے ہیں؟؟"

اشفاق صاحب شعلہ بار لہجے میں پوچھ رہے تھے۔

عزاہ اپنے باپ کے کمزور چہرے کو دیکھتی رہی، پھر بے اختیار اس کی گردن نفی میں گھمی۔

"نہیں بابا!"

اشفاق صاحب کے چہرے پر استہزایہ مسکراہٹ پھیل گئی۔

"دیکھا تم سے زیادہ تمہاری بیٹی میں حیا ہے۔ کتنی گری ہوئی عورت ہو تم نوال! تم نے۔۔۔"

Clubb of Quality Content

"میں نے اس لیے منع نہیں کیا کہ میں اپنی ماں کے ماضی سے حیا کر رہی ہوں۔" عزاہ نے ایک دم ان کی بات کاٹی۔ اشفاق جو بولے جا رہے تھے، اپنی بیٹی کے منہ سے یہ بات سن کر ان کی زبان پر تالا پڑ گیا۔

"میری ماں کے ماضی کو میں نہیں جانتی ہوں۔ میں نہیں جانتی ہوں میری ماں نے کیا گناہ کیا یا ان پر کونسا بہتان لگا۔ میں نہیں جانتی وہ کیا حالات تھے جب میرے نانا نے میری ماں کا نکاح آپ سے کروایا اور نہ ہی میں یہ سب جاننا چاہتی ہوں۔ میری ماں نے جو بھی کیا، جیسا بھی کیا، اگر گناہ کیا بھی تو اللہ نے اسے معاف کیا یا، مجھے اس سے سروکار نہیں ہے۔ ہاں مگر میں اس پردے کو چاک نہیں ہونے دوں گی جو اللہ نے میری ماں اور میرے درمیان ڈال دیا ہے۔ آپ سے بھی یہی کہوں گی اس پردے کو چاک نہ کریں۔ جو کچھ بھی ہوا اسے پردے میں رہنے دیں۔ یوں پردہ چاک کرنے سے میری ماں میری نظروں میں نہیں گرے گی لیکن میرا باپ ضرور گر جائے گا جس نے یہ پردہ ہم دونوں کے درمیان سے ہٹایا۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

یہ کہہ کر عزاہ نے اپنا موبائل میز پر سے اٹھایا۔

"چلتی ہوں اماں۔ اپنا خیال رکھیے گا۔" وہ مڑی اور اپنے باپ کو دیکھا۔ "خدا حافظ بابا!"

یہ کہہ کر وہ آہستہ اور محتاط قدم اٹھاتی باہر چلی گئی جبکہ وہ دونوں کمرے میں موجود ایک دوسرے کا چہرہ دیکھتے رہ گئے۔ ان کی بیٹی انہیں کیا کہہ کر چلی گئی تھی۔

****

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

شام کے اندھیرے ہر سو پھیل رہے تھے۔ ایسے میں اگر ہم ایک بازار کے اندر جھانکیں تو یہاں پر بے حد رش تھا۔ ایسا لگتا تھا لوگوں کا سیلاب اس بازار میں آ گیا تھا۔ لوگوں کی ٹکروں اور دھکوں سے بچتے، راستہ بناتے ہمیں یہاں پر جائی یا نہ اور نائلہ شاپنگ کرتی ہوئی دکھائی دیتیں۔ ان دونوں کے ہاتھوں میں کپڑے اور جیولری کے تھیلے تھے۔

شاپنگ پر جانے کا پلان نائلہ کا تھا۔اس کے خاندان میں شادی تھی۔وہ اسی کی تیاری کے لیے جائی یانہ کو اپنے ساتھ بازار لے کر آئی تھی۔ٹیوشن سنٹر سے جلدی چھٹی لینے کے بعد دونوں مسلسل دو گھنٹے سے چلے جا رہے تھے۔ابھی وہ دونوں چوڑیوں کے ٹھیلے پر کھڑے بحث کر رہے تھے۔

"بھائی اتنا زیادہ کیوں لگا رہے ہو کانچ کی تو چوڑی ہے۔"نائلہ نے تنک کر کہا۔

"باجی مہنگائی ہی اتنی ہو گئی ہے۔بندہ کیا کرے؟"ٹھیلے والا اپنے آپ کو معصوم ثابت کرنا چاہتا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"مانتی ہوں مہنگائی ہو گئی ہے لیکن اس کا مطلب یہ بھی نہیں کہ کانچ کی چوڑی کی قیمت، سونے کی چوڑی سے بھی زیادہ کر دو۔"نائلہ کے تیکھے لہجے پر دوکاندار بھی تلملا گیا۔

"باجی ہم تو اتنے میں ہی بیچتے ہیں۔لینا ہے تو لے لو ورنہ آپ کی اپنی مرضی ہے۔"

جائی یانہ کو بے اختیار شرمندگی ہوئی۔وہ مال سے شاپنگ کیا کرتی تھی۔دوکان داروں سے یوں بحث کرنا،ان کا یوں بدتمیزی سے بات کرنا اسے برا لگ رہا تھا۔وہ خفت سے اپنا چہرہ

گھما گئی جبکہ نائلہ کوئی اثر لیے بغیر ابھی بھی بحث میں مگن تھی۔اسی میں اسے فیروزی رنگ کی چوڑیاں دکھائی دی جو اسٹال پر کچھ پیچھے پڑی ہوئی تھی۔جائیانہ کی آنکھوں کو چوڑیوں کا یہ رنگ خاصا بھلا محسوس ہو رہا تھا۔اس نے ٹھیلے والے کے ساتھ کام کرتے لڑکے کو بلایا۔

"سنو!یہ اس کی بارہ چوڑیاں نکالنا۔"اس نے فیروزی رنگ کی چوڑیوں کی جانب اشارہ کیا۔

لڑکے نے سر اثبات میں ہلایا اور جس ڈنڈے میں چوڑیاں لٹکی ہوئی تھی اسے اٹھا کر بارہ چوڑیاں باہر نکالی۔

"یہ لیں باجی!"جائیانہ چوڑیاں پکڑنے کے لیے ہاتھ بڑھاتی اسی وقت کسی اور ہاتھ نے ان چوڑیوں کو تھام لیا۔

"کتنے کی ہے؟"مردانہ آواز نائلہ اور ٹھیلے کے مالک تک بھی پہنچی تھی۔ان دونوں نے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔نارمل تاثرات کے ساتھ وہ جائیانہ کی دائیں طرف کھڑا تھا۔ پینٹ شرٹ پہنے،اس نے اپنے گھنگھرالے بالوں کو پی کیپ سے چھپانے کی ناکام کوشش کی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

لڑکے نے آرام سے پیسے بتائے۔ زید نے سر ہلایا اور اپنی پینٹ میں سے پیسے نکال کر لڑکے کو دیے۔ جائی یانہ اس قدر شاک میں تھی کہ زید کی اس حرکت کو محسوس ہی نہ کر پائی۔

پیسے دے دینے کے بعد زید نے چوڑیاں پیک نہیں کروائی بلکہ جائی یانہ کا ہاتھ تھام کر چوڑیاں پہنانے لگا۔

"تم سچ سچ بتاؤ تم مجھے اسٹاک کر رہے ہو ناں!" اس کی توجہ زید کی چوڑیاں پہنانے کی طرف نہیں تھی۔ وہ ابھی بھی بے یقینی کا شکار تھی۔

زید صرف مسکرایا، کہا کچھ نہیں! جائی یانہ کا شک مزید بڑھ گیا۔

"خاموش کیوں ہو؟ مجھے بتاؤ تمہیں کیسے پتہ چلا میں نائلہ کے ساتھ بازار آئی ہوں۔" جائی یانہ نے اپنا ہاتھ زید کے ہاتھوں سے کھینچنا چاہا۔ زید ابھی بھی چوڑیاں پہنا رہا تھا۔ اس کے اچانک ہاتھ کھینچنے سے ایک چوڑی ٹوٹ گئی۔ زید نے بروقت جائی یانہ کے ہاتھ کو مضبوطی سے تھام لیا ورنہ مزید چوڑیاں ٹوٹنے کا اندیشہ تھا۔

"آرام سے! اگر یہ کانچ کلائی پر لگ جاتا تو؟" زید نے دھیمے انداز میں اسے ڈانٹا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

زید نے نظر ابھی بھی جائی یانہ کی کلائی پر جمائی ہوئی تھی۔ اسے غور سے دیکھنے پر بھی ایک خراش دکھائی نہیں دی۔ اسے کچھ سکون ملا۔

"مجھے کچھ نہیں پتہ مجھے بتاؤ تمہیں کیسے پتہ چلا میں یہاں ہوں۔ کل بھی تم نے مجھے بس میں ڈھونڈ لیا تھا اور آج بھی! یہ سب اتفاق نہیں ہے۔" جائی یانہ کا انداز ضدی بچے جیسا تھا۔

"جی بالکل! یہ اتفاق نہیں ہے۔ ہے نا نائلہ!" اس نے جائی یانہ کے ایک ہاتھ میں چوڑیاں پہنا دی تو اسے چھوڑ کر دوسرے ہاتھ میں پہنانے لگا جبکہ نائلہ یوں اپنا ذکر سن کر ایک پل کے لیے گڑبڑائی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"کیا؟"

زید نے توجہ نہیں دی اور اپنی رو میں بولے گیا۔

"نائلہ نے ہی مجھے بتایا کہ آپ لوگ شاپنگ پر گئے ہیں۔ میں نے سوچا میں بھی ساتھ آ جاؤں۔" جائی یانہ نے گردن موڑ کر اپنی دوست کو دیکھا۔ نائلہ، جس کے چہرے پر خود بے یقینی چھائی ہوئی تھی، جائی یانہ کو یوں دیکھتا پا کر اس کا سر بے اختیار اثبات میں ہل گیا۔

جائی یانہ پر سکون ہو گئی۔

"اگر آپ دونوں کی شاپنگ ہو گئی ہے، تو ہمیں اب گھر چلنا چاہیے۔" چوڑیاں پہنانے کے بعد وہ بولا۔

"ابھی نہیں! ابھی تو نائلہ کو جیولری بھی لینی۔۔" نائلہ نے جائی یانہ کی بات کاٹ دی۔

"نہیں جائی یانہ میں بعد میں لے لوں گی۔ مجھے لگتا ہے ہمیں واقعی میں گھر جانا چاہیے۔" اس کی نظریں زید پر گئیں۔ زید نے بے اختیار چہرہ گھمایا۔

"چلیں!" یہ کہتے ہوئے وہ ان دونوں سے آگے چلنے لگا جبکہ جائی یانہ اور نائلہ اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگی۔ وہ لوگ ٹھیلے والے سے کچھ دور گئے تو ایک دم سے وہ رکا اور پیچھے مڑ کر جائی یانہ کے سامنے ہاتھ پھیلایا۔

"آپ موبائل دے سکتی ہیں؟"

جائی یانہ نے سر اثبات میں ہلایا اور موبائل نکال کر زید کو دے دیا۔ اس نے پوچھنے کی زحمت بھی نہیں کی کہ زید کو موبائل کیوں چاہیے تھا؟

اس کے بعد وہ لوگ دوبارہ چلنے لگ گئے۔

جب وہ لوگ بازار سے سڑک پر نکل آئے، تو انہوں نے رکشہ کروایا اور اس پر بیٹھ گئے۔ پہلے انہوں نے جائی یانہ کے ہاسٹل کا ایڈریس دیا۔ اس کے بعد رکشہ اس منزل کی جانب گامزن ہو گیا۔

وہ لوگ کچھ اس طرح بیٹھے تھے کہ جائی یانہ اور نائلہ ساتھ بیٹھی تھیں جبکہ زید جائی یانہ کے بالکل سامنے بیٹھا تھا۔

"تمہارا ہاتھ ٹھیک ہے؟" جائی یانہ نے پوچھا۔

"جی!!"

"پھر کل تم دوکان جاؤ گے ناں؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میں نے دوکان چھوڑ دی ہے۔" زید نے بڑے آرام سے اس کے سر پر دھماکہ پھوڑا۔

"کیا؟" جائیانہ آگے کو ہوئی۔ "لیکن کیوں؟"

"دوکان میرا بہت سا وقت کھا جاتی تھی۔ ساتھ ساتھ یونیورسٹی میں بھی میں ریگولر نہیں جا پا رہا تھا۔ اس لیے میں نے فری لانسنگ کرنے کا سوچا ہے۔ میں نے کچھ کورسز بہت عرصے پہلے کر لیے تھے مگر اس وقت میرے پاس لیپ ٹاپ نہیں تھا لیکن اب میں نے ادھار لے کر ایک سینڈ ہینڈ لیپ ٹاپ خرید لیا ہے۔ یوں میری مرضی ہو گی جس وقت چاہوں، کام کر سکتا ہوں۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"امم ہمم!" جائیانہ نے سمجھتے ہوئے ہنکارا بھرا۔

تھوڑی دیر کے لیے خاموشی چھائی پھر اچانک زید بولا۔

"میں نے آریان کے گھر کا ایڈریس نکال لیا ہے۔ آپ لوگ صحیح کہہ رہے تھے۔ جس جگہ اس نے اپنا محل تعمیر کیا ہوا ہے وہ علاقہ خاصا پسماندہ ہے۔"

جائی یانہ کی دلچسپی بڑھ گئی۔اس کی آنکھیں بے اختیار چمکیں۔

"واقعی میں!ایڈریس مجھے سینڈ کرو۔"

"بالکل نہیں!"زید نے صاف انکار کر دیا۔"میں آپ جیسی جذباتی لڑکی کو ہر گز ایڈریس نہیں دے سکتا جو جوش میں ہوش کھو بیٹھتی ہے۔کیا پتہ اِدھر میں نے آپ کو ایڈریس پکڑایا اور اُدھر آپ آریان کے گھر کا دروازہ کھٹکھٹانے لگے،اور جیسے ہی آریان دروازہ کھولے گا،اس کے منہ پر تھپڑ مار کر بولیں میری بہن واپس کرو۔"

"میں ایسی بیوقوفی نہیں کروں گی۔"جائی یانہ کا چہرہ خفت سے لال ہو گیا۔

"جی جی آپ ایسی بیوقوفی تھوڑی کریں گی۔آپ تو سوچ سمجھ کر اس سے بھی بڑی حماقت کریں گی۔اس لیے جب تک آپ لوگ مجھ پلان میں نہیں گھسائیں گی،میں آپ کو ایڈریس نہیں دوں گا۔"

"زید یہ بلیک میلنگ ہے!"جائی یانہ نے احتجاج کیا۔

"بالکل ہے!"زید نے آرام سے سر ہلا کر تصدیق کی۔

رکشہ رک گیا۔جائیانہ اپنی منزل پر پہنچ چکی تھی۔زید نے جائیانہ کا موبائل اپنی پینٹ کی جیب سے نکال کر اسے تھمایا اور بولا۔

"اپنی بہن سے بات کر لیجیے گا۔مجھے امید ہے وہ آپ سے زیادہ سمجھدار ہونگی اور میری بات سمجھیں گی۔"

جائیانہ منہ پھلائے اس کی بات کا کوئی جواب دیے بغیر چلی گئی۔زید اسے جاتا ہوا دیکھتا رہا۔

رکشہ کچھ آگے بڑھ گیا۔منظر یہی پر ختم نہیں ہوا تھا لیکن ہم اس حصے کو تھوڑا سا ملتوی کر کے آگے بڑھتے ہیں۔

* *

رات کی سیاہی آسمان پر چھا چکی تھی۔ چاند آج بادلوں کی اوٹ میں چھپا ہوا تھا۔ مصنوعی روشنیوں سے روشن اس شہر کا سفر کر کے ایک گھر میں داخل ہو، تو سنہری آنکھوں والی لڑکی الماری کے ساتھ لگی باتیں کر رہی تھی۔

"جائی یانہ! تمہارا شوہر آخر چاہتا کیا ہے؟ ہمارے اچھے بھلے پلان میں وہ کیوں مداخلت کر رہا ہے؟"

عزاہ کے لہجے میں دبا دبا غصہ تھا۔ اس کی آواز بہت مدھم تھی۔

"بجو! مجھے بھی نہیں پتہ اس کا مسئلہ کیا ہے؟ اس کا کہنا ہے وہ مجھے ان سب میں اکیلا نہیں چھوڑے گا۔ وہ میرا ساتھ دے گا۔"

عزاہ نے اس کی بات سن کر تیوریاں چڑھائی۔

"تم دونوں کی کونسی رومیو جولیٹ کی کہانی چل رہی ہے۔ اپنے شوہر سے کہو زیادہ ہیرو نہ بنے۔ ہماری بڑی بہن اس وقت اکیلی ہے اور تم ہو کہ اپنے شوہر کے ساتھ ہی عیاشیوں میں لگی ہوئی ہو۔ کہیں وہ آریان کے ساتھ تو نہیں مل گیا؟" آخری بات میں تشویش تھی۔

"وہ میرے ساتھ وفادار ہے!" جائی یانہ کو عزاہ کی باتیں ناگوار گزری۔

"تمہیں جیسے بہت پتہ ہے ناں! اپنے شوہر سے جلدی سے پتہ نکلواؤ۔"

جائی یانہ اس سے پہلے کچھ کہہ پاتی، دوسری طرف سے کال کاٹ دی گئی۔ جائی یانہ کلس کر رہ گئی۔

جب کہ دوسری طرف عزاہ نے اپنے چھوٹے موبائل کو الماری میں چھپاتے ہوئے ناگواری سے اپنا سر جھٹکا۔

اس نے ایک کام دیا تھا جائی یانہ کو، وہ بھی وہ صحیح سے نہیں کر رہی تھی۔

اسی وقت عزاہ کو دروازے سے کسی کے آنے کی آواز آئی۔ اس کے چہرے پر چھائی ناگواری یکدم گھبراہٹ اور پریشانی میں بدل گئی۔ موبائل صحیح سے چھپا لینے کے بعد اس نے ایک نظر پھر الماری کو دیکھا پھر اس کا پٹ بند کر دیا۔

اسے مڑ کر دیکھا تو اپنے سامنے شایان ملا۔ وہ بیڈ پر بیٹھا اپنے جوتے کے تسمے کھول رہا تھا۔ اسے ایک عام سی نظر دیکھ کر وہ دوبارہ اپنے کام میں مشغول ہو گیا۔ عزاہ اپنی جگہ کھڑی اسے یونہی دیکھتی رہی۔

جب سے عزاہ کو یہ خوشخبری ملی تھی تب سے شایان اور اس کے درمیان خاموشی کی دیوار حائل ہو گئی تھی اور عزاہ کو یہ خاموشی بری طرح چبھ رہی تھی۔ اسے اس سے بہتر تو شایان کا غصہ لگتا تھا وہ بولتا تھا تو پتہ تو ہوتا تھا نا اس کے دل میں کیا ہے لیکن یہ خاموشی سب کچھ چھپائے ہوئے تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

عزاہ کی سوچوں کا تسلسل باتھ روم کا دروازہ زور سے بند ہونے کی وجہ سے ٹوٹا تھا۔ اس نے چونک کر دیکھا۔ شایان باتھ روم جا چکا تھا۔ اس نے سر تاسف سے نفی میں ہلایا اور کمرے سے باہر چلی گئی۔

* *

اسلام آباد کی ایک مصروف سڑک پر ان کی گاڑی رواں دواں تھی۔ ڈرائیور آرام سے گاڑی چلا رہا تھا جبکہ زینب خاموشی سے اپنے ساتھ بیٹھے اپنے دونوں بچوں کو دیکھ رہی تھی۔ بچے بہت گم صم دکھائی دیتے تھے۔ وہ بچوں کی کیفیت سمجھ سکتی تھی۔ وہ سب ہی ایک مشکل وقت سے گزر رہے تھے۔

اس رات کے بعد زینب کے گھر سے سکون خارج ہو گیا تھا۔ زینب کو اس رات کے بعد ہر چیز سے خوف آنے لگ گیا تھا۔ وہ جب بھی سوتی اسے وہی منظر خواب میں دکھائی دیتے، وہ خوف و ہراس میں نیند سے جاگ کر چیختی چلاتی اور بہت دیر تک اپنے کمرے میں بند رہتی۔ کچھ ہوش میں آنے کے بعد جب وہ سوچتی وہ کیا کرتی ہے، تو اسے بے اختیار اپنے بچوں پر ترس آتا۔ پہلے کیا حادثہ وہ کم تھا، جو اب اپنی اس حالت سے بچوں کو مزید پریشان کرنے لگ گئی تھی۔

وہ کراچی جہاں اس نے اپنے بہت سے سال لگا دیے تھے یکدم غیر محفوظ ہو گیا۔ اسی ذہنی رو میں اس نے ایک فیصلہ کیا۔ اس نے کراچی سے اپنا سارا کام ختم کر کے واپس اسلام آباد جانے کا سوچ لیا۔ وہ جانتی تھی اشفاق کا دل کبھی اس کے لیے نہیں پگھلے گا مگر جب وہ انہیں یہ حادثہ سنائے گی تو اور کچھ نہیں، تو وہ اس کا محافظ تو ضرور بنے گا۔

اشفاق بے حس ضرور تھے لیکن بے غیرت نہیں! توقع کے عین مطابق جب زینب نے اپنی ساری کہانی سنائی اور واپس آنے کا بتایا تو اشفاق اس کی مدد کے لیے تیار ہو گئے۔ ساتھ ساتھ انہوں نے ام ہانی اور اسے، پرانے گھر سے جو ان کا حصہ نکلتا تھا، بھی دے دیا۔

وہ رقم اتنی تھی کہ زینب اپنی سیونگز کے ساتھ اسے ملا کر اپنا گھر تھوڑی سی کھینچا تانی سے خرید سکتی تھی۔ زینب نے اسلام اباد آنے سے پہلے ہی گھر خرید لیا اور یوں اسے کے پاس ایک ٹھکانہ بھی ہو گیا۔

اسلام آباد وہ عمر کی موت کے بعد بس ایک بار آئی تھی۔ اسے ایک ایونٹ میں فوٹو گرافر بننے کے لیے اس کی ایجنسی والوں نے بھیجا تھا۔ اس میں بھی وہ اشفاق کے گھر نہیں گئی

تھی۔ان دنوں نوال کے ہاں تیسری بیٹی ہوئی تھی۔اس لیے اشفاق اور نوال ہسپتال میں تھے۔ پھپھو ہونے کے ناطے وہ بھی رسماً نوال کا حال پوچھنے بس ہسپتال سے ہو آئی تھی۔

اشفاق کے حالات بھی بدل گئے تھے۔انہوں نے ایک بزنس شروع کیا تھا جو انہیں بہت منافع دے رہا تھا۔انہوں نے پرانے محلے والا گھر چھوڑ دیا تھا اور ایک اچھے علاقے میں بنگلہ خرید لیا تھا۔زینب کے پاس اس وقت بس اتنی معلومات تھیں۔

وہ کراچی چھوڑ کے جانے پر اداس بھی تھی۔اتنے عرصے کراچی رہنے کے بعد اب اسلام آباد جانا،نہ چاہتے ہوئے بھی برا لگ رہا تھا۔اس جگہ اس کے دونوں بچوں نے ایک ساتھ بچپن جیا تھا۔ان دونوں بچوں کی وہاں سے یادیں جڑی تھیں۔

زینب جانتی تھی بچے کراچی سے جانے کے فیصلے پر مزاحمت ضرور کریں گے۔نمرہ نے تو تھوڑی بہت بحث کے بعد زینب کا فیصلہ مان لیا مگر شایان نے باقاعدہ جھگڑا کیا تھا۔یہ پہلی دفعہ تھا جب زینب اور شایان کے درمیان تلخ کلامی ہوئی تھی ورنہ شایان تو کبھی اونچی

آواز میں بھی بات نہیں کرتا تھا۔ اسے یوں اس فیصلے سے مخالفت کرتا دیکھ کر زینب کچھ دیر کے لیے شاک میں چلی گئی، پھر اس نے حتمی طور پر اپنا فیصلہ سنا دیا۔

شایان کو چار و ناچار ماں کا فیصلہ ماننا ہی پڑا۔

اشفاق کے گھر پہنچ کر جب اس نے بہت سالوں بعد اپنے سامنے نوال کو دیکھا تو یکدم انہیں بہت کچھ یاد آیا۔ وہ دونوں ایک دوسرے کے گلے لگ گئیں۔

زینب، عالیہ اور عزاہ دونوں سے بھی ملیں۔ دونوں ہی بچیاں انہیں اچھی لگی تھیں جبکہ جائی یا نہ ابھی نوال کی گود میں ہی تھی۔ وہ بمشکل ایک دو قدم چلنا ہی سیکھی تھی۔

ایک دن اشفاق کے گھر رکنے کے بعد وہ لوگ اس گھر چلے گئے جو گھر زینب نے خریدا تھا۔ تھوڑی بہت ناراضگی کے بعد شایان اور نمرہ کا غصہ ٹھنڈا ہو گیا تھا۔ زینب نے یہاں پر بھی نوکری شروع کر دی تھی اور اپنے بچوں کا ایڈمیشن وہی کروا دیا جہاں اشفاق کی بچیاں پڑھا کرتی تھیں۔

آہستہ آہستہ سب کچھ نارمل ہونے لگ گیا تھا۔بد قسمتی سے زینب کا رات کے وقت چیخنا چلانا بھی معمول بن گیا تھا۔اس کے بچوں کی پریشانی بھی اب معمول بن گئی تھی۔

زندگی یونہی چل رہی تھی۔

* *

رات کا کھانا سب نے ساتھ کھایا تھا۔اب سب اپنے اپنے کمروں میں سو رہے تھے،ایسے میں اگر ایک شخص کے پاس آؤ تو وہ نیند کی حالت میں بھی خوف زدہ دکھائی دیتا تھا۔وہ بار بار اپنے ہاتھ پاؤں ہلا رہا تھا۔وہ کوئی برا خواب دیکھ رہا تھا۔پھر شاید کچھ ہوا۔

وہ یکدم اٹھ کر بیٹھ گیا۔اس نے تین لمبی لمبی سانسیں لی۔اس کی سیاہ آنکھوں میں ابھی بھی خوف و ہراس چھایا تھا۔اس نے ایک نظر اپنے ساتھ لیٹی بیوی کو دیکھا جو اس سے بے نیاز خواب خرگوش میں مگن تھی۔اس نے ایک آسودہ سانس خارج کی اور دوبارہ لیٹ گیا۔

اس نے وہی رات دیکھی تھی جس میں اس کی ماں کو اس کے سامنے زیادتی کا نشانہ بنایا گیا تھا۔اسے اس دن کی بے بسی آج تک یاد تھی جب وہ اپنی ماں کو بچانا چاہتا تھا مگر اس کے ہاتھ پاؤں باندھ کر اسے زبردستی وہ سب دیکھنے پر مجبور کیا گیا تھا۔کہنے کو شایان ایک مرد تھا مگر جب بھی وہ اس دن کے بارے میں سوچتا اسے اپنا مرد ہونا ایک گالی لگتا تھا۔کیا فائدہ اس کی ماں کے پاس ایک بیٹا ہونے کا،جب ان کا بیٹا مشکل وقت میں انہیں بچا ہی نہیں پایا۔

اس دن کے بعد سے کچھ بھی ویسا نہیں رہا۔اس ایک دن کے بعد سے اسے ہر ایک چیز پر غصہ آنے لگا۔وہ اپنا غصہ نکالتا بھی بہت تھا۔وہ شایان جو اپنے اسکول میں ہنس مکھ مشہور تھا۔اب وہی شایان ایک جھگڑالو لڑکا بن گیا تھا۔وہ کسی کے ساتھ بھی اچھے سے نہیں رہ پاتا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ماں کو جب بھی وہ دیکھتا تو اس کے دل میں احساس جرم سر اٹھا لیتا اور بہن کو وہ اپنی جاگیر سمجھنے لگا۔ اسے کبھی بھی یاد نہیں پڑتا تھا اس نے کب نمرہ سے ہنس کر بات کی تھی۔ شاید اس حادثے سے پہلے ہی وہ دونوں کھل کر کھیلا کرتے تھے۔ اس کے بعد سے تو ان دونوں کا رشتہ بری طرح متاثر ہوا تھا۔ جو دل بس عالیہ کے لیے نرم پڑ جاتا تھا وہ بری طرح ٹوٹ گیا تھا اور بیوی؟ بیوی اس کے لیے کوئی خاص اہمیت رکھتی ہی نہیں تھی۔

دنیا کہتی ہے وہ بس ایک حادثہ تھا۔ اگر کوئی یہ حادثہ سنتا تو یقیناً زینب کو ہی وکٹم مانتا مگر نہیں زینب اکیلی وکٹم نہیں تھی۔ وہ بھی وکٹم تھا جس نے یہ سب دیکھا تھا۔ وہ بھی ایک وکٹم تھا۔

اس نے اپنا ذہن اس بات سے ہٹا کر کسی اور طرف لانے کی کوشش کی۔ تھوڑی دیر بعد وہ کامیاب ہو گیا اور نیند اس پر مہربان ہو گئی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

* *

اس کی ساری توجہ کلاس میں لیکچر دیتے پروفیسر کی جانب تھی۔ وہ اپنے ساتھ بیٹھے زید کو بالکل نظر انداز کیے ہوئے تھی۔ زید پیاری سی مسکراہٹ لیے اسے دیکھ رہا تھا۔ وہ جب بھی اس کے ساتھ ہوتی تھی، کسی اور طرف اس کی توجہ کم ہی جاتی تھی۔ وہ بس خاموشی سے اپنے ساتھ بیٹھی لڑکی کو دیکھتا رہنا چاہتا تھا۔ چاہے صدیاں ہی کیوں نہ گزر جائے۔ اسے یقین تھا وہ صدیوں بعد بھی اسی انہماک اور توجہ سے اس لڑکی کو دیکھ سکتا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

کلاس ختم ہونے کے بعد جب جائی یانہ اپنا سامان سمیٹنے لگ گئی، تو زید نے اسے پکارا۔

"بیگم صاحبہ!"

جائی یانہ نے کچھ نہیں کہا۔ سپاٹ تاثرات کے ساتھ وہ یونہی اپنا سامان سمیٹتی رہی۔ سامان سمیٹنے کے بعد وہ کھڑی ہونے لگی تو زید نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے روکا۔

"اچھا ناں بات تو کر لیں۔ ناراضگی آپ کی میرے ساتھ ہے۔ اپنی زبان کے ساتھ تھوڑی جو آپ اسے استعمال ہی نہیں کر رہیں۔" زید نے اسے چڑانا چاہا۔

جائی یانہ نے ایک سرد نظر اس پر ڈالی۔

"میری کوئی بات مانتے ہو جو میں تم سے بات کروں؟"

"میں آپ کی بات نہیں مانتا؟ میں زید رحیم آپ کی کوئی بات نہیں مانتا؟" زید نے اپنے سینے پر ہاتھ رکھ کر بولا۔ "میرے دوستوں نے میرا نام زن مرید رکھ دیا ہے۔ سب کہتے ہیں آپ نے مجھ پر کالا جادو کر دیا ہے، اس لیے میں آپ کے سحر میں پوری طرح جکڑ گیا ہوں۔ ان کے نزدیک میں آپ کے علاوہ کسی بارے میں بات ہی نہیں کرتا ہوں اور آپ کہتی ہیں میں آپ کی بات نہیں مانتا۔"

"ہاں تو نہیں مانتے ہو۔" اس نے اپنا ہاتھ زید سے چھڑوایا اور چہرہ دوسری جانب کر لیا۔ وہ کچھ بولے بغیر بھی صاف صاف کہہ رہی تھی زید صاحب مجھے مناؤ۔

"کونسی بات نہیں مانی میں نے آپ کی؟"

"ایڈریس والی!"

"ہاں تو اس کے علاوہ تو سب کچھ مانتا ہوں نا!"

"ایڈریس والی تو نہیں مانی نا!" جائی یانہ دوبدو اسے جواب دے رہی تھی۔

زید نے گہری سانس خارج کی۔

"دیکھیں جائی یانہ! میں ایڈریس آپ کو اس لیے نہیں دے سکتا کیونکہ مجھے یقین ہے آپ خود کو کسی مسئلے میں الجھا دیں گی۔ آپ جب تک اپنے پلان میں مجھے شامل نہیں کریں گی، میں آپ کو ایڈریس نہیں بتاؤں گا۔"

"میری بہن نہیں مان رہی ہے۔" جائی یانہ نے اس موقع پر سچ بتانا ہی بہتر سمجھا۔

"پھر آپ انہیں کہہ دیں آپ بھی ان کی مدد نہیں کر رہیں۔" زید نے آرام سے کہا۔ جائی یانہ یہ بات سن کر کلس اٹھی۔

Clubb of Quality Content

"میری بڑی بہن اتنے بڑے مسئلے میں پھنسی ہوئی ہے اور تم کہہ رہے ہو میں اپنی بہن کی مدد نہ کروں واہ!"

"کس نے کہا ہے کہ آپ اپنی بڑی بہن کی مدد نہ کریں۔"زید کی بات سن کر جائی یانہ نے اسے ایسے دیکھا جیسے اس کا دماغی توازن بگڑ گیا ہو۔

"آپ چاہیں تو میں آپ کے ساتھ آپ کی مدد کر سکتا ہوں۔ آپ اپنی اس درمیانی بہن کو ہمارے بیچ میں سے نکال دیں۔ سمپل!"زید نے وضاحت کی۔

"وہ نہیں مانیں گی۔"جائی یانہ نے پیشکش فوراً مسترد کر دی۔

"ایک تو آپ بہنیں بڑی ڈھیٹ ہیں۔ سوئی ایک ہی جگہ اٹک جاتی ہے آپ لوگوں کی۔"زید کا اب اس بحث سے دماغ خراب ہونے لگ گیا تھا۔ پھر اس نے خود کو پر سکون کیا۔

"آپ ایک بار دوبارہ اپنی بہن سے بات کریں۔ مجھے یقین ہے وہ مان جائیں گی۔"

"اچھا!"جائی یانہ بس اتنا ہی بول پائی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس کے بعد وہ اگلا لیکچر لینے کے لیے کلاس سے باہر چلی گئی جبکہ زید بینچ پر پیچھے ہو کر بیٹھ گیا اور اپنے پاؤں ڈیسک پر رکھ لیے۔

* *

اب ہم کہانی کے اس کردار کے پاس جائیں گے، جو اس وقت قید میں تھا۔ اس کی سنہری آنکھیں اب مایوس ہو چکی تھیں۔ اپنے اغوا کاروں سے رحمدلی کی امید بالکل ختم تھی۔ کوئی مسیحا اسے اس قید سے نکالنے نہیں آیا تھا۔

وہ قید تھی۔ اسے قید ہی رہنا تھا۔ اسے اسی قید میں مرنا تھا۔

یہ تین فقرے اس کے ذہن میں ازبر ہو گئے تھے۔ اسی ذہنی رو میں وہ اپنا کھانا بھی صحیح سے کھا نہیں پا رہی تھی۔ اس کا چہرہ پرانی والی عالیہ کے چہرے سے خاصا بدل گیا تھا۔ چہرے کی جلد کھردری ہو گئی تھی۔ بال روکھے ہو گئے تھے۔ وجہ صحیح سے توجہ نہ دینا تھا۔

اسے اپنی زندگی بالکل ساکن لگنے لگی تھی۔ ایسے جیسے زندگی میں سب کچھ ختم ہو گیا ہو۔ وہ لاشعوری طور پر موت کا انتظار کرنے لگ گئی تھی۔ ایک موت ہی تھی جو اسے اس عذاب سے نکال سکتی تھی۔ باقی سب کچھ تو ختم ہو گیا تھا۔ سب کچھ!

وہ یونہی بلاوجہ بیٹھے رہنے سے جب تھک گئی تو ٹی وی کے پاس گئی اور اسے چلا لیا۔ ٹی وی پر وہی ڈاکیومنٹری آ رہی تھی۔ کشمیر پر بنائی ہوئی ڈاکیومنٹری!

وہ چپ چاپ دیکھنے لگی۔ اس کے سامنے بہت سے لوگ آہ و زار کر رہے تھے۔ بچے اپنے خاندانوں کے اجڑنے پر ماتم کر رہے تھے۔

"کیا میرے گھر والے بھی مجھے یاد کرتے ہونگے؟" اس نے مایوسی سے سوچا۔ شاید بلکہ یقیناً نہیں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ آگے بڑھتی رہی۔اس نے دیکھا بھارتی فوجی اندھا دھند فائرنگ کر رہے تھے۔اس کی نگاہ ایک بچے پر گئی جو اماں کی گود میں تھا۔ماں نے بچے کو بچانے کے لیے اپنے سینے سے لگالیا تھا۔

"کیا میری ماں مجھے اس طرح نہیں بچا سکتی تھی؟"اس نے ایک بار پھر مایوسی سے سوچا۔

"میرے گھر والوں کو تو میری فکر ہی نہیں ہے۔میں جیوں یا مروں انہیں کوئی فرق نہیں پڑتا ہو گا۔"

"انہیں فرق نہیں پڑتا لیکن کیا تمہیں فرق پڑتا ہے؟"اسے اپنے عقب سے اواز آئی۔اس نے جھٹکا کھا کر پیچھے دیکھا۔اس نے جو دیکھا،اسے یقین ہی نہیں آیا۔اس کے سامنے اس کا اپنا آپ کھڑا تھا۔عالیہ اشفاق!اس کے چہرے پر تیکھی مسکراہٹ تھی۔

وہ بالکل اس کے سامنے کھڑی تھی۔

"تم!!"اس سے پہلے وہ کچھ کہہ پاتی،سامنے کھڑی عالیہ نے ہاتھ اوپر اٹھا کر اسے خاموش کروایا۔

"بس، پہلے میرے سوال کا جواب دو۔ کیا تمہیں اپنے خاندان کا خیال آیا، ان کی فکر ہوئی؟"

عالیہ کے یہ پوچھنے کی دیر تھی۔ اس کے منہ پر تالے لگ گئے۔ وہ جانتی تھی یہ کچھ نہیں بس اس کی آنکھوں کا دھوکا تھا مگر یہ دھوکا حقیقت سے قریب تر سوالات کر رہا تھا۔ دوسری طرف سامنے کھڑی عالیہ کے چہرے کی مسکراہٹ گہری ہو گئی۔

"نہیں ناں!" وہ پل بھر کے لیے رکی۔ "تمہیں ان کی فکر نہیں ہوئی حالانکہ نمرہ، مسز جہانگیر اور آریان، سب صاف صاف کہہ کر گئے ہیں ان کا مقصد تمہارے پورے خاندان کو تباہ کرنا ہے۔ جب انہوں نے کہا وہ تمہاری بہنوں کو تباہ کر دیں گے، تب تمہیں تو ایک بار پھر فکر نہیں ہوئی۔ کوئی تو بات ہوئی ہو گی نا جو تمہارے باپ کو ہارٹ اٹیک ہوا، تمہیں اس وقت فکر ہوئی تھی؟"

"مجھے ہوئی تھی۔ مجھے میرے بابا کی فکر ہوئی تھی۔" بلآخر وہ بول اٹھی تھی۔

"نہیں!" عالیہ نے گردن اور انگلی دونوں نفی میں ہلائی۔ "تمہیں بالکل بھی فکر نہیں ہوئی۔ تمہیں اگر فکر ہوئی تو بس اس بات کی کہ اگر تمہارا باپ مر گیا تو تمہیں معاف کون کرے گا۔ تمہیں یاد رہا تو بس اتنا ہی رہا۔ یہ یاد نہیں رہا تمہارے باپ کی بیماری پر تمہاری بہنوں نے کس طرح یہ سب سنبھالا ہو گا۔ تمہاری ماں تو ہلکی سی پریشانی پر گھبرا جاتی ہے، وہ اتنے بڑے جھٹکے سے کیسے سنبھلی ہو گی۔ تمہیں تو کسی چیز کی فکر نہیں ہوئی ہو گی عالیہ!"

عالیہ کو ایسے لگا اس کے منہ پر کسی نے جوتا دے مارا ہو۔ اتنا تلخ سچ اپنے ہی عکس سے سننا اس پر گڑھوں پانی ڈال رہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"پہلے خود کسی کی فکر کرنا سیکھ جاؤ عالیہ!"

یہ کہہ کر وہ عکس غائب ہو گیا تھا مگر کیا وہ واقعی غائب ہوا تھا۔ وہ ہق دق سی اسی جگہ کو دیکھی جا رہی تھی جہاں اس نے اپنا آپ دیکھا تھا۔

پیچھے ٹی وی ابھی بھی چلا ہوا تھا اور سبز ہلالی پرچم میں لپٹے لوگ با آواز بول رہے تھے۔

"اللہ اکبر!"

"اللہ اکبر!"

****

نیا دن، نئی شروعات کا پیام دے رہا تھا مگر ایک لڑکی ایسی بھی تھی جس کا موڈ بری طرح خراب تھا۔ اپنی یونیورسٹی کے میدان میں بیٹھی وہ اپنی دوست کے ساتھ باتوں میں مگن تھی۔

Clubb of Quality Content

"ان سب نے میرا دماغ خراب کر دیا ہے۔ بجو کہتی ہے زید سے ایڈریس نکلواؤ اور زید مجھے ان سب میں اپنے بغیر گھسنے نہیں دے رہا ہے یار! تم بتاؤ میں کیا کروں؟"

جائی یانہ نے اتنی بے چارگی سے کہا کہ ایک پل کے لیے کالی چادر میں لپٹی لڑکی کو ہنسی بھی آ گئی جسے اس نے بمشکل دبایا۔

جائی یانہ نے اس کی یہ کوشش دیکھ لی۔

"ہنس لو بیٹا ہنس لو۔ شادی تو تمہاری بھی ہونی ہے۔ پھر میں تم سے پوچھوں گی جب سسرال والے ایک کام کرنے کو کہے اور میکے والے انکار کر رہے ہو تو بندہ کیسے پھنستا ہے!" جائی یانہ نے جل کر کہا۔

"وہ تمہارا شوہر ہے۔ تم نے تو اسے پورا سسرال ہی بنا دیا۔" نائلہ ہنس پڑی۔

"تم اسے نہیں جانتی، اس لیے کہہ رہی ہو۔ وقت آنے پر وہ ساس، نند، بھاوج تمام قسم کے رشتے نبھا لیتا ہے۔" جائی یانہ کا انداز ابھی بھی جلا کٹا تھا۔ پھر وہ ان سب باتوں کو چھوڑ کر دوبارہ پرانے موضوع پر آئی۔

"اچھا اب تم مجھے کوئی حل تو بتاؤ!"

"جائی یانہ!" نائلہ کا لہجہ اب نرم ہو گیا تھا۔ "میں تمہیں یہی کہوں گی زید جو کہہ رہا ہے اسے مان لو۔ میرا یقین مانو زید جو بھی کرے گا، تمہارے بھلے کے لیے ہی کرے گا۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"وہ تو کہہ رہا ہے عزاہ بجو کو ہی پلان سے نکال دو۔اب یہ بات میں اس کی کیسے مان لوں؟ اگر میں نے ایسا کیا تو بجو تو میری شکل دیکھنے کی روادار نہیں رہیں گی۔"

"جائی یانہ تم کوئی ایسا کام کرو جس سے تمہاری عزاہ بجو بھی ناراض نہ ہو اور تم زید کی بات بھی مان لو۔مجھے یقین ہے تم اتنا کر لوگی۔"

"میں یہ بھی تو کر سکتی ہوں کہ زید بھی ناراض نہ ہو اور بجو کی بات بھی مان لوں۔"

"ہر گز نہیں!"نائلہ اس قدر قطیعت سے بولی کہ ایک پل کے لیے جائی یانہ چونک گئی۔اس نے غور سے نائلہ کو دیکھا۔نائلہ بھی سمجھ گئی اس نے کچھ زیادہ ہی اٹل لہجے میں اپنی بات کہہ دی ہے تو،وضاحت دینا ضروری سمجھا۔

"تم زید کی ہی بات مانو جائی یانہ،زید جو بھی کر رہا ہے تمہارے بھلے کے لیے کر رہا ہے۔اس کی بات کو یوں نظر انداز نہ کرو۔"

"چھا!"جائی یانہ نے اس موضوع پر مزید بحث کرنا نامناسب سمجھا۔

کچھ پل خاموشی کے گزرے اس کے بعد نائلہ شوخ انداز میں بولی۔

"ویسے مسز زید آپ کو یاد ہے کل کیا ہے؟"

"ہاں جانتی ہوں!" جائیانہ نے بے نیاز انداز اپنائے رکھا۔ "کل میری سالگرہ ہے۔"

"ہمم ماشاءاللہ سے تو کل پھر خوب سیلبریشن ہو گی۔ ویسے میں تو آج ہی تمہیں بیسٹ برتھ ڈے کہہ دوں گی۔ ایسا نہ ہو آپ کے شریک حیات، کل کسی اور کو آپ کے پاس برداشت ہی نہ کر رہے ہو۔"

"ایسا کچھ نہیں ہے۔ اسے تو پتہ بھی نہیں ہو گا۔"

جائیانہ کی بات سن کر نائلہ نے اس کے کندھے پر معنی خیز ہاتھ مارا جس پر جائیانہ نے جوابی وار کیا

"ویسے شادی شدہ لوگوں کی برتھ ڈے کیسے گزرتی ہے۔ مجھے ہمیشہ سے یہی تجسس رہا ہے!"

نائلہ ابھی بھی باز نہیں آئی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ذگر اتنا ہی شوق ہے تو ایک عدد لڑکے کو پھانس کر، کر لو شادی۔۔ خود ہی پتہ چل جائے گا۔" جواب دینے والی بھی پھر جائی یا نہ تھی۔

"تمہیں میری آزادی سے بہت مسئلہ ہے! کیا ہر شادی شدہ عورت کو کنواری لڑکی سے ایسے ہی مسائل ہوتے ہیں؟"

"نہیں دراصل کنواری لڑکیاں شادی شدہ لڑکیوں کو دیکھ کر کمپلیکس کا شکار ہو جاتی ہے۔ اس لیے شادی شدہ لڑکی جو بھی کہے انہیں برا ہی لگتا ہے۔"

اب ان دونوں کی بحث یہو نہی جاری رہنی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

* *

زینب کے گھر میں اگر داخل ہو تو سب معمول کے مطابق چل رہا تھا۔ عزاہ اپنے کمرے میں تھی۔ کرنے کو کچھ بھی نہیں تھا۔ پھپھو اب اسے کسی کام کو ہاتھ لگانے نہیں دیتی تھیں۔ عالیہ کا مسئلہ بھی ابھی تک وہی تھا۔ اس میں کوئی پیش رفت نہیں ہوئی تھی۔

عزاہ کو رہ رہ کر جائی یانہ پر غصہ آرہا تھا۔ اسے ایک چھوٹا سا کام اس نے دیا تھا۔ اس پر بھی وہ اتنا وقت لگا رہی تھی۔ شاید اسے وہ کام کرنا ہی نہیں تھا۔ اسی لیے وہ بہانے بنانے میں لگی ہوئی تھی۔

عالیہ بیچاری کب سے آریان جیسے شخص کے ساتھ تھی۔ جانے اس نے اس کا کیا حال کیا ہو گا۔ وہ ان ہی سوچوں میں مگن تھی۔

اسی وقت ملازمہ کمرے کے اندر داخل ہوئی۔

"بی بی جی! بیگم صاحبہ نے آپ نمرہ بی بی کے کمرے میں بلایا ہے۔"

"اچھا!" اس نے سر اثبات میں ہلایا اور اٹھ کھڑی ہوئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ملازمہ کے ساتھ چلتے ہوئے وہ نمرہ کے کمرے میں پہنچ گئے۔ادھر بیڈ کے پاس کھڑی زینب پریشان دکھائی دیتی تھیں۔ان کے ہاتھ میں موبائل بھی دکھائی تھا جس پر وہ اپنی انگلیاں اضطراب سے چلا رہی تھیں۔

"پھپھو بلایا؟"اس نے عام سے لہجے میں پوچھا۔

"ہمم!"زینب نے سر اثبات میں ہلایا۔تاثرات ہنوز پریشان تھے۔"تمہیں پتہ ہے نمرہ کہاں گئی ہے؟"

"نہیں نمرہ نے مجھے نہیں بتایا۔"عزاہ نے وضاحت دی۔

"اف!اس لڑکی نے پریشان کر کے رکھا ہوا ہے۔صبح سویرے سے باہر نکلی ہوئی ہے۔میڈم کا موبائل بھی گھر پر پڑا ہوا ہے۔اب بندہ اس سے بات کیسے کرے!"

عزاہ جو آرام سے سن رہی تھی،موبائل کا ذکر سن کر چونکی۔

"نمرہ اپنا موبائل یہی بھول گئی ہے؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ہاں بیٹا!"

"اچھا کہاں پر ہے؟" عزاہ نے تجسس سے پوچھا۔

زینب نے بیڈ کی دراز کی طرف اشارہ کیا۔ عزاہ خاموشی سے دراز کے پاس چلی گئی اور فون اٹھالیا۔

اس نے موبائل کھولا تو اس سے پاسورڈ مانگا گیا۔

"موبائل تو لاک ہوا ہوا ہے۔" عزاہ نے مایوسی سے کہا۔

"مجھے پاسورڈ پتہ ہے۔"

"اچھا کیا ہے۔" چوچہرہ مایوس ہوا تھا، فوراً کھل اٹھا۔

"دوسات آٹھ چھ!" پھپھو نے مصروف انداز میں کہا۔ ان کی ساری توجہ اپنے موبائل پر مرکوز تھی۔

Clubb of Quality Content

عزاہ نے موبائل کا لاک کھول لیا اور سیدھا کنٹیکٹ لسٹ میں پہنچ گئی۔ وہاں پر سب سے پہلے وہ آریان کے نمبر پر گئی۔ اس نے وہ نمبر کاپی کر کے اپنے موبائل نمبر پر ایس ایم ایس کے ذریعے سینڈ کر دیا۔ اس کے بعد اس نے اپنا موبائل نمبر اور ایس ایم ایس دونوں ڈیلیٹ کر دیے۔

"کچھ ملا بیٹا!" پھپھو کی بات سن کر اسے جھٹکا ملا۔ ایک پل تو اسے یہ سوچنے میں لگا تھا پھپھو کس بارے میں بات کر رہی ہیں۔

"نہیں پھپھو! ڈھونڈ رہی ہوں۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اس کے بعد عزاہ واٹس ایپ پر گھس گئی۔ وہ آریان کی چیٹ کھول کر بیٹھ گئی۔ نمرہ شاید بیوقوف تھی یا اپنے آپ کو ضرورت سے زیادہ ماسٹر مائنڈ سمجھتی تھی کیونکہ اس نے اپنی اور آریان کی چیٹ کو ڈیلیٹ نہیں کیا تھا۔

وہ پڑھنے لگ گئی۔ اس میں ایسی کوئی بھی بات نہیں تھی جسے وہ پھپھو کو دکھا سکتی۔ ان دونوں کی چیٹ ایسی تھی جیسے دو عام دوست چیٹنگ کرتے ہو۔

اوپر کرتے کرتے اسے آریان کی طرف سے سینڈ کیا ہوا ایک میسج ملا۔ وہ اسلام آباد کے علاقے کا ہی ایک ایڈریس تھا۔ اس کے ساتھ آریان نے یہ بھی لکھا ہوا تھا۔ وہ امی جان کے اسی گھر میں دوبارہ رہنے آ گیا ہے۔

"کہیں یہ وہی گھر تو نہیں۔۔۔۔"

اس نے ایک پل کے لیے سوچا۔ اس نے اس ایڈریس کو حفظ کر لیا۔

"لگتا ہے نمرہ بی بی آ گئی!" ملازمہ کی بات سن کر عزاہ کے ہاتھ سے موبائل چھوٹتے چھوٹتے بچا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ جلدی سے واٹس ایپ سے باہر نکلی اور سب کچھ پہلے جیسا کر کے، موبائل دراز کے اوپر رکھ دیا۔

پھپھو اور ملازمہ کمرے سے باہر نکل گئیں۔ عزاہ نے خود ایک پل کے لیے پر سکون کیا۔ پھر وہ بھی باہر چلی گئی۔ اب گھر میں زینب کی ڈانٹتی آواز اب گونج رہی تھی۔

* *

شام کا وقت تھا۔ وہ ٹیوشن سینٹر سے پڑھا کر بس اسٹاپ کی جانب جا رہی تھی جب اسے دور سے زید اپنی طرف پیدل آتا دکھائی دیا۔ وہ رک گئی۔ جیسے ہی زید قریب آیا، وہ بولی۔

"تمہارے بازو کا زخم ابھی تک بھرا نہیں؟"

"نہیں، کچھ کچھ ٹھیک ہو گیا ہے۔" زید نے اپنے دونوں ہاتھ پینٹ کی جیب میں ڈال لیے۔ وہ دونوں اب ساتھ چلنے لگ گئے تھے۔ "اگر تھوڑا سا صحیح ہو گیا ہے تو تم بائیک کا استعمال کیوں نہیں کرتے؟"

جائی یا نہ نے عام سے لہجے میں پوچھا تھا مگر زید کے چہرے پر یکدم ایک تاثر ابھرا تھا جو وہ بہت جلد چھپا گیا۔

"میں یونہی پیدل آنا چاہتا ہوں۔ پیدل چلنے سے صحت اچھی رہتی ہے۔" زید کی بات سن کر جائی یانہ نے گہری سانس خارج کی۔

"ایک بات بولوں؟"

بس اسٹاپ دور سے دکھائی دینے لگ گیا تھا۔

"جی!" زید نے سر اثبات میں ہلایا۔

"تم بہت عجیب ہوتے جا رہے ہو۔" اس کی یہ بات سن کر زید کے چہرے پر سایہ گزرا۔

"امم ایسی تو کوئی بات نہیں ہے۔" بہت دیر بعد وہ یہ کہہ پایا۔

"تم بتانا نہیں چاہتے ہو، وہ الگ بات ہے مگر جب سے اس رات ہماری لڑائی ہوئی تھی، تب سے تم کچھ عجیب ہو گئے ہو۔"

"عجیب سے رویے سے آپ کا کیا مطلب ہے؟ مجھے ذرا کھل کر بتائیں؟" وہ دونوں بس اسٹاپ پر آ کر رک گئے تھے۔

"تم۔۔۔تم!"جائی یانہ الفاظ اکھٹے کرنے لگ گئی۔جب وہ کوئی قابل پکڑ بات نہ ڈھونڈ پائی، تو اس نے ہار مان لی۔

"رہنے دو۔مجھے خود نہیں پتہ میں کیا محسوس کر رہی ہوں۔"

زید نے جواب میں کچھ نہیں کہا۔دونوں خاموش رہے۔کچھ دیر بعد جب بس آئی تو وہ دونوں اس پر سوار ہو گئے۔

دونوں جب بس میں ایک ساتھ بیٹھ گئے، تو جائی یانہ کے ذہن میں فوراً ایک بات آئی۔

"زید!"

"ہمم!"وہ اپنے موبائل پر لگا ہوا تھا۔

"تمہیں پتہ ہے کل کیا دن ہے؟"اس نے بڑے محتاط انداز میں پوچھا تھا۔

"میرے خیال سے تو اتوار ہے۔"

جائی یانہ کا دل چاہا اپنا سر پیٹ لے۔

Clubb of Quality Content

"ظاہر سی بات ہے کل اتوار ہے۔۔۔"اس سے پہلے وہ اپنی بات مکمل کر پاتی،زید بول پڑا۔

"اگر اتنی ہی ظاہر بات تھی، تو میرے سے کیوں پوچھی؟"

"کیونکہ میں پاگل ہوں۔دماغ خراب ہے میرا!"جائی یانہ نے جلے کٹے انداز میں کہا۔

"اچھا!"زید دوبارہ موبائل میں مگن ہو گیا۔

جائی یانہ نے ایک تیز نظر زید پر ڈالی اور پھر بس میں موجود لوگوں کو دیکھا۔اگر یہ بس خالی ہوتی تو وہ یقیناً زید کا سر پھاڑ دیتی۔اس نے غصہ کم کرنے کے لیے کھڑکی سے دوسری طرف دیکھنا شروع کر دیا۔

Clubb of Quality Content

* *

اگلے دن کی شروعات جائی یانہ کے لیے بہت بری تھی کیونکہ وہ جیسے ہی سو کر اٹھی،بارش ہو رہی تھی۔وہ کھڑکی کے سامنے منہ بنا کر کھڑی ہو گئی۔بارش کی بوندیں تیزی سے زمین پر گر رہی تھیں۔

لوگوں کے لیے ہوتی ہو گی بارش رومینٹک لیکن جائی یانہ کو بارش سے سخت قسم کی چڑ تھی۔ اسے ایک عجیب سی الجھن ہوتی تھی۔سڑکوں،پارکوں بلکہ ہر جگہ بارش کے بعد اسے بس پانی ہی پانی دکھائی دیتا تھا۔

آج چھٹی کا دن تھا اور اس کی سالگرہ بھی تھی۔اس نے سوچا تھا وہ اکیلے باہر گھومنے جائے گی اور آج کے دن وہ سارے کام کرے گی جو اسے پسند تھے مگر بارش نے اس کا پلان خراب کر دیا تھا۔ناشتہ کر لینے کے بعد وہ منہ بنا کر بیڈ پر بیٹھ گئی۔

"ایسا لگ رہا ہے بارش سے نہیں اپنے عاشق سے ناراض ہو!"اس کے ساتھ والے بیڈ پر جے ٹی پسارا مار کر لیٹی ہوئی تھی۔اس نے اپنے سامنے لیپ ٹاپ رکھا ہوا تھا جس پر وہ رات سے ویب سیریز دیکھ رہی تھی۔وہ سو کر نہیں اٹھی بلکہ اب سونے والی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تمہیں کیا؟!"جائی یانہ نے نروٹھے انداز میں کہا۔ پھر کچھ دیر بعد اسے کچھ یاد آیا۔

"تمہارے پاس کوئی نان فکشن بک ہو گی؟"

"سوری میرے پاس اگر ملیں گے تو ناول ملیں گے وہ بھی ڈائجیسٹ والے،پڑھو گی؟"

"نہیں مجھے نان فکشن بک پڑھنی ہے!"

"کیوں ناول سے کیا مسئلہ ہے؟اچھے نہیں لگتے؟"جے ٹی کے سوال پر جائی یانہ بولی۔

"ناول میں پڑھ لیتی ہوں۔مجھے تھوڑے بہت پسند بھی ہیں مگر زیادہ پسند مجھے نان فکشن کتابیں ہے کیونکہ اس میں لکھاری اپنے قاری سے براہ راست بات کر رہا ہوتا ہے۔وہ اپنا علم،وقت، کہانی یا کردار سے آزاد ہو کر لکھتا ہے۔میری بہنیں سمجھتی ہے میں ناول پڑھتی ہوں۔بہت سے لوگ سمجھتے ہیں اگر آپ ریڈر ہیں تو آپ کو فکشن بکس ہی پسند ہو گی۔کچھ لوگوں کو نان فکشن بک بھی پسند ہوتی ہے۔۔"

"تمہاری اتنی بڑی تقریر کا شکریہ مگر بات یہی پر آتی ہے میرے پاس صرف ناول ہے۔ نان فکشن بک نہیں!"

جائی یانہ نے دوبارہ منہ بنالیا۔ کچھ دیر بعد دروازہ بجا۔

"جے ٹی دروازہ بج رہا ہے!"

"سنائی دے رہا ہے۔" جے ٹی کی نظریں ہنوز لیپ ٹاپ کی اسکرین پر تھی۔

"اگر سنائی دے رہا ہے تو دروازہ کھولو ناں!" جائی یانہ نے چڑ کر کہا۔

"میں ڈرامہ دیکھ رہی ہوں۔ جانا ہے تو خود جاؤ ورنہ مجھے نہیں پتہ!" جے ٹی نے ہاتھ اٹھالیا۔

جائی یانہ زور دیتے انداز میں بیڈ پر سے کھڑی ہوئی۔

"اگر تمہاری کوئی دوست باہر ہوئی تو پھر دیکھنا!" جائی یانہ کا انداز تنبیہہ دینے والا تھا۔

جے ٹی نے ہاتھ جھلادیا۔ اس نے جائی یانہ کی دھمکی کو ہوا میں اڑایا تھا۔ جائی یانہ نے جب دروازہ کھولا تو اس کے سامنے ہاسٹل میں کام کرتی ملازمہ تھی۔

"یہ آپ کو کوئی دے کر گیا ہے۔"ملازمہ کے ہاتھ میں ایک گلدستہ اور ایک تحفہ تھا جو اس نے جائی یانہ کی طرف بڑھایا۔

جائی یانہ نے الجھے ہوئے انداز میں اسے پکڑ لیا۔

"یہ کس نے دیے؟ دینے والا اپنا نام بتا کر گیا ہے؟"

"نہیں بی بی!"ملازمہ کا سر نفی میں ہلا۔

"اچھا تو تم حلیہ تو بتا ہی سکتی ہو۔"

"یہ سامان کوئی آپ کا نام لے کر چوکیدار کو دے کر گیا ہے۔"

"اچھا!"جائی یانہ نے غائب دماغی سے کہا اور دروازہ بند کر کے واپس اندر آ گئی۔

اس نے گلدستہ اور تحفے کا ڈبہ بیڈ پر رکھ دیا۔

"یہ کون دے کر گیا ہے؟"جے ٹی کی نظریں جیسے ہی اس سامان پر گئی فوراً بولی۔

"پتہ نہیں!"جائی یانہ نے تحفے کے ڈبے کو پکڑ لیا تھا۔

اس نے جیسے ہی ڈبے کو کھولا اس کے اندر سے ایک کتاب نکلی جس کا عنوان کچھ اس طرح کا تھا۔

"The breif history of time by Stephen Hawking"

جائی یا نہ ایک لمحے کے لیے شاک ہو گئی۔ یہ کتاب نان فکشن تھی اور جائی یا نہ اپنی شادی سے پہلے یہی کتاب خریدنا چاہتی تھی مگر حالات کے اتار چڑھاؤ نے کتابیں اس کے ذہن سے نکال دی تھیں۔ یہ کون تھا جسے اس کی پسند ناپسند کے بارے میں اتنا پتہ تھا۔

اس کے ذہن میں زید کا نام ابھرا۔ کیا زید نے اسے یہ دیا تھا؟ دل بار بار نہ کہہ رہا تھا مگر زید نے اسے یہ کتاب نہیں دی تو پھر کون ہو سکتا ہے؟ کون ہو سکتا ہے؟

اسی پل اس کے موبائل پر ایک میسج آیا اس نے جیسے ہی موبائل اٹھا کر دیکھا تو وہ عزاہ کی جانب سے آیا ایک ایڈریس تھا۔

ابھی وہ پورا ایڈریس پڑھ پاتی، اس سے پہلے ہی عزاہ کی کال آئی۔

"ہیلو جائی یانہ!"

اسپیکر میں سے آواز ابھری۔

"ہاں بولیں بجو۔۔۔۔"

"مجھے ایڈریس مل گیا ہے۔مجھے لگتا ہے عالیہ یہاں ہے۔"

عزاہ کی بات سن کر جائی یانہ موبائل ایک کان سے ہٹا کر دوسرے میں لگایا۔

"آپ سچ کہہ رہی ہیں؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ہاں"

"آپ کو کیسے ملا؟"

"کم از کم مل تو گیا۔تمہاری طرح تو نہیں کہ کام لے کر بہانے بنانے لگ گئی۔"عزاہ نے طنز کیا۔

جائی یانہ کو شدید قسم کا غصہ آیا مگر وہ ضبط کر گئی۔

عزاہ بولتی رہی۔

"مجھے پورا یقین ہے آریان یہی پر ہو گا۔اب تمہیں بس یہ کرنا ہے وہاں جا کر پہلے گردو نواح کا جائزہ لو اور پھر گھر کے اندر گھس جاؤ۔"

"آپ کے پاس پورے گھر کا ایڈریس نہیں ہے۔ایسے میں میں کیسے پتہ لگاؤں گی عالیہ آپی کس گھر میں ہے؟"

"ہو گئے بہانے شروع۔۔۔ تمہیں کام کرنا ہی نہیں ہے۔"عزاہ کے انداز میں ایک بار پھر طنز تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"یہ بہانے نہیں لاجک ہے۔آپ اس سب کو کوئی فلم سمجھ رہی ہے مگر اصل میں یہ سب حقیقت ہے۔میں اگر گردو نواح کا جائزہ لینے وہاں جاؤں گی، تو وہ لوگ مجھے فوراً پہچان جائیں گے اور نہ مجھے اس بات کا الہام ہو سکتا ہے عالیہ آپی کہاں ہے؟"

"تو تم کچھ اور سوچو۔کچھ بھی کرو بس عالیہ کو باہر نکالو۔"

"اچھا میں زید سے کوئی۔۔۔"عزاہ نے فوراً جائی یانہ کی بات کاٹی۔

"خبردار جو تم نے زید کے سامنے کوئی ذکر بھی کیا۔وہ یہ چاہتا ہی نہیں ہے تم آریان کے گھر جاؤ۔"

"وہ ایسا کیوں چاہے گا؟"جائی یانہ کو جانے کیوں برا لگا تھا۔زید کے بارے میں عزاہ بجو بہت منفی سوچتی تھیں۔

"وہ ایسا اس لیے چاہے گا کیونکہ اگر آریان کو پتہ چلا تم اس کے خلاف کچھ کرنے جا رہی ہو تو وہ تمہارے ساتھ ساتھ زید کو بھی نشانے میں لے سکتا ہے۔وہ اپنی جان بچانا چاہتا ہے۔"

جائی یانہ خاموش رہی۔عزاہ کی اس بات میں لاجک تھی مگر زید کے بارے میں وہ ایسا نہیں سوچ سکتی تھی۔

"وعدہ کرو تم زید کو اس بات کی بھنک بھی نہیں پڑنے دو گی!"

"لیکن۔۔۔"جائی یانہ بات مکمل نہ کر پائی۔

"لیکن ویکن کچھ نہیں۔ تمہیں وعدہ کرنا ہو گا ورنہ میں یہی سمجھوں گی تم عالیہ کی مدد کرنا ہی نہیں چاہتی ہو۔"

"میں آپی کو بچانا چاہتی ہوں۔" جائی یانہ نے لفظوں پر زور دیا۔

"اگر سچ کہہ رہی ہو تو وعدہ کرو۔" عزاہ کا لہجہ اکسانے والا تھا۔

"ٹھیک ہے۔ میں وعدہ کرتی ہوں۔ اب آپ خوش ہیں۔ ایک اچھا سا پلان خود بنا کر مجھے دے دینا۔ میرے پاس اتنا دماغ نہیں جو اس پر صرف کروں۔" یہ کہہ کر اس نے فوراً کال کاٹ دی۔

اس نے وعدہ کر تو لیا تھا مگر اب وہ زید سے یہ بات کیسے چھپائے گی۔ وہ اسی سوچ میں مگن تھی۔ پیچھے رکھا گلدستہ آہستہ آہستہ اپنی خوشبو پورے کمرے میں پھیلا رہا تھا۔

* *

دوپہر تک بارش ختم ہو چکی تھی لیکن بادل ابھی بھی تھے۔ ان ہی بادلوں کی اوٹ میں سورج چھپا ہوا تھا۔ جیسے ہی بادل کا ایک ٹکڑا سورج کے آگے سے ہٹا۔ نرم گرم دھوپ کی کرن آسمان کو چیرتی ہوئی زمین پر پہنچی۔ اگر کوئی آسماں کی جانب دیکھتا تو یوں محسوس ہوتا جیسے آسمان اسے کوئی پیغام دینا چاہتا ہو۔

وہ بادل نا امیدی کے سایے معلوم ہوتے تھے اور سورج کی اجلی کرن، امید کا جلتا نیا دیا تھا۔ یہ کرن مسز جہانگیر کے گھر تک بھی پہنچ رہی تھی۔ بھلے یہ کرن اس گھر کے اندر رہنے والے قیدی تک نہیں پہنچ پا رہی تھی مگر، اس قیدی کے دل میں اس کرن جیسی امید پیدا ہو گئی تھی۔

کمرے کی قیدی اپنے کمرے کا جائزہ لے رہی تھی۔ وہ دیکھ رہی تھی کہ کیا باہر جانے کا کوئی راستہ، کوئی روشن دان یا کوئی چھوٹا سا سوراخ بھی ہے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

حالانکہ یہ کام وہ جب اس کمرے میں قید ہوئی تھی، تب کر چکی تھی مگر اب اس کا دل پہلے جیسا نا امید نہیں تھا۔ اس کے پاس ایک وجہ پیدا ہو گئی تھی۔ وہ باہر جانا چاہتی تھی۔ اس لیے نہیں کیونکہ وہ قید میں تھی بلکہ اس لیے کیونکہ اسے اپنے گھر والوں کو بچانا تھا۔ انہیں ساری حقیقت کھل کر بتانی تھی۔

اس نے پورا کمرہ چھانا تھا۔ توقع کے مطابق کوئی راستہ نہیں نکلا تھا مگر اس کا حوصلہ پست ہونے کی بجائے مزید بڑھ گیا تھا۔ اس نے اب دروازے کو دیکھا۔ اس کے دماغ میں بہت سے تانے بانے جڑ رہے تھے۔ وہ ایک پل کے لیے کچھ سوچتی رہی۔ پھر وہ دروازے کے پاس گئی۔ اس نے دروازے سے کان لگایا۔ دوسری طرف بالکل سناٹا تھا۔ اس نے گردن نفی میں ہلائی اور واپس بیڈ پر بیٹھ گئی۔ وہ بے چینی سے پاؤں جھلانے لگ گئی۔

کچھ تھا جو وہ اب سوچ چکی تھی۔

* *

آسمان بالکل صاف ہو گیا تھا۔جائی یانہ کھلے آسمان کو اپنے کمرے کی کھڑکی سے دیکھ رہی تھی۔یہ اس کی سب سے بورنگ ترین سالگرہ تھی۔کسی نے اسے مبارک باد نہیں دی اور نہ ہی کوئی کیک کٹا۔بس ایک تحفہ ملا تھا۔دینے والے کا نام ابھی تک پتہ نہیں چلا تھا مگر جائی یانہ نے اندازہ لگالیا یہ تحفہ یقیناً زید نے دیا ہو گا۔اسے زید پر غصہ آرہا تھا۔کیا تھا اگر وہ گفٹ خود اسے دیتا تو کتنا خوش ہوتی؟ایسے چھپ کر تحفہ دینے کا کیا مقصد تھا؟

وہ یونہی بیٹھی ہوئی تھی جب کمرے کا دروازہ بجا اور کوئی اسے بتا کر گیا اس کا شوہر اس سے ملنے آیا ہے۔یہ خبر سنتے ہی جائی یانہ کا غصہ جھاگ کی طرح بیٹھ گیا۔شکوے ایسے بھاگے جیسے کبھی ان کا اس کے دل میں بسیرا ہی نہ کیا ہو۔

وہ بھاگتی ہوئی نچلی منزل میں پہنچی۔وہ جیسے ہی ملاقاتی کمرے کے اندر داخل ہوئی اسے زید دکھائی دیا۔اس کے ہاتھ میں لال پھولوں کا گلدستہ تھا جبکہ دوسرے ہاتھ میں بیکری کا تھیلے میں لپٹا ایک ڈبہ۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

گلدستہ دیکھ کر اسے کچھ ہوا۔ زید نے صبح بھی اسے گلدستہ بھیجا اور شام کو بھی۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے مگر پھر خیال آیا اسے پھول اور کون دے سکتا ہے؟

جائی یانہ جیسے ہی اس کے قریب آئی۔ اس نے فوراً گلدستہ اس کے آگے کیا۔

"سالگرہ مبارک جائی یانہ!" اس نے پر جوش انداز میں کہا۔

جائی یانہ نے سر کو خم دیا۔ پھر اس کے ہاتھ سے گلدستہ لے لیا۔

"صبح مل کر کیوں نہیں گئے؟" جائی یانہ نے پوچھا۔

"صبح کام ہی اتنا تھا۔" اس نے سر کھجاتے ہوئے اعتراف کیا۔

"کاموں میں، میں تمہیں یاد نہیں رہی؟ ایک میسج کر کے ہی بندہ بر تھڈے وش کر سکتا ہے۔" جائی یانہ نے شکوہ کیا۔

"کر تو دیتا مگر پھر آپ کے چہرے پر آئے یہ تاثرات نہیں دیکھ پاتا۔"زید نے مسکراتے ہوئے اس کا دھیان اس کے تاثر پر دلایا۔جائی یانہ کو فوراً محسوس ہوا کہ وہ کافی کھل کر مسکرا رہی تھی۔اس نے مسکراہٹ کو بمشکل سمیٹا۔

"ایسی کوئی بات نہیں ہے۔میں تو بس۔۔۔۔"جائی یانہ نے بات ادھوری چھوڑ دی۔اس کے پاس بات پورا کرنے کو الفاظ ہی نہیں تھے۔

"اچھا یہ کیک بھی لایا ہوں میں!"

"واقعی!"جائی یانہ خوشی سے اچھل پڑی۔

"ہاں!چلے کسی سے چھڑی منگوائے۔ہم لوگ کھاتے ہیں۔"زید شاپر سے کیک کا ڈبہ نکالنے لگا۔جائی یانہ نے ہاتھ اٹھا کر اسے فوراً منع کیا۔

"نہیں نہیں!یہاں نہیں کھاتے!"

"کیوں؟"زید کے ابرو اوپر کو اٹھیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"یہاں کھائیں گے تو یہ ندیدی عورتیں بھی آجائیں گی۔ایک بر تھڈے وش تو کیا نہیں اور کیک دیکھ کر منہ میں رال ٹپکاتی آجائیں گی۔"اس نے بات کے اختتام پر پیچھے دیکھا۔ایسے جیسے شک تھا کوئی ابھی آئے گا اور کیک ان سے پکڑ کر لے جائے گا۔

"تو پھر کدھر کھانا ہے اسے؟"زید نے ڈبہ تھوڑا اوپر کیا۔

"باہر کہیں پارک میں کھاتے ہیں۔"

"اچھا!"

وہ دونوں فوراً باہر چلے گئے۔

* *

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

سورج ڈھل چکا تھا۔ وہ دونوں درخت کی اوٹ میں ایک دوسرے کے آمنے سامنے بیٹھے تھے۔ وہ دونوں جس طرف بیٹھے تھے وہاں سے بمشکل ہی کوئی انہیں دیکھ سکتا تھا۔ ان دونوں کے ہاتھ میں پلاسٹک کی چمچ تھی۔ وہ دونوں پائن ایپل کیک کو کھانے میں مگن تھے جو اب ختم ہونے کے بالکل قریب تھا۔

"بس!" جائیانہ نے ہاتھ کھڑا کر دیا۔ "میرا پیٹ تو بھر چکا ہے۔ اب مزید نہیں کھایا جائے گا۔ ایسا کرو باقی کا تم کھالو۔"

وہ گھاس پر پھیرنے لگی جو خشک تھی۔ بارش ہونے کے بعد پارک کا بس یہ حصہ خشک تھا باقی ساری گھاس گیلی تھی۔

"تین چار نوالے چھوڑ کر بڑا احسان کیا آپ نے۔" زید نے خاصے جلے کٹے انداز میں کہا۔

"تو میں نے اکیلے کھایا ہے؟ تم بھی تو کھا رہے تھے۔" اس نے بھی تنک کر کہا۔

"میں نے تو بس ایک دو چمچ کھائے ہیں۔ باقی تو بس آپ کو کھاتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کیوں کھاتے ہوئے پیاری لگ رہی تھی؟"جائی یانہ نے ایک ادا سے ہاتھ جھلایا۔

"نہیں سو برسوں کی بھوکی لگ رہی تھیں۔ آپ کو اس طرح کھاتا دیکھ کر مجھے کچھ ہونے لگ گیا تھا۔ میرے حلق سے نوالے ہی نہیں اتر رہے تھے۔"زید نے کیک کی کریم سے بھری چمچ منہ میں ڈالی۔

"خود اس طرح کھا رہے تھے اور نام مجھ پر لگا رہے ہو۔"جائی یانہ نے منہ دوسری طرف کیا۔

"آپ خود بھی جانتی ہیں، میں سچ کہہ رہا ہوں۔"زید کے چہرے پر تیکھی مسکراہٹ تھی۔

"زید تم خاموش ہو جاؤ ورنہ صبح تم نے جو کتاب بھیجی تھی، وہی تمہارے منہ پر ماروں گی۔"

جائی یانہ نے غصے تلملا کر کہا جبکہ زید کے تاثرات یکدم بدل گئے۔

"کونسی کتاب؟"زید کا سوال سن کر جائی یانہ سیدھی ہوئی اور اس کے چہرے کو دیکھا۔ ایک پل کے لیے لگا وہ مذاق کر رہا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"وہی کتاب جو تم نے بھیجی تھی۔"

"میں نے کوئی کتاب نہیں بھیجی۔"

"زید تم مذاق کر رہے ہو ناں؟" گڑبڑ کا جو بیج کچھ دیر پہلے نکلا تھا اب وہ دل میں تناور درخت بن گیا تھا۔

"جائی یانہ آپ کونسی کتاب کی بات کر رہی ہیں؟" جائی یانہ کو محسوس ہوا زید کا لہجہ سخت ہو رہا تھا۔

اوہ میرے خدایا یہ مذاق نہیں تھا۔

"تو وہ کتاب اور گلدستہ صبح تم نے نہیں بھجوائے تھے۔" زید کے چہرے پر تیور چڑھتے دیکھ کر جائی یانہ کا چہرہ لٹھے کی مانند سفید پونے لگ گیا۔ اسے ایک پل کے لیے زید میں اپنے باپ کی جھلک دکھائی دے رہی تھی۔ وہ بھی تو اس کی ماں کو یونہی غصے سے دیکھتے تھے۔

"وہ کتاب اور گلدستہ مجھے چاہیے جائی یانہ!" زید کھڑا ہو گیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"زید بات کیا ہے تم۔۔۔"

"آپ خاموشی سے چل رہی ہے یا میں آپ کے ہاسٹل کے کمرے میں جا کر اس گند کو خود نکالوں۔"زید نے تیز لہجے میں اس کی بات کاٹی۔

جائی یانہ فوراً سے اٹھ کھڑی ہوئی۔زید نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔زید کی گرفت ہلکی تھی مگر پھر بھی اسے خوف آرہا تھا۔زید کے تاثرات خوف کھائے جانے کے قابل تھے۔

کچھ لمحات بعد اگر دیکھتے تو زید اسی ملاقاتی کمرے کے چکر کاٹ رہا تھا۔کچھ دیر بعد جائی یانہ کمرے میں آتی دکھائی دی۔

"یہ ہے!"اس نے جیسے ہی کتاب زید کے سامنے کی اس نے فوراً پکڑ لی۔جائی یانہ کو ایک پل کے لیے لگا جیسے زید اس کتاب کو پھاڑ دے گا۔

"وہ پھول کہاں ہے؟"زید نے سرد لہجے میں پوچھا۔

"اوپر پڑے ہیں۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"انہیں بھی لے کر آئیں۔" زید نے حکم دیا۔ جائی یانہ اس زید سے پہلی دفعہ مل رہی تھی۔

جائی یانہ تھوڑی سی ہچکچائی۔

اسے یوں کھڑا دیکھ کر وہ ضبط سے بولا۔

"جائی یانہ! پلیز وہ پھول لے آئیں۔ میرا صبر مت آزمائیں میں کچھ کر بیٹھوں گا۔"

جائی یانہ مڑی اور مرے مرے قدموں سے کمرے سے باہر نکل گئی جب وہ واپس کمرے میں آئی تو اس کے ہاتھ میں سفید پھولوں کا گلدستہ تھا۔ جائی یانہ نے گلدستہ اس کے سامنے کیا۔ زید نے وہ گلدستہ تھام لیا۔

اس نے دیکھا سفید پھولوں پر ایک کارڈ لگا ہوا تھا۔ اس نے اس چھوٹے سے کارڈ کو جیسے ہی کھولا اسے سمجھ آ گئی جائی یانہ کیوں جھجھک رہی تھی۔

اس میں اظہارِ محبت لکھا ہوا تھا۔ زید نے ایک نظر جائی یانہ کو دیکھا جو اس سے نگاہیں نہیں ملا پا رہی تھی۔ پھر وہ تیزی سے باہر نکل گیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

جائی یانہ نے چہرہ اٹھا کر اسے جاتے دیکھا۔ وہ جا رہا تھا اور وہ اسے روک نہیں سکتی تھی۔ وہ جانتی تھی اس وقت وہ غصہ میں تھا۔ اس نے تو سب سے پہلے کتاب کا ہی نام لیا تھا۔

گلدستے کا ذکر تو بہت دیر بعد میں آیا تھا۔ وہ اسی لیے ان پھولوں کو لاتے ہوئے گھبرا رہی تھی۔ وہ جانتی تھی اگر زید کی نظر اس کارڈ پر گئی تو وہ بہت غصہ ہو گا۔

اس کے ذہن میں بہت سے سوال تھے لیکن وہ ابھی کچھ پوچھ نہیں سکتی تھی۔ زید ابھی غصے میں تھا۔ غصے میں وہ ابھی کچھ بھی کر سکتا تھا۔ ایک بات جو تسلی بخش تھی وہ یہ تھی زید اگر غصے میں تھا بھی تو پھول بھیجنے والے پر تھا، جائی یانہ پر نہیں اور نہ ہی زید کے چہرے اور آنکھوں میں جائی یانہ کے لیے شک تھا۔

وہ اس بات پر کچھ حد تک مطمئن ہو گئی تھی مگر زید جیسے غصے میں باہر نکلا تھا، اسے یقین تھا وہ کوئی بہت بڑا جھگڑا کرنے والا تھا۔

اسے یہی سوچ سوچ کر پریشانی ہو رہی تھی۔

Clubb of Quality Content

****

عزاہ اپنے کمرے میں بیٹھی ہوئی تھی۔رات کا کھانا ان کے گھر میں کھالیا گیا تھا۔شایان اب باہر اپنے کسی دوست کے ساتھ گیا تھا۔

عزاہ تنہا کمرے میں بیٹھی ہوئی تھی۔یونہی بیٹھے بیٹھے اسے خیال آیا کیوں نا وہ جائی یانہ کو کال کرلے۔

یہی سوچ کر وہ اٹھی اور پہلے اپنے کمرے کے دروازے کو اچھے سے بند کیا، پھر الماری کے پاس جا کر اپنا فون نکالا۔

جائی یانہ کا نمبر ملا کر اس نے فون اٹھالیا۔تین چار بار کال کی مگر دوسری طرف سے کال نہیں اٹھائی گئی۔عزاہ اب کچھ پریشان ہو گئی۔پانچویں مرتبہ جب اس نے کال ملائی تو جائی یانہ نے اٹھالی۔

"جی بجو!"

"کہاں تھی تم؟"عزاہ نے پوچھا۔اس نے اپنی پریشانی چھپالی تھی۔

"کمرے میں ہی تھی۔"دوسری طرف سے بہت آرام سے جواب دیا گیا۔یہ لہجہ عزاہ کو برا لگا۔

"اگر کمرے میں تھی تو کال کیوں نہیں اٹھا رہی تھی؟"اس بار عزاہ نے قدرے رعب سے پوچھا تھا۔

"بس میرا موبائل کی طرف دھیان نہیں تھا۔"جائی یانہ کی آواز تھکی ہوئی محسوس ہو رہی تھی لیکن عزاہ کو یہ سب بہانے بازی لگ رہی تھی۔

"بہانے بنانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے جائی یانہ!صاف صاف بولو تمہیں مجھ سے بات ہی نہیں کرنی تھی۔تم۔۔۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"بجو! میں ابھی اچھی خاصی پریشان ہوں۔ آپ سے تو کیا مجھے کسی سے بھی بات نہیں کرنی اور اگر آپ نے عالیہ آپی کے سلسلے میں کوئی بات کرنی ہے، تو میں کل تک کوئی حل نکال دوں گی۔ اللہ حافظ!"

اس نے کال کاٹ دی جبکہ عزاہ کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا تھا۔ یہ کیا ہوا؟ اس کی چھوٹی بہن نے اس کے منہ پر موبائل بند کیا۔

"بد تمیز!" عزاہ نے موبائل زور سے الماری میں پھینکا لیکن کپڑے موجود ہونے کی وجہ سے موبائل کو کوئی نقصان نہیں پہنچا۔

"مجھے اس سے بات ہی نہیں کرنی چاہیے تھی۔ اگر عالیہ کو نکالنا نہ ہوتا، تو اس سے بات تو کیا اس کی شکل بھی نہیں دیکھتی!"

تنفر سے کہتے ہوئے عزاہ نے الماری کے پٹ زور سے بند کر دیے اور باہر چلی گئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

****

زید رکشے میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے ساتھ والی سیٹ پر گلدستہ اور کتاب رکھی ہوئی تھی۔ اس کی آنکھیں خلا میں سفر کر رہی تھیں۔ اگر ہم بھی ان میں جھانکیں تو ان میں کچھ منظر بن رہے تھے۔ کیا تم وہ مناظر دیکھنا چاہو گے؟

(کیا تمہیں یاد ہے عائشہ اور زید کی ملاقات سے پہلے زید ایک ریستوران سے باہر نکلا تھا۔ ہم اس وقت میں چلتے ہیں جب زید اس ریستوران کے اندر داخل ہوا تھا۔ اس ریستوران میں کافی بھیڑ تھی۔ لوگ اپنے خاندان اور دوستوں کے ساتھ لطف اندوز ہو رہے تھے۔ ایسے میں زید جیسے ہی بیرونی دروازے سے اندر داخل ہوا، وہ گردن گھما کر اپنے میزبان کو ڈھونڈنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اسے دور میز پر بیٹھا دکھائی دیا۔ زید میانہ رفتار اپنائے اس کے پاس پہنچ گیا۔

"مجھے کیوں بلایا ہے؟"

زید کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا۔ لہجہ خاصا احسان کرنے والا تھا۔ سامنے بیٹھا شخص خاموشی سے اسے دیکھتا رہا جیسے وہ اسے پڑھ رہا ہو۔

زید کچھ چڑ گیا۔

"اگر تمہیں کوئی ضروری بات کرنی ہے، تو کرو۔ مجھے اور بھی کام ہے۔ تمہاری طرح باپ کا چھوڑا ہوا حرام مال نہیں ہے۔" دوسری طرف خاموشی کے ایک دو پل بڑھائے گئے۔ پھر خاموشی ٹوٹی۔

"میں تم سے جو بات کروں گا مجھے یقین ہے وہ تمہیں بہت پسند آئے گی، کیونکہ اس میں تمہارا فائدہ ہی فائدہ ہے۔" آخر کار سامنے والے نے کچھ کہہ دیا تھا۔ زید الجھن سے اسے دیکھنے لگا۔

"تم کس فائدے کی بات کر رہے ہو؟" زید کا انداز اب محتاط اور سنجیدہ ہو گیا تھا۔

سامنے والے کے چہرے پر مسکراہٹ سج گئی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میں اس شے کی بات کر رہا ہوں جو تمہاری سوچ سے بھی زیادہ میرے لیے انمول ہے۔"

سامنے والا کچھ زیادہ ہی بات کو گھما رہا تھا۔

"تم کس چیز کے بارے میں بات کر رہے ہو؟ کھل کر بتاؤ۔"

"میں جائی یا نہ کی بات کر رہا ہوں۔"

سامنے والے کے منہ سے یہ نام سنتے ہی زید کا پارہ ہائی ہو گیا۔

"اپنی بکواس بند رکھو۔ میری بیوی کا نام بھی کیسے لیا تم نے!" زید نے بھڑک کر کہا مگر سامنے والے نے کوئی اثر نہیں لیا تھا۔

"وہ تمہاری بیوی ہے یا نہیں، مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ مجھے فرق صرف ایک بات سے پڑتا ہے زید اور جانتے ہو کیا ہے؟"

وہ آدمی میز کی جانب جھکا تھا۔

Clubb of Quality Content

"مجھے فرق اس بات سے پڑتا ہے کہ وہ مجھے پسند آ گئی ہے۔ شروع دن سے ہی پسند ہے۔ تم جانتے ہو یہ شادی جو ہوئی ہے، یہ ساری ہماری بچھائی ایک چال تھی۔"

زید کے چہرہ پہلے پیلا پڑا، پھر اس کے چہرے پر سرخی دوڑنے لگی۔ اس سے ضبط نہیں ہو رہا تھا۔

"تم چاہے غصہ کرو یا ناراض، تمہاری بیوی کو آنا تو میرے پاس ہی ہے۔ میں نے اس کی شادی مصلحتاً تمہارے ساتھ کروائی تھی۔ یہ شادی اس لیے نہیں ہوئی تھی کہ تم اسے اپنی جاگیر سمجھ لو۔ جائی یا نہ اشفاق صرف اور صرف میری ہے۔" زید فوراً سے کھڑا ہوا اور اس کا گریبان پکڑ لیا۔

"خبردار جو میری بیوی کا نام بھی لیا تم نے! میں بتا رہا ہوں تمہارے ساتھ بہت برا سلوک کروں گا۔"

اس کے تاثرات ہنوز پرسکون تھے۔

"میری ڈیل تو سن لو؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"لعنت بھیجتا ہوں تمہاری ڈیل پر!"

یہ کہہ کر اس نے گریبان چھوڑا اور باہر کی جانب بڑھ گیا۔ پیچھے بیٹھا شخص دور تک اسے جاتا دیکھتا رہا۔)

ٹائر گڈھے سے جیسے ہی ٹکرایا، وہ ہوش میں آیا۔ اس نے اپنا دھیان ماضی میں بھٹکنے سے باز رکھا۔

رکشے کی رفتار زید کو بہت کم لگ رہی تھی۔ وہ چاہتا تھا وہ جلد از جلد اپنی منزل پر پہنچ جائے لیکن فاصلہ تھا کہ سمٹنے کی بجائے مزید بڑھتا جا رہا تھا۔

بہت دیر بعد وہ عمارت اسے دکھائی دی جس کو وہ کب سے ناچاہتے ہوئے دیکھنا چاہتا تھا۔ وہ اس پتے پر پہنچ گیا جہاں اسے پہنچنا تھا۔ وہ ایک فارما کیوٹیکل کمپنی کے سامنے کھڑا تھا۔ اس نے رکشے والے کو پیسے دیے اور قدم اندر کی جانب بڑھائے۔

آفس کے باہر سے بھی محسوس ہوتا تھا کہ اندر نیم اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ چھٹی کا دن ہونے کی وجہ سے اس وقت وہاں کوئی نہیں تھا مگر اس کے ٹیکسٹ میسج میں صبح اسے یہی ملنے کا کہا گیا تھا۔

وہ آرام سے چوکیدار کے پاس سے گزرا۔ چوکیدار نے اسے اندر جاتے دیکھ لیا تھا مگر وہ ویسے ہی کھڑا رہا۔ اس نے زید کے اندر جانے کو نظر انداز کیا۔ شاید اسے یہی حکم ملا تھا۔

وہ نچلی منزل میں داخل ہو گیا اور پھر ادھر ادھر نظریں دوڑائیں۔ اس کی نظر لفٹ پر گئی۔ اس نے اسی طرف اپنا رخ موڑا۔ لفٹ کے دروازے کے سامنے کھڑے ہو کر اس نے بٹن دبایا تو لفٹ کا دروازہ کھل گیا۔ زید لفٹ کے اندر داخل ہو گیا اور کچھ بٹن دبا کر پیچھے کھڑا ہو گیا۔ دروازہ بند ہو گیا اور لفٹ اوپر کی جانب سفر کرنے لگ گئی۔

ہر گزرتا پل زید کے اعصاب پر حاوی گزر رہا تھا۔ اس وقت اس کے دل میں ایک بچکانہ خواہش جاگی کہ کاش وہ پلک جھپکتا اور اس کے سامنے اس کا مطلوبہ شخص ہوتا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

لفٹ جیسے ہی مطلوبہ منزل پر پہنچی،اس نے اپنے دروازے کھول دیے۔وہ لفٹ سے باہر نکلا۔راہداری میں

چلنے لگ گیا۔چلتے چلتے اس نے اپنا پورا وجود موڑا۔دو تین منٹ اس کے سامنے کھڑا رہنے کے بعد وہ اندر داخل ہو گیا۔

****

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اس کمرے کو اگر غور سے دیکھو تو اندھیرا ہی اندھیرا چھایا ہوا تھا۔بس کمرے کے درمیان میں ایک بلب لٹکا ہوا تھا جس کے عین نیچے میز اور راکنگ چیئر رکھی ہوئی تھی۔کوئی راکنگ چیئر پر اس کی جانب پشت کیے بیٹھا تھا۔

"تمہاری ہمت کیسے ہوئی میری بیوی کو یہ سامان بھجوانے کی؟"زید نے چیخ کر پوچھا۔

کرسی پر حرکت ہوئی مگر وہ مڑی نہیں۔

زید قدم قدم چلتا عین میز کے پاس چلا گیا اور ہاتھ میں موجود گلدستہ اور کتاب پٹک کر میز پر ماری۔

"میری بات کا جواب دینا پسند کرو گے؟ تم نے میری بیوی کو یہ پھول دینے کا سوچا بھی کیسے؟"

"تمہاری بات کا میں کیا جواب دوں زید؟ اس دن ریستوران میں شاید ہم نے بات کر لی تھی۔" کرسی کی دوسری طرف سے جواب دیا گیا تھا۔

زید نے اپنی مٹھی سختی سے بھینچی۔

"میں تمہیں بتا رہا ہوں۔۔۔ میری بیوی کے پاس اب تمہارا سایہ بھی نہیں پڑنا چاہیے ورنہ میں۔۔۔"

اس آدمی نے زید کی بات کاٹ دی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ورنہ کیا؟"وہ آدمی مڑا۔اس کا آدھا چہرہ ابھی بھی تاریکی میں تھا۔زید نے دونوں ہاتھ میز پر رکھے اور اس کی طرف جھک گیا۔

"ورنہ میں تمہاری لاش کا عبرت ناک انجام کروں گا۔بات سمجھ آئی تمہیں؟"

آدمی کے تاثر پہلے تو بے تاثر ہی رہے مگر پھر وہ ہنس پڑا۔"تمہاری یہی غلط فہمی تو نہیں جاتی۔تم اسے اپنا سمجھ بیٹھے ہو حالانکہ میں نے تمہیں وہ بس کچھ دن کی نگرانی کے لیے دی تھی۔وہ نکاح جو اس دن ہوا تھا،وہ میرے پلان تھا یار!تم کیوں خود کو ان سب میں پھنسا رہے ہو۔میں تمہیں اس سب سے نکالنے کو تیار ہوں۔میری بات کو ٹھنڈے دماغ سے سوچو!"

اس کی بات سن کر زید خاموشی سے اسے گھورتا رہا۔آریان کو لگا وہ زید کو راضی کرنے میں کامیاب ہو گیا ہے۔۔

"جائی یا نہ بس ایک عورت ہے۔ایسی تو ہزاروں تمہیں مل جائیں گی لیکن پیسہ!اگر تم میری بات نہیں مانو گے تو جانے وہ تمہیں کب ملیے اور ملتا بھی ہے یا نہیں؟ابھی جائی یا نہ

تمہارے ساتھ رہتی نہیں ہے مگر دیکھو تمہارے خرچے کس قدر بڑھ گئے ہیں۔ کیا مجھے نہیں پتہ اس کے لیے چیزیں خریدتے ہوئے تم اپنی ضروریات کو کتنا نظر انداز کرتے ہو۔ تم نے اپنی بائیک تک بیچ ڈالی ہے۔" تھوڑی دیر کے لیے رک کر دوبارہ بولا۔ "اگر تم میری بات پر غور کرو گے تو عیش میں رہو گے۔ ویسے بھی عورت کی سب سے بڑی کمزوری آسائش ہوتی ہے۔ جائی یا نہ ایک اچھے کھاتے پیتے گھرانے کی بیٹی ہے۔ وہ تم جیسے غریب انسان کے ساتھ مجبوراً رہ رہی ہے۔ کبھی سوچا ہے اگر اس کے پاس تم سے کوئی بہتر آپشن آیا تو وہ کیا کرے گی؟ مجھے یقین ہے وہ سمجھدار لڑکی تمہیں چھوڑ کر اپنی زندگی بنائے گی۔"

زید ابھی تک میز پر جھکا ہوا تھا۔ اس نے سر نیچے کر کے گہری سانس خارج کی۔ پھر اس نے اس آدمی کی جانب دوبارہ دیکھا۔

"تم کتنے پیسے دو گے مجھے؟" اس کی آواز میں اب سکون تھا۔

"جتنے تم چاہو۔" اس کے چہرے پر مسکراہٹ سج گئی تھی جیسے بزنس ڈیل فائنل ہوتے ہوئے ہر بزنس مین کے چہرے پر سجتی ہے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تم مجھے بتاؤ تم مجھے کتنا پیسہ دے سکتے ہو؟"

زید کا سوال سن کر وہ سوچ میں پڑ گیا۔

"دس کروڑ۔۔۔ میں تمہیں دس کڑور دے سکتا ہوں بلکہ اگر تم چاہو تو میں تمہیں بیس کروڑ دینے تک کو تیار ہوں۔ بس جائی یانہ کو طلاق دو اور اپنا کردار اس کہانی میں مکمل کر کے چلے جاؤ۔"

ایک پل کے لیے کمرے میں گہری خاموشی چھائی۔

"چچ چچ!" زید نے تاسف سے کہا۔ آریان نے اچھنبے سے اسے دیکھا۔ "بس تم اتنی ہی قیمت لگا سکے یار۔ مجھے یہ امید نہیں تھی۔ تم اس عورت کی میرے سامنے بیس کروڑ قیمت لگا رہے ہو جس کی ہر چیز مجھے انمول لگتی ہے۔"

زید نے میز پر سے ہاتھ اٹھائے اور آہستہ آہستہ چلنے لگا۔

"اس کی مسکراہٹ انمول ہے،اس کی زبان سے ادا ہوتا ہر ایک لفظ حفظ کرنے کو دل چاہتا ہے،اس کی ہر ادا قیامت ڈھاتی ہے،اس کے قہقہے پر دنیا رکتی ہے،اس کی آنکھوں میں دنیا بستی ہے،اس کے چہرے کا ہر تاثر ایک فلم جیسا لگتا ہے،اس کے آنسو دل ڈوبا دیتے ہیں۔ اس کے پاس اتنا سب کچھ ہے کہ یہاں میں اگر گنتی کرنے بیٹھوں، تو گنتی ختم ہو جائے گی۔"زید یہ سب بتاتے ہوئے اپنی انگلی کے پوروں پر یہ سب گن بھی رہا تھا۔وہ آہستہ آہستہ نامحسوس انداز میں کرسی کی پچھلی جانب جا رہا تھا۔

"تم نے کہا کہ تمہاری ڈیل فائدے کی ہے مگر مجھے تو یہ گھاٹے کی ڈیل بھی نہیں لگتی۔ تمہارے بیس کروڑ تو اس کی ایک مسکراہٹ کے برابر نہیں۔۔۔۔اگر میں تمہاری جگہ ہوتا تو دنیا جہاں کا خزانہ بھی اس کے لیے لٹا دیتا۔"

زید اب کرسی کے پیچھے پہنچ گیا تھا۔اس نے کرسی گھمائی اور اس کو اپنی جانب کیا۔وہ قدرے جھکا اور اس کی آنکھوں میں دیکھا۔

"آئندہ کے بعد سودا بازی کرنے سے پہلے جان لینا تمہارے پاس پڑے ہوئے یہ دو تین ارب میری جائی یانہ کے آگے کچھ نہیں ہے۔ خدا حافظ!"

زید نے کرسی کو جھٹکا دیا اور اس کو وہی چھوڑ کر جانے لگا۔ وہ کمرے سے نکل پاتا اس سے پہلے ہی آریان کی آواز نے اسے روکا۔

"وہ اگر میرے پاس نہیں رہی، تو تمہارے پاس بھی نہیں رہے گی۔ عورت ہمیشہ آسائش کے لیے خود کو بیچ ڈالتی ہے۔" لہجے میں بلا کا غرور تھا۔

"میری جائی یانہ ایسا کبھی نہیں کرے گی۔" لہجے میں بلا کا اعتماد تھا۔ اس کے بعد زید کمرے سے باہر نکل گیا۔

کرسی پر بیٹھا شخص کچھ دیر تک بند دروازے کو تکتا رہا۔ پھر اس نے اپنی پینٹ کی جیب سے موبائل نکالا۔ اس پر کال پہلے سے جاری تھی۔

"امی جان! دیکھ لیا آپ نے زید اپنی بیوی سے کس قدر محبت کرتا ہے۔ میں تو پہلے ہی کہہ رہا تھا یہ سب کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔"

دوسری طرف سے آواز ابھری۔

"تم بہت جلد بازی کر رہے ہو۔ زید بھلے جائی یانہ سے بہت محبت کرتا ہے مگر تم یہ کیوں بھول رہے ہو ایک عاشق ہونے سے پہلے وہ ایک مرد ہے اور مرد کے دل میں ہلکا سا شک، اس کی ازدواجی زندگی کو برباد کر دیتا ہے۔"

"مجھے تو یہ ناممکن لگ رہا ہے۔" اس کے چہرے میں صاف برہمی تھی۔

"میں تم سے زیادہ مردوں کی نفسیات کو سمجھتی ہوں۔ مجھے پورا یقین ہے جو کچھ ہم لوگ کر رہے ہیں، وہ یقیناً زید اور جائی یانہ کو ایک دوسرے سے الگ کروادے گا۔۔"

کمرے میں سازش کی بو پھیل چکی تھی۔

* *

وقت کو ایک بار پھر پیچھے گھماؤ تو تمہیں چلتے رکشے میں کالی چادر والی لڑکی گھنگھرالے بالوں والے لڑکے پر برستی ہوئی دکھائی دے گی۔

"تم نے جائی یانہ سے جھوٹ کیوں بولا؟ میں نے تو تمہیں نہیں بتایا تھا ہم دونوں بازار گئے ہیں؟"

"اس وقت یہ بولنا ضروری تھا۔" زید نے آرام سے کہا۔ کچھ ایسا تھا جو نائلہ کو بری طرح کھٹکا تھا۔

"زید تم بہت مشکوک ہوتے جا رہے ہو۔ مجھے تو اب جائی یانہ کی فکر رہنے لگ گئی ہے۔ کہیں تم کسی الٹے سیدھے دھندے میں تو ملوث نہیں ہو گئے؟"

نائلہ کے لہجے میں بلا کی فکر تھی۔

"تمہیں جائی یانہ کے لیے فکر رہنی بھی چاہیے نائلہ!" وہ بہت آرام سے انگلی کی ناخن کی طرف نکلی ہوئی کھال کو کھینچتے ہوئے بولا۔ "تمہاری دوست واقعی میں بہت بری اسچویشن میں پھنس گئی ہے۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تم کیا کہہ رہے ہو زید؟ کھل کر بتاؤ۔" نائلہ اب واقعی میں پریشان ہو گئی تھی۔

زید نے ایک لمبی سانس اندر کو کھینچی۔

"جائی یا نہ خطرے میں ہے۔" نائلہ کی آنکھوں میں الجھن چمکی مگر زید کی بات مکمل نہیں ہوئی تھی۔ "لیکن ان کا خطرہ میں نہیں، آریان ہے۔"

"آریان؟ آریان کون؟"

اس نے پوچھا۔

"آریان جہانگیر!"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

* *

باب نمبر تیرا

اندھیرے کمرے کے بیڈ پر لیٹی اس وقت وہ ایک لاش معلوم ہوتی تھیں۔ چہرہ بے تاثر تھا مگر آنکھیں، وہ بے تاثر نہیں تھیں۔ ان آنکھوں میں جھانکو تو یہ تمہیں ایک دوسرے ہی منظر میں کھینچ کر لے جاتیں۔

(ہر طرف تو جیسے ہریالی کا راج معلوم ہوتا تھا۔ وہ دونوں میدان کے بیچ و بیچ بیٹھی تھیں۔ ارد گرد بہت سی سفید وردی میں ملبوس لڑکیاں ٹولیوں کی صورت میں بیٹھی تھیں مگر ان دونوں کی طرف کسی کا بھی دھیان نہیں تھا۔ وہ دونوں کسی بات پر قہقہہ لگا رہی تھیں۔ وجہ انہیں یاد نہیں تھی۔ بات بھی تو کافی پرانی تھی۔ قہقہہ لگانے کے بعد جب وہ دونوں سنبھلیں تو سیاہ آنکھوں والی لڑکی بات بدلتے ہوئے بولی۔

"ویسے یار میرا دل چاہتا ہے ہم دونوں کی جب شادیاں ہو تو ہم دونوں کے بچوں کے نام ملتے جلتے سے ہو۔"

"اور اگر ہمارے شوہروں کو اعتراض ہوا تو؟" انہوں نے ابرو اٹھا کر اپنی دوست سے پوچھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ہونے دو، ہمیں کیا؟ میں نے تو بس سوچ لیا ہے اگر میرا کبھی بیٹا ہوا ناں تو میں اس کا نام شایان رکھوں گی۔" اس کا فیصلہ حتمی تھا ایسے جیسے اگر اب آسمان زمین بھی ایک ہو جائے تو بھی وہ اپنا فیصلہ تبدیل نہیں کرے گی۔

"ویسے ہماری شادی میں تو ابھی بہت وقت ہے۔ سوچو اگر میں یہ بات بھول گئی اور اپنے بیٹے کا نام تمہارے بیٹے سے ملتے جلتے نام پر نہیں رکھا تو؟"

یہ سوال بے وجہ ہی ان کی زبان پر آیا تھا۔ سیاہ آنکھوں والی لڑکی نے پہلے تو کچھ سوچا، پھر ایک دم وہ مسکرا کر بولی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اچھا چلو پھر میں دعا کرتی ہوں اگر کبھی تم یہ بات بھول بھی جاؤ تو بھی تم اپنے بیٹے کا نام، میرے بیٹے کے نام سے ملتا جلتا ہی رکھو۔ چاہے یہ اتفاقاً ہی کیوں نا ہو۔"

"تم بھی کتنی عجیب ہو۔" انہیں اپنی دوست کی ایسی معصوم باتوں پر ہمیشہ پیار سا آتا تھا) منظر ڈوب گیا تھا۔ وقت گزر گیا تھا۔ حالات بدل گئے تھے۔ اب اگر کچھ رہ گیا تھا تو انسان اور ان کا ماضی تھا۔

"کاش تم یہ بھی دعا مانگ لیتی ہماری دوستی کے درمیان کوئی بھی نہ آتا۔ ہم دونوں صدا دوستیں رہتیں۔ کاش!"

وقت اور حالات بہت ظالم ہوتے ہیں۔ جس پر گزر جائے تو وہ پہلے جیسے نہیں رہتا۔ اب چاہے وہ لوگ ہو یا چیزیں ہو، رشتے ہو یا جذبات! کچھ بھی پہلے جیسا نہیں چھوٹتا۔

* *

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ ویران سڑک پر تنہا چل رہا تھا۔ سٹریٹ پولز نے سڑک کو اندھیر ہونے سے بچایا ہوا تھا۔ اسلام آباد میں رات کے وقت چہل پہل جلدی ختم ہو جایا کرتی تھی۔

گھنگھرالے بالوں والا لڑکا تنہا سڑک پر چلے جا رہا تھا۔ اس کے قدم بوجھل تھے مگر بوجھ بس قدموں میں ہی نہیں بلکہ دل پر بھی تھا جو رفتہ رفتہ بڑھتا جا رہا تھا۔ آریان کی باتوں پر اس

وقت اس نے دھیان نہیں دیا تھا مگر اب جب وہ باتوں کو سوچ رہا تھا تو اسے جانے کیوں وہ سچی لگ رہی تھیں۔

واقعی میں اس کے پاس تھا ہی کیا جو وہ جائی یانہ کو دے سکتا تھا؟ پیٹ کاٹ کاٹ کر تو وہ اپنا گزارا کر رہا تھا۔

آریان نے جب اس سے ریستوران میں ملاقات کی تھی اسی دن اس نے سوچ لیا تھا وہ دکان چھوڑ دے گا اور اپنا زیادہ سے زیادہ وقت جائی یانہ کے پاس رہنے میں گزارے گا۔ پیسے کمانے کے لیے اس نے آنلائن کام کا سہارا لیا تھا۔ اس نے اپنی بائیک بیچ کر، اس رقم کے کچھ حصے سے سیکنڈ ہینڈ لیپ ٹاپ لے لیا تھا۔

بائیک بکنے والی بات اس نے جائی یانہ سے چھپائی ہوئی تھی۔ ویسے تو جائی یانہ کو بتانے میں بھی کوئی مسئلہ نہیں تھا مگر پھر بھی وہ ہچکچا رہا تھا۔

چلتے چلتے اس نے موبائل پر دیکھا۔ رات کے دس بج رہے تھے۔ ساتھ ساتھ جائی یانہ کی مسڈ کالز کے نوٹیفکیشن بھی آسکرین پر تھے۔ آخری مسڈ کال اسے آدھا گھنٹے پہلے کی گئی تھی۔

زید نے ایک آسودہ سانس بھری۔ آج جائی یانہ کی سالگرہ تھی اور آج کا دن بھی اس نے خراب کر دیا۔ وہ صبح جائی یانہ کے پاس جانا چاہتا تھا مگر بارش کی وجہ سے اس نے اپنا پروگرام شام تک ملتوی کر دیا تھا۔ اسے صبح آریان کا میسج بھی آیا تھا۔

"میں آج اپنے آفس میں ہی ہوں گا۔ تمہیں اس لیے بتا رہا ہوں تاکہ تم بآسانی مجھے ڈھونڈ سکو۔ ساتھ ساتھ اپنی بیوی سے پوچھنا کتاب پڑھ کر اسے کیسا لگا؟ پھول مجھے بہت پسند ہے۔"

یہ میسج خاصا بے ربط تھا۔ اس وقت تو زید نے اس میسج کو بے معنی سمجھ کر نظر انداز کر دیا مگر جیسے ہی جائی یانہ کے منہ سے ایک کتاب کا ذکر سنا۔ اس کے ذہن میں فوراً یہ میسج آیا۔ جب بات آگے بڑھی اور جائی یانہ نے کتاب کے ساتھ ساتھ گلدستے کا بھی ذکر کیا، تو زید جان گیا کہ یہ کس نے بھیجے تھے۔

اس کا دل چاہا وہ آریان کے ہاتھ کاٹ ڈالے۔ اس کی ہمت کیسے ہوئی اس کی بیوی کو پھول بھیجنے کی!

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

حالانکہ وہ جانتا تھا اس سب میں جائی یانہ کا کوئی قصور نہیں ہے لیکن پھر بھی اس وقت اس نے کافی سخت لہجے میں بات کی تھی، جس پر وہ اب پشیمان تھا۔

اس کا ہاتھ بے ساختہ پینٹ کی جیب کے اندر گیا۔ اس نے ہاتھ بند مٹھی کی صورت میں باہر نکالا اور پھر کھولا۔

ایک آرٹیفیشل انگوٹھی اس کی ہتھیلی میں تھی۔ اس نے یہ جائی یانہ کو تحفے میں دینے کے لیے خریدی تھی۔ اس نے سوچا تھا وہ کیک کھانے کے بعد اسے پہنائے گا لیکن اس کی نوبت ہی نہیں آئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"وہ اگر میرے پاس نہیں رہی تو تمہارے پاس بھی نہیں رہے گی۔ عورت ہمیشہ آسائش کے لیے خود کو بیچ ڈالتی ہے"

آریان کی بات اس کی سماعتوں میں گونجی۔ اس نے اس انگوٹھی کو اب ایک نئی نظر سے دیکھا۔ کیا یہ انگوٹھی واقعی میں اس قابل تھی جو جائی یانہ جیسی لڑکی کو دی جا سکتی؟

دو ڈھائی سو کی یہ انگوٹھی تو وہ چلتے ہوئے ایک نظر میں رد کر دیتی ہو گی۔ اگر اس نے جائی یا نہ کو یہ دی تو وہ بس اپنا دل رکھنے لیے رکھ لے گی اور کبھی کبھار پہن بھی لے۔

اس کی خود ترسی عروج پر تھی، جب جائی یا نہ نے اسے کال کی۔ وہ چند پل تک موبائل کو تکتا رہا۔ پھر اس نے جانے کس خیال کے تحت کال اٹھالی۔

"زید!!" کال اٹھتے ساتھ ہی اس نے اس قدر بے چینی سے اس کا نام لیا کہ زید کو پل بھر کے لیے کچھ ہوا۔

وہ خاموش ہی رہا جبکہ دوسری طرف زید کو کچھ نہ بولتا پا کر وہ مزید گھبرا گئی۔

"زید! پلیز کچھ تو بولو۔ تم ٹھیک تو ہو؟ تم کہاں ہو؟ آخر ہوا کیا ہے؟" اس نے ایک ساتھ تین سوال داغے تھے۔

"میں ٹھیک ہوں۔" بلآخر وہ بول گیا۔ اس نے باقی دو سوالوں کا جواب نہیں دیا۔

"اچھا!" اس کی بے چینی کسی قدر کم تو ہوئی تھی۔ "تم پلیز ہاسٹل آجاؤ!"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میں۔۔۔"زید اس سے پہلے منع کرتا جائی یا نہ دوبارہ بولی۔

"پلیز زید میری خاطر!"اس کی اواز کی نمی اور لہجے کی التجا ایسی تھی کہ زید نے اپنے آپ کو بے بس سمجھا۔

"میں آرہا ہوں۔۔"اس نے یقین دہانی کروائی اور کال رکھ دی۔اس نے اپنے قدم اپنی منزل کی جانب کر لیے تھے۔بھلے زید جائی یا نہ کے لائق ہو یا نہ ہو مگر وہ جب جب اسے بلائے گی وہ بلا سوچے سمجھے اس کے پاس آئے گا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

* *

وہ اپنے کھڑکی کے پاس کھڑی سڑک کو دیکھ رہی تھی۔ جب سے اس نے بتایا تھا وہ آرہا ہے، تب سے وہ اس کھڑکی کے پاس لگ کر کھڑی تھی۔ اسے یقین تھا وہ آئے گا۔ وہ کبھی بھی اس کے بلانے پر ناں نہیں کرتا تھا۔

اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو ساڑھے دس بج رہے تھے۔ وہ آدھے گھنٹے سے کھڑی تھی مگر دل میں یہ یقین مزید پختہ ہوتا جا رہا تھا، وہ آئے گا۔

اسی پل اس نے ایک رکشہ رکتا دیکھا۔ اس کے قدم بے اختیار کھڑکی سے پیچھے ہوئے۔ وہ بھاگتی ہوئی کمرے سے باہر نکلی۔ اس نے رکشے پر سے اترتے ہوئے شخص کو نہیں دیکھا تھا۔ اسے دیکھنے کی ضرورت ہی نہیں تھی۔ اسے کسی طرح پتہ چل گیا تھا کہ کون آیا ہے۔

وہ سیڑھیاں پار کر کے نچلی منزل پہنچی تو گیٹ کی جانب بھاگی۔ اس کی توقع کے عین مطابق، وہ اسے اندر آتا دکھائی دیا۔ اس کے قدموں کی رفتار میں کوئی کمی نہیں آئی۔ وہ تیزی سے بھاگتی ہوئی اس کے پاس پہنچی۔ اس کے پاس پہنچ کر اس کے قدم رکے۔ ان دونوں نے ایک پل کے لیے ایک دوسرے کو دیکھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس کا چہرہ ستایا ہوا، آنکھیں سرخ اور جسم تھکا تھکا سا محسوس ہوتا تھا۔ وہ اس کے چہرے کو غور سے دیکھتی رہی جبکہ زید بس اس کی آنکھوں کو دیکھ سکا جو رونے کی وجہ سے سوج گئی تھیں۔

زید کے دل کو بے اختیار کچھ ہوا۔ کچھ لمحات یونہی خاموشی کی نظر گزر گئے۔

"میں نہیں جانتی مجھے وہ کتاب اور گلدستہ کس نے بھیجا۔" اس نے دھیمی آواز میں اپنا یقین دلانا چاہا۔

"جانتا ہوں!" اس نے بھی آواز دھیمی رکھی۔

"پھر مجھ سے ناراض کیوں ہو؟" جائی یانہ کے لہجے میں شکوہ تھا۔

"میں آپ سے ناراض نہیں تھا۔"

"تم کہاں گئے تھے زید؟ تم نے میری فون کالز بھی نہیں اٹھائی۔ اگر تم مجھ سے ناراض نہیں تھے تو مجھے اتنی پریشانی میں کیوں ڈالا؟" اب کی بار لہجے میں نمی محسوس ہونے لگ گئی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ کچھ پل خاموش رہا۔

"جائی یانہ! مجھے لگتا ہے۔۔۔"وہ چند پل کے لیے خاموش ہوا، پھر ہمت اکھٹا کر کے دوبارہ بولا۔"مجھے لگتا ہے میں آپ کے لائق نہیں ہوں۔"

جائی یانہ نے بے یقینی سے اس کا چہرہ دیکھا۔وہ اپنی رو میں بولے گیا۔

"ہم دونوں کبھی بھی خوش نہیں رہ سکتے۔ میرے مسائل اس قدر زیادہ ہے کہ میں اگر انہیں ختم کرنا چاہوں بھی تو میری زندگی گزر جائے گی۔ آپ ایک اچھے گھر سے تعلق رکھتی ہیں۔ میں جانتا ہوں میرے ساتھ رہنا آپ کے لیے بہت مشکل ہے۔ آپ کو اپنی چھوٹی چھوٹی خواہشات کے لیے دل مارنا پڑتا ہے اور آگے بھی مارنا پڑے گا۔ ہم دونوں ایک دوسرے کے لیے نہیں ہیں۔ ہم دونوں کی دنیا الگ الگ ہیں۔ ہم دونوں کا الگ ہو جانا ہی بہتر ہے۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کیا ہم ایک دوسرے کے لیے کچھ نہیں ہیں؟"جائی یانہ زیر لب بڑبڑائی۔جائی یانہ کی نظروں کے سامنے ہر وہ پل آیا جس میں وہ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ تھے۔اسے ہر پل مکمل لگا۔

"آئی ایم سوری جائی یانہ!"اس نے جائی یانہ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا۔"میں جانتا ہوں آپ اس وقت بہت مشکل میں ہیں۔آپ کے پاس اس وقت کوئی اپنا نہیں ہے۔ہم لوگ اس رشتے کو تب تک چلائیں گے،جب تک آپ کے گھر میں سب کچھ ٹھیک نہیں ہو جاتا۔جیسے ہی آپ کے گھر میں سب ٹھیک ہو جائے گا،میں آپ کو چھوڑ دوں گا۔آپ کسی ایسے انسان کو چن لینا جو آپ کے لائق ہو!"

اس نے بہت نرمی سے اس کا ہاتھ چھوڑ دیا۔جائی یانہ بس زید کا چہرہ تکتی رہ گئی۔کیا وہ اسے چھوڑ دے گا؟کیا وہ اسے چھوڑ سکتا تھا؟کیا اتنا آسان تھا اس کے لیے اسے چھوڑنا؟دماغ سے آواز آئی شاید ہاں!

Clubb of Quality Content

دوسری طرف زید کے دل میں بھی یہی سوالات تھے۔ کیا وہ اسے چھوڑ دے گا؟ کیا وہ اسے چھوڑ سکتا ہے؟ کیا اتنا آسان ہے اس کے لیے اسے چھوڑنا؟ دل میں صدا گونجی ہرگز نہیں!

زید نے آہستہ آہستہ اپنے قدم پیچھے کو کیے۔ کچھ دور آنے کے بعد وہ مڑ گیا۔ جائی یانہ اس کی پشت کو تکتی رہی۔

وہ گیٹ سے باہر نکلنے لگا۔ کیا وہ اسی طرح اس کی زندگی سے بھی باہر نکل سکتا ہے؟ اس سوچ نے دل پر ایک ضرب لگائی۔ وہ فوراً اس کے پیچھے گئی۔

وہ بھاگتے ہوئے گیٹ سے باہر نکلی۔ زید سڑک پر بہت آگے آ گیا تھا۔

"زید!" اس نے پیچھے سے آواز لگائی اور اس کی جانب قدم تیز کر لیے۔ زید اس کی آواز سن کر رک گیا تھا مگر اس نے پیچھے مڑ کر نہیں دیکھا تھا۔ اسے ڈر تھا اگر اس نے مڑ کر دیکھا تو پتھر کا بن جائے گا۔ وہ بھاگتی ہوئی زید کے پاس آئی اور زید کو کندھے سے پکڑ کر اپنی جانب موڑا۔

"زید! تم یہ کیوں کر رہے ہو؟" جائی یانہ کی آنکھوں میں نمی تیر رہی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میں جو بھی کر رہا ہوں ہمارے بھلے کے لیے کر رہا ہوں!"اس نے اپنے آپ پر قابو پائے رکھا۔

"آپ ہم دونوں کو مشکل میں ڈال رہی ہیں۔ خدارا یہ نہ کریں۔ ہم دونوں جب ایک دوسرے کے لیے ہے ہی نہیں تو پھر ان سب باتوں کا فائدہ؟"

"کیا واقعی میں ہم دونوں ایک دوسرے کے لائق نہیں ہیں؟"جائی یا نہ کی آنکھوں کی نمی آنسو کی صورت اختیار کر گئی تھی۔ آنسو کا قطرہ اس کے گال پر سے لڑھکتا ہوا، زمین پر گر گیا۔ زید کا دل کسی نے مٹھی میں لے لیا لیکن وہ ہنوز خاموش رہا۔

"بتاؤ زید! کیا وہ سب جھوٹ تھا؟"اس کی اواز تیز ہو گئی تھی۔ دوسری طرف سے کوئی جواب نہیں آیا۔

"زید رحیم! کیا ہم دونوں کے درمیان کبھی کچھ بھی نہیں تھا؟ کیا وہ سب جھوٹ تھا؟ کیا تم جائی یا نہ اشفاق سے محبت نہیں کرتے ہو؟"وہ زید کے کندھوں کو ہلا کر اس سے جواب مانگ رہی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میں آپ کو جواب دہ نہیں ہوں"اس نے اپنے دل پر پیر رکھ کر یہ بات کہی تھی۔دوسری طرف اس کا سرد لہجہ سن کر جائی یانہ ایک پل کے لیے ساکن ہو گئی۔اس نے زید کے چہرے کو دیکھا جو آج اس کے لیے سفاک تھا۔

جائی یانہ ایک قدم پیچھے ہٹ گئی۔اس کے گالوں پر آنسو متواتر گر رہے تھے۔

"تم نے صحیح کہا۔میرا کوئی حق نہیں ہے تم سے سوال کرنے کا!"وہ مڑ گئی۔زید جو چاہتا تھا وہ اسے بد گمان ہو جائے،اپنے اس مقصد میں کامیاب ہو گیا تھا۔

اس نے جانے کے لیے قدم بڑھائے لیکن پھر رک گئی۔

"اب تم کبھی بھی میرے پیچھے مت آنا زید رحیم کیونکہ جائی یانہ اشفاق نے خود کو تم سے دستبردار کر دیا ہے۔بہتر ہو گا یہ رشتہ جلد ختم ہو جائے!"وہ جو کب سے جائی یانہ کو اپنے الفاظ سے اذیت پہنچا رہا تھا،جائی یانہ کی یہ بات سن کر تڑپ اٹھا۔وہ مڑے بغیر واپسی کی راہ لینے لگی۔پیچھے زید وہاں پر خاموش کھڑا رہ گیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

* *

اگلے دن کا سورج اسلام آباد کی گلیوں کو پر نور کیے ہوئے تھا۔ ہر کوئی اپنے کام میں مگن دکھائی دیتا تھا۔ ایسے میں ہم اگر ایک کیفے میں جائیں تو تمہیں سنہری آنکھوں والی لڑکی، سانولی رنگت والی لڑکی کے سامنے کرسی پر بیٹھی دکھائی دیتی۔ صبح کے گیارہ بج رہے تھے۔ رش نہ ہونے کے برابر تھا۔

"تمہاری آنکھیں سوجی ہوئی ہیں۔" عزاہ نے فکرمندی سے جائی یانہ کی آنکھوں کو دیکھا۔

"نہیں، ایسی تو کوئی بات نہیں ہے!" اس کی آواز زکام زدہ تھی۔

عزاہ فکرمندی سے اس کا چہرہ تکتی رہی۔ وہ چاہتی تھی جائی یانہ سے اس کی وجہ بتائے مگر وہ یہ بھی جانتی تھی جائی یانہ مر کر بھی اپنی تکلیف دوسروں کو بتانے والوں میں سے نہیں تھی۔

"آپ کو ایڈریس کے علاوہ کچھ ملا؟" جائی یانہ سپاٹ انداز میں بات بدل دی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"نہیں۔۔۔ابھی تو کچھ نہیں ملا۔"

"ایک ہفتہ آپ نمرہ پر مزید نگرانی رکھیں۔ کیا پتہ نمرہ کے ذریعے کوئی اور معلومات مل جائے!"

اسی وقت ویٹر ان دونوں کے لیے کافی کے مگ لے آیا۔

"اور اگر کچھ نہ ملا تو؟"عزاہ نے اپنی کافی کا مگ اٹھاتے ہوئے پوچھا۔

جائی یانہ نے ایک گہری سانس خارج کی۔"تو پھر ہمیں کچھ اور سوچنا ہو گا۔شاید پھر ہمیں چھپن چھپائی کا یہ کھیل ختم کر کے ان سے روبرو مقابلہ شروع کرنا پڑے گا۔"

"مجھے یہ جلد بازی لگ رہی ہے۔تم جانتی ہو اس میں کتنا خطرہ ہے؟"عزاہ کچھ آگے کو ہوئی۔

"میں جانتی ہوں اس میں بہت خطرہ ہے لیکن آپ خود بتائیں یوں ہاتھ پر ہاتھ دھر کر کچھ نہیں ہو رہا ہے؟الٹا یہ پریشانی مزید ہمارے سروں پر حاوی ہوتی جا رہی ہے۔کوئی سراغ

ڈھونڈنے کے لیے ایک ہفتہ بہت ہوتا ہے۔ اگر ایک ہفتے میں بھی ہمیں کچھ نہیں ملا، تو آگے بھی کچھ نہیں ملے گا، اور ویسے بھی ہم احمقوں کی طرح بغیر کسی تیاری کے تھوڑی نا ان کے پاس جائیں گے۔ کچھ سوچ سمجھ کر ہی میدان میں اتریں گے۔"

عزاہ خاموش ہو گئی۔ وہ جانتی تھی جائی یا نہ سچ کہہ رہی تھی۔ مزید انتظار عالیہ کی جان کو بھی خطرے میں ڈال سکتا تھا۔

"فرض کرو اگر ہمیں کچھ نہ ملا تو پھر ہم کیا کریں گے؟" عزاہ نے پوچھا۔

"سب سے پہلے تو، جیسے آپ نے کہا تھا ہمیں آریان کے گھر اور ارد گرد کا جائزہ لینا ہے۔ باقی باتیں ان سب کو دیکھ کر طے کی جائے گی۔ لیکن یہ کام ہم شاید خود نہیں کر سکتے۔ اس کے لیے کسی اور آدمی کا بندوبست کرنا پڑے گا۔"

"صحیح کہہ رہی ہو!" عزاہ اس کی بات سے متفق تھی۔

"ویسے نمرہ کا آج کل برتاؤ کیسا ہے؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

جائی یانہ نے اچانک سے پوچھا۔

"صحیح ہے۔ نارمل سا ہی ہے۔ دراصل اس کا اور میرا ٹکراؤ ہی نہیں ہو رہا۔" عزاہ کی بات سن کر جائی یانہ کچھ دیر تک سوچتی رہی پھر اس نے گردن ہلا دی۔

"چلیں ٹھیک!"

"تم یونیورسٹی نہیں گئی ویسے؟" عزاہ نے بات بدلتے ہوئے پوچھا تھا۔

"صبح میری دو کلاسز تھی۔ انہیں اٹینڈ کر کے میں آ گئی۔ ویسے آپ پھپھو سے کیا بہانہ کر کے آئی ہیں؟"

"میں انہیں بتا کر آئی ہوں میں اماں کی طرف جا رہی ہوں۔ ویسے جائی یانہ مجھے ابھی بھی لگ رہا ہے تمہارے ساتھ کوئی مسئلہ ہے؟"

موضوع دوبارہ سے وہی آ گیا تھا، جس سے جائی یانہ بچنا چاہتی تھی۔

"نہیں بجو ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ بس نیند آ رہی ہے۔ اسی لیے آپ کو لگ رہا ہے۔"

Clubb of Quality Content

اس نے ایک بار پھر بہانہ بنایا۔ عزاہ بچی نہیں تھی جو سمجھ نہ پاتی مگر جائی یا نہ کے جھوٹ بولنے پر اب وہ مکمل خاموش ہو گئی۔

* *

وہ اپنے بیڈ پر بیٹھی ہوئی تھی، جب ملازمہ اندر آئی۔ اس نے کھانے کی ٹرے اٹھائی ہوئی تھی۔ ملازمہ نے کمرے میں اندر آتے ساتھ ہی دروازہ بند کر دیا۔ عالیہ نے کچھ سوچا، پھر جگ کی طرف دیکھ کر بولی۔

"سنو! میرے لیے پانی لادو گی؟" اس کی بات سن کر ملازمہ نے سر اثبات میں ہلایا اور جگ پکڑ کر باہر چلی گئی۔ اس نے دروازہ بند کر دیا تھا۔ عالیہ جلدی سے دروازے کے پاس گئی اور اس کی دیوار کے ساتھ لگ گئی۔

کچھ ہی دیر میں اسے دوبارہ قدموں کی چاپ کمرے کی جانب بڑھتی سنائی دی۔ عالیہ بالکل چوکنا ہو گئی۔ ملازمہ کمرے کے اندر داخل ہوئی تو اس نے ہاتھ دروازے کے ہینڈل پر رکھا ہوا تھا۔ اس نے دروازہ دوبارہ بند کر دیا۔

عالیہ نے معاملہ بگڑتا دیکھا تو سوچا۔

"ادھر دکھاؤ!" اس نے جگ پکڑ کر جلدی سے گلاس میز پر سے اٹھایا اور پانی بھر کر اس طرح پینے لگی جیسے کافی دیر سے پیاسی ہو۔

ملازمہ شاید اس کے ڈرامے میں آ گئی تھی۔ اس لیے وہ خاموشی سے چلی گئی۔ اس کے جاتے ہی عالیہ نے بے دلی سے پانی کا گلاس میز پر رکھا۔

ملازمہ دروازہ بند کر کے ہی اندر آتی جاتی تھی۔ شاید مسز جہانگیر اور آریان نے اسے بہت سختی سے یہ بات سمجھائی تھی لیکن مسز جہانگیر اور آریان جب بھی آتے تھے تو دروازہ کھلا ہوا ہوتا تھا۔ انہیں اپنے پر یا تو بہت زیادہ اعتماد تھا یا پھر وہ یہ سمجھتے تھے ان کے کمرے میں ہوتے ہوئے عالیہ کبھی بھی کمرے سے باہر جانے کا نہیں سوچے گی۔ اب شاید آریان اور

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

مسز جہانگیر آئیں گے،اسے تبھی کوئی چکر چلانا پڑے گا۔اب اس نے آریان اور مسز جہانگیر کا انتظار کرنے کا سوچ لیا تھا۔

* *

"امی جان!"

مسز جہانگیر جو اپنے کمرے میں صوفے سے ٹیک لگائے کسی گہری سوچ میں گم تھیں،ان کو ایک مردانہ آواز حال میں لے کر آئی۔

"بولو آریان!"انہوں نے آنکھیں موندی ہوئی تھیں۔اس کے آنے پر بھی انہوں نے آنکھیں نہیں کھولیں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"مجھے لگ رہا ہے آپ کا طریقہ کام آرہا ہے۔رات کو میرے ایک خبری نے بتایا زید اور جائی یانہ کے درمیان کسی بات پر جھگڑا ہوا تھا۔"

"میں جانتی تھی ایسا ہی ہونا تھا۔تم ہی بس وہم کا شکار تھے۔"آنکھیں ابھی بھی نہیں کھولی تھیں۔

"میں نے بھی اس سے یہی کہا تھا۔" کمرے میں ایک اور فرد آیا تھا۔اس کی نسوانی آواز کمرے میں موجود دونوں افراد نے سن لی تھی مگر اس کی بات کا کسی نے کوئی جواب نہ دیا۔

"ویسے امی جان اگر زید نے جائی یانہ کو چھوڑ دیا تو جائی یانہ کا پھر کیا کرنا ہے؟"آریان آگے کا پلان بھی جاننا چاہتا تھا تاکہ اسی کے مطابق اپنی رفتار رکھے۔

"آگے ہم نے کچھ نہیں کرنا کیونکہ جو ہو گا،وہ جائی یانہ کو خود ہی ختم کر ڈالے گا۔"

"کیا مطلب؟"آریان نے آنکھیں پھاڑ کر مسز جہانگیر کو دیکھا۔اس کی نا سمجھی محسوس کر کے مسز جہانگیر مسکرائیں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"آریان! میرے بچے! تم جانتے ہو جائی یا نہ زید سے کتنی محبت کرتی ہے۔ جب زید اسے طلاق دے گا تو یہی محبت اس پر عتاب بن جائے گی۔ وہ پل پل جدائی کا عذاب سہے گی۔ ایسے انسان کو ہم اور کیا نقصان پہنچائیں گے جو اپنی زندگی کا سب سے بڑا عذاب سہہ رہا ہو۔"

آریان بات سمجھ گیا۔

"عالیہ اور عزاہ کا کیا کرنا ہے؟"

"جب وقت آئے گا تب تمہیں پتا چل جائے گا۔ بہتر ہو گا تم سے جتنا کہا جائے اتنا کرو!"

مسز جہانگیر کی آواز اٹل تھی۔ آریان کو جانے کیوں یہ لہجہ ناگوار گزرا تھا۔ اس نے احتجاج کرنا چاہا۔

"امی جان! میں۔۔۔" مسز جہانگیر نے فوراً بات کاٹی۔

"تمہیں اپنا باپ جہانگیر یاد ہے نا آریان؟" آریان کا چہرہ ایک پل میں پیلا پڑ گیا۔

یہ سوال سوال نہیں تھا، آریان کے لیے یہ ایک واضح دھمکی تھی۔

"میں چلتا ہوں امی جان!" سوال کا جواب دیے بغیر آریان نے اجازت طلب کی۔ مسز جہانگیر نے بس سر اثبات میں ہلایا۔ آریان مڑا اور اپنے قدم باہر کی جانب بڑھائے۔

ابھی وہ باہر جا پاتا اس سے پہلے ہی مسز جہانگیر کی آواز کمرے میں دوبارہ گونجی۔

"آریان تمہارے حق میں یہی بہتر ہو گا تم اپنے باپ کو مت بھولو ورنہ نتائج نہایت خطرناک ہونگے۔" آریان کا چہرہ مزید پیلا ہو گیا۔ وہ مڑے بغیر کمرے سے باہر نکل گیا۔

پیچھے کمرے میں بس اب ایک عورت اور ایک لڑکی رہ گئی تھیں۔

"امی جان آپ کو آریان سے یوں بات نہیں کرنی چاہیے وہ تو بس ہماری مدد کرنا چاہتا ہے۔" نمرہ نے دھیمی آواز میں آریان کی صفائی میں کچھ کہا۔

اس پورے منظر میں یہ پہلی دفعہ تھا جب مسز جہانگیر نے اپنی آنکھیں کھولی تھیں اور صوفے پر سیدھی ہو کر بیٹھی تھیں۔ انہوں نے اپنی دونوں آنکھوں کو سامنے کھڑی نمرہ کے وجود پر گاڑ دیا تھا۔

"مجھے بتا کون رہا ہے؟ وہ جو خود اپنی ماں، بھائی اور دوست کو دھوکا دے رہی ہے۔"

"میں اپنا بدلہ لے رہی ہوں!" نمرہ فوراً بھڑک اٹھی۔

"اچھا تمہاری دوست اور بھائی بھی اس سب میں قصوروار تھے؟ اگر تھے تو تم نے مجھے کیوں نہیں بتایا؟" مسز جہانگیر کے چہرے پر تیکھی مسکراہٹ تھی۔

"آپ چاہتی کیا ہیں امی جان؟" وہ جانتی تھی وہ مسز جہانگیر کا مقابلہ نہیں کر سکتی تھی۔ اس لیے سیدھا مقصد پر آئی۔

"میں یہ چاہتی ہوں تم دونوں میرے معاملات میں ٹانگ مت اڑاؤ ورنہ تم جانتی نہیں ہو میں تم دونوں کا کیا حشر کروں گی۔"

اپنی بات کہہ لینے کے بعد وہ ایک بار پھر پیچھے کو ہو کر بیٹھ گئیں اور آنکھیں بند کر لیں۔ نمرہ کچھ دیر تک ان کا چہرہ تکتی رہی پھر خاموشی سے کمرے سے باہر نکل گئی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

****

آریان اپنے کمرے میں گیا، پھر دروازہ بند کر دیا۔ وہ لمبی لمبی سانسیں بھرتا دروازے کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔

وہ اس وقت تینتیس سال کا آدمی کہیں سے بھی نہیں لگ رہا تھا۔ ایسا لگتا تھا وہ کوئی چھوٹا بچہ جو کسی چیز سے خوفزدہ ہو۔

ساری دنیا اس کے اصل سے انجان تھی سوائے اس کی ماں کے بلکہ سوتیلی ماں کے اور اس کے اسی اصل کو جانتے ہوئے اس سے وہ کام بھی نکلوائے جا رہے تھے جو وہ ہرگز کرنا نہیں چاہتا تھا۔

کیا تم آریان کے ماضی میں جھانکنا چاہو گے؟

* *

جہانگیر خان نے اپنی آنکھ ایک ایسے خاندان میں کھولی،جہاں پیسوں کی خوب ریل پیل تھی۔وہ اپنے ماں باپ کی پہلی اولاد تھے۔ان کے بعد ان کا ایک چھوٹا بھائی رحیم بھی تھا۔ دونوں بھائیوں کے درمیان کوئی مثالی پیار نہیں تھا۔وہ دونوں بالکل نارمل انداز میں ایک دوسرے کے ساتھ رہتے تھے۔جہانگیر کو اپنے چھوٹے بھائی کی ذاتیات میں گھسنے کا پورا حق تھا جبکہ رحیم کا اس بارے میں سوچنا ہی جرم تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

جہانگیر اپنے بھائی رحیم کے مقابلے میں کئی گنا چالاک تھے۔اپنی اسی چالاکی کو انہوں نے دنیا والوں کے سامنے ذہانت کا روپ دیا ہوا تھا۔یہ چالاکی ہی انہیں گھر اور اسکول دونوں میں ممتاز حیثیت دلاتی تھی۔

گھر میں وہ چالاکی سے سارا کام جو ماں باپ کرنے کو کہتے،ملازموں سے کروالیتے اور کریڈٹ خود رکھ لیتے جبکہ ٹیسٹ اور امتحانات میں نقل کر کے اچھے نمبروں سے پاس ہوتے

تھے۔دوسری طرف رحیم اپنی تمام کوششوں اور محنت کے باوجود ایمانداری سے اتنے نمبر نہیں لے پاتا،جتنے جہانگیر لیتے تھے۔رحیم کے کام کرنے کی رفتار بھی ان کی معمولی تھی۔یوں ماں باپ کی نظروں میں جہانگیر نے اپنے لیے اونچا مقام پیدا کر لیا تھا جبکہ رحیم ان کے لیے ایک نالائق اولاد ثابت ہونے لگ گئے۔

جہانگیر نے کبھی بھی رحیم کو نیچا کروانے کا نہیں سوچا تھا مگر جب بھی اس کے ماں باپ رحیم کو ڈانٹتے ہوئے یہ کہتے تھے "جہانگیر سے کچھ سیکھو!" تو یہ سن کر ان کے اندر احساس برتری آہستہ آہستہ بڑھتا چلا جاتا۔ماں باپ نے لاشعوری طور پر اپنی دونوں اولادوں میں یہ واضح فرق پیدا کر دیا تھا۔اب جہانگیر کو رحیم ایک معمولی سا شخص لگنے لگ گیا تھا جبکہ رحیم اپنے بھائی کو آئیڈیل بنا چکا تھا۔رحیم جو بھی کام کرتے،ان کے ماں باپ رحیم کو کام کے اپروول کے لیے جہانگیر کے پاس بھیج دیتے تھے۔یوں رحیم آہستہ آہستہ اپنے بھائی کی رائے کا محتاج ہوتے چلے گئے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

دوسری طرف جہانگیر ہمیشہ اسے ایسی رائے دیتا کہ اگر کوئی کام ٹھیک بھی ہوتا، تو بھی رحیم اس رائے پر چل کر اسے خراب کر ڈالتا۔

یونہی آہستہ آہستہ وقت گزرتا چلا گیا۔ پڑھائی کے میدان کو عبور کر کے جب دونوں بھائیوں نے باپ کے کاروبار میں قدم جمائے تو اس کاروبار پر بھی جہانگیر نے اپنے قدم مضبوطی سے جما لیے۔ سب سے پہلے انہوں نے آفس کے سارے پرانے اور خاص ملازمین کو اپنی جانب کیا۔ کاروبار کے تمام کاغذات اپنے باپ سے لے کر اپنے پاس رکھ لیے۔ جہانگیر کے والد اسی سوچ پر خوش ہو گئے کہ ان کا بڑا بیٹا ان کی توقع کے مطابق کاروبار سنبھال رہا ہے۔ جہانگیر کی مکاریاں انہیں احساسِ ذمہ داری لگتی تھیں۔ دوسری طرف رحیم کام کو سمجھنے میں کچھ زیادہ وقت لے رہے تھے۔ رحیم کے باپ کو ویسے بھی اس سے اتنی خاص امیدیں نہیں تھیں۔ باپ کے سامنے بھائی کو مزید نیچا دکھانے اور اپنا اعتبار مزید بڑھانے کے لیے جہانگیر اکثر رحیم کے کاموں کو خراب کر دیتا۔ رحیم کو جو بھی ڈیل ملتی وہ کسی نہ کسی طرح اسے ایسے خراب کر دیتا کہ ان کے باپ کا رحیم سے دل مزید کھٹا ہو جاتا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

جب کاروبار کرتے ہوئے دونوں بھائیوں کو وقت گزرا تو ماں باپ نے شادی کا فرض بھی پورا کر دیا۔ شادی کے چند ماہ بعد ہی ان کے گھر میں بچوں کی کھلکھلاہٹ گونجنے لگی۔ سب سے پہلے جہانگیر کے ہاں آریان پیدا ہوا جبکہ اس کے گیارہ مہینے بعد زاہد، رحیم صاحب کی گود میں آیا۔ اس کے کچھ عرصے بعد اللہ نے رحیم صاحب کے گھر بیٹی کی صورت میں اپنی رحمت بھیجی۔

اگر کوئی بھی اس خاندان کو دیکھتا تو اسے یہ گھر ایک مکمل ہنستے کھیلتے خاندان کی تصویر لگتی مگر اس خاندان کی بنیادیں کوئی تیزی سے کاٹ رہا تھا اور وہ کوئی اور نہیں بلکہ جہانگیر صاحب خود تھے۔

جب باپ طبعی موت اس دنیا سے رخصت ہوئے، اسی وقت جہانگیر صاحب نے ایک خواب دیکھنا شروع کر دیا۔ پورے کاروبار اور جائیداد پر قابض ہونے کا خواب!

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اسی خواب میں وہ دن رات سر گرم رہنے لگ گئے۔ اپنے باپ کے قریبی لوگوں سے ان کے تعلقات پہلے سے اچھے تھے۔ ان ہی تعلقات کے توسط، انہوں نے وصیت اور جائیداد کے کاغذات بدلوا دیے اور سارا کچھ اپنے نام کروالیا۔

وہ کچھ دیر تک اس راز کو اپنے تک ہی رکھے رہے مگر جب ان کی ماں بھی یہ دنیا چھوڑ کر چلی گئی تو انہوں نے رحیم پر قیامت ڈھادی۔ انہوں نے نہ صرف پوری جائیداد کی ملکیت کا رحیم صاحب کو بتایا بلکہ انہیں گھر سے نکلنے کا بھی پروانہ جاری کر دیا۔

ان دنوں رحیم کے گھر ان کا دوسرا بیٹا اور تیسری اولاد زید پیدا ہوا تھا۔ وہ لوگ اس سب کے لیے بالکل تیار نہیں تھے۔ رحیم کی بیوی بھی اس وقت ہسپتال میں تھی۔ ایسے میں گھر سے نکالے جانا دکھ سے زیادہ قیامت بن کر ان دونوں میاں بیوی کے دل پر گزری۔ شاید گھر سے نکالے جانا رحیم کو اس قدر برا نہیں لگتا، اگر نکالنے والا ان کا اپنا سگا بھائی نہ ہوتا۔

رحیم کے ماں باپ نے ہمیشہ سے اس کے بڑے بھائی کو ایک رول ماڈل کی طرح پیش کیا تھا۔ پڑھائی اچھی نہیں کرتے، اپنے بڑے بھائی سے سیکھو۔ کھیل کود میں صحیح نہیں ہو،

اپنے بڑے بھائی سے سیکھو۔ لوگوں کے درمیان میں کس طرح بیٹھتے ہیں، اپنے بڑے بھائی سے سیکھو۔ کس وقت کیا بولنا ہے، اپنے بڑے بھائی سے سیکھو۔ بزنس صحیح سے نہیں سنبھال سکتے، اپنے بڑے بھائی سے سیکھو۔ وہ ان ہی جملوں کو سن سن کر بڑے ہوئے تھے۔

رحیم کے ماں باپ نے ہمیشہ یہی کہا تھا جب بھی کوئی مشکل آئے تو اپنے بھائی سے اسے سنبھالنا سیکھو لیکن وہ یہ سکھانا کیوں بھول گئے اگر بڑا بھائی خود ہاتھ جھٹک دے تو اس وقت کس کا ہاتھ تھامنا ہے؟ وہ بت جو ماں باپ نے اس کے ذہن میں بنایا تھا، جب خود ہی اپنا آپ توڑ ڈالے تو کس کے پاس جا کر اپنے نقصان کا مداوا کروانا ہے؟

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اب تو ماں باپ ہی نہیں رہے تھے جن سے پوچھ پاتے کیا کرنا ہے؟ کہاں جانا ہے؟ اب آگے ان کے پاس اپنی زندگی تھی جو انہیں اپنے صحیح اور غلط فیصلوں کے ساتھ چلانی تھی اور اب ان غلط صحیح فیصلوں کا نقصان انہوں نے ہی نہیں بلکہ ان کی اولاد نے بھی اٹھانا تھا۔

رحیم صاحب نے خاموشی سے اپنا راستہ اپنے بھائی سے جدا کر دیا مگر دل میں دفن اپنے رول ماڈل کی قبر پر وہ رونا کبھی نہیں بھولتے تھے۔

رحیم اپنے بچوں اور بیوی کو لے کر گھر سے چلے گئے تو یہ ساری جائیداد کسی شرکت کے بغیر بس جہانگیر اور ان کی اولاد کی ہو گئی۔ کچھ عرصہ انہوں نے اپنی زندگی خاصی خوش باش گزاری۔ پھر ہوا کچھ یوں کہ ان کی بیوی ایک بار پھر پریگننٹ ہو گئی۔ آریان کے بعد یہ دوسری دفعہ تھا۔ جہانگیر صاحب کو اتنی کوئی خاص خوشی نہیں تھی۔

چند ماہ گزر گئے۔ ایک دن ان کا اپنے کلائنٹ کے ساتھ لنچ تھا تبھی انہیں گھر سے کال موصول ہوئی۔ انہوں نے کال پک کی تو دوسری طرف سے انہیں بتایا گیا ان کی بیوی سیڑھیوں سے گر گئی ہے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

یہ سننے کی دیر تھی جہانگیر سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر اپنی بیوی کو ہسپتال لے کر جانے کے لیے گھر پہنچیں مگر تب تک بہت دیر ہو چکی تھی۔ ان کی بیوی اور ہونے والا بچہ انہیں چھوڑ کر جا چکے تھے۔

اپنی اولاد کے یوں جانے پر ان کا دل ایک دم سے خالی ہو گیا تھا۔ بیوی کے لیے ان کے دل میں اتنے خاص جذبات نہیں تھے مگر جب ایک انسان کے ساتھ کچھ عرصہ رہا جاتا ہے تو اس کے جانے کا تھوڑا بہت دکھ ہوتا ہی ہے۔ ویسا ہی دکھ جہانگیر نے محسوس کیا۔

اب جس گھر کو ہتھیانے کے لیے انہوں نے اتنی نیچ چالیں چلی تھیں، اس میں بس وہ اور ان کا بیٹا رہ گیا۔ بیٹے سے وہ خاصے دور تھے۔ انہوں نے بیٹے کی ذمہ داری اپنی بیوی کو دی ہوئی تھی۔ وہی اس کا خیال رکھتی تھی۔ وہ خود ان سب چونچلوں سے پوری طرح بری الذمہ تھا۔ اب ماں کے بعد آریان کو انہوں نے ملازمہ کے حوالے کر دیا۔ انہیں یہی سب سے ٹھیک لگا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

* *

اپنی ماں کے انتقال کے بعد آریان کو بس باپ کی محبت اور اس کا ساتھ چاہیے تھا مگر، اس کا باپ اس سے مزید دور ہو گیا۔ جہانگیر صاحب اسے ملازموں کے ہاتھوں چھوڑ کر خود آرام سے اپنی زندگی گزارنے لگ گئے۔

ماں کے ہوتے ہوئے وہ اپنے باپ سے پھر ایک دو باتیں کر لیا کرتا تھا مگر اس کے بعد تو جہانگیر صاحب نے گھر میں زیادہ رکنا ہی چھوڑ دیا۔ رات کو سونے کے وقت وہ گھر آتے اور صبح انہیں آفس جانے کی اتنی جلدی ہوتی کہ اپنے بیٹے کا رسمی حال احوال پوچھ کر چلے جاتے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

آریان آہستہ آہستہ تنہائی کا شکار ہونے لگا۔ اس نے اپنے دوستوں سے میل جول بھی ختم کر دیا۔ اسکول سے آنے کے بعد وہ زیادہ تر وقت اپنا کمرہ بند کیے بیٹھا رہتا۔ ملازموں سے باتیں کرنا اس کے معیار پر پورا نہیں اترتا تھا اور باپ اسے منہ نہیں لگاتا تھا۔ اس لیے اس کی بہت سی باتیں دل میں رہ گئیں۔

* *

جہانگیر کو جب پتہ چلا ان کا چھوٹا بھائی یہ دنیا چھوڑ کر چلا گیا ہے، تو انہیں شاک لگا۔ کسی کے مرنے پر وہ پہلی دفعہ صدمے میں گئے تھے۔ ماں، باپ اور بیوی کے جانے کا دکھ انہیں تھا مگر، جو شاک انہیں رحیم کے جانے پر لگا وہ کسی کی بھی موت پر نہیں لگا تھا۔ رحیم کے ساتھ اس کی بیوی کے مرنے کی خبر بھی ان تک پہنچی تھی۔ انہیں سب سے پہلے اپنے بھائی کے بچوں کا خیال آیا تھا۔ تینوں اس وقت کم عمر تھے۔ زاہد تو آریان سے بھی گیارہ ماہ چھوٹا تھا۔ وہ تینوں بچے اب کس طرح رہیں گے؟ یہی سوچ کر ان کے ذہن میں تناؤ چھانے لگی۔

وہ اسی بارے میں سوچتے رہے۔ پھر ایک دم ان کے اندر سے کسی نے پوچھا وہ اتنا پریشان کیوں ہو رہے ہیں؟ انہوں نے تو خود اپنے بھائی اور اس کے بچوں کو گھر سے نکال باہر کیا تھا۔ تو پھر اب انہیں کیوں فکر ہو رہی تھی؟

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

یہی سوچ کر انہوں نے خود کو لاپروا کرنا چاہا مگر جب کچھ دنوں بعد ان سے رہا نہیں گیا، تو وہ آریان کو اپنے ساتھ لے کر رحیم کے گھر چلے گئے۔

* *

اسے اپنے باپ کے ساتھ چچا کے گھر جانا بالکل بھی اچھا نہیں لگا۔ اسے یاد تھا پہلے اس کے چچا چچی ان ہی کے گھر میں رہتے تھے مگر دادی کی وفات کے بعد، اس کے چچا اپنے بچوں اور چچی کو لے کر گھر سے چلے گئے۔ اس نے خود دیکھا تھا اس کے چچا کی آنکھوں میں گھر سے نکلتے وقت آنسو تھے، جنہیں وہ کبھی سمجھ نہیں پایا مگر آج چچا کا گھر دیکھ کر وہ سمجھ گیا وہ کیوں رو رہے تھے۔

اس گھر کی جو حالت تھی، اس سے کئی گنا بہتر گھر میں ان کے ملازم رہتے تھے۔ اب محل جیسے گھر میں رہنے کے بعد اس چھوٹے سے گھر میں رہنا تو بہت مشکل ہو گا۔ خیر جب وہ اس گھر میں آئے، تو اس نے جس شخص کو دیکھا وہ زاہد تھا۔

زاہد اور وہ اکثر ایک ساتھ کھیلا کرتے تھے۔ اتنے دنوں بعد زاہد کو دیکھ کر اسے ضرور خوشی ہوتی اگر زاہد نے گھسی ہوئی شلوار قمیض نہ پہنی ہوتی۔ جب وہ دونوں ایک ساتھ گھر میں رہا کرتے تھے، تب تو اس کے کپڑے بہت اچھے ہوا کرتے تھے مگر اب تو اس کے کپڑے اس کے گھر کے ملازموں سے بھی گئے گزرے ہو گئے تھے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

جب وہ لوگ بات کرنے کے لیے بیٹھے تو آریان کو محسوس ہوا زاہد، جہانگیر کے سوالوں کا انتہائی اکھڑے لہجے میں جواب دے رہا تھا۔ اس کا شک یقین میں تب بدلا جب جہانگیر نے اپنے کوٹ سے پانچ ہزار کے نوٹوں کی گڈی نکال کر زاہد کے سامنے بڑھائی۔

زاہد نوٹ دیکھتے ساتھ ہی آپے سے باہر ہو گیا۔

"تایا ابو آپ نے ہمیں بھکاری سمجھا ہوا ہے؟" وہ صوفے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور بد تمیزی سے بولا۔ آریان نے اوپر سے نیچے تک زاہد کو دیکھا۔ اس کا حلیہ بھکاریوں جیسا ہی تھا۔

"میں تمہیں بھکاری کیوں سمجھوں گا؟ تم تو میرے بھائی کے بیٹے ہو۔" جہانگیر خلافِ معمول نرم لہجے میں بولیں۔

"اسی بھائی کا بیٹا، جس کو آپ نے دھکے دے کر نکالا تھا؟!" زاہد نے تیکھے لہجے میں پوچھا۔

جہانگیر لاجواب ہو گئے۔ انہوں نے زاہد کے پاس جا کر اسے پیسے تھمانے چاہے مگر جیسے ہی پیسوں نے زاہد کے ہاتھوں کو چھوا، زاہد بدک کر پیچھے ہوا۔

"مجھے یہ خیرات نہیں چاہیے تایا ابو! بہتر ہو گا آپ اسے کسی یتیم خانے میں دے دیں۔ میرے بہن بھائی لاوارث نہیں ہے اور نہ میں اتنا کمزور ہوں کہ ان کے دو وقت کی روٹی مجھ پر بھاری پڑے۔ بہتر ہو گا آپ اسے لے کر چلے جائیں۔" زاہد نے قطعیت سے کہا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس کی بات سن کر آریان نے آنکھیں گھمائیں۔ کہہ تو زاہد ایسے رہا تھا جیسے اس کے باپ نے اس کے لیے فیکٹریاں چھوڑی ہو۔ ایک تو اس کا باپ اسے محنت مزدوری سے بچا رہا تھا مگر ان جیسے لوگوں کی تو مدد کرنا ہی فضول ہے۔

آریان کا دل چاہ رہا تھا وہ اپنے باپ کو کھینچ کر باہر لے جائے۔ اس نواب زادے کو اس کے حال پر ہی چھوڑ دینا چاہیے۔ کچھ دن بعد جب اس کو عقل آئے گی، تو خود ان کے گھر کے باہر کھڑا ہو گا۔

اس کے باپ نے کوئی اتنا بڑا ظلم بھی نہیں کیا تھا۔ اس کی ماں نے اسے بتایا تھا کہ دادا کا کاروبار جہانگیر صاحب نے عروج پر پہنچایا تھا۔ اس کے چچا تو بس ایک عام سے کلرک کی طرح کام کرتے تھے۔ اب اگر اس کے باپ نے اپنی کی ہوئی محنت کے مطابق اپنا کاروبار اپنے نام کر لیا، تو چچا کے بچوں کو کیوں اتنا برا لگ رہا ہے؟

چچا کو بھی چاہیے تھا وہ بھی تھوڑا بہت اپنے بچوں کے لیے چھوڑ جاتے۔ اگر وہ کچھ چھوڑ کر جاتے، تو جہانگیر صاحب کو ان کے لیے فکر مند نہ ہونا پڑتا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

دوسری طرف جب جہانگیر ہر ممکن کوشش کے بعد بھی زاہد کو پیسے لینے پر رضامند نہ کر پایا، تو مجبوراً انہیں جانا پڑا۔ جب آریان چچا کے گھر سے نکل کر اپنی عالیشان گاڑی میں بیٹھا تو اس نے سکھ بھرا سانس لیا۔ پھر اس نے ایک حقیر نظر چچا کے گھر اور پورے محلے پر دوڑائی۔ جانے لوگ ایسی گندی گلیوں میں کیسے رہ لیتے تھے؟ اس کی طبیعت تو یہاں آ کر ہی خراب ہو گئی تھی۔ وہ اب ادھر واپس نہیں آنا چاہتا تھا مگر وہ یہ بات جانتا نہیں تھا اس کا باپ کچھ عرصے تک اسے بار بار اس گھر میں زاہد کو رضامند کرنے کے لیے لانا چاہتا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

* *

ڈھلتے سورج کی کرنیں شیشے کی دیوار سے چھن چھن کر تی، ان کے چہرے تک پہنچ رہی تھی۔ وہ اپنے دفتر میں بیٹھے کسی گہری سوچ میں گم دکھائی دیتے تھے۔ وہ راکنگ چیئر پر ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کی سوچ کا محور ابھی بس اپنے بھائی کے بچے تھے۔

وہ خود بھی حیران تھے، آخر ان کے دل میں رحیم کے بچوں کے لیے اتنی محبت کیوں جاگ رہی تھی؟ زاہد اور آریان اکثر ساتھ کھیلتے تھے۔ مانا زاہد سے انسیت ہو سکتی تھی مگر عائشہ تو کافی خاموش طبیعت لڑکی تھی۔ وہ بہت کم بولتی تھی اور زید تو اس وقت پیدا ہی ہوا تھا جب انہوں نے اپنے بھائی کو گھر سے نکالا تھا۔

پھر کیوں انہیں بار بار ان تینوں بچوں کا خیال آرہا تھا؟ دل کیوں اب بے چین رہنے لگ گیا تھا؟ کہیں ان کا ضمیر تو نہیں جاگ رہا تھا؟ کیا انہوں نے واقعی میں کوئی زیادتی تو نہیں کر دی تھی؟ جو کچھ انہیں محسوس ہو رہا تھا وہ صرف ترس تھا یا اس میں پچھتاوا بھی تھا؟ کہیں ان سے کوئی ظلم۔۔۔۔! نہیں نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔

جہانگیر نے جلدی سے خود کو جھٹلایا۔ وہ منفی سوچ رہے تھے۔ ایسا کچھ بھی نہیں تھا۔ دن رات بس کام کرتے رہنے کی وجہ سے ان کا دماغ دوسری طرف مشغول ہونے لگ گیا تھا اور بیوی کے جانے کے بعد تنہائی کے سبب، وہ دوسروں کے بچوں کی فکر کرنے لگے تھے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ہاں یہ سب تنہائی کا ہی نتیجہ تھا۔انہوں نے اسی بات پر یقین کر لیا۔ ضمیر کو مکمل تھوڑی نہ جگانا تھا!

انہوں نے سوچا اس تنہائی کو جلد از جلد دور کر لینا چاہیے۔ ویسے بھی ان کی بیوی کو گزرے اتنا عرصہ گزر گیا تھا۔اب وہ ساری زندگی تنہا تھوڑی نہ رہ سکتے تھے۔

انہیں اپنے لیے بھی کچھ سوچنا چاہیے۔ وہ اپنی ان ہی سوچوں میں مگن تھے جب دروازہ کھٹکھٹایا گیا۔

وہ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور آنے والے کو اندر آنے کی اجازت دی۔ دروازہ کھول کر ایک عورت اندر آئی۔جہانگیر نے غور سے اسے دیکھا۔ وہ جہانگیر صاحب کی سیکرٹری تھی۔صاف نقوش والی وہ عورت جس نے کالے رنگ کی پینٹ پر شرٹ پر بادامی رنگ کا کوٹ پہنا ہوا تھا۔ عمر شاید تیس چالیس کے درمیان ہو گی مگر حسن اس وقت جوبن پر تھا۔اس حسن کو مزید چار چاند چہرے پر چھائی سنجیدگی دے رہی تھی۔

"سر یہ فائلز لے لیں۔"اس نے ہاتھ بڑھا کر اپنے باس کی توجہ فائز پر دلائی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اونہوں!"جہانگیر نے فائلز پکڑلی مگر توجہ ابھی بھی اپنی سیکرٹری کے چہرے پر تھی۔

"سر میں جاؤں؟"جب بہت دیر تک اس کے باس نے اس سے کوئی بات نہ کی، تو سیکرٹری نے پوچھا۔

"آپ نے انٹرویو والے دن بتایا تھا آپ بیوہ ہیں۔ آپ کے شوہر کا انتقال کیسے ہوا تھا؟"یہ بات موقع کے لحاظ سے بے حد غیر مناسب تھی۔ان کی سیکرٹری کے تاثرات تن گئے۔ایک پل کے لیے انہیں لگا وہ کچھ بہت سخت سنائے گی مگر توقع کے برعکس اس نے آرام سے جواب دیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ان کے ساتھ ایک حادثہ ہوا تھا۔"

"امم ہمم!"جہانگیر نے اپنے آپ کو افسردہ دکھانے کی بھرپور کوشش کی۔"مجھے آپ کے شوہر کی موت کا سن کر بہت افسوس ہوا۔ویسے بچے تو باپ کی کمی کو ضرور محسوس کرتے ہونگے!"

جہانگیر نے باتوں ہی باتوں میں مبہم سوال پوچھ لیا تھا۔

"میرے بچے نہیں ہیں۔"انتہائی سادہ انداز میں کہا۔ پھر جہانگیر کو کسی بات کا موقع دیے بغیر وہ دوبارہ بولی۔

"سر اب میں جاؤں۔ مجھے باہر بہت سے کام ہیں۔۔"

"ہاں جاؤ!"جہانگیر اس کی یہ بات سن کر چونکے ضرور تھے مگر انہوں نے اسے اجازت دے دی۔ وہ خاموشی سے باہر نکل گئی جب کہ جہانگیر کا دماغ کسی اور نہج پر پہنچ گیا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

****

وہ اپنے گھر کے لان میں کھڑا کھیل رہا تھا۔ اس کے ہاتھ میں بال تھی جسے وہ بار بار دیوار کی جانب پھینک رہا تھا۔ بال ٹکرا کر واپس اس کی جانب آتی تو وہ اسے پکڑ لیتا۔

آج اتوار تھا۔اس لیے کالج سے چھٹی تھی۔ کلاس فیلوز کے ساتھ اس کا باہر جانے کا کوئی پروگرام نہیں تھا اور اتوار کی صبح صبح پڑھنے کے بارے میں سوچنا ہی کافی فضول تھا۔اپنا وقت گزارنے کے لیے اس نے بال کے ساتھ کھیلنے کا سوچ لیا۔

جہانگیر صاحب ناشتے کے بعد سے غائب تھا۔اس کی کوئی خیر خبر نہیں تھی۔ آریان کو کوئی فکر نہیں تھی کیونکہ وہ آج کل یونہی غائب رہتے تھے۔ابھی وہ اپنے اسی کھیل میں مگن تھا جب گھر کا گیٹ کھلا اور اس کے باپ کی گاڑی پورچ میں آ کر رکی۔

اس کے بال کو دیوار پر پھینکتے ہاتھ رکے اور وہ سیدھا ہو کر کھڑا ہو گیا۔ گاڑی اس کے ڈیڈ کی تھی مگر ڈیڈ کے ساتھ کوئی اور بھی تھا۔

جہانگیر صاحب گاڑی سے نکلے لیکن اندر جانے کی بجائے گاڑی کی دوسری طرف چلے گئے اور دروازہ کھولا۔

اس کی نظروں پر لال رنگ کا لباس چھا گیا۔ جب اس نے غور کیا تو وہ ایک لال رنگ کا لہنگا تھا جسے ایک لڑکی پہنے ہوئے تھی۔جہانگیر اس کے لہنگے کو تھام کر اس کی چلنے میں مدد

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

دے رہے تھے۔ آریان ہونقوں کی طرح یہ منظر دیکھ رہا تھا۔اس کا دماغ جو اس منظر کو دیکھ کر کہہ رہا تھا وہ اس پر یقین نہیں کرنا چاہتا تھا۔

گیند کو ایک جانب پھینک کر وہ تقریباً بھاگتا ہوا اپنے باپ کے پاس گیا جو نئی نویلی دلہن کو اندر لے کر جا رہا تھا۔

"ڈیڈ!"اس نے اس قدر زور سے آواز لگائی کہ دلہن اور جہانگیر دونوں رک گئے۔ان دونوں نے سوالیہ نگاہوں سے آریان کی طرف دیکھا جبکہ آریان صرف اس لڑکی کو دیکھ رہا تھا جس کے چہرے کو میک اپ نے چھپایا ہوا تھا۔ ہیوی میک اپ ہونے کے باوجود آریان پہچان گیا یہ کوئی اور نہیں بلکہ ڈیڈ کی سیکرٹری تھی۔ وہ ایک دو دفعہ ڈیڈ سے ملنے آفس گیا تھا، تب اس نے اسے وہاں دیکھا تھا۔

"ڈیڈ یہ یہاں ایسے کیوں ہیں؟"

جہانگیر صاحب اور ان کی سیکرٹری نے پہلے ایک دوسرے کو دیکھا۔ پھر سیکرٹری خود آگے بڑھی اور آریان کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر تھوڑا سا جھکی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میں تمہاری امی جان ہوں آریان! تمہارے ابو اور میں نے نکاح کر لیا ہے۔ اب سے ہم تینوں ایک فیملی ہیں۔"

اس نے بڑے آرام سے آریان کے سر پر بم پھوڑا۔ آریان بچہ تو تھا نہیں جو یہ بات سمجھ نہیں پاتا مگر اتنے صاف لفظوں میں سننے کا اس نے سوچا بھی نہیں تھا۔

آریان نے ایک نظر اس عورت کو دیکھا جو اس کی ماں کی جگہ آ گئی تھی، پھر ایک شکایتی نظر اپنے باپ پر ڈالی۔ اس کے بعد وہ چہرہ جھکا کر اندر چلا گیا۔

جہانگیر نے آریان کے پیچھے جانے کی کوشش کی مگر ان کی نئی بیگم نے فوراً سے ان کا کندھا تھام لیا۔

"ابھی اسے وقت چاہیے۔ اتنی بڑی بات کو وہ اتنی جلدی پراسس نہیں کر پائے گا۔"

جہانگیر تذبذب کا شکار ہو گئے مگر پھر انہوں نے بیگم کی بات مان لی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

* *

اپنے باپ اور نئی ماں سے اس کی دوبارہ ملاقات اگلے دن کے ناشتے پر ہوئی۔ اس نے کالج کی وردی پہنی ہوئی تھی جبکہ اس کی نئی ماں نے خوبصورت آرتشی رنگ کی ساڑھی پہنی ہوئی تھی۔ اس پر نفیس سے زیور پہنے وہ خاصی خوبصورت دکھائی دے رہی تھیں۔ ڈیڈ ہمیشہ کی طرح دفتر کے لباس میں تھے۔ اس نے کسی سے نظریں نہیں ملائی اور چپ چاپ ناشتہ کرنے لگ گیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"کیسے ہو آریان؟" اس کے ڈیڈ کی بیوی نے بات کی شروعات کی۔

"ٹھیک!" وہ فقط اتنا ہی بول پایا۔

"اچھی بات ہے۔ جہانگیر نے مجھے بتایا تھا تم انٹر میڈیٹ کے اسٹوڈنٹ ہو۔ کیس فلیڈ میں انٹر کر رہے ہو؟"

"ایف ایس سی میڈیکل!"اس نے دوبارہ ایک لفظی جواب کا سہارا لیا۔

"یہ بہت اچھا ہے۔ تمہارے ڈیڈ کے بزنس کے لیے تو یہ فیلڈ ویسے بھی اچھی ہے۔"

انہوں نے چہکتے ہوئے کہا۔وہ مزید کوئی بات پوچھتیں،اس سے پہلے ہی آریان ڈائننگ ہال سے چلا گیا۔

کالج سے آنے کے بعد وہ اپنے کمرے میں جا کر بند ہو گیا۔اسے دوبارہ اس عورت کا چہرہ نہیں دیکھنا تھا جو اس کی ماں کی جگہ پر قابض ہوئی تھی۔

کچھ ہی دیر میں اس پر غنودگی چھائی اور وہ گہری نیند سو گیا۔اس کی آنکھ شام کو تب جا کر کھلی، جب دروازے پر کسی نے دستک دی۔

جب اس نے اٹھ کر دروازہ کھولا تو سامنے کھڑی ہستی کو دیکھ کر حیران ہوا۔سامنے کوئی اور نہیں بلکہ اس کے ڈیڈ کی بیوی کھڑی تھیں۔وہ ابھی بھی صبح والے حلیے میں تھیں۔

"میں اندر آ سکتی ہوں؟"انہوں نے اجازت طلب کی۔ آریان سوچ میں پڑ گیا۔ وہ انہیں اندر نہیں بلانا چاہتا تھا مگر اب یوں منہ پر منع کرنا بھی صحیح نہیں تھا۔

شاید انہوں اس کے چہرے پر کشمکش پڑھ لی تھی۔ اس لیے وہ واپسی کے لیے مڑ گئیں۔

"تمہیں شاید میرا کمرے میں آنا اچھا نہیں لگا۔ میں سمجھ سکتی ہوں۔"

ان کی اس قدر صاف گوئی پر آریان گڑبڑا گیا۔

"نہیں نہیں! ایسی بات نہیں ہے۔"وہ بے ساختہ بولا۔

"پھر کیسی بات ہے؟"وہ پیچھے کو مڑی اور ایک ابرو اوپر کو اٹھائی۔

"آپ اندر آجائیں۔"اس نے بحث سے بچنے کے لیے کہا اور دروازے سے پیچھے ہٹ گیا۔

وہ اندر آ گئیں۔

انہوں نے ایک نظر چاروں طرف گھمائی۔

"تمہارا کمرہ بہت اچھا ہے۔"ان کی آنکھوں میں ستائش صاف جھلکتی تھی۔

"شکریہ!" آریان خاموشی سے اپنے بیڈ پر بیٹھ گیا۔ وہ بھی اس کے ساتھ بیٹھ گئیں۔ کچھ دیر خاموشی کے گزرے اس کے بعد جب وہ بولیں تو آریان کو ان کا لہجہ بہت سنجیدہ لگا۔

"میں جانتی ہوں اس وقت تمہارے خیالات میرے لیے اتنے اچھے نہیں ہونگے۔ میں یہ بھی جانتی ہوں تم میرے آنے سے خوش نہیں ہو۔ تمہیں لگ رہا ہو گا میں تمہاری ماں کی جگہ لینے آئی ہوں یا تمہیں تمہارے باپ سے دور کر دوں گی۔ اگر تم واقعی میں یہ سوچ رہے ہو تو میں تمہیں بتا دیتی ہوں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ میں یہاں کسی کی جگہ لینے نہیں آئی اور نہ ہی کسی کو کسی سے دور کرنے آئی ہوں۔۔۔۔۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

آریان کے چہرے پر لمحے بھر کو ایک تلخ مسکراہٹ رینگی جسے اس نے چھپا لیا۔

"تم جانتے ہو تمہارے ڈیڈ سے پہلے بھی میری ایک شخص سے شادی ہوئی تھی۔" اس عورت نے تیس کا ہندسہ پار کیا ہوا تھا۔ اس لیے یہ بات جان کر وہ حیران نہیں ہوا۔ وہ بولے گئیں۔

"شادی کے کچھ عرصے بعد ہی وہ شخص میری زندگی سے چلا گیا۔ میں نے اس سے شادی اپنے ابو کی رضامندی کے بغیر کی تھی۔ جب وہ مر گیا تو مجھے واپس اپنے میکے جانا پڑا۔ ابو نے مجھے رہنے کو جگہ تو دے دی مگر کبھی معاف نہیں کیا۔ انہوں نے مجھے ہمیشہ اپنی مرضی سے شادی کی سزا دی ہے۔"

ان کی آواز بھیگتی جا رہی تھی۔

"میری ماں نے بھی میرے باپ کی طرح میرا ساتھ نہیں دیا۔ میرا کوئی بہن بھائی نہیں تھا جس سے میں بات کرتی۔ یوں میں نے ایک عمر ماں باپ کے ہوتے ہوئے تنہا گزاری ہے۔"

آریان اس عورت کے چہرے کے ایک ایک نقش کو غور سے دیکھتا رہا۔ اسے اچانک اس عورت میں اپنا عکس دکھائی دیا۔ وہ بھی تو باپ کے ہوتے ہوئے تنہا زندگی گزار رہا تھا۔

"پہلے شوہر سے میری کوئی اولاد نہیں تھی۔ لوگوں کو لگتا تھا میں ماں نہیں بن سکتی ہوں۔ اس لیے ہر کوئی مجھ جیسی بانجھ بیوہ سے شادی کرنے سے کتراتا تھا لیکن ایک دن تمہارے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ڈیڈ مجھے ملے۔انہوں نے مجھے شادی کے لیے باقاعدہ پرپوز کیا اور میرا ہاتھ میرے ماں باپ سے مانگا۔ماں باپ کو کیا انکار ہو سکتا تھا یوں میری شادی تمہارے ڈیڈ سے ہو گئی۔"

بولتے بولتے وہ رکیں۔ پھر انہوں نے آریان کے ہاتھوں کو تھام لیا۔

"تمہارا باپ بہت اچھا انسان ہے آریان! پلیز اسے مجھ سے دور مت کرو۔اگر تم نے انہیں مجھ سے دور کیا یا انہوں نے مجھے چھوڑا، تو اب کی بار شاید میرے ابو مجھے گھر میں داخل نہیں ہونے دیں گے۔ تمہیں مجھ سے کوئی مسئلہ ہے تو صاف صاف بولو مگر اپنے باپ کو مجھ سے دور مت کرو۔ پلیز!"

اس کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیے وہ منت سے آریان کو دیکھ رہی تھی۔ان کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ آریان بری طرح سٹپٹا گیا۔

"یہ کیا کر رہی ہیں آپ؟ میرا ہاتھ چھوڑیں!" وہ اپنے ہاتھ چھڑانے لگ گیا۔

"جب تک تم مجھے یقین دہانی نہیں کرواؤ گے، میں ہاتھ نہیں چھوڑوں گی۔" وہ کسی ضدی بچی کی طرح بول رہی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"مجھے آپ سے کوئی شکایت نہیں ہے۔ میں بس ان سب کے لیے تیار نہیں تھا۔ آپ پلیز میرا ہاتھ چھوڑ دیں آنٹی!"

"آنٹی نہیں امی جان بولو!" انہوں نے فوراً اسے حکم دیا۔

"جی جی امی جان!" جیسے ہی اس نے انہیں امی جان بولا، انہوں نے اس کا ہاتھ چھوڑ دیا اور بڑے پیار سے اسے دیکھنے لگیں۔

"مجھے ہمیشہ سے چاہ تھی کوئی مجھے یوں ماں کہہ کر پکارے۔ تم نے میری چاہت پوری کر دی میرے بیٹے!"

یہ کہہ کر وہ بیڈ پر سے کھڑی ہوئیں اور آریان کے بالوں پر ہاتھ پھیرا۔

"ویسے ایک بات بولوں۔ مجھے تمہارا نام بہت پسند ہے۔ یہ مجھے میری پیاری سی دوست کی یاد دلاتا ہے۔"

آریان اس پر کیا ہی کہتا، اس لیے خاموش رہا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میں سوچ رہی ہوں آج کا ڈنر ہم سب باہر کسی ریستوران میں کریں گے۔ وقت پر تیار ہو جانا۔"

یہ کہہ کر وہ کمرے سے باہر نکل گئی جبکہ آریان اپنے بیڈ پر بیٹھا بس دروازے کو ہی تکتا رہ گیا جہاں سے وہ باہر گئی تھیں۔

وہ چیز کیا تھیں آخر؟!

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

****

اس دن امی جان کی باتوں نے اس کے دل میں ایک نرم گوشہ پیدا کیا۔ وہ جانتا تھا اپنوں کے ہوتے ہوئے اکیلا رہنا کیسا ہوتا ہے۔ اس لیے ساری منفی سوچوں کو جھٹلا کر، وہ ان کے ساتھ اچھے سے رہنے لگا۔ دوسری طرف امی جان بھی اس پر واری جاتی تھیں۔

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ان دونوں کا رشتہ مزید مضبوط ہوتا چلا گیا۔ اب امی جان اسے اپنی سگی ماں جتنی پیاری ہو گئی۔

امی جان اس کا اس قدر خیال رکھتی تھی کہ کبھی کبھار اسے لگتا وہ ان کا سوتیلا نہیں سگا بیٹا ہے، جو کسی میلے میں بچھڑ گیا تھا۔ امی جان، اس کا اور ڈیڈ کا ہر کام خود اپنے ہاتھوں سے کرتی تھیں۔ ناشتے اور ڈنر کے علاوہ لنچ بھی وہ اس کے ساتھ ہی کرتی تھیں۔ لنچ کے دوران وہ اس سے اس کے پورے دن کا حال و احوال پوچھتی تھیں۔

انٹر کر لینے کے بعد اس نے جب یونیورسٹی میں داخلہ لینے کا سوچا تو امی جان سے پوچھ کر ہی اپنے تمام مضامین طے کیے۔ اس نے اپنے تمام چھوٹے چھوٹے معاملات میں انہیں شامل کرنا لازمی بنا لیا تھا۔

باپ کی دی ہوئی تنہائی کو امی جان اچھے سے پورا کر رہی تھیں۔ اس کا دل اپنے باپ سے بری طرح بد ظن ہو گیا تھا۔ وہ تو شادی کے بعد ایک دفعہ بھی اپنے بیٹے کو کوئی صفائی، کوئی وجہ بتانے نہیں آئے تھے۔ امی جان غیر تھی مگر انہوں نے پھر بھی اسے ہمیشہ ترجیح دی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

انہوں نے ہی شادی کی اگلی شام آ کر اسے سمجھایا تھا۔ اگر وہ چاہتیں تو اس کے باپ کو اس سے چھین لیتیں اور باہر کسی سڑک پر پھینک دیتیں۔

امی جان کا رویہ بس آریان کے ساتھ اتنا اچھا نہیں تھا بلکہ گھر کے تمام ملازمین بھی ان کے گرویدہ ہو گئے تھے۔ آریان نے اکثر انہیں اکیلے میں ملازمہ اور نوکروں کو کچھ پیسے دیتے ہوئے دیکھا تھا۔ جب آریان امی جان سے وجہ پوچھتا تو وہ ہمیشہ کہتیں ملازموں کو پیسوں کی ضرورت تھی۔ پیسے پڑے رہنے سے بہتر ہے انہیں کسی اچھی جگہ پر لگایا جائے۔

ان کی ایسی چھوٹی چھوٹی باتیں بھی دل میں جگہ بنا لیتی تھی۔ جہاں یہ سب ہو رہا تھا، وہی پر آریان یہ بھی محسوس کر رہا تھا وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ڈیڈ پریشان رہنے لگے تھے۔ آریان کو تو پھر وہ زیادہ اہمیت نہیں دیتے تھے مگر وہ امی جان سے بھی خاصے دور ہو گئے تھے۔ اس وجہ سے اسے امی جان کا چہرہ بھی کچھ ویران دکھائی دیتا تھا۔ وہ جب بھی ان سے اس بارے میں بات کرتا تو وہ پیاری سی مسکراہٹ کے ساتھ اسے ٹال دیتیں۔ جانے گھر میں ہو کیا رہا تھا؟

* *

جہانگیر صاحب کی راتوں کی نیندیں اڑ چکی تھیں۔ وہ جب بھی سوتے انہیں خواب میں اپنے مرے ہوئے ماں باپ اور بھائی دکھائی دیتے۔ وہ سب ان پر ملامت کر رہے ہوتے تھے۔

ان کا دل کا بوجھ جو کچھ عرصے کے لیے کم ہوا تھا، پہلے سے مزید بڑھ گیا تھا۔ انہیں اب اپنی دوسری شادی بھی جلد بازی کا فیصلہ لگنے لگی تھی۔ بظاہر تو ان کی دوسری بیگم بے ضرر تھی مگر جانے کیوں اسے دیکھ کر ہمیشہ لگتا تھا یہ عورت ان کا تختہ الٹنے کے لیے ایک فوج تیار کر رہی ہے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

جہانگیر بعض اوقات اسے بس اپنا وہم سمجھتے مگر کبھی بھی یہ وہم جب ان پر حاوی ہوتا، تو وہ اسی رو میں اپنی دوسری بیگم سے لڑائی کر لیا کرتے تھے۔ لڑائی کا سلسلہ بس تلخ کلامی پر ہی محدود تھا۔ ابھی تک مار پیٹ کی نوبت نہیں آئی تھی۔

جہانگیر کا ذہنی سکون بری طرح برباد ہو گیا تھا۔ گھر دفتر یہ سب انہیں برا لگنے لگ گیا تھا۔ وہ چاہتے تھے وہ کسی طرح پوری دنیا سے چھپ جائے۔ ان ہی سب میں انہوں نے ایک فیصلہ لیا۔ وہ فیصلہ جو انہیں بہت پہلے لینا چاہیے تھا کیونکہ اب بہت دیر ہو گئی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

* *

ایک دن وہ ذرا جلدی گھر آ گیا تھا۔ اس کے امتحانات ہونے والے تھے اور یہ اس کی ڈگری کا آخری سال تھا۔ یونیورسٹی میں اس کی تمام کلاسز ہو گئی تھیں۔ وہ سوچ کر آیا تھا گھر جا کر آرام سے پڑھائی کر لے گا لیکن جب وہ اندر آیا تو کسی کے رونے کی آواز آ رہی تھی۔ اس

نے آواز کا تعاقب کیا تو یہ آواز، امی جان کے کمرے سے آ رہی تھی۔ وہ جب کمرے کے اندر گیا تو اس کے ہاتھ پاؤں پھول گئے۔ اس کی نظروں کے سامنے امی جان زمین پر بیٹھیں، بیڈ کے گدے پر منہ چھپائے رو رہی تھیں جبکہ دوسری طرف ملازمہ سپاٹ تاثرات لیے، ان کے پاس کھڑی تھی۔ آریان بھاگتا ہوا امی جان کے پاس آیا اور گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا۔

"امی جان! کیا ہوا ہے؟ آپ رو کیوں رہی ہیں؟"

امی جان جو زور و شور سے رو رہی تھیں، اس کی آواز سن کر چپ ہو گئیں۔ انہوں نے اپنا چہرہ اوپر کیا اور گیلے گالوں کو ہاتھ کی پشت سے صاف کیا۔ انہوں نے مسکرانے کی ناکام کوشش کی۔

"آریان بیٹا! آپ اتنی جلدی کیسے آ گئے؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

آریان نے کوئی جواب نہیں دیا۔اس کی نگاہ امی جان کے چہرے پر گئی جہاں سرخ رنگ کے انگلیوں کے نشان ثبت تھے۔امی جان نے بھی محسوس کر لیا وہ کیا دیکھ رہا ہے۔اس لیے انہوں نے اپنا چہرہ چھپانے کی کوشش کی۔

"امی جان! آپ پر کس نے ہاتھ اٹھایا ہے؟"وہ جب بولا تو خود بھی حیران تھا۔اس کی اواز میں طیش بھرا ہوا تھا۔

"کسی نے نہیں! تم جاؤ تمہیں کام ہو گا۔"وہ دوبارہ سے مسکرائی اور اٹھ کر کھڑی ہونے لگ گئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"امی جان آپ بات کو یوں ٹال نہیں سکتیں۔آپ بتائیں آپ کے ساتھ ہوا کیا ہے؟"وہ کسی ضدی بچے کی طرح ان کے سامنے کھڑا ہو گیا۔

اس سے پہلے وہ کچھ بول پاتیں،ملازمہ نے کہا۔

"بیگم صاحبہ! آپ انہیں بتا کیوں نہیں دیتیں آپ کو بڑے صاحب نے تھپڑ مارا ہے۔"

آریان پہلے تو بات سمجھ نہیں پایا مگر جب اس کے دماغ میں یہ بات بیٹھی تو اس کے کان کی لو تک سرخ پڑ گئیں جبکہ امی جان نے ملازمہ کو گھور کر دیکھا۔

"تم سے کسی نے پوچھا؟! جا کر اپنا کام کرو۔ چلو!" آریان نے پہلی دفعہ امی جان کو یوں اونچی آواز میں بات کرتے سنا تھا ورنہ وہ تو بہت دھیمے مزاج کی عورت تھیں۔ وہ اونچی آواز میں بات بھی اپنے شوہر کے دفاع میں کر رہی تھیں۔ اس شوہر کے لیے جس نے ان کے منہ پر تھپڑ مارا تھا۔ ملازمہ سر جھکائے چلی گئی، پھر وہ آریان کی جانب مڑیں۔

"اس کی باتوں پر دھیان مت دو۔ اگلے مہینے سے تمہارے امتحانات شروع ہونے والے ہیں، جا کر ان کی تیاری کرو۔"

"لیکن امی جان ڈیڈ نے یہ کرنے کا سوچا۔۔" انہوں نے اس کی بات کاٹ دی۔

"تم ان سب کے درمیان میں مت پڑو آریان! میاں بیوی میں ہزاروں باتیں ہوتی ہیں۔ تم ابھی چھوٹے ہو۔ اس لیے سمجھ نہیں پاؤ گے۔ ویسے بھی وہ تمہارے ڈیڈ ہیں۔ ان کے بارے میں ایسے بات نہ کرو۔"

"پھر بھی امی جان انہیں سمجھانا تو ہو گا نا!" وہ ابھی بھی اپنی بات پر قائم تھا۔

"تمہیں میری قسم ہے آریان، تم اپنے باپ سے اس تھپڑ کے متعلق کوئی بات نہیں کرو گے۔ وہ سوچیں گے میں تمہیں ان سے بد ظن کر رہی ہوں۔ ویسے بھی میں سوتیلی ماں ہوں۔ تمہارے لیے جتنا ہی بھلا سوچ لوں، لوگوں کو یہی لگے گا اس میں میرا ہی کوئی مفاد ہے۔" آخری بات انہوں نے بہت غمگین لہجے میں کہی۔

ان کی یہ بات سن کر اسے بھی افسوس ہوا۔ امی جان اتنی اچھی تھیں مگر لوگوں سے ان کو پتہ نہیں کیا کیا سننے کو ملتا ہو گا؟

وہ تھوڑی دیر بعد ان کے پاس بیٹھا رہا، پھر کمرے میں چلا گیا۔

* *

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ سارا دن اسی فکر میں گھلتا رہا آخر ایسی کونسی بات ہے جس کی وجہ سے امی جان اور ڈیڈ کی لڑائی ہوئی تھی۔ لڑائی بھی اتنی زبردست کہ ڈیڈ نے امی جان پر ہاتھ اٹھالیا۔ رات کو امی جان نے ملازمہ کے ذریعے ڈائننگ ہال میں کھانا کھانے کا پیغام بھیجا۔ وہ اس وقت خاصے دباؤ کا شکار تھا۔ اسے ڈر تھا وہ کھانے کے دوران کوئی بدمزگی نہ کر دے۔ ایسے میں امی جان اور ڈیڈ کے درمیان مزید غلط فہمی بڑھ جاتی۔

اس لیے اس نے رات کے کھانے سے انکار کر دیا۔ ملازمہ جب بات سن کر جانے لگی، تو اس کے ذہن میں بات آئی۔ اس نے ملازمہ کو فوراً روکا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"سنو!"

"جی؟" ملازمہ جو جانے والی تھی، اپنے چھوٹے صاحب کے دوبارہ بلانے پر کچھ چونک گئی۔

"تمہیں پتہ ہے صبح کیا ہوا تھا؟" اس نے کچھ جھجکتے ہوئے پوچھا تھا۔

"نہیں چھوٹے صاحب مجھے سب کچھ نہیں پتہ ہے کیونکہ جب بیگم صاحبہ اور بڑے صاحب کا جھگڑا ہو رہا تھا تو کمرے کا دروازہ بند تھا۔ آوازیں صحیح سے سنائی نہیں دے رہی تھیں مگر

جب صاحب جانے لگے تو بیگم صاحبہ نے انہیں روکا۔اس پر بڑے صاحب نے ان کے منہ پر تھپڑ دے مارا۔"

ملازمہ کی بات سن کر آریان سوچ میں پڑ گیا۔اس نے یہ بات بہت گھبراتے ہوئے بتائی تھی۔شاید وہ ڈر رہی تھی امی جان نہ سن لیں۔آریان چند پل کے لیے سوچتا رہا۔پھر اپنی پینٹ کی جیب سے پانچ پانچ ہزار کے کئی نوٹ نکال کر ملازمہ کے ہاتھ میں رکھ دیے۔

ملازمہ تو ایک دم بوکھلا گئی۔

"چھوٹے صاحب یہ کیا کر رہے ہیں؟!"

آریان نے اس کی بوکھلاہٹ پر زیادہ دھیان نہیں دیا۔

"یہ پیسے رکھو اور میرا ایک کام کرو۔تم بس مجھے یہ بتاتی رہنا ڈیڈ اور امی جان کی کب کب لڑائی ہوئی ہے اور یہ بھی جاننا وہ دونوں آخر لڑ کیوں رہے ہیں۔سمجھی؟!"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"نہیں چھوٹے صاحب میں یہ نہیں کر پاؤں گی۔ اگر میں ان کی جاسوسی کرتے ہوئے پکڑی گئی تو بہت برا ہو جائے گا۔ آپ مجھے معاف کر دیں۔" ملازمہ نے پیسے آریان کے ہاتھ میں تھمائے۔

"یہ تو بتا سکتی ہو کہ ڈیڈ اور امی جان کی لڑائی کب ہوئی ہے۔۔۔" آریان نے دانت پیستے ہوا کہا۔

"یہ کر لوں گی صاحب مگر۔۔" اس سے پہلے ملازمہ دوبارہ انکار کرتی، آریان نے اس کی بات کاٹ دی۔

"بس! میں نے جتنا کہنا تھا، کہہ دیا۔ اب خاموشی سے جا کر اپنا کام کرو۔" اس کے لہجے میں ایسا دب دبا تھا کہ ملازمہ واقعی میں ایک لفظ کہے بنا رفو چکر ہو گئی۔

آریان نے گہرا سانس خارج کیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

* *

ایک مہینے بعد وہ اپنے امتحانات میں مصروف ہو گیا۔ اس دوران ملازمہ اسے بتاتی رہی گھر میں کب امی جان اور ڈیڈ کے درمیان لڑائی ہوئی، اور کب معاملات زبان سے نکل کر ہاتھوں پر آئے ہیں لیکن وجہ اس نے ابھی تک نہیں بتائی۔

خود آریان کو سمجھ نہیں آرہا تھا آخر ایسی کونسی وجہ تھی کہ اس کے ماں باپ میں اتنے اختلافات پیدا ہو گئے تھے۔ پہلے تو سب صحیح تھا۔ پہلے تو دونوں ایک دوسرے کے ساتھ آئیڈیل میاں بیوی کی طرح رہتے تھے۔ اب جب ان کی شادی کو اتنا عرصہ گزر گیا تھا، تو ان کا رشتہ مضبوط ہونے کی بجائے کمزور ہوتا جا رہا تھا۔

امی جان تو تحمل مزاج عورت تھی۔ جو عورت اپنے سوتیلے بیٹے کے ساتھ اتنا اچھا سلوک رکھتی تھی، وہ اپنے شوہر کا برا کیسے سوچ سکتی تھی۔ اسے اپنے ڈیڈ قصوروار لگ رہے تھے۔ ضرور اس کے ڈیڈ ہی امی جان کے ساتھ کوئی زیادتی کر رہے تھے۔

وہ اس معاملے پر ان دونوں سے بات کرنا چاہتا تھا مگر پھر اس نے امتحانات ختم ہونے کا انتظار کیا۔ امتحانات ختم ہونے کے بعد، وہ آرام سکون سے دونوں کے ساتھ مل کر ان کے مسئلے کا حل نکالے گا۔

جب امتحان کا وقت آیا تو وہ اس قدر مصروف ہو گیا کہ اس کی زندگی کا محور بس پڑھائی رہ گئی۔ اس دوران گھر میں چلتے مسائل، اس کی زندگی سے کچھ دیر کے لیے غائب ہو گئے۔ اسے یہ تک دکھائی نہیں دیتا تھا ناشتے اور رات کے کھانے کے وقت ڈائننگ ٹیبل پر تناؤ چھایا ہوتا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

تقریباً ایک مہینے بعد اس کے امتحانات ختم ہوئے۔ وہ اپنا آخری امتحان دینے کے بعد، اپنی یونیورسٹی کے دوستوں کے ساتھ مل کر لنچ پر چلا گیا۔ لنچ کے بعد، وہ اور اس کے دوست لونگ ڈرائیو پر نکل گئے۔

وہ رات کو کافی تھکا ہارا گھر پہنچا۔ جب وہ گھر میں آیا تو امی جان اور ڈیڈ کی آواز پورے گھر میں گونج رہی تھی۔ وہ دونوں ایک دوسرے سے بری طرح الجھ رہے تھے۔ آوازیں اوپر کی

منزل سے آ رہی تھی۔ پہلے تو وہ چند پل کے لیے ٹھہر گیا، پھر وہ جلدی سے سیڑھیاں چڑھتا اوپر آیا، تو وہ دونوں اسٹڈی روم میں موجود تھے۔ وہ بھاگتا ہوا ان دونوں کے پاس گیا۔

"تم میرے فیصلے پر بولنے والی ہوتی کون ہو؟" یہ وہ پہلی بات تھی جو آریان کو صاف سنائی دی تھی۔ امی جان جواب میں بولیں۔

"میں آپ کی بیوی ہوں۔ اگر آپ کوئی حماقت کرنے والے ہیں، تو میرا فرض بنتا ہے میں آپ کو روکوں۔"

امی جان کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے مگر ان کی آواز میں نمی کی بجائے طیش تھا۔ انہوں نے اپنے ہاتھ میں پکڑا کاغذ تھوڑا بلند کیا۔

"آپ جن چیزوں کو اپنے مرے ہوئے بھائی کے بچوں کے نام کر رہے ہیں۔ وہ ان کا نہیں بلکہ آپ کے بیٹے آریان کا حق ہے۔"

آریان کو جھٹکا لگا۔ کیا ڈیڈ اپنی جائیداد رحیم چچا کے بچوں کے نام کر رہے تھے؟

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ہاں کر رہا ہوں میں یہ سب اپنے بھائی کے بچوں کے نام کیونکہ ان پر صرف ان لوگوں کا حق ہے، آریان کا نہیں!"جہانگیر کی الفاظ اس کے دل میں چابک کی طرح گھپ گیا۔اس کے باپ نے کبھی اسے اس کے حصے کا پیار نہیں دیا تھا۔اب جائیداد میں بھی اس کا حق اس سے چھینا جا رہا تھا۔

"آپ آریان کے ساتھ یہ زیادتی کیسے کر سکتے ہیں؟"انہوں نے چلاتے ہوئے پوچھا۔

"مجھے ایک بات بتاؤ۔یہ جو تم اتنا اچھل رہی ہو یہ سب آریان کی وجہ سے ہے یا تم خود اس مال پر ناگن بننا چاہتی ہو؟"جہانگیر صاحب کی یہ بات سن کر امی جان تڑپ گئیں۔

"آپ میری نیت پر شک کر رہے ہیں؟"ان کے لہجے میں اب کی بار نمی واضح تھی۔

"تمہاری نیت پر، مجھے تو اب تم پر ہی شک ہونے لگا ہے۔جانے تم میرے بیٹے سے چاہتی کیا ہو؟وہ تمہارا سگا بیٹا نہیں ہے، پھر بھی اتنی فکر۔۔۔"

"چلے جھوٹی ہی صحیح کم از کم انہیں میری فکر تو ہے۔آپ کی طرح مجھے ملازموں کے حوالے تو نہیں کیا۔۔"اس سے آگے آریان برداشت نہیں کر پایا۔وہ بھی اس لڑائی میں کود پڑا۔

اس کی آواز سنتے ساتھ ہی ان دونوں نے اسے چونک کر دیکھا۔ وہ دونوں ہی نہیں جانتے تھے وہ کب سے یہاں کھڑا تھا۔ آریان قدم قدم چلتا ہوا آیا اور امی جان کے پیچھے مضبوط ڈھال بن کر کھڑا ہو گیا۔

"ان کا خون نہ سہی مگر دیکھیں انہیں میری کتنی فکر ہے۔ صرف میرے حق کی خاطر وہ آپ سے لڑ رہی ہیں اور آپ!" وہ پل بھر کے لیے رکا۔ "آپ سگے ہوتے ہوئے بھی میرے حق کو دوسروں کو دے رہے ہیں۔"

جہانگیر اس کی یہ باتیں سن کر بھڑک اٹھے۔

"تم اسے جانتے نہیں ہو، اس لیے اس کی وکالت کر رہے ہو۔ جس دن تم اسے جان جاؤ گے ناں تب تمہیں پتہ چلے گا تم کتنی بڑی حماقت کر رہے تھے۔"

آریان کچھ کہنے کے لیے دوبارہ لب کھولنے لگا مگر امی جان نے فوراً اس کا ہاتھ دبایا۔

"آریان ابھی بڑے بات کر رہے ہیں۔ تمہیں بیچ میں آنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ چلو اپنے کمرے میں جاؤ۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"لیکن امی جان یہ شخص میرے حق کو مجھ سے چھین رہا ہے۔" آریان کی یہ بات سن کر امی جان فوراً طیش میں بولیں۔

"تمیز سے بات کرو، ڈیڈ ہیں وہ تمہارے اور میرے ہوتے ہوئے کوئی تمہارا حق نہیں چھینے گا۔" امی جان کی بات سن کر جہانگیر صاحب ایک دم سے قہقہہ لگا کر ہنس دیے۔

"واہ بیگم واہ! میرے بیٹے کو مجھ سے بد گمان کر کے تم نے کیا خوب کھیل کھیلا ہے اور جس حق کی یہ بار بار بات کر رہا ہے ناں، اسے یہ بتا دو یہ حق اس کا ہے ہی نہیں، یہ رحیم کی جائیداد کا حصہ ہے جس پر میں ناجائز قابض تھا۔ میں غلطی کر چکا ہوں مگر ساری عمر اس غلطی کا خمیازہ نہیں بھگتوں گا۔"

"آپ کا بھائی مر چکا ہے۔ خدارا اس کی موت کا ماتم چھوڑ دے۔ اس کا خیال آپ کو پہلے آجانا چاہیے تھا۔ اب آپ یوں خیال کرتے ہوئے اچھے نہیں لگ رہیں۔" امی جان کی بات جہانگیر صاحب کو اس قدر بری لگی کہ وہ ان کی طرف لپکے اور ان کے بالوں کو پکڑ لیا۔ امی جان درد سے کراہنے لگیں مگر انہیں کوئی فرق نہیں پڑ رہا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اپنی اوقات میں رہا کرو، تیس ہزار کمانے والی معمولی سی سیکرٹری!"امی جان کو یہ بات گالی کی طرح لگی۔

"اگر میں تیس ہزار کمانے والی عام سی سیکرٹری ہوں تو اپنے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟وہ آدمی جو ہر رات رنگین کرنے دوسری عورتوں۔۔"امی جان کی بات مکمل ہونے سے پہلے،جہانگیر نے ان کا گلا پکڑ کر دبانے لگا۔ آریان جو پہلے شاک سے بت بنا کھڑا تھا،یہ سب دیکھا تو فوراًان کے پاس آیا اور ان کا گلے پر سے ہاتھ ہٹانا چاہا۔

"ڈیڈ!ڈیڈ! چھوڑیں انہیں!"وہ تمام طاقت لگا کر جہانگیر کا ہاتھ امی جان کے گلے پر سے ہٹانے لگا مگر جہانگیر پر تو جنون سوار تھا۔انہوں نے ایک زوردار دھکا آریان کو دیا۔"میں اس عورت کو آج بتا کر چھوڑوں گا میں آخر ہوں کیا!"

امی جان کا پورا چہرہ سرخ ہو گیا تھا۔ آنکھیں باہر کو نکل رہی تھیں اور ہاتھ پاؤں دم گھٹنے کی وجہ سے پھڑ پھڑا رہے تھے۔ آریان کو سمجھ نہیں آئی وہ کیا کرے۔اسے ایک بھاری گلدان پاس رکھا دکھائی دیا۔جانے آریان نے کیا سوچ کر اسے اٹھایا اور آگے بڑھ کر

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

جہانگیر کے ہاتھ پر مارنا چاہا لیکن اس کا نشانہ چوک گیا اور وہ گلدان ہاتھ میں لگنے کی بجائے، جہانگیر کے سر پر لگ گیا۔

جہانگیر لڑکھڑا کر پیچھے کو ہوئے اور پھر زمین پر ڈھ گئے۔ ان کے سر سے خون کے فوارا چھوٹ گیا۔ آریان ایک دم ساکت ہو گیا۔ ایسے جیسے وہ انسان نہیں بس مٹی کا کوئی بے جان پتلا ہو۔

مسز جہانگیر اس وقت اپنا سانس درست کر رہی تھیں۔ جب انہوں نے کچھ ہوش سنبھالا، تو جہانگیر کو یوں گرا ہوا دیکھ کر وہ بے اختیار چلائیں۔

"جہانگیر!"

ان کی نظر آریان کے ہاتھ میں موجود خون آلود گلدان پر گئی۔ ساری گتھی سلجھ گئی۔ وہ ہیجانی کیفیت میں آریان کے پاس آئیں اور اسے جھنجھورنے لگ گئیں۔

"گھٹیا انسان! تم نے یہ کیا کر دیا؟ میرے شوہر کے ساتھ تم نے یہ کیسے کیا؟" وہ چلا چلا کر بول رہی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"وہ۔۔آپ کو۔۔۔مار دیتے!" آریان نے اپنا دفاع کرنا چاہا۔

"مجھے مار رہا تھا تو مرنے دیتے۔ہمارے درمیان ایسے بہت سے جھگڑے ہوئے تھے جس میں وہ میرا گلا دباتا تھا۔تمہیں کیا ضرورت تھی درمیان میں آنے کی؟!" وہ چلا کر بولیں۔

پھر انہوں نے مڑ کر جہانگیر کو دیکھا جو بے ہوش تھے۔ان کے سر سے نکلتے خون نے فرش کو بھی گندا کر دیا تھا۔

"میں انہیں ہسپتال لے کر جا رہی ہوں۔دعا کرو یہ بچ جائے ورنہ تمہیں تو میں سلاخوں کے پیچھے پہنچا کر ہی دم لوں گی۔" انہوں نے دھمکی آمیز لہجے میں کہا اور اسٹڈی سے باہر چلی گئی۔آریان وہی پریشان کھڑا رہ گیا۔

* *

وہ دونوں ہسپتال کی راہداری میں کھڑے تھے۔ مسز جہانگیر بار بار ہاتھوں کو مسل رہی تھیں جبکہ آریان خوفزدہ کھڑا تھا۔ وہ ہلکی سی آہٹ پر ڈر رہا تھا۔ اسے ڈر تھا کہ کہیں پولیس اسے گرفتار کرنے نہ آجائے۔

وہ دونوں یونہی کھڑے تھے جب ڈاکٹر ان کے پاس آیا۔

"خون زیادہ بہنے کی وجہ سے ہم آپ کے مریض کو بچا نہیں پائے۔" یہ سننے کی دیر تھی آریان کو اپنے ارد گرد سب کچھ سناٹے میں جاتا دکھائی دیا۔ اس کا باپ بھی اسے ماں کی طرح چھوڑ کر چلا گیا تھا۔ اس کا باپ اس دنیا سے چلا گیا۔ اس کا باپ چلا گیا۔

اس کا ذہن اسی سطر کو بار بار دہراتا رہا۔ پھر ایک دم کسی نے اسے کھینچ کر اپنی جانب کیا۔ وہ گھبرا گیا۔

"تم نے میرے شوہر کو مار دیا۔ تم نے میرے شوہر کو مار دیا۔"

مسز جہانگیر اس کا گریبان پکڑے بآواز بولے جا رہی تھیں۔ اس کے سینے پر مکے برساتے ہوئے انہیں اندازہ ہی نہیں ہو رہا تھا کہ وہ دنیا والوں کے سامنے ایک تماشا لگا رہی ہیں اور

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

آریان،وہ اس سوچ میں مگن تھا اسے کیا محسوس کرنا ہے؟دکھ،پچھتاوا،احساس جرم، ندامت یا شرمندگی؟

* *

دو دن گزر چکے تھے۔جہانگیر صاحب کو اس دنیا سے گئے پورے دو دن ہو گئے تھے۔پورے گھر پر سناٹوں کا راج تھا۔ایسے میں آریان ملگجی حالت میں اپنے کمرے سے باہر نکلا۔

دو دنوں سے وہ اپنے کمرے سے باہر نہیں نکلا تھا۔آریان تھکا تھکا سا،راہ داریاں پار کرتا امی جان کے کمرے تک پہنچا۔دروازہ کھلا ہوا تھا اور وہ اپنی ماں کو بیڈ پر بیٹھا دیکھ سکتا تھا۔ انہوں نے سفید رنگ کی شلوار قمیض پر نیٹ کا ڈوپٹہ لیا ہوا تھا جو بالوں پر ڈھکا ہونے کے باوجود انہیں ظاہر کر رہا تھا۔وہ بس خلا کو گھورے جا رہی تھیں۔

ہسپتال والے واقعے کے بعد وہ امی جان سے کترا رہا تھا۔ کفن دفن کے معاملات ملازموں نے کیے تھے۔ وہ تو دروازہ بند کر کے کمرے میں گھسا رہا۔ معاملے کو پولیس کیس بننے سے بچایا بھی ڈیڈ کے مینجر نے تھا۔ اس نے یہ کام امی جان کے کہنے پر کیا تھا۔ آریان کو یہ بات سمجھ نہیں آئی امی جان نے آخر ایسا کیوں کیا؟ وہ تو اسے خود جیل پہنچانا چاہتی تھیں اور اب اسے بچا بھی رہی تھیں لیکن اس نے اس بات کو چھوڑ دیا۔

آج وہ امی جان سے بات کرنے آیا تھا۔ وہ چاہتا تھا امی جان کے دل سے ساری بد گمانی دور کر دے لیکن امی جان کو یوں بیٹھا دیکھ کر وہ سارا حوصلہ جو وہ جمع کر کے آیا تھا، یکدم غائب ہو گیا۔ وہ بہت دیر تک کمرے کے باہر کھڑا رہا۔ پھر حوصلہ پکڑتے ہوئے وہ اندر آ گیا۔

امی جان کو جب کمرے میں کسی اور کی موجودگی کا احساس ہوا تو انہوں نے آنکھیں اٹھا کر اسے دیکھا۔ وہ خاموش تھیں مگر ان کی آنکھیں، وہ بہت کچھ بول رہی تھیں۔

ایک پل کے لیے آریان نے اپنی ماں کی آنکھوں میں دیکھا لیکن پھر ان میں ابھرتی شکایتوں کو دیکھ کر وہ تاب نہ رکھ سکا اور نظریں چرا گیا۔

وہ ان کے بالکل سامنے پنجوں کے بل بیٹھ گیا۔

"امی جان، مجھے معاف کر دیں!" اس کی بات سن کر جانے انہیں کیا ہوا، وہ کھوکھلی ہنسی ہنس دیں۔

"تم معافی نہ مانگو۔ معافی تو شاید مجھے مانگنی چاہیے۔" انہوں ہنستے ہوئے یہ بات کہی۔ "تمہیں پتہ ہے سب سے زیادہ مجھے کس چیز سے ڈر لگتا تھا آریان؟"

انہوں نے تلخ مسکراہٹ کے ساتھ آریان سے پوچھا۔ آریان ان کے سوال پر خاموش رہا۔ امی جان خود ہی بولیں۔

"مجھے سب سے زیادہ ڈر تنہا رہنے سے آتا ہے۔ میری تقدیر میں بھی کیا خوب لکھا ہے؟! جس چیز سے ساری عمر ڈرتی رہی، وہی میری قسمت بن گئی۔ مجھے ساری عمر تنہا رہنے کی سزا دے دی گئی ہے۔ مجھے ساری عمر تنہا رہنے کی سزا دے دی گئی ہے۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ ہنستے ہنستے گویا اعلان کر رہی تھی۔ آریان نے انہیں نہیں ٹوکا۔ وہ چاہتا تھا امی جان اپنے دل کا غبار نکال لیں۔ ہنستے ہنستے ان کی آنکھیں پل بھر میں نم ہو گئیں۔ وہ بیڈ سے نیچے اتریں اور آریان کے کندھے پر سر رکھ کر رونے لگ گئیں۔

"دیکھو آریان میں تنہا رہ گئی۔ میں تنہا رہ گئی۔ میں تنہا رہ گئی۔" یہ جملہ وہ کسی منتر کی طرح دہرا رہی تھیں۔

"امی جان، آپ یوں مت روئیں پلیز!" امی جان کو یوں روتا دیکھ کر احساسِ ندامت مزید جڑ پکڑنے لگ گیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

تھوڑی دیر بعد وہ جب سنبھل گئیں تو آریان کے کندھے پر سے ہٹیں۔ اپنے ہاتھ سے انہوں نے گالوں اور آنکھوں کی نمی کو پونچھا۔

"آریان! تم ابھی جاؤ۔" انہوں نے تھکی ہوئے لہجے میں کہا۔

آریان تذبذب کا شکار ہو گیا۔ جب امی جان نے اسے جاتے نہ دیکھا تو تیز آواز میں بولیں۔

"میں نے کہا جاؤ۔"

آریان کو چار و ناچار جانا ہی پڑا۔

* *

وہ اپنے بیڈ پر لیٹا سونے کی کوشش کر رہا تھا، جب امی جان نے ملازمہ کے ہاتھ اسے بلایا۔ اسے یہ سن کر حیرت کا جھٹکا لگا۔ وہ بے یقینی سی کیفیت کے ساتھ امی جان کے کمرے میں گیا۔

وہ کچھ دیر پہلے سے کافی پر سکون دکھائی دے رہی تھیں۔ پہلے کی طرح نہ وہ رو رہی تھیں اور نہ ہی کسی اور دنیا میں گم تھیں۔ انہوں نے جیسے ہی دیکھا آریان ان کے کمرے میں آیا ہے تو

وہ اٹھ کر کھڑی ہو گئیں اور آریان کے پاس قدم قدم بڑھنے لگیں۔ آریان کمرے کی چوکھٹ پر کھڑا انہیں اپنے پاس آتا دیکھتا رہا۔ وہ دو قدم کے فاصلے پر رک گئیں۔

"تم نے مجھ سے معافی مانگی تھی آریان؟!" بات سوالیہ معلوم ہوتی تھی مگر لہجہ نہیں۔

"ہاں!"

"میں نے اس معافی کے بارے میں بہت سوچا آریان لیکن ایک بات بتاؤ میں تمہیں معاف کیوں کروں؟ اس سے پہلے بھی جن لوگوں نے میرے ساتھ برا کیا میں نے انہیں معاف کر دیا تھا۔ ہر دفعہ میں ہی معاف کیوں کروں؟ ہر دفعہ میں ہی کیوں؟"

امی جان نے بات جس قدر مستحکم لہجے میں شروع کی تھی، آخری بات کہتے ہوئے ان کے لہجے میں کرب جھلکا۔

"امی جان! میں جانتا ہوں آپ ڈیڈ کے جانے پر اداس ہیں مگر آپ یہ بھی تو سوچیں میں نے آپ کو بچانے کے لیے ڈیڈ کے سر پر گلدان مارا تھا، ورنہ آپ میرا یقین کریں میرا ایسا

کرنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔ آپ دونوں کی لڑائی میں، میں آپ کو بچانے کے لیے کودا تھا۔"اس کا انداز سمجھانے والا تھا۔

"میں نے تمہیں نہیں کہا تھا تم جہانگیر کو مارو۔ تمہیں میرے لیے کچھ بھی کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ میں تمہارے باپ کو جانتی ہوں۔ وہ مجھے مارنا نہیں چاہتا تھا اور یہ جو تم ہماری لڑائی کو آپس کی لڑائی کہہ رہے ہو، کیا تم بھول گئے ہو تمہارا باپ کیا کرنے جا رہا تھا؟ اگر میں درمیان میں نہ آتی ناں تو اب تک تم سڑک پر بیٹھے ہوتے۔"ان کا لہجہ تلخ ہی تلخ تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اس بار آریان کو بھی غصہ آیا۔ امی جان کوئی بات سمجھ ہی نہیں رہی تھیں۔ اب بہتر یہی تھا انہیں ان کے حال پر ہی چھوڑ دیا جائے۔

"اگر آپ نے اس بات کو لے کر بیٹھے رہنا ہے نا تو شوق سے بیٹھی رہیں۔ میرے پاس اتنا وقت نہیں ہے، آپ کو صفائیاں دیتا رہوں۔"یہ کہہ کر وہ جانے لگا، جب امی جان کی آواز نے اس کے قدموں میں زنجیر ڈالی۔

"تمہیں مجھے صفائیاں دینے کی ضرورت بھی نہیں ہے۔یہ صفائیاں تم پولیس کے لیے سنبھال کر رکھو۔وہی تمہاری صفائیاں شوق سے سنے گی۔" آریان فوراً سے مڑا اور مسز جہانگیر کے چہرے کو دیکھا۔

"آپ ایسا کچھ نہیں کریں گی۔"اس نے کھوکھلی آواز میں کہا۔

"میں ایسا ضرور کروں گی۔تمہاری وجہ سے پہلے میں نے اپنی ازدواجی زندگی خراب کی،اس کے بعد اپنے شوہر کو کھودیا۔میرے شکر گزار ہونے کی بجائے اگر تم مجھے آنکھیں دکھاؤ گے تو بہتر ہے، تمہیں تمہارے اصلی مقام پر پہنچا دیا جائے۔"

وہ مزید کچھ آگے بڑھیں اور کمرے کا دروازہ بند کرنے لگیں۔دروازہ بند کرتے کرتے ایک دم سے ان کے ہاتھ رکے۔

"آج رات تک فیصلہ کر لینا کیا یونہی اپنے آپ کو حق پر سمجھتے ہوئے جیل جانا ہے یا میرا شکر گزار رہ کر زندگی کاٹنی ہے۔"

اس کے بعد دروازہ زور سے منہ پر بند کر دیا گیا۔آریان کافی دیر تک بند دروازے کو تکتا رہا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

* *

جوں جوں وقت گزرتا جارہا تھا،اس کے اضطراب اور بے چینی میں اضافہ ہوتا جارہا تھا۔وہ ایک مشکل دوراہے پر کھڑا تھا۔باپ کو مارنے پر وہ خود بھی احساسِ جرم میں گھرا ہوا تھا مگر وہ یہ بات جانتا تھا اس نے یہ سب حادثاتی طور پر ہوا تھا۔کچھ جان بوجھ کر نہیں ہوا تھا۔امی جان بھی یہ جانتی تھیں مگر وہ اپنی بات پر جیسے اڑ گئی تھیں۔وہ آخر اس سے چاہتی کیا تھیں؟وہ جانتا تھا شکر گزار بن کر رہنے کا مطلب غلام بن کر رہنا تھا اور وہ آریان جو اپنے نوکروں کو خود سے حقیر سمجھتا تھا،کسی کا غلام بننا کیسے گوارا کر سکتا تھا؟

لیکن جیل جانے کا سوچ کر اس کے رونگھٹے کھڑے ہو جاتے۔اگر امی جان نے اس کے خلاف کیس لڑا تو اس کا کیا ہو گا؟اس کے ساتھ کھڑا ہونے کے لیے کوئی مضبوط سہارا نہیں تھا؟اس کے نزدیک کوئی بھی شخص ایسا نہیں تھا،جو اسے جیل میں قید دیکھ کر اس کی رہائی

کے لیے کوٹ کچہری کے چکر کاٹے۔ الٹا اس کے قریبی اپنا دامن بچا کر بھاگنے کی سوچیں گے۔

امی جان کا غلام بن کر بھی وہ آزاد رہ سکتا تھا۔ ایک اچھی اور آسائشوں والی زندگی جو وہ ہمیشہ سے گزارتا آیا ہے، وہ اس صورت میں کبھی ختم نہیں ہوتی لیکن اگر وہ جیل چلا جاتا تو آسائش تو دور کی بات تھی، وہ تو ضروریاتِ زندگی کے لیے ترس جاتا۔

دل پر پتھر رکھ کر اس نے فیصلہ کر لیا۔ وہ جانتا تھا فیصلہ بہت کڑا تھا مگر اب جو بھی تھا، اس کے پاس یہی راستہ تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

* *

وہ اپنے مقررہ وقت پر امی جان کے کمرے کے سامنے کھڑا تھا۔اس نے ان کے کمرے کا دروازہ کھٹکھٹایا۔کچھ پل کھٹکھٹانے کے بعد دروازہ کھول دیا گیا۔وہ چپ چاپ اندر آیا اور اپنے سامنے کھڑی اس عورت کو دیکھا جو اس کی سوتیلی ماں تھی۔اس نے ماں کی طرح قربانی تو دی تھی مگر سوتیلی ہونے کی وجہ سے اب ان قربانیوں کا معاوضہ بھی مانگ رہی تھی۔

"پھر تم نے کیا سوچا؟"انہوں نے بڑے آرام سے پوچھا اور پھر آگے بڑھ کر اپنے بیڈ پر بچھی بیڈ شیٹ کو ٹھیک کرنے لگ گئیں۔

"میں فیصلہ کر چکا ہوں لیکن پھر بھی ایک بار پوچھنا چاہتا ہوں آپ کے پاس کیا ثبوت ہے کہ میں نے ڈیڈ کو مارا ہے؟"

مسز جہانگیر مسکرائیں۔

"میں جانتی تھی تم یہ سوال ضرور پوچھو گے۔سب سے بڑا ثبوت تو وہی گلدان ہے جسے تم نے جہانگیر کے سر پر مارا تھا۔اس پر تمہارے فنگر پرنٹ اور جہانگیر کا خون موجود ہے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس کے بعد گھر کے دو ملازم بھی ہیں جو اس بات کے گواہ ہیں کہ انہوں نے تمہیں گلدان مارتے ہوئے دیکھا تھا اور اسٹڈی میں موجود سی سی ٹی وی کیمرہ میں بھی تمہاری فوٹیج ہے۔ اگر تم سمجھتے ہو یہ ثبوت تم حاصل کر لو گے، تو اچھے سے جان لو یہ ثبوت وہاں پر ہیں، جہاں تمہاری سوچ بھی نہیں پہنچ سکتی۔۔۔"

آریان نے بے تاثر لہجے میں ان کی ساری باتیں سنی۔ پھر کچھ دیر خاموشی چھائی رہی۔ اس خاموشی کو آریان کے فیصلے نے توڑا۔

"میں آپ کا "شکر گزار" بننے کو تیار ہوں۔" اس نے شکر گزار پر خاصا زور دیا۔

"امم ہمم! اور؟" مسز جہانگیر نے معنی خیز انداز میں پوچھا۔

"اور کیا؟" آریان نے اب کی بار نا سمجھی سے مسز جہانگیر کو دیکھا۔

"اور یہ کہ تم اگر چاہتے ہو تمہارے گناہوں کا کفارہ ہو تو میری مدد کرو۔" مسز جہانگیر مدعے کی جانب بڑھ رہی تھیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

آریان نے گہری سانس کھینچی۔

"اب کیسی مدد چاہیے آپ کو؟"

"مجھے اپنے کچھ پرانے دشمنوں سے حساب بے باک کرنا ہے؟!"

"آپ مجھ سے کیا چاہتی ہیں؟" آریان کو ان کے پچھلے دشمنوں میں کوئی دلچسپی نہیں تھی۔

"مدد! قدم قدم پر مدد!" مسز جہانگیر نے آرام سے کہا۔

"تیار ہوں۔" یہ کہہ کر وہ جانے لگا۔ مسز جہانگیر دوبارہ بولیں۔

"فکر نہ کرو۔ اگر تم نے میری مدد کی تو میں اپنے حصے کی جائیداد بھی تمہارے نام کر دوں گی۔ بس یہ گھر نہیں کروں گی۔"

"اچھا!" آریان نے روکھے پن سے کہا۔

"اور مجھے مارنے کا منصوبہ جو تم بنا رہے ہو، شوق سے بناؤ لیکن یہ بھی جان جاؤ میں نے اپنے وکیل سے کہہ دیا ہے اگر مجھے کچھ بھی ہوا تو اس کے پیچھے تمہارا ہاتھ ہو گا۔" آریان کا چہرہ

پوری گفتگو میں پہلی بار پھیکا پڑا تھا۔ آخر یہ عورت اس کے اندر باہر کو اتنی آسانی سے کیسے پڑھ لیتی تھی؟ مسز جہانگیر قدم قدم چلتی اس کے پاس آئی اور اس کے کندھے پر نزاکت سے ہاتھ رکھا۔

"اگر میرے خلاف جانے کا تمہیں کوئی فائدہ نہیں ہو گا، الٹا گھاٹے میں رہو گے لیکن اگر میرے ساتھ مل جاؤ گے تو میں تمہاری بھی مدد کروں گی۔ جائیداد کی تو تم فکر ہی نہ کرو۔ وہ تمہاری ہی ہے بلکہ اگر تم چاہو گے تو تمہارے چچا کے بیٹوں کو بھی اچھا سبق چکھاؤں گی۔"

یہ وہ موقع تھا جب آریان نے دل میں اقرار کیا وہ زندگی میں کبھی بھی اس عورت کے خلاف نہیں جا سکتا تھا۔ یہ عورت کسی بھی شخص کو بے بس کرنے کی طاقت رکھتی تھی۔ شاید اس لیے وہ یہاں کھڑی تھی۔

آریان کچھ نہیں بولا۔ چند ثانیے یونہی خاموشی کے نظر ہوئے۔ اس کے بعد وہ مڑ کر جانے لگا تو مسز جہانگیر نے اس سے پیچھے سے پوچھا۔

"میں اس خاموشی کو کیا نام دوں؟"

"رضامندی!"اس کے بعد وہ تیز تیز قدم لیتا نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

****

"میں باہر ملک کیوں جاؤں؟"

امی جان صبح صبح کمرے میں آکر اسے باہر ملک جانے کا کہہ رہی تھیں۔

"کیونکہ میں تم سے کہہ رہی ہوں۔"مسز جہانگیر کا انداز بے نیاز تھا۔

"لیکن پھر بھی!وہاں جا کر میں کروں گا کیا؟"آریان نے مسز جہانگیر سے پوچھا۔

"آگے کچھ پڑھ لینا۔لوگ ویسے بھی اعلیٰ تعلیم کے لیے ملک سے باہر جاتے ہیں۔"مسز جہانگیر ابھی بھی بے پروا تھی۔

"مگر پھر بھی مجھے باہر بھیجنے کی کوئی وجہ تو ہو گی؟"آریان نے درشتگی سے پوچھا تھا۔

"تم نے جو اپنے باپ کو قتل کر کے گند پھیلایا ہے، اسے سمیٹنا ہے۔ اور بھی بہت سے کام ہیں، جو تمہاری موجودگی میں پیچیدہ ہو جائیں گے۔ اگر اپنے آپ کو ان سب پیچیدگیوں سے دور رکھنا چاہتے ہو، تو جو کہہ رہی ہوں، وہ مان جاؤ۔"

آریان یہ بات سن کر بالکل خاموش ہو گیا۔ اس کی خاموشی کو مسز جہانگیر سمجھ چکی تھیں، اس لیے بولیں۔

"تمہیں فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں نے ٹکٹ کنفرم کروالی ہے۔ ویزا تو تمہارا پہلے سے لگا ہوا ہے۔ کچھ عرصے کے لیے تم پڑھائی کے لیے چلے جاؤ۔ میں بزنس اور گھر، دونوں کو اچھے سے سنبھال لوں گی۔ جب مجھے تمہاری ضرورت ہو گی تمہیں بلا لوں گی لیکن ابھی کچھ عرصے کے لیے تم غائب ہو جاؤ۔"

آریان بالکل خاموش ہو گیا تھا۔ اس نے بالکل بھی مزاحمت نہیں کی۔ اب جو ہونا تھا، وہ تو ہو کر ہی رہنا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

* *

پردیس آ کر زندگی ویسی ہی تھی جیسے اس نے سوچی تھی۔ تنہا،اُدھوری اور بے رنگ!

امی جان نے اس کا داخلہ ایک یونیورسٹی میں کروادیا تھا۔ وہ خاموشی سے چپ چاپ جاتا، پڑھتا اور واپس اپنے فلیٹ میں آ کر بند ہو جاتا۔ اس کا یہی معمول تھا۔

امی جان کے آنے کے بعد سے اس نے دوست بنانا شروع کر دیے تھے مگر جہانگیر کی موت اور امی جان کی بلیک میلنگ نے اسے دوبارہ اپنے خول میں بند کر دیا تھا۔

یونیورسٹی میں کوئی لڑکا یا لڑکی،اس کی جانب دوستی کا ہاتھ بڑھاتا تو وہ اسے جھٹک دیتا۔

دوسری طرف امی جان پاکستان میں رہتے ہوئے بھی اس پر نگرانی رکھے ہوئے تھیں۔ انہیں اس کی پل پل کی خبر ہوتی تھی۔ شروع میں وہ حیران ہوتا تھا مگر پھر آہستہ آہستہ

اس نے حیران ہونا بھی چھوڑ دیا۔ اس کی ماسٹرز کی ڈگری جب اپنے اختتام کو پہنچی، تو امی جان نے اسے پی ایچ ڈی کرنے پر راغب کیا مگر اس بار وہ بالکل بھی نہیں مانا۔

مسز جہانگیر بھی جانتی تھیں وہ اسے زیادہ دیر تک پاکستان سے باہر نہیں رکھ سکتی تھیں، اس لیے انہوں نے اسے واپس آنے کی اجازت دے دی۔ یوں آریان واپس پاکستان آ گیا۔

پاکستان آنے کے بعد اس نے اپنے باپ کا کاروبار سنبھال لیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

****

اس کو پاکستان آئے کوئی دو مہینے تو گزر چکے ہونگے جب مسز جہانگیر نے میسج پر اسے ایک ریستوران کا ایڈریس دیا اور فوراً بلایا۔ وہ اس وقت ایک میٹنگ سے فارغ ہوا تھا۔ آفس میں ابھی کوئی اہم کام نہیں تھا۔ اسی لیے وہ مزاحمت کیے بغیر چلا گیا۔

ریسٹوران میں داخل ہو کر اس نے نظر دوڑائی، تو اسے مسز جہانگیر کونے والی میز پر بیٹھی دکھائی دیں۔ جب وہ ان کے پاس گیا تو اس نے دیکھا ان کے پاس ایک لڑکی بیٹھی ہوئی تھی۔ وہ لڑکی دور سے بھی کافی حسین لگتی تھی۔ دوسری طرف مسز جہانگیر کو جب قدموں کی آہٹ قریب آتی محسوس ہوئی، تو انہوں نے گردن موڑ کر دیکھا۔ آریان کو آتا دیکھ کر ان کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ لڑکی نے بھی ان کی نظروں کا تعاقب کیا۔ اس کی آنکھیں بہت پیاری تھیں مگر وہ اس وقت سوجی ہوئی تھیں۔ ایسے جیسے وہ بہت رو کر آئی ہو اور تاثرات سخت تھے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"امی جان بلایا؟" اس نے لڑکی کو نظر انداز کرتے ہوئے مسز جہانگیر کو مخاطب کیا۔

"ہاں، بیٹھو تمہیں کسی سے ملانا تھا۔" انہوں نے اپنے ساتھ والی کرسی کی جانب اشارہ کیا۔

آریان بیٹھ گیا۔

"آریان اس سے ملو یہ میری سوتیلی بیٹی نمرہ ہے۔ ایک طرح سے یہ تمہاری سوتیلی بہن ہوئی۔ اور نمرہ یہ میرا بیٹا آریان ہے، ایک نظر سے دیکھو تو یہ تمہارا بھائی ہوا۔"

نمرہ کو کوئی شاک نہیں لگا مگر آریان بری طرح چکرا گیا۔ یہ سوتیلا سوتیلی کی کیا کہانی تھی؟

"یہ میرے پہلے شوہر کی بیٹی ہے۔ میں نے جب اسے سب کچھ بتایا تو یہ بھی میری مدد کرنے کو تیار ہو گئی ہے۔ یہ ہمارے ساتھ ہی ہے۔"

آریان کی الجھن میں کچھ کمی آ گئی تھی۔ اس سے پہلے وہ ذہن میں اٹھتے سوالات اٹھاپاتا مسز جہانگیر نے اسے روک دیا۔

"اب ہم تینوں ٹیم ہے۔ آج اگر ہم مل گئے ہیں، تو بہتر ہے ابھی سے منصوبہ بنانا شروع کر دیتے ہیں۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

* *

آریان کی جب آنکھ کھلی تو اس نے اپنے آپ کو زمین پر لیٹا ہوا پایا۔ اس کی آنکھیں نیند کی زیادتی اور رونے کی وجہ سے سوج گئی تھیں۔ وہ بمشکل اٹھ کر بیٹھا اور خالی دماغ کے ساتھ ان باتوں کو سوچنے لگا جو وہ سونے سے پہلے سوچ رہا تھا۔ وہ شاید ماضی میں کھویا تھا لیکن اب وہ کہانی کے ساتھ خود بھی حال میں آچکا تھا۔

پھر وہ کھڑا ہوا اور اپنے چہرے پر ٹھنڈا پانی ڈالنے کے لیے واش روم گیا۔ اسے ویسے بھی کاروبار کے سلسلے میں شہر سے باہر جانا تھا اور اب اگر تیار نہ ہوتا تو یقیناً اسے دیر ہو جاتی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

* *

ایک ہفتہ بعد

کمرے کی قیدی ٹھان چکی تھی۔ وہ کمرے کے چکر کاٹتی، پھر دروازے کے پاس کھڑی ہو کر باہر سے کوئی آواز سننے کی کوشش کرتی۔ مسز جہانگیر اور آریان میں سے کوئی بھی اس کے کمرے میں نہیں آیا تھا۔ بس ملازمہ کھانا لے کر آتی تھی۔ ملازمہ سے اسے پتہ چلا تھا آریان کسی کام سے دوسرے شہر گیا تھا اور اس کی واپسی آج متوقع تھی جبکہ مسز جہانگیر گھر پر ہی تھیں۔

وہ ان دونوں کا انتظار کرتے ہوئے اس قدر اکتا گئی کہ آج جب ملازمہ اسے دوپہر کا کھانا دینے آئی تو اس نے ملازمہ کے ہاتھوں مسز جہانگیر کو بلایا۔ دوپہر کے کھانے کو کافی دیر گزر چکی تھی۔ وہ دروازے سے ہٹتی اس سے پہلے اسے کمرے کی جانب آہٹ بڑھتی محسوس ہوئی۔

وہ یہی تو چاہتی تھی۔ ساری حکمت عملی اس نے ایک بار پھر دوڑائی اور پھر اس نے اس پر عمل کیا۔ اس نے پہلے پانی کے گلاس کو اٹھایا اور اسے توڑ دیا۔ گلاس ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ اس نے ٹکڑوں میں سے ایک کو پکڑ کر کلائی کے پاس احتیاط سے اپنی جلد کو اس

طرح کاٹا کہ رگ نہ کٹے۔ پھر اس نے کلائی کو اس قدر زور سے دبایا کہ خون تیزی سے نکلنے لگ گیا۔ خون پوری کلائی پر پھیل گیا اور اصلی نشان اس میں گم ہو گیا۔ اس کے بعد وہ بیڈ پر لیٹ گئی اور آنکھیں بند کر لیں۔ اس کی ساری حسیات چوکنا تھیں۔ اسے دروازہ کھلنے کی آواز آئی۔ پھر ہیل کی اواز پورے کمرے میں گونجنے لگی۔

"عالیہ!" عالیہ بند آنکھوں سے بھی جان سکتی تھی وہ اسے یوں سویا ہوا دیکھ کر تعجب کا شکار تھی۔ پھر ایک دم ہیل کی اواز رک گئی اور زوردار چیخ گونجی۔

"عالیہ!" عالیہ جان گئی مسز جہانگیر اس کا ہاتھ دیکھ چکی تھی۔۔ ہیل کی ٹک ٹک کی آواز تیزی سے اس کی جنب بڑھی۔ پھر اسے مسز جہانگیر کا چہرہ اپنے چہرے کے عین اوپر محسوس ہوا۔ مسز جہانگیر کا ہاتھ اسے اپنے چہرے پر محسوس ہوا۔ وہ نرم ہاتھوں سے اس کا چہرہ تھپتھپا رہی تھی۔ عالیہ جان گئی تھی مسز جہانگیر پوری طرح حواس باختہ ہو چکی ہیں۔ اس نے منصوبے کے اگلے مرحلے پر کام کیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس نے فوراً سے آنکھ کھولی اور ان کا ہاتھ پکڑ کر انہیں بیڈ پر پھینک دیا۔ پھر بجلی سی تیزی سے کمرے سے باہر بھاگی۔ باہر جانے کے بعد اس نے کمرے کا دروازہ بند کر دیا۔

دروازے پر کنڈی لگا کر اس نے پہلے ادھر ادھر دیکھا، پھر جہاں اسے راستہ ملتا رہا وہ بھاگتی چلی گئی۔ اس نے کتنی راہداریاں پار کی، کتنی بار سیڑھیاں اتری، وہ گنتی بھول گئی۔

اس وقت اس کے کان اس کے پورے حواسوں پر بھاری ہوئے ہوئے تھے۔ مسز جہانگیر کی چلاتی آواز، ملازموں کی بھاگ دوڑ اور اپنے پاس اٹھتے قدم یہ سب اسے خوفزدہ کر رہے تھے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

جب وہ نچلی منزل میں پہنچی تو اسے ایک دروازہ دکھائی دیا جس کے دوسری طرف لان دکھائی دے رہا تھا۔ وہ جلدی سے اس کی جانب لپکی۔ ابھی وہ باہر نکل پاتی اس سے پہلے ہی وہ ملازمہ، جو اسے کھانا دینے آتی تھی، مضبوط چٹان کی طرح اس کے راستے میں حائل ہو گئی۔

"کہاں بھاگ رہی ہو؟" اس نے تیکھے انداز میں پوچھا۔

عالیہ اسے دیکھ کر گھبرا گئی۔ وہ اپنی منزل کے اتنے پاس تھی۔ کیا اب وہ ہمت ہار کر واپس چلی جاتی؟ بالکل نہیں!

اس نے عزم لیا اور ادھر ادھر دیکھا۔ اسے کچھ بھی نہیں ملا۔ تب اس کا دھیان اپنے ہاتھ میں موجود کانچ کے ٹکڑے پر گیا جو ابھی تک بے دھیانی میں اس کے ہاتھ میں تھا۔ عالیہ کو اپنے بچاؤ کے لیے راستہ مل گیا۔

دوسری طرف ملازمہ اس کے عزائم سے انجان، اس کی جانب بڑھ رہی تھی۔

"تمہاری خبر تو اب بیگم صاحبہ لیں گی۔ میں انہیں بتاؤں گی تم کیا کر رہی ہو۔۔۔"

وہ اپنی رو میں بولتی ہوئی جب اس کے بالکل پاس پہنچی، تو عالیہ نے اپنے ہاتھ میں موجود کانچ کا ٹکڑا اس کے گال میں گھسا کر باہر نکالا۔ ملازمہ اس حملے کے لیے بالکل تیار نہیں تھی۔ اپنے چہرے کے زخم سے درد محسوس ہوتا دیکھ کر وہ چلانے لگ گئی۔

عالیہ نے اسے زوردار دھکا دے کر زمین پر پھینکا اور خود دروازہ پار کر لیا۔ وہ اب کھلے آسمان تلے تھی۔ آسمان کا نارنجی رنگ شام ہونے کا عندیہ دے رہا تھا لیکن کام ابھی ختم نہیں ہوا

تھا۔ وہ ابھی بھی گھر کی حدود میں قید تھی۔ وہ بھاگتی ہوئی صدر دروازے کی جانب بڑھی۔ چوکیدار کرسی پر غنودگی کی حالت میں تھا۔ عالیہ کو اپنی جانب بھاگتا دیکھ کر وہ ہڑبڑا کر کھڑا ہوا۔ عالیہ نے جب اسے یوں ہڑبڑا کر اٹھتا دیکھا تو فوراً سے بولی۔

"مسز جہانگیر کی طبیعت بہت خراب ہو گئی ہے۔ وہ پاگلوں کی طرح چلا رہی ہیں۔ مجھے بھی دیکھو چوٹ دے دی ہے۔ چلو میرے ساتھ آؤ۔"

اس نے کچھ اس قدر ہڑبڑاہٹ اور بے ربط انداز سے کہا کہ چوکیدار، مسز جہانگیر کی ساری ہدایات بھلا کر اندر جانے لگ گیا۔ عالیہ کے لیے راستہ بالکل صاف تھا۔ وہ فوراً سے گیٹ سے باہر نکل گئی۔ دوسری طرف چوکیدار نے جب ملازمہ کو دروازے کے پاس یوں کراہتے دیکھا تو پیچھے مڑ کر دیکھا۔ عالیہ کو بھاگتا دیکھ کر اسے اپنی غلطی کا احساس ہوا۔

"رکو!" وہ اس کی طرف دوڑتا ہوا چلایا لیکن عالیہ گھر کی حدود سے باہر نکل گئی تھی۔ اسے جب پتہ چلا چوکیدار اس کا پیچھا کر رہا ہے، تو اس نے اپنی رفتار مزید تیز کر دی مگر چوکیدار پیچھے ہونے کو تیار ہی نہ تھا۔

عالیہ کسی چیز کی پروا کیے بغیر بھاگتی رہی۔ درمیان میں وہ گری بھی، جس کی وجہ سے اسے گھٹنے پر چوٹ بھی لگ گئی۔ اگر حالات پہلے جیسے ہوتے تو وہ اپنی اس چوٹ پر ضرور کراہتی، مگر اس وقت ذہن میں اس چوٹ کے درد سے زیادہ، دوبارہ قید ہونے کا خوف حاوی تھا۔

جب اسے محسوس ہوا کہ وہ گھر سے بہت دور آ گئی ہے اور چوکیدار اس کے پیچھے نہیں آ رہا تو اس نے سکون بھرا سانس خارج کیا۔ اب اسے یہ سوچنا تھا اسے جانا کہاں ہے؟

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

* *

مسز جہانگیر تو جیسے چکرا ہی گئی تھیں۔ عالیہ کو یوں پڑا دیکھ کر وہ سمجھیں عالیہ نے خودکشی کر لی ہے۔ وہ ہوش دلانے کے لیے اس کا چہرہ تھپتھپانے لگیں تو عالیہ نے ان کا ہاتھ پکڑ کر انہیں دھکا دیا اور بھاگ کر کمرے سے باہر چلی گئی۔ وہ دروازہ بند کرنا نہیں بھولی تھی۔ مسز جہانگیر نے زور سے دورازہ پیٹا۔

انہیں جیسے ہی ملازمہ نے کمرے سے آزاد کیا، انہوں نے سارے ملازموں کو عالیہ کے تعاقب میں لگا دیا۔

ان کا خون کھول رہا تھا آخر عالیہ ان کے پنجے سے کیسے باہر گئی۔ وہ لڑکی، جو ان کے نزدیک بیوقوف تھی، اس نے انہیں ہی مات دے دی۔ کچھ دیر بعد جب چوکیدار آیا اور عالیہ کے گھر سے بھاگ جانے کا بتایا، تو مسز جہانگیر نے غصے سے اس کے منہ پر تھپڑ مار دیا۔

انہوں نے آریان اور نمرہ، دونوں کو فوری گھر بلایا۔ آریان تو سفر پر تھا۔ وہ کاروباری سلسلے میں کراچی گیا تھا اور آج اس کی واپسی تھی۔ مسز جہانگیر کو اس نے اپنے جلد از آنے کا بتا دیا۔ دوسری طرف نمرہ ان کے بلانے پر آ گئی۔ مسز جہانگیر نے اس کے آنے کے بعد بھی

اسے کچھ نہیں بتایا۔ وہ چاہتی تھیں نمرہ اور آریان کو ساتھ بتائیں۔ رات کو جیسے ہی آریان گھر آیا، مسز جہانگیر نے اس کے آتے ساتھ ہی ان دونوں کے سروں پر بم گرا دیا۔

"عالیہ بھاگ گئی ہے۔"

"کیا؟!" وہ دونوں ایک ساتھ بولے تھے۔ دونوں کو دیکھ کر ایسا لگتا تھا انہیں بہت شاک لگا تھا۔

"ہاں!"

"لیکن وہ بھاگی کیسے؟" آریان اس شاک سے جلد باہر آ گیا۔

"جیسے بھی بھاگی ہو، ہمیں کیا؟ ہمیں تو بس اسے واپس لے کر آنا ہے۔" مسز جہانگیر نے نظریں چرائیں۔

"لیکن پھر بھی وہ گئی کیسے؟ ملازم اور چوکیدار کہاں مر گئے تھے؟" آریان کو غصہ آنے لگا۔

"آپ اس وقت جیاں پر

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میں گھر پر نہیں تھی۔ واپسی پر مجھے بتایا گیا۔ تم فکر نہ کرو میں نے سب سے بات کر لی ہے۔" مسز جہانگیر نے جھوٹ کا سہارا لیا۔ پھر انہوں نے آریان کا اس بات سے دھیان ہٹانا چاہا۔ "اب تم پتہ کرواؤ کہیں وہ اشفاق کے گھر تو نہیں چلی گئی۔"

"ناممکن!" اب کی بار بولنے والی نمرہ تھی۔ "اشفاق ماموں کے گھر پر وہ بھول کر بھی نہیں جائے گی۔ وہ جانتی ہے ماموں اسے دیکھتے ہی قتل کر دیں گے۔ لیکن۔۔" بات کرتے کرتے ایک دم نمرہ کا چہرہ پھیکا پڑا۔

"عالیہ میرے گھر جا سکتی ہے۔ اگر وہ میرے گھر گئی تو ساری بازی الٹ جائے گی۔ امی جان پھر ہم کیا کریں گے؟ اگر شایان کو پتہ چلا اس سے عالیہ کو چھیننے والی کوئی اور نہیں بلکہ میں تھی، وہ تو میرا گلا دبا دے گا۔"

نمرہ کی بات سن کر مسز جہانگیر اور آریان کو بھی مسئلے کی نوعیت کا اندازہ ہو گیا۔

"میں ایسا کرتا ہوں اشفاق کے گھر اور تمہارے گھر کے آس پاس کچھ لوگوں کو لگا دیتا ہوں۔ اگر عالیہ وہاں پر گئی تو مار دی جائے گی۔ اس کے علاوہ اب کوئی حل نہیں ہے۔"

"اور اگر وہ یہاں پر پولیس لے آئی تو؟!" نمرہ نے اپنا ایک اور اندیشہ پیش کیا۔

"وہ ایسا کچھ نہیں کرے گی۔ اور بالفرض اگر اس نے کچھ ایسا کیا بھی تو مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ پولیس کو خریدنا میرے لیے دو منٹ کا کام ہے اور اگر پولیس نہ بھی خرید سکا، تو بھی میرے پاس بہت سے آپشن ہیں۔"

آریان نے اس کے اندیشے دور کیے۔ پھر وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"نمرہ تمہیں اب گھر چلے جانا چاہیے۔ اپنی بھابھی پر پوری نظر رکھنا۔ عالیہ نکل گئی ہے، تو کسی سے رابطہ ضرور کرے گی۔ سمجھ گئی؟"

نمرہ نے گردن اثبات میں ہلائی اور کھڑی ہو گئی۔ وہ دونوں چلے گئے جبکہ پیچھے مسز جہانگیر وہی کھڑی رہ گئی۔

* *

رات کا اندھیرا ہر سو پھیل چکا تھا۔ وہ وسیع و عریض بنگلے کے بیرونی دروازے سے نکل کر پورچ کی جانب بڑھ رہی تھی۔ کوئی بھی اس کی تیاری دیکھ کر بتا سکتا تھا وہ کسی پارٹی میں جا رہی تھی۔ اس نے گہرے نیلے رنگ کے گاؤن پر چاندنی رنگ کا بیگ ہاتھ میں لیا ہوا تھا۔ چہرے پر میک اپ اچھے سے جما تھا جبکہ بال کھلے چھوڑے تھے۔

اس کو آتا دیکھ کر ایک ملازم آگے بڑھا اور گاڑی کا پیچھلا دروازہ کھول دیا۔ وہ ایک ادا سے چلتے ہوئے گاڑی کے اندر بیٹھنے لگی، تبھی گارڈ بھاگتا ہوا اس کی جانب بڑھا۔ گارڈ کو اپنی جانب آتا دیکھ کر وہ رک گئی۔ اس کا ایک پاؤں گاڑی کے اندر تھا جبکہ دوسرا گاڑی سے باہر تھا۔

"چھوٹی بیگم صاحبہ! آپ سے ملنے کوئی آیا ہے!"

"کون آیا ہے؟" اس کے چہرے پر تعجب پھیلا۔

"پتہ نہیں جی! کہہ رہی ہیں آپ کی کوئی دوست ہے مگر حلیے سے نہیں لگ رہا۔"

"میری دوست؟" وہ زیر لب بڑبڑائی۔ جہاں تک اسے یاد تھا۔ وہ اپنی دوست کی ایک پارٹی پر جا رہی تھی اور اس کی تمام قریبی دوستیں اس پارٹی میں مدعو تھیں۔ پھر کون اس سے ملنے آیا تھا؟ کچھ دیر وہ سوچتی رہی۔ پھر گاڑی سے پاؤں ہٹا کر سیدھی کھڑی ہو گئی۔

"اسے اندر بلاؤ۔" یہ کہہ کر اس نے موبائل پر وقت دیکھا۔ اسے پارٹی میں جانے میں دیر ہو سکتی تھی مگر یہ جاننا بھی ضروری تھا اس سے ملنے کون آیا تھا۔

گارڈ نے اس کی بات سن کر تابعداری سے سر ہلایا، پھر چلا گیا۔ کچھ دیر بعد جب وہ واپس آیا، تو اس کے ساتھ کوئی اور بھی تھا۔ چہرہ واضح نہیں تھا مگر جسامت سے وہ لڑکی لگ رہی تھی۔ اس نے کالے رنگ کی فراک پہنی ہوئی تھی جو مٹی سے اٹی تھی۔ بال بکھرے ہوئے تھے، ایسے جیسے کئی دنوں سے اسے دھوئے نہ ہو۔ وہ کوئی فقیرنی لگ رہی تھی۔ جب وہ کچھ قریب آئی تو اس نے اس کا چہرہ دیکھا۔ ایک پل کے لیے وہ حیران رہ گئی۔

"عالیہ!" اس نے باقاعدہ چیخ ماری تھی۔

عالیہ اس کے پاس آ کر رک گئی۔اس کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔اسے دیکھ کر جانے اسے کیا یاد آیا۔اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔

"صوفیہ!"وہ بس یہی کہہ پائی تھی،اس کے بعد ہچکیاں باندھ کر رونے لگ گئی۔اسے روتا دیکھ کر صوفیہ کا دل پسیج گیا۔اس نے اسے اپنے گلے سے لگایا اور کمر پر ہاتھ پھیرنے لگ گئی۔وہ بھول گئی تھی اس کے مہنگے کپڑے،عالیہ کے گندے کپڑوں سے خراب ہو سکتے تھے۔

کچھ دیر بعد جب عالیہ کے رونے میں تھوڑی کمی آئی،تو اس نے عالیہ کو خود سے دور کیا اور اس کے آنسو صاف کیے۔

"چلو بتاؤ کیا ہوا ہے؟تم رو کیوں رہی ہو؟"اس نے نرمی سے پوچھا۔پھر اسے احساس ہوا وہ دونوں ابھی تک پورچ میں کھڑے تھے۔

"میں بھی نا۔چلو عالیہ اندر چلتے ہیں۔آرام سے بیٹھ کر پھر باتیں کرتے ہیں۔"وہ اسے لے کر اندر جانے لگی مگر عالیہ اپنی جگہ پر کھڑی رہی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"پہلے تم وعدہ کرو تم میرے آنے کا نمرہ کو یہ نہیں بتاؤ گی!"عالیہ کی بات سن کر وہ حیران ہوئی۔

"ان سب میں نمرہ کہاں سے آ گئی؟"

"مجھے نہیں پتہ،بس تم وعدہ کرو میرے آنے کا کسی کو نہیں بتاؤ گی!"

"اچھا بابا! ٹھیک ہے۔ کسی کو نہیں بتاؤں گی اور ویسے بھی ہماری اس دن والی لڑائی کی وجہ سے میں نمرہ کو کب کا بلاک کر چکی ہوں۔ تمہیں یاد ہے یونیورسٹی کے آخری دن جب ہماری لڑائی ہوئی تھی،میں تب کی بات کر رہی ہوں۔۔"

وہ ہلکے پھلکے لہجے میں کہتی ہوئی عالیہ کو اپنے ساتھ اندر لے جانے لگ گئی۔ دوسری طرف عالیہ کا دماغ الجھا ہوا تھا۔ اسے بالکل بھی یاد نہیں تھا صوفیہ اور نمرہ کی کس بات پر لڑائی ہوئی تھی مگر پھر بھی اس نے سر اثبات میں ہلا دیا۔ عالیہ اور صوفیہ دونوں بنگلے کے اندر چلی گئیں اور اپنے پیچھے دروازہ بند کر دیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

* *

اندھیرے آسمان پر آج چاند کچھ زیادہ ہی روشن تھا۔ وہ اپنے کمرے کی کھڑکی سے لگی اسی روشنی کو دیکھ رہی تھی۔ پورا ایک ہفتہ گزر گیا تھا مگر عالیہ کو نکالنے کا کوئی منصوبہ نہیں بن پایا تھا۔ اس نے عزاہ سے کہہ کر کل کی ملاقات طے کروائی تھی تاکہ دونوں مل کر فیصلہ کریں کہ انہوں نے اب کرنا کیا ہے۔

اس وقت وہ بڑی محویت سے چاند کو دیکھ رہی تھی۔ اسی وقت کمرے کا دروازہ کھلا اور جے ٹی کمرے میں آئی۔ جائی یانہ نے بس ایک پل کے لیے پیچھے دیکھا۔ جے ٹی کو دیکھ کر وہ چہرہ موڑ کر دوبارہ چاند کو دیکھنے لگی۔

جے ٹی نے اسے دیکھا۔ آج کل وہ کچھ ایسی ہی ہو گئی تھی۔ وہ جائی یانہ کا رویہ دیکھ کر جان گئی تھی اس بار جائی یانہ اور زید کے درمیان کوئی جھگڑا نہیں ہوا بلکہ بات ختم ہونے کی نوبت پر

آچکی ہے۔ جے ٹی نے کچھ سوچا اور جائی یا نہ سے بات کرنے کی غرض سے اس کے پاس جانے لگی۔

اسی وقت گرلز ہاسٹل سے کچھ دور، بوائز ہاسٹل میں ایک اور شخص چاند کو دیکھ رہا تھا۔ اس کی نظروں کا تسلسل اس کے پاس بڑھتے، کافی کا کپ پکڑے ہاتھ نے توڑا۔ اس نے چونک کر اپنے ساتھ موجود لڑکے کو دیکھا۔ وہ موسیٰ تھا۔ اس کا روم میٹ!

"یہ لو!" اس نے کافی کا کپ تھمایا۔

"تھینکس!"

"ایک بات پوچھوں؟!" اس نے جھجھکتے ہوئے اجازت مانگی۔

زید نے اس کی طرف دیکھا۔ موسیٰ کبھی بھی بات کرنے سے پہلے اجازت نہیں مانگتا تھا آج اگر مانگ رہا تھا تو یقیناً کوئی بڑی بات ہو گی۔

"تم پریشان کیوں ہو؟" اس نے یکدم پوچھا۔ زید نے گہرا سانس باہر کو نکالا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"**********

"تم اپنی پریشانی کی وجہ بتاتی کیوں نہیں ہو؟ میں ایک ہفتے سے تمہیں یونہی منہ بنائے دیکھ رہی ہوں؟"

جے ٹی اس کے پاس آ کر پھٹ پڑی۔

("میں پریشان نہیں ہوں۔ بس اداس ہوں۔"

زید نے آرام سے کہا۔

"اور اس اداسی کی وجہ پوچھ سکتا ہوں؟" موسیٰ نے پوچھا۔)

"جان کر کیا کرو گی جے ٹی؟" اس نے مزید اداس لہجے میں کہا۔

"کچھ نہ کچھ تو کر ہی لوں گی، کچھ نہ بھی کر پائی تو بھی تمہارے دل کا بوجھ تو ہلکا ہو جائے گا۔"

جے ٹی کی بات سن کر وہ تلخی سے مسکرائی۔

"کچھ باتیں بتانے سے دل ہلکا نہیں اور بھاری ہو جاتا ہے۔ یہ بتا کر میرا دل ہلکا ہو پائے گا میں جسے چاہتی ہوں وہ مجھے چھوڑ کر جانا چاہتا ہے؟"

اس نے نم آنکھوں سے جے ٹی کو دیکھا۔

("تمہاری اور بھابھی کی لڑائی ہوئی ہے ناں!" موسیٰ اندازے سے کام لینے لگ گیا۔

"نہیں ہمارے درمیان لڑائی نہیں ہوئی ہے۔" ایک پل کا وقفہ لیا گیا۔ "ہمارے درمیان شاید اب سب ختم ہونے والا ہے۔")

"کیا؟؟" جے ٹی نے آنکھیں پھاڑ کر جائی یانہ کو دیکھا۔ "تم زید کو چھوڑ رہی ہو۔ کیوں؟"

"میں اسے نہیں چھوڑ رہی، وہ مجھے چھوڑ رہا ہے۔" جائی یانہ کی آنکھوں میں نمی امڈنے لگی۔

("تم بھابھی کو کیوں چھوڑ رہے ہو؟ وہ تمہارے ساتھ اگر رہنا چاہتی ہیں، تو تمہیں کیا اعتراض ہے؟" موسیٰ نے ناچاہتے ہوئے بھی سختی سے پوچھا۔

زید تلخی سے مسکرایا۔

"وہ میرے ساتھ رہ تو رہی ہیں موسیٰ مگر، مجھے ڈر ہے کہیں یہ سب کسی احسان یا مجبوری کی وجہ سے نہ ہو۔ ان کے پاس گھر نہیں ہے، کوئی اپنا نہیں ہے۔۔ اسی لیے وہ میرے ساتھ گزارا کر رہی ہیں۔ سوچو اگر آگے جا کر ان کے ماں باپ نے انہیں معاف کر دیا اور وہ سب ایک ساتھ رہنے لگ گئے تو پھر کیا ہو گا؟ کیا ان کے گھر والے مجھے قبول کریں گے؟ کیا وہ میرے ساتھ رہنا چاہیں گی؟ ان سب کے جواب مجھے ناں میں ملتے ہیں لیکن میں جانتا ہوں وہ میرے ساتھ نہ چاہتے ہوئے بھی رہ لیں گی اور وجہ میرے یہ احسانات ہونگے۔")

"پتہ ہے جے ٹی میں پہلے سمجھتی تھی میرے دل میں جو اس کے لیے نرم گوشہ ہے وہ شاید اس کے احسانات کا نتیجہ ہے لیکن، اس ایک ہفتے نے مجھے غلط ثابت کیا ہے۔ وہ جب سے

گیا ہے نا جے ٹی مجھے لگ رہا ہے میں بے سکون ہو گئی ہوں۔ میں جب جب اسے دیکھتی تھی مجھے سکون ملتا تھا۔ میرا سکون مجھ سے چھن گیا ہے جے ٹی!وہ چھن گیا ہے!"

اس کی بھوری نم آنکھیں چاند کی چاندنی کو تکتے ہوئے چمکی تھیں۔

("وہ شاید مجھ سے غصہ ہو۔ شاید مجھ سے ناراض ہو لیکن دیکھ لینا کچھ سالوں بعد انہیں میرا فیصلہ صحیح لگے گا۔"اس کی آنکھیں چاند کو دیکھتے ہوئے گہری ہوئی تھیں۔)

"اگر وہ مجھ سے چھین گیا نا جے ٹی، تو مجھے یقین ہے میں ساری عمر اس نقصان کی تلافی نہیں کر پاؤں گی۔ میں شاید ساری زندگی آگے نہیں بڑھ پاؤں گی۔" آنسو آنکھوں سے لڑھک کر گالوں پر پھسلنے لگ گئے۔

("اور اپنے بارے میں کیا سوچا ہے؟ خود کیا کرو گے؟"موسٰی کی بات سن کر جو تلخ مسکراہٹ اس کے چہرے پر آئی تھی مزید گہری ہوتی چلی گئی۔

"میرا کیا ہے؟ گزار ہی لوں گا زندگی۔۔۔۔"

"ان کے بغیر؟"موسیٰ نے پوچھا۔

زید جواب نہیں دے پایا۔یہ سوچ ہی سانس رک رہی تھی کہ زندگی جائی یانہ کے بغیر گزارنی ہوگی۔)

"مجھے یقین ہے،وہ بھی میرے بغیر رہ نہیں پائے گا مگر اسے مجھ پر احسانات کرنے کی اتنی عادت ہو گئی ہے کہ مجھے چھوڑنے کو بھی وہ احسان سمجھے گا۔کاش کوئی اسے سمجھادے یہ احسان نہیں سزا ہے میرے لیے!کاش کوئی اسے سمجھادے۔"

جائی یانہ مڑی اور جے ٹی کے کندھے پر سر رکھ کر رونے لگ گئی۔جے ٹی بے بسی سے اسے دیکھنے لگ گئی۔

("تم غلط کر رہے ہو زید!"موسیٰ کی بات سن کر اس نے بے تاثر انداز میں جواب دیا۔

"چلو غلط ہی سہی۔کچھ کر تو رہا ہوں نا ان کے لیے!"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

موسیٰ کچھ پل اسے دیکھتا رہا پھر سر جھٹک کر وہاں سے چلا گیا۔ وہ جانتا تھا زید اب اپنے فیصلے سے باز نہیں آئے گا۔)

* *

اس وقت وہ دونوں ایک پر تعیش ڈرائنگ روم میں بیٹھی ہوئی تھیں۔ سنہری آنکھوں والی لڑکی تقریباً ایک گھنٹہ بولتی رہی جبکہ اس کی دوست بڑے غور سے اس کی باتیں سنتی رہی۔ اس نے ایک پل کے لیے بھی اپنی نگاہیں سنہری آنکھوں سے نہیں ہٹائی تھیں۔

"مجھے یقین نہیں آرہا نمرہ ایسی نکلے گی!"

"مجھے بھی نہیں لگتا تھا مگر ہمارے لگنے سے کیا ہوتا ہے؟ انسان تو ویسا ہی ہوتا ہے، جیسا ہوتا ہے۔"

عالیہ کی آنکھیں بھر آئی تھیں۔ صوفیہ نے اس کے کندھے پر اپنا ہاتھ رکھ دیا۔

"تم اداس نہ ہو۔ سب ٹھیک ہو جائے گا۔"

"نہیں کچھ ٹھیک نہیں ہو گا۔" آنسو دوبارہ آنکھوں سے نکلنے لگ گئے تھے۔ وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولنے لگی۔ "اب کچھ ٹھیک نہیں ہو گا۔ اب سب خراب ہی رہے گا۔ بابا کے گھر میں جا نہیں سکتی ہوں۔ کسی کو بھی نمرہ کی اصلیت بتائی تو وہ میرا یقین نہیں کرے گا۔ میرے پاس تو کوئی ثبوت بھی نہیں ہے۔"

صوفیہ نے عالیہ کی آنکھوں سے آنسو پونچھے۔

"تم چپ ہو جاؤ۔ دیکھ لینا کچھ نا کچھ ہو ہی جائے گا۔ ابھی تم مجھے تھکی ہوئی لگ رہی ہو۔ میں ملازمہ سے کہہ کر گیسٹ روم سیٹ کرواتی ہوں۔ تم وہاں جا کر سو جانا۔"

صوفیہ نے آرام سے کہا۔ پھر اس نے ملازمہ کو بلایا، اسے کچھ ہدایت دیں اور واپس بھیج دیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"لیکن صوفیہ تمہارے مام ڈیڈ کچھ نہیں کہیں گے؟"

"ارے نہیں نہیں!مام ڈیڈ کاروباری سلسلے سے بیرون ملک گئے ہیں۔ایک دو مہینے سے پہلے تو وہ نہیں آئیں گے اور اگر آ بھی گئے تو بھی وہ تمہیں کچھ نہیں کہیں گے۔فکر مت کرو!"

صوفیہ نے اس کی پریشانی دور کرنا چاہی۔پھر اس نے اسے اٹھایا اور گیسٹ روم کی طرف لے جانے لگ گئی۔

"تم فکر نہ کرو۔میں کچھ ہی دنوں میں،میں رہنے کا انتظام کر لوں گی۔"عالیہ کو یہاں رکنا عجیب لگ رہا تھا۔

"اب میں تمہیں بہت بر اماروں گی عالیہ!یہ اتنا بڑا گھر ہے۔میں یہاں اکیلی بور ہی ہوتی ہوں۔اب تم آ گئی ہو تو مجھے کمپنی بھی مل جائے گی۔اتنی اچھی نہیں ہوں کہ تمہیں یونہی رکھ لوں۔"

باتیں کرتے ہوئے وہ دونوں گیسٹ روم میں پہنچ چکے تھے۔ملازمہ بیڈ شیٹ کی سلوٹیں نکال کر رہی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کسی چیز کی کمی تو نہیں ہے نا؟"صوفیہ نے ملازمہ سے پوچھا۔

"نہیں بی بی جی! کسی چیز کی کمی نہیں ہے۔ میں نے سب کچھ دیکھ لیا ہے۔"

"گڈ! اب جاؤ کوئی کمرے سے میرا اڈریس لے آؤ۔"ملازمہ کو کہہ کر وہ عالیہ کی جانب مڑی۔

"عالیہ تم جا کر فریش ہو جاؤ۔ میں تمہارے لیے کپڑے اور کھانا دونوں بھجوا رہی ہوں۔ مجھے کہیں ضروری جانا ہے ورنہ میں تمہارے پاس ضرور رکتی۔ تمہیں کسی بھی چیز کی ضرورت ہو، ملازموں کو آرام سے کہہ دینا۔ تکلف مت کرنا۔"

یہ کہہ کر صوفیہ چلی گئی جبکہ عالیہ نے ایک نظر پورے کمرے کو دیکھا اور گہری سانس خارج کی۔ اس پر اب یہ حالات آ گئے تھے کہ وہ کسی دوسرے کے گھر میں پناہ گزین تھی۔

* *

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

دوپہر کو سورج اپنی چمک بکھیرنے کی بھرپور کوشش کر رہا تھا مگر آسمان پر موجود بادل اس کا راستہ بار بار روک رہے تھے۔ ایسے میں وہ یونیورسٹی سے نکل رہی تھی۔ اس کو اب عزاہ سے ملنے جانا تھا۔ اس نے نائلہ کو آج اس کے گھر نہ آنے کی اطلاع دے دی تھی۔

رکشہ کروا کر جب وہ ایک کیفے میں پہنچی تو اس نے چہرہ موڑ کر ادھر ادھر دیکھا۔ اسے عزاہ کچھ دور میز پر کافی پیتی دکھائی دی۔ وہ عزاہ کے پاس چلی گئی اور اس کے عین سامنے بیٹھ گئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"کچھ سوچا؟" عزاہ نے اس کے آتے ساتھ پوچھا۔

جائی یانہ نے سر نفی میں ہلایا۔ عزاہ سر پکڑ کر بیٹھ گئی۔

"یا اللہ! ہمیں ایڈریس مل گیا ہے تو ہمارا دماغ بند ہو گیا ہے۔ اب کیا کریں ہم؟" تھوڑی دیر وہ یونہی بیٹھی رہی پھر بولی۔

"شاید ہمیں زید سے بات کر لینی چاہیے۔ میں چاہتی تو نہیں تھی مگر اب۔۔۔"

"نہیں! اس کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم دونوں خود ہی کچھ کر لیں گے۔" جائیانہ نے سپاٹ انداز میں منع کیا۔

"تم دونوں کے درمیان لڑائی ہوئی ہے؟" عزاہ اس کے منع کرنے سے سمجھ گئی۔

"ایسا ہی سمجھ لیں۔"

عزاہ خاموش ہو گئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اب کیا کریں؟"

"وہی جو میں نے کہا تھا۔ ہمیں اس ایڈریس پر جا کر چھان بین کروانی چاہیے۔"

"مگر ہم یہ کروائے گے کس سے؟" عزاہ نے پوچھا۔

جائیانہ کچھ دیر سوچ میں ہی پڑی رہی۔

"آپ پھپھو کے کسی ملازم سے کہہ دو۔"

اس نے بڑے آرام سے حل بتایا۔

"پھپھو کے ملازم سے یہ کام کروانا ٹھیک نہیں ہو گا۔ ایسا کرتی ہوں میں پرسوں اماں کے گھر جا کر چوکیدار سے اس بارے میں بات کرتی ہوں۔"

"ہمم ٹھیک ہے۔" جائی یانہ کو عزاہ کی بات سمجھ آگئی تھی۔ اب وہ دونوں آگے کا لائحہ عمل بنانے میں مگن تھیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

****

"عالیہ! عالیہ!"

وہ لاؤنج میں بیٹھی میگزین پڑھ رہی تھی، جب صوفیہ کی آواز اسے پورے گھر میں گونجتی محسوس ہوئی۔ اس نے میگزین صوفے پر رکھ دی اور اٹھ کھڑی ہوئی۔ اس سے پہلے وہ صوفیہ کے پاس جاپاتی، صوفیہ خود ہی لاؤنج میں آگئی۔

"تم یہاں ہو؟ میں تمہیں کب سے ڈھونڈ رہی تھی۔" صوفیہ نے کہا اور آرام سے چلتے ہوئے صوفے پر بیٹھ گئی۔ عالیہ بھی اس کے پاس صوفے پر بیٹھ گئی۔

"کیوں؟ کچھ ہوا ہے؟" عالیہ نے گھبراتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں تمہارا پتہ لگانے کچھ لوگ گھر تک آئے تھے۔"

"کیا؟!" عالیہ کے دل کی دھڑکن رک گئی۔

"ہاں، لیکن میں نے چوکیدار کو پہلے ہی بولا تھا اگر کوئی مشکوک شخص آئے اور میرا پوچھے تو اسے بتادے میں گھر پر نہیں ہوں، شہر سے باہر ہوں۔ اس لیے بچت ہو گئی۔" صوفیہ ابھی بھی ہلکے پھلکے لہجے میں بول رہی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"کہیں انہیں پتہ تو نہیں چل گیا میں تمہارے پاس ہوں۔"عالیہ کی گھبراہٹ میں اضافہ ہوتا جارہا تھا۔

"نہیں مجھے تو نہیں لگتا،ایسا کچھ ہوا ہے۔"

"تمہیں کیسے پتہ؟"

"فاطمہ کی کال آئی تھی وہ بتارہی تھی اس کے گھر میں بھی کوئی تمہارے بارے میں پوچھنے آیا تھا۔اسے پتہ نہیں ہے تم میرے گھر ہو اس لیے بچ گئے،ورنہ وہ عقل کی دشمن تو ساری بات بول ڈالتی۔"صوفیہ کی بات سن کر اس کی جان میں جان آئی۔

"چلو شکر!"عالیہ نے سکون کی سانس خارج کی۔

"لیکن عالیہ اب تمہیں بہت احتیاط کرنی ہوگی۔وہ لوگ تمہاری تاک میں ہیں۔تمہیں کوئی بھی ایسا کام نہیں کرنا،جس سے کسی کو شک ہو تم یہاں ہو۔میں تو کہتی ہوں دو تین ہفتے تم گھر سے باہر قدم نہ نکالو۔جب یہ معاملہ تھوڑا ٹھنڈا پڑ جائے اس کے بعد اپنے ماں باپ سے رابطہ کرنے کا سوچنا۔"اب کی بار صوفیہ کافی سنجیدگی سے بول رہی تھی۔

"تم صحیح کہہ رہی ہو۔"عالیہ کو اس کی بات سمجھ آئی تھی۔

"اچھا چلو لنچ کرتے ہیں۔"اس نے یہ کہا پھر عالیہ کا ہاتھ پکڑ کر اسے بھی لے گئی۔ پھر وہ دونوں لاؤنج سے باہر نکل گئے۔

* *

دوپہر کو جائی یانہ سے مل کر آنے کے بعد جب وہ واپس گھر آئی تو نمرہ پریشانی سے لاؤنج کے چکر کاٹ رہی تھی۔ عزاہ کو تعجب ہوا۔ آخر کیا بات تھی جو نمرہ پریشان تھی؟ وہ کچھ دیر اسے دیکھتی رہی پھر کندھے اچکا کر کچن میں چلی گئی۔ اس نے اپنے لیے کھانا گرم کیا اور خاموشی سے کھانے لگی۔

اسی دوران زینب کچن میں آئیں۔

"تم آ گئی؟"انہوں نے نرم لہجے میں پوچھا۔

"جی!"وہ بس اتنا ہی کہہ پائی اور دوبارہ کھانا کھانے لگ گئی۔اسے بہت تیز بھوک لگ رہی تھی۔کیفے میں اس نے بس کافی پی تھی۔کھانا وہ گھر جا کر ہی کھانا چاہتی تھی۔

"عالیہ کا کچھ پتہ چلا؟"زینب نے پانی کی بوتل باہر نکالی اور گلاس میں پانی بھرنے لگ گئیں جبکہ دوسری طرف عزاہ کے گلے میں پھندہ لگ گیا۔وہ دہری ہو کر کھانسنے لگ گئی۔

زینب نے ایک نظر اپنی بہو کو دیکھا۔پھر آگے بڑھیں اور پانی سے بھرا گلاس اپنی بہو کی جانب بڑھایا۔

عزاہ نے خاموشی سے گلاس لیا اور پانی کو گلے سے اتارا۔کچھ دیر بعد جب وہ سنبھلی تو زینب بولیں۔

"میں نے ایسی کوئی انہونی بات تو نہیں بولی جس سے تمہارے گلے سے نوالے ہی نہ اترے!"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"آپ کے منہ سے ایک دم عالیہ کا نام سن کر عجیب لگا، ورنہ ایسی کوئی بات نہیں تھی۔" عزاہ اپنی بے اختیاری پر بری طرح پچھتا رہی تھی، اسی لیے اس نے صفائی دینا چاہی۔

"عالیہ کوئی غیر تو نہیں ہے بہن ہی ہے تمہاری! اس کا ذکر تو باتوں ہی باتوں میں نکل ہی آئے گا۔" زینب بھی اسے بخشنے پر تیار نہیں تھیں۔

"لیکن اس وقت تو کوئی بات ہی نہیں تھی، جس پر اس کا ذکر نکلتا۔"

"ہمم! ویسے تم نے مجھے میرے سوال کا جواب نہیں دیا۔"

"مجھے نہیں پتہ عالیہ کہاں ہے؟ اگر پتہ ہوتا تو سب سے پہلے وہاں پہنچی ہوتی اور اتنے دنوں سے جس کی خبر نہیں ملی، آج کیوں ملے گی؟ آج کوئی انوکھا دن تھوڑی نہ ہے۔" عزاہ جلدی سے نوالے حلق سے اتارنے لگ گئی۔

"اچھا! میں اب چلتی ہوں۔" انہوں نے کہا اور چلی گئیں۔ ان کے جانے کے بعد عزاہ یہی سوچتی رہی کہ پھپھو نے اس سے یہ بات کیوں پوچھی؟ کہیں انہیں اس پر شک تو نہیں ہو گیا۔ کھانا کھانے اور برتن دھونے کے بعد جب وہ اپنے کمرے میں گئی تب بھی اس

کے ذہن میں یہی باتیں تھیں۔بیڈ پر لیٹ کر وہ اس بات کو تب تک سوچتی رہی جب تک اسے نیند نہیں آ گئی۔

* *

شام کے سایے ہر سو پھیل رہے تھے۔ایسے میں ایک بس اپنے اسٹاپ پر رکی اور وہ اس میں سے باہر نکل آئی۔اس کے بعد وہ آہستہ آہستہ قدم لیتی آگے بڑھ رہی تھی۔اسے آج ہاسٹل پہنچنے کی کوئی جلدی نہیں تھی۔چلتے چلتے ایک دم اسے محسوس ہوا کہ کوئی اس کا پیچھا کر رہا تھا۔اس نے مڑ کر دیکھا لیکن کوئی بھی دکھائی نہیں دیا۔

اس نے اسے اپنا وہم سمجھا اور آگے بڑھ گئی۔کچھ دیر بعد وہی وہم دوبارہ ہوا۔اب کی بار اس نے معاملے کو اتنا ہلکا نہیں لیا۔وہ اب تیز تیز قدم اٹھانے لگی۔دوسری طرف اسے اپنے پیچھے سے بھی قدموں کی آہٹ تیز ہوتی محسوس ہوئی۔

جائی یانہ کا دل گھبرانے لگ گیا۔اس نے موبائل نکالا اور نمبر ملاتے ہوئے وہ تیز تیز قدم اٹھاتی ایک موڑ مڑی۔ابھی وہ مڑی ہی تھی کہ موڑ کے نکر پر کھڑی سفید رنگ کی وین کا دروازہ کھلا۔ایک ہاتھ سفید وین سے بر آمد ہوا اور اس نے اس کے کندھے کو پکڑ کر زور سے اپنی طرف کھینچا۔جائی یانہ جو اپنے پیچھے پڑے شخص سے گھبرا کر تیز بھاگ رہی تھی،اس حملے سے بوکھلا گئی۔اس کا موبائل بھی بدحواسی میں گر گیا۔اس سے پہلے وہ کچھ سمجھ پاتی،کسی نے اس کے منہ پر رومال رکھ کر زور سے بھینچا۔جائی یانہ بچاؤ کے لیے ہاتھ پاؤں مارنے لگ گئی۔جیسے ہی اس نے سانس لینا چاہی،اس کو اپنے دماغ میں غنودگی طاری ہوتی محسوس ہوئی۔اس کے ہاتھ پاؤں کی حرکت ختم ہوتی چلی گئی۔اس کی آنکھیں بند ہو گئیں۔اب ہر سو اندھیرا ہی اندھیرا تھا۔

* *

وہ ایک دم بیڈ پر اٹھ کر بیٹھ گئی۔اس نے لمبے لمبے سانس لیے۔اس کا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا۔اس نے ادھر ادھر دیکھا۔ کمرے میں اندھیرا چھایا ہوا تھا۔کچھ دیر یونہی بیٹھے رہنے کے بعد جب اس کے دماغ نے کام کرنا شروع کیا تو اسے پتہ چلا یہ بس ایک خواب تھا۔ اس نے اپنے پاس پڑا ٹیبل لیمپ جلایا۔

عزاہ برے خوابوں کو دیکھ کر ڈرنے والوں میں سے نہیں تھی مگر آج جو خواب دیکھا تھا وہ حقیقت محسوس ہوتا تھا۔اس نے جائی یانہ کو کسی بڑی آفت میں پڑتے دیکھا تھا۔اٹھنے کے بعد وہ خواب کی تفصیلات تو بھول گئی تھی مگر اس خواب نے ابھی بھی اسے خوف زدہ کیا ہوا تھا۔

اس نے اپنی تسلی کے لیے موبائل اٹھایا اور جائی یانہ کو کال کرنا چاہی مگر دوسری طرف سے جواب موصول نہ ہوا۔اس نے دوبارہ کوشش کی لیکن ابھی بھی کوئی جواب نہیں ملا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اب کی بار وہ بری طرح پریشان ہوئی۔ وہ بار بار، لگاتار کالز کرتی رہی جب بیسویں دفعہ بھی کال ریسیو نہیں ہوئی، تو اس نے اس دفعہ جائی یانہ کے نمبر کو چھوڑ کر کسی اور نمبر پر کال کی۔ جیسے ہی دوسری طرف سے کال اٹینڈ ہوئی، وہ فوراً بولی۔

"ہیلو نائلہ! میں عزاہ بات کر رہی ہوں۔ جائی یانہ تمہارے پاس ہے؟"

* *

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

رات کے کوئی گیارہ بج رہے تھے۔ اسلام آباد کی سڑکوں پر رونق نہ ہونے کے برابر تھی۔ ایسے میں زید اپنے دوستوں کے ساتھ ایک ڈھابے پر آوٹنگ کی غرض سے آیا ہوا تھا۔ وہ اپنے دماغ کو جائی یانہ کے علاوہ کسی اور چیز میں لگانا چاہتا تھا۔ وہ کسی حد تک کامیاب ہو بھی رہا تھا، جب اس کا موبائل بجا۔

اس نے جب فون اٹھایا تو نائلہ کی کال آ رہی تھی۔ زید کی بھنویں تعجب سے اکھٹی ہوئیں۔

رات کے گیارہ بجے نائلہ اسے کال کیوں کر رہی تھی؟

وہ اپنے دوستوں سے ذرا دور ہوا پھر کال اٹینڈ کی۔

"ہیلو!" وہ آرام سے بولا۔

"زید جائی یانہ تمہارے ساتھ ہے؟" دوسری طرف سے نائلہ نے عجلت سے پوچھا۔

"جائی یانہ؟ نہیں تو، وہ تو شاید اپنے ہاسٹل میں ہوگی۔" جائی یانہ کا ذکر سن کر زید کی ساری حسیات چوکنا ہو گئیں۔

"وہ ہاسٹل میں نہیں ہے۔ اس کا فون بھی مجھے ہاسٹل کے ساتھ والی سڑک پر ملا ہے۔ اس کی روم میٹ کہہ رہی ہے وہ صبح سے نکلی ہوئی ہے، ابھی تک واپس نہیں آئی ہے۔" نائلہ نے بے ربط انداز میں اسے بتانے کی کوشش کی۔

Clubb of Quality Content

"تم ان کی بہن سے بات کرو۔ مجھے یقین ہے انہیں کچھ پتہ ہو گا۔" زید کے ذہن میں فوراً عزاہ کا خیال آیا۔

"اسی نے تو مجھے کال کر کے بتایا ہے جائی یانہ اس کی کال اٹینڈ نہیں کر رہی۔ اس نے مجھ سے کہا تھا میں جائی یانہ کو ہاسٹل جا کر دیکھ آؤں۔ میں نے حامی بھر لی۔ راستے میں، میں بھی اسے کال کر رہی تھی مگر دوسری طرف سے کوئی جواب نہیں آیا۔ تبھی میری نظر ہاسٹل کے پاس والی سڑک پر گرے فون پر گئی۔ وہ فون بار بار بج رہا تھا جب میں نے اسے دیکھا تو یہ جائی یانہ کا فون تھا جس پر میری کالز آ رہی تھیں۔ میں ہاسٹل گئی تو پتہ چلا وہ وہاں نہیں ہے۔ میں نے اسے ہر جگہ دیکھا لیکن وہ کہیں نہیں ملی۔ وہ اپنی بہن سے دوپہر کو مل کر ٹیوشن سینٹر بھی گئی تھی اور چھٹی کے وقت وہاں سے نکلی ہے لیکن ابھی تک ہاسٹل نہیں پہنچی۔ مجھے ابھی ابھی تمہارا خیال آیا ہے۔ مجھے لگا شاید تم دونوں کے درمیان صلح ہو گئی ہو اور تم دونوں ساتھ ہو۔" اس نے اس بار مکمل بات بتائی تھی، جبکہ زید کے ماتھے پر ٹھنڈے پسینے چھوٹ گئے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"جائی یا نہ اگر کسی کے پاس نہیں ہیں، تو پھر وہ ہیں کہاں؟"زید نے نائلہ سے وہ سوال پوچھا جو وہ خود اس سے پوچھنا چاہتی تھی۔

"زید مجھے نہیں پتہ! تم فوراً اس کا پتہ کرواؤں۔ مجھے ڈر لگ رہا ہے۔ اس کے ساتھ کچھ ہو نہ گیا ہو۔"

وہ بے حد پریشان تھی۔

"اچھا تم فکر نہ کرو۔ تم گھر جاؤ رات بہت ہو گئی ہے۔ تمہارے گھر والے فکر مند ہو رہے ہونگے۔ میں خود دیکھتا ہوں۔"یہ کہہ کر اس نے کال کاٹ دی۔

* *

اس کے بیڈ روم میں تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ وہ بیڈ کے کراؤن سے ٹیک لگائے بیٹھی تھی۔ اسے شدید بے چینی ہو رہی تھی۔ اس کے ساتھ لیٹا شایان بے فکری سے سویا ہوا تھا۔ اسے ویسے بھی اگر جائی یانہ کی گمشدگی کا پتہ ہوتا، تو وہ ایسا کرتا۔ اس کی بلا سے عزاہ کے گھر والوں کے ساتھ سیاہ ہو یا سفید۔۔۔ اسے کوئی پروا نہیں تھی۔

کچھ دیر بعد اس نے جھک کر ایک نظر شایان کو دیکھا۔ وہ گہری نیند سو رہا تھا۔ عزاہ بہت آرام سے بیڈ پر سے اتری۔ پھر آرام سے چلتے اپنا فون الماری سے نکالا۔ اس کے بعد وہ باتھ روم میں چلی گئی۔ باتھ روم میں جا کر اس نے نائلہ کو میسج کیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"جائی یانہ کا کچھ پتہ چلا؟"

اگلے ہی لمحے اسے میسج کا جواب ملا۔

"نہیں! زید اسے ڈھونڈ رہا ہے۔ اس نے مجھے گھر بھیج دیا ہے۔" عزاہ سر پکڑ کر بیٹھ گئی۔ پہلے عالیہ اور اب جائی یانہ۔۔۔ وہ کس کس کو تلاش کرے؟!

"اچھا تمہارے پاس زید کا نمبر ہے؟" عزاہ نے سوچا اسے اب زید سے ہی رابطہ کرنا چاہیے۔

"جی ہے، میں آپ کو سینڈ کرتی ہوں۔"

اس کے بعد گیارہ ہندسوں پر مشتمل فون نمبر اس کی اسکرین پر جگمگا رہا تھا۔ عزاہ نے اس نمبر پر کال ملائی اور کان سے لگایا۔ اب بس زید ہی تھا جس کے ذریعے وہ جائی یا نہ کو تلاش کر سکتی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

****

آسمان بے حد تاریک تھا۔ یہ گہری تاریکی، سحر کے جلد آنے کا پیغام دے رہی تھی۔ ایسے میں ہم مسز جہانگیر کے گھر میں آئیں، تو وہاں پر موجود دونوں نفوس جاگ رہے تھے۔ کچھ دیر بعد دروازہ کھٹکھٹایا گیا اور آریان کمرے میں داخل ہوا۔

"امی جان! جائی یانہ کو اغوا کرنے کے ساتھ ساتھ سارے ثبوت بھی مٹا ڈالے ہیں۔ کسی کو شک بھی نہیں ہو گا کہ جائی یانہ ہمارے پاس ہے۔"

ابھی وہ مزید کچھ کہتا اس سے پہلے ہی اسے نمرہ کی کال موصول ہوئی۔ اس نے اسے اٹینڈ کیا اور کال اسپیکر پر لگا دی۔

"آپ لوگوں نے جائی یانہ کو اغوا کر لیا ہے؟"

اس کی اواز سن کر ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ بہت بڑے شاک میں تھی۔

"ہاں!" آریان نے یک لفظی جواب دیا۔

"کیوں؟ اتنی جلدی کیا تھی؟ پہلے ہی عالیہ والا معاملہ درمیان میں ہے اور اگر اغوا کرنا ہی تھا تو عزاہ کو کرتے، جائی یانہ کو کرنے کی کیا ضرورت تھی؟"

"آریان جائی یانہ کو ہی اغوا کرنا چاہتا تھا۔" یہ بات مسز جہانگیر نے کہی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"لیکن۔۔"اس سے پہلے وہ کچھ بولتی آریان نے اس کی بات کاٹی۔"تم فکر نہ کرو نمرہ!عالیہ تمہارے گھر نہیں آئے گی۔تم مجھ پر بھروسہ رکھو اور ہاں!میں آپ دونوں کو بتانا چاہتا ہوں میں کل تک جائی یانہ کا کام تمام کر دوں گا۔اگر آپ لوگ لائیو اس کی موت دیکھنا چاہتے ہیں، تو آجائیے گا۔پہلے ہی عالیہ کی باری میں اتنا انتظار کر کے ہمیں کچھ نہیں ملا۔اس بار میں انتظار نہیں کروں گا۔"

پھر جواب کا انتظار کیے بغیر واپس چلا گیا۔

مسز جہانگیر آریان کے جانے کے بعد بولیں۔

"چلا گیا ہے وہ!"

"وہ ایسا کیوں کر رہا ہے امی جان؟اتنی جلد بازی تو اس نے عالیہ کو مارنے کے لیے نہیں لگائی تھی، جتنی جائی یانہ کے لیے لگا رہا ہے۔"

مسز جہانگیر نے ٹھنڈی آہ بھری۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"لوگ کہتے ہے محبت اندھی ہوتی ہے۔میں کہتی ہوں نفرت اندھا کرتی ہے۔جس شخص سے نفرت ہو تو پھر اس کی محبوب شے زہر لگتی ہے۔دل چاہتا ہے اسے جلا کر ختم کر ڈالو، ہمیشہ کے لیے چھین لو۔آریان بھی اسی تھیوری کے تحت چل رہا ہے۔"

"وہ کس سے نفرت کرتا ہے؟"نمرہ نے ناسمجھی سے پوچھا۔

"اپنے چچا کے بیٹوں سے۔۔۔زید اس کے چچا کا بیٹا ہے۔وہ زید سے نفرت کرتا ہے جبکہ زید،جائیانہ سے محبت کرتا ہے۔زید جائیانہ سے جتنی محبت کرے گا آریان کو جائیانہ سے اتنی نفرت ہو گی اور مجھے یقین ہے آریان جو ہمیں بتا رہا ہے،وہ بس وہی نہیں کرے گا۔وہ زید کے سامنے اس کی بیوی کو مارے گا۔یہ تم لکھ لو۔"

چند ثانیے کے لیے خاموشی چھائی رہی۔

"نمرہ!"مسز جہانگیر کی آواز کھائی سے آتی محسوس ہوئی۔

"جی!"نمرہ امی جان کے یوں بلانے پر چونکی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"مجھے لگ رہا ہے وقت آچکا ہے،اب یہ کھیل ختم کرنے کا!"

"مگر!"نمرہ نے اعتراض اٹھانا چاہا مگر مسز جہانگیر نے اس کی بات شروع ہونے سے پہلے اچک لی۔

"اگر مگر کا وقت نکل چکا ہے۔کل کے دن سب ختم ہو جائے گا۔کل سب ختم ہو جانا چاہیے۔ آج اپنی ساری ہمت جمع کر لو،کل کے لیے کام آئے گی۔"

یہ کہہ کر مسز جہانگیر نے کال کاٹ دی۔اب ماحول میں موت سا سناٹا پھیل چکا تھا۔دوسری طرف اگر دیکھو تو آریان راہداری سے گزر رہا تھا۔

"کل کا دن جائی یا نہ اشفاق کا آخری دن ہو گا۔زید رحیم!"وہ تصور میں زید سے مخاطب تھا۔

پورے گھر میں سازش کی بو پھیل چکی تھی۔دیواروں کو اب گھٹن ہونے لگ گئی تھی۔کیا واقعی میں کہانی کا انت ایسا ہی لکھا تھا؟

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

* *

آخری باب

صبح صادق کا وقت آن پہنچا تھا۔ ہلکا نیلا اندھیرہ ہر سو پھیلتا جا رہا تھا۔ ایسے میں اشفاق کے گھر میں آؤ تو وہاں مکمل سناٹا تھا۔ وہاں موجود دونوں نفوس خواب خرگوش کے مزے لے رہے تھے۔ ایسے میں کسی نے گھر کے گیٹ کو زور سے کھٹکھٹایا۔

نوال جو آرام سے سو رہی تھیں، ہڑبڑا کر اٹھیں۔ انہوں نے ادھر ادھر دیکھا۔ اشفاق گہری نیند سو رہے تھے۔ انہوں نے تکیے کے پاس رکھا ڈوپٹہ اٹھا کر اچھے سے سر پر لیا اور باہر چلی گئیں۔

وہ سیڑھیاں اتر کر جب گھر کے بیرونی دروازے سے باہر نکلیں، تو انہیں چوکیدار گیٹ کھولے، کسی سے بات کرتا دکھائی دیا۔ وہ دور تھیں، اس لیے آنے والے کو دیکھ نہیں سکتی تھیں۔۔۔

"کون ہے؟"نوال نے تھوڑے رعب سے پوچھا۔

ان کی آواز سن کر چوکیدار اور وہ شخص ایک دم چپ ہوئے۔

"بیگم صاحبہ!کوئی لڑکا آیا ہے۔اپنا نام زید بتا رہا ہے۔"

"زید!"نوال اچھنبے سے بولیں۔انہیں اس نام کا کوئی بھی شخص یاد نہیں تھا۔

"اسے میرے پاس بھیجو!"انہوں نے حکم دیا۔چوکیدار نے سر اثبات میں ہلایا اور ایک طرف ہٹ گیا۔

وہ شخص اب آگے آنے لگا۔جیسے جیسے وہ آگے آرہا تھا،اس کے نقوش واضح ہوتے جا رہے تھے۔

گھنگھرالے بال،اس وقت بکھرے ہوئے تھے۔چہرے پر تھکن کے آثار تھے۔آنکھیں نیند نہ لینے کی وجہ سے سرخ ہو رہی تھیں۔اس کی چال دھیمی تھی۔

نوال اسے دیکھتے ہی پہچان گئیں۔

"السلام علیکم!"زید نے بڑے ادب سے کہا۔چاہے جیسے ہی حالات میں ہو،وہ سسرال آیا تو پہلی بار ہی تھا نا۔

"وعلیکم اسلام!تم اس وقت؟"نوال نے یہ کہتے ہوئے پیچھے مڑ کر دیکھا۔انہیں ڈر تھا کہیں اشفاق باہر نہ آجائیں۔

"آپ سے پوچھنا تھا جائی یا نہ آپ کے گھر آئی ہیں؟"

اس نے جھجھکتے ہوئے پوچھا جبکہ نوال اس کے سوال پر ٹھٹھک گئیں۔

"کیا مطلب ہے تمہارا؟جائی یا نہ میرے گھر کیوں ہو گی؟وہ تمہارے ساتھ نہیں رہ رہی تھی؟"

"وہ شام سے اپنے ہاسٹل نہیں پہنچی ہیں۔ان کا فون ہمیں سڑک پر ملا ہے۔ان کا کچھ پتہ نہیں ہے۔آپ کی بیٹی عزاہ نے مجھے بولا ہے آپ سے بھی ان کا پوچھ لوں۔"

زید نے انہیں وضاحت دی مگر نوال اس کی وضاحت پر مزید الجھ گئیں۔

"کیا مطلب جائی یانہ ہاسٹل میں رہ رہی تھی؟"

"جی!"

"اور تم عزاہ کو جانتے ہو؟"

"جی! وہ جائی جانہ کی بہن ہے اور جائی یانہ کا ان کے ساتھ رابطہ تھا۔"

"لیکن عزاہ نے تو مجھے ایسا کچھ بھی نہیں بتایا؟" نوال کی سنہری آنکھوں میں الجھن تھی۔

"یہ تو آپ ان سے خود پوچھ لیجیے گا۔" اب کی بار زید نے بیزار لہجے میں کہا اور مڑ کر واپسی کے لیے جانے لگا۔

"لیکن جائی یانہ گئی کہاں ہے؟"

"میں خود یہی پتہ لگا رہا ہوں آنٹی!"

اس کے بعد زید رکا نہیں بلکہ باہر چلا گیا۔ دوسری طرف نوال نے جب ایک بار پھر زید کی باتوں کو ذہن میں دہرایا، تو انہیں معاملے کی سنگینی کا اندازہ ہوا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ان کی بیٹی جائی یا نہ رات سے غائب تھی اور اس کا ابھی تک کوئی پتہ نہیں چلا تھا!

****

زید جیسے ہی گھر سے باہر نکلا، اس نے اپنا فون اٹھایا اور میسج ٹائپ کرنے لگ گیا۔ "جائی یا نہ آپ کی امی کے گھر نہیں ہے۔ میرا مزید وقت خراب کرنے کا شکریہ!"

زید نے یہ طنزیہ میسج سینڈ کر دیا۔ دوسری طرف سے فوراً میسج جواب آیا۔

"تو سیدھا آریان کے پاس جانے سے بہتر ہے، بندہ پہلے ارد گرد کے لوگوں سے پوچھ لے۔"

عزاہ کا میسج پڑھ کر زید نے کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ مضطرب سا اپنے بالوں پر ہاتھ پھیرتا آگے بڑھنے لگا۔ اس نے ایک نمبر پر کال کی۔ دوسری طرف سے کال اٹھائی نہیں جا رہی تھی مگر اس نے کوشش جاری رکھی۔

کوئی دسویں دفعہ میں کال اٹھالی گئی۔

"رات کے وقت اتنی بے چینی زید؟"دوسری طرف سے بڑی مٹھاس سے کہا گیا تھا۔لہجے میں نیند کا خمار ہلکا سا بھی نہیں تھا۔

"میری بیوی کہاں ہے آریان؟"زید نے چبا چبا کر پوچھا تھا۔

"اب رات کے اس وقت وہ کہیں اور تو ہو نہیں سکتی۔ظاہر سی بات ہے میرے پاس ہوگی۔میں کسی عورت کو رات میں بے سہارا نہیں چھوڑتا۔"

"اپنی بکواس بند رکھو!"اس بار زید دھاڑا تھا لیکن آریان کوئی اثر نہیں لے رہا تھا۔

"ویسے تمہیں رات کے گیارہ بجے جب پتہ چل ہی گیا تھا تمہاری بیوی غائب ہے،تو سیدھا مجھے ہی کال کرتے۔بلاوجہ پہلے ٹیوشن سینٹر،ہاسٹل اور جائی یانہ کی دوسری دوستوں کے پاس گئے۔مجھ سے اگر سیدھا پوچھتے تو میں تھوڑی نہ جھوٹ بولتا،ابھی کی طرح صاف صاف اعتراف کرتا۔جائی یانہ ویسے بھی میرے بس ایک ہاتھ کی دوری پر لیٹی تھی۔تم کہتے تو اسے جگا کر تم سے بات کروادیتا۔"

"آریان!"زید کا بس نہیں چل رہا تھا۔

"یار! آریان آریان بلانے سے تو سب کچھ نہیں ہو گا۔ بیوی تو تمہاری ہی ہے،اگر ایک رات کے لیے میرے پاس ہے بھی تو کونسا کچھ ہو۔۔"

"میں تمہارے گھر آ کر تمہیں بتاتا ہوں غلیظ انسان!"زید نے اس کی بات کاٹی۔ پھر اس نے کال کاٹنی چاہی مگر آریان کی آواز اسپیکر پر ابھری۔

"میرے گھر آنے کی بھول نہ کرنا ورنہ تمہاری بیوی تمہیں ملے گی تو سہی مگر مردہ حالت میں۔۔۔"اس بار آریان کا لہجہ بے لچک تھا۔

زید کا ہاتھ پریشانی سے ماتھے پر گیا۔

"دیکھو آریان! میری بیوی سے تمہارا کوئی لینا دینا نہیں ہے۔ اسے آزاد کر دو۔ جو بھی بات کرنی ہے،مجھ سے کرو۔"

آریان نے زید کی بات کا جواب دینا پسند نہیں کیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"مجھے نیند آ رہی ہے زید! کل دوپہر دو بجے تمہیں ایڈریس بھیجوں گا وہاں پر پہنچ جانا اور ہاں پولیس کو ان سب میں مت گھسانا۔ میرا تو کچھ نہیں جائے گا لیکن ایک رات تھانے میں تم خود بند ہو گے۔"

"لیکن!" زید نے کچھ بولنا چاہا۔

"دو بجے ایڈریس ملتے ہی پہنچ جانا۔ گڈ بائے۔"

یہ کہہ کر دوسری طرف سے کال کاٹ دی گئی۔ زید کو اپنی بے بسی پر شدید غصہ آیا۔

ابھی بس صبح کے پانچ بج رہے تھے اور اسے دوپہر کے دو بجے تک انتظار کرنا تھا۔ وہ کرتا تو اب کیا کرتا؟

* *

صبح کا اجالا پھیل چکا تھا۔ ایسے میں اگر آریان کے گھر میں قدم رکھو تو اس وقت مسز جہانگیر لان کی کرسیوں پر بیٹھیں، صبح کے حسین منظر کا حصہ بنی ہوئی تھی۔ بھورے رنگ کی ساڑھی میں ملبوس، وہ چائے کا خالی کپ میز پر رکھ رہی تھیں۔

ان کے دوسرے ہاتھ میں موبائل تھا۔ وہ کافی دہر سے موبائل کو دیکھ رہی تھیں۔ وہ کب سے فیصلہ لینے کی کوشش کر رہی تھیں۔

پھر انہوں نے آخر کار فیصلہ لے ہی لیا۔ انہوں نے موبائل پر نمبر ملایا اور فون کان تک لے کر گئیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

دوسری طرف سے کال اٹھالی گئی تھی۔

"ہیلو!" لہجہ ہلکا پھلکا سا تھا۔

"ہمم!" دوسری طرف سے بس ہنکارا ابھرا۔

"مجھے پہچانا؟" مسز جہانگیر نے پراسرار انداز میں پوچھا۔

"تمہیں کیسے نہ پہنچاتی؟"دوسری طرف سے بھی سوال پوچھا گیا تھا۔

"یہ بھی ٹھیک کہا۔"مسز جہانگیر نے اس کی بات کی تائید کی۔

"ملو گی مجھ سے؟"

"ہاں!"

"ٹھیک۔۔دو بجے میرے گھر آجانا۔"مسز جہانگیر نے آرام سے کہا۔پھر وہ ایک پل کے لیے رکیں۔

"اب یہ مت کہنا میرے گھر کا تمہیں پتہ نہیں ہے۔"

"نہیں۔۔۔میں سب جانتی ہوں۔کیا ہے نا جب سے پتہ چلا ہے تم واپس آگئی ہو تمہاری ایک ایک چیز کا پتہ کرواتی پھر رہی ہوں۔"انہوں نے بڑے آرام سے کہا۔

"چلو پھر باقی باتیں ملاقات پر چھوڑ دیتے ہیں۔"

"ٹھیک کہہ رہی ہو۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"خدا حافظ!"

"اللہ حافظ!"

دونوں طرف سے کال منقطع ہو گئی۔

* *

اب اگر ہم لوگ صوفیہ کے گھر کا معائنہ کریں، تو گیسٹ روم میں موجود سنہری آنکھوں والی لڑکی مضطرب سی ادھر ادھر چلتی دکھائی دے رہی تھی۔ اس نے جامنی رنگ کی پلین شلوار قمیض پر شفون کا پرنٹڈ ڈوپٹہ اوڑھا ہوا تھا۔ بال دونوں اطراف سے گر رہے تھے۔ اس کا اضطراب کمرے میں داخل ہوتی، اس کی دوست بھی بھانپ گئی۔

"کیا ہوا عالیہ؟ تم ٹھیک ہو؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ہاں مجھے کیا ہونا ہے۔"اپنی دوست کو دیکھ کر عالیہ نے زبردستی مسکرانے کی کوشش کی۔

"اچھا! مجھے لگا تم شاید کسی بات پر پریشان ہو۔"

"پریشان تو میں ہوں صوفیہ!"

"اچھا کس بات پر؟"صوفیہ نے پوچھا۔

"آنے والے حالات پر! میں تمہارے سہارے چھپ کر تو نہیں رہ سکتی۔ مجھے بہت کچھ کرنا ہے۔ میں اسی لیے آزاد ہوئی تھی۔"

"میں نے تمہیں کل بھی سمجھایا تھا۔ تم کچھ کرو لیکن ابھی نہیں، کچھ دنوں بعد! عالیہ تم موقع کی نزاکت سمجھ نہیں رہی ہو۔ تمہارے پیچھے آریان اور اس کے لوگ پڑے ہوئے ہیں۔ تم کیسے۔۔۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"مجھے نہیں پتہ میرے پیچھے کون پڑا ہوا ہے یا کون نہیں! مجھے میری فیملی کے پاس جانا ہے۔ بس!" عالیہ نے بڑے درشت انداز میں اس کی بات کاٹی۔

صوفیہ کا چہرہ خفت سے لال ہو گیا۔

"اگر تمہیں جانا ہے، تو جاؤ۔ میں نے تمہیں روکا نہیں ہے۔ تمہارے بھلے کے لیے کہہ رہی ہوں۔ تم ہمیشہ جلد بازی کر کے نقصان اٹھاتی ہو۔ اس بار بھی یہی کرو گی۔ نمرہ بیچاری کو تو تم نے یوں ہی بدنام کیا ہوا ہے، اپنی اصل دشمن تو تم خود ہی ہو۔" صوفیہ کے منہ سے نمرہ کی حمایت سن کر عالیہ تپ گئی۔

"تمہیں نمرہ بے قصور لگ رہی ہے؟!" اس نے چبھتے لہجے میں پوچھا۔

"ہاں مجھے وہ بے قصور لگ رہی ہے۔ اس نے تمہیں کبھی بھی نہیں کہا تھا عزاہ سے لڑائی جھگڑا رکھو یا آریان سے بھاگ کر ہی شادی کرو۔ تم بچی نہیں تھی عالیہ جو اس کی باتوں کو سمجھ نہیں پاتی۔ تمہارے ذہن میں ہمیشہ سے ایک کیڑا ہے جو تم سے کہتا ہے میں صحیح ہوں اور باقی سب غلط ہیں۔ نمرہ نے بس اسی کیڑے کی حمایت حاصل کی۔ تم ہمیشہ سے

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

یونہی لوگوں کے ساتھ کرتی آئی ہو۔ کسی کی بھی نہیں سنتی۔ کبھی کبھار مجھے لگتا ہے تمہاری عقل بس فیشن کے معاملے میں چلتی ہے۔ باقی کوئی بھی کام کرنے سے پہلے تم سوچنے کی کوشش نہیں کرتی بلکہ جلد بازی کا سہارا لیتی ہو۔ تمہیں کبھی تو لوگوں کی مان لینی چاہیے۔ کبھی تو کچھ سوچ سمجھ لینا چاہیے!"

صوفیہ سارے لحاظ بالائے طاق رکھ کر، عالیہ پر چلا رہی تھی۔ عالیہ کچھ پل کے لیے خاموش رہ گئی تھی۔

"تم بالکل نمرہ والی بات کر رہی ہو۔ وہ بھی مجھے یہی کہہ کر گئی تھی۔ اس نے بھی مجھے کچھ ایسے ہی الفاظ کہے تھے۔" عالیہ سناٹے میں تھی۔

"کیونکہ یہ سچ ہے عالیہ!" اب کی بار صوفیہ نے اپنا لہجہ دھیما کیا۔ "اگر تم واقعی میں اپنے خاندان کا بھلا چاہتی ہو تو سب سے پہلے اپنی اس گندی عادت پر قابو پاؤ۔ رشتے بہت نازک ہوتے ہیں۔ خون کا کام رشتے بنانا ہوتا ہے۔ لہجے، الفاظ اور اقدام، رشتے نبھواتے ہیں۔ بعض اوقات قدم ٹیڑھے ہوتے ہی رشتوں کی ڈوری ہاتھ سے نکل جاتی ہے۔ اگر تم واپس

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اپنے گھر والوں کے پاس گئی اور انہوں نے تمہیں معاف کر دیا تو سب وہی پر ختم نہیں ہو گا عالیہ! اگر تم نے اپنا یہی رویہ رکھا، تو تم جس طرح ابھی خالی ہاتھ ہو، مستقبل میں بھی یونہی خالی ہاتھ رہ جاؤ گی۔ اگر تمہیں رشتے بنانے ہیں تو اپنے اندر صبر، حوصلہ اور ٹھہراؤ لانا ہو گا۔ تم اب چھوٹی بچی نہیں رہی، جو کسی چیز کو پانے کے لیے ضد اور ہلچل مچا دیا کرتی تھی۔ تم اب بڑی ہو گئی ہو۔ اگر تمہیں اپنے رشتوں کو پانا ہے، تو اپنے آپ کو بدلنا ہو گا۔"

صوفیہ نے اپنی بات ختم کر کے غور سے عالیہ کو دیکھا جو اب کھوئی ہوئی سی لگ رہی تھی۔

صوفیہ نے اس کا ہاتھ پکڑا اور زور سے دبایا۔

"میں جانتی ہوں میری باتیں تمہیں کچھ حد تک بری لگی ہونگی مگر پھر بھی غور کرنا۔" اس کے بعد صوفیہ، عالیہ کو کچھ وقت دینے کے لیے کمرے سے باہر نکل گئی۔

* *

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اشفاق صاحب کے گھر میں جھانکو، تو یہاں بھی تناؤ چھایا ہوا تھا۔ نوال اکیلی ڈائننگ ٹیبل کی کرسی پر بیٹھی تھیں جبکہ اشفاق ابھی تک اپنے بیڈ روم میں تھے۔ ملازمہ اور انہوں نے مل کر ناشتہ جلدی ہی ڈائننگ ہال میں لگا دیا تھا۔ اب وہ کب سے سر پکڑے یہی پر بیٹھی تھیں۔ جائی یانہ رات سے غائب تھی یہ سوچ کر ہی نوال کو ہول اٹھ رہے تھے۔ جانے ایک رات میں ان کی بچی کے ساتھ کیا ہو گیا ہو گا؟!

ان کی یہ حالت اشفاق سے چھپی نہ رہی جو ڈائننگ ہال کے اندر داخل ہو رہے تھے۔

"کیا ہوا ہے اب آپ کو؟" انہوں نے بیزاری سے پوچھا اور اپنی جگہ پر بیٹھ گئے۔

"جائی یانہ کا شوہر آیا تھا۔" انہوں نے مدھم آواز میں بولنا شروع کیا۔

"کیوں؟" اشفاق کے لہجے میں حیرانگی اور غصہ دونوں تھا۔

"جائی یانہ کل شام سے لاپتہ ہے۔ اسی کو ڈھونڈتا پھر رہا ہے۔" نوال نے یہ کہہ کر اشفاق صاحب کے تاثرات جانچے۔ اشفاق حیران یا پریشان نہیں ہوئے بلکہ آرام سے آمیلٹ اپنی پلیٹ میں ڈالنے لگے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"آپ کو جائی یا نہ کی فکر نہیں ہو رہی اشفاق صاحب؟" وہ پوچھے بنا رہ نہ سکیں۔

"آپ کی بیٹی سے امید بھی کیا کی جا سکتی ہے؟" انہوں نے ہلکے پھلکے لہجے میں کہا اور ڈبل روٹی لے کر اپنا ناشتہ شروع کیا۔

"وہ آپ کی بھی بیٹی ہے۔" نوال نے اشفاق کو یاد دلایا۔

"عورت زاد کبھی بھی اس مرد سے وفادار نہیں ہوتی جس کا اس سے رشتہ ہوتا ہے۔ پھر چاہے مرد کا عورت سے کیسا ہی رشتہ ہو۔"

نوال نے مٹھی سختی سے بھینچیں۔

"آپ یہ بھول نہیں سکتے؟" نوال کی آواز میں دبا دبا طیش تھا۔

"اتنے سال گزر گئے ہیں نوال بیگم! ابھی تک تو میں بھول نہیں پایا۔ آگے کی بھی یہی امید ہے۔" اشفاق نے ہلکے پھلکے لہجے میں کہتے ہوئے نوالہ اپنے منہ میں ڈالا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"روفی میرا ماضی تھا اشفاق، جسے میں بھولنا چاہتی ہوں۔ آپ اس کو بار بار ہمارے درمیان مت لائیں۔ کبھی تو میرا اور میری بچیوں کا اعتبار کر لیا کریں۔" نوال کی آواز اس دفعہ خاصی اونچی تھی۔

"اس گھٹیا شخص کا نام تم میرے سامنے مت لیا کرو۔" اشفاق نے ان سے بھی اونچی آواز میں تنبیہہ دی۔ "اور جہاں تک بات اعتبار کی ہے تو میں نے کیا تھا تمہاری بیٹیوں کا اعتبار، کیا ملا مجھے؟ ایک شادی والے دن بھاگ گئی اور تیسری کے ایک غیر لڑکے کے ساتھ تعلقات نکل آئے۔ انہوں نے ثابت کیا جیسی ماں، ویسی بیٹیاں!"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اچھا عزاہ کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟" نوال چبھتے انداز میں بولیں۔ اشفاق ایک پل کے لیے خاموش رہ گئے۔

"تیسری بیٹی کی قربانی آپ کو دکھائی نہیں دیتی؟ وہ جانے کس طرح شایان کو برداشت کر رہی ہے۔ اس شایان کو جو آپ سے بھی تین ہاتھ آگے نکل آیا ہے۔ جو شخص اپنی بیوی کی ماں کی عزت نہیں کرتا، آپ خود بتائیں اس کے نزدیک بیوی کی کیا عزت ہو گی؟ میں جب

جب اپنی عزاہ کو دیکھتی ہوں تو میرا دل خون کے آنسو روتا ہے۔ میں جب عالیہ اور جائی یا نہ کے بارے میں سوچتی ہوں تو مجھے ہول اٹھتے ہیں۔ آپ کہتے ہیں وہ دونوں میرے نقش قدم پر چل رہی ہیں۔ اگر وہ واقعی میرے نقش قدم پر چل رہی ہیں اور ان کے لیے کوئی مسیحا نہ بھیجا گیا تو اشفاق صاحب بتائیں، میری بیٹیاں کہاں جائیں گی؟ آپ نے عالیہ کے پیدا ہونے پر صحیح کہا تھا میری جیسی عورت کو بیٹیوں کی ماں نہیں بننا چاہیے۔ مجھ جیسی عورت کی بیٹیوں کے لیے تو باپ کا دل بھی سخت پڑ جاتا ہے۔ دنیا تو بہت بعد کی چیز ہوتی ہے۔"

نوال نے اپنے دل کا سارا غبار آج نکال دیا تھا۔ وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگ گئیں۔ کیا تھا جو انہیں یاد نہیں آرہا تھا۔ اشفاق صاحب سے تو بہتر حسن صاحب تھے۔ بیٹی کو قبر میں اتارتے ہوئے ان کے دل میں احساس تو تھے! اشفاق نے تینوں بیٹیوں کو کنوئیں میں پھینک کر پیچھے مڑ کر دیکھا بھی نہیں تھا۔

اشفاق صاحب سکتے کے عالم میں انہیں دیکھتے رہے۔ پھر خاموشی سے ناشتے کو چھوڑ کر ڈائننگ ہال سے باہر نکل گئے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

* *

اسے ایسا لگ رہا تھا اس کی پلکوں پر کافی بوجھ پڑا تھا۔ وہ جب بھی آنکھیں کھولنے کی کوشش کرتی، سر میں اٹھتے درد اور آنکھ کھلنے میں دقت کی وجہ سے ایک بار پھر مدہوش ہو جاتی۔

اس بار اس نے تھوڑی سی ہمت دکھائی اور اپنی دونوں آنکھیں کھولنے کی جدوجہد کی۔ سر میں درد کی ٹیسیں ابھی بھی اٹھ رہی تھیں۔ اس نے اپنی سوجی ہوئی آنکھوں سے ارد گرد کا جائزہ لیا۔ وہ کسی اندھیرے کمرے میں تھی اور اپنے جسم پر غور کیا تو وہ بیٹھنے کی حالت میں تھا۔ شاید وہ کسی کرسی پر بیٹھی تھی۔ ارد گرد کا جائزہ لیتے ہوئے اس کے کھلے بال اس کے چہرے پر پڑنے لگ گئے۔ اس نے ہاتھ اٹھا کر بالوں کو سمیٹنا چاہا مگر اسی وقت اسے محسوس ہوا اس کے ہاتھوں کو کسی چیز نے جکڑا ہوا تھا۔

اس کی آنکھیں اس انکشاف سے تیزی سے کھلیں۔اس نے سر نیچے کر کے دیکھا تو اسے پتہ چلا اس کے ہاتھوں کو باندھا گیا تھا۔اس نے اپنے پاؤں ہلانے چاہے مگر وہ بھی رسی میں جکڑے ہوئے تھے۔

اس کے حواس اب بیدار ہونے لگ گئے تھے۔اس نے دماغ پر زور لگایا اور یاد کرنے کی کوشش کی وہ یہاں کیسے پہنچی؟

آہستہ آہستہ بے ربط منظر ذہن میں بننے لگ گئے۔ٹیوشن سینٹر،عزاہ سے ملاقات،موبائل، وین اور اس کا پیچھا کرتا شخص!

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اپنے حال اور ماضی دونوں کو دیکھ کر اس نے اندازہ لگالیا اسے اغوا کیا گیا تھا۔ابھی وہ مزید سوچتی اس کے سامنے موجود دروازہ کھلا۔

باہر سے آتی تیز روشنی اس کے چہرے پر پڑی۔اس کی آنکھیں جو اندھیرے میں دیکھنے کی عادی ہو گئی تھیں،اس اچانک آنے والی روشنی پر چندھیا گئیں۔

اندر ایک شخص آرہا تھا مگر اس کا وجود مکمل اندھیرے میں ڈوبا تھا۔وہ کوئی ہیولا لگتا تھا۔

"اوہ تو مسز زید جاگ چکی ہیں۔" مردانہ آواز اس کے کانوں میں گونجی۔ وہ اب اس کے قریب آچکا تھا۔ اس کا چہرہ جائی یانہ کچھ دقت سے دیکھ سکتی تھی۔ اسے یہ چہرہ مانوس نہیں مگر دیکھا دیکھا ضرور لگا۔

"مجھے پہچانا آپ نے بھابھی بلکہ سالی صاحبہ؟" اس نے سوال پوچھا۔ پھر جائی یانہ کے سامنے پنجوں کے بل بیٹھ گیا۔ اب جائی یانہ کو دیکھنے میں کوئی دقت نہیں ہو رہی تھی۔ اس آدمی کے چہرے پر استہزاء تھا۔ وہ سوچنے لگی یہ کون ہے اور پھر یکدم اسے جھماکا ہوا۔

"تم آریان ہو، ہے نا؟" اس کے پوچھنے پر آریان، اثبات میں سر ہلاتا مسکرایا تھا۔

"صحیح پہچانا! مجھے ویسے امید نہیں تھی۔"

"میری بہن کہاں ہے؟" اسے ایک دم عالیہ کا خیال آیا۔

"تمہاری بہن مجھ سے جان چھڑا کر بھاگ گئی ہے۔ اس لیے اسے چھوڑ کر اپنا سوچو۔" آریان نے جائی یانہ کے اوپر انکشاف کیا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"عالیہ آپی تمہارے پاس نہیں ہے؟"اس نے حیرانگی سے پوچھا۔

آریان نے گردن نفی میں ہلادی۔

"نہیں تمہاری آپی اپنی جان بچا کر بھاگ گئی ہے۔ لیکن وہ چلی گئی تو کیا ہوا؟تم تو ہو نا میں تم سے ہی کام چلا لوں گا۔"یہ کہتے ہوئے اس نے جائی یانہ کے بال پیچھے کرنے چاہے مگر جائی یانہ نے اپنا سر پیچھے کیا۔

"مجھے ہاتھ مت لگانا۔"اس کی آنکھوں میں زخمی شیرنی والا تاثر تھا۔

"اچھا تو کیا کرو گی؟اپنے زید کو بلاؤ گی؟"آریان اس کی اس حرکت سے محظوظ ہوا تھا۔

"لیکن تمہارے پاس تو نا فون ہے اور نہ ہی تم باہر جا سکتی ہو۔۔۔ تو تم کیسے بلاؤ گی؟لیکن دیکھو تمہاری پریشانی کو سمجھتے ہوئے میں نے تمہارے ہیرو کو پہلے ہی فون کر کے دو بجے آنے کا کہہ دیا ہے۔اب شکریہ کرنے والی کوئی بات نہیں ہے۔یہ تو میرا فرض تھا۔آخر کو دور شتے تم سے نکلتے ہیں۔ویسے ماننا پڑے گا پیارو وہ تم سے بہت کرتا ہے۔اس لیے جب

سے اسے پتہ چلا ہے تم میرے پاس ہو، تب سے اس کی پچاس مسڈ کالز تو آ ہی گئی ہیں۔ شاید تمہیں بہت مس کر رہا ہے!"

بات کرتے ہوئے آریان کی نظر بے ساختہ جائی یانہ کے ہاتھوں پر گئی۔ جائی یانہ نے بھی آریان کی نظروں کا تعاقب کیا۔ اس کے ہاتھوں پر خراش اور ہلکی پھلکی چوٹیں تھیں۔

"میں نے اپنے آدمیوں کو سمجھایا بھی تھا تمہیں بہت آرام اور بہت خیال سے لے کر آئیں۔ میرے کزن کی تم میں جان بستی ہے۔ اب اگر وہ دیکھے گا تمہارے ہاتھ پر چوٹ لگی ہے، تو وہ کیا سوچے گا؟۔"

"مجھے چھوڑ دو آریان!" اس نے بے بسی سے کہا۔

"بھابھی صاحبہ! آپ کو چھوڑنے کے لیے تو نہیں پکڑا تھا ہم نے!"

"تم آخر ہم سے چاہتے کیا ہو؟ کیوں میرے گھر والوں کے پیچھے پڑے ہوئے ہو؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

جائی یانہ کی آواز میں ناچاہتے ہوئے بھی بے بسی در آئی تھی۔ "تمہاری پھپھو اور میری امی جان کا کوئی پرانا حساب ہے۔ بس وہی چکانے کے لیے تم بہنوں کا استعمال کر رہے ہیں۔" آریان نے بڑے آرام سے بتایا۔

"مگر ہم سے کیوں؟ ہم تینوں تو ان کی بھتیجیاں ہیں۔ اگر پھپھو کے ساتھ ان کے معاملات خراب ہے، تو تم لوگ پھپھو سے جا کر بات کرو۔" جائی یانہ الجھ گئی تھی۔

"دیکھو یہ سارا پلان امی جان کا ہے۔ انہوں نے جو کہا، میں نے کیا۔ اگر آج رات تک تم ان سے بات کرنے کے قابل رہی تو ان سے شوق سے پوچھنا۔" اس نے آخری بات معنی خیز انداز میں کہی۔

"کیا مطلب ہے تمہارا؟" جائی یانہ اس کی بات کا کچھ کچھ مفہوم تو سمجھ گئی تھی۔

"اب سارے مطلب تمہارے زید کے آنے کے بعد سمجھائے جائیں گے، تب تک تم دوبارہ آرام کر لو۔"

یہ کہہ کر آریان رکا نہیں اور باہر چلا گیا۔ جاتے جاتے وہ دروازہ بند کر کے چلا گیا۔ اب کمرہ ایک بار پھر تاریکی میں ڈوب چکا تھا۔

* *

عزاہ پانی کا جگ لیے اپنے کمرے میں جا رہی تھی، جب پھپھو عجلت میں موبائل اپنے بیگ میں ڈالتیں، راہداری سے اس کے پاس سے گزریں۔

"پھپھو!" اس نے بلاوجہ انہیں بلایا۔

زینب فوراً رک گئیں۔

"اچھا ہوا تم مجھے یہی مل گئی۔"

"آپ کو کوئی کام تھا؟" عزاہ نے پوچھا۔

"ہاں کام تو تھا۔"

"کیا؟"

زینب نے فوراً سوال کا جواب نہیں دیا بلکہ اس کے ہاتھوں سے جگ اٹھا کر زمین پر رکھا، پھر اس کے دونوں ہاتھ، اپنے ہاتھوں میں لیے۔

"دیکھو عزاہ! تم میری بھتیجی ہو، میرے بھائی کی بیٹی ہو، میری بہو بھی ہو اور سب سے بڑھ کر تم میرے شایان کی اولاد کی ماں ہو۔ تم مجھے دادی بنانے جا رہی ہو۔ مجھے اس دنیا میں سب سے زیادہ عزیز تم ہی ہو۔ اس وقت اگر میں چاہوں تو خود غرض بن کر کہہ سکتی ہوں اس گھر کو بنائے رکھنے کی خاطر اپنا آپ قربان کر دینا لیکن میں یہ نہیں کہوں گی عزاہ! کیونکہ اس طرح گھر نہیں زندان بنائے جاتے ہیں اور میں اپنی اگلی نسل کو زندان میں نہیں دیکھنا چاہتی۔"

"آپ یہ کیا کہہ رہی ہیں پھپھو؟!" عزاہ ان کی آدھی ادھوری باتوں کو سمجھ نہیں پا رہی تھی۔

"میں ٹھیک کہہ رہی ہوں عزاہ! میں، شایان اور نمرہ ہم تینوں ہی نفسیاتی الجھنوں کا شکار ہے۔ ہم تینوں ہی اس الجھن میں بری طرح پھنسے ہوئے ہیں۔ اگر صحیح وقت پر تم نے صحیح فیصلے نہ لیے، تو نفسیاتی چکر ختم نہیں ہونگے بلکہ مزید بڑھتے چلے جائیں گے۔ کچھ فیصلے کٹھن ہوتے ہیں مگر جب وقت آئے تو انہیں اٹھا لینا چاہیے۔ یہ آپ کے لیے اور آپ کے ارد گرد رہنے والے لوگوں کے لیے بہت ضروری ہوتا ہے۔ میں یہ سب اس لیے کہہ رہی ہوں کیونکہ مجھے نہیں پتہ آگے مجھے تم سے یہ بات کہنے کا موقع ملے گا بھی؟"

"آپ ایسی باتیں کیوں کر رہی ہیں پھپھو؟" عزاہ کی آنکھیں نم ہونے لگ گئی تھیں۔ وہ پہلے ہی جائی یا نہ کی فکر میں ہلکان ہو رہی تھی اور اب پھپھو بھی عجیب و غریب باتیں کر رہی تھیں۔

"کیونکہ عزاہ یہ باتیں تمہارے بھلے کے لیے ہیں۔" زینب اداسی سے مسکرائی اور اس کے گال پیار سے تھپتھپائے۔ پھر انہوں نے مڑ کر اپنے پیچھے دیوار پر لگی گھڑی کو دیکھا۔

"ایک بج گئے ہیں۔ میں نکلتی ہوں۔" انہوں نے نرمی سے عزاہ کے ہاتھ چھوڑ دیے۔

"آپ کہاں جا رہی ہیں؟" عزاہ نے فوراً سے پوچھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تمہیں پتہ چل جائے گا۔" انہوں نے نرمی سے اپنا ہاتھ عزاہ کے گال پر رکھا۔ انہوں نے غور سے عزاہ کا چہرہ دیکھا۔ اس کی آنکھوں تلے حلقے تھے۔ چہرے پر خون کی کمی کی وجہ سے پیلاہٹ کا راج تھا۔

"تم اپنا دھیان کیوں نہیں رکھ رہی عزاہ؟ نہ تم ڈاکٹر کے پاس باقاعدگی سے جا رہی ہو اور نہ ہی کھانے پینے پر کوئی توجہ ہے۔ اگر تم اپنی بہنوں کی فکر میں یہ سب کر رہی ہو، تو یہ بات جان لو عالیہ آریان کی قید سے باہر نکل آئی ہے اور جائی یا نہ بھی تمہیں مل جائے گی۔"

عزاہ ہکا بکا اپنی پھپھو کو دیکھے گئی۔

"پھپھو! آپ کو کیسے پتہ؟"

"میں اب چلتی ہوں۔" یہ کہہ کر زینب چلی گئیں۔

* *

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

زید بری طرح بے چین تھا۔ وہ بار بار اپنے ہاسٹل کے کمرے کے چکر کاٹ رہا تھا اور نظریں بار بار دیوار پر لگی گھڑی پر جا رہی تھی جس کے مطابق دو بجنے میں بس دو منٹ رہ گئے تھے۔ اس کا یہ اضطراب کمرے میں موجود موسیٰ نے محسوس کر لیا تھا۔

"یار زید ہوا کیا ہے؟ اب بتا بھی دو۔ صبح سے دیکھ رہا ہوں تم پریشان ہو اور رات کو تو تم ہاسٹل ہی نہیں آئے۔ آخر بات کیا ہے؟"

"موسیٰ میں ابھی بات کرنے کی حالت میں نہیں ہوں۔ پلیز مجھے کچھ دیر کے لیے اکیلا چھوڑ دو۔"

"تم بتا۔۔۔" اس سے پہلے موسیٰ اپنی بات پوری کر پاتا، زید کے موبائل پر نوٹیفکیشن آیا۔ اس نے فوراً موبائل پر دیکھا۔ میسج سم کی کمپنی سے آیا تھا۔ زید کو مایوسی اور غصہ دونوں محسوس ہوا۔

"کسی کے میسج کا انتظار کر رہے ہو؟" موسیٰ اس کی یہ حرکت بھی بھانپ گیا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"جائی یانہ اغوا ہو گئی ہے۔" موسیٰ سے جان چھڑانے کے لیے اس نے یہی بتا دیا۔

"کیا؟ جائی یانہ اغوا ہو گئی ہے؟" اس نے بے اختیاری میں کہہ دیا مگر جب زید نے اسے گھور کر دیکھا تو اس نے فوراً جملے کی تصیح کی۔

"میرا مطلب تھا جائی یانہ بھابھی اغوا ہو گئی ہیں؟"

"ہمم! میں پہلے ہی پریشان ہوں اس لیے مزید پریشان مت کرو۔"

"لیکن زید تم نے تو بھابھی کے موبائل پر ٹریکر لگایا تھا۔ اس سے ان کی لوکیشن ٹریک کر لو۔" موسیٰ نے فوراً سے اسے یاد دلایا۔ دراصل بائیک بکنے کے بعد حاصل ہونے والی رقم سے زید نے موسیٰ کے ایک جاننے والے سے لیپ ٹاپ اور ٹریکر خریدا تھا۔ موسیٰ کا حوالہ دینے کی وجہ سے اسے بہت کم قیمت پر یہ دونوں چیزیں مل گئی تھیں۔ زید نے وہ ٹریکر اس دن جائی یانہ کے موبائل پر لگایا تھا، جب نائلہ اور جائی یانہ خریداری کے لیے بازار گئے تھے۔

"ان کا موبائل سڑک پر گرا ہوا ملا ہے اور ٹریکر موبائل پر ہی لگا ہوا تھا۔" زید نے اس کی بات کا بیزاری سے جواب دیا۔

زید نے فون پر وقت دیکھا۔ دو بج کر ایک منٹ ہو گیا تھا۔ ابھی تک آریان کی طرف سے میسج نہیں آیا تھا۔ زید کا اضطراب بڑھتا جا رہا تھا۔ اسی وقت اسے کسی انجان نمبر سے کال آئی۔ اس نے فوراً سے اٹھالی۔

"لگتا ہے موبائل ہاتھ میں ہی تھا تمہارے؟" دوسری طرف اس کے فوراً کال اٹھانے پر چوٹ کیا گیا۔

"مجھے کہاں آنا ہے؟" زید نے بے صبری سے پوچھا۔

"اتنی جلدی؟ ابھی تو میں نے بھابھی کی صحیح سے خاطر مدارت بھی نہیں کی۔"

"آریان پلیز مجھے بتاؤ جائی یانہ کہاں ہے؟ تمہیں جو چاہیے مجھ سے لے لو مگر جائی یانہ کو چھوڑ دو۔"

"تمہارے پاس ہے ہی کیا، جو تم سے لیا جائے؟ اور جو تمہارے پاس آیا تھا وہ میں نے لے لیا۔" آریان نے بات حقارت سے شروع کی تھی مگر آخری بات وہ ذو معنی انداز میں لے گیا۔ زید نے اپنی مٹھیاں بھینچیں اور ضبط قائم رکھا۔ اگر جائی یانہ آریان کے پاس نہ ہوتی، تو

وہ آریان کے اس وقت ٹکڑے کر ڈالتا۔ دوسری طرف سے زید کو خاموش دیکھ کر آریان خود ہی بولا۔

"لگ رہا ہے میں کچھ زیادہ ہی بول گیا ہوں۔ چلو تم بھی کیا یاد کرو گے تمہیں ایڈریس سینڈ کر رہا ہوں۔ جگہ پر پہنچو۔" آریان نے یہ کہہ کر کال کاٹ دی۔ زید میسج آنے سے پہلے ہی والٹ اور دوسری چیزیں لے کر کمرے سے باہر نکل گیا۔ کمرے میں موجود موسیٰ زید کی اس حالت پر تاسف سے سر ہلا کر رہ گیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

* *

جائی یا نہ کرسی پر سر جھکائے بیٹھی تھی۔ اس نے اپنے آپ کو نکالنے کے لیے دماغ میں موجود سارے جتن کر لیے تھے مگر بے سود!

وہ یونہی مایوس بیٹھی تھی، جب اچانک سے دروازہ کھلا۔ وہ ایک دم ڈری تھی۔ ایک بار پھر اسے ہیولا دکھائی دے رہا تھا مگر اس بار وہ ہیولے کی پہچان جانتی تھی۔ وہ اس کے عین سامنے کھڑا ہو گیا۔

"تمہارا شوہر آرہا ہے تمہیں بچانے! چلو آؤ میرے ساتھ!" یہ کہہ کر آریان جھکا اور اس کے ہاتھوں اور پاؤں کو رسی سے آزاد کرنے لگ گیا۔

کچھ ہی دیر میں جائی یانہ ان رسیوں سے آزاد ہو گئی۔ وہ اپنی اسی آزادی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے بھاگنا چاہتی تھی مگر اس کی یہ کوشش آریان نے اس کی کلائی تھام کر فوراً ناکام کر دی۔

"آرام سے جائی یانہ! میں نرمی سے پیش آرہا ہوں تو اس کا یہ مطلب نہیں ہے تم میری نرمی کا ناجائز فائدہ اٹھاؤ۔" اس کے بعد ایک اور آدمی کمرے میں آیا۔ آریان نے اس کے سامنے جائی یانہ کے دونوں ہاتھ آگے کر دیے۔ دوسرے آدمی نے جلدی سے اس کے ہاتھ رسی سے باندھ دیے۔ پھر کالے رنگ کی پٹی اس کی آنکھوں پر باندھی گئی۔ جائی یانہ کو اب

اندھیرے کے سوا کچھ بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ تبھی اسے اپنی کنپٹی پر سخت سی چیز محسوس ہوئی۔

"اب خاموشی سے جہاں لے کر چلوں وہی جانا ہلکی سی بھی ہوشیاری مت کرنا ورنہ کنپٹی پر رکھی گن تمہیں اچھا سبق سکھائے گی۔"

جائی یانہ کے ماتھے سے پسینے چھوٹنے لگ گئے۔ اسے اپنا آپ ایک غار میں بند دکھائی دیا۔

"چلو اب آگے چلو!" جائی یانہ کو اپنا بازو آریان کی مضبوط گرفت میں محسوس ہوا۔ جائی یانہ چلنے سے ہچکچا رہی تھی۔ آریان نے اس کی کنپٹی پر رکھی گن زرا سی دبائی۔

"چلو!" اسے چار و ناچار اب چلنا ہی تھا۔

* *

مسز جہانگیر کے گھر پر چلیں، تو آج وہاں پر سکون ہی سکون قائم تھا۔ مسز جہانگیر بہت آرام سے اپنے کمرے میں تیار ہو رہی تھیں۔ انہوں نے پیلے رنگ کی شلوار قمیض پہنی ہوئی تھی۔ پھولوں کی پرنٹ کا بڑا سا ڈوپٹہ کندھے کی ایک طرف لٹک رہا تھا۔ انہوں نے بالوں کو جوڑے کی صورت میں باندھا تھا۔ اب بس میک اپ ہی رہ گیا تھا جو وہ آرام سے کر رہی تھیں۔ گاہے بگاہے وہ آئینے سے اپنے پیچھے موجود نمرہ کو بھی دیکھ رہی تھیں، جو جلے پیر کی بلی کی طرح کبھی ادھر تو کبھی ادھر جا رہی تھی۔ اس کا اضطراب دیکھ کر بھی مسز جہانگیر کو کوئی فرق نہیں پڑ رہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اگر بدلہ لینے کی ہمت نہیں تھی، تو اس چکر میں پڑی کیوں؟"

مسز جہانگیر نے بڑے آرام سے پوچھا۔

"آپ کو کس نے کہا مجھ میں بدلہ لینے کی ہمت نہیں ہے؟" نمرہ نے رک کر ان سے سوال کیا۔ مسز جہانگیر نے اس کے سوال کا جواب نہیں دیا بس خاموشی سے اپنی آنکھوں کو

بھورے رنگ کی آئی شیڈ و سے رنگنے لگ گئیں۔ وہ اپنے کام میں جب مگن ہو گئی تو اس بار نمرہ نے ان کا انہماک توڑا۔

"ہم یہ کام آج ہی کیوں کریں؟" اس کے سوال پر انہوں نے سکون بھرا سانس خارج کیا۔

"کیونکہ کام کرنے کا، دن آج کا دن ہی ہے۔" وہ اب آنکھوں پر آئی لائینر لگانے کے لیے لائینر تلاش کرنے لگ گئیں۔

"لیکن عالیہ جب تک اس گھر سے نہیں بھاگی تھی، تب تک آپ کا ایسا کوئی ارادہ نہیں تھا۔" مسز جہانگیر آنکھوں کے پاس ایک ٹیڑھی لکیر کھینچنے لگیں۔

"کیونکہ عالیہ کو میرے ماضی کے بارے میں سب کچھ پتہ ہے۔ میں نہیں چاہتی وہ زینب کو بتا کر میرا سارا مزا خراب کرے۔" وہ اب اس آڑھی لائن کو اپنی پلکوں کے اوپر سے لے کر جا رہی تھی۔

"عالیہ کو یہ سب کس نے بتایا؟" نمرہ کی آواز ترش ہونے لگ گئی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میں نے!اور کون بتائے گا؟"وہ دوسری آنکھ پر لائنز لگانے لگیں۔

"آپ نے یہ کیوں کیا؟"اس کے چہرے پر غضب چھا گیا۔غصے کی شدت سے اس کا چہرہ لال پڑ چکا تھا۔"میں ابھی اس سب کے لیے تیار نہیں تھی۔مجھے لگا تھا ان سب میں ابھی وقت ہے لیکن آپ کی اس غلطی کی وجہ سے مجھے میری ماں کا سامنا تب کرنا ہو گا،جب میں تیار ہی نہیں ہوں۔"

مسز جہانگیر نے اس کی بات کو یکسر نظر انداز کیا اور اپنے چہرے پر طائرانہ نظر دوڑا کر نیچے موجود لپ اسٹک کی شیڈ دیکھنے لگ گئیں۔کچھ دیر ڈھونڈنے کے بعد انہیں اپنا مطلوبہ شیڈ مل گیا۔

انہوں نے جیسے ہی لپ اسٹک اپنے ہونٹوں پر لگائی،ہونٹ لال رنگ میں رنگنا شروع ہو گئے۔

"میری بات کا جواب دیں!"نمرہ اب مسز جہانگیر کے پاس آ کر کھڑی ہو گئی تھی۔مسز جہانگیر نے آرام سے اپنی لپ اسٹک لگائی،پھر اپنا پورا چہرہ دیکھنے کے بعد وہ مڑیں۔

"عالیہ کو بتا کر میں نے کوئی غلطی نہیں کی ہے نمرہ! یہ کام بہت پہلے ہی ہو جانا چاہیے تھا مگر تمہارے اور میرے، ہم دونوں کے جذبات اس کام کو ہونے نہیں دے رہے تھے۔ عالیہ کو بتا کر مجھے ایک موٹیو ملا ہے۔ اب اگر میں زینب کا سامنا نہیں کروں گی تو پھر بعد میں یہ کام کرنے کا فائدہ ہی نہیں رہے گا اور ہاں!"

وہ پل بھر کو ٹھہریں۔

"آئندہ کے بعد تم نے کبھی مجھ سے اس لہجے میں بات کی تو، تمہاری زبان نکال کر تمہارے ہاتھ میں رکھ دوں گی۔ اب باہر جاؤ اور جا کر دیکھو ملازموں نے تیاری کر لی ہے۔"

نمرہ کچھ دیر یونہی کھڑی رہی پھر خاموشی سے باہر چلی گئی۔ مسز جہانگیر نے ایک نظر خود کو دیکھا۔

اسی وقت موبائل بجا۔ مسز جہانگیر نے ایک بیزار نظر موبائل پر ڈالی جس پر آریان کا نام جگمگا رہا تھا۔ انہوں نے موبائل کو نزاکت سے اٹھایا، پھر کان سے لگایا۔

"بولو؟"

"آپ نہیں آئیں گی؟"

"نہیں! میں نے زینب کو بلایا ہے۔ مجھے لگتا ہے آج یہ قصہ ختم ہو جانا چاہیے۔"

"اچھی بات ہے۔" یہ کہہ کر آریان نے کال کاٹ دی۔

مسز جہانگیر نے موبائل کان سے ہٹایا اور دونوں ہاتھوں میں لے لیا۔ سوا دو بج چکے تھے۔ زینب کا کوئی اتہ پتہ نہیں تھا۔ مسز جہانگیر انتظار کی سوئیوں پر بیٹھ گئیں۔

ناولز کلب
Club of Quality Content

****

جائی یانہ کی آنکھوں سے جب پٹی ہٹائی گئی، تو اس نے اپنے آپ کو بڑی بڑی مشینوں کے درمیان میں پایا۔ اس کے ہاتھ ابھی تک رسی میں بندھے تھے۔ وہ دوسرا آدمی اس پر کڑی

نظر رکھے ہوئے اس کے بالکل پاس کھڑا تھا جبکہ آریان سپاٹ تاثرات سے ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔

"ایک بات پوچھوں تم سے؟" جائی یانہ کے ذہن میں ایک بات کب سے تنگ کر رہی تھی۔

"ہمم پوچھو!" آریان نے تھوڑے اکتائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"آپی جب گھر چھوڑ کر گئی تھی تو تم نے کیا کیا؟ فوراً اپنی اصلیت بتادی یا پھر انتظار کیا؟"

"جب تمہاری آپی گھر چھوڑ کر آئی تو میں نے اسی رات اس سے نکاح کر لیا اور اسے لے کر اپارٹمنٹ میں رہنے لگ گیا۔ اگر اس نے میری اور نمرہ کی باتیں نہیں سنی ہوتی، تو وہ لاعلم ہی رہتی۔" آریان نے بڑے تحمل سے جواب دیا۔

"تو تم نے آپی سے شادی اپنی ماں کے بدلے کے لیے کی تھی؟" جائی یانہ نے پوچھا۔

"بالکل!" آریان نے بڑے آرام سے کہا۔

"اور جب آپی کو تمہاری حقیقت پتہ چلی تو تم نے ان کے ساتھ کیا کیا؟ انہیں کوئی نقصان تو نہیں پہنچایا؟" جائی یا نہ خود بھی نہیں جانتی تھی وہ اتنے بے تکے سوال کیوں پوچھ رہی تھی۔

"میں نے تمہاری آپی کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا۔ وہ میری بیوی ہے اور اس نے میرا کوئی نقصان نہیں کیا۔ اگر اس وقت تمہاری جگہ وہ یہاں کھڑی ہوتی تو میں ضرور اس کو بچانے کی کوشش کرتا۔ وہ بیوقوف تھی مگر میں جانتا ہوں وہ واحد ہے جو مجھ سے مخلص رہی۔"

آریان نے آخری بات کافی گہرائی سے کہی تھی۔ اس سے پہلے جائی یا نہ کچھ کہہ پاتی، آریان کے موبائل پر نوٹیفکیشن آیا۔ اس نے موبائل جیب سے نکالا اور دیکھنے لگا۔ اس کے چہرے پر مسکراہٹ آگئی۔

"ایک بات تو ماننی پڑے گی! بیس منٹ کا فاصلہ دس منٹ میں طے کرنا آسان کام نہیں ہے۔ ایسا کیا ہے تم میں جو اچھا بھلا آدمی تمہارے پیچھے دیوانہ ہو گیا ہے۔"

آریان کی نظریں موبائل پر ہی تھی۔ وہ جائی یا نہ سے اس قدر دور تھا کہ جائی یا نہ کو سرمئی رنگ کے علاوہ اسکرین میں کچھ اور دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"زید آ گیا ہے؟"جائی یانہ نے ایک امید سے پوچھا۔

"ہمم!اور شاید تمہاری موت کا فرشتہ بھی!"اس نے موبائل جیب میں رکھتے ہوئے اس کی طرف بڑھتے ہوئے آرام سے کہا۔جائی یانہ کی ریڑھ کی ہڈی سنسنا گئی۔ آریان نے اس کے ہاتھوں کے درمیان بندھی رسی کو بڑے آرام سے پکڑا، پھر اسے کھینچتا ہوا ایک طرف لے کر جانے لگ گیا۔

* *

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

جیسے ہی دو بج کر بیس منٹ ہوئے مسز جہانگیر کے دروازے پر دستک ہوئی اور ایک ملازمہ اندر آئی۔

مسز جہانگیر نے مڑ کر سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔

"آپ کی دوست زینب آئی ہے۔"یہ بات سنتے ہی ان کے چہرے پر مسکراہٹ رینگ گئی۔

"اسے لاؤنج میں بٹھادو۔"

"جی بہتر!"

یہ کہہ کر ملازمہ کمرے سے باہر نکل گئی جبکہ مسز جہانگیر نے اپنا موبائل اٹھایا اور باہر کی جانب بڑھ گئیں۔ وہ جانتی تھیں آج کا دن ان کی زندگی کا یادگار دن بننے والا تھا۔

****

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

زید بھاگتا ہوا ارد گرد دیکھ رہا تھا۔ اسے سوائے بند پڑی مشینوں کے کچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ آریان نے اسے اپنے ایک ایسے کارخانے میں بلایا تھا جو کافی سالوں سے بند پڑا تھا۔ وہ بار بار ادھر ادھر دیکھ رہا تھا مگر اسے ایک بھی آدم زاد دکھائی نہیں دے پایا تھا۔ وہ جب کارخانے کے عین وسط میں پہنچا تو اسے اپنے پیچھے سے آواز سنائی دی۔

"کیا ہوا زید؟ اپنی بیوی کو ڈھونڈ رہے ہو؟" زید کرنٹ کھا کر پیچھے مڑا۔

زید کو آریان کچھ دور نیلے رنگ کے بڑے بڑے ڈرم کے اوپر کھڑا ملا۔ آریان نے اپنا ایک پاؤں نیلے رنگ کے ڈرم پر جبکہ دوسرا پاؤں لکڑی کے تختے کے کنارے پر رکھا ہوا تھا۔ اس تختے کے بالکل دوسرے کنارے پر جائی یانہ کھڑی تھی۔ آریان کے ہاتھ میں گن تھی، جس نے جائی یانہ کی پشت پر نشانہ باندھا ہوا تھا۔ جائی یانہ کی سائیڈ پر نیلے رنگ کے بند ڈرم ختم ہو گئے تھے۔ وہ تختے کے سہارے ہوا میں معلق تھی۔ تختے کے عین نیچے ایک چھوٹا سا ڈرم تھا جو تختے تک نہیں پہنچ پا رہا تھا۔ یہ باقی ڈرم کی طرح بند نہیں بلکہ کھلا ہوا تھا۔

زید اس ڈرم کے اندر نہیں دیکھ سکتا تھا مگر جائی یانہ جس قدر سہمے انداز سے نیچے دیکھ رہی تھی، زید کا دل بتا رہا تھا وہاں پر کچھ ٹھیک نہیں ہے۔

وہ آگے بڑھتا تبھی اسے اپنے پیچھے پشت پر ایک سخت چیز کا احساس ہوا۔ اس نے مڑ کر دیکھا تو ایک آدمی اس کے پیچھے کھڑا تھا۔ اس کی گن کا رخ زید کی طرف تھا۔

"کیسے ہو زید؟ کافی دنوں بعد ملاقات ہوئی ہے۔" آریان نے بڑے آرام سے زید کا حال احوال پوچھا۔

"جائی یانہ کو چھوڑ دو آریان!" زید نے ترش لہجے میں کہا۔

"اچھا واقعی میں؟" آریان نے مصنوعی تعجب سے پوچھا۔ "لیکن مجھے تو لگتا ہے مجھے جائی یانہ بھابھی کو نہیں چھوڑنا چاہیے، کیونکہ اگر میں نے تختے پر سے اپنا پاؤں ہٹایا تو جائی یانہ بھابھی سیدھا ڈرم میں گر جائیں گی اور ڈرم میں تیزتا تیزاب بھابھی کے پورے جسم کو جلا دے گا۔"

آریان کی یہ بات سن کر زید سکتے میں چلا گیا۔ تیزاب کا سوچتے ہی اس کے جسم پر کپکپی طاری ہو گئی۔ اگر جائی یانہ اس ڈرم میں۔۔۔ نہیں نہیں!

"دیکھو آریان وہ بے قصور ہے۔ اسے چھوڑ دو۔ تمہاری لڑائی تو اس کے گھر والوں کے ساتھ ہے نا۔۔۔" زید نے التجاء کی۔

"تم غلط کہہ رہے ہو زید! میری ماں کی لڑائی اس کے گھر والوں کے ساتھ ہے۔ میری لڑائی تو تمہارے خاندان سے ہے۔ تم، عائشہ اور زاہد! مجھے تم تینوں بری طرح کھٹکتے ہو۔ تمہیں تمہارے انجام تک پہنچانے کے بعد میں تمہارے خاندان کی جانب بڑھوں گا۔"

"ہم نے تمہارا کیا بگاڑا ہے؟" زید نے رندھے انداز میں پوچھا۔

"تم نے میرا کیا بگاڑا ہے؟ تمہاری وجہ سے میرا باپ اتنی جلدی مرا ہے۔ مرتے وقت بھی ان کے ذہن میں صرف اور صرف تم لوگ تھے۔ میں تو کبھی ان کے لیے کچھ تھا ہی نہیں!" آریان کا لہجہ تلخ ہو گیا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"دیکھو جائی یانہ اس معاملے میں بھی بے قصور نکل رہی ہیں۔ پلیز انہیں چھوڑ دو۔ تمہیں مجھ سے نفرت ہے نا مجھے ختم کرو مگر انہیں نہیں، پلیز!"

"تمہیں ہی تو ختم کر رہا ہوں زید! آہستہ آہستہ۔ بہت آرام سے!"

پھر آریان نے جائی یانہ کی پشت کو گھورا۔

"اپنی بیوی کو الوداع کہہ دو زید!"

اس نے اپنا نشانہ باندھ لیا تھا. اس کی انگلی ٹرگر کی جانب آہستگی سے سفر کر رہی تھی۔ جائی یانہ نے سر اٹھا کر پہلی دفعہ زید کی آنکھوں میں دیکھا۔ وہ بھی اسے دیکھ رہا تھا۔ زید کو محسوس ہوا جائی یانہ آنکھوں سے اسے کوئی پیغام دے رہی ہے۔ لیکن کیا؟

جیسے ہی آریان نے ٹرگر دبایا، جائی یانہ اپنی دائیں جانب اچھلی۔ نشانہ چوک گیا تھا اور گولی بس جائی یانہ کے بازو کو چھوتے چھوتے بچی تھی۔ وہ زمین پر گر گئی۔

زید سمجھ گیا جائی یانہ کا کیا مطلب تھا۔ اس نے پہلے اپنا ہاتھ پیچھے کر کے، اپنے پیچھے کھڑے شخص کا گن والا ہاتھ پکڑا پھر اسے اوپر کر دیا۔ آدمی نے بوکھلا کر فائر کیا مگر گولی اوپر چھت کی جانب چلی گئی تھی۔

جائی یانہ کے گھٹنے کی جلد زمین پر گرنے کی وجہ سے چھل گئی تھی مگر ابھی اس کے پاس درد محسوس کرنے کا وقت نہیں تھا۔ وہ جلدی سے اٹھ کر بھاگتے ہوئے زید کے پاس آئی اور اپنے دونوں ہاتھوں سے زید کا بازو پکڑ کر بھاگنے لگ گئی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

آریان اور اس کے ساتھ موجود آدمی اس سب کے لیے تیار نہیں تھے۔ان کو تو لگ رہا تھا سب کچھ ان کے کنٹرول میں ہے۔وہ دونوں ان کے تعاقب میں بھاگے۔وہ ان پر گولیاں بھی چلا رہے تھے مگر بار بار نشانہ چوک رہا تھا۔

"اب کیا کرنا ہے؟"زید نے پوچھا۔

"مجھے کیا پتہ؟"جائی یانہ لاعلم تھی۔

"تو پھر آپ یوں اچھلی کیوں؟"زید کے سوال پر اس نے بھاگتے ہوئے بھی زید کو آنکھیں دکھائیں۔

"تو تم کیا چاہتے تھے میں بے موت ماری جاؤں؟"

"نہیں میں ایسا تو نہیں چاہتا تھا۔"

فائرنگ کی آوازیں آنا بند ہو گئی تھی۔

"یہ لوگ کہاں گئے؟"جائی یانہ نے مڑ کر دیکھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

جائی یانہ کی رفتار نہ چاہتے ہوئے بھی کم ہوئی مگر زید نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے کارخانے سے باہر لے جانے کی کوشش میں لگا رہا۔

"بھاگتی رہیں۔۔۔۔مجھے یہ خاموشی صحیح نہیں لگ رہی ہے۔"ان دونوں کو کارخانے کا گیٹ دکھائی دینے لگ گیا۔اس سے پہلے وہ دونوں اس تم پہنچ پاتے، کھلا ہوا گیٹ بند ہونے لگ گیا۔ایک ہیولا اسے بند کر رہا تھا۔زید جائی یانہ کا ہاتھ تھامے اپنی ساری ہمت سمیٹے گیٹ کی طرف بھاگ رہا تھا مگر ان کے پہنچنے تک گیٹ بند ہو گیا تھا۔وہ دونوں گیٹ کے سامنے رک گئے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"آریان میں کہتا ہوں دروازہ کھولو!"زید زور زور سے گیٹ پر ہاتھ مارنے لگ گیا جبکہ جائی یانہ ارد گرد نظریں دوڑانے لگی۔ایک دم جائی یانہ کو فضا میں کچھ عجیب سی بدبو محسوس ہوئی۔

"یہ تو پٹرول کی سمیل ہے۔"اس نے ارد گرد دیکھتے ہوئے کہا۔جائی یانہ کی بات سن کر زید نے بھی اس بات کو محسوس کیا۔

پھر زید نے گیٹ کے تھوڑے مزید قریب آیا۔پیٹرول کی بو گیٹ کی جانب زیادہ تیز تھی۔

"وہ لوگ اس کارخانے کو جلانا چاہتے ہیں۔"زید اس نہج پر پہنچ چکا تھا۔

"اب ہم کیا کریں؟"جائیانہ نے پریشانی سے پوچھا جبکہ زید اپنے بالوں پر ہاتھ پھیرتا ہوا ادھر ادھر چلنے لگا۔

ایک دم موبائل پر میسج آنے کی آواز گونجی جسے زید نے تو نظر انداز کر دیا تھا مگر جائیانہ نہیں کر پائی۔وہ فوراً سے زید کے پاس گئی۔

"یہ کیا کر رہی ہیں آپ؟"زید جائیانہ کو اتنا پاس دیکھ کر گھبرا گیا۔جائیانہ نے اس کی جیب سے موبائل نکالا۔

"جو بہت پہلے کر لینا چاہیے تھا۔"وہ جلدی جلدی موبائل کی اسکرین پر انگلیاں چلا رہی تھی۔پھر اس نے موبائل کان پر لگایا۔

"ہیلو! آپ پولیس آفیسر بات کر رہے ہیں؟"

اور زید سمجھ گیا تھا جائیانہ کیا کرنے جا رہی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

* *

وہ آرام سے لاؤنج کے صوفے پر بیٹھی ہوئی تھیں، جب ہیل کی ٹک ٹک کی آواز ارگرد پھیلی۔ اگلے ہی پل وہ ان کے سامنے کھڑی تھیں۔ زینب اسے دیکھتے ساتھ ہی اٹھ کھڑی ہوئیں۔ دونوں کے چہرے پر مسکراہٹ در آئی۔

"کافی سالوں بعد مل کر اچھا لگا زینب!"

"مجھے بھی!"

دونوں بڑے آرام سے ایک دوسرے سے بات کر رہی تھیں۔

پھر وہ دونوں ہی ایک دوسرے کے آمنے سامنے بیٹھ گئیں۔ کچھ پل وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھتی رہیں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"نمرہ اندر آجاؤ۔"زینب نے خاموشی کی دیوار توڑی تھی۔نمرہ جو باہر کھڑی تھی،بری طرح گڑبڑا گئی۔وہ اندر اس لیے نہیں گئی تھی کیونکہ وہ ماں کا سامنا کرنے سے کترا رہی تھی مگر شاید اس کی ماں پہلے سے ہی بہت کچھ جانتی تھی۔

نمرہ نے پہلے کچھ سوچنے کی کوشش کی کہ کسی طرح اپنے آپ کو اس صورتحال سے بچایا جائے مگر جب کوئی سرا ہاتھ نہیں لگا تو خاموشی سے ہار مان لی۔وہ بغیر کچھ بولے اندر آئی اور اس صوفے کے دوسرے سرے پر بیٹھ گئی جس پر مسز جہانگیر بیٹھی ہوئی تھیں۔

تینوں ایک دوسرے کو تکتی رہیں۔کچھ دیر بعد ملازمہ ہاتھ میں ٹرے پکڑے اندر آئی۔اس ٹرے میں تین چائے کے مگ تھے۔ملازمہ نے ہلکے نیلے رنگ کے دو مگ مسز جہانگیر اور نمرہ کے آگے رکھے جبکہ پیلے رنگ کا کپ زینب کے آگے رکھا۔

زینب مگ کو تکنے لگیں۔

"پھر بات شروع کریں؟"مسز جہانگیر نے پوچھا۔

"ہمم!ٹھیک ہے نازنین!"زینب نے چہرہ اٹھا کر اپنی جان سے پیاری دوست کو دیکھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

* *

جائی یانہ نے پولیس کو پوری صورتحال بتا کر کال رکھ دی۔ زید پریشانی میں گھرا ہوا تھا اب کرنا کیا ہے۔ اسی وقت اسے گیٹ گرم ہوتا محسوس ہوا۔ وہ فوراً سے پیچھے ہوا۔

"انہوں نے آگ لگا دی ہے۔"

"اب کیا کریں؟" جائی یانہ کی پریشانی میں اضافہ ہو گیا۔ اس نے ابھی تو پولیس کو کال کر کے مدد مانگی تھی۔ اتنی جلدی تو پولیس بھی نہیں پہنچے گی۔

زید بھی سوچنے لگ گیا۔ آگ اندر آجاتی تو ان دونوں نے جل کر مرنا تھا اور اگر نہیں بھی آتی تب بھی بند کارخانے میں گھٹن کی وجہ سے وہ سانس نہیں لے پاتے۔ یہاں سے نکلنا ناممکن لگ رہا تھا۔

پھر اس کے ذہن میں ایک خیال آیا۔ آریان بھی تو کسی پیچھے کے دروازے سے ہی باہر گیا ہو گا کیونکہ گیٹ کی طرف تو جائی یانہ اور وہ بڑھ رہے تھے اور ان دونوں نے اسے گیٹ سے نکلتے نہیں دیکھا تھا۔

اس نئی سوچ پر اس نے فوراً ادھر ادھر نظر دوڑائی، اسے اپنے سامنے والی دیوار کی اوپری طرف ہلکی سی سفید رنگ کی روشنی محسوس ہوئی۔

زید نے جائی یانہ کا ہاتھ تھاما اور اسی طرف جانے لگا۔ جائی یانہ، جو یہاں پر بند ہونے کی وجہ سے پریشان تھی زید کی اس حرکت پر حیران ہوئی۔ پہلے اس نے سوال کرنا چاہا مگر جب وہ دونوں تھوڑے قریب پہنچے تو جائی یانہ کو خود ہی جواب مل گیا۔

انہیں کوئی دوسرا دروازہ تو نہیں ہاں مگر دیوار پر اوپر کی طرف بنا روشن دان ضرور مل گیا تھا جسے کارڈ بورڈ کی مدد سے ڈھکا ہوا تھا۔

جائی یانہ نے کارڈ بورڈ کی لمبائی اور چوڑائی اپنی آنکھوں سے ہی ناپنے کی کوشش کی۔ روشن دان اتنا کھلا تھا کہ وہ دونوں بمشکل ہی صحیح مگر اس میں سے نکل سکتے تھے۔

"ہم نکل سکتے ہیں۔"جائی یانہ نے خوشی سے کہا۔

"ہاں!لیکن اوپر چڑھیں گے کیسے؟"زید نے سوال اٹھایا۔اس کی بات پر جائی یانہ کی نگاہ کچھ دور پڑے ڈرم پر پڑی۔

"ان کی مدد سے!"جائی یانہ نے ان ڈرم کی طرف اشارہ کیا۔

زید نے انہیں دیکھا تو اس کو اٹھانے کے لیے دوڑا۔جائی یانہ بھی اس کی مدد کروانے کے لیے اس کے پیچھے گئی۔دونوں نے دو ڈرم اٹھا کر ایک دوسرے کے اوپر رکھ دیے۔

زید چاہتا تھا وہ پہلے جائی یانہ کو نکال دے مگر جائی یانہ نے اس کا دھیان اس کارڈ بورڈ پر دلایا جو روشن دان پر ابھی بھی چپکا ہوا تھا۔

"میں اس کارڈ بورڈ کو نہیں نکال سکتی۔"جائی یانہ نے اپنے ہاتھ سے پسینہ پونچھتے ہوئے کہا تھا۔کارخانے میں گھٹن اور گرمی بڑھتی جا رہی تھی۔

زید نے سر اثبات میں ہلایا۔ پھر جلدی سے ڈرم پر چڑھ کر اس نے کارڈ بورڈ ہٹایا۔ کارڈ بورڈ کیل سے جڑا ہوا تھا۔ اس لیے اسے اکھاڑنے میں خاصی محنت لگی۔ جیسے ہی اس نے کارڈ بورڈ روشن دان سے علیحدہ کیا، کالے رنگ کا دھواں تیزی سے اندر کی جانب آیا۔ زید اس دھوئیں میں صحیح سے سانس نہیں لے پایا اور زور زور سے کھانسنے لگا۔

کھانستے کھانستے جب اس نے گردن موڑ کر اپنے پیچھے دیکھا تو اس کی نظر بے جائی یانہ پر گئی۔ وہ فکر مندی سے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ جائی یانہ کو یوں کھڑا دیکھ کر اس نے ہمت باندھی اور اپنا ہاتھ نیچے کی جانب بڑھایا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

جائی یانہ اس کا ہاتھ تھام کر محتاط انداز میں اوپر چڑھ گئی۔ اب وہ دونوں ڈرم پر بیٹھے تھے۔ زید نے باہر کی طرف دیکھا تو آگ دیوار سے لپٹی ہوئی تھی لیکن اس دیوار کے ارد گرد کوئی شخص نہیں تھا۔ شاید آریان اور اس کے آدمی گیٹ کی طرف تھے۔

"ہمیں کودنا ہو گا۔" زید نے باہر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"مگر باہر تو آگ لگی ہوئی ہے۔" اس نے اپنے ہاتھ سے منہ اور ناک کو ڈھانپا۔

"ہمیں چانس لینا ہو گا ورنہ ہم دم گھٹنے کی وجہ سے یہی مر جائیں گے۔ ویسے بھی آگ ابھی نیچے کی طرف ہی ہے۔ ابھی وہ دیوار کے اوپر تک نہیں پہنچی۔"

"مگر۔۔"اس سے پہلے جائی یانہ کوئی اور اعتراض کرتی،زید نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔

"ہمیں یہ کرنا ہی ہو گا۔"زید نے جائی یانہ کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے اسے باور کروایا۔

"پہلے آپ کود یں!"زید ایک طرف ہو گیا۔

"اور تم؟!"جائی یانہ نے اس کی جانب دیکھا۔

"میں بھی کودوں گا۔"زید کی بات سن کر جائی یانہ نے تھوک نگلا اور اپنا چہرہ باہر کی طرف نکالا۔ آگ واقعی نچلی جانب لگی تھی مگر ایسا محسوس ہو رہا تھا آگ آہستہ آہستہ اوپر کی جانب بڑھ رہی ہے۔

جائی یانہ نے آنکھیں سختی سے بند کر لیں اور روشن دان سے چھلانگ لگا لی۔ اس نے غلطی سے بھی آنکھ نہیں کھولی تھی۔ اسے اپنے جسم پر گرم آگ کی تیز حرارت محسوس ہوئی۔ پھر

آہستہ آہستہ وہ زمین کی طرف بڑھنے لگی۔ گرمائش کم ہونے لگی اور پھر اس کا گھٹنا کسی سخت چیز سے بری طرح ٹکرایا۔ اس نے درد سے کراہ بھری۔ وہ ایک پل کے لیے زمین پر لیٹ گئی تھی مگر پھر ہمت کرتے ہوئے کہنی کے بل اٹھ کر کھڑی ہوئی اور روشن دان کی دوسری جانب دیکھنے کی کوشش کی جہاں پر وہ تھا۔

وہ بھلے اس آگ کے کارخانے سے باہر نکل آئی تھی۔ آخر کار اسے اس کا چہرہ دکھائی دیا۔ پھر وہ بھی کود پڑا۔ جائی یانہ کا دل بیٹھنے لگ گیا۔ اگر کہیں وہ اس آگ میں جل گیا تو؟

لیکن ایسا کچھ نہیں ہوا۔ زید اس کے پاس کہنی کے بل گرا تھا۔

"اف!" وہ کراہا۔ اس نے فوراً اپنی کہنی کو پکڑا۔ اس کی ٹی شرٹ کی بازو لال ہونا شروع ہو چکی تھی۔ جائی یانہ فوراً سے زمین پر بیٹھی اور اس کی کہنی تھام لی۔

"تمہیں تو زیادہ چوٹ لگ گئی ہے۔" اس نے اس کے بازو سے نکلتے خون کو دیکھ کر بولا۔

دونوں کو پس منظر سے پولیس موبائل کے سائرن کی آواز آنا شروع ہو گئی تھی۔

"مجھے بھی یہی لگ رہا ہے۔" زید نے کراہتے ہوئے کہا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

جائی یانہ نے اپنا سر تھوڑا سا اوپر کیا تو سامنے موجود منظر دیکھ کر گھبرا گئی اسے دور سے ایک ہیولا ان پر گن تانے دکھائی دیا۔ اس کی گن کا نشانہ دور سے دیکھا جائے تو زید پر لگتا تھا۔

"زید!!" وہ سٹپٹائے انداز میں بولی اور بیٹھے بیٹھے ہی زید کے پشت کے سامنے آ گئی۔ دوسری طرف سے ٹرگر دبا دیا گیا۔ گولی چلنے کی آواز پورے ماحول میں گونجی تھی۔

زید جو اپنی تکلیف پر دہرا ہو رہا تھا، گولی چلنے کی آواز سن کر وہ کچھ دیر کے لیے ساکن ہو گیا۔

اس کا یہ سکتہ جائی یانہ کے زمین پر گرتے وجود نے توڑا تھا۔

دوپہر کی روشنی ابھی بھی تھی مگر زید کو اپنے ارد گرد تاریکی پھیلتی محسوس ہوئی۔

* *

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

لاؤنج میں تناؤ ہونے کے باوجود وہ دونوں دوستیں ایسے مسکرا رہی تھیں جیسے ان کے درمیان کچھ ہوا ہی نہیں تھا۔ جیسے ماہ و سال کا فرق ختم ہو گیا تھا۔ جیسے وہ دونوں دوبارہ سے اپنے کالج کے میدان میں بیٹھیں تھیں۔

"میرے خیال سے ہم تینوں کو اپنے اپنے حصے کی کہانی سنانی چاہیے۔ کیا کہتی ہو زینب؟" نازنین نے بڑے آرام سے زینب کی رائے لی۔

"بالکل! میرا بھی یہی خیال ہے۔ تو کون پہلے بولنا پسند کرے گا؟" زینب نے اپنی رائے دینے کے بعد سوال پوچھا۔

"میں!" نمرہ نے اپنا ہاتھ اوپر کی جانب اٹھایا۔

دونوں دوستوں نے اپنے درمیان میں بیٹھی اس جوان لڑکی کو دیکھا۔ نمرہ نے بولنا شروع کیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ایک لڑکی تھی، جس دن وہ پیدا ہوئی اس سے کچھ گھنٹے پہلے اس کا باپ اس دنیا کو چھوڑ کر جا چکا تھا۔ دنیا والوں کو جب پتہ چلا تو انہیں اس لڑکی سے ہمدردی ہونے لگ گئی۔ وہ لڑکی پہلے چھوٹی تھی، اس ہمدردی کو سمجھ نہیں پاتی تھی مگر جیسے جیسے اسے ہمدردی کا مفہوم پتہ چلا اسے اس نام سے نفرت ہونے لگی۔ وہ جب بھی لوگوں کو بتاتی اس کا باپ اس دنیا میں نہیں ہے، تو لوگوں کی نگاہیں نرم پڑ جاتیں، وہ اسے اس طرح سلوک کرتے جیسے اس لڑکی نے اسے اپنے باپ کی موت کا نہیں بتایا بلکہ ان سے پیار کی بھیک مانگی ہے۔ لوگوں کی ان نظروں کو نظر انداز کرنا پھر بھی اس وقت اسے آسان لگتا تھا۔ کیوں؟ کیونکہ اس وقت اس کا بھائی اور اس کی ماں اس سے بے پناہ پیار کرتے تھے۔ ان دونوں کے لیے اس لڑکی کے لیے وقت ہی وقت تھا لیکن پھر ایسا ہوا کہ اس لڑکی کے خاندان پر ایک طوفان آیا۔ اس طوفان نے اس لڑکی اور اس کے پورے گھر کی ذہنی صحت تباہ کر دی۔ ماں اپنے اوپر ہوئی زیادتی پر حواس کھو دیتی اور بھائی کی زندگی سے وہ لڑکی جیسے غائب ہو گئی۔ اس کا بھائی لڑکی کو اب اپنی بہن کی طرح نہیں بلکہ اپنی جاگیر کی طرح ٹریٹ کرنے لگ گیا۔"

"ماں کو شاید احساس ہو گیا تھا بچے بری طرح ڈسٹرب ہیں۔ ماحول بدلنے کے لیے اس کی ماں اسے کراچی سے لے کر اسلام آباد آ گئیں مگر اسلام آباد آ کر لڑکی کی زندگی کا بچا ہوا سکون بھی ختم ہو گیا۔ وہاں اس کی ملاقات پہلی دفعہ اس کے ماموں کے خاندان سے ہوئی۔ لڑکی نے جیسے ہی اپنی ماموں کی دونوں بڑی بیٹیوں کو دیکھا، زندگی میں پہلی دفعہ اسے احساس محرومی نے گھیرا تھا۔ ماموں کی دونوں بیٹیاں ایک ساتھ بڑے آرام سے باتیں کر رہی تھیں، ایک ساتھ ہنستی تھیں، ایک ساتھ زندگی جی رہی تھیں اور وہ لڑکی؟ اس کے پاس کیا تھا؟ اس کے پاس کیا رہ گیا تھا؟ کچھ بھی نہیں!"

"اس کا دل چاہا وہ ان دونوں لڑکیوں کو ایک دوسرے سے جدا کر دے۔ انہیں بھی پتہ چلے ایک ساتھ ہو کر بھی ایک دوسرے کے ساتھ نہ ہونا، کتنا بڑا عذاب لگتا ہے اور اس نے یہی کیا۔ ان دونوں کے درمیان بد گمانی کے بیج بو دیے اور پھر آہستہ آہستہ پانی دینے لگ گئی۔ کچھ سالوں بعد وہ بیج، جو اس نے بوئے تھے، تناور درخت بن گئے۔ اس لڑکی کے لیے یہ بہت ہونا چاہیے مگر نہیں! یہ سب بہت نہیں ہو پایا۔ لڑکی نے اپنے ماموں کی جس بیٹی سے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

دوستی بنائی۔اس کی زبانی اسے ماموں کے گھر کی روزانہ کی کہانی سننی پڑتی۔اس دن میری اماں نے مجھے یہ بنا کر کھلایا،بابا نے آج مجھے یہ چیز تحفے میں دی، چھوٹی بہن نے میرے ساتھ یہ شرارت کی۔الغرض اسے ایک خوشحال خاندان کی داستان روزانہ سننے کو ملتی۔یہ کہانی سننے کے بعد جب وہ اپنے گھر آتی تو یہاں کی کہانی،ماموں کی بیٹی کے گھر کی کہانی سے بالکل مختلف ہوتی۔اس لڑکی کے گھر میں ہر وقت تناؤ ہوتا تھا۔ماں نوکری پر جاتی اور واپس آکر کمرے میں بند ہو جاتی،ایسے میں وہ لڑکی اپنے بھائی سے بات کرنے کی کوشش کرتی تو وہ اسے بری طرح جھنجھوڑ دیتا۔وہ لڑکی شدید تنہائی کا شکار ہو گئی۔اس کے دل میں یہ خواہش اٹھنے لگی کاش اس کا باپ زندہ ہوتا۔یقیناً وہ اسے یوں تنہا نہیں چھوڑتا۔وہ اسے پیار کرتا،اس سے بہت محبت کرتا۔اسے اللہ سے یہ شکوہ رہنے لگ گیا اس نے اتنی جلدی اس کے باپ کو کیوں چھینا؟"

"وقت گزرتا رہا اب وہ لڑکی بظاہر بڑی ہو گئی تھی مگر دل ابھی بھی اس کا یونہی بچوں والا تھا۔پھر ایک دن وہ لڑکی تنہا شاپنگ مال میں شاپنگ کر رہی تھی جب ساڑھی میں ملبوس

اس کے پاس آئی اور اسے اپنے ساتھ بیٹھ کر بات کرنے کو کہا۔ وہ لڑکی تھوڑی پریشان ہوئی۔ وہ تو اس عورت کو جانتی ہی نہیں تھی، تو اس کے ساتھ بیٹھتی کیوں؟ لیکن پھر اس پر تجسس حاوی ہو گیا۔ آخر ایسی کونسی بات تھی جو وہ عورت اس سے کرنا چاہتی تھی۔ وہ اسی تجسس میں اس کے ساتھ چل دی۔ وہ دونوں مال کے پاس موجود ریستوران میں جا کر بیٹھ گئے۔"

"سب سے پہلے اس عورت نے اس لڑکی کو اپنی جوانی کی تصویر دکھائی اور اس تصویر میں اس عورت کے ساتھ، لڑکی کا باپ بھی بیٹھا ہوا تھا۔ عورت نے عروسی لباس پہنا ہوا تھا جبکہ لڑکی کے باپ نے شیروانی اور دونوں کے گلے میں پھولوں کے ہار پہنے تھے۔ صاف ظاہر ہوتا تھا یہ ان کی شادی کی تصویر تھی۔ بات یہی پر ختم نہیں ہوئی۔ عورت نے اپنے بیگ سے نکاح نامہ بھی نکالا۔ لڑکی نے جب اس نکاح نامہ کو پڑھا تو اسے پتہ چلا یہ تو اس کے باپ کا نکاح نامہ تھا اور سامنے بیٹھی عورت اس کی سوتیلی ماں ہے۔ وہ صدمے میں چلی گئی۔ اسے یقین

نہیں آرہا تھا کہ اس کا باپ دوسری شادی بھی کر سکتا ہے۔اس سے پہلے وہ اس صدمے سے نکل پاتی،اس عورت نے اسے ایک اور صدمہ دیا اور جاننا چاہتی ہیں آپ وہ کیا صدمہ تھا؟"

نمرہ نے اپنی سیاہ آنکھیں،ماں کی سیاہ آنکھوں میں گاڑھیں۔زینب نے جب اس کی آنکھوں میں دیکھا تو انہیں بس دکھ،غصہ اور بدلے کی آگ دکھائی دی۔

"اس نے اسے بتایا اس کا باپ حادثاتی طور پر نہیں مرا بلکہ اس کا قتل ہوا تھا اور جاننا چاہیں گی وہ قتل کس نے کیا؟وہ قتل آپ نے کیا تھا زینب احمد!"

نمرہ نے اپنی ماں کے تاثرات کو دیکھا جو ابھی بھی پر سکون تھے۔کہیں سے کوئی اضطراب، کوئی بے چینی نہیں جھلکتی تھی۔

"آپ کی وجہ سے میں اس عورت سے لڑی جس نے مجھے سچ بتایا۔میں نے اسے بہت برا بھلا کہا اور وہاں سے چلی گئی لیکن اس کی باتیں میرے ذہن میں اٹک گئی تھیں۔ان ہی دنوں آپ کو ایک بار پھر ڈیپریشن کا اٹیک ہوا۔آپ نے اپنے آپ کو کمرے میں بند کر لیا تھا۔ اس دن شایان گھر پر نہیں تھا۔میں نے آپ کے کمرے کی چابی سے دروازہ کھولا تو مجھے

آپ ہیجانی حالت میں ملیں۔ آپ چیزوں کو توڑ رہی تھیں۔ میں نے آپ کو سنبھلنا چاہا۔ اس وقت آپ اپنے حواسوں میں نہیں تھیں۔ اس لیے آپ کے منہ سے بے ساختہ نکلا "میں نے عمر کو مار دیا!"۔ آپ اندازہ نہیں لگا سکتیں میں یہ بات سن کر کتنا صدمے میں گئی تھیں آپ سے جب پوچھا آپ کیا بات کر رہی ہیں؟ تو آپ نے یہی کہا "میں سچ کہہ رہی ہو۔ عمر کو مارنے والی میں ہی ہوں۔ میری حالت اسی وجہ سے ایسی ہے۔"۔ آپ کی یہ باتیں سن کر میرے ذہن میں اس عورت کے انکشافات ابھرنے لگے۔ میں نے آپ کو آپ کے حال پر چھوڑ دیا اور خود کمرے میں بند ہو گئی۔ میں نے دو راتیں رو کر گزاری تھیں اور کیوں نہ گزارتی؟ مجھے اب پتہ چلا تھا مجھ سے میرا باپ میری اپنی ماں نے چھینا تھا۔ میرا دل چاہتا تھا اپنے اس نقصان کا پوری دنیا میں اعلان کروں لیکن افسوس میں ایسا نہیں کر سکتی تھی۔ پھر ایک دن مجھے مسز جہانگیر کی طرف سے ایک کال موصول ہوئی۔ میں ویسے بھی ان کے دوبارہ رابطے کی منتظر تھی۔ انہوں نے مجھے اس فون کال میں بتایا آپ نے کس طرح اپنے بھائی کی محبت میں پہلے اپنی دوست کو دھوکہ دیا اور پھر اپنے شوہر کا قتل کیا۔ انہوں نے

مجھے بتایا کسی کاروباری مسئلے کی وجہ سے ماموں اور بابا کی لڑائی ہوئی تھی جس میں آپ نے اپنے بھائی کا ساتھ دیا اور پھر اپنے شوہر کا قتل کر ڈالا۔ آپ نے یہ سب کچھ ماموں کی محبت پانے کے لیے کیا مگر انہوں نے ہمیشہ کی طرح اس بار بھی آپ کو دودھ میں سے مکھی کی طرح باہر نکال دیا۔"

"یہ باتیں سن کر میرے دل میں نفرت کا طوفان برپا ہو گیا۔ اس لیے جیسے ہی مسز جہانگیر نے مجھے اپنے باپ کا بدلہ لینے کی پیشکش کی۔ میں نے آنکھیں بند کر کے پیشکش قبول کر لی۔ ہمارا پلان یہ تھا پہلے ہم لوگ اشفاق کو تباہ کریں گے کیونکہ آپ نے سب کچھ اپنے بھائی کے لیے کیا تھا۔ ماموں جان کو سب سے زیادہ پیاری اپنی عزت تھی۔ اس لیے ہم نے ان کی تینوں بیٹیوں کا بیچ چوراہے میں مذاق اڑایا۔ ایک بیٹی گھر سے بھاگ گئی، دوسری بیٹی کا شوہر نکاح کے بعد اسے ہال میں چھوڑ کر چلا گیا جبکہ تیسری بیٹی کے نکاح کے دن بھی ہنگامہ مچا دیا اور خود اشفاق کو ہم نے اس کے کام کرنے والی جگہ سے دھکے دے کر نکلوایا۔ اب آگے کا منصوبہ بالکل سیدھا ہے۔ جائی یا نہ آج کے دن مار دی جائے گی۔ دوسری طرف

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

عالیہ جب واپس جائے گی تو شایان عالیہ کو واپس دیکھ کر عزاہ سے اپنا رشتہ توڑ ڈالے گا اور۔۔۔"

"بس!"نازنین نے نمرہ کو بیچ میں ٹوک دیا۔"اب ساری باتیں تھوڑی نہ بتانی ہے۔تم نے اپنے بارے میں جتنا بتانا تھا،بتا دیا۔اب تم ہم دونوں دوستوں کو ذرا بات کرنے دو۔"

اس کے بعد نازنین نے چہرہ موڑ کر زینب کی طرف دیکھا۔

"ہماری اتنی بڑی پلاننگ کا سن کر تمہارے دماغ میں سوالات تو ضرور اٹھ رہے ہونگے؟"

"بالکل!"زینب نے اس کی بات پر سر اثبات میں ہلایا۔

"اچھا لیکن ایک سوال میں نے کرنا ہے۔تمہیں کیسے پتہ چلا میں واپس آگئی ہوں؟"نازنین کے سوال پر زینب نے نرم مسکراہٹ سے جواب دیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"عالیہ کے نکاح کی جو فوٹو تم نے اشفاق بھائی کے فون میں بھیجی تھی، میں نے اس میں تمہیں دیکھ لیا تھا۔ میں سمجھ گئی اس نکاح میں سب سے بڑا کردار تمہارا ہے۔ تو اب کیا میں اپنے سوالات پوچھ سکتی ہوں؟"

نازنین نے اس کے سوال پر سر اثبات میں ہلایا۔

"سب سے پہلے تو یہ بتاؤ تم نے مجھے عمر سے شادی کرنے سے منع کیوں کیا؟"

نازنین نے ایک گہری سانس اندر کو کھینچی۔ پھر ایک نظر اپنے ساتھ بیٹھی نمرہ کو دیکھا۔ اس کے بعد انہوں نے اپنا پورا رخ زینب کی جانب موڑ لیا۔

"شروع سے شروع کرتے ہیں۔ میری زندگی میں نے ہمیشہ چھپا کر رکھی۔ کبھی کسی کو پتہ چلنے نہیں دیا میرے گھر میں کیا چل رہا ہے۔ تمہیں بھی نہیں! شاید اس لیے کیونکہ مجھے اپنے آپ کو مجبور دکھانا شروع سے ہی ناپسند تھا۔ تم نے شاید غور نہیں کیا میں کبھی تم سے اپنے گھر کے بارے میں بات ہی نہیں کرتی تھی۔ تمہیں دکھنے سے لگتا تھا میں بہت خوش ہوں اور بہت آرام دہ زندگی گزار رہی ہوں مگر ایسا دور دور تک نہیں تھا۔ میں جب پیدا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ہونے والی تھی،ان دنوں میری ماں کی طبیعت خراب رہتی تھی۔ایک دن انہیں سیڑھیاں چڑھتے ہوئے چکر آگئے اور وہ گر گئیں۔میں اور میری ماں تو زندہ بچ گئے مگر میری ماں پہلے ہی بیمار رہتی تھی اور یوں سیڑھیوں پر چکر کھا کر گرنے سے کمپلیکیشن اتنی بڑھ گئی کہ میری ماں پھر کبھی میرے باپ کو دوسری اولاد نہیں دے سکی جبکہ دوسری طرف میرے باپ کو بیٹے کی چاہ تھی۔بیٹی کی صورت میں اکلوتی اولاد پا کر انہیں خوشی نہیں ہوئی۔یہ بات نہیں ہے انہوں نے مجھ سے کبھی پیار نہیں کیا یا میرا خیال نہیں رکھا مگر پھر بھی یہ بیٹے کی کمی انہیں مجھ سے اور میری ماں سے دور کرتی رہی اور اپنا بیٹا،انہیں عمر اور اس کے بھائی کی صورت میں دکھائی دینے لگ گیا۔عمر میرا تایا زاد بھائی تھا۔میرا باپ میرے حصے کی محبتیں اپنے بھائی کے بچوں پر نثار کرنے لگ گیا۔ان دنوں میرے تایا تائی کے حالات ہمارے جتنے اچھے نہیں تھے۔اس لیے وہ لوگ بھی میرے باپ کے سامنے اچھا بننے کی اداکاری کرتے رہتے اور میرا باپ،وہ ہمیشہ اپنے بھائی بھابھی کی چالبازیوں کو ان کی محبت اور مان سمجھتے۔"

"تم جانتی ہو زینب جب میں نے پہلی جماعت میں پہلی پوزیشن حاصل کی اور اپنے ابو کو اپنا رزلٹ دکھایا تو انہوں نے کافی سوکھے انداز میں مجھے مبارک باد دی جبکہ دوسری طرف جب عمر نے تیسری جماعت میں تیسری پوزیشن لی، تو ابو اس خوشی میں اسے باہر لے کر گئے اور اسے اسکے پسند کے تحفے دیے۔ عمر کے بھائی نے تو کوئی پوزیشن ہی نہیں لی تھی مگر پھر بھی اسے بغیر کسی وجہ کے تحفے ملے کہ کہیں وہ اپنا دل چھوٹا نہ کرے اور میں جو اصل انعام کی حقدار تھی، مجھے اپنے باپ کی مسکراہٹ بھی نہیں ملی۔ میں اس بات پر بہت اداس ہوئی۔ میں نے اپنی اداسی ماں کو بتائی مگر وہ محرومی کی ماری عورت اپنے شوہر کے سامنے میرے لیے کیسے آواز اٹھا سکتی تھی۔ اس نے مجھے چپ رہنے کی تلقین دی۔ میں نے ان کی بات مان لی مگر میرے دل میں پھانس بیٹھ چکی تھی۔ یہ پھر ہمیشہ کا معمول ہو گیا۔ میرے ابو نے اپنے بھائی کے بچوں پر خزانوں کے منہ کھول دیے۔ برے وقتوں کے لیے کی گئی جمع پونجی، اچھے وقتوں میں ختم ہونے لگ گئی۔ ہم ماں بیٹی خاموش تماشائی بنے یہ سب دیکھتے رہے۔ ہمیں پتہ تھا ایک وقت ایسا ضرور آتا ہے جب آپ پر اپنے اپنوں کی اصلیت

کھلتی ہے اور وہی ہوا۔ ایک دن میرے ابو کو نوکری سے نکال دیا گیا۔ دوسری طرف میرے تایا کا کاروبار عروج پر تھا۔ گھر کے مالی حالات جب تنگ ہونے لگے تو میرے ابو اپنے بھائی سے قرضہ لینے گئے مگر ان کے بھائی نے نہ صرف انہیں کھڑی کھڑی سنائی بلکہ قرضہ دینے سے بھی انکار کر دیا۔"

"پہلے تو میرے ابو خاصے صدمے میں گھر واپس آئے۔ انہوں نے مجھے اور میری ماں کو کچھ نہیں بتایا اور چپ چاپ کمرے میں بند ہو گئے۔ اگلے دن جب یہ بات انہوں نے میری ماں کو بتائی تو اس طرح بتائی جیسے میری ماں نے تایا کو منع کیا ہو۔ انہوں نے سارا غصہ میری ماں پر نکالا۔ انہیں بانجھ ہونے کے طعنے دیے۔ انہیں کہا اگر وہ بیٹی کے بجائے بیٹا پیدا کرتی، تو کوئی ان سے یوں بات نہ کرتا۔ بات اسی دن ختم نہیں ہوئی بلکہ یہ روز کا معمول بنتا چلا گیا۔ ابو ہر وقت میری ماں کو کھڑی کھڑی سناتے۔ اگر میری ماں اپنے حق میں دو لفظ کہہ ڈالتیں، تو معاملات مار پیٹ پر چلے جاتے۔ میں پہلے دل سے چاہتی تھی تایا اور ان کے خاندان کا ہمارے گھر آنا جانا بند ہو۔ مجھے لگتا تھا ابو کا رویہ ہمارے ساتھ تب جا کر ٹھیک ہو گا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

مگر معاملہ بالکل الٹ ہوا۔ میرے ابو تو اپنے بھتیجوں کو دیکھنے کے لیے ترسنے لگے۔ گھر کے مالی حالات بھی خراب ہوتے چلے گئے۔ میں ہمیشہ سے اچھی طالب علم تھی۔ میٹرک میں اچھے مارکس لینے کی وجہ سے مجھے اسکالرشپ مل گئی اور کالج میں داخلہ ہو گیا۔ اگر مجھے اسکالرشپ نہ ملتی تو میرے ابو مجھے کبھی بھی آگے پڑھنے نہ دیتے۔ زندگی اسی طرح چل رہی تھی۔ ایک دن جب میں کالج سے واپس گھر جا رہی تھی تو راستے میں مجھے عمر ملا۔ اس نے روک کر مجھ سے میرا حال چال پوچھا۔ اتنے عرصے بعد وہ مجھ سے بات کر رہا تھا۔ حیران ہونا تو بنتا تھا۔ ان باتوں کے درمیان اس نے پرپوز کیا۔"

"یہ سن کر تو مجھے کرنٹ لگا۔ میں اسے برا بھلا کہتی گھر چلی گئی۔ مجھے لگا تھا کہانی یہی رک جائے گی مگر رات کو تایا تائی نے ہمارے گھر آ کر ایک نیا فساد ڈال دیا۔ عمر نے ان کو ہمارے گھر رشتے مانگنے کے لیے بھیجا تھا۔ تائی امی کیسے برداشت کر سکتی تھی کہ ان کے لائق فائق بیٹے کی شادی ایسے رشتہ داروں سے ہو جن کا انہوں نے اتنے عرصے سے مالی حالات کی خرابی کی وجہ سے بائیکاٹ کیا ہوا تھا۔ انہوں نے مجھ پر الزام لگایا میں عمر کو اپنی

جانب مائل کر رہی ہوں۔ انہوں نے بڑے غرور سے کہا وہ اپنے بیٹے کی شادی کسی فقیرنی سے کروادیں گی مگر ایسی عورت کی بیٹی سے نہیں جو بس ایک بیٹی ہی پیدا کر پائی ہو۔ میری ماں خاموشی سے یہ باتیں سن رہی تھی جبکہ باپ غصہ سے لال ہو رہا تھا۔ میں نے اپنے دفاع میں بولنا چاہا مگر میرے باپ نے میرے منہ پر تھپڑ مار دیا اور سب کے سامنے ذلیل کیا۔ اس رات میں اپنے کمرے میں بند ہو کر آنسو بہاتی رہی۔ مجھے جتنی نفرت عمر سے ہوئی تھی، شاید ہی کسی آدمی سے ہوئی ہوگی۔ زندگی میں پہلی بار میرے دل میں بدلہ لینے کی امنگ پیدا ہوئی تھی۔ میرا دل چاہا کچھ ایسا کروں جس سے تائی کا سارا غرور ختم ہو جائے۔ عمر کو ساری عمر اس ذلت کا ازالہ کرنا پڑے۔ تائی امی نے عمر کو کراچی بھیج دیا۔ عمر کے کراچی جانے کے بعد بھی میری نفرت کم نہیں ہوئی تھی۔ جب جب تائی سے راستے میں یا یونہی کہیں ٹکراؤ ہوتا، اس رات والی ذلت میری آنکھوں کے سامنے دوبارہ آجاتی۔"

"میں نے کوئی منصوبہ نہیں بنایا تھا مگر عمر کو ذلیل کرنے کا میرا ارادہ پختہ تھا۔ دوسری طرف میرے تایا کا انتقال ہوا تو تائی امی نے عمر کے لیے رشتے تلاش کرنے شروع کر

دیے۔یہ خبر ہمیں خاندان سے ہی ملی تھی۔انہیں رشتہ مل بھی گیا اور بات پکی بھی ہو گئی۔ مجھے قسم سے نہیں پتہ تھا زینب کے تم عمر سے منسوب ہو گئی ہو ورنہ میں تمہیں اس کی اصلیت بتا دیتی۔مجھے تمہارے نکاح والے دن پتہ چلا تھا کہ عمر تم سے شادی کر رہا ہے اور جیسے ہی پتہ چلا میں تمہارے پاس دوڑتی ہوئی آئی۔میں عمر سے بدلہ لینا چاہتی تھی اور ہر حال میں لینا چاہتی تھی لیکن اپنے اس بدلے کی زد میں تمہیں آتا ہوا نہیں دیکھ سکتی تھی۔میں جب تمہیں منع کرنے آئی تو مجھے یقین تھا تم انکار کر دو گی۔اس لیے میں بے فکر ہو گئی مگر جب رات کو پتہ چلا تائی امی اپنے بیٹے کی دلہن کو گھر لے کر آئی ہیں تو تم جانتی نہیں ہو مجھے کتنی تکلیف ہوئی تھی۔مجھے کبھی کسی رشتے نے خوشی نہیں دی تھی زینب سوائے تمہارے! مجھے لگتا تھا تم کبھی میرا ساتھ نہیں چھوڑو گی مگر تم نے ثابت کیا میں رشتوں کے معاملے میں بد نصیب ہوں۔"

نازنین کی آنکھیں نم ہو گئیں۔

"تمہیں یاد ہو گا زینب میں نے شادی کے ایک ماہ بعد کال کی تھی!"نازنین نے زینب کو یاد دلایا۔

"ہاں، لیکن تم نے بس یہ کہہ کر کال رکھ دی"تم نے میرے ساتھ کیا کر دیا زینب!"میری بات تو تم نے سنی ہی نہیں!"زینب نے بھی شکوہ کر دیا۔

"عمر کے قتل کے بعد میں ہسپتال آئی تو تھی تب تم نے مجھ سے کیا کہا۔ تم نے مجھے جو وجہ بتائی تھی نا زینب اسے سن کر میرا دل بری طرح ٹوٹ گیا تھا۔ تم نے اشفاق کی چند پل کی جھوٹی محبت کو ہماری دوستی پر فوقیت دی۔ میں ساری عمر رشتوں کو ترستی آئی اور تم نے بھی مجھے ترسایا۔"نازنین کی آنکھیں لال ہو گئیں۔

"خیر! تم نے عمر کو دوبارہ اپنی طرف کیسے مائل کیا؟"زینب نے اس کی سرخ آنکھوں کو نظر انداز کیا۔

"تمہارے شوہر کو مائل کرنا کونسا کوئی مشکل کام تھا۔"وہ تلخ مسکراہٹ مسکرا دی۔"وہ پہلے ہی دوسری عورتوں کے چکر میں تھا۔ وہ ان سب میں اتنا پرفیکٹ تھا کہ اس نے تمہیں کبھی

بھنک بھی نہیں لگنے دی۔ میں دو ڈھائی سال میں اپنی پڑھائی مکمل کر کے کراچی آ گئی۔ میرے یوں کراچی جانے پر میرے باپ نے قہرام مچا دیا اور میرے لیے اپنے گھر کے دروازے ہمیشہ کے لیے بند کر دیے مگر مجھے پروا نہیں تھی۔ میں نے کراچی میں جاب ڈھونڈی اور کرائے کے گھر میں رہنے لگی۔ دوسری طرف میں عمر کو بھی ڈھونڈتی رہی۔ تھوڑی سی تلاش کے بعد، مجھے عمر مل بھی گیا۔ میں اس سے بڑے عام سے انداز میں ملی۔ اس کے بعد بالکل آہستہ آہستہ میں نے اپنے آپ کو عمر کے سامنے جھکایا۔ اسے یہ محسوس کروایا وہ بہت خاص ہے اور میں بہت عام ہوں اور اس کی محبت میں، میں کراچی آئی ہوں۔ مرد بہت بیوقوف ہے۔ وہ بس اپنی انا کی تسکین چاہتا ہے۔ عورت کو جھکاتے ہی اس کی عقل پر پردے پڑ جاتے ہیں۔ وہ عورت کو غلام اور خود کو آقا سمجھنے لگ جاتا ہے اور یہی وقت ہوتا ہے جب عورت اس پر وار کرتی ہے۔ عورت جتنا خود کو مرد کے سامنے جھکائے گی، اتنا ہی مرد اس کی انگلیوں پر ناچے گا۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

نمرہ ہونقوں کی طرح نازنین کو دیکھ رہی تھی۔یہ وہ باتیں تھیں جو نارنین نے اسے نہیں بتائی تھی۔ کیا جو نازنین ابھی بول رہی تھی وہ سچ تھا یا جو اسے سنایا جا رہا تھا وہ سچ تھا؟نازنین نے اس کو دیکھے بغیر اپنی بات جاری رکھی۔

"جب وہ بالکل بیوقوف ہو گیا تو میں نے اسے نکاح کی پیش کش کی جس پر عمر کچھ دیر کے لیے تذبذب کا شکار ہوا۔افیئر چلانا عام بات ہوتی ہے جبکہ نکاح کرنا،ایک بہت مختلف بات ہوتی ہے!اب مرد اپنی ہر محبوبہ سے شادی تھوڑی نہ رچا سکتا ہے مگر میں نے پھر بھی اسے منا ہی لیا۔اس منانے میں،میں نے کیا کچھ کیا وہ میں تمہیں بتانا نہیں چاہوں گی۔میں بدلے کی آگ میں تھی اور ابھی بھی ہوں،میں نے اس وقت یہ بھی نہیں سوچا اخلاقیات کس شے کا نام ہے۔بلآخر وہ مجھ سے نکاح پر راضی ہو گیا۔مجھے لگا تھا تمہیں پتہ نہیں چل پائے گا اور میں تمہارے شوہر کو بری طرح برباد کر جاؤں گی۔اس کا سارا کاروبار اور پیسہ کھا کر اسے سڑک پر پہنچا دوں گی مگر تمہیں اس شادی کا پتہ چل گیا اور عمر جو میرے پیچھے دیوانہ ہو رہا تھا،اسے تمہاری فکر بھی کھانے لگ گئی۔میں اس کی بیوی تھی۔اسے میری بھی فکر ہونی چاہیے تھی

مگر تم خاندانی بیوی تھی۔ تمہیں اس نے چھپا کر نہیں رکھا ہوا تھا۔ تمہیں ہر جگہ اس نے own کیا تھا۔ اس لیے اس کا دھیان میری طرف سے ہٹنے لگ گیا لیکن پھر میں نے دوبارہ آہستہ آہستہ اسے سب بھلوانا چاہا اور میں اس کوشش میں کامیاب ہو جاتی اگر تم عمر کو نہ مارتی! جس شخص کو میں برباد کرنا چاہتی تھی، اسے تم نے برباد کیا۔ میں چاہتی تھی عمر کو دفن ہونے کے لیے دو گز زمین بھی نہ ملے، اس کے اپنے اس کا چہرا دیکھنے کو ترسے مگر دیکھو تمہاری وجہ سے اس کی ماں نے اس کی لاش کو اسلام آباد کے اس قبرستان میں دفنایا جہاں پر ہمارے خاندان کے بڑے بزرگ دفن ہیں۔ اس کے جنازے کو اتنی عزت ملی۔ میری ساری محنت پر تم نے پانی پھیرا تھا، تو دیکھو میں نے تمہاری اور تمہارے پیارے بھائی کی نسلوں کو کیسے تباہ کر ڈالا۔"

آخری بات پر نازنین پھنکاری تھی۔ زینب نے اس کی بات کا کوئی اثر نہیں لیا اور خاموشی سے اس کی بات سنتی رہیں۔ نازنین سمجھ رہی تھی زینب جو سننا چاہتی تھی، وہ سنا دیا ہے مگر بات یہاں پر ختم نہیں ہوئی تھی۔

"تم نے اپنے سوتیلے بیٹے کو اپنی طرف کیسے کیا؟"

"ہاہ! تمہارے سوالات!" نازنین نے تھوڑے سے اکتائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں جانتی تھی وہ بچہ تنہائی کا شکار ہے۔ میں نے اسے پہلے اپنی تنہائی کا بتا کر تھوڑا جذباتی کیا اور پھر اسے اپنے ہاتھوں میں لے لیا۔ وہ مجھے نیک پارسا سمجھتا تھا۔ حالانکہ میں نے اسے اس کے باپ سے متنفر کر دیا تھا۔ اس کا باپ اپنی جائیداد اپنے بھائی کے بچوں کو دینا چاہتا تھا جبکہ میں اس جائیداد کے بٹوارے کے خلاف تھی۔ اس لیے میں نے ان دونوں باپ بیٹے کو لڑا دیا۔ میں نے جان بوجھ کر اس کے باپ سے تب لڑائی کی، جب وہ گھر واپس آیا تھا۔ جب اس نے لڑنے کی آوازیں سنی تو اس سے رہا نہیں گیا اور وہ بھی میدان میں کود پڑا۔ وہ میرا دفاع کرنے لگ گیا لیکن مجھے نہیں پتہ تھا کہ وہ عقل کا مارا اپنے باپ کو ہی مار ڈالے گا۔ جہانگیر جب مرا تو میرے حواس اڑ چکے تھے۔ یہ سب میرے منصوبے میں شامل نہیں تھا۔ پہلے میں نے سوچا آریان کو پولیس کے حوالے کر دوں مگر پھر میں نے سوچا اگر میں ایک آدمی کو ڈرا دھمکا کر اپنا غلام بنا سکتی ہوں تو اسے یوں کیوں گنواؤں؟ میں نے اسے

اپنے ساتھ ملا لیا۔جہانگیر کے مرنے کے بعد سب کچھ بہت آسان ہو گیا۔عمر کی موت کے بعد تم سے بدلہ لینے کا جو سوچا تھا،وہ پورا کرنے کا خواب ایک بار پھر جگمگا گیا۔"

نازنین آرام سے پیچھے ہو کر بیٹھ گئی۔

"آپ نے میرے باپ سے بدلہ لینا تھا؟"نمرہ کسی خواب کے زیر اثر تھی۔

"ہاں لینا تھا اور ہر حالت میں لینا تھا!"نازنین نے بڑے آرام سے کہا۔

"مگر آپ نے تو مجھے بولا تھا آپ عمر سے پیار کرتی ہیں!"اس کی آواز میں دکھ ہی دکھ تھا۔

"آپ نے مجھ سے غلط بیانی کی ہے۔"

"اس نے تو تم سے ایک اور بات بھی چھپائی ہے؟"زینب آرام سے چائے کا کپ پکڑتے ہوئے بولی۔نازنین اور نمرہ دونوں نے اچھنبے سے اسے دیکھا۔

"عمر کے ذہن میں نمرہ کو مارنے کا خیال تم ہی نے ڈالا تھا نازنین؟!"زینب نے بڑے آرام سے کہا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ایک پل کے لیے گہری خاموشی چھا گئی۔ایسی خاموشی جو کسی کی موت پر ہوتی ہے۔نازنین نے کچھ بولنا چاہا مگر زینب نے اس بار اسے بولنے کا موقع نہیں دیا۔

"بس نازنین بہت دیر سے تم بولے جا رہی تھی،اب میری باری ہے۔تم نے جو اصلیت چھپائی ہے،وہ بھی تو پتہ چلنی چاہیے نا!"

****

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

دھواں،پولیس موبائل کا سائرن،لوگوں کی بھیڑ میں چہ مگوئیاں اور چیخ و پکار کی اٹھتی آوازیں،سب کچھ گڈ مڈ ہو گیا۔وہ اپنے حواس کھو چکا تھا۔اگر اسے ابھی کسی بارے میں پتہ تھا تو وہ جائی یانہ کا جسم تھا جو بالکل ساکت پڑا ہوا تھا یا اس کی کمر سے ابلتا خون کا جو اس کے خود کے ہاتھوں پر لگ رہا تھا۔

پولیس والے لوگوں کی بھیڑ کو پیچھے کر رہے تھے۔ فائر بر گیڈ بھی آگئی تھی۔ مجمع میں سے ہی کسی نے ایمبولینس کو کال کی تھی۔ کچھ لمحات میں وہ بھی پہنچ گئی۔ ایمبولینس ابھی رکی ہی تھی کہ زید نے جائی یانہ کو اپنے بازو کے سہارے اٹھایا اور بھاگتا ہوا ایمبولینس کے پاس پہنچ گیا۔ وہ محسوس کر سکتا تھا جائی یانہ کی سانسیں چل رہی تھیں، بھلے وہ بہت آہستہ تھیں۔ یہی اس کے سکون اور بے چینی کا باعث تھیں۔

جیسے ہی ایمبولینس کے پیچھے کا دروازہ کھلا، زید نے جائی یانہ کا وجود اسٹریچر پر ڈالا۔ اس نے اپنے آپ کو ایمبولینس کے ڈرائیور سے کچھ کہتے سنا لیکن اس نے کیا کہا وہ یہ خود بھی جان نہیں پایا۔

وہ جائی یانہ کے پاس بیٹھ گیا مگر پولیس آفیسر نے اس کو تفتیش کے لیے ایمبولینس سے باہر نکال لیا۔ اس نے پولیس والوں سے منت کی اسے پہلے اپنی بیوی کو ہسپتال پہنچا دینے دے مگر ان لوگوں نے اس کی ایک نہیں سنی۔ دوسری طرف ایمبولینس کا دروازہ بند ہوا اور ایمبولینس زید کی نگاہوں سے دور ہوتی چلی گئی۔

Clubb of Quality Content

زید نے بڑی مشکل سے اجازت لے کر سب سے پہلے نائلہ کو کال کی اور اسے ہسپتال پہنچنے کو کہا۔ وہ چاہتا تھا جب جائی یانہ ہسپتال میں جائے تو اس کے پاس کوئی موجود ہو۔ اس کے بعد وہ اپنا بیان دینے لگ گیا۔

اس نے ساری حقیقت ان لوگوں کے سامنے رکھ دی۔ پولیس سے نبٹنے میں اسے کوئی ڈیڑھ گھنٹا تو ضرور لگا تھا۔ جیسے ہی اسے جانے کی اجازت ملی وہ دوڑتا ہوا ہسپتال پہنچا۔ توقع کے مطابق کالی چادر میں خود کو ڈھانپ کر رکھنے والی نائلہ، اسے وارڈ کے باہر رکھی کرسیوں پر بیٹھی دکھائی دی۔ اسے دیکھتے ساتھ ہی وہ کھڑی ہو گئی۔ اس کے چہرے پر بے چینی پھیلی ہوئی تھی۔

"جائی یانہ کو گولی کیسے لگی؟"

"تم پہلے مجھے یہ بتاؤ ڈاکٹر کیا کہہ رہے ہیں؟" زید سب سے پہلے جائی یانہ کی کنڈیشن جاننا چاہتا تھا، باقی سب کچھ بعد کی باتیں تھیں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"وہ آپریشن تھیٹر میں ہے۔ڈاکٹر کہہ تو یہی رہے ہیں سب ٹھیک ہو جائے گا مگر مجھے ان کو دیکھ کر یہی لگ رہا ہے معاملہ کافی سنجیدہ ہے۔"

نائلہ کی بات سن کر وہ تھکا ہوا سا کرسی پر بیٹھ گیا اور سر ہاتھوں میں گرا دیا۔نائلہ کی زبان پر اس کا سابقہ سوال ابھی تک تھا مگر زید کو یوں دیکھ کر وہ خاموش ہو گئی اور اس سے دو تین کرسیاں چھوڑ کر بیٹھ گئی۔

"نائلہ!جائی یانہ کی بہن کو انفارم کر دو۔"اس نے تھکے تھکے انداز میں ہی کہا جبکہ نائلہ نے سر ہلایا اور کرسی پر سے اٹھ کر کچھ دور کال ملانے لگ گئی۔

* *

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"نمرہ عمر! یہ عورت جسے تم امی جان کہتی ہو۔ یہی عورت تمہارے اس دنیا میں آنے کے سب سے زیادہ خلاف تھی!"

نمرہ نے یہ بات سن کر نازنین کی طرف دیکھا جو نظریں چرا گئیں۔ زینب نازنین کی نظریں چرانے پر مسکرائیں۔ ایک پل کے لیے زینب کی آنکھوں میں وہ منظر گھوم گیا۔

("عمر آپ یہ کیسے کہہ سکتے ہیں؟" زینب نے چیختے ہوئے پوچھا۔ عمر اور وہ اس وقت اسٹڈی روم میں تھے۔ اس جگہ عمر اکثر اپنے آفس کا کام کرتا تھا۔

"میں نے کچھ انوکھا نہیں کہا ہے۔ بہت سی عورتیں ابارشن کرواتی ہے۔ اس میں نئی بات کونسی ہے؟" عمر نے اکتائے ہوئے لہجے میں فائل ترتیب دیتے ہوئے کہا۔

"عمر آپ یہ سب کیوں کر رہے ہیں؟ یہ آپ کی اولاد ہے اور آپ اپنی ہی اولاد کو مار رہے ہیں۔" زینب کو اپنے شوہر کی بے حسی پر رونا آرہا تھا۔

"ہاں تو میری اولاد ہے نا میں ہی اسے مارنے کو کہہ رہا ہوں اور ویسے بھی میں ایک اور بچہ آفورڈ نہیں کر سکتا۔ بزنس پہلے ہی خراب چل رہا ہے اور آگے چل کر نازنین نے بھی بچہ پیدا

کر لیا تو میں تین بچوں کو کیسے سنبھالوں گا۔ نازنین کا بھی یہی خیال ہے اس بچے کو ختم ہو جانا چاہیے۔" عمر کے منہ سے یہ آخری بات سن کر زینب مشتعل ہو گئی۔

"نازنین ہوتی کون ہے میرے بچے کو ختم کرنے والی؟" اس نے بھڑکتے ہوئے کہا۔

"بس! اس ڈرامے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اگر تم کلینک جا کر یہ مسئلہ ختم کرا کے آ رہی ہو تو ٹھیک ورنہ کاغذات تھما کر میں تمہیں تمہارے بھائی کے گھر چھوڑ آؤں گا۔ پھر بن جانا اپنے بھائی بھابھی کی ملازمہ!" یہ کہہ کر عمر باہر نکل گیا۔ زینب شاک میں تھی۔ آخر ایسا ہو کیسے سکتا ہے۔ عمر اپنی ہی اولاد کو مارنے کے در پر تھا۔

کچھ ہی دیر بعد یہ صدمہ غصے میں تبدیل ہو گیا۔ زینب عمر کے پیچھے گئی جو سیڑھیوں سے اتر رہا تھا۔

"تم میری اولاد کو مارنے والے ہوتے کون ہو؟" زینب نے اس کی کمر پر زور سے ہاتھ مارا۔ عمر سنبھل نا پایا اور سیڑھیوں سے گرتا ہوا زمین پر دھرام سے گر گیا۔

وہ سر کے بل گرا تھا،اس لیے اس کا سر پھٹ چکا تھا۔وہ درد سے کراہنے لگا۔زینب خاموشی سے کھڑی اسے کراہتا دیکھ رہی تھی۔وہ مدد مانگ رہا تھا مگر زینب نے خود کو بے حس بنا لیا۔وہ درد سے تڑپ رہا تھا اور زینب خاموشی سے اسے تڑپتا ہوا دیکھ رہی تھی۔پھر آہستہ آہستہ اس کا جسم حرکت کرنے سے قاصر ہو گیا اور وہ بالکل ساکت ہو گیا۔زینب کو اسی وقت اپنی غلطی کا احساس ہوا تھا مگر تب تک بہت دیر ہو چکی تھی۔)

"تمہاری امی جان تمہیں پیدا ہونے سے پہلے مار دینا چاہتی تھی نمرہ!میں نے تمہاری خاطر اپنے شوہر کو سیڑھیوں سے دھکا دیا تھا لیکن دیکھو مجھے صلہ کیا مل رہا ہے۔"زینب نے آسودگی سے مسکراتے ہوئے چائے کا کپ تھوڑا سا اوپر کیا۔چائے کا کپ ٹھنڈا ہو چکا تھا۔

"آپ جھوٹ بول رہی ہیں،ماما۔میرے بابا کے دل میں یہ خیال آ ہی نہیں سکتا۔"نمرہ کو ابھی بھی اعتبار نہیں آیا تھا۔

"اپنی امی جان سے پوچھ لو۔ کیوں نازنین کیا یہ بات نہیں ہوئی تھی؟ کیا تم نے عمر کو اس بچے کو مارنے کا نہیں کہا تھا؟ جب تم ہسپتال میں مجھ سے ملنے آئی تھی تو میں نے تمہیں نہیں بتایا تھا میں نے اپنی اولاد کی خاطر اپنے شوہر کو موت کی گھاٹ اتارا ہے؟"

زینب کے پوچھنے پر پہلے نازنین نے گردن جھکائے بولیں۔

"یہ ٹھیک کہہ رہی ہے نمرہ!" نمرہ کے اوپر تو جیسے آسمان گر پڑا تھا۔ اسے یقین ہی نہیں آیا اس کے ساتھ امی جان ایسا کھیل کھیلیں گی۔

"سن لیا نمرہ! تمہیں بچانے کے لیے میں نے اپنے شوہر کو مارا اور تم نے میرے ساتھ ہی دغا کیا لیکن اچھا ہی ہوا۔"

زینب نے چائے کے کپ کو غور سے تکا۔ نمرہ نے ماں کو روکنا چاہا مگر اب اس کے اندر ایک اور اعتراف کرنے کا حوصلہ نہیں رہا تھا۔ دوسری طرف زینب اپنی رو میں بولے گئیں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"عمر کو قتل کرنے کے بعد میں ایک عرصہ بے سکون رہی ہوں۔ میں سوچتی تھی اس گناہ کا ازالہ کیسے کروں گی مگر خدا نے شاید تمہیں بھیجا ہی اسی لیے تھا کہ تم اپنے باپ کی موت کا بدلہ مجھ سے لے لو۔ اب شاید میں پاک ہو کر اپنے خدا کے پاس جا پاؤں گی۔"

زینب نے کپ اپنے قریب کیا اور چائے کا بڑا سا گھونٹ اپنے اندر اتارا۔ چائے میں موجود کڑواہٹ ان کا حلق تک کڑوا کر گئی۔

"ماما نہیں!" نمرہ اپنی ماں کے پاس آنا چاہتی تھی مگر زینب نے ہاتھ اٹھا کر اسے روکا۔

"نہیں نمرہ! میں جانتی ہوں اس چائے میں زہر ہے مگر میں پھر بھی اسے پیوں گی۔ جانتی ہو کیوں؟ تاکہ میں اپنے رب کے پاس جاؤں۔ میں اس سے پوچھوں آخر کیوں کبھی کسی رشتے نے مجھے قبول نہیں کیا؟ میں نے کوئی گناہ کیا تھا یا پھر لوگوں کو اپنے ساتھ باندھنے کا فن نہیں تھا میرے پاس؟ میں ایک بار اللہ سے پوچھوں گی ہر رشتے سے وفا نبھاتے نبھاتے آخر میں بے وفائی کا طوق مجھے کیوں ملا؟ مجھے کیوں ملا؟ مجھے آخر کیوں کوئی نہیں ملا؟"

چائے پیتے ہوئے زینب ہیجانی کیفیت میں بولے جا رہی تھیں۔ پھر ایک دم وہ رکی۔ ان کی سانسیں بھاری ہونے لگیں۔

"ویسے نازنین ہم اتنا عرصہ ساتھ رہے ہیں۔ جانے کیوں مجھے لگتا ہے میری بھتیجوں کو بس میری وجہ سے سزا نہیں ملی۔ معاملہ کچھ اور تھا!"

نازنین کے چہرے کا رنگ ایک دم اڑ گیا۔

زینب مزید کچھ کہہ پاتیں، اس سے پہلے ہی زہر نے اپنا اثر دکھانا شروع کر دیا۔ زینب نے بے اختیار اپنے گلے کو پکڑا۔ انہیں سانس لینے میں تکلیف ہو رہی تھی۔ وہ زور زور سے اپنا سینہ مسلنے لگ گئیں۔

"نازنین!" بے ربط ہوتی سانسوں میں انہوں نے بمشکل نام لیا۔ نازنین ابھی بھی وہی بیٹھی رہیں لیکن چہرے کے تاثرات عجیب ہو گئے تھے، ایسے جیسے وہ رونے کے بہت قریب ہو۔

"نازنین! میرے مرنے کے بعد میری لاش میرے بھائی کے گھر بھجوا دینا۔" زینب کی سانسیں منتشر اور آنکھیں بند ہونے لگ گئیں۔ پھر ایک گہرا سانس باہر کی طرف نکلا اور سکون ہی سکون پھیلتا چلا گیا۔

"ماما!" نمرہ اپنی ماں کو دیکھ کر چلّائی اور بھاگ کر ان کے پاس پہنچی جبکہ نازنین ابھی بھی ضبط کیے ہوئے تھیں۔ زینب کو یوں پر سکون دیکھ کر وہ اپنی جگہ پر سے کھڑی ہوئیں۔

ایک لمبی جنگ لڑنے کے بعد آج وہ آزاد تھیں مگر اب اس آزادی کا کیا کرتیں؟

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

* *

زید اب بھی اسی حالت میں بیٹھا ہوا تھا۔ اسے قدموں کی آہٹ اپنے قریب آتی سنائی دی۔ اس نے سر اٹھایا اور خالی نظروں سے اسے دیکھا۔ اسے سنہری آنکھوں والی لڑکی اپنے

سامنے کھڑی دکھائی دی مگر وہ اس کے آنے پر کیسا ردعمل دے؟ وہ یہ سوچنے سے قاصر تھا۔

"جائی یا نہ ٹھیک ہے؟" اس نے زید سے وہی سوال پوچھا، جس کا تسلی بخش جواب وہ خود ہر جگہ سے پوچھ رہا تھا۔

"زید میں نے کچھ پوچھا ہے؟" عزاہ نے اس کا کندھا جھنجھوڑا۔ زید کی خاموشی اسے اندر ہی اندر ہولا رہی تھی۔

"آپریشن ہو رہا ہے۔" وہ مدھم آواز میں بس اتنا کہہ پایا۔ عزاہ اس کو اتنا لاتعلق دیکھ کر طیش میں آ گئی۔

"کیا مطلب ہے آپریشن کا؟ ہم نے اپنی بہن تمہارے حوالے کی تھی تم یہ کیسے بول سکتے ہو۔۔۔۔"

نائلہ نے بمشکل عزاہ کو سنبھالا۔ لوگ مڑ مڑ کر انہیں دیکھ رہے تھے۔ دوسری طرف زید کو دیکھ کر ایسا لگ رہا تھا جیسے عزاہ نے اسے نہیں کسی اور کو باتیں سنا رہی تھی۔

زید کے ذہن میں ابھی تک جائی یانہ کا خون میں لت پت جسم تھا۔ اگر جائی یانہ اسے بچانے کے لیے اس کے سامنے نہ آتی، تو یقیناً آج اس کی جگہ زید بستر آپریشن تھیٹر میں ہوتا۔

زید چاہے جائی یانہ کے لیے کچھ بھی کرلے، وہ کبھی بھی جائی یانہ کی جان نہیں بچا پایا تھا۔ یہ کام ہمیشہ جائی یانہ کرتی تھی اور یہی ایک کام زید کی لاکھوں کوششوں پر بھاری پڑ جاتا تھا۔

دوسری طرف نائلہ نے عزاہ کو بمشکل کرسی پر بٹھایا۔

"آپ خاموش ہو جائیں، لوگ دیکھ رہے ہیں!"

"دیکھتے ہیں، تو دیکھتے رہیں۔ ان کے دیکھنے سے میری بہن کی جان نہیں بچ جائے گی۔" عزاہ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگ گئے۔

"آپ نے اپنی امی کو بتایا جائی یانہ کا؟" نائلہ کو ایک دم سے خیال آیا۔ عزاہ نے نفی میں سر ہلا کر جواب دیا۔

"آپ کال کر کے انہیں بتا دیں۔ انہیں پہلے ہی بس اتنا پتہ ہے جائی یانہ گمشدہ ہے۔ وہ اکیلی گھر میں پریشان ہو رہی ہو نگی۔ آپ انہیں کال کر کے یہاں بلا لیں۔ پھر ہسپتال آنے کے بعد جائی یانہ کی حالت بتایے گا۔"

"امم ہمم!" عزاہ نے اپنا موبائل نکالا۔

****

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

دوپہر شام میں ڈھل گئی تھی۔ نوال ابھی تک ڈائننگ ہال میں سر پکڑے بیٹھی تھیں۔ ناشتے کے برتن ملازمہ نے اٹھا لیے تھے۔ ملازمہ نے تو دوپہر کا کھانا بھی بنا دیا تھا مگر نوال کے حلق سے ایک نوالہ نہیں اتر رہا تھا۔

جائی یانہ کے ملنے کی ابھی تک کوئی خبر نہیں آئی تھی۔ جائی یانہ کی خیر خبر اس کا شوہر ہی دے سکتا تھا مگر ان کے پاس اس کے شوہر سے رابطہ کرنے کا کوئی ذریعہ نہیں تھا۔ اگر وہ چاہتیں تو عزاہ سے بات کر کے کچھ پتہ کر سکتی تھیں، مگر ان کا ذہن اس بات پر گیا ہی نہیں۔۔۔

اشفاق صاحب بھی باہر کام سے گئے تھے۔ گھر میں ہوتے تو بھی انہیں کوئی فرق نہیں پڑنا تھا۔ ابھی وہ اسی مشکل میں الجھی ہوئی تھیں، جب گھر کا دروازہ کھلنے اور ڈائننگ ٹیبل پر رکھے موبائل کی بیل بجنے کی آواز ایک ساتھ آئی۔ نوال نے فوراً سے موبائل پکڑا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ہیلو!" نوال نے عجلت میں کہا۔

"ماں! آپ کیا کر رہی ہیں؟" عزاہ نے جھجھکتے ہوئے پوچھا۔

"میں گھر پر ہی ہوں۔ کیوں؟ کیا ہوا؟" نوال کے پوچھنے پر عزاہ ایک بار پھر ہچکچائی۔

"وہ اماں آپ ہسپتال آسکتی ہیں؟"

"کیوں ہسپتال کیوں؟"

"دراصل جائی یانہ۔۔۔"

"کیا ہوا ہے میری جائی یانہ کو؟"یہاں آکر نوال نے اپنا سارا ضبط کھو دیا۔وہ فوراًاٹھ کر کھڑی ہوئیں۔

"آپ کو میں ایڈریس سینڈ کر رہی ہوں۔آپ یہاں پہنچ جائیں۔"عزاہ نے ساتھ ساتھ ہسپتال کا نام بھی نوال کو بتا دیا اور کال کاٹ دی۔نوال فوراًسے اپنے کمرے میں گئیں۔انہیں اشفاق صاحب سنگھار میز کے سامنے کھڑے دکھائی دیے۔نوال نے بس ایک نظر انہیں دیکھا،پھر الماری کے پاس جا کر اپنی چادر اور پرس نکالا۔

"کہیں جا رہی ہیں؟"اشفاق صاحب نے انہیں جب چادر اور پرس نکالتے دیکھا تو پوچھا مگر نوال کوئی بھی جواب دیے بغیر چلی گئیں۔

اشفاق صاحب ابھی تک نوال کی صبح والی باتوں کے زیر اثر تھے۔اگر ایسا نہ ہوتا تو وہ نوال کی اچھی خبر لے لیتیں۔انہیں نوال کی باتیں جانے کیوں سچی لگی تھیں مگر وہ ابھی بھی انہیں

ماننے کے لیے تیار نہیں تھے۔ وہ دھیان بٹانے کے لیے گھر سے باہر گئے تھے مگر ایک مرتبہ پھر وہ نوال کی باتوں کو سوچنے لگ گئے۔

اپنے دماغ کو دوبارہ الجھانے کے لیے انہوں نے موبائل اٹھایا اور اس کا انٹرنیٹ آن کیا۔

اسی وقت انہیں واٹس ایپ پر زینب کی طرف سے بھیجی ہوئی ویڈیو موصول ہونے کا نوٹیفیکیشن ملا۔ اشفاق صاحب تھوڑے سے الجھے کیونکہ ضروری کاموں کے علاوہ زینب کبھی بھی ان سے رابطہ نہیں کرتی تھی۔ یہ آج پہلی دفعہ تھا جب زینب نے انہیں ویڈیو سینڈ کی تھی۔ جب انہوں بھیجنے کا وقت دیکھا تو وہ دوپہر ڈیڑھ بجے بھیجی گئی تھی۔ اشفاق نے کچھ سوچا پھر ویڈیو کے ڈاؤنلوڈ ہونے کا انتظار کرنے لگ گئے۔

* *

("اسلام علیکم اشفاق بھائی! میں آپ کی بہن زینب ہوں۔")

ہسپتال کی راہداری میں کھڑے ہوئے انہیں ایسا لگا جیسے ہسپتال کی چھت ان پر گر چکی تھی۔ جس بیٹی کو انہوں نے پھولوں کی چھڑی سے نہیں مارا تھا، وہ آج گولیوں کی زد میں آ گئی تھی۔ وہ صدمے کی حالت میں کرسی پر بیٹھ گئیں جبکہ نائلہ اور عزاہ انہیں حوصلہ دینے لگ گئیں۔

("میں جانتی ہوں یہ ویڈیو دیکھتے ہوئے آپ سوچ رہے ہونگے میں نے آپ کو میسج کیوں کیا ہے؟ میں خود بھی نہیں جانتی ہوں یا شاید میں جانتی ہوں۔ شاید مجھے پتہ ہے میں اپنی آواز آخری بار آپ تک پہنچا پا رہی ہوں۔")

صوفیہ جب کمرے کے اندر آئی تو اسے سنہری آنکھیں اضطراب کی حالت میں ادھر ادھر ٹہلتی دکھائی دی۔ وہ اسے دیکھتی رہی۔ پھر واپس چلی گئی۔ وہ جانتی تھی اس کا دل اپنوں کے لیے مضطرب تھا مگر وہ دونوں نہیں جانتی تھیں عالیہ کے اپنوں پر آج کیسی قیامت اتری ہے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

("یہ کہانی بہت پیچیدہ ہے اور اگر دیکھا جائے تو اسے پیچیدہ کرنے والے آپ اور میں ہی ہیں کیونکہ ہم دونوں بہن بھائی کے کمزور رشتے نے ہمارے پورے خاندان کو الجھایا ہے۔")

نوال کو یوں دیکھ کر عزاہ کا بھی حوصلہ ٹوٹنے لگ گیا۔ اس وقت اسے شدت سے اپنی بڑی بہن یاد آئی، جو اپنی ماں کو ان مشکل حالات میں سنبھال لیا کرتی تھی۔ اگر وہ ہوتی تو شاید اس بار بھی اپنی ماں کو سنبھال لیتی۔ کاش وہ یہاں ہوتی!

("میں آپ کو منحوس لگتی تھی بھائی! آپ کے منہ سے یہ لفظ سن کر مجھے اس سے نفرت ہونے لگ گئی۔ میں اس لفظ سے دور بھاگتی رہی ہوں لیکن زندگی کے اس موقع پر مجھے احساس ہوا ہے آپ ٹھیک تھے۔ میں واقعی میں منحوس ہوں۔")

شایان اپنے کمرے میں چکر کاٹتا ہوا باری باری ماں اور بہن کو کال ملا رہا تھا۔ وہ جب گھر آیا تو اسے پتہ چلا گھر کی تینوں خواتین، باہر گئی ہوئی ہیں۔ وہ باری باری اپنی ماں اور بہن کو

کال ملا رہا تھا۔ اسے اب پریشانی کے ساتھ ساتھ غصہ بھی آ رہا تھا۔ اس کا دل چاہا موبائل ہی دیوار پر دے مارے۔

("ماں باپ کبھی ملے نہیں، بھائی کے ہوتے ہوئے اس کے پیار کے لیے ترسی، پھر بے قصور ہوتے ہوئے بھی روفی کے ساتھ نام جڑا، دوست کانا چاہتے ہوئے اعتماد توڑنا پڑا، شوہر کو اپنے ہاتھوں سے کھو دیا، اپنی عزت بھی گنوائی، بچوں کا ذہنی سکون بھی برباد کیا، آپ کی تینوں بیٹیاں بھی میری وجہ سے برباد ہوئیں اور شاید میرے جانے کے بعد میرے بچے مکمل تباہ ہو جائیں گے۔ میں جس کے ساتھ جڑی، اسے برباد کیا۔")

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

زینب کی لاش کو نازنین کے گھر کے ملازم اٹھانا چاہتے تھے مگر نمرہ ان میں سے کسی کو اپنی ماں کے پاس جانے نہیں دے رہی تھی۔ وہ اس وقت ہیجانی کیفیت کا شکار تھی۔ ایک ایک پر چیخ رہی تھی، چلا رہی تھی، پاس پڑی چیزوں کو پھینک رہی تھی۔

("آج میں مانتی ہوں میں منحوس ہوں۔ میں نے آپ کی عزت کو کچھ کیے بغیر داغدار کیا اور میں اس پر شرمندہ بھی ہوں۔ میں آپ سے ہر بات کی معافی مانگتی ہوں۔ میری موت بہت قریب ہے اور اب بس آپ سے ایک چیز چاہتی ہوں۔")

جائی یانہ کے جسم کو ہری رنگ کی سکرب پہنے چھ، سات ڈاکٹروں نے گھیرا ہوا تھا۔ انہوں نے بالوں کو جالی دار ٹوپیوں اور منہ کو ماسک سے چھپایا ہوا تھا۔ وہ سب جائی یانہ کے جسم سے گولی نکالنے کے لیے مختلف آلات استعمال کر رہے تھے۔ جائی کا جسم اس وقت بالکل سن تھا۔ مشین کی آواز سے دل کی مدھم دھڑکنوں کا پتہ چل رہا تھا۔

("ہم سب کے ساتھ جو ہوا، سو ہوا لیکن سوال اب ہماری تیسری نسل کا آ گیا ہے۔ اب آپ ہی ہم دونوں کی آنے والی تیسری نسل کو بچا سکتے ہیں۔ آپ کی ابنارمل نفرت اور میری ابنارمل محبت نے ہم دونوں کی اگلی نسل کی زندگی بری طرح خراب کر دی ہے۔ اب آپ کچھ بھی کر لیں، ہم دونوں کے بچے کبھی بھی عام زندگی نہیں جی پائیں گے لیکن ان کے بچے عام زندگی جی سکتے ہیں۔")

اندھیرے کمرے میں وہ بالکل ساکن بیٹھی تھیں۔ ساری عمر بدلے کے بارے میں سوچنے والی نازنین یہ سوچنا بھول گئی تھی، جب سارے بدلے لے لیے جائیں گے تب کیا کرنا ہے؟ تب اپنا دل کس جگہ لگانا ہے؟ کیا بدلہ لے لینے کے بعد انسان کی زندگی میں کچھ نہیں رہتا؟ دل اور زندگی یونہی خالی ہو جاتی ہے؟

("آپ کی تینوں بیٹیوں کی زندگیاں میری وجہ سے خراب ہوئی ہے بھائی! ایک عورت مجھ سے بدلہ لینا چاہتی تھی۔ وہ جانتی تھی میں آپ سے محبت کرتی ہوں اور آپ عزت سے محبت کرتے ہیں۔ اس لیے اس نے آپ کو ہر طرح سے تباہ کرنا چاہا۔ آپ کے گھر میں ان دنوں جو کچھ بھی ہوا ہے، اس میں میری کالج کی دوست نازنین کا ہاتھ ہے۔ یہ سب اسی نے کیا ہے بھائی! آپ کی بیٹیاں بے قصور ہیں۔ خدارا انہیں سزا مت دیں۔ عالیہ جب بھی آپ کے پاس مڑ کر آئے، اسے معاف کر دیجیے گا۔ اس نادان کے قدم بھٹک گئے تھے مگر اس نے اپنے کیے کی سزا بھگت لی ہے۔ آپ اس پر مزید ظلم نہ کیجیے گا۔ عزاہ کو سہارا دیں۔ اسے یہ احساس دلائیے اس کا باپ زندہ ہے اور اس کے ساتھ کھڑا ہے۔ وہ جو بھی فیصلہ لے، آپ

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس کے ساتھ ڈٹ جائیں۔ وہ جو کچھ بھی کرے گی ہم دونوں بہن بھائی کی تیسری نسل کے لیے کرے گی۔ میں نہیں چاہتی ہماری نسلیں یونہی گھٹن اور نفسیاتی ماحول کا شکار رہے۔ میرے جانے کے بعد آپ نے اس گھٹن زدہ ماحول سے اپنی بچیوں کو نکالنا ہے۔ جہاں تک بات جائی یا نہ کی ہے تو یہ بات تو آپ خود بھی جانتے ہیں وہ بے قصور ہے۔ اسے معافی مانگنے کی بھی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ہم دونوں نے جو ایک دوسرے کے ساتھ کرنا تھا کر لیا مگر اب آپ اپنے بچوں کے لیے نرم پڑ جائیں۔ اگر مجھے کچھ ہوا تو خدارا میری موت کا بدلہ آپ یا شایان مت لینا۔ میں اس بدلے کے چکر کو توڑنا چاہتی ہوں۔")

اشفاق کب سے ویڈیو کو دیکھ رہے تھے۔ زینب نے گاڑی کی پچھلی سیٹ پر بیٹھ ہوئے ویڈیو بنائی تھی۔ زینب کا چہرہ آخر تک سرخ ہو چکا تھا جب اس نے بولنا بند کر دیا تو اشفاق کو لگا ویڈیو بس یہی تک تھی لیکن زینب نے نمی کو دباتے ہوئی دوبارہ بولنے کی ہمت اکھٹی کی۔

"بھائی! میری بس ایک آخری خواہش ہے۔"

ایسے بولتے ہوئے اشفاق کو زینب چھ سالہ بچی لگی تھی۔

"میں چاہتی ہوں میرا جنازہ آپ کے گھر سے اٹھے۔ میں اپنے گھر سے رخصت نہیں ہونا چاہتی۔ جیسے عمر کے گھر روانہ کرتے ہوئے آپ نے مجھے اپنے گھر سے بھیجا تھا، میں چاہتی ہوں آج دنیا سے روانہ ہوتے ہوئے آپ کے گھر سے رخصت ہوں اور آخر میں۔۔۔"

ایک پل کو دوبارہ سناٹا پھیلا۔

"میں آپ سے بہت محبت کرتی ہوں بھائی!"

اس کے بعد ویڈیو ختم ہو گئی مگر اشفاق کئی پل تک اس ویڈیو کو گھورتے رہے۔ زینب کی تقریر ایک بار پھر ذہن میں دوڑنے لگ گئی۔ دماغ چلاتے چلاتے ان کا ذہن ایک دم نازنین کے نام پر رک گیا۔ وہ نازنین کو جانتے تھے۔ وہ اس کو جانتے تھے مگر زینب ایک بات بتانا بھول گئی تھی یا پھر شاید انجان تھی۔

ابھی وہ اس بات کو سوچتے ان کا دماغ ایک دم آخری بات پر گیا۔ زینب مرنے کے بارے میں کہہ رہی تھی۔ وہ یہ کیوں کہہ رہی تھی؟ ان کے لبوں سے ایک دم ایک نام نکلا۔

"زینب!"

اور پھر بس انہوں نے گاڑی کی چابی سنگھار میز سے اٹھائی اور بھاگتے ہوئے باہر کو نکلے۔

****

زید نے ہسپتال کی راہداری کی کرسی پر بیٹھے ہوئے ایک نظر اس دروازے کو دیکھا، جس کی دوسری طرف جائی یانہ تھی۔ پھر ہسپتال کی چھت کو دیکھا جس نے آسمان کو چھپایا ہوا تھا۔ پھر نظریں جھکائیں اور آنکھیں بند کی۔ اس کو اپنا آپ مفلوج لگ رہا تھا۔ وہ اپنی زبان تک دعا کے لیے ہلا نہیں پایا۔ اسے اس ہسپتال میں بیٹھے پتہ چلا تھا منہ سے کہہ دینا آسان ہوتا ہے ورنہ ایک انسان کا اصل میں چھوڑ جانے کا خیال ہی انسان کو مار ڈالتا ہے۔

جب جائی یانہ اس سے اس کا ساتھ مانگ رہی تھی، تب وہ اسے دھتکار رہا تھا۔ آج صورتحال یہ تھی اگر وہ جائی یانہ سے اس کا ساتھ مانگتا تو وہ اس کی گزارش سن نہیں سکتی تھی۔ انسانوں کی قدر انسان کو ہمیشہ تب ہوئی ہے جب وہ اس کی پہنچ سے دور ہوا ہے۔

آج راہداری میں بیٹھے ہوئے زید کو پتہ چلا جائی یا نہ اس کے لیے کیا ہے؟ آپریشن تھیٹر میں پڑا جائی یا نہ کا وجود اس وقت زندگی اور موت کی جنگ لڑ رہا تھا۔ اگر جائی یا نہ یہ جنگ ہار گئی۔۔۔۔یہ سوچ اس کے رونگھٹے کھڑے کر رہی تھی۔ ایک ڈاکٹر آپریشن تھیٹر سے باہر نکلا۔ زید فوراً سے ڈاکٹر کے سامنے کھڑا ہوا۔ اس کے پیچھے نوال، عزاہ اور نائلہ بھی کھڑی ہو گئیں۔

"آپ کا نام؟" ڈاکٹر نے پوچھا۔

"زید!"

"آپ مریض کے کیا لگتے ہیں؟" ڈاکٹر نے زید سے پوچھا۔

"میں ان کا شوہر ہوں۔" زید عجلت سے بولا۔ وہ ڈاکٹر کی بات سننا بھی چاہتا تھا اور نہیں بھی۔ اسے ڈر تھا ڈاکٹر وہ نہ کہہ دیں جسے وہ سننے سے کب سے بھاگ رہا تھا۔

"اوہ تو مسٹر زید! آپ اپنی بیوی کو بروقت ہاسپٹل لے آئے۔ وہ اب خطرے سے تو باہر ہیں مگر گولی ریڑھ کی ہڈی کے قریب لگی ہے، جس نے ریڑھ کی ہڈی کو زیادہ نہیں مگر کچھ حد

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

تک متاثر کیا ہے۔ آپ کی بیوی شاید کچھ عرصے تک چلنے پھرنے کے قابل شاید نہیں ہونگی۔"

ڈاکٹر اپنی بات بتائے جا رہا تھا مگر زید کا دماغ اسی نہج پر اٹکا ہوا تھا جائی یانہ خطرے سے باہر نکل آئی ہے۔ جائی یانہ کی زندگی بچ گئی تھی۔ اس نے سکھ بھرا سانس باہر نکالا۔

"میں اپنی بچی سے کب مل پاؤں گی ڈاکٹر صاحب؟" نوال کے لہجے میں ممتا کی تڑپ تھی۔

"ابھی وہ بے ہوش ہیں۔ جب وہ ہوش میں آئیں گی تو ہم انہیں روم میں شفٹ کریں گے، تب آپ ان سے مل لیجیے گا۔ تب تک آپ لوگ کاؤنٹر پر جا کر اخراجات ادا کر دی۔"

یہ آخری بات سنتے ساتھ ہی زید اپنے چند پل کے اطمینان سے باہر نکل آیا۔ زید کے پاس اس وقت ایک روپیہ بھی نہیں تھا۔ وہ کہاں سے پیسے اکھٹا کرتا مگر دوسری طرف عزاہ نے ڈاکٹر کی بات پر سر اثبات میں ہلایا اور نوال کو گھر سے پیسے لانے کا کہہ کر چلی گئی۔ زید نے شرمندگی سے چہرہ جھکا دیا۔ وہ اس قابل بھی نہیں تھا کہ اپنی بیوی کے خرچہ اٹھا سکے۔

اگر ان سب کو چھوڑ کر راہداری کے اختتام پر دیکھتے تو تمہیں ایک شخص پی کیپ پہنے ہیولا جیسا معلوم ہوتا تھا۔ اس نے ڈاکٹر کی بات سن لی تھی مگر اس سے پہلے وہ اپنا کوئی تاثر دے پاتا، اپنی طرف آتی عزاہ کو دیکھ کر وہ واپسی کے لیے مڑ گیا۔

* *

اشفاق نے گھر کا بیرونی دروازہ بند کیا۔ پھر پورچ میں کھڑی اپنی گاڑی کی جانب تقریباً بھاگتے ہوئے پہنچیں۔

انہوں نے گاڑی کا دروازہ کھولا اور ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی۔ چوکیدار نے ان کے لیے گیٹ کھولا۔ اس سے پہلے وہ اپنی گاڑی کو باہر نکال پاتے، ایک دوسری گاڑی، گھر کے اندر آنے کے لیے گیٹ سامنے کھڑی ہو گئی۔

اشفاق نے جھنجھلا گئے۔ اشفاق کو یہ گاڑی انجان لگی۔ گاڑی کا یہ ماڈل ان کے اور زینب کے گھر میں کسی کے پاس نہیں تھا۔ دوسری گاڑی ہارن بجانے لگ گئی۔ اشفاق نے گاڑی واپس آگے کر کے پورچ میں روک دی۔ نئی آنے والی گاڑی نے اشفاق کی تقلید کی اور عین ان کے پیچھے گاڑی روکی

اشفاق غصے سے گاڑی سے اترے اور گاڑی کا دروازہ زور سے مارا۔ وہ عجلت بھرے انداز میں پیچھے کھڑی گاڑی کے پاس پہنچیں۔ ڈرائیونگ سیٹ پر سے ایک آدمی باہر نکلا۔ اس نے اشفاق کی طرف دیکھا بھی نہیں اور دوسری طرف مڑ کر فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھولا۔ دروازے سے وہ باہر نکلی۔ اس کا جسم بے جان لگتا تھا۔ وہ خالی خالی نظروں سے اشفاق کو دیکھنے لگ گئی۔

اشفاق اس نووارد کو دیکھ کر اتنے حیران نہیں ہوئے تھے جتنا اس کے اجڑے ہوئے حلیے کو دیکھ کر ہوئے تھے۔ بکھرے ہوئے بال، سرخ اور سوجی ہوئی آنکھیں اور بے ربط سسکیاں!

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کیا ہوا ہے نمرہ؟"اشفاق کے ذہن میں زینب کی باتیں گردش کرنے لگ گئیں۔

وہ کچھ دیر تک یونہی اشفاق کو تکتی رہی۔ پھر بھاری قدم اٹھاتی پیچھے کی سیٹ کا دروازہ کھولا اور ایک طرف کو کھڑی ہو گئی۔

جب اشفاق نے گاڑی کے اندر جھانکا تو ان کی آنکھیں بے اختیار دونوں سیٹوں پر لیٹے وجود کے چہرے پر گئی۔

"مما چاہتی تھی ان کا جنازہ آپ کے گھر سے اٹھے۔"

ہر طرف سناٹا چھا گیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

* *

اس کی گاڑی پورچ میں رکی۔ وہ جلدی سے گاڑی سے باہر نکلی اور گھر کے بیرونی دروازے سے اندر آ گئی۔ ابھی وہ اندر کی طرف قدم بڑھاتی، اسے شایان اپنے استقبال میں کھڑا دکھائی دیا۔

"میں پوچھ سکتا ہوں گھر میں چل کیا رہا ہے؟" شایان کے چہرے پر اشتعال بھرا ہوا تھا۔

"میں جائی یانہ کے پاس ہاسپٹل میں تھی۔ باقی اس گھر میں اور کیا ہو رہا ہے مجھے کچھ خبر نہیں ہے۔" اس نے سپاٹ انداز سے کہا اور اپنے کمرے میں جانے کے لیے سیڑھیوں کا رخ کیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

شایان بھی اس کے پیچھے پیچھے آیا۔ عزاہ اپنے کمرے میں آئی اور الماری میں موجود دراز کا لاک کھول کر کچھ کیش نکالنے لگ گئی۔

"یہ پیسے کیوں لے رہی ہو؟" شایان نے اسے پیسے نکالتے دیکھا تو پوچھا۔

"جائی یانہ ہاسپٹل میں ہے۔ اس کے علاج کے لیے لے رہی ہوں۔" پانچ ہزار کے نوٹوں کی گڈی کو خاکی لفافے میں رکھ دیا۔

"یہ میرے پیسے ہیں اور میں جائی یا نہ کا باپ نہیں ہوں جو اس کے علاج میں اپنے پیسے لٹاؤں۔"شایان نے عزاہ سے پیسے کھینچنے چاہے۔

"لیکن میں آپ کی بیوی ہوں اور میں جب چاہوں جہاں چاہوں،یہ پیسے لے سکتی ہوں۔" عزاہ نے کہا، پھر خاکی لفافے کو ہاتھ میں تھامے جانے لگی۔ جیسے ہی وہ شایان کے پاس سے گزری،شایان نے اس کا بازو پکڑا اور زور سے مڑوڑا۔

"چھوڑیں میرا ہاتھ!"وہ درد سے دہری ہو رہی تھی۔

"پھر تم کیوں اپنی اوقات بھول رہی تھی؟"شایان نے اس کے بازو پر مزید زور لگایا۔

اس سے پہلے وہ کچھ اور کہہ پاتا،شایان کے موبائل کی گھنٹی بجی۔اس نے جیسے ہی عزاہ کا ہاتھ چھوڑا،عزاہ برق رفتاری سے اپنے ہاتھ میں لفافہ لیے کمرے سے باہر نکل گئی۔شایان نے پہلے اسے جاتے ہوئے دیکھا، پھر کال اٹینڈ کی۔

"ہیلو!کون؟"اس نے ناگوار انداز میں پوچھا۔

"شایان! میرے گھر آؤ۔" یہ کہہ کر کال رکھ دی گئی۔ پہلے تو شایان اس آواز کو پہچان ہی نہ پایا، پھر اچانک اسے کے ذہن میں جھماکا ہوا۔

"ماموں مجھے کیوں بلا رہے ہیں؟" وہ زیر لب بڑبڑایا۔۔

* *

کاؤنٹر پر پیسے جمع کروانے کے بعد جب عزاہ واپس آئی، تو اس نے راہداری کی کرسی پر بیٹھی اپنی ماں کو چادر کے پلو سے آنکھیں رگڑتے دیکھا۔ نائلہ ان کے کندھے پر ہاتھ رکھے انہیں حوصلہ دے رہی تھی جبکہ زید خاموشی سے ان کے سامنے کھڑا تھا۔ اس کے ذہن میں جو پہلا خیال آیا وہ جائی یا نہ کا تھا۔ وہ بھاگتی ہوئی ماں کے پاس آئی۔

"کیا ہوا اماں؟ آپ رو کیوں رہی ہیں؟ جائی یا نہ کیسی ہے؟"اس کی آواز سے اس کی گھبراہٹ کا اندازہ کیا جا سکتا تھا۔

"عزاہ! زینب۔۔۔"نوال بس یہی کہہ پائیں، پھر دوبارہ رونے لگ گئیں۔

"کیا ہوا پھپھو کو؟"اس نے عجلت سے پوچھا۔

"تمہارے ابو کی۔۔۔ کال آئی تھی۔۔۔ وہ کہہ رہے تھے تمہا۔۔۔ ری پھپھو اس دنیا۔۔۔ میں۔۔۔ نہیں رہی۔"نوال نے ہچکیاں لیتے ہوئے الفاظ کو توڑ کر اپنی بات مکمل کی۔

عزاہ تو جیسے سناٹے میں چلی گئی۔ دوپہر کو تو اس نے پھپھو سے بات کی تھی۔ اس نے انہیں صحت مند حالت میں دیکھا تھا۔ ہاں وہ تھوڑی بہکی ہوئی باتیں ضرور کر رہی تھیں مگر اس نے یہ تھوڑی سوچا تھا کہ وہ یہ دنیا ہی چھوڑ کر چلی جائیں گی۔ ایک پل کے لیے اسے لگا اماں مذاق کر رہی ہے یا پھر اس کے بابا نے ان کے ساتھ مذاق کیا ہو گا مگر مصیبت یہ تھی وہ اچھے سے جانتی تھی دونوں کو مذاق کی عادت نہیں تھی اور ایسے مذاق کی تو ہرگز نہیں!

"اللہ ہمارے گھر کو کس کی نظر کھا گئی ہے۔ایک بیٹی کا پتہ نہیں ہے،دوسری بیٹی ہسپتال کے بستر پر لیٹ گئی ہے اور اب زینب۔۔۔میں کیا کیا برداشت کروں اللہ؟میں کیا کیا برداشت کروں؟"

نوال کے نوحے بلند ہوتے جا رہے تھے۔ارد گرد سے گزرتی نرسیں نوال کو گھور کر دیکھ رہی تھیں۔اس سے پہلے ہسپتال کا عملہ دو ٹوک انداز میں انہیں خاموش کرواتا،نائلہ نے بات سنبھالنے کے لیے عزاہ کو بولا۔

"آپ ایسا کریں آنٹی کو لے کر گھر چلی جائیں۔ابھی گھر میں آپ دونوں کی زیادہ ضرورت ہے۔"

"اور جائی یانہ؟"اس کا دماغ ابھی بھی سائیں سائیں بول رہا تھا۔

"جائی یانہ کے پاس میں ہوں۔"زید نے انہیں اطمینان دلایا۔

"اچھا!اماں کو چھوڑ کر،میں آ رہی ہوں۔"اس نے بمشکل خود کو سنبھالا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میری مانیں تو آپ ابھی تھوڑی دیر اپنے گھر پر ہی رہیں۔ میت والا گھر ہے۔ مہمانوں نے تعزیت کرنے آنا شروع کر دینا ہے اور ابھی وہاں پر سنبھالنے والا کوئی نہیں ہے۔ زید یہاں پر موجود ہے۔ آپ فکر نہ کریں۔" نائلہ نے عزاہ کو سمجھایا۔ نائلہ کی بات عزاہ کو بھی سمجھ آ گئی۔ اس نے ایک نظر زید کو دیکھا، پھر خاموشی سے نوال کو سہارا دے کر کھڑا کیا اور ان کا ہاتھ تھامے نائلہ اور زید کی نگاہوں سے اوجھل ہو گئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

* *

آسمان گہرے نیلے رنگ میں تبدیل ہوتا جا رہا تھا۔ ایسے میں ہم اگر دیکھیں، تو اشفاق کے گیٹ کے پاس ایک گاڑی رکی تھی۔ شایان گاڑی پر سے اترا اور اندر داخل ہوا۔ گیٹ آج بالکل کھلا ہوا تھا۔ اندر بس ماموں کی گاڑی تھی۔ ماموں کے گھر میں کچھ تھا جو اسے عجیب لگ رہا تھا۔

اس کا ارادہ تھا وہ زیادہ دیر اس گھر میں نہیں رہے گا۔ بس بات سنتے ہی چلا جائے گا مگر ارادے نصیب سے زیادہ طاقتور کہاں ہوتے ہیں؟

اس نے گھر کا بیرونی دروازہ کھولا تو اسے محسوس ہوا گھر میں ملازمین کی چہل پہل معمول سے کچھ زیادہ تھی۔ گھر میں عجیب سی فضا پھیلی ہوئی تھی۔ جانے کیوں شایان کا دل چاہا وہ واپس مڑ جائے۔ اندر کچھ ایسا اس کا منتظر تھا جس کو وہ برداشت نہیں کر سکتا تھا مگر پھر بھی اپنے دل کو نظر انداز کرتے ہوئے اندر آیا۔ لاؤنج میں آتے ہی اس کی نگاہ چت لیٹے وجود پر گئی جس کے جسم کو سفید چادر نے ڈھانپا ہوا تھا۔ اس کا چہرہ تک چادر میں چھپا ہوا تھا۔ فرش کو بھی سفید رنگ کی چادر نے چھپایا ہوا تھا۔ لاؤنج میں سے صوفے، میز اور دیگر سامان ہٹا دیا گیا تھا۔ لاؤنج کے ایک کونے پر اسے اپنی بہن دکھائی دی۔ ماموں وہاں پر نہیں تھے۔ یہ گھر میت والے گھر کی طرح لگ رہا تھا لیکن انتقال کس کا ہوا تھا؟

"نمرہ!" اس نے نمرہ سے پوچھنا چاہا مگر وہ تو جیسے اس دنیا میں تھی ہی نہیں!

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس نے خود ہی ہمت پکڑی اور آہستہ آہستہ چلتا ہوا زمین پر لیٹے بے جان وجود کے پاس بیٹھ گیا۔اس نے چادر کا سرا اپنے ایک ہاتھ سے پکڑا، پھر کچھ سوچتے ہوئے چہرے پر سے چادر اٹھالی۔

اس نے جب اس بے جان وجود کے چہرے کو دیکھا تو اس کی سیاہ آنکھیں حیرت اور صدمے سے پھیل گئیں۔اس نے صدمے سے پہلے اس وجود کے چہرے کو تکا، پھر سوالیہ نظروں سے کچھ دور بیٹھی اپنی بہن کو دیکھا جو ابھی تک لاتعلق تھی۔

وہ نفی میں سر ہلاتا ہوا پیچھے کو ہوا، پھر اٹھ کر نمرہ کے پاس گیا۔اسے دونوں بازوؤں سے پکڑ کر پوچھا۔

"نمرہ!یہ کیا مذاق ہے؟ماما اس طرح لیٹی کیوں ہوئی ہیں؟کیا ان کی طبیعت خراب ہے؟ اور اگر ہے تو تم انہیں ہسپتال لے کر کیوں نہیں گئی؟؟"

شایان کا چہرہ غصے سے لال ہو رہا تھا۔نمرہ جو ساری دنیا سے لاتعلق تھی،اپنے بھائی کے احتساب کرنے پر گھبرا گئی۔اس کے ماتھے پر پسینے کی ننھی بوندیں چمک اٹھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میں نے۔۔میں نے کچھ نہیں کیا بھائی!ماما خود ہی چلی گئیں۔انہیں پتہ تھا چائے میں زہر ہے۔انہوں نے پی لی۔"نمرہ اپنے حواس بالکل کھو چکی تھی۔

"زہر؟چائے؟یہ سب کیا ہے نمرہ مجھے؟ صحیح سے بتاؤ۔تم نے کیا کیا ہے ماما کے ساتھ؟" شایان کو اس کی باتیں بالکل بھی سمجھ نہیں آ رہی تھی۔

"بھائی!میں نے کہا نا میں نے کچھ نہیں کیا۔بس انہیں چائے دی۔اس میں زہر تھا۔میں مارنا نہیں چاہتی تھی مگر ماما زہریلی چائے پی کر مر گئی۔وہ کیوں مر گئی؟وہ کیوں مر گئی؟" یہ کہتے ہوئے وہ اپنے بال نوچنے لگ گئی۔شایان نے اپنے ہاتھ اس کے بازوؤں سے ہٹا لیے اور اسے عجیب نگاہوں سے دیکھنے لگا۔

"تم نے لیکن وہ زہریلی چائے دی ہی کیوں؟"شایان اس سے بات اگلوانا چاہتا تھا۔

"میں نے۔۔میں نے نہیں دی۔میں نے تو بس چائے میں زہر ملایا تھا،دی تو ملازمہ نے تھی۔مجھے تو بس یہ کہا تھا ماما نے میرے باپ کو مارا تھا مگر میرا باپ مجھے ہی مارنا چاہتا تھا۔ماما نے مجھے بچانا چاہا تو وہ قاتل ہو گئی اور میں۔۔میرے لیے تو کچھ بھی نہیں رہا۔مجھے

سب نے چھوڑ دیا۔ میں کیا کروں بھائی؟"وہ بے ربط انداز میں کہتے ہوئے ناخنوں سے اپنا چہرہ اور جسم نوچنے لگ گئی تھی۔

شایان کو اس کی بالکل بھی سمجھ نہیں آ رہی تھی مگر جب نمرہ نے ناخن سے اپنے چہرے کو اس قدر زخمی کر دیا کہ زخموں سے خون چمکنے لگا، تو شایان نے اسے سنبھالنا چاہا مگر اب وہ اس کے قابو میں ہی نہیں آ رہی تھی۔

اس نے شایان کو دھکا دیا اور اٹھ کر لاؤنج سے باہر جانے لگی۔ تبھی اچانک نمرہ کو اپنا ذہن گھومتا ہوا محسوس ہوا۔ وہ اپنا توازن قائم نہ رکھ پائی اور زمین پر گر پڑی۔ شایان بھاگ کر اس کے پاس گیا اور اس کے گال تھپتھپانے لگ گیا۔

* *

نازنین کے کمرے میں آج اندھیرا ہی اندھیرا تھا۔ واحد روشنی کا ذریعہ لان میں جلتی بتی تھی، جو کھڑکی کی مدد سے کمرے میں پہنچ پا رہی تھی۔

وہ بیڈ پر کچھ اس طرح لیٹی تھیں کہ ان کے پاؤں زمین کو چھو رہے تھے۔ زینب کو اس دنیا سے گئے کافی گھنٹے گزر چکے تھے مگر انہیں ابھی بھی ایسا لگ رہا تھا جیسے ایک دو منٹ پہلے کی بات تھی۔ ایسے میں ان کے کمرے کا دروازہ کھلا۔ ایک ہیولا چوکھٹ پر کھڑا ہو گیا۔

"بیگم صاحبہ! ڈرائیور نمرہ اور دوسری بی بی کو اس پتے پر چھوڑ آیا ہے جس کا آپ نے بتایا تھا۔ ڈرائیور بتا رہا تھا اس کے پیچھے ایک آدمی پڑ گیا تھا کہ وہ بی بی کی لاش کہاں سے لایا ہے؟ ڈرائیور بڑی مشکل سے جان چھڑا کر آیا۔" نسوانی دھیمی آواز پورے کمرے میں گونجی تھی۔

"ڈرائیور کو کچھ پیسے دے دو اور کہو کچھ دنوں کے لیے اپنے گاؤں چلا جائے۔" نازنین نے یونہی لیٹے لیٹے حکم دیا۔

"جی بہتر!" ملازمہ یہ کہہ کر دروازہ بند کر کے جانے والی تھی مگر دروازہ بند ہونے سے پہلے اس نے دروازہ پکڑ لیا۔ ملازمہ کے حیران ہوتے چہرے کو نظر انداز کرتا، وہ کمرے کے اندر آ گیا۔

وہ شکستہ قدم اٹھاتا بیڈ کی طرف آیا پھر زمین پر ہی بیٹھ گیا اور کمر بیڈ سے لگا لی۔ وہ اس جگہ ٹیک لگا کر بیٹھا تھا جس کے بالکل ساتھ نازنین کے پاؤں لٹک رہے تھے۔

"میں نے ڈیڈ کے جانے سے پہلے کتنی دعائیں کی تھی۔" آریان کی آواز سناٹے میں گونجی۔

"میں نے اللہ سے رو رو کر دعا مانگی تھی میرے ڈیڈ کو مجھ سے دور مت کریں لیکن میری نہیں سنی گئی۔ میں رویا، گڑگڑایا مگر میری نہ سنی گئی۔ میں نے اس وقت کوئی سوال یا شکوہ نہیں کیا، بس قسمت کا لکھا مان لیا۔ آج زید کو یوں ہسپتال میں خالی ہاتھ دعائیں مانگتے دیکھ کر مجھے ایک بار پھر وہی دن یاد آیا۔ مجھے لگ رہا تھا زید کی دعا بھی میری طرح قبول نہیں ہو پائے گی۔ اس سے جائی یا نہ لے لی جائے گی جس طرح مجھ سے ڈیڈ لے لیے گئے مگر نہیں!

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

جائی یا نہ بچ گئی۔ نامراد تو میں ٹھہرایا گیا، اسے تو اس کی مراد مل گئی۔ آخر میرے ساتھ ایسا کیوں ہوا اللہ؟"

"اللہ کے کاموں پر سوال کرنے والے تم کوئی نہیں ہوتے ہو آریان!" نازنین نے بیچ میں دخل دی۔

آریان نازنین کی بات سن کر ہنسا اور ہنستا چلا گیا۔ اس وقت اس کے ہنسنے میں بھی ایک کرب جھلکتا تھا۔ جب ہنستے ہنستے اس کی آنکھیں نم ہو گئیں، تو اس نے انہیں انگلیوں کے پوروں سے پونچھا۔

"مجھے یہ بات آخر بتا بھی کون رہا ہے جو خود اتنے سالوں سے اللہ کے کاموں پر سوال اٹھاتی آئی ہے، جو ابھی اپنی دوست کا قتل کر کے بیٹھی ہے۔ یہ تو وہی بات ہوئی نو سو چوہے کھا کر بلی حج کو چلی!"

اب کی بار نازنین خاموش رہیں اور چپ چاپ چھت کو ہی تکتی رہیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"میں زید کو تڑپانا چاہتا تھا لیکن اس کی زندگی میں تڑپنا ہے ہی نہیں! دو دفعہ میں نے جائی یا نہ کو مارنے کی کوشش کی مگر وہ دونوں دفعہ بچ گئی۔ دوسری دفعہ تو موت کے منہ سے نکل کر آئی ہے۔ تم جانتی ہو یہ دیکھ کر مجھے کیا سمجھ آئی؟" اس نے جواب نہیں چاہیے تھا، اس لیے خود ہی بولا۔ "مجھے سمجھ آ گیا ہے میں رحیم چچا کے بچوں سے بدلا نہیں لے سکتا۔ اللہ ان پر بہت مہربان ہے اور وہی ان کا نگہبان ہے۔"

پھر وہ دوبارہ ایک پل کے لیے رکا۔ اب کی بار اس نے توپوں کا رخ بدل لیا تھا۔

"تم نے میرے ساتھ بہت برا کیا نازنین! میں ایک اچھا انسان تھا۔ میں ایک اچھا انسان بن سکتا تھا اگر تم مجھے ان سب کے بیچ میں نہ گھسیٹتی۔ اس سے تو کئی گنا بہتر تھا تم میرے باپ کے دل میں میرے لیے نفرت بھر کر مجھے گھر سے نکال دیتی۔ میں فقیر ہوتا مگر یوں ایک قاتل اور مجرم تو نہیں ہوتا۔ میرے پیچھے پولیس ہے۔ میں چاہوں تو قانون خرید سکتا ہوں لیکن میں ایسا کچھ نہیں کروں گا۔ مجھے نہ اب کوئی بدلہ چاہیے اور نہ ہی کوئی آزادی۔"

وہ اٹھ کر کھڑا ہوا اور نازنین کے بیڈ پر لیٹے وجود کے بالکل سامنے کھڑا ہو گیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تم نے میری زندگی تباہ کی ہے نازنین! تم ہی اصل فساد کی جڑ ہو۔ تمہیں مسئلہ زینب کے شوہر کے ساتھ تھا لیکن تم نے ہم سب کو اس سب میں گھسیٹا۔ تمہیں مزید فساد مچانے کے لیے نہیں چھوڑا جا سکتا۔" وہ اپنی پینٹ سے گن نکال کر اب نازنین پر تان رہا تھا مگر نازنین ابھی بھی پر سکون حالت تھیں۔

"میں بے گناہ تھا مگر میری زندگی تم نے جہنم بنا دی۔ تم گنہگار ہو مگر میں تم سے حساب نہیں لوں گا۔ میں چاہتا ہوں تمہارا حساب اس جہاں میں نہیں بلکہ اگلے جہاں میں ہو۔ میں دیکھنا چاہوں گا سب سے اپنا حساب لیتی نازنین کا اپنا حساب کیسے لیا جاتا ہے!"

جب وہ خاموش ہوا تو نازنین اٹھ کر بیٹھ گئیں۔ اب آریان کی گن کا رخ سیدھا اس کے ماتھے پر تھا۔

"میں نے جو بھی کیا، وہ صحیح تھا یا غلط، میں نہیں جانتی لیکن میں آج بھی اپنے موقف پر قائم ہوں۔ زینب کو میرے راستے میں نہیں آنا چاہیے تھا۔ میں عمر کو اذیت پہنچانا چاہتی تھی لیکن اس نے مجھ سے یہ موقع چھین لیا۔ زینب نے اپنے بھائی کی خاطر ہماری دوستی کو پس

پشت ڈال دیا۔ تم جانتے ہو ہسپتال والے دن جب میں اس سے ملی تھی تو اس کی یہ بات سن کر مجھ پر کیا گزری تھی کہ اس نے یہ سب اپنے بھائی کے لیے کیا۔ اسے اپنے بھائی کا جھوٹا پیار یاد رہا اور میری دوستی یاد نہیں رہی۔ اسے اپنے بھائی سے محبت تھی ناں تو دیکھو آج اس کی بیٹیاں کتنی بری طرح رُل رہی ہیں۔ اولاد کا دکھ بہت بڑا دکھ ہوتا ہے۔ زینب کا بھائی ساری عمر اپنی اولاد کا دکھ سہتا رہے گا اور مجھے فرق نہیں پڑتا تم مجھے مارو یا زندہ رکھو لیکن مجھے مارنے کے بعد تمہارے پاس کچھ نہیں رہے گا۔ میں ابھی بھی کہوں گی مجھے بچا لو۔"

نازنین کی بات سن کر آریان تلخی سے مسکرایا۔ دور سے پولیس موبائل کے سائرن کی آواز آنا شروع ہو گئی تھی۔

"ایک بات بولوں نازنین! تم اپنے انتقام کی اس بھدی وجہ کو بار بار مت دہراؤ۔ یہ جھوٹ کے سوا کچھ نہیں ہے۔ اصل وجہ یہ ہے تم اشفاق سے پیار کرتی تھی!"

یہ بات سننے کی دیر تھی، کمرے میں ہر سو سناٹا پھیل گیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تم نے اشفاق کو زینب کے گھر جب پہلی دفعہ دیکھا، تم تب ہی اپنا دل اس پر ہار بیٹھی۔ جب تم نے اپنی محبت کا اظہار اس پر کیا تو اسے تمہارا عورت ہوتے ہوئے پہل کرنا بہت برا لگا۔ اس نے تمہیں بہت بے عزت کیا اور اپنے آپ کو ایک خاندانی شریف انسان ثابت کرنا چاہا۔ اس طرح ٹھکرائے جانے پر تمہاری انا کو ٹھیس لگی۔ اسی لیے تم نے یہ بات سب سے چھپائے رکھی۔ ابھی بھی تم اس بات کو کور کرنے کے لیے من گھڑت وجوہات سنا رہی ہو مگر اصل بات یہی ہے تم اپنی اس بے عزتی کا بدلہ اشفاق کی بیٹیوں سے لے رہی ہو۔

بیچاری زینب! کاش وہ عمر سے شادی کی کوئی اور وجہ بتا دیتی، مگر اس نے اسی شخص کا نام لیا جس نے تمہیں ذلیل کیا تھا۔ اس کے نام کی ضد میں تم نے زینب اور اس کے بچوں کی بھی زندگی تباہ کر ڈالی۔"

"تمہیں یہ سب کیسے پتہ چلا؟" نازنین ابھی تک ہونقوں کی طرح اسے دیکھ رہی تھی۔ اس دفعہ انہیں بساط الٹنے کا اندازہ ہوا تھا۔

"وہ کیا ہے انسان کو اپنی ڈائری، جس میں اس نے بالخصوص اپنے راز رکھے ہو، اس طرح اسٹور روم میں نہیں رکھنی چاہیے۔ ہو سکتا ہے وہ کسی کی نظر میں پڑ جائے اور آپ کے سارے راز افشاں ہو جائے۔"

آریان کے چہرے پر تلخ مسکراہٹ مزید گہری ہو گئی۔ پولیس موبائل کے سائرن کی آواز بھی اونچی ہوتی جا رہی تھی۔ پورے گھر میں افراتفری پھیلتی ہوئی سنائی دے رہی تھی۔

"موت مبارک ہو نازنین! تم اور تمہارا فتنہ آج اس دنیا سے ختم ہونے جا رہا ہے۔"

یہ کہہ کر آریان نے ٹرگر دبا دیا۔ گولی سیدھی ان کے ماتھے کو چیرتی ہوئی دماغ کے اندر پیوست ہو گئی۔

کمرے کی طرف قدموں کی آہٹ بڑھتی جا رہی تھی مگر آریان کی نگاہ ابھی تک نازنین کے چہرے پر تھی جس کی آنکھیں شاک سے کھلی تھیں۔ خون بہل بہل کر اس کے منہ پر اپنا رنگ چھاپ رہا تھا۔

ایسے میں دروازہ کھلا۔ راہداری میں جلتے بلب کی روشنی آریان کے جسم پر پڑنے لگ گئی جبکہ نازنین کا وجود ابھی بھی تاریکی کا شکار تھا۔

کمرے کا موجودہ منظر دیکھ کر ملازم سکتے میں آ گیا۔ اس کے پیچھے آنے والے پولیس آفیسر نے ملازم کو پیچھے کیا اور خود آگے آیا۔ وہ بھی منظر دیکھ کر ایک پل کے لیے چونکا مگر ایسے منظر اس کی روزمرہ ڈیوٹی کا حصہ تھے۔

وہ آگے بڑھا اور آریان کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں پہنانے لگ گیا۔ آریان کی نگاہیں ابھی بھی بے جان نازنین کے وجود پر تھیں۔ اسی کو دیکھتے ہوئے وہ کمرے سے باہر نکلا تھا۔

Clubb of Quality Content

* *

وہ ابھی بھی نیم بے ہوشی کی کیفیت میں تھی۔اسے اپنا جسم سن محسوس ہو رہا تھا۔خاص طور پر اپنی ٹانگیں!اس کے سامنے ایک ہسپتال کے کمرے کا منظر تھا جہاں کچھ دیر پہلے اسے شفٹ کیا گیا تھا مگر وہ ابھی بھی صحیح سے یہ سوچ نہیں پا رہی تھی وہ یہاں کیسے آئی بلکہ یوں کہنا چاہیے ابھی اس نے یہ بات سوچی ہی نہیں تھی۔

اس کے حواس آہستہ آہستہ جاگ رہے تھے۔وہ لاشعوری طور پر پورے جسم کو حرکت دینے کی کوشش کر رہی تھی۔اسے اپنی پلکیں بہت بھاری لگ رہی تھی۔دونوں ہاتھوں کو ہلاتے وقت اسے خاصی محنت لگی مگر وہ دونوں ہی ہل گئے۔اسے پاس موجود مشین کی بپ بپ کی آواز بھی سنائی دے رہی تھی۔بس ایک پاؤں تھے جو زور لگانے کے باوجود بھی ہل نہیں پا رہے تھے۔

ایسے میں ایک نرس کمرے کے اندر آئی اور آئی وی اسٹینڈ پر لٹکی ڈرپ پر انجیکشن لگایا۔اس نے نرس کو دیکھا تو بولنے کی کوشش کی۔

"میرے پاؤں۔۔۔ہل نہیں پا رہے ہیں۔"اسے یہ بولتے ہوئے اپنی آواز غیر لگی۔

"آپ کو گولی لگی تھی نا اس وجہ سے ایسا ہو رہا ہے۔"

"گولی؟ مگر کدھر؟" وہ زیر لب بڑبڑائی اور سوچنے لگی۔ اس کی بڑبڑاہٹ نرس نے سن لی تھی۔

"آپ کی کمر پر۔۔۔ اب آپ ذہن پر زیادہ بوجھ مت لیں۔" یہ کہہ کر وہ واپس چلی گئی جبکہ جائی یا نہ نرس کی نصیحت کو بالائے طاق رکھتے ہوئے دماغ پر زور ڈالنے لگ گئی۔ اسے بس کچھ کچھ جھلکیاں یاد آ پا رہی تھی۔ کارخانہ، آریان، زید کا آنا، ان کا آگ پر سے کودنا اور آریان کی گن کا زید پر نشانہ بندھا ہونا اور بس!

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اس سے آگے اسے کچھ اور یاد نہیں تھا۔ اس کا دماغ صحیح طرح سے کام نہیں کر پا رہا تھا۔ کچھ دیر بعد کمرے کا دروازہ کھلا۔ اس نے گردن موڑ کر دیکھا۔ جس چہرے کو اس نے دیکھنے کی توقع کی تھی، وہی چہرہ اس کی نظروں کے سامنے تھا۔ وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا اس کے پاس آیا۔

پہلے تو وہ خالی خالی نظروں سے دیکھتا رہا، پھر اس نے جائیانہ کا وہ ہاتھ اٹھایا جس پر آئی وی لائن لگی ہوئی تھی۔ اس کے بعد پھوٹ پھوٹ کر روتا چلا گیا۔

جائیانہ کو سمجھ نہیں آ رہی تھی وہ رو کیوں رہا ہے؟

"زید!" اس نے بمشکل بولا۔

"آئی ایم سوری!" زید کی نم آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی۔ "یہ سب میری وجہ سے ہوا ہے۔ آئی ایم رئیلی رئیلی سوری! ہر اس چیز کے لیے سوری جس کی وجہ سے آپ ہرٹ ہوئیں۔ میں نہیں جانتا تھا یہ سب کچھ ہو جائے گا۔ میں واقعی میں یہ سب نہیں چاہتا تھا۔ کاش وہ گولی مجھے لگ جاتی۔ آپ تو کم از کم ٹھیک ہی رہتی نا۔"

"مجھے کیا ہوا ہے؟ بچ تو گئی ہوں۔" جائیانہ نے بڑے آرام سے کہا۔

"آپ نہیں جانتی آپ موت سے جیت کر آئی ہیں۔"

"اچھا! ویسے تم ڈاکٹر کو بلاؤ گے؟" جائیانہ نے اس سے ہاتھ کھینچ کر پوچھا۔

"کیوں؟ آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے؟" زید کی آنکھوں میں نمی کے ساتھ اب فکر مندی بھی گھل چکی تھی۔

"میں تو ٹھیک ہوں مگر مجھے میری ٹانگیں ٹھیک نہیں لگ رہیں۔ کب سے میں اسے ہلانے کی کوشش کر رہی ہوں مگر یہ ہل ہی نہیں رہی۔ ایسا لگ رہا ہے جیسے یہ سن ہو گئی ہو۔ کوئی طاقت ہی نا بچی ہو۔"

زید کے چہرے پر سایہ گزرا۔ وہ یہ بات تو ان سب میں بھول ہی گیا تھا کہ جائی یانہ کی ٹانگیں وقتی طور پر مفلوج ہو چکی ہیں۔ اس نے بولنے کے لیے الفاظ ڈھونڈنے چاہے مگر اسے کوئی بھی ایسا لفظ نہیں مل پایا جو اس معاملے کی نوعیت کو تھوڑا کم کر پائے۔

پھر وہ کچھ سوچتا ہوا باہر چلا گیا۔

* *

فجر کی اذانیں ہر سو پھیل رہی تھی۔ سارا عالم اس وقت گہری نیند میں ڈوبا ہوا تھا مگر اسلام آباد کا ایک گھر ایسا بھی تھا جس کے مکینوں کی آنکھوں پر آج کی رات نیند حرام تھی۔

گھر میں موجود تمام مکین ایک دوسرے کا چہرہ تک رہے تھے۔ سب کی آنکھیں خشک ہو چکی تھیں جبکہ درمیان میں پڑا اس عورت کا جنازہ بالکل پر سکون تھا۔ ان لوگوں کے پاس اب رونے کے لیے کچھ بھی نہیں بچا تھا۔ کبھی عزاہ شایان کو دیکھتی جو اپنی ماں کے منہ پر سے کفن ہٹائے ان کے چہرے کو محویت سے گھور رہا تھا تو کبھی نوال اٹھ کر کمرے میں تقریباً بے ہوش پڑی نمرہ پر نظر ڈال آتیں۔

ارد گرد کچھ جاننے والے اور عزیز و اقارب بھی تھے۔ کچھ مہمان اٹھ کر سونے کے لیے بیڈ روم میں چلے گئے تھے۔ مردوں کے بیٹھنے کا انتظام لان میں کیا گیا تھا۔ اشفاق صاحب لان کے ایک کونے میں ذرا ہٹ کر ایک کرسی پر بیٹھے ہوئے تھے۔ ہر آنے جانے والا مرد ان کے گلے لگ کر تعزیت کے دو الفاظ کہتا اور چلا جاتا مگر یہ الفاظ ان کے اندر ایک الگ قسم کی

اذیت کو جنم دے رہے تھے۔ آج ان کا ضمیر احتساب پر اتر آیا تھا۔ آج وہ چیخ چیخ کر اشفاق کو ظالم اور زینب کو مظلوم کہہ رہا تھا۔ آنکھوں میں وہ منظر چھا رہے تھے جن میں اشفاق کبھی زینب کو دھتکار رہے تھے تو کبھی اس کی کردار کشی کر رہے تھے۔

فجر کو قضا ہوئے جب کافی وقت گزر گیا اور سورج اپنی روشنی ہر سو پھیلانے لگا تو ایک شخص اشفاق کے پاس آیا اور ان کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر آہستہ سے بولا۔

"اشفاق صاحب جنازہ اٹھانے کا وقت ہو چکا ہے۔"

اشفاق نے بہت آہستگی سے سر کو خم دیا اور بوجھل ہوتے قدموں کے ساتھ اندر جانے لگے۔ ان کے پیچھے مرد حضرات نے ان کے قدموں کی تقلید کی۔ اشفاق اور مردوں کو اندر آتا دیکھ کر عورتیں جو خاموش بیٹھی تھیں، اونچی آواز میں دھاڑے مار کر رونے لگ گئیں۔ سب کے منہ سے بے صبری کے الفاظ نکل رہے تھے۔

شایان نے جب اپنے ماموں کو آتا دیکھا تو بچوں کی طرح اپنی ماں کی چارپائی سے چمٹ گیا۔۔ نوال ایسے میں کھڑی ہوئیں اور بہتے آنسوؤں کے ساتھ انہوں نے شایان کو پیچھے کیا۔

جنازے کی طرف بڑھتے ہوئے اشفاق کے کان میں مختلف زمانوں کی آوازیں باز گشت کرنے لگیں۔

("بیٹی نے پیدا ہوتے ہی ماں باپ کو کھالیا۔" میت والے گھر میں بیٹھی ایک عورت کی بہت سالوں پہلے کہی بات آج تک زندہ تھی۔یہ وہ لمحہ تھا جب ان کے دل نے پہلی بار زینب کے لیے نفرت پیدا ہوئی۔)

("اشفاق پر اب بن باپ کی بیٹی کی ذمہ داری بھی پڑ گئی ہے۔" چہلم پر اپنے چچا کے ساتھ بیٹھے ہوئے اس نے ایک آدمی کو یہ کہتے سنا۔)

("عورت کو ہمشیہ کھینچ کر رکھنا چاہیے خاص طور پر بیٹی اور بہن کو،ورنہ یہ سر پر خاک ڈال دیتی ہیں۔" یہ جملہ دکان میں بیٹھے،انہوں نے کسی گاہک کے منہ سے سنا تھا)

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

("دنیا میں سب کچھ عزت ہوتی ہے۔ دولت چاہے جتنی بھی ہو جائے، یہ کبھی بھی عزت کو نہیں خرید پاتی۔ اس لیے اپنی گھر کی عزت کی نگرانی کے لیے مرد کو اپنا خون پسینہ ایک کر دینا چاہیے۔" چچا کی کہی بات پر انہوں نے نہ صرف یقین کیا بلکہ اپنی ساری زندگی اسی اصول پر گزار دی۔)

زینب کا چہرہ کفن سے ابھی بھی دکھائی دے رہا تھا۔ انہیں زینب کافی پر سکون دکھائی دے رہی تھی۔ اشفاق کو یاد نہیں پڑتا تھا انہوں نے کبھی زینب کو اپنے سامنے اتنا پر سکون دیکھا ہو۔ ان کا ضمیر اس سوچ پر دوبارہ سے ملامت کرنے لگ گیا۔ اس کی ملامت پر اشفاق آسودگی سے مسکرا دیے۔ پھر ذرا سا جھک کر اپنی بہن کے کان کے تھوڑے قریب ہو کر بولیں۔

"ضمیر جاگنے میں اتنی دیر کیوں لگا دیتا ہے زینب؟ بہتر تھا یہ سوئے رہتا، مجھے باقی کی عمر پچھتاوے کی قید نہیں کاٹنی پڑتی۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

پھر وہ سیدھے کھڑے ہو گئے اور زینب کے چہرے پر کفن صحیح سے برابر کر دیا۔ اب یہ چہرہ بالکل چھپ چکا تھا۔ پھر تین چار آدمی آگے کو بڑھے اور سب نے مل کر جنازے کو اٹھا لیا۔ کسی نے شایان کو بھی اٹھا کر اسے آگے کی طرف کر دیا۔

وہ سب جا رہے تھے زینب کو سپرد خاک کرنے! دفن کر آنے کے بعد معاملات انسانوں کی پہنچ سے باہر نکل جانے تھے۔ اب اللہ، اس کا بندہ اور بندے کے اعمال نے رہ جانا تھا۔ دنیا اب بے معنی ہو جانی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

* *

صبح کے چھ بجے زید واپس جائی یانہ کے کمرے میں آیا۔ اس بار وہ اپنے ساتھ ڈاکٹر کو بھی لے کر آیا تھا۔ جائی یانہ نے ڈاکٹر کو غور سے دیکھا۔ شکل سے عمر تیس پینتیس ہی معلوم ہوتی تھی۔ خوش شکل چہرے کو مسکراہٹ نے مزید رونق لگائی ہوئی تھی۔ جائی یانہ جواب میں

مسکرانا چاہتی تھی اور اس نے یہ کوشش بھی کی۔ ڈاکٹر ہشاش بشاش موڈ میں ہی اس کے پاس آئے۔

"تو سنائیں مسز زید کیسا محسوس کر رہی ہیں؟" جائیانہ کی طرف دیکھتے ہوئے وہ آرام سے بولیں۔

"میری ٹانگیں ڈاکٹر۔۔۔"

زید نے اپنی آنکھیں زور سے میچ لیں۔ وہ جانتا تھا ڈاکٹر جائیانہ کے سوال کا کیا جواب دینے جا رہے تھے۔

"آپ کی ٹانگوں کو کچھ نہیں ہوا۔ بس گولی ریڑھ کی ہڈی کے بہت قریب لگی تھی۔ اس لیے آپ کی ٹانگیں کچھ حد تک متاثر ہوئی ہیں مگر فکر نہ کریں۔ اگر آپ مضبوط رہیں اور دل میں امید جگائی رکھیں گی تو بہت جلد چل پائیں گی۔"

جائیانہ ڈاکٹر کی یہ بات سن کر بالکل ساکت ہوئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"کیا مطلب ہے دوبارہ چل پاؤں گی۔ کیا میں ابھی چل نہیں سکتی ہوں؟"

اس کی آواز میں گھبراہٹ اور صدمہ دونوں تھا۔

"میں نے کہا نا آپ کی ٹانگیں تھوڑی متاثر ہوئی ہیں۔ لیکن ڈرنے کی کوئی بات نہیں ہے۔ بس ہلکی پھلکی سی ایکسرسائز اور ہمت پکڑنے سے آپ بہت جلد چل پائیں گی۔"

ڈاکٹر نے کافی نرم لہجے سے اسے پرسکون کروایا لیکن جائی یانہ کا پورا دماغ سائیں سائیں کرنے لگ گیا۔ اس کے دماغ میں ڈاکٹر کی کوئی بات نہیں آئی تھے سوائے اس کے کہ وہ اب چل نہیں پائے گی۔

ڈاکٹر اس کی ہمت بندھانے کے لیے بہت کچھ کہتے رہے پھر واپس چلے گئے۔ ان کے جانے کے بعد زید جائی یانہ کے پاس آیا مگر وہ کچھ کہنے کے لیے لب کھولتا، اس سے پہلے ہی جائی یانہ نے ہاتھ اٹھا کر اسے خاموش رہنے کا کہہ دیا۔ پھر خالی خالی نظروں سے چادر کو دیکھنے لگی جس نے اس کے پاؤں کو چھپایا ہوا تھا۔

زید خاموشی سے اسے دیکھتا رہا۔ وہ جانتا تھا ابھی وہ اس حقیقت کی اذیت سہہ رہی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

* *

صبح کا اجالا ہر سو پھیل چکا تھا۔ سورج کی روشنی نے گھروں میں سے بتیاں بجھوادی تھی۔ ایسے میں ہم ایک ایسی ہی راہداری پر کھڑے تھے جہاں پر سورج کی دھوپ نہیں تھی مگر پھر بھی روشنی تھی۔

وہ بھاگتی ہوئی اسی راہداری کو پار کرنے لگ گئی۔ اس کے ہاتھ میں موبائل ابھی تک تھا۔ اس کے چہرے کو دیکھ کر پتہ چلتا تھا اس کے پاس کوئی اچھی خبر نہیں تھی۔ راہداری میں ایک جگہ وہ مڑی تو اس کے سامنے دروازہ تھا۔ اس نے دروازہ کھٹکھٹانے کی بھی زحمت نہیں کی اور دھرام سے کھول دیا۔

کمرے میں داخل ہوتے تو تمہیں سنہری آنکھوں والی لڑکی گیلے بالوں کو تولیے سے پونچھتی ہوئی باتھ روم سے باہر نکلتی دکھائی دیتی۔ اپنی دوست کے بدحواس چہرے کو دیکھ کر، وہ کچھ چونک گئی۔

"کیا ہوا صوفیہ؟" اس نے تولیہ بیڈ کی طرف پھینکا اور اس کے پاس آئی۔

"عالیہ غضب ہو گیا ہے۔ نمرہ کی ماما یعنی تمہاری پھپھو کی ڈیتھ ہو گئی ہے۔"

صوفیہ نے اس کے سر پر دھماکہ پھوڑ دیا۔

"کیا!!"

"ہاں، فاطمہ کی کال آئی تھی۔ اسے اپنے فرینڈ سرکل سے ہی کہیں سے پتہ چلا ہے۔ وہ لوگ یہ بھی بتا رہے ہیں جائی یا نہ ہاسپٹل میں ایڈمٹ ہے۔ اسے گولیاں لگی ہیں۔"

عالیہ کا سانس اٹک گیا۔ وہ پہلے پلک جھپکے بغیر صوفیہ کو دیکھتی رہی۔ پھر اس نے فوراً سے رد عمل دیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"صوفیہ، مجھے میرے گھر جانا ہے۔"

"لیکن آریان!" صوفیہ کی بات عالیہ نے کاٹ دی۔

"آریان اب کچھ نہیں کرے گا۔ انہوں نے پھپھو سے بدلہ لینا تھا اور مجھے یقین ہے وہ اپنا بدلہ لے چکے ہیں۔ اب ڈر کر جینے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ اس وقت میرے گھر والوں کو میری ضرورت ہے۔"

"عالیہ میت کا گھر ہے۔ مہمان آئے ہونگے۔ بلاوجہ کا ہنگامہ ہو گا۔ میں تو تم سے یہی کہوں گی کہ مت جاؤ۔" صوفیہ کو اسی کی فکر تھی۔

"گھر سے بھاگی لڑکی تو جب بھی باپ کی دہلیز پر دوبارہ آتی ہے دنیا تماشا بناتی ہے۔ اگر میں آج نہیں گئی تو میرے دل کا بوجھ مجھے جینے نہیں دے گا۔" عالیہ کی آنکھیں نم ہو گئی تھیں۔ صوفیہ بھی اسے کتنا ہی منع کر سکتی تھی۔ اس لیے اس نے بھی ہار مان لی۔

Clubb of Quality Content

"اوکے، میں ڈرائیور کو کہتی ہوں گاڑی نکالے تم جب تک اپنا حلیہ درست کر لو۔ تمہارے جانے کے بعد ڈرائیور پندرہ منٹ تک گیٹ کے باہر ہی کھڑا رہے گا، اگر کوئی مسئلہ ہو تو واپس آجانا۔"

صوفیہ نے اسے ہدایات دی۔ پھر باہر چلی گئی۔ دوسری طرف عالیہ کچھ دیر کے لیے خالی الذہن کھڑی رہی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

****

اشفاق صاحب کے گھر پر آؤ، تو اس وقت نوال کچن میں کھڑی اپنی ملازمہ کو برتن دھوتے ہوئے دیکھ رہی تھیں۔ کچن کی پوری سلپ پر استعمال ہوئے برتن رکھے تھے۔ ابھی ابھی ان لوگوں نے مہمانوں کو ناشتہ کروایا تھا۔ ویسے تو بہت سے مہمان چلے گئے تھے مگر قریبی اور خاندان کے کچھ بڑے بیٹھے ہوئے تھے۔

ایسے میں عزاہ کچن میں آئی۔اس کے ایک بازو میں سمٹی ہوئی چادر لٹکی تھی جب کہ دوسرے ہاتھ سے اس نے ہینڈ بیگ پکڑا ہوا تھا۔

"اماں!میں ہسپتال جا رہی ہوں۔"

"امم ہمم!"انہوں نے سر اثبات میں ہلایا۔پھر انہیں کچھ یاد آیا۔"عزاہ ایسا کرو ناشتہ بھی ساتھ لیتی جاؤ۔ناشتہ کھلوانے کے بعد زید کو گھر بھیج دینا۔بچہ بیچارا رات بھر کا جاگا ہوا ہے۔"

زید کو یوں بچہ بولنے پر عزاہ کے لبوں پر مسکراہٹ پھیل گئی مگر اس نے جلدی سے اس مسکراہٹ کو سمیٹ لیا۔

"اماں میں کہہ تو دوں گی مگر وہ بہت ضدی ہے۔جب تک جائی یا نہ ہسپتال میں ایڈمٹ رہے گی وہ اس کا پیچھا نہیں چھوڑے گا۔"

"اچھا!"یہ کہہ کر نوال زید کے لیے ناشتہ برتن میں ڈالنے لگ گئیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اگر انہیں چھوڑ کر باہر لان کی طرف آئیں، تو اب وہاں مردوں کی بھیڑ ختم ہو چکی تھی۔ بس ایک شایان تھا جو آہستہ آہستہ چل رہا تھا۔ اس کی سرخ ہوتی آنکھوں کے سامنے بار بار ماں کا چہرہ آ رہا تھا۔ اپنی ماں کو قبر میں دفنا آنے کے بعد اس کی حالت مزید خراب ہو گئی تھی۔

ایسے میں اسے گھر کے گیٹ کے باہر گاڑی رکی۔ اس نے نظر انداز کیا مگر جب گاڑی سے اتر کر وہ اندر آئی تو ایک پل کے لیے شایان کی دنیا رک گئی۔

جب آنے والی نے ادھر ادھر دیکھا تو اس کی نظریں شایان پر گئیں۔ وہ دھک سے رکی۔

وہ دونوں یونہی کھڑے بت بن گئے۔ عزاہ جو شانوں کو چادر سے ڈھانپے باہر نکل رہی تھی، وہ بھی اس صورت حال کو دیکھ رک گئی۔

تکون ٹوٹ کر ایک بار پھر مکمل ہو گیا تھا۔ ایک طرف عالیہ تھی اور دوسری طرف شایان جبکہ ان سے بہت دور عزاہ کھڑی تھی۔ کچھ دیر یونہی ساکن گزرے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ تینوں سکتے کی عالم میں ہی رہتے، اگر عزاہ ہمت باندھتے ہوئے آگے نا بڑھتی۔ اس نے شایان کو بالکل نظر انداز کیا کیونکہ وہ جانتی تھی اگر وہ شایان کے چہرے کو اس وقت دیکھ لے گی تو خود کو سنبھال نہیں پائے گی۔

وہ آگے بڑھی۔ اپنے ہاتھ میں پکڑے برتن کو اس نے احتیاط سے پاس موجود گاڑی کی چھت پر رکھا اور پھر عالیہ کے سامنے کھڑی ہو گئی۔ اس نے عالیہ کی آنکھوں میں دیکھا جو اسی کی طرح سنہری تھیں۔ عالیہ نے نظریں چرانا چاہی مگر اس سے پہلے وہ ایسا کچھ کر پاتی، عزاہ نے اسے گلے لگا لیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"واپسی مبارک، عالیہ!" اس نے نم آواز میں بس اتنا کہا جبکہ عالیہ عزاہ کے بدلے ہوئے رویے پر حیران رہ گئی۔

وہ اس سے الگ ہوئی۔ عالیہ نے دیکھا عزاہ کی آنکھیں نم اور ناک سرخ پڑ چکی تھی۔

"میں جائی یا نہ کے پاس جا رہی ہوں۔ اگر نہ جانا ہوتا تو رک جاتی۔"

یہ کہہ کر وہ مڑی اور برتن دوبارہ اٹھا کر گاڑی میں بیٹھ گئی۔ چوکیدار نے جب اسے گاڑی میں بیٹھتے دیکھا تو گیٹ مکمل کھول دیا۔ عزاہ نے بس ایک نظر سائیڈ مرر پر دیکھا۔ عالیہ تو اس کے سامنے اندر جا رہی تھی مگر شایان ابھی تک دم بخود کھڑا تھا۔ اس کی حالت ایسی تھی جیسے صحرا میں چلتے پیاسے کو پانی کا تالاب مل گیا، وہ ایک پل کے لیے تو ٹھٹھکے مگر پھر دوڑتا ہوا اس کے پاس جانا چاہے۔

عزاہ نے آسودگی سے سر نفی میں ہلایا۔ شایان سے شادی کرنے کے بعد جو چیز اسے پتہ چلی، وہ یہ تھی جو شخص حق میں بہتر نہ ہو مگر دعا سے مل جائے تو بھی کبھی اپنا نہیں بن پاتا۔ اس نے گاڑی گھر سے نکال کر سڑک پر دوڑا دی۔

* *

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اگر ہم واپس عالیہ کی طرف جائیں، تو وہ کچھ پل کے لیے گھر کے بیرونی دروازے پر کھڑی رہی۔ وہ جوش میں آ تو گئی تھی مگر اس میں ہمت نہیں تھی اندر جا کر سب کا سامنا کرے۔

ایک پل کے لیے اس نے سوچا مڑ جائے مگر پھر ہمت جمع کر کے اس نے دروازہ کھولا اور اندر کی طرف بڑھ گئی۔

چلتے چلتے وہ لاؤنج تک آ چکی تھی۔ لاؤنج میں مہمان بیٹھے ہوئے تھے۔ کچھ دیر پہلے جو لوگ آہ و زاری میں مشغول تھے، اب بڑے آرام سے محفل جمائے ہوئے تھے۔ بس جانے والے کی دیر ہوتی ہے، دنیا والے واپس اپنی زندگیوں میں گم ہو جاتے ہیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

عالیہ نے لاؤنج کی چوکھٹ پر کھڑے اندر کی طرف طائرانہ نظر ڈالی۔ یہاں پر اس کے گھر کا کوئی فرد نہیں تھا۔ اس لیے وہ آگے نکل گئی۔ دوسری طرف عالیہ کو لاؤنج میں موجود ایک عورت نے پہچان لیا۔ اسے دیکھ کر اس نے اونچی آواز میں سرگوشی کی۔

"ارے دیکھو یہ تو مجھے عالیہ لگ رہی ہے۔ اشفاق کی بڑی بیٹی جو شادی والے دن گھر سے بھاگ گئی تھی۔"

عالیہ جو راہداری سے آگے کی طرف بڑھ رہی تھی، یہ بات سنتے ہی اس کے قدم زنجیر ہو گئے۔

"یہ کیوں آئی ہے؟" اس کے کانوں میں ایک اور نسوانی آواز گونجی۔

"مجھے تو لگتا ہے جس کے ساتھ بھاگی تھی، اس نے چھوڑ دیا ہے۔" پہلی سنائی دینے والی آواز نے ہی تبصرہ کیا۔

"پتہ نہیں جس کے ساتھ بھاگی تھی، اس نے نکاح بھی کیا یا بس یونہی رہی ہے۔" یہ بات باقی ساری باتوں سے زیادہ کاری ثابت ہوئی۔ عالیہ نے کرب سے اپنی آنکھیں میچ لی۔ کیا گھر سے بھاگی لڑکی کا کردار اتنا مشکوک ہو جاتا ہے؟

اس نے حسرت سے گھر کو دیکھا اور پھر مڑ گئی۔ اس نے سوچا تھا لوگوں کے طعنے سننا آسان ہو گا مگر لفظوں کے زہر سوچ سے زیادہ کڑوے تھے۔ وہ مڑی تو اپنے سامنے کھڑے شخص کو دیکھ کر کانپ گئی۔

اس کے بالکل سامنے اشفاق صاحب کھڑے تھے۔ایک مضبوط چٹان کی مانند، جو جانے والے کی راہ میں کھڑی ہو جاتی ہے۔ان کے تاثرات اس قدر عجیب تھے کہ عالیہ کو خوف آیا۔

فرار کے لیے وہ گھر کے اندر جانے کے لیے واپس مڑی مگر دوسری طرف سے نوال آ رہی تھیں نوال اپنی دھن میں مگن تھی۔انہوں نے سر اٹھا کر دیکھا تو ان کے پاؤں بھی آگے بڑھنے سے انکاری ہو گئے۔سنہری آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

اب عالیہ اپنے ماں باپ کے بالکل درمیان میں کھڑی تھی اور وہ دونوں اسے ہی دیکھ رہے تھے۔عالیہ نے اپنے ڈر پر قابو پانا چاہا اور جو کرنا چاہتی تھی،اسے کرنے کے بارے میں سوچا۔

عالیہ نے سر اٹھایا اور اپنے باپ کی آنکھوں میں دیکھا۔آج عالیہ کو ان کی آنکھوں میں طیش اور غصہ بالکل بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا بلکہ آج تو اسے کچھ بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"بابا! مجھے معاف کر دے۔" یہ کہتے ہوئے اس کے گلے میں آنسو کا پھندا لگ گیا۔ اس نے اپنی نظریں دوبارہ جھکا لیں۔ نوال بھی اشفاق سے خوفزدہ تھیں۔ اس لیے پاس آ کر بیٹی کے کندھے پر ہاتھ رکھ دیا۔ اشفاق نے دونوں ماں بیٹی کو دیکھا۔ دونوں ہی ایک دوسرے سے بہت ملتی تھیں۔ خاص طور پر ان کی آنکھیں!

وہ لاؤنج میں بیٹھے لوگوں کی باتیں سن چکے تھے۔ ان لوگوں کی باتیں سن کر اشفاق کی غیرت جوش مارنے لگی تھی۔ ان کا دل چاہا وہ عالیہ کو زندہ درگور کر ڈالیں۔

ابھی وہ اپنے اس ارادے پر عمل کرتے ان کے کانوں میں ایک آواز گونجی۔

"عالیہ جب بھی آپ کے پاس مڑ کر آئے، اسے معاف کر دیجیے گا۔ اس نادان کے قدم بھٹک گئے تھے مگر اس نے اپنے کیے کی سزا بھگت لی ہے۔ آپ اس پر مزید ظلم نہ کیجیے گا۔"

اشفاق سکتے میں آ گئے۔ ایک بار پھر زینب کا چہرہ آنکھوں کے سامنے لہرایا۔ اپنی زیادتیاں ایک بار پھر آنکھوں میں گھومیں۔ پھر اپنی بہن کی یہ آخری خواہش یاد آئی۔ انہوں نے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ایک طرف لاؤنج کی طرف دیکھا جہاں پر دنیا تھی اور پھر اپنی بیٹی اور بیوی کو دیکھا جو گھر کی بنیادیں تھیں۔ کیا دنیا کو منانے کے لیے گھر کی بنیادیں اکھاڑنا سمجھداری ہو گا؟

"معاف کیا۔ اب جاؤ اپنے کمرے میں چلی جاؤ۔"

یہ کہہ کر اشفاق رکے نہیں بلکہ اپنے کمرے میں چلے گئے جبکہ عالیہ تو عالیہ، خود نوال بھی یہ بات سن کر حیران ہو گئیں۔ اس معافی پر نوال یا عالیہ اتنی خوش نہیں ہوئی تھیں، جتنا وہ سیاہ آنکھیں ہوتیں اگر وہ اس دنیا میں ہوتیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

* *

دو ہفتے بعد

اشفاق کے گھر میں آئیں، تو یہ گھر ایک بار پھر آباد ہو گیا تھا۔ یہ گھر ایک بار پھر زندگی کی علامت بن گیا تھا۔ اگر ہم کچن میں جھانکیں، تو اس وقت کچن میں نوال اور عالیہ، دونوں کھانا پکانے میں مصروف تھیں۔

عالیہ اس وقت جوس بنا رہی تھی جبکہ نوال ہانڈی میں سالن کی بھنائی کر رہی تھی۔ جب جوس بن گیا تو عالیہ نے جوسر سے جوس نکال کر گلاس میں ڈالا۔

اس نے گلاس ٹرے میں رکھا اور جانے لگی، تبھی اسے اماں نے پیچھے سے آواز دی۔

"جائی یا نہ سے پوچھو اس نے کھانا ابھی کھانا ہے یا بعد میں کھائے گی؟"

"اچھا!" اس نے کہا اور آرام سے چلتی ہوئی نچلی منزل میں موجود گیسٹ روم کے اندر آ گئی۔ کمرہ بالکل صاف ستھرا تھا۔ فرش کو کارپٹ نے چھپایا ہوا تھا۔ بڑے سے بیڈ نے کمرے کا بہت سا حصہ گھیرا ہوا تھا جبکہ اس کی سائیڈ ٹیبل پر بہت سی کتابوں کا ڈھیر پڑا تھا۔ ایسے میں اسے وہ، بڑے سے بیڈ کے عین وسط میں بیٹھی دکھائی دی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

چہرہ کھنڈر جیسا معلوم ہوتا تھا۔بال بالکل سمٹے ہوئے چوٹی کی صورت میں بندھے ہوئے تھے۔اس نے ٹانگیں پھیلائی ہوئی تھی جبکہ کمر بیڈ کے تاج سے لگی ہوئی تھی۔اس کی نظریں کمرے کے بالکل کونے میں پڑی وہیل چیئر پر تھیں۔

"یہ لیں میڈم آپ کے لیے جوس!"عالیہ نے جوس بیڈ پر جائی یانہ کے بالکل پاس رکھ دیا۔

جائی یانہ نے ایک نظر جوس کو دیکھا،پھر دوبارہ نگاہیں موڑ لی۔

"اماں پوچھ رہی ہیں تم ابھی کھانا کھاؤ گی یا بعد میں؟"

"بعد میں!"اس نے خاصے بجھے انداز میں کہا۔عالیہ نے اسے دیکھا،پھر اس کے پاس ہی بیڈ پر بیٹھ گئی۔

"اچھا یہ کتابیں پڑھیں؟بابا خود یہ ساری کتابیں خرید کر لائیں تھے۔"

جائی یانہ نے سر نفی میں ہلا دیا۔عالیہ بس اسے دیکھتی ہی رہ گئی۔پھر دھیمے لہجے میں بولی۔

"جائی یانہ مسئلہ کیا ہے؟ نہ تم اپنی پڑھائی پر دھیان دے رہی ہو اور نہ ہی ان کتابوں سے دل لگا رہی ہو۔ زید جب بھی آتا ہے، تم سونے کے لیے لیٹ جاتی ہو اور ہم میں سے کسی سے بات بھی نہیں کرتی ہو۔ یہ سب آخر کب تک چلے گا؟ اگر ہر وقت یونہی سوچتی رہی، تو ایک دن تمہارا دماغ کام کرنا بند کر دے گا۔"

جائی یانہ خاموش رہی اور نظریں ہنوز وہیل چیئر پر جمائے رکھی۔ عالیہ نے جائی یانہ کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ دیا۔

"دیکھو جائی یانہ اونچ نیچ ہر ایک کی زندگی میں آتی ہے۔ یہ وہیل چیئر بس عارضی ہے۔ دیکھ لینا تم بہت جلد دوبارہ چلنا شروع کر دو گی۔"

"اور اگر نہ چل پائی تو؟ اگر ساری عمر یونہی بوجھ بن کر اسی بیڈ پر بیٹھی رہ گئی تو؟ تو کیا ہو گا؟" جائی یانہ نے غصے سے پوچھا۔

"اتنی مایوسی اچھی بات نہیں ہے۔ ڈاکٹر نے کہا تو ہے تم دوبارہ چلنے لگ جاؤ گی۔ بس سب کچھ تمہاری ہمت پر ہے۔ اگر تم۔ خود ہی ہمت ہار رہی ہو۔ کوئی اور تمہاری مدد کیسے کرے؟

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اپنی زندگی کو تم نے جو ابنارمل بنایا ہوا ہے،اسے دوبارہ نارمل کرو۔پڑھائی پر دھیان دو۔ تمہارے سمیسٹر کے امتحان ہونے والے ہیں۔ساتھ ساتھ اپنی دوستوں اور زید کے ساتھ کچھ وقت گزارو۔"عالیہ نے ہمت نہیں ہاری تھی۔

"میں نے زید سے بات نہیں کرنی۔"جائی یانہ نے چڑ چڑے انداز میں کہا۔

"اچھا چلو زید سے نہیں نائلہ سے ہی بات کر لو۔"اس بار جائی یانہ کچھ نہیں بولی۔عالیہ نے کہتے ہوئے ایک نظر دیوار پر لگی گھڑی پر ڈالی۔

"اچھا مجھے اب وکیل کے پاس جانا ہے۔اپنا خیال رکھنا۔"

یہ کہہ کر وہ آرام سے چلی گئی جبکہ جائی یانہ کے ارد گرد دوبارہ مایوسی کے بادل گھر گئے۔

* *

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

جیل میں اندھیرا سا تھا۔ سلاخوں سے آتی روشنی نے اسے ارد گرد دیکھنے کے قابل بنایا ہوا تھا۔ وہ دیوار سے سر ٹکائے بیٹھا تھا۔ اسے یہاں آئے کتنا وقت گزر گیا تھا؟ اسے کچھ خبر نہیں تھی۔

نازنین کو قتل کرنے کے بعد سے اس نے وقت کا حساب کرنا چھوڑ دیا تھا۔ وہ جانتا تھا ہر گزرتا پل اسے پھانسی کے پھندے کے نزدیک کرتا جا رہا تھا۔

اس پر تین کیس تھے۔ نازنین کے قتل کا کیس، جائی یانہ کو مارنے کی کوشش اور عالیہ سے خلع کا کیس!

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

نازنین کے قتل کا معاملہ تو پولیس نے بہت جلدی حل کر دیا تھا مگر جائی یانہ والے کیس کی تحقیقات جاری تھیں۔ معاملات جلدی ختم ہو سکتے تھے اگر آریان اقرار جرم کر لیتا، مگر جانے کیوں وہ معاملے کو لٹکانا چاہتا تھا اور جہاں تک بات عالیہ کے خلع والے کیس کی تھی تو وہ اسے چھوڑنے کو تیار تھا۔۔

اس نے جو کچھ عالیہ کے ساتھ کیا تھا،اس کے بعد وہ اس کے ساتھ رہ بھی کیسے سکتی تھی؟اس کا وکیل روزانہ اسے کیس کے بارے میں بتاتا، جس کے جواب میں وہ بس آرام سے سر اثبات میں ہلا دیتا۔

وہ جانتا تھا وکیل چاہے جتنی بھی ایڑی چوٹی کا زور لگالے، پھانسی کا پھندا اس کا مقدر بن گیا تھا۔اگر پھانسی نہ ملتی، تو عمر قید مل جاتی۔ آریان کو لگتا تھا اس کی زندگی اِس جہاں میں بھی اندھیری تھی اور شاید اُس جہاں میں بھی۔۔۔۔!

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

* *

عالیہ کی واپسی تک شام ڈھل چکی تھی۔ گھر کے اندر آ کر اس نے اپنی ماں کو تلاش کیا۔وہ انہیں لاؤنج میں ہی بیٹھی دکھائی دیں۔

"اماں!"اس نے پکارا تو نوال اس کی جانب متوجہ ہوئیں۔

"جائی یانہ نے کھانا کھایا؟"اپنا پرس صوفے پر ڈالتے ہوئے وہ خود بھی صوفے پر بیٹھ گئی۔

"ہاں بہت مشکل سے ایک دو نوالے لیے ہیں۔"نوال نے تھکے ہوئے لہجے میں کہا۔ پھر پوچھا۔

"کیس کا کیا بنا؟"

"سب کچھ میرے حق میں ہی ہیں۔ آریان خود بھی کوئی زور نہیں لگا رہا۔ انشاءاللہ ایک دو پیشیوں میں ہی کام بن جائے گا۔"

"چلو اچھی بات ہے۔"

وہ دونوں اس وقت خلع کے کیس کے بارے میں بات کر رہے تھے۔ عالیہ نے واپس آنے کے دو تین دن بعد ہی آریان پر کیس کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ وہ چاہتی تھی جلد از جلد وہ اس گند سے باہر نکل آئے۔

اس کا اب زیادہ تر وقت وکیل کے دفتر اور کورٹ میں گزر رہا تھا۔ صوفیہ اس مشکل وقت میں اس کے ساتھ کھڑی تھی۔ اس نے ہی اپنے ایک جاننے والے وکیل سے اس کے بارے میں بات کی تھی۔ وکیل صوفیہ کے زور پر معاملہ جلد از جلد ختم کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

کیس کی وضاحت دینے کے بعد عالیہ آرام کی غرض سے اپنے کمرے میں چلی گئی۔ منہ ہاتھ دھونے کے بعد جب وہ بیڈ پر آرام سے لیٹی اور موبائل پکڑا تو اسے دو تین میسجز موصول ہوئے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"عالیہ میں شایان ہوں!"

"پلیز مجھ سے ایک دفعہ مل لو۔"

"میں نے تم سے بہت ضروری بات کرنی ہے۔"

عالیہ نے کوفت سے سانس باہر کو نکالی،وہ جب سے واپس آئی تھی،شایان بہانے بہانے سے اس سے بات کرنے کی کوشش کرتا تھا اور اب اس نے میسیجز کے ذریعے اس کا جینا حرام کیا ہوا تھا۔

عالیہ بس شایان کا عزاہ کے شوہر ہونے کی وجہ سے لحاظ کر رہی تھی،مگر اب شایان حدود پار کر چکا تھا۔اس لیے اب یہ ضروری تھا شایان کو اس کی حدود میں واپس لے کر آیا جائے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

****

رات پورے اسلام آباد کو تاریک کر چکی تھی۔ایسے میں گھر کے صحن پر بچھی چارپائی پر وہ بیٹھا ہوا تھا۔اس نے اپنے سر کو ہاتھوں میں دیا تھا۔نظریں زمین پر تھی۔

اس کے پیچھے ایک لڑکی زمین پر اکڑوں بیٹھی، چولہے سے چائے کی پتیلی اٹھا کر چائے کو کپ میں ڈال رہی تھی۔ جب دونوں کپ بھر گئے تو لڑکی نے کپ اٹھائے اور چارپائی پر لڑکے کے ساتھ بیٹھ گئی۔ اس نے چائے والا ایک ہاتھ گھنگھرالے بالوں والے لڑکے کی طرف بڑھایا۔ اس نے چائے کا کپ پکڑا اور مشکور نگاہوں سے اپنی بہن کو دیکھا۔

"شکریہ!" زید نے تھکے ہوئے انداز میں کہا۔

عائشہ نے کچھ نہیں کہا، بس فکر مند نگاہوں سے اپنے بھائی کو دیکھے گئی جو چائے پینے میں مصروف تھا۔ کچھ دیر بعد وہ خود ہی بولی۔

"جائی یا نہ ٹھیک ہے؟"

"پتہ نہیں!" اس نے بیزار لہجے میں کہا۔

"کیوں تم دونوں میں جھگڑا ہوا ہے؟"

وہ خاموش ہی رہا۔ اس کے خاموش رہنے پر عائشہ کو الجھن ہوئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"زید میں تم سے بات کر رہی ہوں۔"

"یہی تو مسئلہ ہے وہ میرے ساتھ جھگڑ نہیں رہیں بلکہ وہ تو مجھ سے بات ہی نہیں کر رہیں۔ شاید وہ میرے سے بدلہ لے رہی ہیں یا پھر وہ اب میرے ساتھ رہنا ہی نہیں چاہتیں۔"

"بدلہ! کیسا بدلہ؟"عائشہ کی آنکھوں میں الجھن اتری۔

"وہ دراصل ایک دن آریان مجھے ملا تھا۔اس نے مجھے بتایا میں کتنا عام ہوں اور جائی یانہ مجھ جیسے عام لڑکے کو ڈیزرو نہیں کرتی ہے۔میں نے اس کی باتوں کا کچھ زیادہ ہی اثر لے لیا اور جائی یانہ کو بول دیا میں انہیں چھوڑ دوں گا۔میں نہیں جانتا تھا جائی یانہ اس بات کو اتنا سنجیدہ لے لیں گی۔"

زید کی بات سن کر عائشہ نے منہ بنایا۔

"تو ایسی باتیں سنجیدہ ہی لی جاتی ہیں۔بول تو ایسے رہے ہو جیسے ننھے منے بچے تھے جو آریان کو باتوں میں آکر جائی یانہ سے لڑ آئے۔ویسے جائی یانہ کا رویہ کیسا ہے؟ کیا وہ تم سے بد تمیزی

کرتی ہے؟تم سے جھگڑتی ہے؟یا صاف صاف کہہ دیا ہے مجھے تم سے طلاق چاہیے؟"عائشہ نے پُر سوچ انداز میں پوچھا۔

"لڑتی تو نہیں ہیں مگر جو بات پوچھو،اس کا چڑ چڑے انداز میں جواب دیتی ہیں۔ میرے آنے کے دو تین منٹ بعد لیٹ جاتی ہیں اور کہتی ہیں مجھے نیند آ رہی ہے۔وہ اس بات کا بڑے ڈھکے چھپے انداز میں اظہار کر دیتی ہیں انہیں میرا آنا پسند نہیں۔۔۔۔۔۔۔"

عائشہ اس کی بات سن کر تھوڑی دیر غائب دماغی سے چائے پیتی رہی،پھر ایک دم اچھلی۔

"مجھے پتہ چل گیا ہے تم دونوں کے درمیان مسئلہ کیا ہے!"

"کیا؟"زید نے پوچھا۔

"تم دونوں ہی احساس کمتری کا شکار ہو۔"

"کیا؟"زید نے منہ بگاڑ کر کہا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"دیکھو!"عائشہ اب پوری کی پوری اس کی طرف مڑ گئی۔"اب میرے کچھ سوالوں کا صحیح سے جواب دو۔تم جائی یانہ کو کیوں چھوڑنا چاہتے تھے؟"

"مجھے لگتا تھا وہ اچھے گھرانے کی لڑکی ہے اور میرے ساتھ رہ نہیں پائیں گی۔"زید نے دھیمے انداز میں کہا۔

"اور اب کیوں رہنا چاہتے ہو؟مطلب لینڈ لورڈ تو تم ابھی بھی نہیں بنے۔۔۔"

"کیونکہ اب وہ۔۔"زید جو بے ساختہ بولنے والا تھا وہ کہتے کہتے چپ ہو گیا جبکہ عائشہ اس کی ادھوری بات پر مسکرا دی۔

"یہی کہنے جا رہے تھے نا اب وہ معذور ہو گئی ہے اور اب تم اسے چھوڑ نہیں سکتے،ہے نا؟تم اس لیے ابھی اس کے ساتھ رہنے کی خواہش کر رہے ہو کیونکہ وہ ابھی اپنے بہت کمزور لمحات میں ہے۔"

زید خاموش ہو گیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اب اگر میں دوسری طرف جائی یا نہ کو دیکھوں، تو وہ بھی بالکل تمہارے جیسی ہے۔ وہ پہلے جانتی تھی وہ اچھے کھاتے پیتے گھرانے سے تعلق رکھتی ہے۔ اس وقت اسے کسی قسم کی کوئی انسکیورٹی نہیں تھی۔ وہ کم کماتی تھی مگر اسے زیادہ کمانے کی حاجت بھی نہیں تھی۔ اسی لیے کچھ دنوں پہلے تک اس کا پلڑا تم پر بھاری پڑتا تھا۔ وہ تمہارے ساتھ رہنے سے خوش تھی مگر اس وقت تمہاری خالی جیب نے تمہیں احساس دلایا تم اس سے نیچے ہو۔ اس لیے تمہیں اس کے ساتھ نہیں رہنا تھا لیکن کچھ دنوں پہلے ہوئے حادثے نے سارے کا سارا پاسہ بدل دیا۔ اس کی ٹانگیں وقتی طور پر معذور ہونے کے بعد اب اس کا پلڑا تم سے تھوڑا نیچے آ گیا ہے۔ اب تم اس کے ساتھ رہنا چاہتے ہو مگر وہ نہیں چاہتی۔ وہ اس وقت مایوس ہے اور سمجھتی ہے زندگی میں پھر کبھی چل نہیں پائے گی۔ مجھے یقین ہے جب یہ مایوسی ختم ہو گی اور جائی یا نہ اپنی ٹانگوں پر کھڑی ہو جائے گی تو ایک دفعہ پھر تم احساسِ کمتری کا شکار ہو جاؤ گے اور اس کے ساتھ رہنا نہیں چاہو گے۔ تم دونوں نے اپنے رشتے کو کچھ حد تک ابنارمل بنا لیا ہے۔"

زید اپنی بہن کا چہرہ دیکھتا رہ گیا جس نے اتنی جلدی اس کے مسئلے کا غیر جانبداری سے تجزیہ کر لیا تھا۔

"تو میں کیا کروں عائشہ؟"

"تم اس سے آرام سے بات کرو اور اگر یہ رشتہ تم واقعی میں قائم رکھنا چاہتے ہو، تو اپنی احساسِ کمتری ختم کر دو۔ میں ان کے لائق نہیں ہوں، میں ایک بھکاری ہوں، میں کچھ نہیں کر پاؤں گا، مجھے کچھ نہیں آتا۔ یہ ساری سوچیں نکال دو ورنہ یہ سوچیں تم سے تمہاری جائی یانہ چھین لیں گی اور اس کے ساتھ جائی یانہ کو بھی یہ یقین دلاؤ تم اس کے ساتھ ہو۔ وہ ابھی اتنے بڑے حادثے سے گزری ہے۔ دوسروں کی محتاج ہے اور ایک ہی کمرے میں بند ہے۔ اس کے دماغ میں منفی سوچ آنا بالکل فطری بات ہے۔ تمہارا یوں ہار مار جانا اس کی مایوس سوچوں کو تھوڑا اور بڑھاوا دے دے گا۔ میں تم سے یہ نہیں کہہ رہی بس تم ہی اسے اس مایوسی سے نکال سکتے ہو۔ اگر کوئی اس مایوسی سے نکال سکتا ہے تو وہ خود ہے۔ تم نے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

بس اپنا حصہ ڈالنا ہے۔اس کے دماغ میں اچھے خیالات ڈالنے کی کوشش کرو۔وہ تمہیں برا بھلا بھی کہے، تو تمہیں اسے سننا ہے۔مجھے یقین ہے یوں تم دونوں یہ رشتہ نبھالو گے۔"

"مجھے یقین نہیں ہو رہا۔۔۔عائشہ کیا یہ واقعی میں تم ہی ہو۔"وہ عائشہ کی باتوں سے خاصا متاثر ہوا تھا۔اس کی بات سن کر عائشہ کے چہرے پر اداس مسکراہٹ چھائی۔

"ٹھوکر لگنے کے بعد انسان جب دوبارہ اٹھتا ہے، تو بہت کچھ سیکھتا ہے۔عیسیٰ بھی میری زندگی میں ایسی ہی ٹھوکر بن کر آیا تھا۔اس ٹھوکر نے مجھے ایسا سبق دیا جسے میں ساری عمر بھول نہیں سکتی۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

عائشہ کی آنکھوں میں نمی جھلک گئی۔پھر وہ بات بدلنے کے لیے بولی۔

"اب جلدی سے چائے پی لو۔بھائی اور بھابھی شادی پر گئے ہیں، ملک سے نہیں۔۔جو اتنی دیر میں واپس نہیں آئیں گے۔ویسے بھی جس دودھ کی چائے ہم پہ رہے ہیں،وہ بھابھی نے بہت سنبھال کر رکھا تھا۔اگر انہوں نے تمہیں اور مجھے چائے پیتے دیکھا تو ہمارا خون پی جائیں گی۔"

زید اس کی بات پر ہنس دیا۔ پھر واقعی میں چائے جلدی پینے لگ گیا۔

"ویسے جتنی عزت بیگم کو دیتے ہو، اتنی بڑی بہن کو بھی دے دیا کرو۔" عائشہ نے چوٹ کی۔

"ہاں تو مجھے اب انہیں آپ کہنے کی عادت پڑ گئی ہے۔ میں کیا کروں؟" اس نے ایسی بیچارگی سے کہا کہ عائشہ تاسف سے اپنا سر ہلانے پر مجبور ہو گئی۔

"حد ہوتی ہے۔ مانا ابو امی سے بہت پیار کرتے تھے اور ان کی ہر بات مانتے تھے مگر میرے دونوں بھائی تو ابو سے بھی آگے نکل گئے ہیں۔ زن مریدی کے سارے ریکارڈ میرے دونوں بھائیوں نے توڑنے ہیں۔"

"کیا سچ میں ابو کو امی سے بہت پیار تھا؟" زید کچھ متجسس ہوا۔ اس کے ذہن میں ماں باپ کی یادوں کے نام پر بس کچھ دھندلی جھلکیاں ہی تھیں۔

"ہاں! ابو امی کا بہت خیال کرتے تھے۔ جہانگیر تایا کا اپنی بیوی کے ساتھ ویسا تعلق نہیں تھا جیسا ابو کا امی کے ساتھ تھا۔ امی ہلکی سی بھی بیمار پڑ تیں، تو ابو کے ہاتھ پاؤں پھول جاتے تھے۔ تایا ابو کے گھر سے نکالنے کے بعد جب ہم یہاں آئے تو امی کو بہت مشکلات کا سامنا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

تھا۔امی نانانانی کی اکلوتی اولاد تھی۔اچھے گھرانے اور اکلوتی اولاد ہونے کی وجہ امی بڑے نازوں سے پلی تھیں۔نانانانی کے انتقال کے بعد ابو نے امی کی جائیداد کو دادا کے بزنس پر لگا دیا۔اگر ابو ایسا نہ کرتے تو شاید ہمارے حالات اتنے نہ بگڑتے۔خیر میں بتا رہی تھی امی نانا نانی کی لاڈلی تھی۔انہوں نے کبھی بھی گھر کے کاموں میں ہاتھ نہیں ڈالا تھا لیکن جب حالات خراب ہوئے تو انہیں گھر کے سارے کام خود کرنے پڑتے۔مجھے یاد ہے امی کو روٹیاں پکانا نہیں آتی تھیں۔اس لیے ابو روزانہ گھر واپس آ کر روٹیاں پکاتے تھے۔دن بھر کی مشقت کے بعد بھی روٹیاں پکاتے ہوئے ان کے ماتھے پر بل نہیں ہوتا تھا بلکہ وہ بہت پیار سے امی سے ادھر ادھر کی باتیں کر کے ان کا دھیان بٹاتے تھے۔"

"میں تو ابو سے متاثر ہو گیا۔"زید کے تاثرات واقعی میں متاثر لگتے تھے۔عائشہ،جو کھوئے ہوئے لہجے میں اسے بتا رہی تھی،ایک دم رکی۔

"اب تم اس دوڑ میں آگے بڑھنے کے لیے رات کا کھانا بھی بنا لیا کرنا!"عائشہ کے طنز پر وہ ہنسا،کہا کچھ نہیں۔عائشہ اس ہنسنے کا مطلب سمجھ گئی۔

"یعنی تم واقعی میں یہی کرو گے!"

"میں چلتا ہوں۔ چائے کے لیے شکریہ!" اس نے چائے کا کپ عائشہ کو تھمایا اور گھر کی چوکھٹ پار کر کے چلا گیا۔

"واہ رے واہ زن مریدی! تم تو ہمارے گھر کے مردوں پر تمام ہوئی!" یہ کہتے ہوئے عائشہ نے چائے کا ایک بڑا گھونٹ اپنے حلق سے اتارا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

****

اگلا دن خاصا معمولی لگتا تھا مگر یہ معمولی دن کچھ لوگوں کے لیے معمولی نہیں رہنے والا تھا۔ زینب کے گھر کی طرف اگر بڑھیں تو وہاں پر اب سناٹوں کا راج تھا۔ اس گھر کی مالکن اسے چھوڑ کر جو جا چکی تھی۔

ایسے میں ہم اگر راہداری میں چلتی سنہری آنکھوں والی لڑکی کو دیکھیں تو وہ سنجیدگی سے فون پر بات کرتی دکھائی دیتی۔۔

"جی! میں شایان کی بیوی بات کر رہی ہوں۔"

اس نے فون کال ابھی ابھی اٹھائی تھی۔اس کے ہاتھ میں اس وقت شایان کا فون تھا۔

"نمرہ کی کنڈیشن کے بارے میں شایان پوچھنا چاہتے تھے۔کوئی ریکوری آئی؟"حال احوال کے بعد اب وہ سیدھا کام کی بات پوچھ رہی تھی۔

دوسری طرف کی بات سن کر اس نے سر اثبات میں ہلایا۔

"اوکے میں شایان کو انفارم کر دیتی ہوں۔"

یہ سن کر دوسری طرف سے کال کاٹ دی گئی اور عزاہ نے اپنا رخ اپنے کمرے کی جانب کر لیا۔

وہ جیسے ہی کمرے میں آئی،اس نے شایان کو سنگھار میز کے سامنے کھڑے بال بناتے دیکھا۔

"نمرہ کے ڈاکٹر سے بات ہوئی تھی۔ وہ بتا رہی ہے نمرہ کی حالت ابھی بھی خراب ہے۔"

شایان نے کچھ نہیں کہا۔خاموشی سے برش رکھ کر اب اپنے اوپر پرفیوم چھڑکنے لگ گیا۔

زینب کی موت کے بعد سے نمرہ کی ذہنی صحت خراب ہوتی چلی جا رہی تھی۔حالات کو پیشِ نظر،شایان نے نمرہ کو مینٹل ہاسپٹل میں ایڈمٹ کروادیا۔

عزاہ شایان کے پاس آئی اور موبائل سنگھار میز پر رکھ دیا۔پھر غور سے اس شخص کا چہرہ دیکھنے لگ گئی۔

"کہاں جا رہے ہو؟"

"کام سے!" مختصر جواب۔

"آج اتوار ہے!" عزاہ نے یاد دلایا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تو اتوار کو کام نہیں کرتے۔" پرفیوم رکھ کر اب اپنا ایک تفصیلی جائزہ لیا۔

"کرتے ہیں، بالکل کرتے ہیں۔ اتوار کا دن تو ویسے بھی اپنی سابقہ منگیتر سے ملنے کے لیے آئیڈیل ہوتا ہے۔" عزاہ نے اپنی طرف سے اس کے سر پر دھماکا پھوڑنا چاہا مگر شایان کے اطمینان میں کوئی فرق نہیں پڑا۔

"اس سے ملنے کا مقصد جان سکتی ہوں؟" اسے خاموش دیکھ کر ایک اور سوال کیا۔

"شادی کرنا چاہتا ہوں۔" اس بار شایان نے اس پر دھماکا کیا تھا۔

"جو کچھ اس نے کیا، اس کے بعد بھی؟" وہ حیران نہیں ہوئی

"جو کچھ اس نے کیا اس کا حساب میں اس سے لوں گا اور ضرور لوں گا، لیکن اپنا حساب لے لینے کے بعد میں اسے معاف کر دوں گا۔ ویسے بھی وہ میری محبت ہے۔ زیادہ دیر اس کی غلطی پر ناراض تھوڑی رہوں گا۔" وہ شایان کی عظمت کو دیکھتی رہ گئی۔

"تم ایک ہی وقت میں ہم دونوں بہنوں کو نکاح میں نہیں رکھ سکتے ہو شایان!"اس نے دلیل دی۔

"کون کہہ رہا ہے میں تمہیں اپنے نکاح میں رکھوں گا۔"یہ بات سنتے ہی عزاہ کو جھٹکا لگا۔

"میں تمہارے بچے کی ماں ہوں۔"اس کے منہ سے بے ساختہ نکلا۔

"کون جانے یہ میرا بچہ ہے بھی یا نہیں؟"عزاہ ایک دم گنگ ہو گئی۔وہ اس پر بد کرداری کا الزام لگا رہا تھا۔۔۔عزاہ اشفاق پر؟!جس نے ساری عمر اس سے محبت کی تھی،جس نے اس کی ہر زیادتی سہی تھی،جس نے بے قصور ہوتے ہوئے بھی سزا کاٹی تھی۔

دوسری طرف شایان نے اپنا موبائل اٹھا کر جیب میں ڈالا اور باہر نکل گیا۔عزاہ بھی اس کے پیچھے گئی۔اپنے پیچھے عزاہ کو آتا دیکھ کر شایان بری طرح جھنجھلایا۔وہ مڑا اور عزاہ پر غور کیے بغیر بولا۔

"یار میں سوچ چکا ہوں تمہیں طلاق دوں گا۔اب منت سماجت کرنے مت لگ۔۔"

وہ جملہ مکمل کرنے قریب تھا، جب ایک زوردار تھپڑ اس کے گال پر لگا۔ وہ دم بخود رہ گیا۔ سامنے اس وقت وہ عزاہ نہیں کھڑی تھی، جو کمرے میں تھی۔ یہ تو غصے سے پبھری ہوئی کوئی اور تھی۔

"تمہاری منت سماجت کرنا بھی کون چاہتا ہے غلیظ انسان؟! بھاگی تمہاری منگیتر تھی مگر زندگی تم نے میری عذاب کی۔ بیوی ہونے کے حق نہیں دیے مگر فرائض تم نے پورے پورے مانگیں۔ خاموش رہی، چپ چاپ سہتی رہی۔ شاید تم بدل جاؤ مگر تم نہیں بدلے۔ خود تم اپنی سابقہ محبوبہ کی تصویر دل میں سمائے پھر سکتے تھے۔ میں تم سے کچھ نہیں کہہ سکتی تھی کیونکہ تم مجھے بیوی نہیں سمجھتے مگر میرے موبائل پر میسج دیکھ کر تمہارے اندر کی گھٹیا غیرت جاگ گئی۔ بغیر کسی صفائی کے میرے منہ پر تھپڑ مارا اور بھی کئی بار مار پیٹ کی۔ بیوی نہ سمجھتے ہوئے بھی میرے ساتھ جسمانی تعلق بنائے رکھا۔ بیوی نہ سمجھتے ہوئے بھی مجھ پر طنز و طعنے کرتے رہے۔ بیوی نہ سمجھتے ہوئے بھی تم سب کچھ کرتے رہے اور آج میرے سامنے بول رہے ہو میں بد کردار ہوں اور یہ اولاد ناجائز ہے۔"

وہ زخمی شیرنی کی طرح دھاڑ رہی تھی۔ شایان کو لگا اس کے منہ سے زبان غائب ہو گئی تھی۔ وہ یک ٹک اسے دیکھتا رہا۔ اس کی سنہری آنکھوں میں پانی بھرنے لگ گیا۔

"میں تم سے بچپن سے پیار کرتی تھی شایان۔۔ تم سے اتنا پیار کیا کہ تمہاری ساری ناانصافی سہہ لی۔ جب جب تمہاری کوئی بات تکلیف پہنچاتی تو یہ ایک سطر دہرا لیتی کہ کوئی بات نہیں تم سے پیار کرتی ہوں، تھوڑی بہت تکلیف تو برداشت کر ہی سکتی ہوں۔ لگتا تھا تم سدھر جاؤ گے مگر تم کبھی سدھر نہیں سکتے۔ تمہیں کیا لگ رہا تھا میں تم سے منت کروں گی اور تمہارے پیروں میں گڑگڑاؤں گی؟ نہیں شایان ایسا ہرگز نہیں ہو گا۔ اب تو میں تم جیسے انسان کے ساتھ نہیں رہنا چاہتی۔ مجھے بدکردار کہنے سے پہلے تمہیں اپنا کردار دیکھنا چاہیے تھا۔ میں اپنی اولاد سے شرمندہ ہوں جس کے باپ کا کردار ایسا ہے کہ بیوی کے ہوتے ہوئے بیوی کی بہن پر ڈورے ڈالتا ہے۔ اگر مجھ سے وفا نہیں نبھا سکتے تھے، تو ان دو لفظوں سے ہی وفا نبھا لیتے جنہیں بول کر تم نے مجھے اللہ اور ساری دنیا کے سامنے اپنایا تھا۔ تم سے بہتر تو کتے ہوتے ہیں۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

یہ کہہ کر عزاہ واپس کمرے میں چلی گئی اور اپنے پیچھے دروازہ بند کر لیا۔ بیڈ پر بیٹھ کر پھوٹ پھوٹ کر روئے گئی۔ زینب کی موت کے بعد سے وہ شایان کے رنگ ڈھنگ اچھے سے دیکھ رہی تھی۔ ماں کے مرنے کے پہلے دو تین دن تک تو شایان اس ضد پر اڑ گیا تھا وہ اپنی ماں کا پوسٹ مارٹم کروائے گا۔ اسے سمجھ نہیں آئی، اس کی ماں کو کیوں مارا گیا تھا۔ اشفاق اور عزاہ دونوں نے اصلیت بتانا چاہی مگر وہ ان کے پاس بیٹھنا ہی گوارا نہیں کرتا تھا۔ اسے لگتا تھا دونوں اپنی طرف سے کچھ اسے سنا دے گے لیکن جب وکیل آیا اور اس نے وصیت سنائی تو اس میں زینب نے صاف صاف اپنے مرنے سے ایک دن پہلے لکھوایا تھا اگر زینب مر جائے تو ان کا پوسٹ مارٹم ہر گز نہیں کروایا جائے گا اور ان کے پر اسرار مرنے پر بھی کوئی کیس نہیں کیا جائے گا۔

شایان ماں کی خواہش پر خاموش ہو گیا۔ بس ایک آخری گواہ جس سے وہ سچ سننا گوارا کر سکتا تھا، وہ نمرہ تھی لیکن اس کی ذہنی حالت نے اسے اب اس قابل نہیں چھوڑا تھا۔

جائیداد وغیرہ کی منتقلی کے بعد عزاہ یہ محسوس کرنے لگ گئی تھی شایان بہانے بنا کر عالیہ سے بات کرنے کی کوشش کرتا تھا اور کل عالیہ کی بات سن کر اس کے شک پر مہر لگ گئی تھی

اسے لگتا تھا کہ شایان شاید اپنے بچے کا لحاظ کرے گا مگر وہ غلط نکلی۔ شایان ایک ایسا شخص تھا جو کبھی بھی سیدھا نہیں ہو سکتا تھا۔ شاید معاملات ابھی بھی چل جاتے اگر شایان اس کے کردار پر اس طرح کیچڑ نہ ملتا۔

اس نے اپنے آپ کو تو بے توقیر کر لیا تھا مگر اب اپنی اولاد کو ہر گز نہیں کر سکتی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

* *

ریستوران میں چہل پہل معمول کے مطابق تھی۔ وہ اپنی کافی پی رہی تھی جب شایان اسے مرکزی دروازے سے آتا دکھائی دیا۔ اس نے ایک نظر شایان کو دیکھا جس کا چہرا لال ہو رہا تھا۔ تاثرات البتہ ڈھیلے پڑ چکے تھے۔ پھر اس نے ایک نظر اپنے موبائل پر وقت دیکھا۔

شایان پورے آدھا گھنٹہ لیٹ تھا۔ اس نے کافی میز پر رکھی اور سینے پر ہاتھ باندھ لیے جبکہ شایان چلتا ہوا آیا اور کرسی کھینچ کر اس کے عین سامنے بیٹھ گیا۔

"سوری میں لیٹ ہو گیا!" اس نے مسکرانے کی پوری کوشش کی تھی مگر عالیہ ذرا سی بھی نہیں مسکرائی۔

"مجھے بلانے کی وجہ؟" انداز بالکل سپاٹ تھا۔

"وجہ تم جانتی ہو۔" اس نے معنی خیز لہجے میں کہا۔

"نہیں میں نہیں جانتی ہوں۔ ویسے تو جاننا بھی نہیں چاہتی مگر تمہارے اتنے اصرار پر سننے آ گئی۔ چلو بتاؤ!" عالیہ کا انداز بالکل بے نیاز تھا۔ شایان کو اس کا لہجہ ناگوار گزرا مگر اس نے غصے کا گھونٹ پی لیا۔ وہ بہت جلد سود سمیت حساب جو لینے جا رہا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میں تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں عالیہ!"شایان نے آنکھیں بند کر کے تیزی سے بولا۔

"تمہاری تمہارے شوہر سے علیحدگی ہونے جا رہی ہے۔اب چیزیں بالکل ویسی ہی ہو جائیں گی جیسے تم چھوڑ کر گئی تھی۔"

"اور تمہاری بیوی؟وہ تو پریگننٹ ہے نا؟آگے جا کر بہت مسئلے کھڑے ہونگے۔"عالیہ کی یہ بات سن کر شایان کو حوصلہ ملا۔وہ دل سے مسکرایا۔اس کا تیر نشانے پر لگ رہا تھا۔

"میں اسے طلاق دے دوں گا۔مجھے اس کی اولاد میں بھی کوئی دلچسپی نہیں ہے۔اس کا پہلے ہی کسی کے ساتھ چکر چل رہا تھا۔مجھے کیا پتہ وہ میرا بچہ ہے بھی یا نہیں!میں اب بس چاہتا ہوں اب ہم دونوں کو ہنسی خوشی اپنی زندگی کی نئی شروعات کرنی چاہیے۔۔۔"

"اچھا!بہت اچھی بات ہے تمہاری یہ خواہش بہت اچھی ہے مگر۔۔"عالیہ نے مسکراتے ہوئے سر ہلایا لیکن اگلے ہی پل اس کے لبوں سے مسکراہٹ جدا ہو گئی۔"سوال یہ ہے کہ کیا میں بھی وہی چاہتی ہوں،جو تم چاہتے ہو؟"

ایک پل کے لیے شایان کے پاس الفاظ ختم ہو گئے تھے۔"وہ۔۔۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میں خوش تو رہنا چاہتی ہوں شایان لیکن تمہارے ساتھ نہیں! تمہارے ساتھ سے کئی گنا بہتر ہے میں اپنی زندگی تنہا گزار لوں۔"

"کیوں میرے ساتھ رہنے میں کیا مسئلہ ہے؟"شایان نے دبے دبے غصے سے پوچھا۔

"مسئلہ تمہارا یہی غصہ اور شک ہے۔ تم تو اپنی پاک دامن بیوی پر شک کرنے سے باز نہیں آئے، تو مجھ جیسی پر کیا خاک بھروسہ کرو گے جو اپنا گھر چھوڑ کر بھاگ گئی تھی۔ ساری عمر تمہارا ذہنی اور جسمانی ٹارچر سہنا میرے بس کی بات نہیں ہے۔"

"تمہاری بہن پاک دامن نہیں ہے۔ اس کا کسی کے ساتھ افیئر ہے۔ میں نے خود میسجز دیکھے تھے۔"شایان نے اپنی بات پر زور دیا۔

"اوہ رئیلی؟ ان لیٹڈ لو کے نام سے محفوظ وہ نمبر کسی اور کا نہیں تمہاری اپنی سگی بہن نمرہ کا تھا۔ کیا تمہیں کسی نے بتایا نہیں؟"عالیہ نے چڑاتے ہوئے کہا۔ شایان پہلے تو اس کی بات پر حیران ہوا مگر پھر جلد ہی سنبھل گیا۔

"تم جھوٹ بول رہی ہو۔ تمہارے پاس کیا ثبوت ہے میری بہن نے یہ حرکت کی ہے؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تمہارے پاس کیا ثبوت ہے میری بہن بد کردار ہے؟"اس نے بھی اسی لہجے میں کہا۔

"میں نے وہ میسجز۔۔۔"عالیہ نے شایان کی بات کاٹی۔

"چلو مان لیا میری بہن کا افیئر تھا مگر تم اس وقت اس پر زنا کا بہتان لگا رہے ہو۔ تمہارے پاس اس کا کوئی ثبوت ہے؟"عالیہ کے لہجے میں کاٹ بھر گئی تھی۔

"میں۔۔مجھے بس پتہ ہے۔"شایان اپنی بات بضد ہو گیا تھا۔

"ٹھیک ہے پھر گواہ لے کر آؤ۔"عالیہ آرام سے بولی۔

"میں کہاں سے لاؤں؟"شایان اس کی بحث سے اب واقعی میں عاجز ہو رہا تھا۔

"جب تک تم گواہ نہیں لاؤ گے میری بہن بے گناہ ہی رہے گی۔اب ایک بے گناہ پر تم جتنا چاہے کیچڑ اچھال لو، گندے تو تمہارے اپنے ہی ہاتھ ہونگے۔"

عالیہ نے اپنا پرس ہاتھ میں پکڑا اور اٹھنے لگی۔اٹھنے سے پہلے وہ ایک بار پھر بولی۔

"میں تم جیسے گندی ذہنیت والے شخص سے شادی کرنے کے لیے پہلے بھی تیار نہیں تھی اور اب تو ہر گز تیار نہیں ہوں۔ بہتر ہو گا تم اپنے غصہ کا اچھے سے علاج کرواؤ کیونکہ ہر کوئی عزاہ نہیں ہوتا جو آخری حد آنے کے بعد ہی راستے بدلے۔۔"

یہ کہہ کر عالیہ رکی نہیں بلکہ باہر نکل گئی۔

* *

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اپنے بیڈ پر لیٹی وہ سوچوں میں الجھی ہوئی تھی، جب دروازے پر دستک ہوئی۔

"کون؟" جائی یانہ نے پوچھا۔ اس کے سوال کا جواب نہیں دیا گیا بلکہ دروازہ کھول کر نووارد اندر آیا۔ اسے دیکھ کر جائی یانہ بری طرح چڑ گئی جبکہ آنے والے نے اس کے چہرے کی ناگواری دیکھنے کر بھی زیادہ اثر نہیں لیا۔

"گڈ آفٹر نون جائی یانہ!" یہ کہتے ہوئے اس نے اپنے ہاتھ میں پکڑے پیلے رنگ کے پھولوں کا گلدستہ اس کی جانب بڑھایا۔ جائی یانہ نے گلدستہ پکڑنے کے لیے ہاتھ نہیں بڑھایا تو اس نے گلدستہ اس کے پاس ہی بیڈ پر رکھ دیا۔ پھر جائی یانہ کے پاؤں کے پاس بیڈ پر بیٹھ گیا۔

"کیسا چل رہا ہے سب کچھ؟" اس نے بڑے آرام سے پوچھا۔

"کچھ چل ہی تو نہیں رہا۔" اس نے استہزایہ انداز میں کہا۔

"اچھا! چلیں میں آ گیا ہوں نا ہم دونوں مل کر کچھ نا کچھ چلا لیتے ہیں۔" زید نے بڑے آرام سے کہا۔

"مجھے سونا ہے۔" یہ کہہ کر وہ سونے کے لیٹنے لگ گئی۔

"اچھا ٹھیک ہے۔" وہ جو جائی یانہ کے پاؤں کے پاس بیٹھا ہوا تھا، اسے لیٹتا دیکھ کر خود بھی جائی کے پاؤں کے سامنے لیٹ گیا۔ اس کے پاؤں زمین پر لٹک رہے تھے۔ اسے یوں لیٹا دیکھ کر جائی یانہ بری طرح بوکھلا گئی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"زید اٹھو کوئی آجائے گا۔"

"آپ ہی نے تو کہا تھا آپ کو سونا ہے۔"وہ سر بازوؤں پر رکھے،بالکل چت لیٹا تھا۔صاف پتہ چل رہا تھا وہ اسے بس تنگ کرنا چاہ رہا تھا۔

"ہاں تو میں نے کہا تھا مجھے سونا ہے۔یہ تھوڑی کہا تھا تم سو جاؤ۔"

"لیکن میں تو آپ کے ساتھ ٹائم اسپینڈ کرنے آیا ہوں۔اگر آپ سوئیں گی،تو میں بھی سو جاؤں گا۔"اس نے اس کی طرف کروٹ لی۔اب ایک سر پر ہاتھ رکھے وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"زید!!"

"جی!"

جائی یانہ نے گہری سانس خارج کی۔

"دیکھو زید تم نے خود کہا تھا تم میرے ساتھ نہیں رہنا چاہتے۔ اب جب میں اپنے گھر آ گئی ہوں تو اس رشتے کو جوڑے رکھنا فضول ہے۔" جائی جانہ نے سیدھا مدعے پر بات کرنے کا سوچا۔

"میری باتیں سنجیدہ نہ لیا کریں۔ میں تھوڑا سا پاگل ہوں۔" زید ابھی بھی غیر سنجیدہ تھا۔

"اب تو میں سنجیدہ ہو چکی ہوں۔ اس لیے سوری!"

"کوئی چانس ملے گا؟"

"نہیں!" جائی یانہ کا انداز اب قطعی ہو چکا تھا۔ زید اٹھ کر بیٹھا۔ اس نے جائی یانہ کے ہاتھوں کو تھام لیا۔

"آئی ایم سوری! میری غلطی بہت بڑی ہے۔ میں احساسِ محرومی کا مارا ہوں۔ اس وقت یہی احساس میرے سر پر سوار تھا کہ میں آپ کے لائق نہیں ہوں۔ میرے پاس آپ کو دینے کے لیے کچھ بھی نہیں ہے۔ میری خالی جیب مجھے بار بار ذلت کا احساس دلاتی ہے۔ آپ میری بات کو دل سے نکال لیں۔"

"میں بھی اب تمہاری ہی طرح احساس محرومی کا شکار ہوں۔ لوگ کہتے ہیں میں دوبارہ چل لوں گی مگر مجھے یقین نہیں ہے۔ لوگوں کی آنکھوں میں اترتا رحم اور ترس مجھے زہر لگتا ہے۔ میری بے جان ٹانگیں مجھے بار بار ذلت کا شکار کرتی ہے۔ میں بھی اب تمہارے لائق نہیں رہی۔ تم اپنی زندگی میں ایک مکمل انسان ڈیزرو کرتے ہو۔ مجھے چھوڑ دو۔"

جائی یانہ نے اپنے ہاتھ اس کے ہاتھوں چھڑانے چاہے مگر زید نے یہ کوشش ناکام کر دی۔

"آپ جانتی ہیں عائشہ کہتی ہے ہم دونوں ایک ہی جیسے ہیں اور وہ اپنی جگہ ٹھیک ہے۔ ایک دوسرے کو چھوڑ دینا مسئلے کا حل نہیں ہے بلکہ یہ مسائل بڑھا دے گا۔ ہم دونوں ہی ایک دوسرے کو ڈیزرو کرتے ہیں مگر ہم دونوں اس وقت اپنے کمزور لمحات میں ہیں۔ لیکن دیکھ لینا ہم بہت جلد ان سب سے باہر نکل آئیں گے؟"

"مجھے نہیں لگتا۔" جائی یانہ کی آنکھیں نم ہو چکی تھیں۔

"آپ کو کوشش تو کریں مجھے یقین ہے آپ چلنے لگیں گی۔ جب تک زندگی ہے آپ یہ کوشش جاری رکھیں۔ مجھے کوئی جلدی نہیں ہے۔ میں آپ کے ساتھ ہوں۔ مجھے بھی اپنے آپ کو سدھارنا ہے۔ ہم دونوں نے اپنے آپ پر بہت کام کرنا ہے۔ نکاح معمولی بات نہیں ہوتی۔ ہم دونوں نے ایک ساتھ زندگی گزارنی ہے اس لیے اپنی انسکیورٹی پر کام کرنا پڑے گا۔ یہ باتیں دل سے نکالنی ہوگی کہ ہم دونوں ایک دوسرے کے لائق نہیں ہے۔ اگر ہم واقعی میں ایک دوسرے کے لائق نہ ہوتے، تو ہم دونوں کا نکاح ہی نہیں ہوتا۔ ہم دونوں ایک دوسرے کے لائق ہیں۔ ہمارا رشتہ اس چھت کی طرح کمزور نہیں ہونا چاہیے جس کے سائے تلے رہنے والے کو ایک تیز ہوا سے چھت اڑ جانے کا اندیشہ ہو۔ ہمارا رشتہ ایک ایسے گھر جیسا ہونا چاہیے جو طوفانوں کی زد میں بھی اپنے مکین کے لیے لڑے۔"

"اور اگر میں کبھی چل نہ پائی تو کیا تمہیں کوئی اعتراض ہوگا؟"

"نہیں مجھے کوئی اعتراض نہیں ہو گا لیکن آپ نے کوشش جاری رکھنی ہے۔ اگر میں آپ کو بس ضروریات زندگی ہی فراہم کر پاؤں، آسائشات نہ دے پاؤں تب تو آپ کو کوئی اعتراض نہیں ہو گا نا؟"

زید نے پوچھا۔ جائیانہ نے نفی میں سر ہلایا۔ زید مسکرا دیا۔

"جائیانہ ہم دونوں نے یہ یقینی بنانا ہے جو جواب ابھی ہم نے ایک دوسرے کو دیے ہیں، یہ وقتی جذبات کا دھارا نہ ہو۔ ہم دونوں کو اپنی باتوں پر ڈٹے رہنا ہے۔ ہم دونوں ہی جانتے ہیں ہم دونوں ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں مگر محبت ہی شادی چلانے کے لیے کافی نہیں ہوتی۔ شادی بس قدر اور وفا سے ہی چل پاتی ہے۔ میں آپ سے یہ وعدہ کرتا ہوں اپنی شادی میں ان دونوں چیزوں کی کمی کبھی لانے نہیں دوں گا۔ کیا آپ کریں گی؟"

"لیکن میں میری ٹانگیں۔۔" زید نے نرمی سے اس کی بات کاٹی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ابھی آپ اس مسئلے کو چھوڑ دے۔ بس یہ جواب دیں کیا آپ میرے ساتھ قدر اور وفا سے زندگی گزارنا چاہیں گی؟" جائی یانہ کچھ دیر خاموش رہی۔ پھر اس کی گردن اثبات میں ہل گئی۔ زید مسکرایا۔

"اب ہم نے ایک ساتھ ہی زندگی گزارنی ہے تو سب سے پہلے ہمیں خود پر کام کرنا ہو گا۔ آج میں آپ کی ساری روٹین سیٹ کروں گا۔ اس میں ایکسرسائز، پڑھائی، دوستوں سے ملنا اور میرے ساتھ وقت گزارنا شامل ہو گا۔ پھر کل سے آپ اسی پر عمل کیجیے گا اور جہاں تک میری کمیاں ہیں، وہ بھی انہیں دور کرنے کی کوشش کروں گا۔ میں کوشش کروں گا بار بار اپنے آپ کو کم نہ جانوں۔"

جائی یانہ کچھ نہیں بولی بس چپ رہی۔ زید کی اس کے ہاتھوں پر گرفت مزید مضبوط ہو گئی۔ پھر اچانک زید کو کچھ یاد آیا اس نے پینٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالا اور کچھ نکالا۔ پھر اسے جائی یانہ کی انگلی میں پہنا دیا۔ جائی یانہ نے غور سے دیکھا تو وہ ایک انگوٹھی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"یہ آپ کا سالگرہ کا تحفہ ہے۔ سوری اس دن دے نہیں پایا۔ آپ کو اچھی لگی؟" آخری بات پر اس کی ایک ابرو اوپر کو اٹھی۔

اس نے سر اثبات میں ہلایا۔

زید نے گردن نیچے کی اور انگوٹھی کی مالکن کے ہاتھوں کو محویت سے تکنے لگ گیا۔ اس کے ہاتھوں نے ابھی تک اس کے ہاتھ کو پکڑا ہوا تھا۔ جائی یانہ خاموشی سے زید کا چہرہ دیکھ رہی تھی۔

ان دونوں کا انہماک کمرے کا دروازہ کھلنے کی آواز نے توڑا۔ جائی یانہ نے جلدی سے زید سے ہاتھ چھڑایا جبکہ زید بھی سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔ ان دونوں نے کمرے کے دروازے سے اندر آتی نوال کو دیکھا۔

"جائی یانہ تمہارا پرہیزی کھانا تیار ہے اور زید میں نے آپ کے لیے بھی کھانا بنایا ہے۔ آپ دونوں کا کھانا یہاں لادوں؟ تم لوگ ویسے گھبرائے ہوئے کیوں ہو؟" وہ ان دونوں کی باتوں سے بالکل انجان تھیں۔ اس لیے ان دونوں کو سٹپٹایا ہوا دیکھ کر کچھ حیران ہوئیں۔

"نہیں ایسی تو کوئی بات نہیں ہے۔ ویسے آپ نے میرے لیے کھانا بنا کر اتنا تکلف کیوں کیا لیکن اگر اب آپ نے بنا لیا ہے تو یہی لا دیں۔" اس کی بات سن کر جائی یانہ نے زید کو گھور کر دیکھا۔

"اچھا ٹھیک ہے۔ میں لاتی ہوں۔" یہ کہہ کر نوال چلی گئیں۔

"تکلف کا تو ایسے کہہ رہے تھے جیسے کھانے کی شکل بھی نہیں دیکھو گے۔" جائی یانہ نے نوال کے جاتے ساتھ ہی اس پر چوٹ کی۔

"اب آنٹی نے میرے لیے اتنی محنت کی تھی۔ ضائع تھوڑی کروں گا اور میں نے سوچا کھانا کھاتے ہوئے آنٹی کی ایک دو تعریف بھی کر دوں گا، اس طرح میرے نمبر بڑھ جائیں گے۔" زید دوسری طرف دوبارہ اپنی جگہ پر لیٹ گیا اور بیڈ سے لٹکتے پاؤں کو جھلانے لگ گیا۔ جائی یانہ نے اس کی بات سن کر آنکھیں گھمائیں۔

اب وہ دونوں باتوں میں مگن ہو گئے تھے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

* *

اس کی گاڑی پھپھو کے گھر کے عین سامنے رکی تھی۔ وہ گاڑی سے باہر نکلی اور ایک مکمل نگاہ اس گھر پر ڈالی جو اب بالکل سنسان ہونے جا رہا تھا۔ کچھ دیر بعد وہ گھر کی دوسری منزل کی راہداری پر چلتی ہوئی اس کمرے میں پہنچی جہاں اس کی بہن موجود تھی۔

دوسری طرف کمرے میں موجود سنہری آنکھوں والی لڑکی بیڈ کے اوپر رکھے اپنے بیگ میں کپڑے اور ضروری سامان ڈال رہی تھی۔ اس کی آنکھیں خشک تھیں اور چہرہ سپاٹ!

"میں آجاؤں؟" عالیہ نے چوکھٹ پر کھڑے ہو کر پوچھا۔

عزاہ نے مڑ کر اسے دیکھا۔ پھر اسے دیکھ کر ہنسنے لگ گئی۔ اس کے کھوکھلے قہقہے پورے کمرے میں گونجے۔

"تمہیں اجازت کی کیا ضرورت عالیہ؟!یہ جگہ تو ہمیشہ سے تمہاری ہی تھی۔" پھر اس نے بیڈ کے تاج کے اوپر لگی تصویر کی جانب اشارہ کیا۔عالیہ یہاں سے تصویر کو دیکھ نہیں سکتی تھی۔"اندر آؤ اور دیکھو تمہارا تسلط کس طرح اس پورے کمرے میں قائم رہا ہے۔میں نے سوچا تھا ایک دن میری محبت اس کمرے سے تمہاری تصویر کو نکال دے گی لیکن دیکھو میں اور میری محبت اس کمرے سے نکل گئے لیکن یہ تصویر آج بھی یونہی براجمان ہے۔"

عالیہ متجسس ہو کر اندر آئی لیکن جب اس نے تصویر کو دیکھا تو اس پر گڑھوں پانی گر گیا۔وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی اپنا ہنستا مسکراتا چہرہ کسی دن اسے خود کو ہی برا لگے گا۔وہ مڑی اور عزاہ کو دیکھا۔

"عزاہ سچ میں میرا اس سب سے کوئی تعلق نہیں ہے۔میں نے کبھی بھی شایان کی حوصلہ افزائی نہیں کی۔"اس کی رنگت عزاہ کے تاثرات دیکھ کر پیلی پڑنے لگ گئی۔عزاہ نے جب اسے یوں صفائی دیتے دیکھا تو دوبارہ ہنسنے لگ گئی اور ہنستے ہنستے بیٹھ گئی مگر پھر اگلے ہی پل اس کی آنکھیں نم ہوئیں اور وہ زار و قطار رونے لگ گئی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

عالیہ نے اپنے بیٹھنے کے لیے بیڈ پر بکھرے کپڑوں کو ایک طرف کیا اور اس کے ساتھ ہی بیٹھ گئی۔ وہ عزاہ کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر اسے سہلانے لگ گئی۔

"میں جانتی ہوں تم نے اس کی حوصلہ افزائی نہیں کی عالیہ، لیکن تم پھر بھی توصفائی دے ہی رہی ہو اور وہ تھا کہ جب بھی اس تصویر کو دیکھتا تھا پورے استحقاق سے دیکھتا تھا۔ میرے دیکھ لینے پر بھی اسے کوئی شرمندگی نہیں ہوتی تھی۔ میں نے تو بس اس سے پیار کیا تھا۔ اس نے مجھے یہ صلہ کیوں دیا عالیہ؟"

وہ عالیہ کے کندھے پر سر رکھ کر رونے لگ گئی۔ کچھ دیر وہ روتی رہی، پھر اس نے سر اٹھایا اور چہرے کو اپنے ہاتھ کی پشت سے صاف کرنے لگ گئی۔ پھر تقریباً ٹھوسنے والے انداز میں اپنا سامان بیگ میں ڈالنے لگی۔ جب اس نے سب کچھ رکھ لیا تو وہ بیگ بند کرنے لگ گئی۔ عالیہ ایک نظر الماری کو یونہی دیکھنے گئی کہ کہیں اس کا کوئی سامان تو نہیں رہ گیا ہو تبھی اس کی نظر ایک چھوٹی سی کھلونے والی کار پر پڑی۔ عالیہ یہ بات تو جانتی تھی یہ گاڑی عزاہ

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کے پاس بہت پہلے سے تھی اور وہ اکثر اس گاڑی کو پاس رکھے رکھتی تھی مگر وہ یہ نہیں جانتی تھی اسے دینے والا کون تھا۔

اس نے گاڑی اٹھائی اور عزاہ کے پاس پہنچ گئی۔

"عزاہ! یہ تمہاری کار، تم اسے بھولنے جا رہی تھی۔"

عزاہ نے ایک سرد نظر اسے دیکھا، پھر دوبارہ سے بیگ کی زپ بند کرنے میں مصروف ہو گئی۔

"مجھے یہ نہیں چاہیے عالیہ! یہ کار بہت قیمتی تھی۔ پہلے جب یہ مجھے ملی تو مجھے لگا یہ تحفے میں ملی ہے مگر اب جانا ہے انسان کو تحفے میں ملی چیز کی بھی قیمت ادا کرنی پڑتی ہے۔ اس گاڑی کی قیمت میری ذلت ہے اور میں آدھی قیمت چکا چکی ہوں لیکن مزید آدھی چکانا میرے بس میں نہیں!"

"تو اب اس کا کیا کرنا ہے؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اسے ڈریسنگ ٹیبل پر رکھ دو۔ دینے والے کو اسے واپس رکھنا چاہا، تو رکھ لے گا ورنہ میرے پیار کی طرح اس کے مقدر میں بھی کوڑے کا ڈھیر ہو گا!"

یہ کہہ کر عزاہ نے بیگ اٹھایا اور زمین پر رکھ دیا۔

"بابا مان جائیں گے تمہارے شایان کے طلاق لینے کے فیصلے پر؟" عالیہ نے پوچھا۔

"بابا زینب پھپھو کے جانے کے بعد سے بہت بدل گئے ہیں۔ وہ اب ہمیں اسپورٹ کرتے ہیں۔ تم جانتی ہو پچھلے ہفتے جب میں آئی تھی، تو انہوں نے باقاعدہ مجھ سے پوچھا تھا میں شایان کے ساتھ خوش ہوں۔ انہوں نے مجھے بول دیا تھا اگر میں شایان کے ساتھ خوش نہیں ہوں تو مجھے اس کے ساتھ رہنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اب جب فیصلہ کرنے والے کو اپنے فیصلے کی سنگینی کا پتہ چل گیا ہے، تو میں کیوں یہ طوق اپنے سینے میں لٹکائے پھروں۔ اب میری زندگی میرے بچے کے نام!"

یہ کہتے ہوئے اس کا ہاتھ اپنے معدے کے نچلے حصے پر گیا تھا۔ "تم مجھ سے بد گمان تو نہیں ہو نا عزاہ؟" اس نے ایک بار پھر پوچھا۔

عزاہ نے سکون سے سر نفی میں ہلایا۔

"میں تم سے بالکل بھی بد گمان نہیں ہوں۔ ایک عرصہ ہم دونوں ایک دوسرے سے بد گمان رہے ہیں لیکن اب میں چاہتی ہوں ہم دونوں اس رشتے کو ایک نئے سرے سے شروع کرے۔ میں نہیں چاہتی ہم دونوں میں سے کوئی اپنی زندگی اس طرح کاٹے جس طرح بابا پھپھو کے جانے کے بعد کاٹ رہے ہیں۔"

"ہم پیدا بھی نہیں ہوتے ہیں اور اللہ ہمیں اتنے حسین رشتوں سے نواز دیتا ہے۔ ان میں جو سب سے حسین رشتہ، بہن بھائی کا رشتہ ہوتا ہے۔ اپنے بہن بھائی سے محبت ہونا فطری ہوتا ہے کیونکہ ایک ہی ماں سے پیدا ہو کر ایک عرصہ ایک ہی چھت تلے ہم مل کر رہتے ہیں مگر وقت کے ساتھ ساتھ جیسے جیسے ہم اپنی زندگی اس دنیا میں گزارتے ہیں یہ رشتہ مفاد، گمان اور حسد کی نظر ہو جاتا ہے۔ ہمارا رشتہ گمان کی نظر ہوا لیکن ابھی زندگی ختم نہیں ہوئی۔ ہم دونوں بہنیں زندہ ہیں۔ بھلے کہانی کے آخر میں ہمیں ہمارا من چاہا شخص نہیں ملا لیکن ہم دونوں کو کم از کم اپنی غلطیوں بلکہ اپنی بے عقلی کا اندازہ ہو گیا ہے۔ اپنی بہن، اپنی سب سے

زیادہ پیاری بہن کو پانے کے لیے اگر مجھے سو شایان بھی قربان کرنے پڑیں، تو منظور ہے۔"

عالیہ کی نظریں دھندلی پڑ گئیں۔ عزاہ نے جو بات کی تھی وہ جانے کیوں اس کے دل پر لگی تھی۔ عالیہ عزاہ کے گلے لگ گئی۔

"ہمارے درمیان سب کچھ ہمیشہ ٹھیک نہیں رہے گا عالیہ! مفاد کے کانٹے، بد گمانی کی دھند اور حسد کی آگ ہم دونوں کے رشتے میں بار بار آئے گی۔ جب تک زندگی رہے گی، تب تک یہی ہوتا رہے گا مگر اب ہم نے یہ باتیں دل میں نہیں رکھیں گے۔ جو بھی ہو گا کھل کر ایک دوسرے کو بتا دیں گے اور دوسرے کو چاہے باتیں وہ کتنی ہی بری لگے لیکن اسے اپنی پوزیشن کلیئر کرنے کی پوری کوشش کرنی ہے۔ پھر ہی جا کر ہمارا رشتہ مضبوط بن پائے۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

عزاہ عالیہ سے الگ ہوئی اور جانے کے لیے قدم بڑھائے۔عالیہ اس کے ساتھ ہوئی اور اس کے ہاتھ میں پکڑے بیگ کو اس نے بھی تھام لیا۔دونوں ایک ساتھ چلتی ہوئے آگے بڑھیں اور پھر راہداری میں بالکل گم ہو گئی۔

* *

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

کچھ سالوں بعد

"زید!زید!"اس کے قدم سرمئی فرش والے صحن سے ہوتے ہوئے کمروں کے فرش کی جانب سفر کر رہے تھے۔اس کی زید کو بلاتی آواز پورے گھر میں گونج رہی تھی۔اس کی نظریں ابھی بجلی کے بل پر تھی۔بجلی کے بل نے اس کا چہرہ چھپایا ہوا تھا۔

جب وہ ایک کمرے سے مڑ کر، دوسرے کمرے میں آئی تو کمرے کے فرش پر ہر جگہ کھلونے بکھرے ہوئے تھے۔

اس نے چہرے پر سے بل ہٹایا تو سانولی رنگت والا چہرہ خاصا سنجیدہ دکھائی دیا۔ لمبے کھلے بال شانوں پر آرہے تھے۔ اس نے ایک نظر سامنے صوفے پر بیٹھے زید کو دیکھا جو زمین پر بیٹھی پانچ سالہ سائرہ کے بالوں کے گھنگھرالے بالوں کو دو پونی میں باندھنے کی کوشش کر رہا تھا جبکہ اس کے ساتھ صوفے پر کھڑی پانچ سالہ مائرہ زید کے بالوں سے چھیڑ چھاڑ کر رہی تھی۔

"زید دیکھو بل کتنا زیادہ آگیا ہے۔" اس نے پریشانی سے کہا۔

"اچھا!" زید خاصی بے فکری سے بولا۔ اس کا سارا دھیان ابھی سائرہ کے بالوں پر جو تھا۔ جائی یانہ اپنے پاؤں کھلونوں سے بچاتے ہوئے اس کے پاس آئی۔ مائرہ کو کمر سے پکڑ کر صوفے سے نیچے اتارا اور خود بیٹھ گئی۔ ان ماہ و سال میں اگر کوئی چیز جائی یانہ میں بدلی تھی، تو وہ اس کا وزن تھا۔ وہ پہلے جتنی پتلی نہیں رہی تھی بلکہ اس کا جسم کچھ حد تک فربہہ ہو گیا تھا۔

"میں سنجیدہ ہوں زید!"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تو میں کونسا کہہ رہا ہوں آپ مذاق کر رہی ہیں۔"اس نے دوسری پونی سائرہ کے بالوں پر لگانے کے بعد کہا۔سائرہ بھاگتی ہوئی زید کے پاس سے اٹھی اور اپنی جڑواں بہن مائرہ کے ساتھ بیڈ پر اچھلنے لگ گئی۔زید نے ایک پل کے لیے ان دونوں کو دیکھا۔دونوں ہی ایک دوسرے سے بہت زیادہ ملتی تھیں۔دونوں نے سانولی رنگت اور چہرے کے نقوش اپنی ماں سے لیے تھے البتہ بال ان دونوں کے زید کی طرح گھنگھرالے تھے۔وہ بہت دیر تک اپنی دونوں بیٹیوں کو دیکھتا رہتا اگر جائی یا نہ اس کو کندھے سے نہ جھنجھورتی۔

"زید!میں تم سے بجٹ کے بارے میں بات کر رہی ہوں اور تم پتہ نہیں کہاں کھوئے ہوئے ہو؟!"اس نے باقاعدہ ناراض ہو کر کہا تھا۔

"اچھا سوری سوری!چلیں بتائیں آپ کیا کہہ رہی تھیں؟"

"میں کہہ رہی تھی مالک مکان بھی اب گھر کا کرایہ بڑھانے کی بات کر رہا ہے،اوپر سے بجلی کا بل بھی اتنا زیادہ آگیا ہے۔اس مہینے مجھے لگ رہا ہے بالکل بھی سیونگ نہیں ہو پائیں گی۔میرے ٹیوشن کے سارے پیسے ان بلوں میں نکل جائیں گے۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

جائی یانہ نے ایک گھورتی ہوئی نظر اپنے ہاتھ میں پکڑے بل پر ڈالی۔

"میں مالک مکان سے بات کرتا ہوں۔ کہتا ہوں اگلے مہینے سے کرایہ بڑھا دینا۔"

زید نے سوچتے ہوئے کہا۔ اس سے پہلے جائی یانہ کسی بات کا جواب دے پاتی، ایک ٹیڈی بیئر اڑتا ہوا ان دونوں کی طرف آیا۔ اگر دونوں بروقت اپنا چہرہ پیچھے نہ کرتے تو یقیناً وہ ٹیڈی بیئر دیوار کی بجائے ان کے منہ پر لگتا تھا۔ زید نے تو خاموشی سے ٹیڈی بیئر کو اٹھایا اور اسے دیکھنے لگ گیا جبکہ جائی یانہ نے غصے سے اپنی بیٹیوں کو دیکھا جو فرش پر بکھرے کھلونوں کو ایک دوسرے پر پھینک رہی تھیں۔

"مائرہ! سائرہ! یہ کیا بدتمیزی ہے؟ انسانوں کی طرح کھیلو۔"

"مما یہ سائرہ کی غلطی ہے۔"

"نہیں مما یہ مائرہ کی غلطی ہے۔" وہ دونوں ایک دوسرے کو الزام دیتی ہوئی لڑنے لگ گئیں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اچھا بس! تم دونوں باہر جاؤ۔ میں پاپا سے بات کر رہی ہوں۔" جائی یانہ نے غصے سے کہا تو وہ دونوں خاموشی سے باہر چلی گئیں۔

"آپ بھی کبھی بچیوں پر بہت غصہ کر دیتی ہیں۔" زید نے ان دونوں کے جانے کے بعد کہا۔

"تمہاری بیٹیوں کے ساتھ تم بس اتوار میں رہتے ہو، اس لیے یہ کہہ رہے ہو۔ میں ان کے ساتھ پورا دن رہتی ہوں۔ ٹیوشن پڑھنے بچے آتے ہیں تو انہیں یہ دونوں مار مار کر پورا کر دیتی ہیں۔ خود پڑھائی میں ان کا دل لگتا نہیں۔ ہر وقت دماغ موبائل اور ان میں دیکھی ویڈیو میں لگا رہتا ہے۔ میں کل اے بی سی ان سے سن رہی تھی تو پتہ ہے دونوں نے ایک ساتھ کیا کہا؟ اے فور ایپل، بی فور بڑا ایپل، سی فور چھوٹا ایپل۔۔۔ بھلا یہ بھی کوئی بات ہوئی۔ پرسوں جو اے بی سی کی ویڈیو دیکھی تھی وہی بات بولنے لگ گئیں۔"

زید یہ بات سن کر قہقہہ لگا کر ہسنے لگ گیا جب کہ جائی یانہ اس کے یوں ہسنے پر مزید آگ بگولا ہو گئی۔

"تم نے ہی میری بیٹیوں کو بگاڑا ہے ورنہ میری بیٹیاں اگر میرے ہاتھ میں ہوتیں تو سدھری ہوئی ہوتیں۔ پڑھائی سے انہیں محبت ہوتی۔"

"تو بچیاں ہیں۔ اب پانچ سال کی عمر میں پی ایچ ڈی تو نہیں کر لیں گی۔" زید نے دوبارہ سے اپنی بچیوں کا دفاع کیا۔

"پھر بھی پڑھنے والے بچوں کی شکلیں ہی اور ہوتی ہیں۔" زید مزید کچھ کہتا اس سے پہلے باہر سے کوئی چیز گرنے کی آواز آئی۔

"اب کیا کر دیا ان دونوں نے!" جائی یا نہ اٹھ کر کھڑی ہو گئی اور زمین پر بکھرے کھلونے سے اپنے پاؤں بچاتے ہوئے باہر نکل گئی۔ زید نے ایک نظر بڑے پیار سے اسے جاتے دیکھا۔ پھر صوفے پر رکھا بل اٹھایا جو جائی یا نہ یہی چھوڑ کر چلی گئی تھی۔

بل کو دیکھتے ہوئے وہ خاصا سنجیدہ اور کچھ حد تک پریشان ہو گیا تھا۔ وہ ابھی مالی طور پر اتنے اسٹیبل نہیں ہوئے تھے کہ زیادہ کرایہ اور یہ بل ایک ساتھ افورڈ کر لیتے۔ وہ اپنے آپ بے فکرا دکھا رہا تھا ورنہ خود وہ اس سے بھی کئی گنا زیادہ پریشان تھا۔

* *

یہ منظر ہے ایک ہرے بھرے پارک کا۔ سبز گھاس سے سجے اس پارک کے ایک طرف بچوں کی چہل پہل بہت زیادہ تھی۔ وجہ اس جگہ پر لگے ہوئے جھولے تھے۔

ایسے میں ہم ایک سنہری آنکھوں والی عورت کو دیکھیں تو وہ سلائیڈ کے بالکل پاس کھڑی تھی۔ اس کی نظر سلائیڈ کی سیڑھیاں چڑھتے اس لڑکے پر تھی جو ابھی بس دس سال کا ہی دکھائی دیتا تھا۔

وہ سلائیڈ لے کر جیسے ہی نیچے آیا، فوراً بھاگتا ہوا اپنی ماں کے پاس پہنچا اور اس کی ٹانگوں سے لگ گیا۔

"بیٹا! اب گھر چلیں؟"

"امی میں نے ابھی اور کھیلنا ہے!"

"بس آج کے لیے اتنا بہت ہے۔ پھر پڑھائی بھی تو کرنی ہے۔"

یہ کہہ کر عورت نے اپنے بیٹے کے سر کی پچھلی طرف ہاتھ رکھا۔ دونوں ایک ساتھ چلنے لگے۔

"آج تو اتوار ہے۔" بچے نے منہ بنا کر کہا تھا۔

"ہاں تو؟" عزاہ نے بڑے آرام سے پوچھا۔

"تو اتوار والے دن کون پڑھتا ہے؟" بچہ بحث کرنا چاہتا تھا۔

"تو آپ پڑھ لو۔ ضروری نہیں ہے جو کام کوئی بھی نہ کرتا، وہ آپ بھی نہ کرو۔" وہ دونوں پارک کی حدود سے باہر نکل کر فٹ پاتھ پر چلنے لگ گئے تھے۔ ایک دم سے پیچھے سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"آصف!"

وہ دونوں ساکت ہو گئے۔ لمحے میں بچے کے چہرے پر مسکراہٹ آئی تھی جبکہ عورت کا چہرہ پتھریلا ہو گیا تھا۔ پھر دونوں نے مڑ کر آواز دینے والے کو دیکھا۔ ان کے پیچھے وہی کھڑا تھا جس کی امید کی گئی تھی۔ وہ اس بچے سے کچھ دور ہی کھڑا تھا۔

"ابو!" یہ کہتے ہوئے وہ لڑکا اپنے باپ کے پاس بھاگ کر چلا گیا جبکہ وہ وہی پر کھڑی رہی اور ان دونوں باپ بیٹے کو دیکھتی رہی۔ وہ دونوں باپ بیٹے ایک جیسے دکھتے تھے۔ وہی سیاہ آنکھیں، وہی نقوش اور وہی رنگ۔۔۔۔ وہ اپنے باپ کی ہی پوری کاپی تھا۔ آصف شایان!

"آپ یہاں کیا کر رہے ہیں؟" آصف نے باپ کے پاس پہنچ کر پوچھا۔

"بس ایک کام سے آیا تھا۔ تم شاید پارک میں آئے تھے۔" شایان نے اس کے بالوں کو اپنے ہاتھ سے بکھیر دیا۔

"جی!!" آصف نے سر اثبات میں ہلایا۔

"اور سناؤ کیسے ہو؟ گھر میں سب ٹھیک؟" وہ عزاہ کو نظر انداز کر رہا تھا اور عزاہ بھی یہی کر رہی تھی۔

"میں تو ٹھیک ہوں۔امی بھی آپ کے سامنے ہیں۔نانا ابو کی طبیعت تھوڑی خراب تھی مگر وہ تو ان کی اب ہر وقت رہتی ہے اور ہاں عالیہ خالہ آج کراچی سے اسلام آباد ہم لوگوں سے ملنے آرہی ہیں، تو اس لیے جائی یا نہ خالہ اور ان کی فیملی بھی ہمارے گھر ہم سے ملنے آئے گی۔ آپ کو پتہ جائی یا نہ خالہ کی بیٹیاں اتنی شرارتی ہیں کہ۔۔۔"

عالیہ کا نام سنتے ساتھ ہی شایان کے چہرے کے تاثرات بدل گئے۔ایسے جیسے وہ کوئی اور ہی شخص ہو۔عزاہ اس کے بدلتے تاثرات دیکھ کر وہ تلخی سے مسکرائی۔دوسری طرف آصف اپنی کہانی سنائے جارہا تھا جسے شایان اب غائب دماغی سے سن رہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"بیٹا گھر چلیں؟"عزاہ نے مداخلت کی تھی۔

"ہاں ٹھیک ہے۔"اس نے سر ہلایا اور اپنے باپ کے گلے لگ کر وہ اس کے ساتھ چلنے لگ گیا۔

"امی آپ اور ابو الگ کیوں ہوئے تھے؟"شایان سے کچھ دور جانے کے بعد ایک بار پھر وہ سوال دہرایا جو اکثر وہ شایان سے ملنے کے بعد کرتا تھا۔

"بیٹا آپ کے ابو اور میری بن نہیں پاتی تھی۔ اس لیے میں نے انہیں چھوڑ دیا۔" عزاہ نے ہمیشہ کی طرح ایک ہی جواب دیا۔

"کبھی کبھار میں سوچتا ہوں کاش میں، ابو اور آپ ایک ساتھ ہی رہتے۔ کتنا مزا آتا!" اس نے اپنا خیال پیش کیا۔

"نہیں بیٹا اگر آپ اس طرح رہنے پر خوش نہیں ہو تو ابو اور امی کے ایک ساتھ رہنے پر بھی خوش نہیں ہو گے۔ آپ بتاتے ہو آپ کا ایک دوست ڈسٹرب رہتا ہے، بس اسی لیے کیونکہ اس کے امی ابو لڑتے ہیں۔ اگر میں آپ کے ابو کو نہ چھوڑتی تو ہماری بھی اسی طرح لڑائی ہوتی کیونکہ ہم دونوں کے مزاج بالکل بھی نہیں ملتے تھے۔ آپ جس پل میں ہوتے ہو، اس کو جی لینا چاہیے۔ کاش، کیوں، کس لیے کو درمیان میں نہیں لانا چاہیے ورنہ زندگی خراب ہو جاتی ہے۔"

آصف کو عزاہ کی بات بالکل بھی سمجھ نہیں آئی تھی مگر پھر بھی خاموش ہو گیا۔

"لیکن مجھے پھر بھی ابو کا یوں اکیلے رہنا اچھا نہیں لگتا ہے!" اس نے ایک اور بار کہا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تو آپ ان سے مل لیا کرو بلکہ ایک دو دن ان کے ساتھ ہی رہ لیا کرو۔ میں آپ کو منع تو نہیں کرتی ہوں ان سے ملنے سے!"

باتیں کرتے ہوئے فٹ پاتھ میں ایک موڑ آیا۔ وہ اس موڑ پر مڑ گئے اور نظروں سے اوجھل ہو گئے۔

* *

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اب اگر ایک کمرے میں آئیں تو اس میں تمہیں گھٹن سی محسوس ہوتی۔ کمرے کی کھڑکی سے روشنی آ رہی تھی مگر پھر بھی کمرہ تاریک سا لگتا تھا۔

ایسے میں بیڈ پر تمہیں ایک کمزور وجود بیڈ کے تاج کے سہارے پر بیٹھا دکھائی دیتا۔ اس کے ہاتھ میں فریم کی ہوئی تصویر تھی جسے وہ بہت غور سے دیکھ رہا تھا۔ اگر غور سے دیکھتے تو

یہ سیاہ آنکھوں والی ایک لڑکی تھی جس کی مسکراہٹ اس تصویر سے ہی دلفریب دکھائی دیتی تھی۔

انہوں نے تصویر پر ہاتھ پھیرا۔

"اتنے سال گزر گئے ہیں زینب مگر اب پتہ چل۔۔"وہ کھانسنے لگ گئے۔ کھانستے کھانستے جب وہ ہلکان ہوئے تب کہیں جا کر کھانسی ختم ہوئی۔ انہوں نے اپنی بات وہی سے شروع کی جہاں سے ختم ہوئی تھی۔

"اب پتہ چل رہا ہے تنہائی کتنا بڑا دیمک ہوتی ہے۔ یہ انسان کو اندر سے ہی کھا جاتی ہے۔ تمہارے جانے کے بعد تو بس پچھتاوا تھا لیکن نوال کے جانے کے بعد سے جس تنہائی نے مجھے جکڑا ہے اسے میری کوئی بیٹی نہیں نکال سکتی۔ میں نے تمہیں تنہائی کے عذاب میں ڈالا تھا اور آج میں خود تنہا جی رہا ہوں۔ میں مر رہا ہوں زینب! یہ تنہائی مجھے مار کر بھی مرنے نہیں دیتی۔ جانے تم نے اپنی زندگی کیسے اس تنہائی کے ساتھ کاٹ لی؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ان کی آنکھیں نم ہو گئی تھیں۔ انہوں نے ایک نظر اوپر کمرے کی چھت کو دیکھا۔ دل میں یہ شدید خواہش جاگی کاش روح اب جسم سے کھینچ لی جائے مگر موت کسی کے مانگنے سے نہیں بلکہ اپنے مقررہ وقت پر آتی ہے۔ اس سے پہلے انسان جو بھی کر لے موت کو گلے نہیں لگا سکتا۔

* *

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ راہداری میں تھکا تھکا سا چلنے لگا۔ اس کے ساتھ چلتی ایک ادھیڑ عمر عورت لیب کوٹ پہنے ہمیشہ کی طرح ایک ہی بات دہرا رہی تھی، جنہیں وہ غائب دماغی سے سن رہا تھا۔

چلتے چلتے آخر وہ دونوں وارڈ کے اندر داخل ہو گئے۔ وہاں پر دائیں اور بائیں طرف بیڈ پڑے تھے جس پر کوئی لیٹا، تو کوئی بیٹھا ہوا تھا۔ کوئی ہیجانی حالت میں تھا تو کوئی بالکل چپ تھا۔

ایسے میں سیاہ آنکھوں والا مرد اس بستر کے پاس پہنچا جس پر ایک وجود ٹیک لگائے نڈھال لگتا تھا۔ اس کے ہاتھ پاؤں بندھے ہوئے تھے۔ وہ ہسپتال کی چھت کو دیکھ رہی تھی۔

"نمرہ!" شایان نے آہستہ سے بلایا۔

"شایان!" اس نے چونک کر اپنے بھائی کو دیکھا۔ پھر اس کے پیچھے کسی کو دیکھنے کی کوشش کرنے لگ گئی۔ "ماما نہیں آئی؟"

شایان خاموش رہا۔ کچھ نہیں بولا۔ کچھ دیر یونہی تلاش کرنے کے بعد اس نے دوبارہ پوچھا۔

"مما کہاں ہے بھائی؟" اس دفعہ اس نے چیخ کر پوچھا تھا۔

"وہ چلی گئی ہیں نمرہ!" اس نے تھکے ہوئے انداز میں کہا اور اس کے سامنے رکھی کرسی پر بیٹھ گیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"مما گئی نہیں ہیں بھائی۔ وہ مر گئیں ہیں۔ انہیں میں نے مار دیا ورنہ وہ زندہ ہوتیں۔ ماما کے جانے کے بعد تم نے مجھے یہاں بھجوادیا اور خود اپنی بیوی کے ساتھ خوش ہو۔" آخری بات میں اس کا لہجہ شکوے سے بھرا تھا۔

"کاش میں خوش ہوتا نمرہ!" وہ شکستہ حالت میں بولا۔

نمرہ اس کی بات سن کر کچھ دیر اس کا چہرہ دیکھتی رہی۔ پھر ہنسنے لگ گئی اور ہنستی چلی گئی۔

"تم بھی خوش نہیں ہو۔ میں بھی خوش نہیں ہوں۔ باقی سب خوش ہیں۔ تمہیں عالیہ کے نہ ملنے کا دکھ ہو گا لیکن تمہارے ساتھ تمہاری بیوی تو ہے۔ میں تو یہاں اکیلی ہوں۔"

"عزاہ کو میں طلاق دے چکا ہوں نمرہ! بار بار یہ بات مت کیا کرو۔" اس نے چڑ کر کہا۔

اب کی بار وہ ہنسی نہیں، بس اسے دیکھتی رہی۔

"کہیں تم نے ان میسج پر تو یقین نہیں کیا جو میں نے اس کے موبائل پر کیے تھے؟" شایان چونکا نہیں، وہ یہ اعتراف ہر دفعہ کرتی تھی جب بھی وہ اس سے ملنے آتا تھا۔

"یعنی تم مان گئے۔ چلو اچھا ہوا عزاہ بھی اس گھر سے نکل گئی۔ جائی یا نہ کو گولی لگ گئی اور عالیہ کہیں چھپ کر بیٹھ گئی۔ بدلہ پورا ہو گیا۔ بدلہ پورا ہو گیا۔ بدلہ پورا ہو گیا۔" وہ بار بار یہی بات دہرانے لگ گئی اور شایان خاموشی سے اسے دیکھتا رہا۔ جب اس نے بہت بار نمرہ کے منہ سے ایسی باتیں سنی، تب اس نے عالیہ کے پاس جا کر ساری کہانی سننے کا فیصلہ لیا تھا۔

عالیہ نے اسے بالکل سچائی سے سارا معاملہ بتا دیا تھا۔ پہلے تو وہ انکاری ہو گیا مگر عالیہ نے زینب کی ویڈیو بھی شایان کو دکھا دی۔ اشفاق نے اس ویڈیو کے بارے میں زینب کی موت کے کچھ دن بعد ہی سب کو بتا دیا تھا۔ شایان کچھ دیر کے لیے تو یہ تو دیکھ کر گنگ رہ گیا۔

اس دن اسے نمرہ سے سخت نفرت ہوئی تھی مگر نمرہ کی حالت ایسی تھی کہ نفرت کر کے بھی کچھ نہیں ہو سکتا تھا۔ وہ تو اب ترس کے قابل ہو گئی تھی اور ویسے بھی اب وہ اسے کسی اور کے سہارے نہیں چھوڑ سکتا تھا اور جہاں تک اس کی اپنی زندگی کی تنہائی تھی تو وہ اس نے خود اپنی مرضی سے چنی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس نے خود عزاہ کو چھوڑا تھا لیکن سچائی جاننے کے بعد بھی جانے کیوں اس کا دل عزاہ کے لیے نرم نہیں پڑا۔

البتہ آصف کے لیے وہ نرم پڑ جاتا تھا۔ اس کا ہنسنا، بولنا اور زندگی سے بھرپور ہونا ہی شایان کو اس کی جانب کھینچتا تھا۔ عزاہ بھی آصف کو اس سے ملنے سے منع نہیں کرتی تھی بلکہ جب بھی آصف کا دل چاہتا وہ اسے اس کے پاس بھیج دیتی تھی۔

باقی کا سارا وقت وہ کاروبار کو دیتا تھا۔ اب جو بھی تھا بس یہی تھا۔ وہ اس سے زیادہ کچھ چاہتا بھی نہیں تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

* *

"پاپا!پاپا!"

زید نے جیسے ہی گھر کا دروازہ کھولا۔اس کی دونوں بیٹیاں بھاگ کر اس کے پاؤں سے لپٹ گئیں۔زید کے ہاتھوں میں بیکری کا سامان تھا۔اس نے ایک ہاتھ میں تھیلے کیے اور دوسرے ہاتھ سے اپنی دونوں بیٹی کے گال کھینچ کر انہیں پیار کیا اور انہیں ایک طرف کیا۔

ایسے میں سانولی رنگت والی لڑکی بھی کمرے سے نکل کر صحن میں آ گئی۔اس نے لال رنگ کی شلوار قمیض پہنی ہوئی تھی جس کا ڈوپٹہ گلے میں جھول رہا تھا اور چہرے پر ہلکا میک اپ ہوا تھا۔

"میں تمہارا ہی انتظار کر رہی تھی۔"اس نے بیکری کا سامان لیا۔

"ہائے میری قسمت کہ جائی یا نہ اشفاق میری منتظر تھی۔"اس نے دل پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔جائی یا نہ کے گال لال ہو گئے۔

"اب چلو جلدی سے تیار ہو جاؤ۔ہم نے گھر جلدی پہنچنا تھا۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اور کوئی حکم؟"

جائیانہ نے سر نفی میں ہلایا۔زید مسکراتا ہوا چلا گیا۔

کچھ دیر بعد وہ گیلے بالوں پر تولیہ رگڑتے ہوئے،باتھ روم کے باہر لگے سنک کے آئینے پر خود کو دیکھ رہا تھا۔جائیانہ اس کے پاس ہی کھڑی تھی۔

"عائشہ کی کال آئی تھی۔"

"اچھا!چلو اسے یاد تو آیا پاکستان میں اس کا بھائی بھی رہتا ہے،ورنہ جب سے اپنے شوہر کے ساتھ باہر ملک گئی ہے،وہ تو جیسے ہمیں بھول ہی گئی ہے۔"

عائشہ کی شادی کو ہوئے کچھ عرصہ ہی ہوا تھا۔اس دفعہ عائشہ نے اپنی زندگی کا اتنا بڑا فیصلہ زید کو اعتماد میں لیتے ہوئے کیا تھا۔زید نے تولیہ جائیانہ کو پکڑا دیا اور بالوں پر کنگا مارنے لگ گیا۔

"نہیں وہ مصروف تھی۔اس لیے ان دنوں کال نہیں کر پائی۔وہ بتا رہی تھی زاہد بھائی نے جو کاروبار شروع کیا تھا،اس میں انہیں گھاٹا ہو گیا ہے۔ان دنوں ان کے حالات خراب ہیں۔ مجھے کہہ رہی تھی تمہیں ساتھ لے کر ان کے گھر کا چکر لگا آؤں۔"اس نے تولیہ آرام سے اس کی جگہ پر رکھا۔

"جانے کا تو کوئی مسئلہ نہیں ہے لیکن زاہد بھائی سیدھے منہ بات کرنا تو پسند کریں۔"زید نے منہ بنا کر کہا۔

"زید وہ تمہارے بڑے بھائی ہے۔انہوں نے تمہیں پالا ہے۔انہوں نے بھلے بعد میں جو بھی کیا ہو لیکن پھر بھی ان کے بہت احسانات ہیں۔اس مشکل گھڑی میں ہمیں ان کے پاس جانا چاہیے۔"جائی یانہ نے اسے سمجھایا۔

"اچھا ٹھیک ہے لیکن بچیوں کو لے کر نہیں جائیں گے۔بھابھی ان کے سامنے چبھتی ہوئی باتیں کرتی ہیں،تو مجھے اچھا نہیں لگتا۔"اس کی بات سن کر جائی یانہ نے بس گردن ہلا دی۔ شکر وہ جانے پر راضی تو ہوا ورنہ عائشہ سمجھتی جائی یانہ اسے ملنے سے منع کرتی ہے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میں کپڑے تبدیل کر کے آتا ہوں۔" وہ کنگا اسٹینڈ پر رکھ کر اندر چلا گیا جبکہ جائی یانہ نے ایک آخری مرتبہ اپنا اور بچیوں کا جائزہ لیا۔ پھر اپنی چادر لینے کے لیے وہ بھی اندر چلی گئی۔

کچھ لمحات بعد جائی یانہ گھر کے گیٹ پر تالا لگا رہی تھی۔ جیسے ہی اس نے تالا لگایا، وہ مڑی اور زید کو دیکھا جو بائیک پر بیٹھے ہوئے مائرہ کو بائیک کی ٹینکی پر بٹھا چکا تھا جبکہ سائرہ جائی یانہ کے آنے کا انتظار کر رہی تھی۔

وہ سائرہ کے پاس آئی اور اسے زید کے پیچھے بٹھایا۔ پھر خود اس کے پیچھے بیٹھ گئی۔ زید نے جب دیکھا سب بیٹھ چکے ہیں تو اس نے بائیک دھیمی رفتار میں چلا لی۔ وہ لوگ اپنی منزل کی طرف رواں دواں تھے۔

راستے میں ایک دم جائی یانہ کی نظر ایک لڑکی پر پڑی جس نے کالے کا پینٹ کوٹ پہنا ہوا تھا اور اس وقت فون پر کسی سے پروفیشنل انداز میں بات کر رہی تھی۔ اتوار کا دن تھا۔ دفتر تو بند ہی ہونگے لیکن اس کو یوں تیار دیکھ کر اس کے ذہن میں ایک ورکنگ وومین کا خاکہ بنا۔

اس کا بچپن سے خواب تھا وہ ایک بزنس وومن بنے مگر حالات اور وقت کچھ ایسے ہو گئے جس میں وہ چاہ کر بھی اپنا خواب کو پورا نہیں کر پائی۔ اس کے دل میں تھوڑا سا ملال ہوا۔ تبھی اس کی نظر بائیک پر لگے سائیڈ مرر پر گئی جس سے اس نے مائرہ اور زید کا عکس دیکھا۔ زید چہرہ جھکا کر مائرہ کی کوئی بات سن رہا تھا۔ مائرہ کی بات سنتے ہوئے اس کے چہرے پر مسکراہٹ گہری ہوتی جا رہی تھی۔

جائی یانہ کے دل سے ملال آہستہ آہستہ جانے لگ گیا۔ اگر اس شخص کے لیے اس نے اپنا ایک خواب قربان کیا تو کیا ہوا، بدلے میں وہ بھی تو اسے بہت کچھ دے رہا تھا۔

اس نے اپنے آپ کو حال میں مطمئن کرنا چاہا۔ دوسری طرف اگر زید کی طرف بڑھتے تو مائرہ نے اس سے ایک سوال پوچھا تھا جس پر وہ مسکرا رہا تھا۔

سوال یہ تھا۔

"پاپا! آپ کس سے سب سے زیادہ پیار کرتے ہیں؟"

"ماما سے!" اس نے بغیر سوچے جواب دیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کیوں؟ ہم سے نہیں کرتے؟"مائرہ نے شکایتی نظروں سے اسے دیکھا۔

"کرتا ہوں مگر ماما سے تھوڑا زیادہ کرتا ہوں۔"

"یہ صحیح بات نہیں ہے۔ ماما سے بھی جب پوچھو تو وہ بھی یہی کہتی ہیں!"مائرہ نے کے لہجے احتجاج بڑھ گیا تھا۔

"کیا کہتی ہیں؟"اب کی بار وہ چونکا تھا۔

"یہی کہ سب سے زیادہ پیار وہ آپ سے کرتی ہیں۔ پھر ہم دونوں کون ہے؟ ہم سے کون پیار کرے گا؟"زید اس کی شکایت پر ابھی تک مسکرا رہا تھا۔

اس کا دل چاہا ایک نظر مڑ کر جائی یا نہ کو دیکھ لے مگر وہ بائیک چلاتے ہوئے یہ بے دھیانی نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اس لیے اس نے اسے سائیڈ مرر سے دیکھا۔ بلا ارادہ وہ بھی اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ ایک دوسرے کو یوں دیکھتا پا کر ان دونوں کے ہی چہرے پر مسکراہٹ چھا گئی، جس پر دونوں نے چہرہ گھما لیا۔

* *

اسلام آباد کی سڑکوں پر گاڑی تیزی سے رواں دواں تھی۔ وہ دونوں اپنی منزل میں جانے کے لیے بے چین تھے۔ عالیہ فرنٹ سیٹ پر بیٹھی، شہر کا جائزہ لے رہی تھی۔ اسے یہ شہر چھوڑے ہوئے زیادہ وقت نہیں گزرا تھا لیکن پھر بھی بہت کچھ بدلا ہوا لگ رہا تھا۔

"تمہاری ویڈیو نے دھوم مچائی ہوئی ہے؟" ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے شخص نے اس کی توجہ بھٹکائی۔

"کونسی ویڈیو؟" اس نے مڑ کر آدمی کے چہرے کو دیکھا جو صاف نقوش کا مالک تھا۔ اس کا ایک ہاتھ اسٹیرنگ وہیل پر جبکہ دوسرا ہاتھ موبائل پکڑے ہوئے تھا۔

"یونیورسٹی میں تم نے سالانہ تقریب میں جو کشمیر اور فلسطینیوں کے لیے تقریر کی تھی۔اس کی دھوم ابھی تک مچی ہوئی تھی۔"اس شخص کے لہجے میں اس کے لیے ستائش ہی ستائش تھی۔

"سفیر!یہ کرنا ضروری تھا۔لوگ فلسطین اور کشمیر میں ہونے والی نسل کشی کو بس ایک موضوع سمجھ کر بور ہونے لگ گئے ہیں۔حالانکہ وہ لوگ بہت بری حالت میں جی رہے ہیں۔ان علاقوں میں انسانی بنیادی حقوق کا تصور ہی نہیں ہے۔میں چاہتی ہوں نئی نسل خصوصاً طالب علم کو پتہ ہو فلسطینی اور کشمیری لوگ ہمارے لیے کیوں ضروری ہیں؟ہم سب ایک قوم ہے۔بھلے وہ پاکستان میں نہیں رہتے مگر وہ مسلمان ہے اور دنیا کے آخری کونے میں رہنے والا مسلمان بھی ہماری قوم کا حصہ ہے۔ان کے ساتھ ہونے والی ناانصافی پر ہمیں اسی طرح بلبلانا چاہیے،جیسے ہم اپنے خاندان کے کسی فرد کے نقصان پر تڑپتے ہیں کیونکہ ہم سب مسلمان آخر میں بہن بھائی ہی ہیں اور اپنے بہن بھائیوں پر ہونے والے ظلم پر کھڑا ہونا ہمارا فرض ہے۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تم جانتی ہو میں بہت خوش ہوں کہ میرا تمہیں یونیورسٹی کی وائس پرنسپل سلیکٹ کرنے کا فیصلہ بالکل صحیح ثابت ہوا ہے۔ تمہاری قابلیت اب بتا رہی ہے تمہیں یہ عہدہ میری بیوی ہونے کی وجہ سے نہیں، بلکہ تمہاری ذہنی صلاحیتوں کی وجہ سے ملا۔"

عالیہ سفیر کی بات سن کر مسکرائی۔ نوال نے پانچ سال پہلے جو سفیر سے اس کی شادی کرنے کا فیصلہ کیا تھا، وقت نے بتا دیا وہ بالکل درست تھا۔ سفیر کے پاس اسے دینے کے لیے محبت، قدر اور وفا سب کچھ تھا۔

یہ رشتہ نوال کو ان کی ایک ہمسائی نے بتایا تھا۔ سفیر ان کا بھتیجا تھا اور کراچی میں اس کی اپنی یونیورسٹی تھی۔ ساتھ ساتھ اسے شعبہ تعلیم میں بھی ایک اچھا عہدہ ملا ہوا تھا۔ ان کا بھتیجا ان سے ملنے ایک دن آیا اور اسی دن اس نے عالیہ کو دیکھا تھا۔ سفیر نے اسے دیکھتے ہی فیصلہ کر لیا وہ اب شادی کرے گا، تو عالیہ سے کرے گا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

دوسری طرف عالیہ نے اس رشتے کے آنے پر بری طرح احتجاج کیا تھا۔اس نے سوچ لیا تھا اب وہ کبھی شادی نہیں کرے گی مگر نوال اس کی ضد نہیں مانی۔ پھر مجبوراً اس نے ہمسائی کی مدد سے سفیر کا فون نمبر لیا اور سفیر کو اپنے ماضی کے بارے میں سب کچھ بتا دیا۔

اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی، جب سفیر نے اس سے کہا وہ یہ سب جانتا ہے اور سب جانتے ہوئے بھی وہ اس سے شادی کرنا چاہتا ہے۔عالیہ کچھ مشکوک ہو گئی مگر اس کے شک کو کسی نے اہمیت نہ دی اور یوں عالیہ کی شادی سفیر سے ہو گئی۔ سفیر کے ساتھ چند دن رہنے کے بعد ہی اس کا شک بھاگ گیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ بہت اچھا تھا۔اس نے کبھی بھی اسے ماضی کا طعنہ نہیں دیا تھا۔وہ دونوں ایک آئیڈیل لائف جی رہے تھے۔

عالیہ نے اپنی نگاہیں سفیر کے چہرے سے ہٹائی اور دوبارہ کھڑکی سے باہر دیکھنے لگ گئی۔

* *

اشفاق کے گھر کے لاؤنج میں اس وقت سب موجود تھے۔ اشفاق سنگل صوفے پر بیٹھے ہوئے تھے جبکہ زید ان کے پاس سر جھکائے بیٹھا تھا۔ تینوں بچے لان میں کھیل رہے تھے۔ عزاہ، جائی یانہ کو کاروبار کے بارے میں بتا رہی تھی۔ اشفاق نے اپنے گھر اور دو کان کو بیچ کر جو کاروبار شروع کیا تھا، اسے اب عزاہ نے سنبھال لیا تھا۔

وہ ابھی بات کر ہی رہے تھے جب پورچ میں گاڑی رکنے کی آواز آئی۔ ان سب کو پتہ تھا کون آیا ہے مگر ان کے یقین پر مہر بچوں کی زوردار نعرے نے لگائی۔

"عالیہ خالہ آ گئی!" اشفاق صاحب کے علاوہ سب ہی لوگ کھڑے ہو گئے اور ان کے اندر آنے کا انتظار کرنے لگ گئے۔ کچھ دیر بعد جیسے ہی عالیہ آئی، عزاہ اور جائی یانہ اس کے پاس گئے۔ پھر تینوں نے ایک ساتھ ایک دوسرے کو گلے لگا لیا جبکہ زید نے آگے ہو کر سفیر سے ہاتھ ملایا۔

صوفے پر بیٹھے اشفاق نے اپنی بیٹیوں کے ہنستے مسکراتے چہرے دیکھے۔ پھر سرد آہ بھری۔

ان کی زندگی بھی شاید ایسی ہی خوشحال ہو سکتی تھی اگر وہ بھی اپنی غلطی جلدی سمجھ جاتے اور اپنی بہن سے وہی پیار، وہی محبت کرتے جو اب ان کی تینوں بیٹیاں ایک دوسرے سے کرتی تھیں۔

کاش ان دونوں بہن بھائی میں بس محبت اور سمجھ ہوتی۔ کاش!

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

* *

(ختم شد)

مزید بہترین ناول/افسانے/آرٹیکل/مختصر کہانیاں اور معیاری شاعری پڑھنے کے لئے

نیچے دیئے گئے لنک پر کلک کریں۔

شکریہ!

www.novelsclubb.com

ہماری ایپ ڈاؤنلوڈ کریں اور رسائی حاصل کریں بے شمار مزے دار ناولوں تک

Download our app

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842